بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض الباری

[illegible]

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ

شرح صحیح بخاری

۱۳ ـ ۱۴ ـ ۱۵

تصحیح
[illegible] الخطیب

تقدیم
[illegible]

مکتبہ اصحاب الحدیث

[illegible]
اردو بازار لاہور

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۳

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاهور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد پنجم

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء

ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث

قیمت کامل سیٹ 10000

کمپوزنگ وڈیزائننگ .... حافظ عبدالوھاب
0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ

کتاب ہے بیان میں ابتدا پیدا ہونے مخلوق کے

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ قَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ وَّالْحَسَنُ كُلٌّ عَلَيْهِ هَيِّنٌ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ تفسیر اس آیت کے اور اللہ وہ ہے جو سرے سے پیدا کرتا ہے خلقت کو پھر دوبارہ پیدا کرتا ہے اس کو اور پھر پیدا کرنا آسان تر ہے اوپر اس کے پہلی بار پیدا کرنے سے اور کہا ربیع بن خثیم اور حسن نے کہ سب کام اس پر آسان ہے یعنی پہلی بار پیدا کرنا اور دوسری بار پیدا کرنا یعنی حمل کیا ہے ان دونوں نے اھون کو غیر تفصیل پر اور یہ کہ مراد ساتھ اس کے صفت سے ہے۔

فائدہ: بہرحال اثر ربیع کا پس موصول کیا ہے اس کو طبری نے اور لیکن اثر حسن کا تو اس کو بھی طبری نے روایت کیا ہے لیکن اس کا لفظ یہ ہے کہ دہرانا اس کا اھون ہے اوپر اس کے سرے سے پیدا کرنے اس کے سے اور ہر کام اللہ پر آسان ہے اور ظاہر اس کا باقی رکھنا صیغہ تفضیل کا ہے اپنے باب پر اور اس طرح کہا ہے مجاہد نے جیسا کہ ابو حاتم وغیرہ نے روایت کی ہے زجاج نے کہا کہ مخاطب کیے گئے بندے ساتھ اس چیز کے کہ سمجھتے تھے اس واسطے کہ ان کے نزدیک دہرانا اھون ہے ابتدا پیدا کرنے سے اور شافعی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں آیا ہے کہ وہ آسان تر ہے اوپر اس کے یعنی بیچ قادر ہونے کے اوپر اس کے نہ یہ کہ کوئی چیز اللہ پر مشکل ہے اس واسطے کہ اللہ کہتا ہے واسطے اس چیز کے کہ نہ ہو، ہو جا پس اس کے ساتھ پیدا ہو جاتی ہے۔

هَيْنٌ وَّهَيِّنٌ مِّثْلُ لَيْنٍ وَّلَيِّنٍ وَّمَيْتٍ وَّمَيِّتٍ وَّضَيْقٍ وَّضَيِّقٍ ﴿أَفَعَيِيْنَا﴾ أَفَأَعْيَا عَلَيْنَا حِيْنَ أَنْشَأَكُمْ وَأَنْشَأَ خَلْقَكُمْ لُغُوْبٌ النَّصَبُ.

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ کلمہ میں تشدید ''ی'' کے ساتھ بھی آیا ہے اور جزم ''ی'' کے ساتھ بھی مانند لین اور میت اور ضیق کے کہ یہ کلمے بھی ساتھ تشدید اور جزم ''ی'' کے آئے ہیں اور أَفَعَيِيْنَا کہ آیت أَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ

الْاَوَّلِ میں واقع ہے ساتھ معنی اَفَاَعْیَا عَلَیْنَا کے یعنی یہ استفہام انکاری ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں عاجز کیا ہم کو پہلی بار پیدا کرنے نے جبکہ ہم نے تم کو پیدا کیا اور اس میں التفات ہے تکلم سے طرف غیب کی۔ لُغُوْبٌ اَللُّغُوْبُ اَلنَّصَبُ یعنی لفظ لغوب کا کہ آیت مَامَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ میں واقع ہے ساتھ معنی نصب کے ہے یعنی اس کے معنی ماندگی ہیں۔

فائدہ: قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ یہود گمان کرتے تھے کہ اللہ نے پیدائش سے ساتویں دن آرام پایا تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو جھٹلایا کہ ہم کو کوئی ماندگی نہیں پہنچی۔

﴿أَطْوَارًا﴾ طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا عَدَا طَوْرَهٗ أَيْ قَدْرَهٗ.

یعنی لفظ اطوار کے معنی جو آیت وقد خلقکم اطوارا میں واقع ہے یعنی پیدا کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے طرح طرح سے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معنی اطوار کے ہونا اس کا ہے ایک بار نطفہ اور ایک بار علقہ الخ اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد مختلف ہونا حالات انسان کے ہیں صحت اور بیماری سے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ پیدا کیا تم کو مختلف رنگوں سے اور زبانوں سے عَدَا طَوْرَهٗ اَیْ قَدْرَهٗ یعنی اسی جگہ طور کے معنی قدر اور رتبے کے ہیں۔

٢٩٥٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَ نَفَرٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ أَبْشِرُوْا قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَتَغَيَّرَ فَجَآءَهٗ أَهْلُ الْيَمَنِ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْيَمَنِ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٢٩٥٢۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی تمیم کے چند لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بنی تمیم خوش ہو جاؤ تو انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بشارت دی پس ہم کو کچھ مال دیجئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا پھر یمن کے لوگ آئے تو فرمایا کہ اے یمن والو قبول کرو بشارت کو جب کہ بنی تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے قبول کی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء پیدا ہونے خلقت اور عرش کا حال بیان کرنا شروع کیا سو ایک مرد آیا تو اس نے کہا کہ اے عمران تیری سواری

وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ بَدْءَ الْخَلْقِ وَالْعَرْشِ فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ رَاحِلَتُكَ تَفَلَّتَتْ لَيْتَنِيْ لَمْ أَقُمْ.

چھوٹ گئی کاش کہ نہ اٹھتا میں یعنی کاش کہ میں سواری کے پیچھے نہ جاتا تا کہ تمام حدیث کو سنتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا تو یہ واسطے حسرت کے ہے اوپر ان کے کہ کس طرح انہوں نے دنیا کو اختیار کیا اور یا اس واسطے کہ اس وقت کوئی چیز حاضر نہ تھی کہ ان کو دیں اور یہ جو کہا کہ قبول کرو خوشخبری تو مراد یہ ہے کہ قبول کرو مجھ سے وہ چیز کہ تقاضا کرے یہ کہ بشارت دیے جاؤ تم ساتھ بہشت کے جبکہ لو تم اس کو مانند سمجھ حاصل کرنے کے دین میں اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے۔

فائدہ: اور شاید انہوں نے سوال کیا تھا احوال اس عالم کے سے اور یہی ظاہر ہے اور احتمال ہے کہ سوال کیا ہو اول جنس مخلوقات کے سے پس بنا بر پہلے احتمال کے تقاضا کرتا ہے سیاق کہ خبر دی حضرت ﷺ نے کہ جو چیز کہ پہلے پیدا ہوئی اس میں سے آسمان اور زمین ہیں اور بنا بر ثانی احتمال کے تقاضا کرتا ہے کہ عرش اور پانی مقدم ہو چکا ہے پیدا ہونا ان کا پہلے اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ اول کیا چیز پیدا ہوئی۔ (فتح)

۲۹۵۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلْتُ نَاقَتِيْ بِالْبَابِ فَأَتَاهُ نَاسٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالُوْا جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ

۲۹۵۳۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ پر داخل ہوا اور میں نے اپنی اونٹنی دروازے پر باندھی سو قوم بنی تمیم کے چند لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے ہم کو بشارت دی پس ہم کو کچھ مال دیجیے یہ بات انہوں نے دو بار کہی پھر یمن کے چند لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت اے یمن کے رہنے والو اگر نہیں قبول کیا اس کو بنی تمیم نے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم نے بشارت قبول کی انہوں نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کے پاس آئے ہیں تا کہ آپ ﷺ کو اس سے پوچھیں یعنی اس عالم کے حالات سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ہی تھا اور اس کے سواء اور کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا اور اللہ تعالیٰ نے لکھا لوح محفوظ میں ہر چیز کو پھر آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا سو کسی

شَیْءٍ وَّخَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ فَنَادٰی مُنَادٍ ذَهَبَتْ نَاقَتُكَ يَا ابْنَ الْحُصَيْنِ فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا هِیَ تَقْطَعُ دُوْنَهَا السَّرَابُ فَوَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ كُنْتُ تَرَكْتُهَا.

پکارنے والے نے پکارا کہ اے حصین کے بیٹے تیری اونٹنی چھوٹ گئی تو میں چلا ناگہاں میرے اور اس کے دیکھنے کے درمیان سراب حائل ہوتا تھا پس قسم اللہ کی البتہ میں نے اس کی تمنا کی کہ اونٹنی کو چھوڑ دیا ہوتا اور حضرت ﷺ کے اس بیان سے محروم نہ رہتا۔

فائدہ: اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز نہ تھی نہ پانی تھا اور نہ عرش اور نہ ان سوا اور کوئی چیز اس واسطے کہ یہ سب اللہ کے سوا ہیں اور حضرت ﷺ کا قول کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے پانی کو پیدا کیا پھر پانی پر عرش کو پیدا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا پھر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا قلم کو پس فرمایا کہ لکھ جو کچھ ہونے والا ہے پھر پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ کہ ان میں ہے پس اس میں تصریح ہے ساتھ ترتیب مخلوقات کے بعد پانی اور عرش کے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لکھا خلقت کی تقدیروں کو تو آسمان اور زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے آگے جو کچھ اللہ تعالیٰ کو پیدا کرنا منظور تھا اول اس کو لوح محفوظ میں لکھا پھر اس کے موافق عالم بنایا اور یہ جو کہا کہ اس کا عرش پانی پر تھا تو طیبی نے کہا کہ یہ فصل مستقل ہے اس واسطے کہ قدیم وہ ہے کہ کوئی چیز اس سے پہلے نہ ہو اور نہ معارضہ کرے اس کو اول ہونے میں لیکن اشارہ کیا حضرت ﷺ نے ساتھ قول اپنے کے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا طرف اس کے کہ پانی اور عرش تھے دونوں مبداء اس عالم کے اس واسطے کہ وہ آسمانوں اور زمین سے پہلے پیدا ہوئے اور نہ تھا اس وقت تلے عرش کے مگر پانی اور حاصل حدیث کا یہ ہے کہ تحقیق مطلق قول اس کا کہ تھا عرش اس کا پانی پر مقید ہے ساتھ قول آپ ﷺ کے کہ اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی اور مراد ساتھ كَانَ کے اول میں ازلیت ہے اور دوسرے میں حُدُوْثٌ بَعْدَ الْعَدُوْمِ یعنی پس معلوم ہوا کہ ازل میں اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی اور ایک روایت میں ہے کہ پیدا کیا اللہ نے پانی کو پہلے عرش سے اور ایک روایت میں ہے کہ پانی سے پہلے کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی یعنی بلکہ سب مخلوقات اس کے بعد پیدا ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے پہلے قلم کو پیدا کیا تو لکھا اس نے جو کچھ کہ قیامت تک ہونے والا تھا اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان پہلی روایت کے یہ ہے کہ اول پیدا ہونا قلم کا یہ نسبت ماسوائے پانی اور عرش کے ہے یا بہ نسبت اس چیز کے کہ اس سے صادر ہوئی ہے کتابت سے یعنی کہا گیا واسطے اس کے کہ لکھ جو پہلے پیدا ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے عقل کو پیدا کیا لیکن یہ حدیث ثابت نہیں ہوئی اور بر تقدیر ثبوت یہی اخیر تاویل اس کی ہے اور علماء کو اختلاف ہے اس میں کہ پہلے کون پیدا ہوا عرش یا قلم اکثر اس پر ہیں کہ پہلے عرش پیدا ہوا اور ابن جریر وغیرہ نے ثانی قول کو اختیار کیا ہے یعنی پہلے قلم پیدا ہوا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے لوح محفوظ کو پانچ سو برس کی راہ چوڑی پیدا کیا پھر فرمایا قلم کو پہلے اس سے کہ پیدا کرے خلق کو کہ لکھ اور اللہ تعالیٰ عرش پر تھا قلم نے کہا کہ میں کیا لکھوں فرمایا علم میرا بیچ حق خلقت میری کے قیامت تک اور نہیں ہے اس میں پہلے پیدا ہونا قلم کا عرش پر بلکہ اس میں ہے کہ عرش اس سے پہلے تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے قلم کو پیدا کیا تو اس نے لکھا جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ ابتداء پیدائش کی عرش اور پانی اور ہوا ہے اور پیدا ہوئی زمین پانی سے اور تطبیق ان اثروں میں ظاہر ہے اور اس حدیث میں جواز سوال کا ہے مبداء چیزوں سے اور بحث اس سے اور جواز جواب عالم کا ساتھ اس چیز کے کہ یاد ہو اس کو اس سے اور لازم آتا ہے اس پر باز رہنا اگر خوف کرے کہ سائل کے اعتقاد میں خلل پیدا ہوگا اور یہ کہ جنس زمانے کی اور اس کی نوع حادث ہے یعنی قدیم نہیں اور یہ کہ پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس مخلوقات کو جو بعد اس کے کہ پیدا نہ تھی نہ واسطے عاجز ہونے کے اس سے بلکہ ساتھ قدرت کے اور استنباط کیا ہے بعضوں نے سوال کرنے اشعریوں کے سے اس قصے سے یہ کلام کرنا اصول دین میں اور حدوث عالم میں بدستور جاری رہے ان کی اولاد میں یہاں تک کہ ظاہر ہوا یہ ان سے بیچ ابی الحسن اشعری کے اور سراب اس کو کہتے ہیں جو دن کو بیابان میں پانی کی طرح نظر آتا ہے۔ (فتح)

وَرَوٰى عِيْسٰى عَنْ رَقَبَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ.

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ایک جگہ کھڑے ہوئے سو خبر دی ہم کو ابتداء پیدا ہونے مخلوقات کے سے یہاں تک کہ بہشتی اپنی جگہوں میں داخل ہوئے اور دوزخی اپنی جگہوں میں داخل ہوئے سو یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا اور بھول گیا اس کو جو بھول گیا یعنی بعضوں کو یہ حدیث پوری یاد رہی اور بعضوں کو نہ رہی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ داخل ہوئے الخ تو یہ غایت ہے اس کی قول اَخْبَرَنَا کے یعنی خبر دی ہم کو ابتداء پیدائش عالم کے سے ایک چیز بعد دوسری کے یہاں تک کہ منتہی ہوا یہ خبر دینا حال قرار پکڑنے کے سے بہشت میں اور دوزخ میں اور دلالت کی اس نے اس پر کہ خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں ساتھ تمام احوال مخلوقات کے جب سے کہ پیدا ہوئی یہاں تک کہ فنا ہو کر دوسری بار زندہ ہوگی پس شامل ہے یہ اخبار مبداء اور معاش اور معاد سے اور ان سب حالات کو ایک مجلس میں آسان طور سے بیان کرنا خوارق عادت سے ہے اور مثل اس کے دوسرے طریق سے وہ حدیث ہے جو ترمذی نے عمرو بن عاص سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دو کاغذ تھے سو فرمایا واسطے اس خط کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے ہاتھ میں تھا کہ یہ نوشتہ ہے

رب العالمین کی طرف سے جس میں کہ نام ہیں کل بہشتیوں کے اور نام باپوں ان کے کے اور قبیلوں ان کے پھر ان کے اخیر میں سب کو مجمل بیان کیا یعنی کل اتنے ہیں کہ نہ کبھی ان میں کوئی بڑھایا جائے گا اور نہ کبھی ان سے گھٹایا جائے گا پھر فرمایا واسطے اس کاغذ کے جو آپ ﷺ کے بائیں ہاتھ میں تھا مانند اس کے بیچ حق دوزخیوں کے اور حدیث کے اخیر میں کہا کہ پھر حضرت ﷺ نے ان کو پھینک دیا پھر فرمایا کہ فارغ ہوا رب تمہارا بندوں سے ایک گروہ بہشت میں ہے اور ایک دوزخ میں اور یہ جو کہا کہ پھر ان کو پھینک دیا تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں کاغذ لوگوں کو نظر آتے تھے۔ (فتح)

٢٩٥٤۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ عَنْ أَبِیْ أَحْمَدَ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ أَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَشْتِمُنِیْ ابْنُ آدَمَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ أَنْ یَّشْتِمَنِیْ وَیُکَذِّبُنِیْ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ أَمَّا شَتْمُهٗ فَقَوْلُهٗ إِنَّ لِیْ وَلَدًا وَّأَمَّا تَکْذِیْبُهٗ فَقَوْلُهٗ لَیْسَ یُعِیْدُنِیْ کَمَا بَدَأَنِیْ.

٢٩٥٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ آدم کے بیٹے نے مجھ کو گالی دی اور اس کو یہ لائق نہ تھا کہ مجھ کو گالی دے اور مجھ کو جھٹلایا اور اس کو یہ لائق نہ تھا اپر اس کا مجھ کو گالی دینا سو اس کے اس قول میں ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ کے واسطے اولاد ہے اور اپر جھٹلانا اس کا مجھ کو سو اس کے قول میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو کبھی دوسری بار نہ بنائے گا جیسے کہ اس نے مجھ کو اول بار بنایا۔

فائدہ: اور گالی دینا وہ ایک وصف ہے ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کرے نقص کو اور نہیں شک ہے کہ دعوی اولاد کا واسطے اللہ کے مستلزم ہے امکان کو جو مستدعی ہے واسطے حدوث کے اور یہ نہایت نقص ہے بیچ حق باری کے جو پاک اور بلند ہے اور مراد حدیث سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ اللہ مجھ کو کبھی دوسری بار نہیں بنائے گا جیسے کہ اس نے مجھ کو پہلی بار بنایا اور یہ قول ان لوگوں کا ہے جو مرنے کے بعد جی اٹھنے کے منکر ہیں بت پرستوں سے۔ (فتح)

٢٩٥٥۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا مُغِیْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِیُّ عَنْ أَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضَی اللّٰهُ الْخَلْقَ کَتَبَ فِیْ کِتَابِهٖ فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِیْ غَلَبَتْ غَضَبِیْ.

٢٩٥٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا تو عرش پر اپنے پاس لکھ رکھا کہ مقرر میری رحمت آگے بڑے گی میرے غصے پر یعنی غصے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت زیادہ ہے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ معنی فوق کے یہاں تلے کے ہیں یعنی عرش سے تلے اور باعث اس تاویل کا یہ ہے کہ بعید ہے کہ ہو کوئی چیز مخلوقات سے اوپر عرش کے اور نہیں ہے کوئی ڈر بیچ جاری کرنے اس کے اوپر ظاہر اپنے کے اس واسطے کہ عرش بھی ایک مخلوق ہے مخلوقات سے اور احتمال ہے کہ مراد عندہ سے یہ ہو کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے پس نہ ہوگی عندیت مکانیہ بلکہ یہ اشارہ ہے کہ وہ خلق سے کمال پوشیدہ ہے اور دور ہے ان کے ادراک اور سمجھ سے اور مراد غضب سے لازم اس کا ہے اور وہ ارادہ پہنچانے عذاب کا ہے طرف اس شخص کے کہ واقع ہوا اس پر غضب اس واسطے کہ سبق اور غلبہ باعتبار تعلق کے ہے یعنی تعلق رحمت کے غالب ہے سابق ہے اوپر تعلق غضب کے اس واسطے کہ رحمت مقتضی ذات پاک اس کی کا ہے اور اپر غضب پس وہ موقوف ہے اوپر سابق ہونے عمل کے بندے حادث سے اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہوگا اعتراض اس شخص کا جو وارد کرتا ہے واقع ہونے عذاب کے کو پہلے رحمت کے بعض جگہوں میں مانند اس کے جو داخل ہوگا آگ میں موحدین سے پھر نکلے گا اس سے ساتھ ساتھ شفاعت وغیرہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی غلبے کے کثرت اور شمول ہیں یعنی اکثر افعال اس کے اور یہ سب تقریر بنا بر اس کے ہے کہ رحمت اور غضب ذات کی صفتوں سے ہیں اور بعض علماء کہتے ہیں کہ رحمت اور غضب فعل کی صفتوں سے ہیں ذات کی صفتوں سے نہیں اور نہیں ہے مانع ہونے مقدوم ہونے بعض فعلوں کے سے اوپر بعض کے پس ہوگا اشارہ ساتھ رحمت کی طرف بسانے آدم کے بہشت میں جب کہ پہلے پہل پیدا ہوئے مثلا اور مقابل اس کے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے نکالنے اس کے سے بہشت سے اور بدستور رہا اس پر حال تمام امتوں کا ساتھ مقدم کرنے رحمت کے بیچ پیدائش ان کی کے ساتھ فراخی کرنے کے اوپر ان کے رزق وغیرہ سے پھر واقع ہوتا تھا اوپر ان کے عذاب بسبب کفر ان کے کے اور جو بعض موحدین کے عذاب کا اعتراض ہوتا ہے تو ان کے حق میں رحمت سابق ہے اور اگر اس کا وجود نہ ہوتا تو ہمیشہ اسی میں رہتے اور طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بیچ سابق ہونے رحمت کے اشارہ ہے طرف اس کے کہ حصہ خلقت کا رحمت سے اکثر ہے حصے ان کے سے عذاب ہے اور یہ کہ پہنچتے ہیں اس کو آدمی بغیر استحقاق کے اور تحقیق غضب نہیں پہنچتے اس کو مگر ساتھ استحقاق کے پس رحمت شامل ہے آدمی کو جنین ہونے کی حالت میں اور شیر خوارگی کی حالت میں اور دودھ چھوڑنے کی حالت میں پہلے اس سے کہ صادر ہو اس سے کوئی چیز بندگی سے اور نہیں لاحق ہوتا اس کو غضب مگر بعد اس کے کہ صادر ہو اس سے گناہ جو مستحق ہے ساتھ اس کے غضب کو۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ یعنی بیان ہے اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے بیچ باب سات زمینوں کے

فائدہ: یعنی بیچ بیان وضع ان کی کے یعنی آپس میں برابر ہیں یا تلے اوپر۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اللہ وہ ہے جس

سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾. نے بنائے سات آسمان اور زمین بھی اتنی۔

فائدہ: اور داؤدی نے کہا کہ زمینیں ایک دوسری کے اوپر نیچے ہیں مانند آسمانوں کے اور بعض متکلمین سے منقول ہے کہ مثلیت خاص عدد میں ہے یعنی جتنے آسمان ہیں اتنی ہی زمینیں ہیں اور ساتوں آسمان متجاور ہیں یعنی برابر ہیں نیچے اوپر نہیں اور ابن تین نے بعضوں سے حکایت کیا ہے کہ زمین صرف ایک ہی ہے اور یہ قول مردود ہے ساتھ سنت اور قرآن کے اور دلالت کرتی ہے واسطے قول ظاہر کے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے ومن الارض مثلهن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہر زمین پر مثل ابراہیم کے ہے اور مانند اس کے کہ زمین پر ہے خلق سے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ مثل ان کی یعنی ساتھ زمینیں ہیں ہر زمین میں آدم علیہ السلام ہے مانند آدم تمہارے کے اور نوح ہے مانند نوح تمہارے کے اور ابراہیم ہے مانند ابراہیم تمہارے کے اور عیسیٰ مانند عیسیٰ تمہارے کے اور نبی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مانند محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے کے بیہقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے لیکن شاذ ہے ساتھ مرہ راوی کے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر میں تم کو اس آیت کی تفسیر بیان کروں تو البتہ تم کفر کرو اور کفر تمہارا یہ ہے کہ اس آیت کو جھٹلاؤ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں اور ظاہر اس آیت کا وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ اہل ہیئت کو بھی رد کرتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہے مسافت اور دوری درمیان ایک زمین کے اور دوسری زمین کے اگرچہ ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں اور یہ کہ ساخت میں زمین سخت ہے اور اس کا پیٹ نہیں اور اس کے وسط میں مرکز ہے اور وہ ایک نقطہ ہے فرض کیا ہوا متوہم وغیرہ اقوال ان کے جن پر کوئی دلیل نہیں اور ترمذی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ہر ایک آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے اور ہر ایک آسمان کی موٹائی بھی اسی طرح ہے یعنی پانچ سو برس کی راہ ہے اور ایک روایت مرفوع میں ہے کہ ہر ایک آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان اکہتر یا بہتر سال کی راہ ہے اور تطبیق دونوں حدیثوں میں اس طور سے دی گئی ہے کہ اختلاف مسافت کا درمیان دونوں کے باعتبار آہستہ چلنے اور تیز چلنے کے ہے۔

﴿وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ﴾ السَّمَآءُ — اور اَلسَّقْفُ الْمَرْفُوْعُ السَّمَآءُ یعنی سقف مرفوع کہ قرآن میں واقع ہے اس کے معنی آسمان ہیں۔

فائدہ: اور ربیع سے روایت ہے کہ سقف مرفوع سے مراد عرش ہے اور پہلے معنی اکثر ہیں اور یہ تقاضا کرتا ہے رد کو اس شخص پر جو کہتا ہے کہ آسمان گول ہے اس واسطے کہ سقف عربی زبان میں گول نہیں ہوتا۔ (فتح)

﴿سَمْكَهَا﴾ بِنَآئَهَا الْحُبُكُ اسْتِوَاؤُهَا وَحُسْنُهَا ﴿وَأَذِنَتْ﴾ سَمِعَتْ وَأَطَاعَتْ ﴿وَأَلْقَتْ﴾ أَخْرَجَتْ مَا فِيهَا مِنَ الْمَوْتٰى وَتَخَلَّتْ عَنْهُمْ ﴿طَحَاهَا﴾ دَحَاهَا ﴿بِالسَّاهِرَةِ﴾ وَجْهُ الْأَرْضِ كَانَ فِيهَا الْحَيَوَانُ نَوْمُهُمْ وَسَهَرُهُمْ.

اور سَمْكَهَا جو آیت رَفَعَ سَمْكَهَا میں واقع ہوا ہے کے معنی بنا کے ہیں یعنی بلند کیا عمارت اس کی کو اور مراد حُبُك سے کہ آیت وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ میں واقع ہے برابری اس کے اور خوبی اس کے ہیں اور لفظ اَذِنَت کا کہ آیت وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ میں واقع ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کا حکم سن لے اور اس کا کہا مان لے اور قبول کرے اس چیز کو کہ اس سے ارادہ کی گئی اور وَاَلْقَتْ کے معنی جو آیت وَاَلْقَتْ مَافِيهَا وَتَخَلَّتْ میں واقع ہے یہ ہیں کہ نکال ڈالے جو کچھ اس میں ہے مردوں سے اور خالی ہو جائے ان سے اور لفظ طَحٰهَا کے معنی جو آیت وَالْاَرْضِ وَ مَا طَحٰهَا میں واقع ہے دَحَاهَا ہیں یعنی اس کو صاف بچھایا یعنی ہر طرف سے دائیں اور بائیں اور بِالسَّاهِرَةِ کے معنی کہ آیت فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ میں واقع میں روئے زمین ہیں کہ اس میں جاندار چیزیں ہوں ان کا سونا اور جاگنا اس میں ہو۔

٢٩٥٦ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أُنَاسٍ خُصُومَةٌ فِي أَرْضٍ فَدَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَذَكَرَ لَهَا ذٰلِكَ فَقَالَتْ يَا أَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْأَرْضَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ.

۲۹۵۶۔ ابو سلمہ سے روایت ہے کہ اس کے اور چند لوگوں کے درمیان ایک زمین میں جھگڑا تھا تو ابو سلمہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے یہ جھگڑا ذکر کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے ابو سلمہ بچ زمین سے پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ظلم سے بالشت بھر زمین چھین لے گا تو اس کے گلے میں ساتھ طبق زمین کا طوق ڈالا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مظالم میں گزر چکی ہے۔

۲۹۵۷۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِّنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى سَبْعِ أَرَضِيْنَ.

۲۹۵۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ زمین ناحق لے گا وہ زمین میں ساتوں طبق تک دھنسایا جائے گا۔

۲۹۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِّنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُّتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ.

۲۹۵۸۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گا جیسا کہ اس دن تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان بنائے تھے ایک برس بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں یعنی ایک دوسرے کے پے درپے آتے ہیں سو ذیقعدہ اور ذی حجہ اور محرم ہیں اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادیٰ اور شعبان کے بیچ میں ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اکثر علم میں گزر چکی ہے اور کچھ آئندہ آئے گی۔

۲۹۵۹ ۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّهٗ خَاصَمَتْهُ أَرْوٰى فِيْ حَقٍّ زَعَمَتْ أَنَّهُ انْتَقَصَهٗ لَهَا إِلٰى مَرْوَانَ فَقَالَ سَعِيْدٌ أَنَا أَنْتَقِصُ مِنْ حَقِّهَا شَيْئًا أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ

۲۹۵۹ ۔ سعید بن زید سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا اس سے اروی نے پاس مروان کے کہ اس وقت حاکم تھا بیچ ایک زمین کے کہ گمان کیا اروی نے کہ اس نے اس کا حق کم کر دیا ہے یعنی اس کی کچھ زمین چھین لی ہے تو سعید نے کہا کہ میں اس کے حق سے کچھ زمین کم کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو کوئی ظلم سے بالشت بھر زمین چھین لے گا تو قیامت کے دن اس کے گلے میں ساتھ طبق زمین کا طوق ڈالا جائے گا۔

أَرَضِينَ قَالَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ لِيْ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری بحث کتاب مظالم میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ فِي النُّجُوْمِ وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ﴾ خَلَقَ هٰذِهِ النُّجُوْمَ لِثَلَاثٍ جَعَلَهَا زِيْنَةً لِلسَّمَآءِ وَرُجُوْمًا لِلشَّيَاطِيْنِ وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدٰى بِهَا فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيْهَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَخْطَأَ وَأَضَاعَ نَصِيْبَهٗ وَتَكَلَّفَ مَا لَا عِلْمَ لَهٗ بِهٖ.

باب ہے بیان میں ستاروں کے اور کہا قتادہ رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ کہ ہم نے رونق دی ورلے آسمان کو چراغوں سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین چیز کے واسطے پیدا کیا ایک یہ کہ اس سے آسمان کو رونق دی دوسرے یہ کہ ان کو شیطانوں کی پھینک مار ٹھہرایا تیسرے یہ کہ ان کو نشانیاں ٹھہرایا کہ ان کے ساتھ راہ پائی جائے سو جو تاویل کرے اس میں بغیر تین چیزوں کے تو ان سے خطا کی اور اپنا حصہ ضائع کیا اور تکلف کیا بیچ سمجھنے اس چیز کے کہ اس کا اس کو علم نہیں۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو عبد بن حمید نے شیبان کے طریق سے اور اس کے آخر میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ بعض جاہلوں نے ان ستاروں میں کہانت پیدا کی ہے کہ جو فلانے ستارے کے ساتھ درخت لگائے تو ایسا ہوتا ہے اور جو فلانے ستارے کے ساتھ سفر کرے تو اس کے واسطے ایسا ہوتا ہے اور قسم ہے میری عمر کی کہ ستاروں سے کوئی ستارہ نہیں مگر یہ کہ پیدا ہوتا ہے ساتھ اس کے دراز قد اور پست قد اور سرخ رنگ اور سفید اور خوبصورت اور بدصورت اور نہیں علم ان ستاروں کا اور اس چوپائے کا اور اس جانور کا کچھ چیز اس غیب سے اور ساتھ اس زیادت سے ظاہر ہو گی مناسبت وارد کرنے مصنف کی اس چیز کو کہ وارد کیا ہے اس کو تغیر چیزوں کے سے جو ذکر کیا ان کو قرآن سے اگرچہ بعض کا ذکر استطراداً واقع ہوا ہے داؤدی نے کہا کہ قول قتادہ کا حسن ہے لیکن قول اس کا اخطاء واضاع نصیبہ پس تحقیق کوتاہی کی اس میں قتادہ نے بلکہ جو یہ بات کہے وہ کافر ہے اور نہیں متعین ہے کفر اس کے قائل کے حق میں اور اس واسطے اس کے نہیں کہ کافر ہوتا ہے جو منسوب کرے طرف ان کے اختراع کو اور اپر جو ٹھہرائے ان کو علامت اوپر حدوث کسی امر کے بیچ زمین کے تو نہیں اور اس کی تقریر باب الاستقاء میں گزر چکی ہے اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ستارے سب معلق ہیں یعنی لٹکے ہوئے ہیں ورلے آسمان میں مانند لٹکانے قندیلوں کے مسجد میں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَشِيْمًا﴾ مُتَغَيِّرًا وَّالْأَبُّ مَا يَأْكُلُ الْأَنْعَامُ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ هَشِيْمًا کے معنی جو آیت فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا میں واقع ہے متغیر ہیں یعنی چورا ہوا ہو اور اَبٌّ کے معنی جو آیت اَبًّا مَّتَاعًا لَّكُمْ میں واقع ہے وہ چیز ہے جس کو مویشی کھائیں۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ اب کے معنی گھاس ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اب ہر چیز ہے کہ روئے زمین پر اگے۔

وَالْأَنَامُ الْخَلْقُ ﴿بَرْزَخٌ﴾ حَاجِبٌ وَّقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَلْفَافًا﴾ مُلْتَفَّةً وَّالْغُلْبُ الْمُلْتَفَّةُ ﴿فِرَاشًا﴾ مِهَادًا كَقَوْلِهِ ﴿وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ﴾ ﴿نَكِدًا﴾ قَلِيْلًا.

اور اَنَام کے معنی جو آیت وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ میں واقع ہوا ہے خلقت ہیں اور بَرْزَخ کے معنی جو آیت بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ میں واقع ہوا ہے حاجب ہیں یعنی پردہ اور آڑ اور مجاہد نے کہا کہ اَلْفَافًا کے معنی جو آیت وَجَنَّاتٍ اَلْفَافًا میں واقع ہوا ہے آپس میں لپٹے ہوئے ہیں اور غُلْبًا کے معنی بھی آپس میں لپٹے ہوئے ہیں جو آیت وَحَدَآئِقَ غُلْبًا میں واقع ہوا ہے اور فِرَاشًا کے معنی بچھونا ہے مانند اس آیت کے کہ واسطے تمہارے زمین میں ٹھکانا ہے اور ٹھہرنا اور نَكِدًا کے معنی جو آیت وَلَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا میں واقع ہے تھوڑی چیز ہیں جو فائدہ نہیں دیتی۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ مثال جو بیان کی گئی ہے واسطے کافروں کے مانند زمین شور کے کہ اس سے برکت نہیں نکلتی۔

بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ﴿بِحُسْبَانٍ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ كَحُسْبَانِ الرَّحٰى.

باب ہے بیان تفسیر اس آیت کے کہ سورج اور چاند حساب معین کے ساتھ چلتے ہیں اور مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ سورج اور چاند پھرتے ہیں ساتھ حساب مقرر کے مانند پھرنے چکی کے کہ ایک چال سے پھرتی ہے۔

فائدہ: اور مراد مجاہد کی یہ ہے کہ وہ جاری ہیں اوپر حسب حرکت رحو یہ دور یہ کہ یعنی گول حرکت اور اوپر وضع اس کی کے۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ بِحِسَابٍ وَّمَنَازِلَ لَا يَعْدُوَانِهَا حُسْبَانٌ جَمَاعَةُ حِسَابٍ مِّثْلِ شِهَابٍ وَّشُهْبَانٍ ﴿ضُحَاهَا﴾ ضَوْئُهَا ﴿أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ أَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْآخَرِ وَلَا يَنْبَغِي لَهُمَا ذٰلِكَ ﴿سَابِقُ النَّهَارِ﴾ يَتَطَالَبَانِ حَثِيْثَيْنِ ﴿نَسْلَخُ﴾ نُخْرِجُ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ وَنُجْرِيْ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ﴿وَاهِيَةٌ﴾ وَهْيُهَا تَشَقُّقُهَا ﴿أَرْجَآئِهَا﴾ مَا لَمْ يَنْشَقَّ مِنْهَا فَهُمْ عَلٰى حَافَتَيْهَا كَقَوْلِكَ عَلٰى أَرْجَآءِ الْبِئْرِ ﴿أَغْطَشَ﴾ وَ ﴿جَنَّ﴾ أَظْلَمَ وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿كُوِّرَتْ﴾ تُكَوَّرُ حَتّٰى يَذْهَبَ ضَوْئُهَا ﴿وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ﴾ جَمَعَ مِنْ دَآبَّةٍ ﴿اتَّسَقَ﴾ اسْتَوٰى ﴿بُرُوْجًا﴾ مَنَازِلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ.

اور مجاہد کے غیر نے کہا کہ دونوں چلتے ہیں ساتھ حساب اور منازل کے نہیں تجاوز کرتے اس سے اور حُسْبَانٌ جمع ہے حساب کے مثل شہاب کے اور شہبان کے اور ضُحٰهَا کے معنی جو آیت وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا میں واقع ہے روشنی اس کی ہے یعنی آیت اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ کے معنی یہ ہیں کہ ایک روشنی دوسری کی روشنی کو نہیں ڈھانکتی اور نہ ان کو یہ بات لائق ہے اور آیت وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ کے معنی یہ ہیں کہ دن اور رات ایک دوسرے کو طلب کرتے ہیں ساتھ جلدی کے یعنی چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے پر غالب آئیں لیکن غالب نہیں آسکتے بلکہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلتے ہیں اور نَسْلَخُ کے معنی یہ ہیں کہ نکالتے ہم ایک کو دوسرے سے اور چلتا ہے ہر ایک دونوں سے بدستور آسمان میں بدستور اور وَاهِيَةٌ کے معنی جو آیت فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ میں واقع ہے پھٹ جانا اس کا ہے اور آیت وَالْمَلَكُ عَلٰى اَرْجَآئِهَا کے معنی یہ ہیں کہ فرشتے اس کے کناروں پر ہوں جب تک کہ نہ پھٹے گا ان سے پس وہ اس کے کناروں پر ہوں گے مانند قول تیرے کے کہ کنوئیں کے کنارے پر اور اَغْطَشَ اور جَنَّ کے معنی اَظْلَمَ ہیں یعنی سیاہ ہوئی رات اور حسن نے کہا کہ کُوِّرَتْ کے معنی جو آیت اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ میں واقع ہوا یہ ہیں کہ لپیٹا جائے سورج یہاں تک کہ اس کی روشنی دور ہو جائے اور کہا جاتا ہے اس آیت کی تفسیر میں یعنی قسم ہے رات کی اور جو جمع کیا اس نے چوپایوں سے اور اِتَّسَقَ کے معنی استوی کے ہیں یعنی سیدھا اور برابر ہوا اور بروج سورج اور چاند کی منزلیں ہیں۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ بروج ستارے ہیں اور ابو صالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بڑے بڑے ستارے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ محل ہیں آسمانوں میں اور قتادہ سے روایت ہے کہ محل ہیں آسمان کے دروازوں پر ان میں چوکیدار رہتے ہیں اہل ہیئت کے نزدیک بروج منازل کے غیر ہیں پس ان کے نزدیک برج بارہ ہیں اور منازل اٹھائیس ہیں اور ہر برج عبارت ہے دو منزلوں سے اور ثلث منزل سے۔ (فتح)

﴿الْحَرُوْرُ﴾ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ — حرور وہ ہے جو دن کو سورج کے ساتھ ہو یعنی گرمی آفتاب کی

فائدہ: اور فراء نے کہا کہ حرور گرمی دائم کو کہتے ہیں خواہ دن کو ہو یا رات کو اور سموم خاص دن کو ہوتی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّرُؤْبَةُ الْحَرُوْرُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُوْمُ بِالنَّهَارِ — ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حرور وہ گرمی ہے جو رات کو ہو سموم وہ گرمی ہے جو دن کو ہو

فائدہ: اور سدی نے کہا کہ مراد ساتھ ظل اور حرور کے آیت میں بہشت اور دوزخ ہے۔

يُقَالُ ﴿يُوْلِجُ﴾ يُكَوِّرُ — اور کہا جاتا ہے کہ يُوْلِجُ کے معنی يُكَوِّرُ ہیں یعنی لپیٹا ہے

فائدہ: اور ابو عبیدہ نے کہا کہ یولج کے معنی یہ ہیں کہ کمی ہوتی ہے رات سے پس زیادتی ہوتی ہے دن میں اور اسی طرح دن اور مجاہد سے روایت ہے کہ جو چیز ایک سے کم ہو وہ دوسرے میں داخل ہوتی ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ موسم گرمی کے رات اس کی دن میں داخل ہوتی ہے اور موسم سردی کا دن اس کی رات میں داخل ہوتا ہے۔ (فتح)

﴿وَلِيْجَةً﴾ كُلُّ شَيْءٍ أَدْخَلْتَهُ فِيْ شَيْءٍ. — اور وَلِيْجَه وہ چیز ہے کہ داخل کرے تو اس کو کسی چیز میں

فائدہ: یہ قول ابو عبیدہ کا ہے یعنی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ولم يتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المؤمنين وليجة﴾ یعنی ہر وہ چیز کہ داخل کرے تو اس کو کسی چیز میں کہ وہ اس سے نہ ہو وہ ولیجہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ نہ پکڑو دوست اس کو جو مسلمانوں میں سے نہیں۔ (فتح)

۲۹۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ ذَرٍّ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ أَتَدْرِيْ أَيْنَ تَذْهَبُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ

۲۹۶۰۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا جبکہ سورج غروب ہوا کیا تو جانتا ہے کہ یہ آفتاب کہاں جاتا ہے یعنی بعد غروب ہونے کے سو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاتا ہے سجدہ کرتا ہے عرش کے نیچے پھر اجازت مانگتا ہے کہ طلوع کر کے دوسرا دورہ شروع کرے پھر اس کو اجازت

حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوْشِكُ أَنْ تَسْجُدَ فَلَا يُقْبَلَ مِنْهَا وَتَسْتَأْذِنَ فَلَا يُؤْذَنَ لَهَا يُقَالُ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾.

ملتی ہے اور قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے گا اور اس کا سجدہ قبول نہ ہوگا اور اجازت مانگے گا دورہ کرنے کی تو اس کو اجازت نہ ملے گی پھر اس کو حکم ہوگا کہ پلٹ جا جدھر سے تو آیا ہے تو چڑھے گا پچھم کی طرف سے تو یہی مطلب ہے قرآن میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ آفتاب چلتا ہے اپنی قرارگاہ تک یہ اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے عزت والے دانا کا۔

فائدہ: اس آیت کی پوری شرح تفسیر سورۂ یٰسٓ میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ بیان سیر آفتاب کا ہے ہر دن اور رات میں اور اس کا ظاہر مخالف ہے واسطے قول اہل ہیئت کے کہ سورج آسمان میں گڑا ہوا ہے پس اہل ہیئت کا قول تقاضا کرتا ہے کہ آسمان گھومتا ہے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فقط آفتاب ہی چلتا پھرتا ہے آسمان نہیں چلتا اور مثل اس کی ہے قول اللہ تعالیٰ کا دوسری آیت میں ﴿کل فی فلك یسبحون﴾ یعنی ہر ایک ایک سورج چاند اور ستاروں سے آسمان میں گھومتے ہیں اور ابن عربی نے کہا کہ ایک قوم نے اس کے سجدے سے انکار کیا ہے اور اس کا سجدہ صحیح اور ممکن ہے اور تاویل کیا ہے اس کو ایک قوم نے اوپر اس چیز کے کہ وہ اس پر ہے تسخیر دائمی سے اور نہیں مانع ہے کہ اپنے مجرے سے نکل کر سجدہ کرے پھر رجوع کرے اپنے مجرے میں میں کہتا ہوں کہ اگر مراد ساتھ نکلنے کے وقوف ہے یعنی کھڑا ہونا تو واضح ہے نہیں تو نہیں ہے کوئی دلیل اوپر نکلنے کے مجرے سے اور احتمال ہے کہ ہو مراد سجدہ سے سجدہ ان فرشتوں کا کہ اس کے ساتھ موکل ہیں یعنی جو اس پر تعین ہے یا سجدہ کرتا ہے ساتھ صورت حال کے پس ہوگی مراد زیادتی کے فرمانبرداری اور خضوع میں اس وقت میں۔ (فتح)

٢٩٦١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الدَّانَاجُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۲۹۶۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند کی روشنی لپیٹ ڈالی جائے گی قیامت کے دن یعنی بے نور ہو جائے گی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر آگ میں ڈالے جائیں گے خطابی نے کہا کہ نہیں مراد ساتھ ڈالنے کے آگ میں عذاب کرنا ان کا ساتھ اس کی اور لیکن وہ اولا ہونا ہے واسطے ان لوگوں کے جو دنیا میں ان کو پوجتے تھے تا کہ جان لیں کہ ان کا پوجنا باطل تھا اور بعض کہتے ہیں کہ سورج اور چاند آگ سے پیدا ہوئے ہیں تو اسی میں پھر

ڈالیں جائیں گے اور اسماعیلی نے کہا کہ آگ میں ڈالنے سے ان کا عذاب کرنا لازم نہیں آتا پس تحقیق واسطے اللہ تعالیٰ کے آگ میں فرشتے ہیں اور پتھر وغیرہ تا کہ ہو واسطے دوزخیوں کے عذاب اور ایک ہتھیار عذاب کے ہتھیاروں سے اور جو چاہے اللہ اس سے پس نہ ہوں گے وہ عذاب کیے گئے۔ (فتح)

۲۹۶۲ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا.

۲۹۶۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں کسی کے مرنے جینے سے گہن نہیں پڑتا لیکن وہ دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں سے سو جب تم گہن کو دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو یعنی یہاں تک کہ وہ روشن ہو جائے۔

۲۹۶۳ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ.

۲۹۶۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے کسی کے مرنے جینے سے ان میں گہن نہیں پڑتا سو جب تم گہن کو دیکھا کرو تو اللہ کو یاد کیا کرو۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الکسوف میں گزر چکی۔

۲۹٦٤ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ قَامَ فَكَبَّرَ

۲۹۶۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے جس دن میں سورج میں گہن پڑا پس اللہ اکبر کہا اور قرات پڑھی دراز پھر رکوع کیا دراز پھر رکوع سے سر اٹھایا پس کہا سمع اللہ لمن حمدہ اور بدستور کھڑے رہے پھر قرات پڑھی دراز اور وہ پہلی قرات سے کم تر تھی پھر رکوع کیا

وَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَقَامَ كَمَا هُوَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً وَهِيَ أَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولٰى ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهِيَ أَدْنٰى مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولٰى ثُمَّ سَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ.

دراز اور وہ پہلے رکوع سے کمتر تھا پھر سجدہ کیا دراز پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا پھر سلام پھیری اور حالانکہ روشن ہو گیا تھا آفتاب پھر لوگوں پر خطبہ پڑھا پس فرمایا بیچ حق گہن آفتاب اور چاند کے کہ وہ دونشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے کسی کے مرنے جینے سے ان میں گہن نہیں پڑتا پس جب تم گہن دیکھا کرو پس متوجہ ہوؤ طرف نماز کے۔

٢٩٦٥ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا.

۲۹۶۵۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں کسی کے مرنے اور جینے سے گہن نہیں پڑتا لیکن وہ دونشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے سو جب تم اس کو دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو۔

فائدہ: ان سب حدیثوں کی شرح کسوف میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِهِ ﴿وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ نُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ﴾

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ مضمون اس آیت کے کہ اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو واسطے خوشخبری دینے کے آگے اپنی رحمت کے یعنی مینہ کے۔

فائدہ: اس کی تفسیر آئندہ آئے گی۔

﴿قَاصِفًا﴾ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ
﴿لَوَاقِحَ﴾ مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً

مراد اس سے تفسیر کرنی اس آیت کی ہے **فیرسل علیکم قاصفا من الریح** یعنی پس بھیجتا ہے تم پر سخت ہوا ابو عبید

نے کہا کہ قاصف ہوا ہے جو ہر چیز کو پیس ڈالے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَاَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ﴾ یعنی چلا دیں ہم نے ہوائیں رس بھری اور یہ کہ اصل لواقح کا ملاقح ہے اور اس کا واحد ملقحہ یعنی حاملہ کرنے والی ہے۔

فائدہ: اور یہ قول ابو عبیدہ کا ہے اور ابن اسحاق کا اور ان کے سوا اور لوگ اس سے انکار کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ لواقح وہ ہیں جو خود حاملہ ہوں اور طبری نے کہا کہ صواب یہ ہے کہ ہوا ایک وجہ سے حاملہ ہے اور ایک وجہ سے حاملہ کرنے والی ہے اس واسطے کہ لقح اٹھانا اس کا ہے پانی کو القاح اس کا عمل کرنا اس کا بادل میں پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بھیجتا ہے اللہ ہواؤں کو سو اٹھاتی ہیں پانی کو پس حاملہ کرتی ہیں بادل کو اور اس کو لیجاتی ہیں پھر اس کو برساتی ہیں۔ (فتح)

﴿إِعْصَارٌ﴾ رِيْحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَآءِ كَعَمُوْدٍ فِيْهِ نَارٌ ﴿صِرٌّ﴾ بَرْدٌ.

مراد ساتھ اس کے تفسیر اس آیت کی ہے فاصابها اعصار یعنی اعصار سخت ہوا کو کہتے ہیں جو زمین سے آسمان کو چلتی ہے مانند ستون کے کہ اس میں آگ ہو صر برد یعنی صر کے معنی سردی ہے۔

فائدہ: مراد اس سے اس آیت کی تفسیر ہے ریح فیها صر۔

﴿ نُشُرًا ﴾ مُتَفَرِّقَةً

ابو عبیدہ نے کہا کہ صر سخت سردی ہے نشرا متفرقة یعنی نشر کے معنی جدا جدا ہیں یعنی ہر طرف سے اور ہر کنارے سے چلتی ہے۔

٢٩٦٦ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ.

٢٩٦٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو فتح نصیب ہوئی پورب کی ہوا سے اور ہلاک ہوئے عاد کی قوم پچھم کی ہوا سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف آیت کی بیچ قصے احزاب کے ﴿فارسلنا علیهم ریحا وجنودا لم تروها﴾ اور بعض کہتے ہیں کہ صبا وہ ہوا ہے جس نے یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو یعقوب علیہ السلام کو پہنچائی تھی پہلے اس سے کہ وہ ان کے پاس پہنچیں ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث میں تفصیل ہے بعض مخلوقات کی بعض پر اور اس میں خبر دینا آدمی کا ہے نفس اپنے سے ساتھ اس چیز کے کہ فضیلت دی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے بطور بیان کرنے نعمت کے نہ بطور فخر کے

اور یہ کہ جائز ہے خبر دینی پہلی امتوں سے اور ہلاک ہونے ان کی سے۔ (فتح)

٢٩٦٧ ـ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى مَخِيلَةً فِي السَّمَآءِ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ فَإِذَا أَمْطَرَتِ السَّمَآءُ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَّفَتْهُ عَائِشَةُ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَدْرِيْ لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ قَوْمٌ ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ﴾ الْأٰيَةَ.

٢٩٦٧۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب آسمان میں بادل دیکھتے تھے تو خوف سے کبھی آگے بڑھتے کبھی پیچھے ہٹتے اور کبھی داخل ہوتے اور کبھی باہر آتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو جاتا تھا پھر جب مینہ برستا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حالت دور ہو جاتی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا سبب پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ شاید کہ یہ بادل ایسا ہو جیسا کہ عاد کی قوم نے کہا پھر جب دیکھا انہوں نے اس کو ابر سامنے آیا ان کے نالوں کے بولے یہ ابر ہے ہم پر پانی برسانے والا آخر آیت تک۔

فائدہ: اور اس حدیث میں یاد دلانا ہے اس چیز کا کہ غافل ہوتا ہے اس سے آدمی اس قسم سے کہ واقع ہوئی ہے واسطے پہلی امتوں کے اور ڈرانا ہے ان کی راہ میں چلنے سے واسطے خوف واقع ہونے اس چیز کے کہ ان کو پہنچی اور اس میں شفقت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر اور رحمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطے ان کے جیسا کہ تعریف کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ نے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح خوف کیا معذب ہونے اس قوم کے سے جس میں خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہیں ہے اللہ کہ ان کو عذاب کرے اور حالانکہ تو ان کے بیچ موجود ہو اور جواب یہ ہے کہ یہ آیت اس قصے کے بعد اتری ہے اور متعین ہوتا ہے حمل اوپر اس کے اس واسطے کہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر کرامت کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بلند ہونے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس نہ خیال کیا جائے گا کم ہونا درجے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کا ہرگز اور اعتراض کیا جاتا ہے اوپر اس کے کہ آیت انفال کی بیچ حق مشرکین اہل بدر کے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اشارہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ یہی دستور تھا اور اولیٰ جواب میں یہ ہے کہ کہا جائے کہ انفال کی آیت تخصیص کا احتمال رکھتی ہے کہ آیت مذکورین کے ساتھ خاص ہو یا ایک وقت معین کے ساتھ خاص ہو یا مقام خوف کا تقاضا کرتا ہے اللہ کے مکر سے عدم امن کے غلبے کا اور اولیٰ تمام وجوں سے یہ ہے کہ کہا جائے کہ خوف کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں گے یہ کہ واقع ہو ساتھ ان کے عذاب اوپر ایماندار پس واسطے شفقت کے اوپر اس کے اور اوپر کافر پس واسطے امید سلام اس کے۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ

باب ہے بیان میں فرشتوں کے

فائدہ: ملائکہ جمع ملک کی ہے ساتھ فتح لام کے پس بعض کہتے ہیں کہ وہ مخفف ہے مالک سے اور بعض کہتے ہیں کہ

مشتق ہے لوکت سے اور یہ قول سیبویہ اور جمہور کا ہے اور لوکت کے معنی رسالت کے ہیں یعنی پیغمبری اور کہا جمہور اہل کلام نے مسلمانوں سے کہ فرشتے اجسام لطیفہ ہیں قدرت دی ہے ان کو اللہ نے اوپر متشکل ہونے کے ساتھ اشکال مختلفہ کے یعنی اپنی شکلوں کو کئی طرح سے بدل سکتے ہیں کبھی آدمی کی شکل بن جاتے ہیں اور کبھی کسی اور جاندار کی ان کے رہنے کی جگہ آسمان ہیں اور بہت باطل ہے قول اس کا جو کہتا ہے کہ وہ ستارے ہیں یا وہ عمدہ نفوس ہیں جو اپنے بدنوں سے جدا ہوئے ہیں اور سوائے اس کے اور اقوال کہ ادلہ سمعیہ میں کوئی چیز ان سے پائی نہیں جاتی اور فرشتوں کی صفت اور کثرت میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان میں سے ایک حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور ان میں سے ایک حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے جو طبرانی نے روایت کی ہے کہ نہیں ہے ساتوں آسمانوں میں جگہ قدم رکھنے کی اور نہ بالشت بھر اور نہ ہتھیلی کے برابر مگر کہ اس میں فرشتہ کھڑا ہے یا رکوع کرنے والا ہے یا سجدہ کرنے والا ہے اور ان میں سے ایک حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ کی ہے جو ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آسمانوں میں چار انگلی کے برابر جگہ نہیں مگر کہ اس پر فرشتہ سجدہ کرنے والا ہے اور سعید بن میبّب سے روایت ہے کہ فرشتے نہ مرد ہیں اور نہ عورت نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ آپس میں نکاح کرتے ہیں نہ اولاد جنتے ہیں میں کہتا ہوں کہ بیچ قصے فرشتوں کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے اور سارہ کے وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے کہ وہ کھاتے نہیں اور ایک قصے میں آیا ہے کہ فرشتے ایک درخت سے کھاتے ہیں جو ہمیشگی کا درخت ہے لیکن یہ حدیث ثابت نہیں اور بیچ ان حدیثوں کے اور جو وارد ہوا ہے قرآن میں فرشتوں کے ذکر سے رد ہے ان ملحدوں پر جو فرشتوں کے وجود کے منکر ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مقدم کیا ہے ذکر فرشتوں کا اوپر پیغمبروں کے یعنی پہلے فرشتوں کو ذکر کیا ہے پھر پیغمبروں کو نہ اس واسطے کہ فرشتے اس کے نزدیک افضل ہیں بلکہ واسطے مقدم ہونے ان کے پیدائش میں اور واسطے سابق ہونے ذکر ان کے قرآن میں کئی آیتوں میں مانند اس آیت کے: ﴿کل امن باللّٰہ وملائکۃ وکتبہ ورسلہ﴾ اور مانند اس آیت کے: ﴿ومن یکفر باللّٰہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ﴾ اور مانند اس آیت کی ہے: ﴿ولکن البر من امن باللّٰہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب والنبین﴾ اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو حج کے باب میں آئی ہے وارد ہوا ہے کہ شروع کر اس چیز سے کہ شروع کیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ نے اور نیز اس واسطے کہ وہ وسائط ہیں درمیان اللہ کے اور درمیان پیغمبروں کے بیچ تبلیغ وحی کے اور شرائع کے پس مناسب ہوا کہ پہلے ان کو ذکر کیا جائے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فرشتے پیغمبروں سے افضل ہوں اور میں نے تفضیل ملائکہ کا مسئلہ کتاب التوحید میں ذکر کیا ہے اور فرشتوں کی کثرت کی دلیلوں سے ایک یہ حدیث ہے جو معراج کے بیان میں آئے گی کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر دوسری بار اس میں داخل نہیں ہوتے (فتح)

وَقَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ — اور کہا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

سَلَامٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ.

نے حضرت ﷺ سے کہا کہ جبرئیل دشمن ہے یہود کا فرشتوں میں سے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ہجرت میں آئے گی۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ﴾ الْمَلَائِكَةُ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کی تفسیر میں لنحن الصافون یعنی ہم قطار باندھے ہیں یعنی مراد فرشتے ہیں۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ نہیں آسمان میں جگہ قدم رکھنے کی مگر کہ اس پر فرشتہ کھڑا ہے یا سجدہ کرنے والا پس یہی مراد ہے اس آیت سے ﴿وانا لنحن الصافون﴾ پھر ذکر کیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیثیں چونتیس سے زیادہ ہیں اور یہ امر اس کتاب کی نادر باتوں سے ہے یعنی بہت حدیثوں کا وارد کرنا پس تحقیق عادت امام بخاری رحمہ اللہ کی اکثر یہ ہے کہ جدا کرتا ہے حدیثوں کو ساتھ تراجم کے اور یہاں ان سے یہ کام نہیں کیا اور تحقیق شامل ہیں حدیثیں باب کی اوپر بعض مشہور فرشتوں کے مانند جبرائیل کے اور واقع ہوا ہے ذکر اس کا باب کی اکثر حدیثوں میں اور مانند میکائیل کے اور وہ فقط سمرہ کی حدیث میں ہے اور مانند اس فرشتے کے جو آدمی کی صورت کے بنانے پر تعین ہے اور مانند مالک کے جو دوزخ کا داروغہ ہے اور مانند فرشتے پہاڑوں کے اور ان فرشتوں کے جو ہر آسمان میں ہیں اور ان فرشتوں کے جو ابر میں اترتے ہیں اور ان فرشتوں کے جو بیت المعمور میں داخل ہوتے ہیں اور ان فرشتوں کے جو جمعہ کے دن لوگوں کو لکھتے ہیں اور بہشت کے چوکیداروں کے اور ان فرشتوں کے جو آگے پیچھے آتے جاتے ہیں اور واقع ہوا ہے ذکر فرشتوں کا علی العموم بیچ ہونے ان کے کہ نہیں داخل ہوتے وہ جس گھر میں تصویریں ہوں اور یہ کہ وہ آمین کہتے ہیں اوپر قراءۃ نماز کے اور کہتے ہیں ربنا ولك الحمد اور دعا کرتے ہیں واسطے اس کے جو نماز کی انتظار کرے اور لعنت کرتے ہیں اس عورت کو جو اپنے خاوند کے بچھونے سے جدا رہے اور اوپر جبرائیل پس تحقیق وصف کیا ہے اس کو اللہ نے ساتھ روح اپنے کے اور روح القدس وغیرہ کے اور تفسیر میں آئے گا کہ جبرائیل کے معنی عبداللہ ہیں اور یہ لفظ سریانی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عربی ہے اور یہ بعید ہے واسطے اتفاق کے اوپر غیر منصرف ہونے اس کے اور طبرانی میں ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ جبرائیل کروبیوں سے ہے اور وہ سردار فرشتے ہیں اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا کہ تو کس چیز پر متعین ہے تو جبرائیل نے کہا کہ ہواؤں اور فوجوں پر حضرت ﷺ نے فرمایا اور میکائیل کس چیز پر متعین ہے کہا کہ چیزوں

کے اُگانے پر اور بارش کے برسانے پر پھر حضرت ﷺ نے فرمایا اور ملک الموت کس چیز پر متعین ہے روحوں کے قبض کرنے پر اور اس حدیث کی اسناد میں محمد بن عبدالرحمن ہے اور وہ ضعیف کہا گیا ہے واسطے سوء حفظ کے اور حدیث کہ روایت کی ہے طبرانی نے بیچ کیفیت پیدائش عالم کے وہ دلالت کرتی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کی پیدائش آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہے اور یہی مقتضی ہے اس آیت کا کہ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو اور طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے جبرائیل سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ میں نے کبھی میکائیل کو ہنستے نہیں دیکھا اس نے کہا کہ جب سے آگ پیدا ہوئی تب سے وہ نہیں ہنسا اور ترمذی وغیرہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کس طرح خوش ہوں اور حالانکہ قرناء والے نے منہ میں قرناء لے لیا ہے اور انتظار کرتا ہے کہ اس کو اجازت ملے اور تحقیق مشتمل ہے کتاب عظمت واسطے ابی شیخ کے ذکر فرشتوں کے سے اوپر احادیث اور اثار کثیرہ کے جو چاہے اس کو تلاش کر کے مطالعہ کرے اور اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا انہوں نے فرشتوں کو پس کہا کہ بعض ان میں سے امین ہیں اوپر پیغام اور وحی اس کے کہ اور نگہبان واسطے بندوں اس کے اور دربان واسطے بہشت اس کے کے اور ثابت ہیں نیچی کی زمین میں قدم ان کے اور اونچی ہیں ساتویں آسمان سے گردنیں ان کی باہر نکلنے والی ہیں جہان کے کناروں سے مونڈھے ان کے ملے ہوئے ہیں عرش کے پایوں سے اکناف اُن کے۔ (فتح)

۲۹۶۸ ۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ ح و قَالَ لِي خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ وَّهِشَامٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ وَذَكَرَ يَعْنِيْ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَأُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُّلِئَ حِكْمَةً وَّإِيْمَانًا فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِ الْبَطْنِ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَّإِيْمَانًا وَّأُتِيْتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ

۲۹۶۸۔ مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں خانے کعبے کے پاس لیٹا تھا نہ سوتا تھا نہ جاگتا اور ذکر کیا مرد کو کہ درمیان دو مردوں کے تھا پھر میرے آگے سونے کا طشت حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا سو چیرا گیا بدن میرا سینے سے پیٹ تک پھر دھویا گیا پیٹ زمزم کے پانی سے پھر بھرا گیا حکمت اور ایمان سے پھر میرے آگے ایک سفید جانور لایا گیا یعنی براق جو خچر سے نیچے اور گدھے سے اونچا تھا تو میں جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم پہلے آسمان کے پاس پہنچے چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں کہا کیا لایا گیا جبرائیل نے کہا کہ ہاں کہا

الْبُرَاقُ فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيْلَ حَتّٰى أَتَيْنَا
السَّمَآءَ الدُّنْيَا قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ
قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ
إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ
الْمَجِيْءُ جَآءَ فَأَتَيْتُ عَلٰى آدَمَ فَسَلَّمْتُ
عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَّنَبِيٍّ فَأَتَيْنَا
السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ
مَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ
نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ
فَأَتَيْتُ عَلٰى عِيْسٰى وَيَحْيٰى فَقَالَا مَرْحَبًا
بِكَ مِنْ أَخٍ وَّنَبِيٍّ فَأَتَيْنَا السَّمَآءَ الثَّالِثَةَ قِيْلَ
مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قِيْلَ
مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ
مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَأَتَيْتُ عَلٰى
يُوْسُفَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ
أَخٍ وَّنَبِيٍّ فَأَتَيْنَا السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ قِيْلَ مَنْ
هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ
قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قِيْلَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا
بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَأَتَيْتُ عَلٰى
إِدْرِيْسَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ
مِنْ أَخٍ وَّنَبِيٍّ فَأَتَيْنَا السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ قِيْلَ
مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قِيْلَ
مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ
مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَأَتَيْنَا عَلٰى
هَارُوْنَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ

خوب ہے آیا سو کیا اچھا آنا آیا تو دروازہ کھولا گیا سو میں
آدم علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا یعنی اور اس نے سلام
کا جواب دیا پھر کہا کہ کیا اچھا نیک بیٹا اور نیک پیغمبر آیا پھر ہم
دوسرے آسمان کے پاس پہنچے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ
کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا کہ
تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں کہا
بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ہاں کہا خوب ہے آیا سو
کیا اچھا آنا آیا تو میں عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو
دونوں نے کہا کہ خوشی ہو تجھ کو اے بھائی اور پیغمبر پھر ہم
تیسرے آسمان کے پاس آئے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ
کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا گیا
کہ تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں
کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا کہ اس کو
خوشی ہو اور کیا اچھی آمد آیا سو میں یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور
اس کو سلام کیا تو اس نے کہا کہ خوشی ہو تجھ کو اے بھائی اور
پیغمبر پھر ہم چوتھے آسمان کے پاس پہنچے تو چوکیدار فرشتوں نے
کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام
ہوں کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ
محمد ﷺ ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل نے کہا کہ ہاں کہا
خوب ہے آیا اور کیا اچھی آمد آیا سو میں ادریس علیہ السلام کے پاس
آیا اور اس کو سلام کیا تو ہنسے کہا کہ خوشی ہو تجھ کو اے بھائی اور
پیغمبر پھر ہم پانچویں آسمان کے پاس پہنچے تو چوکیدار فرشتوں
نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام
ہوں کہا کہ تیرے ساتھ کون ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ
محمد ﷺ ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا

أَخٍ وَّنَبِيٍّ فَأَتَيْنَا عَلَى السَّمَآءِ السَّادِسَةِ
قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قِيْلَ
مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهٖ
وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَأَتَيْتُ عَلٰى مُوْسٰى
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ
وَّنَبِيٍّ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰى فَقِيْلَ مَا أَبْكَاكَ
قَالَ يَا رَبِّ هٰذَا الْغُلَامُ الَّذِيْ بُعِثَ بَعْدِيْ
يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهٖ أَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ
مِنْ أُمَّتِيْ فَأَتَيْنَا السَّمَآءَ السَّابِعَةَ قِيْلَ مَنْ
هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ
قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ
الْمَجِيْءُ جَآءَ فَأَتَيْتُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ
وَّنَبِيٍّ فَرُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ فَسَأَلْتُ
جِبْرِيْلَ فَقَالَ هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ يُصَلِّيْ
فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا
خَرَجُوْا لَمْ يَعُوْدُوْا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ
وَرُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا نَبِقُهَا كَأَنَّهٗ
قِلَالُ هَجَرَ وَوَرَقُهَا كَأَنَّهٗ آذَانُ الْفُيُوْلِ فِيْ
أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ
ظَاهِرَانِ فَسَأَلْتُ جِبْرِيْلَ فَقَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ
فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ النِّيْلُ وَالْفُرَاتُ
ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ صَلَاةً فَأَقْبَلْتُ
حَتّٰى جِئْتُ مُوْسٰى فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ
فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ صَلَاةً قَالَ أَنَا أَعْلَمُ

کہ ہاں کہا خوب ہے آیا اور کیا اچھا آنا آیا سو ہم ہارون علیہ السلام
کے پاس آئے تو میں نے اس کو سلام کیا تو اس نے کہا کہ خوشی
ہو تجھ کو اے بھائی اور پیغمبر پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے تو چوکیدار
فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں
جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا کہ محمد ﷺ ہیں
کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ہاں خوب ہے
آیا اور کیا اچھی آمد آیا سو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور اس کو
سلام کیا تو اس نے کہا کہ خوشی ہو تجھ کو اے بھائی اور پیغمبر پھر
جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام روئے تو کسی نے
کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تیرے رونے کا کیا سبب ہے کہا کہ اے
میرے رب یہ لڑکا جو میرے بعد پیغمبر ہوا اس کی امت کے
لوگ میری امت سے زیادہ بہشت میں جائیں گے پھر ہم
ساتویں آسمان کے پاس پہنچے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ
کون ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا کہ
تیرے ساتھ کون ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں کہا
کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا خوب ہے آیا
اور کیا اچھی آمد آیا سو میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور اس کو
سلام کیا تو اس نے کہا کہ خوشی ہو تجھ کو اے بیٹے اور پیغمبر پھر
میرے آگے بیت المعمور لایا گیا تو میں نے جبرائیل علیہ السلام سے
پوچھا جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ بیت المعمور ہے کہ اس میں ہر روز
ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں جب اس سے نکلتے ہیں تو پھر
نہیں آتے یعنی پھر ان کو کبھی نوبت نہیں آتی یہ حال آخر اس
چیز تک ہے کہ واجب ہے اوپر ان کے یعنی فرشتوں کا ہمیشہ
یہی دستور رہے گا پھر مجھ کو وہاں سے سدرۃ المنتہی یعنی پلے
سرے کی بیری کا درخت نمود ہوا تو ناگہاں اس کے بیر جیسے

بِالنَّاسِ مِنكَ عَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ وَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُهُ فَجَعَلَهَا أَرْبَعِينَ ثُمَّ مِثْلَهُ ثُمَّ ثَلَاثِينَ ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عِشْرِينَ ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عَشْرًا فَأَتَيْتُ مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَجَعَلَهَا خَمْسًا فَأَتَيْتُ مُوسَى فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ جَعَلَهَا خَمْسًا فَقَالَ مِثْلَهُ قُلْتُ سَلَّمْتُ بِخَيْرٍ فَنُودِيَ إِنِّي قَدْ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي وَأَجْزِي الْحَسَنَةَ عَشْرًا وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ.

ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے جیسے ہاتھیوں کے کان اور اس کی جڑ میں چار نہریں تھیں دو نہریں چھپی اور دو کھلی تو میں جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہیں تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اپر چھپی ہوئی نہریں سو بہشت کی نہریں ہیں اور اپر کھلی نہریں سو نیل اور فرات ہیں پھر میرے اوپر فرض ہوئیں پچاس نمازیں ہر دن میں پھر میں وہاں سے پلٹ آیا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تو نے کیا کیا میں نے کہا کہ مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں لوگوں کا حال تجھ سے زیادہ جانتا ہوں میں علاج کر چکا ہوں بنی اسرائیل کا نہایت تدبیر سے یعنی نہایت تک آزما چکا ہوں پس تحقیق تیری امت سے ہر روز پچاس وقت کی نماز ادا نہ ہو سکے گی سو پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو اس سے آسانی مانگ سو میں پھرا اور اپنے رب سے آسانی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازوں کو چالیس ٹھہرایا پھر اسی طرح گفتگو ہوئی پھر اللہ نے تیس نمازیں ٹھہرائیں پھر اسی طرح گفتگو ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے بیس نمازیں ٹھہرائیں پھر اسی طرح گفتگو ہوئی پھر اللہ نے دس نمازیں ٹھہرائیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا پس کہا اس نے مانند اس کے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پانچ نمازیں ٹھہرایا پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اس نے کہا تو نے کیا کیا میں نے کہا کہ اللہ نے ان کو پانچ نمازیں گردانا تو کہا اس نے مانند اس کے میں نے کہا کہ میں نے اب پانچ نمازیں مان لیں تو کسی پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے جاری کیا اور مضبوط کیا اپنی فرض نماز کو اور بوجھ اتار ڈالا اپنے بندوں سے اور میں ایک نیکی کے بدلے دس گنا ثواب دیتا ہوں۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہاں وہ چیز مراد ہے جو متعلق ہے ساتھ فرشتوں کے اور طبری نے روایت کیا ہے

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیت المعمور مسجد ہے آسمان میں برابر خانے کعبے کے اگر گرے تو خانے کعبے پر گرے ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جب نکلتے ہیں تو پھر نہیں آتے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیت المعمور ایک گھر ہے آسمان میں برابر خانے کعبے کے حرمت اور تعظیم اس کی آسمان میں مانند تعظیم کعبے کی زمین میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر نہیں آتے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آسمان میں ایک نہر ہے اس کو نہر الحیوان کہا جاتا ہے جبرائیل علیہ السلام ہر روز اس میں غوطہ لگاتے ہیں پھر اس سے نکل کر بدن جھاڑتے ہیں تو ان کے بدن سے ستر ہزار قطرے گرتے ہیں اور اللہ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے یہی فرشتے ہیں جو ہر روز اس میں نماز پڑھتے ہیں اور اس کی سند ضعیف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بیت المعمور یہی خانہ کعبہ ہے اور پہلی بات اکثر ہے اور مشہور روایت یہ ہے کہ وہ ساتویں آسمان میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ چوتھے آسمان میں ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ہمارے شیخ نے قاموس میں اور بعض کہتے ہیں کہ چھٹے آسمان میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عرش کے نیچے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بنایا تھا اس کو آدم علیہ السلام نے جبکہ اتارے گئے زمین میں پھر طوفان نوح علیہ السلام کے وقت اٹھایا گیا۔ (فتح)

٢٩٦٩ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَّيُقَالُ لَهُ اكْتُبْ عَمَلَهُ وَرِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ

٢٩٦٩۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہر ایک آدمی کی پیدائش کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے پھر چالیس دن لہو کی پھٹکی ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے فرشتے کو بھیجتا ہے اور چار باتوں کا اس کو حکم ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ لکھ عمل اس کا کہ کیا کیا کرے گا اور روزی اس کی یعنی محتاج ہوگا یا مالدار اور عمر اس کی کہ کتنا زندہ رہے گا اور بدبخت ہوگا یا نیک بخت پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے سو بیشک تم لوگوں میں سے کوئی بہشتیوں کے کام کرتا ہے یہاں تک اس میں اور بہشت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے یعنی بہت قریب ہو جاتا ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے اور کوئی آدمی عمر بھر دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان سوائے ایک ہاتھ کچھ فرق نہیں رہتا ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہوتا

أَهْلِ الْجَنَّةِ.

ہے سو بہشتیوں کے کام کرنے لگتا ہے یعنی پھر بہشت میں جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ پھر اللہ فرشتے کو بھیجتا ہے اور چار باتوں کا اس کو حکم ہوتا ہے پس تحقیق اس میں ہے کہ فرشتہ تعین ہے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی نزدیک ایک صورت بنائے آدمی کے اور مراد صادق سے یہ ہے کہ بات سچ کہتے ہیں اور مراد مصدوق سے یعنی اس چیز میں کہ وعدہ کیا ہے آپ سے ساتھ اس کے آپ کے رب نے۔ (فتح)

۲۹۷۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَابَعَهُ أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰى جِبْرِيْلَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِيْ أَهْلِ السَّمَآءِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ.

۲۹۷۰ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب محبت کرتا ہے اللہ کسی بندے سے تو پکارتا ہے جبرائیل علیہ السلام کو اور یہ فرماتا ہے کہ بیشک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا سو تو بھی اس کو دوست رکھ تو جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت رکھتا ہے پھر پکار دیتا ہے جبرائیل علیہ السلام آسمان والوں میں یعنی فرشتوں میں کہ بیشک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو تو آسمان والے بھی اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی زمین میں قبولیت اتاری جاتی ہے یعنی زمین کے نیک لوگ اس کو مقبول جانتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جب کسی بندے سے دشمنی رکھتا ہے تو مثل اس کی تو اس کی شرح کتاب الادب میں آئے گی۔

۲۹۷۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سَمِعَتْ

۲۹۷۱ ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ فرشتے اترتے ہیں بدلے میں پھر آپس میں بات چیت کرتے ہیں اس کام کی جس کا آسمان میں اللہ کی طرف سے حکم ہوا ہے سو شیطان وہاں جا کر چپکے سن آتے ہیں پھر اس کو کاہنوں یعنی جو غیب کی بات بتلاتے ہیں ان کے دل میں

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَآءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوْحِيْهِ إِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ.

ڈال دیتے ہیں سو وہ اپنے دل سے سو جھوٹی باتیں اس کے ساتھ جوڑ کے کہتے ہیں۔

فائدہ: اس کی پوری شرح طب میں آئے گی۔

۲۹۷۲ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَالْأَغَرِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِّنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ الْمَلَائِكَةُ يَكْتُبُوْنَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَجَآءُوْا يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ.

۲۹۷۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے سب دروازوں پر فرشتے ہوتے ہیں لکھتے جاتے ہیں کہ فلانا شخص آیا پھر اس کے بعد فلانا پھر جب امام خطبے کے واسطے منبر پر بیٹھتا ہے تو لپیٹ ڈالتے ہیں ان کاغذوں کو جن میں لوگوں کے نام لکھے جاتے ہیں اور مسجد میں آتے ہیں اللہ کے ذکر سننے کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جمعہ میں گزر چکی۔

۲۹۷۳ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَرَّ عُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ وَحَسَّانُ يُنْشِدُ فَقَالَ كُنْتُ أُنْشِدُ فِيْهِ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلٰى أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ أَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَجِبْ عَنِّيْ اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ نَعَمْ.

۲۹۷۳۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد میں گزرے اور حالانکہ احسان رضی اللہ عنہ شعر پڑھتے تھے یعنی اور عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جھڑکا تو حسان نے کہا کہ میں اس میں شعر پڑھا کرتا تھا اور حالانکہ اس میں وہ شخص تھا جو تجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر مڑ کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو احسان نے کہا کہ میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ احسان جواب دے میری طرف سے الٰہی اس کو جبرائیل علیہ السلام سے مدد کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔

فائدہ: اورغرض اس سے ذکر روح قدس کا ہے اوراس کی شرح کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

۲۹۷۴ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ اهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ.

۲۹۷۴ ۔ براء سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حسان سے کہا کہ ہجو کر کفار قریش کی اور جبرائیل علیہ السلام تیرا مددگار ہے۔

فائدہ: اورغرض اس سے اشارہ ہے طرف اس کے کہ مراد ساتھ روح القدس کے پہلی حدیث میں جبرائیل علیہ السلام ہے اوراس کی شرح کتاب الادب میں آئے گی۔

۲۹۷۵ ۔ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى غُبَارٍ سَاطِعٍ فِيْ سِكَّةِ بَنِيْ غَنْمٍ زَادَ مُوسٰى مَوْكِبَ جِبْرِيلَ.

۲۹۷۵ ۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گویا کہ میں دیکھتا ہوں گرد کو کہ بلند ہونے والی ہے بنی غنم کے کوچے میں زیادہ کیا موسیٰ نے لشکر جبرائیل علیہ السلام کا یعنی فرشتوں کے لشکر سے گرد اٹھتی ہے۔

۲۹۷۶ ۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ قَالَ كُلُّ ذَاكَ يَأْتِيْنِي الْمَلَكُ أَحْيَانًا فِيْ مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ فَيَفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ وَيَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ أَحْيَانًا رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَأَعِيْ مَا يَقُولُ.

۲۹۷۶ ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کو وحی کس طرح سے آتی ہے حضرت ﷺ نے کہا کہ ہر طرح سے آتی ہے کبھی وحی آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار پھر موقوف ہوتی ہے مجھ سے جب کہ میں یاد کر چکتا ہوں اور وہ مجھ پر نہایت سخت گزرتی ہے اور کبھی میرے پاس فرشتہ مرد کی صورت بن کے آتا ہے سو مجھ سے کلام کرتا ہے پھر میں یاد کر لیتا ہوں جو کہ مجھ سے کہتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب کے اول میں گزر چکی ہے۔

۲۹۷۷ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ أَيْ فُلُ هَلُمَّ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ذَاكَ الَّذِي لَا تَوٰى عَلَيْهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ.

۲۹۷۷ ۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا دے گا بلائیں گے اس کو بہشت کے چوکیدار سب چوکیدار بہشت کے دروازوں سے کہیں گے آؤ میاں فلانے ادھر آؤ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو تو کسی طرح خسارہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ مجھ کو امید ہے کہ تو انہیں لوگوں میں ہے جن کو سب بہشت کے فرشتے خوشی سے بلائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول جہاد میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے بہشت کے چوکیدار ہیں۔(فتح)

۲۹۷۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا أَرٰى تُرِيدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۹۷۸ ۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں تجھ کو سلام کہتے ہیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وعلیہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ یعنی جبرائیل علیہ السلام کو بھی سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہیں میں نہیں دیکھتی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں آئے گی۔

۲۹۷۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ ح حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ ذَرٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيلَ أَلَا تَزُورُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا قَالَ فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾ الْآيَةَ.

۲۹۷۹ ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ نہیں ملاقات کرتا تو ہم سے اکثر اس سے کہ ہماری ملاقات کرتا ہے یعنی تم اکثر کیوں نہیں آتے تو یہ آیت اتری اور ہم نہیں اترتے مگر حکم تیرے رب کے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے آخر آیت تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

٢٩٨٠ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ.

٢٩٨٠ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا حضرت ﷺ نے کہ پڑھایا مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے قرآن ایک حرف میں یعنی ایک قراءت میں یا ایک بولی میں سو ہمیشہ رہا میں اس سے زیادتی طلب کرتا یہ کہ طلب کرتے اللہ سے زیادتی کو ایک حرف پر یعنی واسطے آسانی کے اپنی امت پر اور جب تک اللہ تعالیٰ سے زیادتی چاہتے رہے یہاں تک کہ پہنچا سات حرفوں تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں آئے گی۔

٢٩٨١ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ وَكَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَرَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ وَفَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ.

٢٩٨١ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ زیادہ تر سخی لوگوں میں اور تھے بہت سخاوت کرنے والے رمضان میں جبکہ ملاقات کرتے آپ ﷺ سے جبرائیل علیہ السلام اور تھے جبرائیل علیہ السلام ملاقات کرتے آپ ﷺ سے رمضان کی ہر رات میں سو دور کرتے تھے آپ سے قرآن کا سو البتہ تھے حضرت ﷺ جبکہ ملتے آپ ﷺ سے جبرائیل علیہ السلام بہت بخشش کرنے والے ساتھ خیر کے ہوا چلنے والی سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے۔

٢٩٨٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ أَمَا إِنَّ جِبْرِيْلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلّٰى أَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ اعْلَمْ مَا تَقُوْلُ يَا عُرْوَةُ قَالَ سَمِعْتُ بَشِيْرَ بْنَ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَأَمَّنِيْ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ.

٢٩٨٢ ـ ابن شہاب سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عصر کی نماز میں کچھ تاخیر کی تو عروہ نے اس سے کہا کہ خبردار ہو تحقیق جبرائیل علیہ السلام اترا تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھائی تو عمر نے کہا کہ اے عروہ سمجھ کر کہہ جو کہتا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا کہتا تھا کہ میں نے ابومسعود سے سنا کہتا تھا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام اترا سو اس نے میری امامت کی تو میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی اپنی انگلیوں کے ساتھ پانچ نمازیں شمار کرتے تھے۔

فائدہ: اس کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی۔

٢٩٨٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ مَنْ مَّاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ.

٢٩٨٣ ـ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ جو تیری امت سے اس طرح پر مر گیا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ جانتا ہوگا تو وہ بہشت میں داخل ہوگا یا یوں فرمایا کہ دوزخ میں نہ جائے گا ابوذر نے کہا کہ اگرچہ اس نے حرام کاری اور چوری کی ہو فرمایا کہ اگرچہ اس نے حرام کاری اور چوری کی ہو۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاستئذان میں آئے گی۔

٢٩٨٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ

٢٩٨٤ ـ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں آگے پیچھے آیا جایا کرتے ہیں فرشتے ایک رات اور دن میں اور جمع ہوتے ہیں عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے

مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ فَيَقُوْلُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ.

درمیان رہے تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں حالانکہ وہ تمہارا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کہ کس حال میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ آئے ہیں نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ہم نے ان کو نماز پڑھتے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ ہر شب وروز میں اخبار نویس فرشتوں کے دو بار بدلی ہوتی ہے اور اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: بعض نسخوں میں ہے اور بعض میں نہیں اور صواب یہ ہے کہ یہاں باب نہیں اس واسطے اسماعیلی کی روایت میں باب کا لفظ یہاں نہیں بلکہ جب وہ حدیث یتعاقبون سے فارغ ہوا تو کہا کہ ساتھ اسی اسناد کے ہے اذ قال احدکم الخ پس بیان کیا اس کو ساتھ دو طریقوں کے ابی زناد سے اسی طرح اور ظاہر ہوا ساتھ اس تقریر کے کہ یہ حدیث اور جو حدیثیں اس کے پیچھے ہیں ذکر ترجمہ ملائکہ کا بقیہ ہیں واللہ اعلم ۔

بَابٌ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَآءِ آمِيْنَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کوئی آمین کہے یعنی بعد فاتحہ کے اور فرشتے آسمان میں آمین کہیں پھر موافق پڑ جائے ایک آمین دوسری سے تو اس آمین کہنے والے کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

٢٩٨٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ حَشَوْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةً فِيْهَا تَمَاثِيْلُ كَأَنَّهَا نُمْرُقَةٌ فَجَآءَ فَقَامَ بَيْنَ الْبَابَيْنِ وَجَعَلَ يَتَغَيَّرُ وَجْهُهُ فَقُلْتُ

٢٩٨٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تکیہ بھرا جس میں تصویریں تھیں گویا کہ وہ تکیہ نقشدار تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دروازہ پر کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا تو میں کہا کہ کیا ہے واسطے ہمارے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ سبب ناخوشی کا ہے فرمایا کیا حال ہے اس تکیے کا میں نے کہا کہ یہ تکیہ ہے کہ میں نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بنایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر لیٹیں

مَا لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا بَالُ هٰذِهِ الْوِسَادَةِ قَالَتْ وِسَادَةٌ جَعَلْتُهَا لَكَ لِتَضْطَجِعَ عَلَيْهَا قَالَ أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّأَنَّ مَنْ صَنَعَ الصُّوْرَةَ يُعَذَّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نہیں جانتی کہ فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویر ہو اور یہ کہ جو تصویریں بنائے اس کو قیامت کے دن عذاب ہو گا سو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ زندہ کرو جو تم نے پیدا کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

٢٩٨٦ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةُ تَمَاثِيْلَ.

۲۹۸۶۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں کتا اور جاندار کی تصویر ہو۔

٢٩٨٧ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ حَدَّثَهُ أَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيْدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ وَمَعَ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيُّ الَّذِيْ كَانَ فِيْ حَجْرِ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمَا زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ قَالَ بُسْرٌ فَمَرِضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا نَحْنُ فِيْ بَيْتِهِ بِسِتْرٍ فِيْهِ

۲۹۸۷۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے رحمت کے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں جاندار کی تصویر ہو بسر راوی نے کہا سو زید بن خالد بیمار ہوئے اور ہم ان کی بیمار پرسی کو گئے تو ناگہاں ہم نے ان کے گھر میں ایک پردہ دیکھا جس میں تصویریں تھیں تو میں نے عبید اللہ خولانی سے کہا کیا نہیں بیان کی اس نے ہم سے حدیث تصویروں کے بیان میں تو خولانی نے کہا کہ اس نے کہا ہے کہ مگر وہ نقش کہ کپڑے میں ہو یعنی اس نے کپڑے کے نقش کو مستثنیٰ کیا ہے کیا تو نے اس کو نہیں سنا میں نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ کیوں نہیں بلکہ اس نے کہا ہے۔

تَصَاوِيْرُ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِاللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ أَلَمْ يُحَدِّثْنَا فِي التَّصَاوِيْرِ فَقَالَ إِنَّهُ قَالَ إِلَّا رَقْمٌ فِيْ ثَوْبٍ أَلَا سَمِعْتَهُ قُلْتُ لَا قَالَ بَلٰى قَدْ ذَكَرَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

٢٩٨٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ.

۲۹۸۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا وعدہ کیا پس کہا کہ ہم نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویر ہو یا کتا۔

٢٩٨٩ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۲۹۸۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کہے امام سمع اللہ لمن حمدہ تو تم کہو ربنا لك الحمد اس واسطے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول سے موافق پڑے اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

٢٩٩٠ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَّا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ مَا لَمْ يَقُمْ مِنْ صَلَاتِهِ أَوْ يُحْدِثْ.

۲۹۹۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک ایک تمہارا نماز میں ہے جب تک کہ اس کو نماز روکے اور فرشتے اس کے واسطے دعا کرتے ہیں کہ الٰہی اس کو بخش دے الٰہی اس پر رحم کرے جب کہ نماز سے کھڑا نہ ہو یا وضو نہ ٹوٹے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔

۲۹۹۱ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ﴾ قَالَ سُفْيَانُ فِيْ قِرَآئَةِ عَبْدِ اللّٰهِ وَنَادَوْا يَا مَالِ.

۲۹۹۱ ۔حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ منبر پر پڑھتے تھے کہ دوزخی پکاریں گے کہ اے مالک کہ دوزخ کا داروغہ ہے کہ چاہیے کہ تیرا اللہ ہم کو موت دے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

۲۹۹۲ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيْتُ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ إِلٰى مَا أَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِيْ فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ

۲۹۹۲ ۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنگ احد کے دن سے بھی کوئی دن سخت تر گزرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میں نے تیری قوم سے یعنی قریش سے تکلیف پائی اور نہایت سخت تکلیف میں نے ان سے اٹھائی گھاٹی کے دن جس دن کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن عبد یالیل (رئیس اہل طائف) کے سامنے کیا سو میں نے جو چاہا اس نے میرا کہنا نہ مانا یعنی اسلام کو نہ قبول کیا تو میں نے رنجیدہ ہو کر اپنی راہ لی تو میں ہوش میں نہ آیا مگر اس مکان میں میرے حواس درست ہوئے جس کا نام قرن الثعالب ہے سو میں نے اپنا سر اٹھایا تو نگاہ میں نے بدلی دیکھی کہ اس نے مجھ پر سایہ کر لیا سو میں نے دیکھا کہ اس میں جبرائیل علیہ السلام ہے سو اس نے مجھ کو پکارا اور کہا کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے سنا تیری قوم کا قول جو تیرے حق میں کہا اور جو تیری بات کو رد کیا اور البتہ اللہ نے تیرے پاس پہاڑوں کا داروغہ فرشتہ بھیجا ہے تا کہ تو اس فرشتے کو حکم کرے جو تیرا ان کافروں کے حق میں جی چاہے پھر مجھ کو پہاڑوں کے داروغہ فرشتے نے پکارا سو مجھ کو سلام کیا پھر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیشک اللہ نے سنا

فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ ذٰلِكَ فِيمَا شِئْتَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَرْجُوْ أَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا.

جو تیری قوم نے تیرے حق میں کہا اور میں فرشتہ ہوں پہاڑوں کا داروغہ اور مجھ کو اللہ نے تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ تو مجھ کو حکم کرے جو تیرا جی چاہے اگر تو چاہے تو کافروں پر دبادوں ان دونوں پہاڑوں کو جن کے درمیان مکہ ہے یعنی جبل ابوقبیس اور جبل قعیقعان تو حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کافروں کی پیٹھ سے وہ اولاد نکالے جو صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ ٹھہرائیں۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے حضرت ﷺ کی شفقت کا او پر قوم اپنی کے اور زیادہ ہونا صبر آپ ﷺ کے کا اور حلم آپ ﷺ کے کا اور یہ موافق ہے واسطے آیت کے ﴿وما ارسلناك الا رحمة للعالمين﴾ یعنی نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر رحمت کے واسطے عالموں کے۔

٢٩٩٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى ﴾ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ أَنَّهٗ رَأٰى جِبْرِيْلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ.

۲۹۹۳ ۔ ابواسحاق شیبانی سے روایت ہے کہ میں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ "پس رہے گیا فرق دو کمانوں کے برابر یا اس بھی نزدیک پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا" اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابن مسعود نے کہ حضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے واسطے چھ سو پر تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

٢٩٩٤ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾ قَالَ رَأٰى رَفْرَفًا أَخْضَرَ سَدَّ أُفُقَ السَّمَآءِ.

۲۹۹۴ ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک دیکھیں اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں کہا اس نے کہا دیکھا حضرت ﷺ نے رفرف سبز کو کہ آسمان کا کنارہ ڈھانکا ہوا تھا۔

٢٩٩٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

۲۹۹۵ ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ حضرت ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو داخل ہو وہ

الْأَنْصَارِيُّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأٰى رَبَّهٗ فَقَدْ أَعْظَمَ وَلٰكِنْ قَدْ رَأٰى جِبْرِيْلَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَخَلْقُهٗ سَادٌّ مَّا بَيْنَ الْأُفُقِ.

بڑے امر میں لیکن دیکھا حضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو اس کو اصلی صورت میں اور پیدائش میں اس حال میں کہ آسمان کے کنارے کو بند کیے ہوئے تھے۔

٢٩٩٦ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنِ ابْنِ الْأَشْوَعِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَيْنَ قَوْلُهٗ ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى﴾ قَالَتْ ذَاكَ جِبْرِيْلُ كَانَ يَأْتِيْهِ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ وَإِنَّهٗ أَتَاهُ هٰذِهِ الْمَرَّةَ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ هِيَ صُوْرَتُهٗ فَسَدَّ الْأُفُقَ.

٢٩٩٦ ـ مسروق سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ پس کہاں ہے آیت کہ پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہے گیا فرق دو کمانوں کے برابر یا اس بھی نزدیک یعنی یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ اللہ تعالیٰ سے نہایت قریب ہو گئے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ یعنی دنٰی کا فاعل جبرائیل علیہ السلام ہے کہ مرد کی شکل میں حضرت ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے اور تحقیق آیا وہ حضرت ﷺ کے پاس اس بار اپنی اصلی صورت میں تحقیق بند کیا ہوا تھا کنارہ آسمان کا۔

فائدہ: اس کی تفسیر بھی سورۂ نجم میں آئے گی۔

٢٩٩٧ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ قَالَا الَّذِيْ يُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَأَنَا جِبْرِيْلُ وَهٰذَا مِيْكَائِيْلُ.

٢٩٩٧ ـ سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آج کی رات دو مردوں کو دیکھا کہ میرے پاس آئے تو دونوں نے کہا جو آگ جلاتا ہے وہ مالک علیہ السلام دوزخ کا داروغہ ہے اور میں جبرائیل علیہ السلام ہوں اور یہ میکائیل علیہ السلام ہیں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری جنائز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے ذکر مالک علیہ السلام اور جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کا ہے۔

٢٩٩٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ إِلٰى فِرَاشِهٖ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ

٢٩٩٨ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب بلایا مرد نے اپنی بی بی کو اپنے بچھونے پر اور اس نے آنے سے انکار کیا سو خاوند رات بھر غصے میں رہا تو اس عورت کو رات بھر فرشتے لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ صبح کرے۔

عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ وَأَبُوْ حَمْزَةَ وَابْنُ دَاوُدَ وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

٢٩٩٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثُمَّ فَتَرَ عَنِّي الْوَحْيُ فَتْرَةً فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ قِبَلَ السَّمَآءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَنِيْ بِحِرَآءٍ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ حَتّٰى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَجِئْتُ أَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يَآأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ ـ إِلٰى قَوْلِهٖ ـ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ وَالرِّجْزُ الْأَوْثَانُ.

٢٩٩٩ ـ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہ پھر بہت مدت تک میرے پاس وحی نہ آئی سو جس حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی تو ناگہاں وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے سو میں اس سے کانپا خوف کے مارے یہاں تک کہ میں زمین پر گرا پھر میں پلٹ کر اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ کمبل اوڑھاؤ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اے کمبل اوڑھنے والے اٹھ اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بول یعنی اللہ اکبر کہہ کر نماز پڑھ اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدی کو چھوڑ یعنی بت پرستی سے منع کر۔

فائدہ: اس کی شرح بدء الوحی میں گزر چکی ہے۔

٣٠٠٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ح و قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

٣٠٠٠ ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا مرد گندم گوں دراز قد گھنگرالے بال والا جیسے قوم شنوءہ کے مرد اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا مرد میانہ قد میانہ بدن مائل سرخی وسفیدی سیدھے بال والا اور دیکھا میں نے مالک علیہ السلام دوزخ کے داروغہ کو اور دجال کو بیچ نشانیوں کے کہ اللہ نے آپ

رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ مُوْسٰى رَجُلًا آدَمَ طُوَالًا جَعْدًا كَأَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْئَةَ وَرَأَيْتُ عِيْسٰى رَجُلًا مَّرْبُوْعًا مَّرْبُوْعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبِطَ الرَّأْسِ وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِيْ آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللّٰهُ إِيَّاهُ ﴿فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهٖ﴾ قَالَ أَنَسٌ وَّأَبُوْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرُسُ الْمَلَائِكَةُ الْمَدِيْنَةَ مِنَ الدَّجَّالِ.

دیکھا میں پس نہ ہو شک میں اس کے ملنے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء میں آئے گی قال انس و ابو بکرۃ الخ یعنی کہا انس رضی اللہ عنہ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نگہبانی کریں گے فرشتے مدینہ کی دجال سے یعنی دجال کو مدینے میں داخل ہونے سے روکیں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوْقَةٌ

باب ہے بیان میں ان حدیثوں کے کہ بہشت کی صفت میں وارد ہوئیں اور یہ کہ بہشت پیدا ہو چکی ہے

فائدہ: یعنی اب موجود ہے اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو گمان کرتا ہے معتزلوں کہ بہشت ابھی پیدا نہیں ہوئی بلکہ قیامت کے دن پیدا ہوگی اور تحقیق ذکر کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں بہت سی حدیثیں جو دلالت کرتی ہیں ترجمہ باب پر سو بعض ان میں سے وہ ہیں جو متعلق ہیں ساتھ ان کے کہ بہشت اب موجود ہے اور بعض ان میں سے متعلق ہیں ساتھ صفت اس کی کے اور زیادہ تر صریح اس چیز سے کہ ذکر کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے وہ حدیث ہے جو احمد اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کیا تو جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ جا اور اس کو دیکھ آخر حدیث تک۔

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ ﴿مُّطَهَّرَةٌ﴾ مِنَ الْحَيْضِ وَالْبَوْلِ وَالْبُزَاقِ ﴿كُلَّمَا رُزِقُوْا﴾ أُتُوْا بِشَيْءٍ ثُمَّ أُتُوْا بِآخَرَ ﴿قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ﴾ أُتِيْنَا مِنْ قَبْلُ ﴿وَأُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا﴾ يُشْبِهُ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَّيَخْتَلِفُ فِي الطَّعْمِ.

کہا ابو العالیہ نے آیت ازواج مطهرة کی تفسیر میں کہ پاک ہیں وہ حیض سے اور پیشاب سے اور تھوک سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پاک ہیں منی سے اور اولاد سے اور گندگی سے اور گناہ سے اور آیت کلما رزقو الخ کے معنی یہ ہیں کہ جس بار ملے گا ان کو بہشت کا کوئی میوہ پھر ملے گا اور میوہ تو کہیں گے کہ یہ وہی ہے

جو ہم کو پہلے ملا تھا یعنی رُزِقُوا اور رَزَقْنَا کے معنی ملنے کے ہیں اور لایا جائے پاس ان کے وہ میوہ مانند ایک دوسرے کے یعنی شکل میں ایک دوسرے سے ملتا ہوگا اور مزے میں جدا جدا ہوگا۔

فائدہ: ایک حدیث میں ہے کہ غلمان بہشتیوں کے پاس میوہ لائیں گے تو بہشتی لوگ ان کو کھائیں گے پھر اسی طرح کے اور میوے لائیں گے تو بہشتی کہیں گے کہ یہ تو وہی میوے ہیں جو تم ابھی ہمارے پاس لائے تھے تو غلمان کہیں گے کہ کھاؤ پس تحقیق رنگ ایک ہے اور مزہ جدا جدا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قبلیت کے اس جگہ وہ ہے جو دنیا میں تھا یعنی بہشت کے میوے دینا کے میووں سے رنگ اور صورت میں ملتے ہوں گے۔ (فتح)

﴿قُطُوْفُهَا﴾ يَقْطِفُوْنَ كَيْفَ شَآءُوْا ﴿دَانِيَةٌ﴾ قَرِيْبَةٌ الْاَرَآئِكُ السُّرُرُ وَقَالَ الْحَسَنُ النَّضْرَةُ فِي الْوُجُوْهِ وَالسُّرُوْرُ فِي الْقَلْبِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿سَلْسَبِيْلًا﴾ حَدِيْدَةُ الْجِرْيَةِ ﴿غَوْلٌ﴾ وَجَعُ الْبَطْنِ ﴿يُنْزَفُوْنَ﴾ لَا تَذْهَبُ عُقُوْلُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿دِهَاقًا﴾ مُمْتَلِئًا ﴿كَوَاعِبَ﴾ نَوَاهِدَ الرَّحِيْقُ الْخَمْرُ التَّسْنِيْمُ يَعْلُوْ شَرَابَ أَهْلِ الْجَنَّةِ ﴿خِتَامُهٗ﴾ طِيْنُهٗ ﴿مِسْكٌ﴾ ﴿نَضَّاخَتَانِ﴾ فَيَّاضَتَانِ يُقَالُ مَوْضُوْنَةٌ مَنْسُوْجَةٌ مِنْهُ وَضِيْنُ النَّاقَةِ وَالْكُوْبُ مَا لَا أُذُنَ لَهٗ وَلَا عُرْوَةَ وَالْأَبَارِيْقُ ذَوَاتُ الْاٰذَانِ وَالْعُرٰى ﴿عُرُبًا﴾ مُثَقَّلَةً وَاحِدُهَا عَرُوْبٌ مِثْلُ صَبُوْرٍ وَصُبُرٍ يُسَمِّيْهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرِبَةَ وَأَهْلُ الْمَدِيْنَةِ الْغَنِجَةَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ

قطوفها کے معنی یہ ہیں کہ لیں گے گچھے انگور کے جس طرح سے چاہیں یعنی خواہ کھڑے یا بیٹھے یا لیٹے **دانیة** کے معنی قریب ہیں **الارائك** کے معنی تخت ہیں کہا حسن بصری علیہ السلام نے آیت **نضرة وسرورًا** کی تفسیر میں کہ تازگی چہرے میں ہوتی ہے اور خوشی دل میں اور کہا مجاہد نے کہ بہشت میں ایک نہر ہے بہت تیز بہنے والی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت **لافیها غول ولا هم عنها** غول کے معنی درد پیٹ کے ہیں **لایذهب عقولهم** کے معنی یہ ہیں کہ ان کی عقلیں دور نہ ہوں گی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت **کاسا دهاقا** کی تفسیر میں کہ **دهاقا** کے معنی ہیں بھرے ہوئے **کواعب** کے معنی نوجوان عورتیں جن کے پستان پیدا ہوئے ہوں، **رحیق** کے معنی کہ آیت **رحیق مختوم** میں واقع ہوا ہے شراب ہیں **تسنیم** کے معنی کہ آیت **ومزاجه من تسنیم** میں واقع ہے ایک چشمہ ہے جو بہشتیوں کے پانی سے اوپر ہے یعنی جو نزدیک والوں کو خالص ملتا ہے اور نیچے والوں کی اس کی ملونی ملتی ہے اور **ختامه** کے معنی جو آیت **ختامه**

رَوْحٌ جَنَّةٌ وَّرَخَاءٌ وَّالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَالْمَنْضُوْدُ الْمَوْزُ وَالْمَخْضُوْدُ الْمُوْقَرُ حَمْلًا وَّيُقَالُ أَيْضًا لَّا شَوْكَ لَهٗ وَالْعُرُبُ الْمُحَبَّبَاتُ إِلٰى أَزْوَاجِهِنَّ وَيُقَالُ مَسْكُوْبٌ جَارٍ ﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ﴾ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ.

مسك میں واقع ہے مٹی اس کی ہیں جس سے کہ مہر کی جاتی ہے اور نضاختان کے معنی ہیں دو چشمے جوش مارنے والے اور موضونة کے معنی جو آیت على سرر موضونة میں واقع ہے بنے ہوئے ہیں اور اسی قبیل سے ہے وضين الناقة یعنی جھول اونٹنی کے اور کوب اس کوزے کو کہتے ہیں جس کے واسطے نہ کان ہوں نہ دستاویز یعنی آبخورہ اور اباریق وہ کوزے ہیں جو گوشدار اور دستہ دار ہوں اور لفظ عربا کی را پر پیش ہے اور یہ لفظ جمع کا ہے اس کا واحد عروب ہے مانند صبورا اور صبر کے اور معنی اس کے عورت ہم عمر خاص اپنے کے اس کو اہل مکہ عربہ کہتے ہیں اور مدینہ والے غنجہ کہتے اور عراق والے شکله کہتے ہیں اور مجاہد نے کہا بیچ تفسیر آیت فروح وریحان کے کہ روح کے معنی بہشت اور فراخی ہیں اور ریحان کے معنی روزی ہیں، منضود کے معنی کیلا ہیں اور مخضود کے معنی ہیں بوجھ دار حمل سے یعنی پھل سے او نیز مخضود اس بیری کو کہتے ہیں جس پر کوئی کانٹا نہ ہو اور کہا مجاہد نے کہ عرب وہ عورتیں ہیں جو اپنے خاوندوں کو بہت پیاری ہوں کہا جاتا ہے کہ مسکوب کے معنی پانی جاری ہیں، فرش مرفوعه کے معنی ہیں بچھونے اونچے بچھے ہوئے بعض بعضوں پر۔

فائدہ: ابوسعید خدری کی روایت میں ہے کہ ان کی بلندی پانچ سو برس کی راہ ہوگی۔

﴿لَغْوًا﴾ بَاطِلًا ﴿تَأْثِيْمًا﴾ كَذِبًا أَفْنَانٌ أَغْصَانٌ ﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾ مَا يُجْتَنٰى قَرِيْبٌ ﴿مُدْهَامَّتَانِ﴾ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ.

لغو کے معنی باطل ہیں تاثیما کے معنی جھوٹ ہیں افنان کے معنی ٹہنیاں ہیں وجنا الجنتين دان مایجتبی قریب یعنی میوہ ان باغوں کا جھک رہا ہے یعنی جو نزدیک سے لیا جائے مدهامتان باغ سبز مائل بسیاہی شدت تازگی سے۔

فائدہ: چونکہ سب آیتیں اور الفاظ بہشت کی صفت میں واقع ہوئے ہیں اس مناسبت کی وجہ سے امام بخاری علیہ السلام نے ان کو یہاں وارد کرکے ان کے معنے بیان کیے۔

۳۰۰۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَإِنَّهُ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ فَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ.

۳۰۰۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کا اصل مکان صبح وشام اس کے سامنے کیا جاتا ہے یعنی بہشت یا دوزخ سو اگر وہ بہشتی ہے یعنی تقدیر میں تو بہشتیوں سے ہوتا ہے اور اگر دوزخی ہو تو دوزخیوں سے ہوتا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے اور یہ سب دلیلوں سے واضح تر ہے اوپر مقصود ترجمہ کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہاں تک کہ اٹھائے اس کو اللہ دن قیامت کے۔

۳۰۰۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ.

۳۰۰۲۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ محتاج دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس کے اکثر لوگ عورتیں دیکھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی اور غرض اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ میں نے بہشت میں جھانکا اس واسطے کہ یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ بہشت موجود ہے وقت جھانکنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہی قول ہے مقصود ترجمہ کا۔

۳۰۰۳ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ

۳۰۰۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے آپ کو بہشت کے اندر دیکھا تو یکایک وہاں ایک عورت ہے کہ ایک محل کی

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

طرف وضو کرتی ہے تو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے فرشتوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو مجھ کو عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد پڑی سو میں پلٹ آیا پیٹھ دے کر یعنی مرد کو اس کی عورت کے پاس اجنبی مرد کے جانے سے غیرت اور جوش آتا ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مجھ کو غیرت آتی یہ بات مجھ سے ممکن نہ تھی۔

فائدہ: اس کی شرح مناقب میں آئے گی اور غرض اس سے آپ کا یہ قول ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور یہ اگرچہ خواب ہے لیکن پیغمبروں کا خواب حق ہوتا ہے اور اس واسطے عمل کیا گیا حکم غیرت عمر کا یہاں تک کہ اس کے محل میں ہونے سے باز رہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر بہشتیوں سے ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خواب اور بیداری میں دیکھتے تھے برابر تھا اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں بہشت میں تھا کہ یکایک میں نے وہاں ایک عورت دیکھی تو میں نے کہا کہ یہ کس کی عورت ہے فرشتوں نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہے۔ (فتح)

٣٠٠٤ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عِمْرَانَ الْجَوْنِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ طُوْلُهَا فِي السَّمَآءِ ثَلَاثُوْنَ مِيْلًا فِيْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِّنْهَا لِلْمُؤْمِنِ أَهْلٌ لَّا يَرَاهُمُ الْآخَرُوْنَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ وَالْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ سِتُّوْنَ مِيْلًا.

٣٠٠۴ ـ ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں ایک خیمہ ہے مجوف موتی کا اس کی لمبائی آسمان میں تیس میل ہے اس کے ہر کونے میں ایماندار کی بیبیاں ہوں گی کہ دوسرے ان کو نہ دیکھیں گے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی درازی ساٹھ کوس کی ہوگی۔

٣٠٠٥ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

٣٠٠۵ ـ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تیار کر رکھا ہے نیک بندوں کے لیے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ فَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾.

اور نہ کسی آدمی کے دل میں خیال گزرا یعنی بہشت میں نیکوں کے واسطے ایسی عمدہ نعمتیں ہیں کہ ان کے مانند دنیا میں کوئی چیز نہیں جس کو مثال دیجیے اور پڑھو تم اگر چاہو سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا رکھا گیا ہے اور ان کے واسطے جو ٹھنڈک ہے آنکھوں کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

۳۰۰۶ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوْرَتُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ آنِيَتُهُمْ فِيْهَا الذَّهَبُ أَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَّرَآءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ قَلْبٌ وَّاحِدٌ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا.

۳۰۰۶ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلا گروہ جو بہشت میں داخل ہوگا ان کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگی نہ تھوکیں گے اور نہ سینڈھ ڈالیں اور نہ پاخانے جائیں گے ان کے برتن اس میں سونے کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی سے ہوں گی اور ان کی انگھٹیوں کی خوشبو عود سے ہوگی یعنی اگر سے اور ان کے پسینے کی خوشبو مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی ہر ایک مرد کے واسطے ان میں سے دو دو بیبیاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے پیچھے سے نظر آتا ہے یعنی ان کی پنڈلیاں مثل بلور کے شفاف ہیں اندر تک صاف دکھلائی دیتا ہے نہ اختلاف ہوگا درمیان ان کے اور نہ بغض اور نہ عداوت ان کے دل ایک دل ہوگا تسبیح کہیں گے اللہ کی صبح اور شام کو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ تھوکیں گے الخ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ پیشاب کریں گے اور نہ بیمار ہوں گے اور تحقیق شامل ہے یہ حدیث اوپر نفی جمیع صفات نقص کے ان سے اور نسائی میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ اہل کتاب سے ایک مرد آیا تو اس نے کہا اے ابا القاسم تو کہتا ہے کہ بہشتی کھائیں گے اور پئیں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں البتہ ہر ایک مرد ان میں سے دیا جائے گا قوت سو آدمی کی بیچ کھانے اور پینے اور اجماع کرنے کے تو اس نے کہا جو کھاتا پیتا ہے اس کو حاجت ہوتی ہے اور بہشت میں ایذا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی حاجب پسینہ ہوگی کہ ان کے بدنوں سے بہے گا ابن جوزی نے کہا کہ چونکہ بہشتیوں کی غذا نہایت لطیف اور معتدل ہوگی تو

نہ ہوگی اس میں ایذا اور نہ فضلہ کہ اس سے کراہت ہو بلکہ پیدا ہوگی ان غذاؤں سے خوشبو پاک اور یہ جو کہا کہ ان کے برتن سونے کے ہوں گے تو ایک روایت میں یہ ہے کہ ادنے بہشتی کا یہ درجہ ہوگا کہ اس کے سر پر دس خادم کھڑے ہوں گے ہر خادم کے ہاتھ میں دو پیالے ہوں گے ایک سونے سے اور ایک چاندی سے اور یہ جو کہا کہ ان کی انگھٹیوں میں اگر ہوگا تو کبھی کہا جاتا ہے کہ اگر کی خوشبو تو اسی وقت آتی ہے جبکہ اس کو آگ میں رکھا جائے اور بہشت میں آگ نہیں ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ بغیر آگ کے روشن ہو بلکہ ساتھ قول اللہ کے کن اور سوا اس کے نہیں کہ نام رکھا گیا اس کا انگیٹھی باعتبار اس چیز کے کہ اصل میں تھی اور احتمال ہے کہ روشن ہو ساتھ آگ کے کہ نہ اس میں ضرر ہو اور نہ جلانا یا خوشبو دے بغیر جلانے کے اور مانند اس کے جو ترمذی میں روایت ہے کہ بہشتی مرد البتہ خواہش کرے گا جانور کی تو وہ کرے گا آگے اس کے اس حالت میں کہ بھونا ہوا ہوگا اور اس میں بھی احتمالات مذکور جاری ہیں اور ابن قیم نے حادی الارواح میں کہا کہ بہشت سے باہر بھونا جائے گا یا ساتھ اور اسبابوں کے کہ مقدر کیے گئے ہیں واسطے بھوننے کے اور نہیں متعین ہے آگ اور قریب اس کے ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا: ﴿هم وازواجهم فى ظلال﴾، ﴿اكلها دائم وظلها﴾ اور حالانکہ اس میں سورج نہیں کہ سایہ کی حاجت ہو اور قرطبی نے کہا کہ کبھی کہا جاتا ہے کیا حاجت ہے بہشتیوں کی طرف کنگھی کے اور حالانکہ وہ بے ریش ہوں اور ان کے بالوں میں میل نہیں پڑے گی اور کیا حاجت ہے ان کو خوشبو کی اور ان کو خود اپنی بو پاک ہوگی مشک سے کہا اس نے اور جواب دیا جاتا ہے بایں طور کہ بہشتیوں کی نعمتیں یعنی کھانے پینے پوشاک خوشبو سے نہیں درد بھوک یا پیاس یا ننگا ہونے یا بدبو کے سبب سے اور اس واسطے اس کے نہیں کہ وہ لذتیں ہیں پے در پے اور نعمتیں ہیں پے در پے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ نعمت دیے جائیں گے اس قسم سے کہ دنیا میں دیے جاتے تھے نووی نے کہا کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ نعمتیں بہشتیوں کی اوپر ہیئت نعمتوں اہل دنیا کے ہیں مگر وہ چیز کے ان کے درمیان ہے کمی بیشی سے لذت میں اور دلالت کی ہے قرآن اور حدیث نے اس پر کہ بہشتیوں کی نعمتوں کے واسطے انقطاع نہیں یعنی کبھی تمام نہیں ہوں گی اور یہ جو کہا کہ واسطے ہر ایک کے دو بیبیاں ہوں گی تو مراد دنیا کی عورتوں سے ہے پس تحقیق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ادنے بہشتی کو بہتر حوریں ملیں گی سوائے بیبیوں اس کی دنیا سے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو بہتر حوریں اور دو بیبیاں دنیا کی عورتوں سے ملیں گی اور روایت کی یہ حدیث ابو یعلی نے اور ترمذی نے روایت کی ادنے بہشتی کے واسطے اسی ہزار خادم ہوگا اور بہتر حوریں ہوں گی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو دنیا کی عورتیں بھی بہتر ملیں گی اور اس کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص کو پانچ سو حور ملے گی یا چار ہزار کنواری اور آٹھ ہزار شوہر دیدہ اور اس میں ایک راوی ہے اس کا نام معلوم نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بہشتی البتہ جماع کرے گا سو کنواری عورت سے ابن قیم نے کہا کہ نہیں حدیثوں صحیحہ میں زیادتی

اوپر دو بیبیوں کے سوا اس چیز کے کہ ابو موسیٰ کی حدیث میں ہے جو کہ ابھی گزری میں کہتا ہوں کہ اخیر حدیث کو ضیاء نے بھی صحیح کہا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ اقل درجہ اس چیز کا ہے کہ واسطے ہر ایک کے ان میں سے ہے دو بیبیاں ہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر کہ بہشت میں عورتیں مردوں سے بہت ہوں گی جیسے کہ روایت کی ہے اس سے مسلم نے اور یہ واضح ہے لیکن معارض ہے اس کو وہ حدیث جو کسوف میں پہلے گزر چکی ہے کہ میں نے دوزخ میں اکثر عورتیں دیکھیں اور جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ ان کی دوزخ میں اکثر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ بہشت میں اکثر نہ ہوں لیکن مشکل ہے اس پر یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ میں نے بہشت میں جھانکا تو میں نے اس کی رہنے والی کمتر عورتیں دیکھیں اور احتمال ہے کہ روایت کیا ہو اس کو راوی نے ساتھ معنی کے یعنی اس نے یہ سمجھا ہو کہ دوزخ میں ان کے اکثر ہونے سے لازم آتا ہے کہ بہشت میں بہت نہ ہوں اور یہ بات لازم نہیں واسطے اس چیز کے کہ میں نے پہلے بیان کی اور احتمال ہے کہ ہو یہ بیچ اول امر کے پہلے نکلنے گنہگاروں کے آگ سے ساتھ شفاعت کے اور یہ جو کہا کہ نظر آتا ہے گودا پنڈلیوں ان کی کا پیچھے گوشت کے سے تو مراد ساتھ اس کے وصف کرنی اس کی ہے ساتھ نہایت صفائی کے اور یہ کہ جو ہڈی کے اندر ہے وہ نہیں چھپا رہے گا ساتھ ہڈی کے اور گوشت کے اور کھال کے اور ترمذی میں ہے کہ دیکھی جائے گی سفیدی ان کی پنڈلیوں کی ستر حلوں کے پیچھے سے یہاں تک کہ اس کا گودا نظر آئے گا اور یہ جو کہا کہ ان کا دل ایک ہوگا تو تفسیر کیا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قول اپنے کے کہ نہ ان کے درمیان حسد ہوگا اور نہ اختلاف یعنی ان کے دل پاک ہوں گے اور اخلاق مذمومہ سے اور یہ جو کہا کہ صبح شام اللہ کی تسبیح کہیں گے تو مراد مقدار صبح وشام کی ہے قرطبی نے کہا کہ یہ تسبیح نہیں ہے تکلیف اور الزام کی اور تحقیق تفسیر کیا ہے اس کو جابر نے اپنی حدیث میں جو مسلم میں ہے کہ ان کو الہام ہوا کرے گا تسبیح اور تکبیر جیسا ان کو سانس الہام ہوتا ہے اور وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ آدمی کو سانس لینے میں کچھ تکلیف نہیں اور اس کو اس سے کچھ چارہ بھی نہیں پس گردانا گیا سانس لینا ان کا تسبیح اور اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دل روشن ہیں ساتھ معرفت حق سبحانہ کے اور پُر ہیں ساتھ محبت اس کی کے اور جو کسی چیز کو درست رکھے اس کا ذکر اکثر ہوتا ہے اور ایک حدیث ضعیف میں واقع ہوا ہے کہ عرش کے تلے ایک ستارہ ہے لٹکا ہوا سو جب وہ کھولا جاتا ہے تو فجر کی علامت ہوتی ہے اور جب لپیٹا جاتا ہے تو عشاء کی علامت ہوتی ہے۔ (فتح)

۳۰۰۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ

۳۰۰۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول گرو جو بہشت میں داخل ہوگا ان کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگی اور جو ان کے پیچھے ہوں گے ان کی صورت نہایت روشن ستارے کی طرح ہو

الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِيْنَ عَلٰى إِثْرِهِمْ كَأَشَدِّ كَوْكَبٍ إِضَاءَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا يُرٰى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَاءِ لَحْمِهَا مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا لَّا يَسْقَمُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَبْصُقُوْنَ آنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَأَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوَقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْأَلُوَّةُ قَالَ أَبُو الْيَمَانِ يَعْنِي الْعُوْدَ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْإِبْكَارُ أَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيُّ مَيْلُ الشَّمْسِ إِلٰى أَنْ أُرَاهُ تَغْرُبَ.

گی ان کے دل ایک مرد کے دل پر ہوں گے یعنی نہ ان کے درمیان اختلاف ہوگا اور نہ بغض واسطے ہر ایک مرد کے ان میں سے دو بیبیاں ہوں گی کہ ہر ایک کی پنڈلی کا گودا اس کے گوشت کے پیچھے سے نظر آتا ہے صفائی حسن سے تسبیح کہیں گے اللہ کی صبح وشام نہ بیمار ہوں گے اور نہ سینڈہ ڈالیں گے اور نہ تھوکیں گے ان کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کی انگوٹھیوں کا ایندھن اگر ہوگا یعنی عود اور ان کا پسینہ مشک کی طرح ہوگا اور مجاہد نے کہا کہ ابکار کے معنی اول فجر میں اور عشی ڈھلنا آفتاب کا ہے یہاں تک کہ اس کا غروب ہو جائے۔

٣٠٠٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتّٰى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وُجُوْهُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

٣٠٠٨ ـ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار یا ساتھ لاکھ نہ داخل ہوگا پہلا ان کا یہاں تک کہ داخل ہو گا پچھلا ان کا ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

فائدہ: اس کی شرح رقاق میں آئے گی۔

٣٠٠٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

٣٠٠٩ ـ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو ایک جبہ ریشمی تحفہ بھیجا اور حضرت ﷺ ریشم کے پہننے سے منع کرتے تھے لوگوں نے اس کی خوبی سے تعجب کیا تو

أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةُ سُنْدُسٍ وَّكَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ بہشت میں سعد بن معاذ کا رومال اس سے عمدہ اور افضل ہیں۔

۳۰۱۰ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَجَعَلُوْا يَعْجَبُوْنَ مِنْ حُسْنِهٖ وَلِيْنِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا.

۳۰۱۰ ـ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک ریشمی کپڑا لایا گیا تو لوگ اس کی عمدگی اور نرمی سے تعجب کرنے لگے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ بہشت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے افضل ہیں۔

فائدہ: اور غرض اس سے رومال سعد بن معاذ کے ہیں بہشت میں۔

۳۰۱۱ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

۳۰۱۱ ـ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشت میں کوڑا رکھنے کا مقام بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے۔

فائدہ: اس کی شرح جہاد کے اول میں گزر چکی ہے۔

۳۰۱۲ ـ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَّسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا

۳۰۱۲ ـ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک بہشت میں ایک درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو برس چلے اس کو تمام نہ کر سکے۔

مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا.

٣٠١٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ وَّاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ﴾ وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ.

۳۰۱۳ ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ بہشت میں ایک درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو برس چلے اور پڑا ہو اگر چاہو اور سائے دراز میں اور البتہ بقدر کمان ایک تمہاری کے بہشت میں بہتر ہے اس چیز سے کہ اس پر سورج چڑھے اور غروب ہو یعنی تمام دینا سے۔

٣٠١٤ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِيْنَ عَلٰى آثَارِهِمْ كَأَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَآءِ إِضَائَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَا تَبَاغُضَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَحَاسُدَ لِكُلِّ امْرِءٍ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَّرَآءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ.

۳۰۱۴ ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہلا گروہ جو بہشت میں داخل ہو گا وہ چودھویں رات کے چاند کی صورت پر ہو گا اور جو گروہ اس سے پیچھے داخل ہو گا وہ آسمان کے بڑے روشن ستارے کے برابر ہو گا ان کے دل ایک مرد کے دل کے برابر ہوں گے نہ ان کے درمیان بغض ہو گا اور نہ حسد اور واسطے ہر ایک کے لیے دو دو بیبیاں ہوں گی حور عین سے جن کی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے پیچھے سے نظر آتا ہے۔

٣٠١٥ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا مَاتَ

۳۰۱۵۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابراہیم حضرت ﷺ کا بیٹا فوت ہو گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تحقیق اس کے واسطے دودھ پلانے والی ہے بہشت میں۔

إِبْرَاهِيمُ قَالَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ.

٣٠١٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَآءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَآءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَآءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ.

٣٠١٦ ـ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بہشتی لوگ دیکھتے ہیں اونچے محل والوں کو اپنے اوپر سے جیسے تم دیکھتے ہو روشن ستارے کو آسمان کے کنارے پر دور خواہ پورب کی طرف خواہ پچھم کی طرف اتنا فرق ان میں زیادتی مراتب کے سبب سے ہے اصحاب نے عرض کیا کہ ایسے عمدہ مکان تو پیغمبروں کے ہی ہوں گے ان کے سوا کوئی وہاں نہ پہنچ سکے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ ان مکانوں میں وہ مرد پہنچیں گے جو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور سچا جانا پیغمبروں کو۔

فائدہ: یعنی حق سچا جاننے ان کے کا نہیں تو جو اللہ پر ایمان لائے اور پیغمبروں کو سچا جانے وہ اس درجے میں پہنچے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور احتمال ہے کہ تنکیر رجال کی اشارہ کرتی ہو طرف خاص لوگوں کے جو موصوف ہیں ساتھ صفت مذکور کے اور نہیں لازم آتا یہ کہ ہو ہر شخص کہ صفت کیا جائے ساتھ اس کے اسی طرح واسطے اس احتمال کے کہ ہو واسطے اس شخص کے کہ پہنچا اس درجے کو کوئی صفت اور شاید کہ سکوت فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صفت سے کہ تقاضا کرے واسطے ان کے اس کو اور بھید اس میں یہ ہے کہ کبھی پہنچتا ہے اس درجے کو وہ شخص کہ اس کے واسطے عمل مخصوص ہے اور جس کے واسطے عمل نہیں اس کا پہنچنا صرف اللہ کی رحمت ہوگا اور ابن تین نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ لوگ پیغمبروں کے درجے کو پہنچیں گے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ محل مذکور واسطے اس امت کے ہیں اور اپر جو ان سے کم ہیں پس وہ موحد ہیں ان کے غیروں سے یا محل والے وہ لوگ ہیں جو پہلے پہل بہشت میں داخل ہوں گے اور جو ان سے تلے ہوں گے وہ شفاعت کے ساتھ داخل ہوں گے۔ (فتح)

بَابُ صِفَةِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجَنَّةِ فِيْهِ عُبَادَةُ عَنِ

باب ہے بہشت کے دروازوں کی صفت میں ور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کرے گا وہ بہشت کے دروازوں سے بلایا جائے گا

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

اس باب میں حدیث عبادہ کی ہے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: مراد ساتھ صفت کے عدد اور تسمیہ ہے یہ اشارہ ہے طرف حدیث عبادہ کے جو احادیث الانبیاء میں آئے گی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو گواہی دے اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اخیر حدیث تک اور اس میں ہے کہ داخل کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ بہشت کے آٹھوں دروازوں سے جس سے چاہے اور تحقیق وارد ہوئی ہے یہ گنتی بہشت کے دروازوں کی کئی حدیثوں میں ایک ان میں سے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی معلق ہے جو باب میں ہے اور ایک حدیث عبادہ کی ہے اور ایک حدیث عمر کی ہے نزدیک احمد اور اصحاب سنن کے اور عتبہ سے ہے نزدیک ترمذی کے اور وارد ہوا ہے بیچ صفت دروازوں بہشت کے کہ بہشت کے دونوں چوکھٹ کے درمیاں چالیس برس کی راہ ہے۔ (فتح)

۳۰۱۷ ۔ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ أَبْوَابٍ فِیْهَا بَابٌ یُسَمَّی الرَّیَّانَ لَا یَدْخُلُهٗ إِلَّا الصَّآئِمُوْنَ.

۳۰۱۷ ۔ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں یعنی پیاس بجھانے والا نہ داخل ہوں گے اس میں مگر روزہ دار۔

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَأَنَّهَا مَخْلُوْقَةٌ ﴿غَسَّاقًا﴾ یُقَالُ غَسَقَتْ عَیْنُهٗ وَیَغْسِقُ الْجُرْحُ وَكَأَنَّ الْغَسَاقَ وَالْغَسْقَ وَاحِدٌ غِسْلِیْنُ كُلُّ شَیْءٍ غَسَلْتَهٗ فَخَرَجَ مِنْهُ شَیْءٌ فَهُوَ غِسْلِیْنُ فِعْلِیْنُ مِنَ الْغَسْلِ مِنَ الْجُرْحِ وَالدَّبَرِ.

باب ہے بیان میں دوزخ کے اور یہ کہ اب وہ موجود ہے اور غساق وہ چیز ہے جو دوزخیوں کی پیپ سے بہتی ہے کہا جاتا ہے کہ جاری ہو آنکھ اس کی اور جاری ہوا اس کا زخم گویا کہ غساق اور غسیق کے ایک معنی ہیں اور غسلین ہر وہ چیز ہے کہ دھو دے تو اس کو جرح اور زخم سے پس نکلے اس سے کچھ چیز پس وہ غسلین ہے فعلین کے وزن پر اور۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ غساق بدبودار ہے طبری نے روایت کی ہے کہ اگر غساق کا ایک ڈول دینا میں ڈالا جائے تو دینا کے رہنے والوں کو بدبودار کر دے اور بعض کہتے ہیں کہ غساق پیپ غلیظ ہے اور طبری نے روایت کی ہے کہ اگر اس میں سے ایک قطرہ مغرب میں ڈالا جائے تو البتہ بدبودار کر دے مشرق والوں کو۔ (فتح)

وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ حَطَبُ بِالْحَبَشِیَّةِ وَقَالَ غَیْرُهٗ

عکرمہ نے کہا کہ حصب جہنم کے معنی لکڑیاں ہیں حبشہ کی زبان میں اور اس کے غیر نے کہا کہ حَاصِبًا کے معنی

﴿حَاصِبًا﴾ الرِّيحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ مَا تَرْمِيْ بِهِ الرِّيحُ وَمِنْهُ ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ يُرْمٰي بِهٖ فِيْ جَهَنَّمَ هُمْ حَصَبُهَا وَيُقَال حَصَبَ فِي الْأَرْضِ ذَهَبَ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌ مِّنْ حَصْبَآءِ الْحِجَارَةِ.

ہیں ہوا تیز اور حاصب وہ چیز ہے کہ پھینکے اس کو ہوا اور اسی قبیل سے ہے حصب جہنم وہ چیز کہ پھینکی جائے دوزخ میں اور کہا جاتا ہے حَصَبَ فِي الْأَرْضِ یعنی گیا اور حصب مشتق ہے حصباء سے جس کے معنی پتھر ہیں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ غسلین دوزخیوں کی پیپ ہے۔

صَدِيْدٌ قَيْحٌ وَّدَمٌ ﴿خَبَتْ﴾ طَفِئَتْ ﴿تُوْرُوْنَ﴾ تَسْتَخْرِجُوْنَ أَوْرَيْتُ أَوْقَدْتُ.

صدید کے معنی جو آیت ویسقی من ماء صدید میں واقع ہوا ہے پیپ اور خون کے ہیں خبت کے معنی جو آیت کلما خبت میں واقع ہوا ہے بجھ جانے کے ہیں یعنی جب آگ بجھ جائے گی مراد اس آیت کی تفسیر ہے افرءیتم النار التی تورون یعنی تورون کے معنی ہیں نکالتے ہو تم أَوْرَيْتُ کے معنی ہیں روشن کیا میں نے۔

فائدہ: مراد اس سے تفسیر حاصبا کی ہے جو آیت ﴿او یرسل علیکم حاصبا من الریح﴾ میں واقع ہوا ہے اور اسی طرح مراد تفسیر لفظ حصب کی ہے جو آیت حصب جهنم میں واقع ہوا ہے۔

﴿ لِلْمُقْوِيْنَ ﴾ لِلْمُسَافِرِيْنَ

مقوین کے معنی مسافر لوگ ہیں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ومتاعا للمقوین

وَالْقِيُّ الْقَفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صِرَاطُ الْجَحِيْمِ سَوَاءُ الْجَحِيْمِ وَوَسَطُ الْجَحِيْمِ.

اور قی کے معنی یعنی جس سے مقوین مشتق ہے قفر میں سے یعنی جس زمین کچھ چیز نہ ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ صراط الجحیم کے معنی ہیں سواء الجحیم اور وسط جحیم کے یعنی دوزخ کے بیچ میں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فاطلع فراٰه فی سواء الجحیم یعنی پس جھانکا سو اس کو دوزخ کے بیچ میں دیکھا۔

﴿لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ﴾ يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيْمِ

یعنی ان کا کھانا گرم پانی سے ملایا جائے گا

فائدہ: مراد تفسیر اس کی ہے ثم ان لهم علیها لشوبا من حمیم۔

﴿زَفِيرٌ وَّشَهِيقٌ﴾ صَوْتٌ شَدِيدٌ وَّصَوْتٌ ضَعِيفٌ ﴿وِرْدًا﴾ عِطَاشًا

یعنی زفیر اور شهیق کے معنی ہیں آواز سخت اور آواز ضعیف وردا کے معنی ہیں پیاسے

فائدہ: مراد اس سے تفسیر اس آیت کی ہے ونسوق المجرمين الى جهنم وردا۔

﴿غَيًّا﴾ خُسْرَانًا

غَيًّا کے معنی ٹوٹا اور نامراد ہیں

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے فسوف يلقون غيا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک نالا ہے دوزخ میں بہت گہرا بدمزہ۔

وَّقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُسْجَرُوْنَ﴾ تُوْقَدُ بِهِمُ النَّارُ ﴿وَنُحَاسٌ﴾ الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ يُقَالُ ﴿ذُوْقُوْا﴾ بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ.

اور مجاہد نے کہا کہ يسجرون کے معنی ہیں کہ ان کے ساتھ آگ جلائی جائے گی مراد اس آیت کی تفسیر ہے يرسل عليكما شواظ من نار ونحاس یعنی بھیجے جائیں گے تم پر شعلے آگ کے یعنی ٹکڑے سرخ آگ کے اور نحاس کے مجاہد نے کہا کہ پگھلایا جائے گا تانبا پھر ڈالا جائے گا ان کے سروں پر کہا جاتا ہے کہ ذوقوا کے معنی مباشرت کے اور تجربہ کرو اور نہیں یہ منہ کے چکھنے سے یعنی یہ مطلب نہیں کہ منہ سے آگ کو چکھو بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ مباشرت کرو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ذوقوا ما كنتم تعملون۔

مَارِجٌ خَالِصٌ مِّنَ النَّارِ

مارج کے معنی ہیں خالص آگ۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے وخلق الجان من مارج من نار۔

مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهٗ إِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُوْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

کہتے ہیں مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَه جب کہ ان کو چھوڑ دے کہ سرکشی کریں ایک دوسرے پر۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فهم في امر مريج۔

﴿مَرِيْجٍ﴾ مُلْتَبِسٍ مَّرِجَ أَمْرُ النَّاسِ اخْتَلَطَ ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ﴾ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا.

مریج کے معنی مختلط اور ملا ہوا۔ کہا جاتا ہے مَرِجَ أَمْرُ النَّاسِ یعنی مختلط ہوا یعنی آیت مرج البحرين کے معنی ہیں چھوڑے دو دریا کہتے ہیں مَرَجْتَ دَابَّتَكَ جب کہ تو اس کو چھوڑ دے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پیدا کیے گے جن مارج سے یعنی آگ کی لپیٹ سے جو اس کی طرف میں ہوتی ہے۔

مراد اس آیت کی تفسیر ہے فھم فی امر مریج مرج البحرین مرجت رایتیك اذ ترکتها اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مراد دو دریا سے اس جگہ دریا آسمان اور زمین کا ہے کہ ہر سال ملتے ہیں یعنی آسمان سے مینہ برس کر دریا میں مل جاتا ہے۔

۳۰۱۸ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُهَاجِرٍ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ أَبْرِدْ ثُمَّ قَالَ أَبْرِدْ حَتّٰى فَاءَ الْفَيْءُ يَعْنِيْ لِلتُّلُوْلِ ثُمَّ قَالَ أَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ.

۳۰۱۸ ۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے پھر فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے یہاں تک کہ ڈھل پڑا سایہ یعنی ٹیلوں کا پھر فرمایا کہ نماز کو ٹھنڈے وقت پر پڑھا کرو اس واسطے کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہی اخیر کا قول آپ کا ہے کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے۔

۳۰۱۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ.

۳۰۱۹ ۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھنڈے وقت پڑھا کرو نماز کو پس تحقیق گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے۔

۳۰۲۰ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ أَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ.

۳۰۲۰ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شکوہ کیا آگ نے اپنے رب کے پاس پس کہا اس نے کہ اے میرے رب میرا بعض ٹکڑا بعض کو کھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں سو جو تم پاتے ہو گرمی کی نہایت شدت اور ٹھنڈک کی نہایت شدت (اس کا ہی سبب ہے)۔

فائدہ: اور یہ حدیثیں قوی تر دلیلیں ہیں واسطے جمہور کے اس پر کہ دوزخ اب موجود ہے۔

٣٠٢١ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ هُوَ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ قَالَ كُنْتُ أُجَالِسُ ابْنَ عَبَّاسٍ بِمَكَّةَ فَأَخَذَتْنِي الْحُمّٰى فَقَالَ أَبْرِدْهَا عَنْكَ بِمَآءِ زَمْزَمَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ أَوْ قَالَ بِمَآءِ زَمْزَمَ شَكَّ هَمَّامٌ.

٣٠٢١۔ ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں مکے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا کرتا تھا تو مجھ کو بخار نے پکڑا تو اس نے کہا کہ سرد کر بخار کو اپنے آپ سے ساتھ پانی زمزم کے پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار دوزخ کے جوش سے ہے پس سرد کرو اس کو پانی سے یا فرمایا کہ زمزم کے پانی سے۔

٣٠٢٢ ـ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحُمّٰى مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا عَنْكُمْ بِالْمَآءِ.

٣٠٢٢۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تپ دوزخ کے جوش سے ہے پس سرد کرو اس کو اپنے آپ سے ساتھ پانی کے۔

٣٠٢٣ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ.

٣٠٢٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار دوزخ کے جوش سے ہے پس سرد کرو اس کو اپنے آپ سے ساتھ پانی کے۔

٣٠٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ.

٣٠٢٤۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار دوزخ کے جوش سے ہے پس سرد کرو اس کو اپنے آپ سے ساتھ پانی کے۔

فائدہ: ان سب حدیثوں کی شرح طب میں آئے گی۔

۳۰۲۵ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا.

۳۰۲۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری آگ ایک حصہ ہے دوزخ کی آگ سے ستر حصے سے اصحاب نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلانے کو تو یہی آگ کفایت کرتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگوں سے انہتر حصے زیادتی رکھتی ہے ہر ایک حصے کی گرمی اس آگ کی گرمی کے برابر ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں سو حصوں کا ذکر ہے اور تطبیق یہ ہے کہ مراد مبالغہ ہے کثرت میں نہ عدد خاص یا حکم واسطے زائد کے ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آگ دریا کے پانی سے سات بار دھوئی گئی اور اگر دھوئی نہ جاتی تو اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھاتا۔ (فتح)

۳۰۲۶ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَطَاءً يُخْبِرُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ﴾.

۳۰۲۶۔ یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ منبر پر پڑھتے تھے کہ پکاریں گے دوزخی اے مالک۔

۳۰۲۷ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قِيلَ لِأُسَامَةَ لَوْ أَتَيْتَ فُلَانًا فَكَلَّمْتَهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتُرَوْنَ أَنِّي لَا أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ إِنِّي أُكَلِّمُهُ فِي السِّرِّ دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا لَا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ وَلَا أَقُولُ لِرَجُلٍ أَنْ كَانَ عَلَيَّ أَمِيرًا إِنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا

۳۰۲۷۔ ابو وائل سے روایت ہے کہ کسی نے اسامہ کو کہا کہ اگر تو فلانے کے پاس آئے اور اس سے کلام کرے تو بہتر ہو یعنی عثمان سے اس نے کہا کہ تم گمان کرتے ہو کہ میں نہ کلام کروں اس سے مگر کہ تم کو سناؤں میں اس سے پوشیدہ کلام کرتا ہوں یعنی میں تنہا جا کر اس سے کلام کرتا ہوں نہ یہ کہ فتنے کا دروازہ کھولوں نہ ہوں میں وہ شخص کہ پہلے پہل فتنہ کا دروازہ کھولے اور نہیں کہتا میں واسطے اس مرد کے کہ مجھ پر سردار ہو کہ وہ لوگوں میں بہتر ہے بعد اس چیز کے کہ میں نے

وَمَا سَمِعْتَهُ يَقُوْلُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يُجَآءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِى النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِى النَّارِ فَيَدُوْرُ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ أَىْ فُلَانُ مَا شَأْنُكَ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا آتِيْهِ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيْهِ رَوَاهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

حضرت ﷺ سے سنی لوگوں نے کہا کہ تو نے حضرت ﷺ سے کیا چیز سنی اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ لایا جائے گا ایک مرد قیامت کے دن سو ڈالا جائے گا دوزخ میں تو اس کے پیٹ سے انتڑیاں نکل پڑیں گی سو ان کے ساتھ گھومتا پھرے گا جیسے کہ گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے تو جمع ہوں گے اس کے پاس دوزخی لوگ سو کہیں گے اے فلانے تجھ کو کیا ہوا کیا تو نیک باتیں بتلاتا نہ تھا اور بد کاموں سے نہ روکتا تھا تو وہ کہے گا کہ کیوں نہیں میں لوگوں کو نیک کام بتلاتا تھا اور خود اس کو نہ کرتا تھا اور بد کام سے منع کرتا تھا لیکن خود کرتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فتن میں آئے گی۔

بَابُ صِفَةِ إِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهِ

باب ہے بیان میں صفت شیطان کی اور فوج اس کی

فائدہ: شیطان ایک شخص ہے روحانی پیدا کیا گیا ہے آگ سے اور وہ سب جنوں اور شیطانوں کا باپ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب شیطان فرشتوں کے ساتھ تھا تو اس کا نام عزازیل تھا پھر اس کے بعد اس کا نام ابلیس ہوا اور یہ جو کہا کہ فوج اس کی تو اشارہ ہے طرف حدیث ابوموسیٰ کے کہ جب ابلیس صبح کرتا ہے تو اس کی فوج دنیا میں پھیل جاتی ہے پس کہتا ہے کہ جو کسی مسلمان کو گمراہ کرے میں اس کو تاج پہناؤں گا اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کا تخت پانی پر ہے سو وہ اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے یعنی عالم میں فساد کرنے کو سو وہ لوگوں کو بہکاتے ہیں سو جو بڑا فتنہ فساد ڈالے وہ اس سے مرتبے میں قریب تر ہوتا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ شیطان فرشتوں سے تھا پھر مردود ہونے کے بعد مسخ ہوا یا بالکل ان میں سے نہ تھا اس میں دو قول ہیں مشہور کماسیاتی بیانھما۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُقْذَفُوْنَ﴾ يُرْمَوْنَ

اور کہا مجاہد نے کہ يُقْذَفُوْنَ کے معنی ہیں پھینکے جاتے ہیں۔

فائدہ: مراد اس سے اس آیت کی تفسیر ہے ویقذفون من کل جانب دحورا الایة۔

﴿دُحُوْرًا﴾ مَطْرُوْدِيْنَ ﴿وَاصِبٌ﴾ دَآئِمٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مَدْحُوْرًا﴾

دحور کے معنی چلائی گئی واصب دائم یعنی واصب کے معنی ہیں ہمیشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مدحورا

مَطْرُوْدًا. کے معنی ہیں چلایا گیا اور دھتکارا گیا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فتلقی فی جنھم ملوما مدحورا۔

وَ يُقَالُ ﴿مَرِيْدًا﴾ مُتَمَرِّدًا مَرِيْدًا معنی ہیں سرکش

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے وان یدعون الا شیطان مریدا۔

بَتَّكَهُ قَطَّعَهُ بَتَّكَهُ کے معنی چیرا اس کو

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ولیتبکن اذان الانعام یعنی چیریں کان جانوروں کے۔

﴿وَاسْتَفْزِزْ﴾ اسْتَخِفَّ ﴿بِخَيْلِكَ﴾ الْفُرْسَانُ وَالرَّجْلُ الرَّجَّالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِّثْلُ صَاحِبٍ وَّصَحْبٍ وَّتَاجِرٍ وَّتَجْرٍ ﴿لَأَحْتَنِكَنَّ﴾ لَأَسْتَأْصِلَنَّ.

وَاسْتَفْزِزْ کے معنی ہیں ہلکا جان اور خیل کے معنی سوار ہیں یعنی پیادہ مثل صاحب اور صحب کے اور تاجر اور تجر کے لَأَحْتَنِكَنَّ کے معنی ہیں کہ البتہ میں اس کی اولاد کو جڑ سے اکھاڑ دوں گا۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے لاحتنکن ذریته الا قلیلاً۔

﴿قَرِيْنٌ﴾ شَيْطَانٌ قَرِيْنٌ کے معنی ہیں شیطان

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے قال قائل منھم انی کان لی قرین۔

۳۰۲۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عِيْسٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ أَنَّهُ سَمِعَهُ وَوَعَاهُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ حَتّٰى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِيْ فِيْمَا فِيْهِ شِفَائِيْ أَتَانِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ

۳۰۲۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پر جادو ہوا خیال بندی کا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے خیال میں آتا تھا کہ آپ ﷺ کچھ کام کرتے ہیں اور نہیں کرتے تھے یعنی ناکردہ کام کو آپ ﷺ جانتے تھے کہ میں کر چکا یہاں تک کہ آپ ﷺ ایک روز اپنی صحت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو نے جانا کہ اللہ نے مجھ کو حکم کیا جس میں کہ میری شفا ہے یعنی میری دعا قبول ہوئی اور جادو کا حال بتلا دیا میرے پاس دو مرد آئے سو ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس سو ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا درد ہے اس مرد کو یعنی حضرت ﷺ کو تو اس نے جواب میں کہا کہ اس پر جادو کا اثر ہے اس نے کہا کہ کس نے اس کو جادو کیا دوسرے نے کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے نے کیا

مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَّمُشَاقَةٍ وَّجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ فَخَرَجَ اِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ حِيْنَ رَجَعَ نَخْلُهَا كَاَنَّهٗ رُؤُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ فَقُلْتُ اسْتَخْرَجْتَهٗ فَقَالَ لَا اَمَّا اَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللّٰهُ وَخَشِيْتُ اَنْ يُّثِيْرَ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا ثُمَّ دُفِنَتِ الْبِئْرُ.

ہے اس نے کہا کہ کس چیز میں کیا ہے دوسرے نے کہا کہ کنگھی میں اور ان بالوں میں جو کنگھی سے جھڑے اور نر چھوہارے کے بالی کے غلاف میں اس نے کہا کہ یہ کہاں رکھا ہے دوسرے نے کہا کہ وادی ذروان کے کنویں میں تو حضرت ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے پھر پلٹ آئے سو جب حضرت ﷺ پھرے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اس کنویں کے چوہارے کے درخت جیسے کہ شیطانوں کے سر ہیں میں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ نے اس جادو کو نکال دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اپر مجھ کو اللہ نے شفا دی اور میں ڈرا کہ اس سے لوگوں میں فتنہ انگیزی ہو پھر وہ کنواں دبایا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں آئے گی اور وجہ وارد کرنے اس کی اس جگہ اس جہت سے ہے کہ جادو سوائے اس کے نہیں کہ تمام ہوتا ہے ساتھ مدد لینے کے شیطانوں سے اوپر اس کے۔ (فتح)

۳۰۲۹ ـ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ مَكَانَهَا عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقَدُهٗ كُلُّهَا فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ.

۳۰۲۹ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے سو جائے تو شیطان اس کے سر کی پچھلی طرف تین گرہیں لگا دیتا ہے مارتا ہے ہر گرہ پر یہ منتر پڑھتا ہے یعنی اس کے دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے سو رہ سو اگر وہ جاگ کر اللہ کو یاد کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وضو کرے تو ایک گرہ اور کھل جاتی ہے پھر اگر نماز پڑھے تو سب گرہیں کھل جاتی ہیں پس صبح کو اٹھتا ہے چست اور پاک نفس خوشدل نہیں تو صبح کرتا ہے ناپاک اور سست۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رات کی نماز میں گزر چکی ہے۔

۳۰۳۰ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِیْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَّامَ لَیْلَهٗ حَتّٰی أَصْبَحَ قَالَ ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّیْطَانُ فِیْ أُذُنَیْهِ أَوْ قَالَ فِیْ أُذُنِهٖ.

۳۰۳۰ ـ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مرد جو تمام رات سوتا رہا یہاں تک کہ صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مرد ہے جس کے کان میں شیطان نے پیشاب کیا۔

فائدہ: اس کی شرح بھی صلوۃ اللیل میں گزر چکی ہے۔

۳۰۳۱ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِی الْجَعْدِ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا إِنَّ أَحَدَکُمْ إِذَا أَتٰی أَهْلَهٗ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَرُزِقَا وَلَدًا لَّمْ یَضُرَّهُ الشَّیْطَانُ.

۳۰۳۱ ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ بے شک جب کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے اور یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا پھر دونوں کو لڑکا ملے تو اس کو شیطان ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

فائدہ: اس کی شرح نکاح میں آئے گی۔

۳۰۳۲ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتّٰی تَبْرُزَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتّٰی تَغِیْبَ وَلَا تَحَیَّنُوْا بِصَلَاتِکُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ أَوِ الشَّیْطَانِ لَا أَدْرِیْ أَیَّ ذٰلِكَ قَالَ هِشَامٌ.

۳۰۳۲ ـ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ سب نکل آئے اور جب سورج کا کنارہ ڈوبے تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ سب ڈوب جائے اور نہ قصد کیا کرو اپنی نماز کا سورج نکلتے اور نہ ڈوبتے اس واسطے کہ وہ نکلتا ہے درمیان دو سینگوں شیطان۔

فائدہ: اس کی شرح بھی نماز میں گزر چکی ہے اور شیطان کے سینگ اس کے سر کے دونوں طرفین ہیں کہتے ہیں کہ وہ سورج کے طلع کے مقابل کھڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ جب نکلتا ہے تو اس کے سر کے دونوں طرفوں کے درمیان نکلتا ہے تا کہ اس کے واسطے سجدہ واقع ہو جبکہ آفتاب پرست اس کے واسطے سجدہ کرتے ہیں اور اسی طرح نزدیک ڈوبنے اس کے اور بنابراس کے پس قول آپ ﷺ کا کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے یعنی بہ نسبت اس شخص کے کہ دیکھتا ہے آفتاب کو نزدیک نکلنے اس کے پس اگر شیطان کو مشاہدہ کرے تو البتہ دیکھے اس کو قائم نزدیک اس کے اور تحقیق استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جس نے رد کیا ہے اہل ہیئت پر جو قائل ہیں کہ سورج چوتھے آسمان میں ہے اور شیطان منع کیے گئے ہیں آسمان میں داخل ہونے سے اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کی ہم نے اور حق یہ ہے کہ آفتاب چوتھے فلک میں ہے اور ساتوں آسمان نزدیک اہل شرع کے غیر افلاک ہیں یعنی آسمان اور ہیں اور افلاک اور ہیں بخلاف اہل ہیئت کے کہ ان کے نزدیک دونوں ایک چیز ہیں۔ (فتح)

۳۰۳۳ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ شَيْءٌ وَّهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَمْنَعْهُ فَإِنْ أَبٰى فَلْيَمْنَعْهُ فَإِنْ أَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ.

۳۰۳۳۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی چیز کسی کے آگے گزرے اور وہ نماز پڑھتا ہے تو چاہیے کہ اس کو روکے پھر اگر نہ مانے تو چاہیے کہ اس کو روکے پھر اگر نہ مانے تو چاہیے کہ اس سے لڑے پس تحقیق وہ شیطان ہے۔

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِيْ آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا مجھ کو صدقہ عید الفطر کی چوکیداری پر وکیل کیا سو میرے پاس ایک آنے والا آیا اور دونوں ہاتھ بھر بھر کر اناج لینے لگا تو میں نے اس کو پکڑا اور کہا کہ تجھ کو حضرت ﷺ پاس پکڑے لیے چلتا ہوں پھر ذکر کی ساری حدیث تو اس نے کہا کہ جب تو بستر پر سونے کے واسطے ٹھکانہ پکڑا کرے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر اللہ کی طرف سے ہمیشہ تجھ پر ایک نگہبان رہے گا اور صبح تک تیرے پاس شیطان نہ آئے گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تجھ سے سچ بولا اور وہ بڑا جھوٹا ہے یہ شیطان ہے ہر چند وہ بڑا جھوٹا ہے لیکن اس بات میں تجھ سے سچ بولا۔

صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ.

٣٠٣٤ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتّٰى يَقُولَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلْيَنْتَهِ.

۳۰۳۴ ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آتا ہے شیطان تم میں سے کسی کے پاس تو کہتا ہے کہ کس نے ایسا پیدا کیا کس نے ویسا بنایا یہاں تک کہ کہتا ہے کہ کس نے پیدا کیا تیرے رب کو پھر جب شیطان یہاں تک اس کو پہنچائے تو اس کو چاہیے کہ اللہ سے پناہ مانگے اور باز رہے۔

فائدہ: یعنی موافقت کرنے سے ساتھ شیطان کے بیچ اس کے بلکہ پناہ پکڑے طرف اللہ کی بیچ دفع کرنے اس کے اور جان لے کہ ارادہ کرتا ہے شیطان فاسد کرنے دین اس کے کا اور عقل اس کے کا ساتھ اس وسوسے کے پس لائق ہے کہ کوشش کرے بیچ دفع کرنے اس کی کے ساتھ مشغول ہونے کے ساتھ غیر اس کے کے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ رہیں گے لوگ آپس میں سوال کرتے یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ خلق کو اللہ نے پیدا کیا پس اللہ کو کس نے پیدا کیا سو جب کسی کو ایسا فاسد خیال آئے تو چاہیے کہ کہے میں اللہ پر ایمان لایا پس اس سے معلوم ہوا کہ آپس میں غور کرنا ہر سائل کو منع ہے آدمی ہو یا غیر اور جب یہ وسوسہ دل میں آئے تو اللہ سے پناہ مانگے خواہ شیطان وسوسہ ڈالے یا کوئی آدمی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوال کیا مجھ سے اس کا دو شخصوں نے اور گویا کہ جب اس کا سوال وہی ہے تو جواب کا مستحق نہیں یا باز رہنا ہے اس سے نظیر ہے امر کے ساتھ باز رہنے کے غور کرنے سے صفات اور ذات میں اور مارزی نے کہا کہ وسوسے دو قسم کے ہیں پس جو وسوسہ کہ ٹھہرتا نہیں اور شبے سے پیدا نہیں ہوتا وہ ہے جو دفع ہوتا ہے ساتھ اغراض کے اس سے اور اسی معنی پر محمول ہے یہ حدیث اور اسی پر منطبق ہوتا ہے اسم وسوسے کا اور اوپر جو وسوسے کہ شبے سے پیدا ہوتے ہیں پس وہ دفع نہیں ہوتے ہیں مگر ساتھ نظر اور استدلال کے اور طیبی نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگنے کا حکم کیا ہے اور فکر اور حجت پکڑنے کا ذکر نہیں کیا ہے تو یہ اس واسطے ہے کہ علم ساتھ بے پرواہ ہونے اللہ عزوجل کے موجد سے امر ضروری ہے یعنی بدیہی ہے مناظرے کو قبول نہیں کرتا اور نیز اس واسطے کہ اس میں زیادہ غور کرنے سے حیرت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور جس کا یہ حال ہو پس نہیں ہے کوئی علاج واسطے اس کے مگر پناہ پکڑنی طرف اللہ کے اور چنگل مارنا ساتھ اس کے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ لایعنی باتوں کا سوال کرنا مذموم ہے اور اس میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اس واسطے کہ

حضرت ﷺ نے آئندہ کی خبر دی اور موافق اس کے واقع ہوا۔ (فتح)

٣٠٣٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ أَنَسٍ مَّوْلَى التَّيْمِيِّيْنَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ.

٣٠٣٥ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں باندھے جاتے ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

٣٠٣٦ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ مُوْسٰى قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَائَنَا ﴿قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ﴾ وَلَمْ يَجِدْ مُوْسَى النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِيْ أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ.

٣٠٣٦ ـ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان سے کہا کہ ہمارے پاس ہمارا کھانا لاؤ بولا وہ کیا دیکھا تو نے جب ہم نے جگہ پکڑی اس پتھر کے پاس سو میں بھول گیا مچھلی اور نہیں بھولایا مجھ کو مگر شیطان نے کہ اس کا مذکور کروں اور نہ پائی موسیٰ علیہ السلام نے تکلیف یہاں تک کہ آگے بڑھے اس مکان سے جس کا اس کو اللہ نے حکم کیا تھا۔

٣٠٣٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

٣٠٣٧ ـ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ اشارہ کرتے تھے پورب کی طرف سو فرمایا کہ خبردار ہو کہ فتنہ فساد ادھر ہے جہاں سے شیطان کا سینگ یعنی آفتاب نکلتا ہے جو ملک مدینے سے پورب کی طرف ہیں وہاں بڑے بڑے فساد ہوں گے یاجوج ماجوج اسی طرف سے نکلیں گے یعنی عراق کے ملک میں۔

۳۰۳۸ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ أَوْ قَالَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَآءِ فَخَلُّوْهُمْ وَأَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَأَطْفِءْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَأَوْكِ سِقَائَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرْ إِنَائَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئًا.

۳۰۳۸ ـ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہو اول شب تو بند رکھو تم اپنے لڑکوں کو یعنی گھر کے نکلنے سے اور پھرنے کوچوں کے سے اس لیے کہ جن پھیلتے ہیں اس وقت پھر جب رات ایک ساعت گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو یعنی جائز ہے چھوڑنا ان کا اور بند کر اپنے دروازے کو اور یاد کر نام اللہ کا یعنی وقت بند کرنے اس کے یعنی اس واسطے کہ شیطان نہیں کھولتا دروازے بند کیے ہوئے کو اور بجھا اپنے چراغ کو اور یاد کر نام اللہ کا اور بند کر اپنی مشک کو اور یاد کر نام اللہ کا اور ڈھانک اپنے برتن کو اور یاد کر نام اللہ کا اگرچہ تو برتن کے چوڑاؤ پر کوئی چیز رکھے۔

فائدہ: ابن جوزی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ خوف کیا گیا ہے لڑکوں میں اس ساعت میں اس واسطے کے گندگی اکثر اوقات ان کے ساتھ موجود ہوتی ہے اور جس ذکر کے ساتھ ان سے حفاظت کیے جاتے ہیں وہ مقصود ہے لڑکوں سے اور جن وقت پھیلنے اپنے کے لٹکتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ ممکن ہے ان کو لٹکنا ساتھ اس کے پس اس واسطے خوف کیا گیا ہے لڑکوں پر اس وقت میں اور حکمت بیچ پھیلنے ان کے اس وقت یہ ہے کہ رات میں ان کو حرکت کرنے کی زیادہ قدرت ہے دن سے اس واسطے کہ اندھیرا زیادہ ترجیح کرنے والا ہے واسطے قوے شیطانیہ کے غیر اس کے سے اور اسی طرح ہر کالی چیز اور باقی شرح اس کی کتاب الادب میں آئے گی۔ (فتح)

۳۰۳۹ ـ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ أَزُوْرُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ فَانْقَلَبْتُ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِيْ وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِيْ دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ صَلَّى

۳۰۳۹ ـ صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اعتکاف بیٹھے تھے سو میں ایک رات آپ کی زیارت کرنے کو آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کی پھر میں کھڑی ہوئی اور پلٹی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی میرے ساتھ کھڑے ہوئے تا کہ مجھ کو پہنچا دیں اور ان کے رہنے کی جگہ اسامہ بن زید کے گھر میں تھی سو راہ میں دو انصاری مرد ملے سو جب انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو جلد چلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو ٹھہر جاؤ البتہ یہ عورت صفیہ بنت حیی ہے تو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا سُوْءًا أَوْ قَالَ شَيْئًا.

انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ یا حضرت ﷺ آپ کی ذات میں بدگمانی کا کیا دخل ہے تو فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں اس طرح پھرتا ہے جیسے خون اور میں ڈرا کہ تمہارے دل میں کچھ بدگمانی ڈالے۔

فائدہ: یہ حدیث اعتکاف میں گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے شیطان کو قوت دی ہے ایسی کہ انسان کے اندر پہنچ جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث بطور استعارہ کے وارد ہوئی یعنی پہنچتا ہے وسوسہ اس کا بیچ مسام بدن کے مانند جاری ہونے خون کے بدن میں۔ (فتح)

٣٠٤٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ فَأَحَدُهُمَا احْمَرَّ وَجْهُهُ وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَّوْ قَالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ فَقَالُوْا لَهُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ وَهَلْ بِيْ جُنُوْنٌ.

٣٠٤٠۔ سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا اور دو مرد آپس میں لڑتے تھے تو ان میں سے ایک کا چہرہ غصے کے سبب سے سرخ ہوا اور گردن کی رگیں پھول گئیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں ایسی بات جانتا ہوں کہ اگر وہ اس کو کہے تو اس کا غصہ جاتا رہے اگر کہے اعوذ باللہ من الشیطان یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان سے تو اس نے کہا کہ کیا میں دیوانہ ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں آئے گی۔

٣٠٤١ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا

٣٠٤١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے کہ الٰہی بچا رکھ مجھ کو شیطان سے اور بچا شیطان سے میری اولاد کو سو اگر میاں بیوی کے درمیان

أَتٰى أَهْلَهٗ قَالَ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِيْ فَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ وَلَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ قَالَ وَحَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهٗ.

اس صحبت میں کوئی لڑکا قسمت میں ہوگا تو اس کو شیطان ہر گز ضرر نہ پہنچا سکے گا اور نہ اس پر قابو پائے گا۔

۳۰۴۲ ۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ صَلّٰى صَلَاةً فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ عَرَضَ لِيْ فَشَدَّ عَلَيَّ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ عَلَيَّ فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ فَذَكَرَهٗ.

۳۰۴۲ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی سو فرمایا کہ شیطان میرے سامنے ہوا سو اس نے مجھ پر سختی کی میری نماز توڑ دینے کو سو اللہ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا پس ذکر کی تمام حدیث۔

فائدہ: یہ حدیث اسی اسناد کے ساتھ نماز میں گزر چکی ہے اور اس کا تمام یہ ہے سو میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کی ستونوں میں سے کسی ستون سے باندھ دوں اور باقی فائدے اس کے احادیث الانبیاء میں آئیں گے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے باندھنا اس شخص کا جس کے بھاگ جانے کا خوف ہو ان لوگوں میں جن کے قتل میں حق ہے اور یہ کہ مباح ہے عمل قلیل نماز میں اور یہ کہ خطاب بیچ اس کے جبکہ ہو ساتھ معنی طلب کے اللہ سے نہیں گنا جاتا کلام پس نہ توڑے گا نماز کو اور اس حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ فرمایا کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (فتح)

۳۰۴۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهٗ ضُرَاطٌ فَإِذَا قُضِيَ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا قُضِيَ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَقَلْبِهٖ فَيَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى لَا يَدْرِيَ أَثَلَاثًا صَلّٰى أَمْ أَرْبَعًا فَإِذَا لَمْ يَدْرِ ثَلَاثًا

۳۰۴۳ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے گوز کرتا ہوا پھر جب تکبیر تمام ہو چکتی ہے تو مڑ آتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے پس کہتا ہے کہ یاد کر فلانی چیز کو اور فلانی چیز کو یہاں تک کہ نہیں جانتا کہ کتنی نماز پڑھی تین رکعت یا چار رکعت سو جب نہ جانے کہ کتنی نماز پڑھی تین رکعت یا چار رکعت تو دو سجدے سہو کے کرے۔

صَلّٰی أَوْ أَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سہو کے سجدے میں گزر چکی ہے۔

٣٠٤٤ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِي آدَمَ يَطْعُنُ الشَّيْطَانُ فِي جَنْبَيْهِ بِإِصْبَعِهِ حِينَ يُولَدُ غَيْرَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعُنُ فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ.

٣٠٤٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدمی کی پہلو میں شیطان اپنی دو انگلی سے چوکتا ہے وقت پیدا ہونے کے سوا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے کہ ان کو چوکنے لگا سو نہ چوک سکا سو جھلی میں چوکا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی۔

٣٠٤٥ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَقُلْتُ مَنْ هَا هُنَا قَالُوا أَبُو الدَّرْدَاءِ قَالَ أَفِيكُمُ الَّذِي أَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٠٤٥۔ علقمہ سے روایت ہے کہ میں شام میں گیا تو شامیوں نے کہا کہ ابوالدرداء آیا ہے تو ابوالدرداء نے کہا کہ کیا تم میں وہ شخص ہے کہ پناہ دی ہے اس کو اللہ نے شیطان سے اپنی نبی کی زبان پر یعنی عمار کو۔

فائدہ: پوری یہ حدیث مناقب میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ اللہ نے اس کو شیطان سے پناہ دی پس تحقیق وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ عمار کو اس سبب سے اپنے غیر پر فضیلت ہے اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ شیطان کو تسلط ہوتا ہے اس شخص پر جس کو اللہ تعالیٰ شیطان سے نہ پناہ دے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ وَقَالَ الَّذِي أَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي عَمَّارًا.

سلیمان بن حرب کہتے ہیں کہ ہمیں شعبہ نے مغیرہ کی زبانی بیان کیا کہ کیا جس کو اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر (شیطان سے) پناہ دی اس سے مراد عمار ہیں۔

قَالَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ أَخْبَرَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ فرشتے بادل میں اتر کر (آپس میں یہ) بات چیت کرتے ہیں اس کام کی کہ زمین میں ہوتا ہے یعنی حال میں یا استقبال میں تو شیطان وہاں جا کر ایک بات سن آتے ہیں پھر اس کو

تَتَحَدَّثُ فِي الْعَنَانِ وَالْعَنَانُ الْغَمَامُ بِالْأَمْرِ يَكُوْنُ فِي الْأَرْضِ فَتَسْمَعُ الشَّيَاطِيْنُ الْكَلِمَةَ فَتَقُرُّهَا فِيْ أُذُنِ الْكَاهِنِ كَمَا تُقَرُّ الْقَارُوْرَةُ فَيَزِيْدُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ.

کاہنوں یعنی جو غیب کی بات بتلاتے ہیں ان کے کان میں ڈال دیتے ہیں جیسے کہ ڈالا جاتا ہے پانی شیشہ میں برتن سے یعنی چپکی ان کی کانوں میں کہہ دیتے ہیں تو وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ اور زیادہ کرتے ہیں۔

۳۰۴۶ - حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَائَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيْطَانُ.

۳۰۴۶ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمائی شیطان کے اثر سے ہے سو جب کوئی تم میں سے جمائی لے تو چاہیے کہ اس کو روکے جتنا کہ اس سے ہو سکے اس واسطے کہ جب کوئی ہا کہے تو شیطان ہنستا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح ادب میں آئے گی۔

۳۰۴۷ - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَاحَ إِبْلِيْسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أَبِيْ أَبِيْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ.

۳۰۴۷ - عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا تو مشرکوں کو شکست ہوئی تو شیطان نے پکارا کہ اے اللہ کے بندو بچو اپنے پچھلوں سے یعنی دھوکا دیا کہ تمہارے پیچھے کافر ہیں ان سے بچو اور لڑو اور حالانکہ ان کے پچھلے میں مسلمان تھے یعنی تا کہ مسلمان آپس میں لڑیں تو پہلے لوگ پیچھے پلٹے تو پہلے اور پچھلوں نے آپس میں مقابلہ کیا تو حذیفہ نے نظر کی تو ناگہاں اس نے اپنے باپ یمان کو دیکھا کہ مسلمان اس کو مار ڈالتے ہیں تو اس نے کہا کہ اللہ کے بندوں یہ میرا باپ ہے سو قسم ہے اللہ کی وہ باز نہ آئے یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا سو حذیفہ نے کہا کہ اللہ تم کو بخشے عروہ نے کہا کہ پس ہمیشہ رہا حذیفہ میں اس سے بقیہ نیکی کا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملے۔

فائدہ: یعنی اپنے باپ کے قاتل کے واسطے ہمیشہ استغفار کرتے رہے یا اس واقعہ سے غمناک رہے اور اس حدیث کی شرح معازی میں آئے گی۔

۳۰۴۸ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْتِفَاتِ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ.

۳۰۴۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ادھر ادھر دیکھنے مرد کے سے نماز میں یعنی اس کا کیا حکم ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اچک لیتا ہے کہ اچک لیتا ہے اس کو شیطان ایک تمہاری کے نماز سے۔

فائدہ: اس کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

۳۰۴۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلُمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ.

۳۰۴۹ ۔ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہ ٹھیک اور اچھی خواب اللہ کی طرف سے ہے اور پریشان شیطان کی طرف سے ہے سو جب کوئی پریشان خواب دیکھے جس سے ڈرے تو چاہیے کہ اپنے بائیں تھوکے اور پناہ مانگے اللہ کی اس کی بدی سے پس تحقیق وہ اس کو ضرر نہ کرے گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تعبیر میں آئے گی۔

۳۰۵۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ

۳۰۵۰ ۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کلمہ توحید کو یعنی لا الٰہ الا اللّٰہ ...... قدیر تک پڑھے یعنی ایک دن میں سو بار تو اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور سو نیکیاں اس کے واسطے لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس کی مٹائی جائیں گی اور اس دن شام

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَّكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَّمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَّكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

تک اس کو شیطان سے پناہ رہے گی اور اس سے بہتر کوئی نہیں مگر جس نے کہ اس سے زیادہ پڑھا۔

فائدہ: اس کی شرح دعوات میں آئے گی۔

٣٠٥١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسَآءٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُّكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ كُنَّ عِنْدِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ فَأَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ يَّهَبْنَ ثُمَّ قَالَ أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ

٣٠٥١ ـ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ فاروق نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی عورتیں یعنی آپ کی بیبیاں چلا چلا کر باتیں کر رہی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خرچ چاہتی تھیں سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت مانگی تو جلد اٹھ کھڑے ہوئیں پردے میں ہونے کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اجازت دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے تھے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش رکھے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا سبب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو ان عورتوں سے تعجب آیا کہ میرے پاس تھیں سو جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی پردے میں ہو گئیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت آپ لائق تر تھے کہ آپ سے ڈریں پھر عمر فاروق نے کہا کہ اے دشمن اپنی جانوں کی تم مجھ سے ڈرتی ہو اور حضرت سے نہیں ڈرتیں عورتوں نے کہا کہ ہاں ہم تم سے ڈرتی ہیں تم بہت کڑے مزاج کے اور سخت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے جس کے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ نَعَمْ أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ.

ہاتھ میں میری جان ہے کہ نہیں ملتا تجھ سے شیطان کسی راہ میں چلتا ہوا ہرگز مگر یہ کہ چل کھڑا ہوتا ہے اس راہ میں جو تیرے راہ کی سوا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں آئے گی۔

۳۰۵۲ ۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أُرَاهُ أَحَدُكُمْ مِّنْ مَّنَامِهٖ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيْشُوْمِهٖ.

۳۰۵۲ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنی نیند سے جاگ کر وضو کرے تو تین بار ناک جھاڑے اس واسطے کہ شیطان رات کو ناک کی جڑ میں رہتا ہے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقع ہوتا ہے واسطے ہر سونے والے کے اور احتمال ہے کہ یہ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ نہ پناہ پکڑے ساتھ کسی ذکر کے واسطے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ پس اس میں ہے کہ وہ اس کے واسطے شیطان سے پناہ ہوتی ہے اور اسی طرح آیت الکرسی اور پہلے اس میں گزر چکا ہے کہ شیطان تیرے نزدیک نہ آئے گا اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ نفی قرب کے اس جگہ یہ کہ وہ نہیں قریب ہوتا اس مکان سے کہ اس میں وسوسہ ڈالے یعنی دل کے پس ہوگا رات رہنا اس کا اوپر ناک کے تا کہ پہنچے اس سے طرف دل کے جبکہ جاگے سو جو ناک جھاڑے تو تحقیق منع کیا ہے اس نے اس کو پہنچنے سے طرف اس چیز کے کہ قصد کرتا ہے وسوسے سے پس اس وقت حدیث شامل ہے واسطے ہر جاگنے والے کے پھر ناک میں پانی لینا وضو کی سنتوں سے ہے اتفاقا واسطے ہر شخص کے کہ جاگے یا پہلے سے جاگتا ہو اور کہا ہے ایک گروہ نے ساتھ واجب ہونے اس کے کے غسل میں اور ایک گروہ نے ساتھ واجب ہونے اس کے وضو میں بھی اور کیا ادا ہوتی ہے سنت ساتھ مجرد ناک میں پانی لینے کے بغیر ناک جھاڑنے کے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس کی سوا تمام نہیں ہوتی۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ وَثَوَابِهِمْ وَعِقَابِهِمْ

باب ہے بیان میں ذکر جنوں کے اور ثواب ان کے کے

لِقَوْلِهٖ ﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ آيَاتِيْ - إِلٰى قَوْلِهٖ - عَمَّا يَعْمَلُوْنَ﴾. اور عذاب ان کے واسطے دلیل اس آیت کی کہ اے گرہ جنوں اور آدمیوں کے کیا تم کو نہیں پہنچی تھی رسول تمہارے اندر کے پڑھتے تم پر میری آیتیں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے طرف اثبات وجود جنوں کے اور طرف اس کے کہ وہ مکلف ہیں اپر ان کے وجود کا ثابت کرنا پس تحقیق نقل کیا ہے امام الحرمین نے شامل میں بہت فلاسفہ اور زندیقوں سے کہ وہ بالکل جنوں کے وجود سے منکر ہیں اور جو لوگ کہ کفار کے فرقوں سے ان کے منکر ہیں ان سے کچھ تعجب نہیں بلکہ تعجب تو ان لوگوں سے ہے جو مسلمان ہو کر جنوں کے وجود سے انکار کرتے ہیں باوجود نصوص قرآن اور اخبار متواترہ کے اور نہیں عقل کے قضیہ میں وہ چیز کہ قدح کرے ان کے ثابت کرنے میں یعنی ان کے وجود کا ثابت کرنا عقل سے مخالف نہیں اور بہت ان میں سے ثابت کرتے ہیں وجود ان کے کو اور نفی کرتے ہیں ان کی اب اور بعض ان کے وجود کو ثابت کرتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ ان کو آدمیوں پر قابو نہیں اور عبدالجبار معتزلی نے کہا کہ دلیل ان کی اثبات پر سمع ہے سوائے عقل کے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی طریق طرف ثابت کرنے غائب کے اور ان کی صفت میں بھی اختلاف ہے بعض معتزلہ کہتے ہیں کہ جن اجسام رقیق اور بسیط میں اور یہ ہمارے نزدیک منع نہیں اگر ثابت ہو ساتھ اس کے سمع اور ابو یعلی بن فراء نے کہا کہ جن اجسام مؤلفہ اور اشخاص ممثلہ میں جائز ہے کہ رقیق ہوں اور جائز ہے کہ کثیف ہوں برخلاف معتزلہ کے وہ کہتے ہیں کہ وہ اجسام رقیق ہیں اور ہم ان کو اس واسطے نہیں دیکھ سکتے کہ وہ رقیق ہیں اور یہ قول ان کا مردود ہے اس واسطے کہ رقیق ہونا دیکھنے سے مانع نہیں اور جائز ہے کہ بعض اجسام کثیفہ بھی ہم سے پوشیدہ ہوں اور امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ جو کہے کہ میں جنوں کو دیکھتا ہوں تو ہم اس کی گواہی کو باطل کر دیں گے مگر یہ کہ پیغمبر ہو اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ کا محمول ہے اس شخص پر جو دعوی کرے کہ وہ ان کو اپنی اصلی صورت پر دیکھتا ہے جس پر وہ پیدا ہوئے اور اپر جو دعوی کرے کہ وہ دیکھتا ہے کسی چیز کو ان میں سے بعد اس کے کہ صورت پکڑی کسی حیوان کی تو یہ اس کی عدالت میں قادح نہیں اور تحقیق وارد ہو چکی ہیں حدیثیں ساتھ اس کے کہ وہ کئی طرح سے اپنی صورت بدل سکتے ہیں اور اہل کلام کو اس میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ فقط تخیل ہے اور کوئی اپنی اصلی صورت سے نقل نہیں کرتا اور بعض کہتے ہیں کہ نقل کرتے ہیں لیکن نہ اس وجہ سے کہ ان کو اس بات کی قدرت ہے بلکہ ساتھ ایک قسم فعل کے کہ جب اس کو کرتے ہیں تو ان کی شکل بدل جاتی ہے مانند سحر کے اور اس طرح منقول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کوئی اپنی اصلی صورت بدل نہیں سکتا اور جب ان کا جو ثابت ہوا تو اب ان کے اصل میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ شیطان کی اولاد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شیاطین شیطان کی اولاد ہیں اور جو ان کے سواء ہیں وہ ان کی اولاد نہیں اور حدیث ابن عباس کی جو سورۂ جن کی تفسیر میں آئے گی وہ قوی کرتی

ہے اس کو کہ جن سب ایک قسم ہیں ایک اصل سے اور ان کے قسم مختلف ہیں جو ان میں سے، کافر ہے اس کا نام شیطان ہے نہیں تو جن ہے اور اوپر ہونا ان کا مکلف پس کہا ابن عبدالبر نے کہ جن جماعت کے نزدیک مکلف ہیں یعنی احکام شرع کے ان پر بھی واجب ہیں کہا عبدالجبار نے کہ نہیں جانتے ہم اختلاف درمیان اہل نظر کے بیچ اس کے مگر جو بعض حشویہ سے محکی ہے کہ وہ مضطر ہیں طرف افعال اپنے کے اور نہیں وہ مکلف اور دلیل واسطے جماعت کے وہ چیز ہے جو قرآن میں ہے ذم شیاطین سے اور بچنے سے ان کی بدی سے اور جو چیز کہ تیار کی گئی ہے واسطے ان کے عذاب سے اور یہ خصلتیں نہیں ہوتی ہیں مگر واسطے اس شخص کے کہ مخالفت کرے امر کی اور مرتکب ہونے کا باوجود قادر ہونے اس کے کے اس پر کہ نہ کرے اور آیتیں اور حدیثیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں بہت ہیں اور جب ثابت ہوا کہ وہ مکلف ہیں تو اب اس میں اختلاف ہے کہ کیا ان میں سے کوئی پیغمبر بھی ہوا ہے یا نہیں پس طبری نے ضحاک بن مزاحم سے روایت کی ہے کہ ان میں بھی رسول پیدا ہوئے ہیں اس واسطے کہ اللہ نے خبر دی ہے کہ جنوں اور انسانوں سے رسول ہیں جو ان کی طرف بھیجے گئے ہیں اور جمہور نے جواب دیا ہے کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ رسول انسانوں کے رسول ہیں اللہ کی طرف سے طرف ان کے اور جنوں کے رسولوں کو اللہ نے زمین میں پھیلایا ہے پس وہ آدمیوں کے رازوں کا کلام سن کر اپنی قوم کو پہنچاتے ہیں اور ابن حزم نے کہا کہ ان میں بھی پیغمبر ہوئے ہیں اور کہا اس نے کہ نہیں بھیجا گیا طرف جنوں کے کوئی رسول آدمیوں سے مگر ہمارے حضرت ﷺ عام ہونے پیغمبری ان کی کے طرف جنوں اور انسانوں کے ساتھ اتفاق کے ابن تیمیہ نے کہا کہ اتفاق کیا ہے اس پر علماء سلف نے اصحاب اور تابعین اور ائمہ مسلمین سے میں کہتا ہوں کہ ایک حدیث میں اس کی تصریح آچکی ہے کہ ہر پیغمبر اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں جن اور انسان دونوں کی طرف پیغمبر کر کے بھیجا گیا ہوں اور جب ثابت ہوا کہ وہ مکلف ہیں تو وہ مکلف ہیں ساتھ توحید کے اور ارکان اسلام کے اور اس کے اور فروع میں اختلاف ہے واسطے اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی ہے نہی روث اور ہڈی سے اور یہ کہ وہ جنوں کا توشہ اور کھانا ہیں پس دلالت کی اس نے کہ جنوں کو لید کا کھانا جائز ہے اور یہ آدمیوں پر حرام ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ کھاتے پیتے نکاح کرتے ہیں یا نہیں سو بعض کہتے ہیں کہ ہاں اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں پھر اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کھانا پینا ان کا سونگھنا اور ہوا لینا ہے نہ چبانا اور نہ نگلنا اور یہ مردود ہے ساتھ اس حدیث کے حضرت ﷺ بیٹھے تھے کہ ایک مرد کھاتا تھا اور اس نے بسم اللہ نہیں کہی تھی پھر آخر میں بسم اللہ کہی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان ہمیشہ اس کے ساتھ کھاتا پیتا رہا پھر جب اس نے بسم اللہ کہی تو شیطان نے قے کر ڈالی اور ایک روایت میں ہے کہ جن تین قسم ہیں ایک قسم تو وہ ہے کہ جن کے پر ہیں جو ہوا میں اڑتے ہیں اور قسم سانپ اور بچھو ہیں اور ایک قسم ہیں کہ اترتے ہیں اور سفر کرتے ہیں اور یزید تابعی سے روایت ہے کہ کوئی گھر والے نہیں مگر کہ ان کے گھر کی چھت میں جن رہتے ہیں اور جب گھر والے کھانا کھاتے ہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ

کھاتے ہیں اور جو کہتا ہے کہ جن آپس میں نکاح کرتے ہیں اس کی دلیل یہ آیت ہے ﴿لم یطمثهن انس قبلهم ولا جان﴾ اور جو اس کا منکر ہے وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جن آگ سے پیدا ہوئے ہیں اور آگ میں خشکی اور خفت ہے جو اولاد پیدا ہونے کو منع کرتی ہے اور جواب یہ ہے کہ ان کی اصل آگ سے ہے جیسے کہ اصل آدمی کی مٹی سے ہے اور جس طرح کہ آدمی درحقیقت مٹی نہیں اسی طرح جن بھی درحقیقت آگ نہیں اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض اس کا جو کہتا ہے کہ آگ آگ کو کس طرح جلا سکتی ہے اور یہ جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ثواب ان کا اور عذاب ان کا تو جو لوگ ان کے واسطے تکلیف ثابت کرتے ہیں وہ نہیں مختلف ہیں اس میں کہ وہ عذاب کیے جاتے ہیں گناہوں پر اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا ان کو ثواب بھی ملتا ہے پس ابو الزناد سے موقوف روایت ہے کہ جب بہشتی بہشت میں داخل ہوں گے اور دوزخی دوزخ میں تو کہے گا اللہ واسطے ایماندار جنوں کے اور تمام مخلوقات کے یعنی جو آدمیوں کے سوا ہیں کہ ہو جاؤ مٹی پس اس وقت کافر کہے گا کہ کاش کہ میں مٹی ہوتا اور ابو حنیفہ سے اس طرح مروی ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ وہ ثواب دیے جاتے ہیں بندگی پر اور یہی قول ہے تینوں اماموں اور اوزاعی اور ابو یوسف اور محمد بن حسن وغیرہم کا پھر اختلاف ہے کہ کیا آدمیوں کے داخل ہونے کی جگہ میں داخل ہوں گے اس میں چار قول ایک یہ کہ ہاں اور یہ قول اکثر کا ہے دوم یہ کہ بعض جنت میں داخل ہوں گے اور یہ منقول ہے ایک جماعت اور مالک سے سوم یہ کہ وہ اصحاب اعراف ہیں چہارم توقف ہے جواب سے بیچ اس کے اور ابن لیلیٰ سے روایت ہے کہ ان کے واسطے اس میں ثواب ہے پس پایا ہم نے مصداق اس کا قرآن میں ﴿ولكل درجات مما عملوا﴾ میں کہتا ہوں اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طرف اس کے ساتھ وارد کرنے اس آیت کے ﴿یا معشر الجن الم یاتکم رسل منکم﴾ پس تحقیق قول اللہ تعالیٰ کا متصل ہے اس آیت کے جو بعد اس کے ہے اور نیز استدلال کیا ہے ساتھ اس آیت کے ابن حکم نے اور استدلال کیا ہے واسطے اس کے ابن وہب نے ساتھ اس آیت کے ﴿اُولٰئك الذین حق علیهم القول فی امم قد خلت من قبلهم من الجن والانس﴾ اور مغیث تابعی سے روایت ہے کہ کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ وہ دوزخ کی آواز سنتی ہے مگر جن اور آدمی اور مالک سے روایت ہے کہ جنوں کے واسطے ثواب ہے اور ان پر عذاب ہے اور استدلال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ اس آیت کے ﴿ولمن خاف مقام ربه جنتان﴾ پھر فرمایا کہ ﴿فبای الاء ربکما تکذبان﴾ اور یہ خطاب ہے واسطے آدمیوں اور جنوں کے پس ثابت ہوا کہ جنوں میں ایماندار بھی ہیں اور ایماندار کی شان یہ ہے کہ اپنے رب کے مقام سے ڈرے تو ثابت ہوا مطلوب۔ (فتح)

﴿بَخْسًا﴾ نَقْصًا بخسا کے معنی نقص ہیں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فمن یومن بربه فلا یخاف بخسا ولا رهقا﴾ فراء نے کہا کہ بخس کے معنی نقص ہیں اور رہق کے معنی ظلم ہیں اور مفہوم آیت کا یہ ہے کہ جو کافر ہو پس وہ ڈرتا ہے پس دلالت کی اس نے اوپر

ثابت ہونے تکلیف ان کی کے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَجَعَلُوْا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا﴾ قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ وَأُمَّهَاتُهُنَّ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ قَالَ اللّٰهُ ﴿وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ﴾ سَتُحْضَرُ لِلْحِسَابِ ﴿جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ﴾ عِنْدَ الْحِسَابِ.

اور کہا مجاہد نے کہ ٹھہرایا ہے انہوں نے اللہ میں اور جنوں میں ناتا کفار قریش نے کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں سردار جنوں کی بیٹیاں ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جنوں کو معلوم ہے کہ وہ البتہ حاضر کیے گئے ہیں نزدیک حساب کے۔

فائدہ: اور یہ کلام اخیر بھی متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے۔

۳۰۵۳ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ إِنِّيْ أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ وَبَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَآءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا إِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۰۵۳ـ عبداللہ سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو بکریوں اور جنگل کو دوست رکھتا ہے یعنی تو تنہا جنگل میں بکریوں کو چرایا کرتا ہے سو جب تو اپنی بکریوں کو اور جنگل میں ہوا کرے اور نماز کی اذان کہا کرے تو اذان کے ساتھ اپنی آواز بلند کیا کر یعنی خوب زور سے اذان کہا کر پس تحقیق شان یہ ہے کہ یہاں تک کہ موذن کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک جو جن اور آدمی اور کوئی چیز سنے گا وہ اذان دینے والے کے واسطے قیامت میں گواہی دے گا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذان میں گزر چکی اور غرض اس کی اس جگہ یہ ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے قیامت کے دن جن جمع کیے جائیں گے۔

بَابُ قَوْلِهٖ جَلَّ وَعَزَّ ﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ إِلٰى قَوْلِهٖ أُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ﴾ ﴿مَصْرِفًا﴾ مَعْدِلًا.

باب ہے اس آیت کے بیان میں جبکہ متوجہ کیا ہم نے طرف تیری ایک گروہ جنوں کا ضلال مبین تک ان کی تعیین اور ان کے شہر کی تعیین آئندہ آئے گی مصرفا معدلا یعنی مصرفا کے معنی ہیں جگہ پھرنے کی۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ولم یجدوا عنها مصرفا۔

﴿ صَرَفْنَا ﴾ أَیْ وَجَّهْنَا. صرفنا کے معنی ہیں متوجہ کرنے کے ہیں

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی اور لائق ساتھ اس کے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو نماز کے بیان میں گزر چکی ہے کہ حضرت ﷺ عکاظ کی طرف گئے اور جنوں نے آپ کی قرأت سنی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ﴾ باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بکھیرے اس میں ہر قسم کے جانور

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ فرشتوں اور جنوں کی پیدائش حیوان پر مقدم ہے یا یہ کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش پر سب چیز کی پیدائش مقدم ہے اور دابہ لغت میں ہر ملنے والی چیز کو کہتے ہیں اور عرف میں چوپائے کو کہتے ہیں اور مسلم میں ہے کہ چوپایوں کی پیدائش بدھ کے دن تھی اور یہ دلالت کرتی ہے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہے۔(فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الثُّعْبَانُ الْحَيَّةُ الذَّكَرُ مِنْهَا يُقَالُ الْحَيَّاتُ أَجْنَاسٌ الْجَانُّ وَالْأَفَاعِيْ وَالْأَسَاوِدُ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ثعبان نر سانپ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سانپ کئی قسم ہیں جان اور افاعی اور اساود۔

فائدہ: میں کہتا ہوں کہ یہ قول ابوعبیدہ کا ہے بیچ تفسیر اس آیت کی کانها جان اور آیت حیة تسعی میں تو یہ اس بنا پر ہے کہ وہ ایک چیز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عصا اول حال میں جان تھا اور وہ چھوٹا سانپ ہے پھر ہوا ثعبان پس اس وقت ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے عصا اور بعض کہتے ہیں کہ مختلف ہوئی وصف اس کی ساتھ مختلف ہونے حالات اس کے کے پس تھا مانند حیہ کے دوڑنے میں اور مانند جان کی اپنی حرکت میں اور مانند ثعبان کے نگل لینے میں اور افاعی وہ سانپ ہے اور نر کو افعوان کہتے ہیں اور اس کی کنیت ابو یحییٰ ہے اس واسطے کہ وہ ہزار برس جیتا ہے اور وہ آدمی پر کود پڑتا ہے اور افعی کی صفت یہ ہے کہ اگر اس کی آنکھ پھوڑی جائے تو پھر درست ہو جاتی ہے اور اسود اس سانپ کو کہتے ہیں جس میں سیاہی ہو اور وہ سب سانپوں میں خبیث تر ہے۔(فتح)

﴿ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ﴾ فِيْ مِلْكِهٖ وَسُلْطَانِهٖ يُقَالُ ﴿صَآفَّاتٍ﴾ بُسُطٌ أَجْنِحَتَهُنَّ ﴿يَقْبِضْنَ﴾ يَضْرِبْنَ بِأَجْنِحَتِهِنَّ.

مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿مَا مِنْ دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا﴾ یعنی نہیں کوئی جانور مگر کہ اللہ اس کی پیشانی کو پکڑے ہوئے ہے یعنی اس کے ملک اور قدرت میں ہے اور صافات کے معنی ہیں فراخ کرنے والے پر اپنے یعنی کھولنے والے یعنی یقبضن کے معنی ہیں کہ

اپنے پر مارتے ہیں بند کرتے ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے اولم یروا الی الطیر فوقھم صافات ویقبضن۔

۳۰۵۴ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّه سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَاقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَيْنَا أَنَا أُطَارِدُ حَيَّةً لِأَقْتُلَهَا فَنَادَانِي أَبُوْ لُبَابَةَ لَا تَقْتُلْهَا فَقُلْتُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ قَالَ إِنَّهُ نَهٰى بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ وَهِيَ الْعَوَامِرُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فَرَآنِي أَبُوْ لُبَابَةَ أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَتَابَعَهُ يُوْنُسُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ وَالزُّبَيْدِيُّ وَقَالَ صَالِحٌ وَابْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَابْنُ مُجَمِّعٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَآنِي أَبُوْ لُبَابَةَ وَزَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ.

۳۰۵۴ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ منبر پر خطبہ پڑھتے تھے تم مار ڈالو سانپوں کو مار ڈالو دو لکیروں والے سانپ کو اور دم بریدہ سانپ کو کہ وہ دونوں آنکھ پھوڑ ڈالتے ہیں اور حاملہ عورتوں کے پیٹ گرا دیتے ہیں عبداللہ نے کہا سو جس حالت میں کہ میں ایک سانپ پر حملہ کرتا تھا تا کہ اس کو مار ڈالوں ابولبابہ نے مجھ کو پکارا کہ اس کو مت مار تو میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپوں کے مارنے کا حکم کیا ہے تو ابولبابہ نے کہا منع فرمایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اس کے ان سانپوں کے مارنے سے جو گھروں میں رہتے ہیں اور وہ جن ہین جو ہمیشہ لوگوں کے گھروں میں رہتے ہیں۔

فائدہ: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سب گھروں کا یہی حکم ہے اور مالک سے روایت ہے کہ یہ حکم مدینے کے گھروں کے ساتھ خاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ شہروں کے گھروں کے ساتھ خاص ہے اور ہر قول پر پس قتل کیا جائے جنگلوں اور میدانوں میں بغیر انذار کے اور ابن مبارک سے روایت ہے کہ عوامر سفید سانپ ہے جو چلتے وقت اپنے بدن کو نہیں لپیٹتا اور ایک روایت میں ہے کہ ان گھروں میں عوامر رہتے ہیں سو جب تم کسی کو ان میں سے دیکھو تو تین بار یا تین دن اس کو اطلاع کرو کہ اگر تو ہمارے پاس ٹھہر گیا یا ہم پر ظاہر ہو گا تو تجھ کو تنگی پہنچے گی اور اس حدیث

میں نہی ہے قتل کرنے سانپوں کی جو گھروں میں رہتے ہیں مگر بعد ڈرانے کے مگر یہ کہ ہو دم بریدہ یا دو لکیر والا پس جائز ہے قتل کرنا اس کا بغیر انذار کے۔ (فتح)

بَابُ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ.

باب ہے اس بیان میں کہ مسلمانوں کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے چرانے کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر۔

فائدہ: اکثر روایتوں میں جہاں باب نہیں اور یہی لائق اس واسطے کہ نہیں ہے حدیثوں میں وہ چیز کہ متعلق ہو ساتھ بکریوں کے مگر حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی۔

٣٠٥٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَّتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ.

٣٠٥٥ ـ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ مسلمانوں کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے گا چرانے کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور پانی برسنے کے مقام پر اپنا دین لے کر بھاگے گا فساد کے سبب سے۔

٣٠٥٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ.

٣٠٥٦ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چوٹی کفر کی مشرق کی طرف ہے اور بڑائی مارنا اور گھمنڈ کرنا گھوڑے اور اونٹ والوں میں ہے اور شور کرنے والوں میں جو اونٹ والے ہیں اور بھلے مانسی اور خوش تن داری بکری والوں میں ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ چوٹی کفر کی مشرق کی طرف ہے تو یہ اشارہ ہے طرف شدت کفر مجوس کے اس واسطے کہ فارسیوں کی سلطنت مدینے سے مشرق کی طرف تھی اور تھے وہ نہایت قوت میں اور تکبر میں یہاں تک کہ ان کے بادشاہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پھاڑ ڈالا اور اسی طرح بدستور رہے فتنے مشرق کی طرف سے کماسیاتی بیانہ فی الفتن اور

سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیے گئے بکریوں والے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ اکثر اوقات کم ہوتے ہیں اونٹ والوں سے وسعت اور کثرت میں اور یہ دونوں سبب فخر اور تکبر کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اہل غنم سے یمن والے ہیں کہ اکثر ان کے مویشی ان کی بکریاں ہیں بخلاف ربیعہ اور مضر کے کہ وہ اونٹ والے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بکریوں میں برکت ہے اور خطابی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ مذمت کی حضرت ﷺ نے ان کے واسطے اعراض کرنے ان کی کے ساتھ معالجے اس چیز کے کہ وہ بیچ اس کے ہیں اپنے دین کے کاموں سے اور یہ پہنچاتا ہے طرف سختی دل کے۔ (فتح)

٣٠٥٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ أَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ الْإِيْمَانُ يَمَانٍ هَا هُنَا أَلَا إِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ أُصُوْلِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ.

٣٠٥٧ ـ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا سو فرمایا کہ عمدہ ایمان یمن کا ہے اس جگہ یعنی ادھر ہے خبردار ہو! البتہ اکڑ پن اور دلوں کی سختی ان لوگوں میں ہے جو چلایا کرتے ہیں اونٹوں کے دُموں کی جڑ کے پاس جدھر سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں یعنی اس کے سر کی لوں طرفین قوم ربیعہ اور مضر ہیں۔

فائدہ: اس میں تعقب ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ یمن کے انصار ہیں اس واسطے کہ اصل ان کی اہل یمن میں سے ہے اس واسطے کہ بیچ اشارہ کرنے آپ کے طرف یمن کے وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے کہ مراد ساتھ اس کے اہل اس کے ہیں جو اس وقت موجود ہیں نہ وہ لوگ جن کی اصل وہاں سے ہے اور سبب ثنا کا اہل یمن پر جلدی کرنا ان کا ہے طرف ایمان کے اور قبول کرنا ان کا اس کو اور پہلے گزر چکا ہے قبول کرنا ان کا بشارت کو جبکہ نہ قبول کیا اس کو بنی تمیم نے۔ (فتح)

٣٠٥٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَّإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا

٣٠٥٨ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مرغ کی بانگ سنو تو اللہ سے اس کا فضل کرم مانگو اس واسطے کہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے۔ اور جب تم گدھے کے ہنہنانے کی آواز سنو تو اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کہ بے شک اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔

بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ رَأٰى شَيْطَانًا.

فائدہ: مرغ کو رات کے وقت کی معرفت میں ایسی خصوصیت ہے کہ اس کے سوا اور کسی کو نہیں اس واسطے کہ وہ اپنی آواز کو باعتنا ہی نہیں قریب ہے کہ اس میں خطا کرے برابر ہے کہ رات دراز ہو یا کم اور یہ جو کہا کہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے تو عیاض نے کہا کہ شاید سبب اس میں امید ہے اس کی کہ فرشتے اس کی دعا پر امین کہیں اور اس کے اخلاص کی گواہی دیں اور پکڑا جاتا ہے اس سے استحباب دعاء کا وقت حاضر ہونے نیکوکاروں کے واسطے تبرک کے ساتھ ان کے اور ایک روایت میں ہے کہ مرغ کو برا نہ کہو کہ وہ نماز کی طرف بلاتا ہے یعنی طلوع فجر کے وقت بانگ دیتا ہے نہ یہ کہ حقیقتاً لوگوں کو کہتا ہے کہ نماز کا وقت ہوا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جس چیز سے خیر حاصل ہو اس چیز کو برا کہنا لائق نہیں اور نہ اہانت کرنا اور یہ جو فرمایا کہ شیطان سے پناہ مانگو تو یہ واسطے خوف بدی شیطان کے ہے اور بدی وسوسہ اس کے کی پس پناہ پکڑے طرف اللہ کے بیچ دفع کرنے اس کے کی اور داؤدی نے کہا کہ مرغ سے پانچ خصلتیں سیکھی جاتی ہیں خوش آوازی اور قیام سحر میں اور غیرت اور سخاوت اور کثرت جماع کی۔ (فتح)

٣٠٥٩ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ وَأَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَ مَا أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ وَلَمْ يَذْكُرْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ.

٣٠٥٩ ـ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اول شب ہو تو تم بند رکھو اپنے لڑکوں کو اس واسطے کہ اس میں جن پھیلتے ہیں پھر جب رات سے ایک ساعت گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو اور بند کرو اپنے دروازوں کو اور نام لو اللہ کا اس واسطے کہ شیطان نہیں کھولتا دروازہ بند کیا ہوا۔

٣٠٦٠ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

٣٠٦٠ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ مسخ ہو گیا نہیں معلوم کون سی صورت ہو گئی اور بیشک چوہے کے سوائے کوئی میرے خیال

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ لَا يُدْرٰى مَا فَعَلَتْ وَإِنِّيْ لَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَارَ إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الْإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ فَحَدَّثْتُ كَعْبًا فَقَالَ أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِيْ مِرَارًا فَقُلْتُ أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ.

میں نہیں آتا جب چوہے کے آگے اونٹ کا دودھ رکھا جائے تو نہ پیئے اور جب بکریوں کا دودھ رکھا جائے تو پی جائے یعنی بنی اسرائیل اونٹ کا دودھ نہ پیتے تھے اور اس واسطے فرمایا کہ وہ لوگ چوہے کی صورت پر مسخ ہو گئے اس واسطے کہ چوہا بھی اونٹ کا دودھ نہیں پیتا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ حدیث کعب سے بیان کی تو اس نے کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے میں نے کہا ہاں سو کعب نے مجھ کو کئی بار یہ بات کہی تو میں نے کہا کہ کیا میں توریت پڑھتا ہوں کہ تو قبول نہیں کرتا۔

فائدہ: یہ استفہام انکاری ہے یعنی میں اہل کتاب سے نہیں لیتا اس سے معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے کچھ نہ سیکھتے تھے اور یہ کہ جو ایسا صحابی ہو اگر وہ کسی امر کی خبر دے کہ اس میں رائے اور اجتہاد کو دخل نہ ہو تو اس حدیث کے واسطے رفع کا حکم ہوتا ہے اور کعب نے جو ابو ہریرہ کے جواب میں سکوت کیا تو اس میں دلالت ہے اوپر ورع اس کی کے اور شاید ان کو ابن مسعود کی حدیث نہیں پہنچی کہا اس نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بندر اور سور کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ جو قومیں مسخ ہو گئیں تھی ان کی نسل باقی نہیں رہی اور بندر اور سور اس سے پہلے تھے اور اسی پر محمول ہو گی حدیث باب کی کہ میں چوہا گمان کرتا ہوں اور شاید پہلے گمان کیا ہو گا پھر بتلایا کہ وہ نہیں۔ (فتح)

۳۰۶۱ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ الْفُوَيْسِقُ وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهٖ وَزَعَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِهٖ.

۳۰۶۱ - عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نے نام رکھا گرگٹ کا فویسق یعنی چھوٹا سا فاسق اور میں نے آپ سے نہیں سنا کہ اس کے مار ڈالنے کا حکم کیا ہو اور سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مار ڈالنے کا حکم کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو زمین کے تمام جانور اس کو بجھاتے تھے مگر گرگٹ اس کو پھونکتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مارنے کا حکم کیا اور جو صحیح میں ہے وہ اصح تر ہے۔ (فتح)

٣٠٦٢ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أُمَّ شَرِيْكٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاغِ.

۳۰۶۲ ـ ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ مار ڈالنے گرگٹ کے۔

٣٠٦٣ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ فَإِنَّهُ يَلْتَمِسُ الْبَصَرَ وَيُصِيْبُ الْحَبَلَ تَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَبَا أُسَامَةَ.

۳۰۶۳ ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مار ڈالو دو لکیر والے سانپ کو کہ وہ آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے اور حمل کو گرا دیتا ہے۔

٣٠٦٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْأَبْتَرِ وَقَالَ إِنَّهُ يُصِيْبُ الْبَصَرَ وَيُذْهِبُ الْحَبَلَ.

۳۰۶۴ ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ مار ڈالنے دم بریدہ سانپ کے اور فرمایا کہ وہ آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے اور حمل کو گرا دیتا ہے۔

٣٠٦٥ ـ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ أَبِيْ يُوْنُسَ الْقُشَيْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ ثُمَّ نَهٰى قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَمَ حَائِطًا لَهُ فَوَجَدَ فِيْهِ سِلْخَ حَيَّةٍ فَقَالَ انْظُرُوْا أَيْنَ هُوَ فَنَظَرُوْا فَقَالَ اقْتُلُوْهُ فَكُنْتُ أَقْتُلُهَا لِذٰلِكَ فَلَقِيْتُ أَبَا لُبَابَةَ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْتُلُوا الْجِنَّانَ إِلَّا كُلَّ أَبْتَرَ ذِيْ طُفْيَتَيْنِ فَإِنَّهُ يُسْقِطُ الْوَلَدَ وَيُذْهِبُ الْبَصَرَ فَاقْتُلُوْهُ.

۳۰۶۵ ـ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر مار ڈالتے سانپوں کو پھر ان کے مارنے سے منع کیا کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک دیوار گرائی سو اس میں سانپ کی کھال پائی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو کہ وہ کہاں ہے تو لوگوں نے دیکھا سو فرمایا کہ اس کو مار ڈالو سو میں اس کو اس حدیث کے واسطے مار ڈالا کرتا تھا پھر میں ابولبابہ سے ملا تو اس نے مجھ کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مارو سانپوں کو مگر ہر دم بریدہ اور دو لکیر والے کو اس واسطے کہ وہ حمل کو گرا دیتا ہے اور آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے سو اس کو مار ڈالو۔

٣٠٦٦ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ فَحَدَّثَهُ أَبُوْ لُبَابَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوْتِ فَأَمْسَكَ عَنْهَا.

٣٠٦٦ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے وہ قتل کرتے سانپوں کو پھر حدیث بیان کی ان سے ابولبابہ نے کہ منع فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مار ڈالنے سانپوں گھروں کے سے تو ابن عمران کے مارنے سے باز رہے۔

بَابُ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ.

باب ہے کہ پانچ جانور موذی اور بدذات ہیں مار ڈالے جائیں حرم میں

٣٠٦٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ.

٣٠٦٧ ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ موذی اور بدذات جانور ہیں مار ڈالے جائیں حرم میں چوہا اور بچھو اور چیل اور کوا اور کتا کاٹنے والا۔

٣٠٦٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ الْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ.

٣٠٦٨ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں جو ان کو احرام کی حالت میں مار ڈالے اس پر گناہ نہیں بچھو اور چوہا اور کتا کاٹنے والا اور کوا اور چیل۔

٣٠٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيْرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَفَعَهُ قَالَ خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَأَجِيْفُوا الْأَبْوَابَ وَاكْفِتُوْا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْعِشَاءِ فَإِنَّ لِلْجِنِّ

٣٠٦٩ ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ڈھانکو برتنوں کو اور منہ باندھو مشکوں کا اور بند کرو دروازوں کو اور بند کرو اپنے لڑکوں کو نزدیک شام کے اس لیے کہ جنوں کے واسطے پھیلنا اور اچک لینا ہے اور بجھا دو چراغوں کو وقت سونے کے اس واسطے کہ

انْتِشَارًا وَّخَطْفَةً وَّأَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ عِنْدَ الرُّقَادِ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا اجْتَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّحَبِيْبٌ عَنْ عَطَآءٍ فَإِنَّ لِلشَّيَاطِيْنِ.

تحقیق چوہا اکثر بعض وقت کھینچ لے جاتا ہے بتی کو پس جلا دیتا ہے گھر کے لوگوں کو۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ چھوڑو آگ کو اپنے گھروں میں وقت سونے کے نووی نے کہا کہ یہ عام ہے داخل ہوتی ہے اس میں آگ چراغ وغیرہ کی اور اوپر قندیل لٹکتی ہوئی پس اگر اس کے سبب سے جلنے کا خوف ہو تو وہ بھی اس حکم میں داخل ہے اور اگر امن حاصل ہو جیسا کہ غالب ہے تو نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے واسطے منتفی ہونے علت کے اور قرطبی نے کہا کہ سب امر اس باب کے باب ارشاد سے ہیں طرف مصلحت کے اور احتمال ہے کہ استحباب کے واسطے ہوں خاص کر اس کے حق میں جو اس کو امتثال امر کی نیت سے کرے اور ابن عربی نے کہا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ امر ساتھ بند کرنے دروازوں کے عام ہے سب وقتوں میں اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ وہ مقید ہے ساتھ رات کے اس واسطے کہ دن غالب محل جاگنے کا ہے برخلاف رات کے اور اصل ان تمام میں رجوع کرتا ہے طرف شیطان کے پس تحقیق وہی ہے کہ ہانکتا ہے چوہے کو طرف جلانے گھر کے۔ (فتح)

۳۰۷۰ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَارٍ فَنَزَلَتْ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ مِّنْ جُحْرِهَا فَابْتَدَرْنَاهَا لِنَقْتُلَهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا وَعَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ مِثْلَهُ قَالَ وَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ رَطْبَةً وَّتَابَعَهُ أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ وَقَالَ حَفْصٌ وَّأَبُوْ مُعَاوِيَةَ

۳۰۷۰ ـ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے تو سورۃ والمرسلات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور البتہ ہم اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ سے سیکھتے تھے تو ناگہاں ایک سانپ اپنے بل سے نکلا تو ہم نے اس پر حملہ کیا تا کہ اس کو مار ڈالیں تو وہ اپنی بل میں گھس گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچ گیا جیسے تم اس کی شر سے بچے اور دوسری روایت میں ہے کہ البتہ ہم نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے لیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر تھی یعنی پہلے اس سے کہ خشک ہو زبان آپ کی اس کی تلاوت سے۔

وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

فائدہ: اس حدیث سے جواز قتل کرنا سانپ کا ہے حرم مکہ میں اور جواز قتل کرنا اس کا اس کے بل میں ہے اور یہ جو کہا کہ وہ تمہاری بدی سے بچ گیا تو مراد بدی سے مارڈالنا اس کا ہے اور وہ بدی ہے بہ نسبت اس کے اگرچہ خیر ہے بہ نسبت ان کے۔(فتح)

۳۰۷۱ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِيْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ قَالَ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۳۰۷۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داخل ہوئی دوزخ میں ایک عورت بلی کے مقدمے میں کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا نہ اس کو کھلایا اور نہ اس کو چھوڑا کہ زمین کے جانور کھاتی۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کو بلی کے سبب سے عذاب ہوا کہ اس نے اس کو باندھ کر بھوک سے مارڈالا اور احتمال ہے کہ عورت کافرہ ہو پس حقیقتاً اس کو آگ کے ساتھ عذاب ہوا ہوا اور نووی نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ عورت مسلمان تھی اور صرف اس گناہ کے سبب سے اس کو آگ میں عذاب ہوا اور اس میں جواز رکھنا بلی کا ہے اور باندھ رکھنا اس کا جبکہ اس کو کھلائے پلائے اور اس میں وجوب نفقہ حیوان کا ہے اپنے مالک پر۔(فتح)

۳۰۷۲ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَآءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجَهَازِهٖ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ أَمَرَ بِبَيْتِهَا فَأُحْرِقَ بِالنَّارِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ

۳۰۷۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک پیغمبر یعنی موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے نیچے اترے تو ایک چیونٹی نے ان کو کاٹا تو انہوں نے اپنے اسباب کے نکالنے کا حکم کیا سو وہ درخت کے تلے سے نکالا گیا پھر انہوں نے حکم کیا تو چیونٹیوں کا مکان جلایا دیا گیا سو اللہ تعالیٰ نے اس پیغمبر کی طرف وحی کی کہ تو نے ایک چیونٹی کو کیوں نہ جلایا۔

فَهَلَّا نَمْلَةً وَّاحِدَةً.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانور کو آگ سے جلا دینا درست ہے لیکن ہماری شرع میں جانور کو آگ سے جلانا درست نہیں اور عیاض نے کہا کہ اس حدیث میں دلالت ہے اوپر جائز ہونے قتل ہر موذی کے اور کہا جاتا ہے کہ اس قصے کے واسطے ایک سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک پیغمبر ایک گاؤں پر گزرا جس کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے گناہ کے سبب سے ہلاک کر ڈالا تھا تو اس پیغمبر نے متعجب ہو کر کہا کہ الٰہی ان میں لڑکے اور چوپائے اور بے گناہ بھی تھے پھر وہ ایک درخت کے تلے اترا تو اس کے ساتھ یہ معاملہ واقع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو خبردار کر دیا کہ جنس موذی کی قتل کی جائے اگرچہ نہ ایذا دے اور قتل کیا جائے اولاد اس کی اگرچہ نہ پہنچے ایذا کو اور یہی ظاہر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تو نے مخلوقات کے ایک گروہ کو جلا دیا جو تسبیح کہتا تھا اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ حیوان حقیقۃ اللہ کی تسبیح کہتا ہے اور ممکن ہے کہ مجاز پر محمول ہو ساتھ اس کے کہ ہو سبب واسطے تسبیح کے اور چیونٹی اعظم ہے سب جانوروں سے رزق کے حیلے میں اور اس کے عجیب امر سے ایک یہ بات ہے کہ جب وہ کچھ چیز پاتی ہے تو باقیوں کو خبر کر دیتی ہے اگرچہ تھوڑی ہو اور گرمی کے موسم میں جاڑے کا خرچ جمع کر لیتی ہے اور جب اس کے سڑ جانے کا خوف ہو تو اس کو نکال کر زمین کے منہ پر ڈال دیتی ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ فَإِنَّ فِي إِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَآءً وَّفِي الْأُخْرٰى شِفَآءً.

باب ہے کہ جب تمہارے پانی میں مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ اس کو ڈبو دے اس واسطے کہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور ایک میں شفا ہے۔

٣٠٧٣ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُتْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ فَإِنَّ فِيْ إِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَآءً وَّالْأُخْرٰى شِفَآءً.

٣٠٧٣ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے پانی میں مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ اس کو ڈبو دے پھر اس کو نکال ڈالے اس واسطے کہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور ایک میں شفا ہے۔

٣٠٧٤ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ

٣٠٧٤ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مغفرت ہو گئی ایک حرام کار عورت کی کہ ایک کتے پر

وَابْنِ سِيرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ قَالَ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهٗ مِنَ الْمَآءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ.

گزری قریب تھا کہ اس کو پیاس مار ڈالے تو اس نے اپنا موزہ اتارا پھر اس کو اپنی اوڑھنی سے باندھا پھر پانی نکال کر اس کو پلایا تو اس کے گناہ معاف ہو گئے اس کام کے سبب سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

۳۰۷۵ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْتُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ كَمَا أَنَّكَ هَا هُنَا أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ.

۳۰۷۵ ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ رحمت کے فرشتے نہیں جاتے اس گھر میں جس گھر میں کتا اور جاندار کی تصویر ہو۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

۳۰۷۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ.

۳۰۷۶ ـ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ مار ڈالنے کتوں کے۔

فائدہ: اس کی شرح شکار میں آئے گی۔

۳۰۷۷ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ.

۳۰۷۷ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کتا رکھے گا ہر روز اس کے نیک کام پانچ پانچ جو کے برابر گھٹتے جائیں گے لیکن کھیت اور گائے بیل رکھانے کے لیے کتا رکھنا درست ہے۔

۳۰۷۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ الشَّنَئِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَّا يُغْنِيْ عَنْهُ زَرْعًا وَّلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ فَقَالَ السَّائِبُ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيْ وَرَبِّ هٰذِهِ الْقِبْلَةِ.

۳۰۷۸۔ سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو کتا رکھے کہ نہ کھیت بچائے نہ بھیڑ بکری رکھائے تو ہر روز اس کے نیک کام پانچ پانچ جو کے برابر گھٹتے جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ أَحَادِيثِ الْأَنْبِيَآءِ — کتاب ہے بیان میں احوال پیغمبروں کے

فائدہ: یعنی اس باب میں ان حدیثوں کا ذکر ہے جو پیغمبروں کے حالات میں وارد ہوئی ہیں اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ گنتی پیغمبروں کی ایک لاکھ اور چوبیس ہزار ہے تین سو تیرہ ان میں سے رسول ہیں صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور نبی مشتق ہے نبوت سے اور اس کے معنی بلندی کے ہیں اور نبوت ایک نعمت ہے کہ احسان کرتا ہے ساتھ اس کے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اور نہیں پہنچتا کوئی ساتھ علم اس کے اور کشف اس کے اور نہیں مستحق ہوتا اس کو ساتھ استعداد ولایت اس کی کے اور اس کے حقیقی معنی شرعا وہ شخص ہے کہ حاصل ہو واسطے اس کے نبوت اور نہیں راجع ہے وہ طرف جسم نبی کے اور نہ طرف کسی عرض کے اس کے اعراض سے اور نہ طرف علم اس کے کے کہ میں نبی ہوں بلکہ مرجع طرف اعلام اللہ تعالیٰ کے ہے واسطے اس کے ساتھ اس کے کہ میں نے تجھ کو نبی کیا یا میں نے تجھ کو نبی گردانا بنا بر اس کے پس نہ باطل ہوگی نبوت ساتھ مرنے کے جیسے کہ نہیں باطل ہوتی ساتھ سونے اور غفلت کے۔ (فتح)

بَابُ خَلْقِ اٰدَمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ

باب ہے بیان میں پیدائش آدم علیہ السلام کے اور اولاد اس کی کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں پیدا کرنے والا ہوں زمین میں ایک نائب۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے جو حدیثیں اس باب میں بیان کی ہیں ان کے سوا اور بھی کئی حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں ایک ان میں سے یہ حدیث ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آدم کو مٹی سے پھر کیا اس کو گارا پھر اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ جب گارا بودار ہوا تو اس کو پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی پھر اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ جب ہوئی کھنکھناتی مٹی مانند ٹھیکری کے تو شیطان اس پر گزرا تو کہنے لگا البتہ تو ایک بڑے کام کے لیے پیدا ہوا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنی روح پھونکی اور پہلے پہلے جان اس کی آنکھ اور ناک میں جاری ہوئی تو چھینکا تو اور کہا الحمد للہ تو اللہ تعالیٰ نے کہا یرحمك ربك اور ایک یہ حدیث ہے کہ بیشک

پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹی سے کہ قبض کیا اس کو تمام زمین پس پیدا ہوئے آدمی اوپر قدر زمین کے روایت کیا ہے ان دونوں حدیثوں کو ترمذی وغیرہ نے اور صحیح کہا ہے ان کو ابن حبان نے اور ایک روایت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو چھوڑا اس کو جب تک کہ چاہا سو شیطان اس کے گرد گھومنے لگا سو اس نے اس کو خالی پیٹ دیکھا تو معلوم کیا کہ یہ اپنے آپ کو روک نہ سکے گا۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں زمین میں پیدا کرنے والا ہوں ایک نائب۔

فائدہ: مراد خلیفہ سے آدم علیہ السلام ہے اور زمین سے مکہ مراد ہے۔

﴿صَلْصَالٍ﴾ طِيْنٌ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ

صَلْصَالٍ کے معنی ہیں گارا ملایا گیا ہے ساتھ ریت کے پس آواز کرتا ہے یعنی ساتھ ہاتھ مارنے کے جیسے کہ آواز کرتی ہے ٹھیکری۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے وخلق الانسان من صلصال كالفخار۔

وَيُقَالُ مُنْتِنٌ يُرِيْدُوْنَ بِهٖ صَلَّ كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ وَصَرْصَرَ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ مِثْلُ كَبْكَبْتُهٗ يَعْنِيْ كَبَبْتُهٗ ﴿فَمَرَّتْ بِهٖ﴾ اسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَأَتَمَّتْهُ.

اور بعض کہتے ہیں کہ صلصال کے معنی بودار ہیں مراد ان یہ ہے کہ اصل صلصال کا صل ہے ساتھ معنی بودار کے جیسے کہ کہتے ہیں کہ صرصر سے ہے یعنی آواز کیا دروازے نے وقت بند کرنے کے کبکبہ ہے اصل میں۔ فَمَرَّتْ بِهٖ کے معنی ہیں کہ بدستور رہا ساتھ اس کے حمل پس تمام کی اس نے مدت حمل کی۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فلما تغشاها حملت حملا خفيفا فمرت به۔

﴿أَنْ لَّا تَسْجُدَ﴾ أَنْ تَسْجُدَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾ إِلَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ.

أَنْ لَّا تَسْجُدَ کے معنی ہیں یہ کہ سجدہ کرے تو یعنی اس میں کلمہ لا زائدہ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ کے معنی ہیں کہ مگر کہ اس پر نگہبان ہے یعنی لَمَّا ساتھ معنی الا کے ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ان كل نفس لما عليها حافظ۔

﴿فِیْ كَبَدٍ﴾ فِیْ شِدَّةِ خَلْقٍ — فِیْ كَبَدٍ کے معنی ہیں شدت میں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے خلقنا الانسان فی کبد۔

وَرِيَاشًا الْمَالُ وَقَالَ غَيْرُهُ الرِّيَاشُ وَالرِّيشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ — ریشا کے معنی ہیں مال یعنی یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ ریاش اور ریش کے ایک معنی ہیں اور وہ چیز وہ ہے کہ ظاہر ہو لباس سے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوء تکم وریشا۔

﴿مَا تُمْنُونَ﴾ النُّطْفَةَ فِیْ أَرْحَامِ النِّسَآءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِنَّهُ عَلٰی رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ﴾ النُّطْفَةَ فِی الْإِحْلِيْلِ. — یعنی ماتمنون کے معنی ہیں جو منی ڈالتے ہو تم عورتوں کے رحموں میں یعنی کیا تم ان کو پیدا کرتے ہو یا ہم اور مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ بیشک اللہ اس کے پھر پیدا کرنے پر قادر ہے یعنی اوپر پھر لانے منی کے ذکر میں۔

فائدہ: لیکن مجاہد کی تفسیر پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ باقی آیتیں دلالت کرتی ہیں کہ ضمیر آدمی کی طرف پھرتا ہے اور پھرنا اس کا قیامت کے دن ہے۔

كُلُّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ فَهُوَ شَفْعٌ السَّمَآءُ شَفْعٌ وَالْوَتْرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ — جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے پس وہ جوڑا ہے، آسمان جوڑا ہے زمین کا اور طاق ہے اللہ تعالیٰ

فائدہ: جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے پس وہ جوڑا ہے آسمان جوڑا ہے زمین کا اور طاق اللہ ہے۔

﴿فِیْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ فِیْ أَحْسَنِ خَلْقٍ ﴿أَسْفَلَ سَافِلِيْنَ﴾ إِلَّا مَنْ آمَنَ — یعنی آیت احسن تقویم کے معنی ہیں بہتر سب مخلوق سے اسفل سافلین الامن امن یعنی پھر پھینک دیا ہم نے اس کو نیچوں نیچ مگر جو ایمان لایا۔

فائدہ: طبری وغیرہ نے مجاہد سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوقات جوڑا جوڑا ہے آسمان اور زمین جنگل اور دریا اور جن اور آدمی اور شمس اور قمر اور مانند اس کے اور طاق صرف اللہ ہے اور ساتھ اس کے دور ہو گا اشکال اس واسطے کہ ظاہر بخاری کے قول پر السماء شفع اعتراض ہوتا ہے کہ آسمان سات ہیں اور سات جوڑا نہیں اور یہ مراد مجاہد کی نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ مراد اس کی یہ ہے کہ ہر چیز کے واسطے دوسری چیز مقابل ہے جو اس کے مقابل ہوتی ہے اور ساتھ اس کے مذکور ہوتی ہے پس وہ بہ نسبت اس کے جفت ہے مانند آسمان اور زمین اور جن اور انس وغیرہ

کے۔(فتح)

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ﴾.

﴿خُسْرٍ﴾ ضَلَالٍ ثُمَّ اسْتَثْنٰى فَقَالَ إِلَّا مَنْ آمَنَ — خسر کے معنی گمراہی ہے پھر استثنیٰ کیا پس کہا مگر جو ایمان لایا

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ان الانسان لفی خسر۔

﴿لَازِبٍ﴾ لَازِمٍ — لازب کے معنی ہیں لازم

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے انا خلقنا هم من طين لازب۔

نُنْشِئُكُمْ فِيْ اَيِّ خَلْقٍ نَشَآءُ — ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مٹی اور پانی سے پس ہو گیا گارا چمٹنے والا اور اوپر تفسیر اس کی ساتھ لازم کے پس گویا وہ بالمعنی ہے یعنی پیدا کرتے ہیں ہم تم کو جس صورت میں کہ چاہیں۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے وننشئكم فی مالا تعلمون اور قول اس کا فی ای خلق نشاء تفسیر فی مالاتعلمون کی ہے۔

﴿نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ﴾ نُعَظِّمُكَ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ ﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ﴾ فَهُوَ قَوْلُهٗ ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا﴾ ﴿فَاَزَلَّهُمَا﴾ فَاسْتَزَلَّهُمَا وَ ﴿يَتَسَنَّهْ﴾ يَتَغَيَّرْ. — نسبح کے معنی ہیں ہم بڑائی بیان کرتے ہیں تیری اور ابو العالیہ نے کہا کہ پس سیکھ لیے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کئی کلمے یعنی وہ قول اس کا ہے ربنا ظلمنا انفسنا الایۃ یعنی الٰہی ظلم کیا ہے ہم نے اپنی جانوں پر اور کہا ابو عبیدہ نے کہ فازلهما کے معنی ہیں کہ بلایا ان کو طرف ڈگانے کے یتسنه کے معنی متغیر ہونے کے ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فانظر الی طعامك وشرابك لم يتسنه یعنی بگڑا نہیں۔

آسِنٌ مُتَغَيِّرٌ — یعنی آسِنٌ کے معنی ہیں متغیر

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے من ماء غیر اسن یعنی پانی نہ بگڑنے والے سے۔

وَّالْمَسْنُوْنُ الْمُتَغَيِّرُ — یعنی مسنون کے معنی متغیر ہیں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے من حما مسنون۔

﴿حَمَاٍ﴾ جَمْعُ حَمْأَةٍ وَّهُوَ الطِّيْنُ — یعنی حَمَاٍ جمع حماة کی ہے اور وہ گارا ہے بگڑا ہوا،

الْمُتَغَيِّرُ ﴿يَخْصِفَانِ﴾ أَخْذُ الْخِصَافِ ﴿مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ﴾ يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ وَيَخْصِفَانِ بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ.

یَخْصِفَانِ کے معنی ہیں پکڑا انہوں نے پردہ بہشت کے پتوں سے یعنی جوڑتے تھے پتوں کو بعض بعض پر۔

فائدہ: اور مراد اس سے اس آیت کی تفسیر ہے وطفقا يخصفان عليهما من ورق الجنة۔

﴿سَوْآتُهُمَا﴾ كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا

یعنی سَوْآتُهُمَا سے مراد شرمگاہیں ان کی ہیں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے بدت لهما سواتهما۔

﴿وَمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ﴾ هَا هُنَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْحِيْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ إِلَى مَا لَا يُحْصَى عَدَدُهُ ﴿قَبِيْلُهُ﴾ جِيْلُهُ الَّذِيْ هُوَ مِنْهُمْ.

یعنی وَمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ کے معنی اس جگہ دن قیامت کے ہیں اور حین عرب کے نزدیک ایک گھڑے سے اس وقت تک ہے کہ نہ گنا جائے عدد اس کا، قَبِيْلُهُ کے معنی ہیں گروہ اس کا جس میں سے وہ ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے انه يراكم هو وقبيله۔ (فتح)

۳۰۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ وَطُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى أُولٰئِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ آدَمَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الْآنَ.

۳۰۷۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدا کیا اللہ نے آدم علیہ السلام کو اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ تھا پھر اللہ نے آدم سے کہا کہ جا تو ان فرشتوں کے گروہ کو سلام کر پھر سن کہ تجھ کو سلام کا کیا جواب دیتے ہیں سو وہی سلام اور جواب تیرا اور تیری اولاد کا ہے تو آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا السلام علیکم سو فرشتوں نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ سو فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے جواب میں ورحمۃ کا لفظ زیادہ کیا سو جو بہشت میں داخل ہوگا آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا یعنی ساٹھ ہاتھ کا قد ہوگا سو ہمیشہ لوگوں کے قد گھٹتے گئے اب تک۔

فائدہ: کتاب العتق میں اس کی شرح گزر چکی ہے اور یہ روایت تائید کرتی ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اس کو اس کی ہیئت پر کہ کیا اس کو اوپر اس کے نہ منتقل ہوا پیدائش میں کئی حالات پر اور نہ متردد ہوا رحم میں کئی طور پر یعنی جیسے اور آدمیوں کی پیدائش کا دستور ہے کہ

پہلے منی کا قطرہ ہوتا ہے پھر خون پھر بوٹی وغیرہ بلکہ پیدا کیا اس کو مرد کامل برابر اول اس وقت سے جبکہ اس میں روح پھونکی اور بعض کہتے ہیں کہ معنی علی صورۃ کے یہ ہیں کہ نہیں شریک ہے اس کو پیدا کرنے اس کے کوئی واسطے باطل کرنے قول اہل طبائع کے اور خاص کیا گیا ساتھ ذکر کے واسطے تنبیہ کرنے کے ساتھ اعلی کے ادنی پر اور یہ جو کہا کہ اس کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا تو احتمال ہے کہ مراد اس کا ہاتھ اپنا ہو اور احتمال ہے کہ مراد ہاتھ متعارف ہو یعنی جو اس دن مروج تھا نزدیک مخاطبین کے اور پہلی بات ظاہر تر ہے اس واسطے کہ ہاتھ ہر ایک کا بقدر چوتھائی اس کی کے ہے پس اگر ہوتا ساٹھ ہاتھ معہود معلوم کے تو البتہ ہوتا ہاتھ اس کا چھوٹا بیچ درازی جیسے اس کے اور یہ جو کہا کہ جو بہشت میں داخل ہوگا آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا تو یہ دلالت کرتا ہے کہ صفتیں نقص کی سیاہی وغیرہ سے دور ہوں گے وقت دخول بہشت کے اور ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا اور ساتھ ہاتھ چوڑا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کا سر آسمان پر تھا اور پاؤں زمین پر لیکن جو صحیح یعنی بخاری میں ہے وہ معتبر ہے۔ (فتح)

۳۰۸۰ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَآءِ إِضَاءَةً لَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَتْفِلُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ الْأَنْجُوْجُ عُوْدُ الطِّيْبِ وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ أَبِيْهِمْ آدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَآءِ.

۳۰۸۰ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ پہلا گروہ جو بہشت میں داخل ہوگا چودھویں رات کے چاند کی صورت پر ہوگا پھر جو لوگ ان کے بعد بہشت میں جائیں گے وہ آسمان کے بڑے روشن ستارے کے برابر ہوں گے نہ پیشاب کریں گے اور نہ جا ضرور پھریں گے اور نہ تھوکیں گے اور نہ سینڈہ ڈالیں گے ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیوں میں اگر ہوگا یعنی خوشبودار لکڑی اور ان کی بیبیاں حور عین ہوں گی اوپر پیدائش ایک مرد کے یعنی اپنے باپ آدم علیہ السلام کی صورت پر ساٹھ ہاتھ کی اونچائی میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بہشت کے بیان میں گزر چکی ہے۔

۳۰۸۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ

۳۰۸۱ ۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! بیشک اللہ نہیں شرماتا حق کہنے سے سو فرمایا کہ اگر

بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ الْغُسْلُ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَآءَ فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِمَ يُشْبِهُ الْوَلَدُ.

عورت کو احتلام ہو تو کیا اس پر غسل واجب ہے حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں واجب ہے جبکہ منی کو دیکھے یعنی بعد جاگنے کے تو ام سلمہ ہنسنے لگیں اور کہا کہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا پس کس سبب سے مشابہ ہوتا ہے بچہ ماں کے۔

فائدہ: اور غرض یہی اخیر قول ہے کہ پس کس سبب سے مشابہ ہوتا ہے بچہ ماں کے۔

۳۰۸۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَلَغَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ مَقْدَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ قَالَ مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلٰى أَبِيْهِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ إِلٰى أَخْوَالِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَّرَنِيْ بِهِنَّ آنِفًا جِبْرِيْلُ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ وَأَمَّا الشَّبَهُ فِي الْوَلَدِ فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَشِيَ الْمَرْأَةَ

۳۰۸۲ ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام کو حضرت ﷺ کے مدینے میں تشریف لانے کی خبر پہنچی تو عبداللہ بن سلام آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ ﷺ سے تین چیزیں پوچھتا ہوں کہ پیغمبر کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اس نے کہا سو فرمایئے کہ قیامت کی پہلی نشانی کون سی ہے اور بہشتی لوگ پہلے کھانا کیا کھائیں گے اور کس سبب سے مشابہ ہوتا ہے لڑکا اپنے باپ کے اور کس سبب سے مشابہ ہوتا ہے لڑکا اپنی ماؤں کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو ابھی ان کی خبر دی ہے تو جبرائیل علیہ السلام یہود کے دشمن ہیں فرشتوں سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے پہلی نشانی تو یہ ہے کہ آگ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک لے جائے گی اور پہلا کھانا جس کو بہشتی کھائیں گے سو مچھلی کے کلیجے کی بڑی نوک ہو گی اور لیکن مشابہ ہونا بچے کا پس مرد عورت سے صحبت کرتا ہے اور اس کی منی سبقت اور غلبہ کرتی ہے تو لڑکا اس کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی سبقت کرے تو بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے عبداللہ بن سلام نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک

فَسَبَقَهَا مَاؤُهُ كَانَ الشَّبَهُ لَهُ وَإِذَا سَبَقَ مَاؤُهَا كَانَ الشَّبَهُ لَهَا قَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ إِنْ عَلِمُوْا بِإِسْلَامِيْ قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ بَهَتُوْنِيْ عِنْدَكَ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ وَدَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ الْبَيْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَجُلٍ فِيْكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا أَعْلَمُنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا وَأَخْيَرُنَا وَابْنُ أَخْيَرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالُوْا أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَوَقَعُوْا فِيْهِ.

آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں پھر اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ یہود بڑے جھوٹے اور مفتری ہیں اگر ان کو میرا سلام معلوم ہوا پہلے اس کے کہ آپ ﷺ ان سے پوچھیں تو آپ ﷺ کے نزدیک مجھ پر بہتان باندھیں گے یعنی مجھ کو برا کہیں گے سو یہود آئے اور عبداللہ بن سلام اندر داخل ہوا یعنی چھپ گیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ بن سلام تم میں کیسا مرد ہے یہود نے کہا کہ وہ ہم میں بڑا عالم ہے اور بڑے عالم کا بیٹا ہے اور ہم میں بہتر ہے اور بہتر کا بیٹا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہو جائے تو کیا تم مسلمان ہو جاؤ گے تو یہود نے کہا کہ اللہ اس کو سلام سے پناہ میں رکھے تو عبداللہ ان کی طرف نکل آیا سو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو یہود نے کہا کہ وہ ہم میں بدتر ہے اور بدتر کا بیٹا ہے اور اس کے غیب بیان کرنے لگے۔

فائدہ: اور غرض اس سے بیان کرنا سبب شبہ کا ہے۔

۳۰۸۳ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ يَعْنِيْ لَوْلَا بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّآءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثٰى زَوْجَهَا.

۳۰۸۳ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل کی قوم نہ ہوتی تو گوشت نہ سڑتا اور اگر حوا نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے خاوند سے خیانت اور بد خواہی نہ کرتی۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کو منع ہوا تھا کہ سلویٰ کے گوشت کو جمع نہ رکھیں سو انہوں نے اس کو جمع رکھا پس عقاب کیے گئے ساتھ اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر بنی اسرائیل گوشت جمع رکھنے کا طریقہ نہ نکالتے یہاں تک کہ سڑ گیا تو البتہ نہ ذخیرہ کیا جاتا پس نہ سڑتا اور وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ بعض کتابوں میں ہے کہ

اگر میں نہ لکھتا بگڑ جانا کھانے پر تو البتہ جمع رکھتے اس کو مالدار محتاجوں سے اور حوا آدم علیہ السلام کی بیوی ہے اور اس کا نام حوا اس واسطے رکھا گیا کہ وہ ہر زندہ کی ماں ہے اور یہ جو کہا کہ نہ خیانت کرتی تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو واقع ہوئی حوا سے کہ اس نے آدم علیہ السلام کو درخت کے کھانے کی رغبت دی یہاں تک کہ آدم علیہ السلام اس میں واقع ہوا پس معنی خیانت کرنے اس کے یہ ہیں کہ اس نے قبول کیا شیطان کا کہنا یہاں تک کہ آدم علیہ السلام کو اس کے کھانے کی رغبت دی اور چونکہ وہ سب عورتوں کی ماں ہے تو مشابہ ہوئیں وہ اس کو ساتھ ولادت کے اور کھینچنے رگ کے پس نہیں قریب ہے کوئی عورت کہ اپنے خاوند کی خیانت سے سلامت رہے ساتھ فعل کے یا قول کے اور نہیں مراد ہے ساتھ خیانت کے اس جگہ اختیار کرنا فاحش کاموں کا اللہ ان کو اس سے پناہ دے لیکن جب مائل کی اس نے طرف خواہش نفس کے کھانے درخت کے سے اور یہ بات آدم علیہ السلام کو اچھی کر دکھائی تو یہ خیانت گنی گئی اور باقی عورتوں کی خیانت باعتبار ہر ایک کے ہے ان میں سے اور قریب ہے یہ حدیث کہ انکار کیا آدم علیہ السلام نے پس انکار کیا اولاد اس کی نے اس حدیث میں اشارہ ہے طرف تسلی دینے مردوں کے اس چیز میں کہ واقع ہو واسطے ان کے ان کی عورتوں سے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ان کی بڑی ماں سے اور یہ کہ یہ ان کی طبعی بات ہے پس نہ زیادتی کی جائے بیچ ملامت اس عورت کے کہ واقع ہو ان میں سے کچھ چیز بغیر قصد کے یا بطور ندرت کے اور لائق ہے واسطے ان کے یہ کہ نہ تمسک کریں ساتھ اس کے بیچ سستی کے اس قسم میں بلکہ ضبط کریں اپنی جانوں کو اور جہاد کریں اپنی خواہش سے۔ (فتح)

٣٠٨٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ وَّمُوْسَى بْنُ حِزَامٍ قَالَا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَّإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ.

٣٠٨٤ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری وصیت قبول کرو عورتوں کے مقدمے بھلائی کے واسطے کہ عورت پیدا ہوئی ہے پسلی سے اور بیشک پسلی میں زیادہ تر کج چیز اوپر کی طرف ہے سو اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے گا تو اس کو توڑ ڈالے گا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے گا تو ہمیشہ کج بنی رہے گی سو میری نصیحت مانو عورتوں کے مقدمے میں۔

فائدہ: یعنی قبول کرو میری وصیت ان کے حق میں اور عمل کرو ساتھ اس کے اور نرمی کرو ساتھ ان کے اور اچھا معاملہ کرو ساتھ ان کے اور یہ جو کہا کہ عورت پیدا ہوئی ہے پسلی سے تو اس میں اشارہ ہے کہ حوا آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی پہلے اس کے داخل ہو بہشت میں اور گردانا گیا جگہ اس کی گوشت یعنی نکالی گئی جیسے کہ گٹھلی کھجور سے نکالی جاتی

ہے اور یہ جو کہا کہ اوپر کی طرف پسلی کی زیادہ تر کج ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ زیادہ کج عورت میں اس کی زبان ہے اور فائدہ اس مقدمے کا یہ ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے پس نہ انکار کیا جائے کجی اس کی سے یا اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ سیدھی نہیں ہوتی جیسے کہ پسلی سیدھی نہیں ہوتی اور یہ جو کہا کہ اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے الخ تو مراد یہ ہے کہ اگر تو اس سے چاہے کہ وہ اپنی کجی کو چھوڑ دے تو اس کی طلاق تک نوبت پہنچے گی۔ (فتح)

۳۰۸۵ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيُكْتَبُ عَمَلُهٗ وَأَجَلُهٗ وَرِزْقُهٗ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ.

۳۰۸۵ ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک ہر ایک آدمی کی پیدائش کا مادہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے پھر چالیس دن جما ہوا خون ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کا بوٹی بن جاتا ہے پھر اللہ اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے ساتھ چار باتوں کے سو اس کا عمل لکھتا ہے کہ کیا کرے گا اور اس کی عمر لکھتا ہے کہ کتنا جیے گا اور اس کی روزی لکھتا ہے کہ مالدار ہو گا یا محتاج اور یہ لکھتا ہے کہ بد بخت دوزخی ہو گا یا نیک بخت بہشتی پھر اس میں روح پھونکتا ہے سو بیشک کوئی مرد البتہ دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے یعنی بہت قریب ہو جاتا ہے پھر تقدید کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے تو وہ بہشتیوں کے کام کرنے لگ جاتا ہے سو بہشت میں داخل ہو جاتا ہے اور بیشک کوئی مرد البتہ بہشتیوں کے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے تو وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے سو دوزخ میں جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب القدر میں آئے گی اور مناسبت اس کے واسطے ترجمہ کے اس کے اس قول سے ہے کہ ذریتہ پس تحقیق اس میں بیان ہے پیدائش اولاد آدم علیہ السلام کا۔ (فتح)

۳۰۸۶ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

۳۰۸۶ ۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے متعین کیا ہے رحم میں ایک فرشتہ وہ کہتا ہے اے میرے رب! یہ نطفہ ہے اے میرے رب یہ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ فِي الرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ يَّا رَبِّ عَلَقَةٌ يَّا رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّخْلُقَهَا قَالَ يَا رَبِّ أَذَكَرٌ يَّا رَبِّ أُنْثٰى يَا رَبِّ شَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ.

خون کی پھٹکی ہے اے میرے رب یہ گوشت کی بوٹی ہے سو جب اللہ تعالیٰ اس کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے میرے رب یہ مرد ہے یا عورت اے میرے رب یہ بد بخت ہے یا نیک بخت پس کیا ہے روزی اس کی اور کتنی عمر اس کی پس لکھا جاتا ہے اسی طرح اپنی ماں کے پیٹ میں یعنی جیسے حکم ہوتا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح بھی اسی جگہ میں آئے گی۔

۳۰۸۷ ۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَنَسٍ يَّرْفَعُهٗ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَّوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَقَدْ سَأَلْتُكَ مَا هُوَ أَهْوَنُ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِيْ صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَّا تُشْرِكَ بِيْ فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ.

۳۰۸۷ ۔انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخیوں میں ہلکے عذاب والوں کو کہے گا کہ اگر تیری ملکیت ہوتا جو کچھ کہ زمین میں ہے تو کیا اس کو عذاب کے بدلے دیتا وہ کہے گا ہاں اللہ فرمائے گا کہ بیشک میں نے تجھ سے وہ چیز مانگی تھی کہ اس سے آسان تر ہے اور تو آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا کہ نہ شریک کر ساتھ میرے کسی چیز کو سو تو نے نہ مانا مگر شرک کرنا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے اس کے اس قول سے ہے کہ تو آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا پس تحقیق اس میں اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ الآية۔ (فتح)

۳۰۸۸ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِأَنَّهٗ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ.

۳۰۸۸ ۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسی جان نہیں کہ ناحق ماری جائے مگر کہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے یعنی قابیل پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے یعنی وہ بھی اس گناہ میں شریک ہوتا ہے اس واسطے کہ اس نے اول خون کرنے کی راہ نکالی ہے۔

فائدہ: اس کی شرح قصاص میں آئے گی اور وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ تا کہ اشارہ کرے طرف قصے بنی آدم علیہ السلام کے جبکہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور اس چیز میں کہ بیان کیا ہے اللہ نے ہم پر قصے اس کے کفایت ہے غیر اس کے اور قاتل کے نام میں اختلاف ہے مشہور قابیل ہے اور سبب قتل کرنے قابیل کا واسطے اپنے بھائی ہابیل کے یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کا دستور تھا کہ ایک حمل کی عورت کو دوسرے حمل کے مرد سے نکاح کرتے تھے اور یہ کہ قابیل کی بہن ہابیل کی بہن سے خوبصورت تھی تو قابیل نے چاہا کہ اپنی بہن سے یعنی جو اس کے ساتھ پیدا ہوئی تھی نکاح کرے تو آدم علیہ السلام نے اس کو منع کیا سو جب اس نے آدم علیہ السلام کا پیچھا کیا تو حکم کیا ان کو آدم علیہ السلام نے یہ کہ کچھ قربانی کریں تو دونوں نے قربانی کی سو آگ آئی تو اس نے ہابیل کی قربانی کو جلایا اور قابیل کی قربانی کو نہ جلایا تو اسی سبب سے قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا۔ (فتح)

بَابُ الْأَرْوَاحِ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ

باب ہے اس بیان میں کہ روحوں کے لشکر ہیں جھنڈ کے جھنڈ

فائدہ: یہ باب متعلق ہے ساتھ ترجمہ پیدائش آدم علیہ السلام کے اور اس کی اولاد کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کے کہ وہ مرکب ہیں اجسام اور ارواح سے۔

قَالَ قَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْأَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ بِهٰذَا.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روحوں کے لشکر ہیں جھنڈ کے جھنڈ سو جو ان میں سے ازل میں آشنا اور واقف تھا وہ اس عالم میں بھی الفت والا ہوا اور جو ان میں سے وہاں ناواقف اور بے پہچان تھا وہ یہاں بھی جدا اور بھٹکا رہا۔

فائدہ: خطابی نے کہا کہ احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو طرف معنی ہم شکل ہونے کے خیر اور شر میں اور اصلاح اور فساد میں اور یہ کہ جو بہتر ہے لوگوں میں وہ جھکتا ہے طرف شکل اپنی کے اور شریر نظیر اس کی ہے وہ اپنے نظیر کی طرف میل کرتا ہے پس آشنائی روحوں کی واقع ہوتی ہے باعتبار طبائع کے جس پر وہ پیدا ہوئی خیر سے اور شر سے پس جب متفق ہوتے ہیں تو آشنا ہوتے ہیں اور جب مختلف ہوتے ہیں تو جدا ہوتے ہیں اور احتمال ہے کہ مراد اخبار ہو ابتداء پیدائش سے بیچ حال غیب کے اس بنا پر کہ آیا ہے کہ روح جسموں سے پہلے پیدا ہوئے ہیں اور آپس میں ملتے تھے پس جب بدنوں میں آئے تو آشنا ہوئے ساتھ آشنائی پہلی کے اور جدا ہوئی مطابق جدائی پہلی کے میں کہتا ہوں کہ نہیں اعتراض کیا جاتا ہے اس پر

ساتھ اس کے کہ بعض نفرت والے اکثر اوقات الفت والے ہو جاتے ہیں اس واسطے کہ وہ محمول ہے ابتدا تلاقی پر پس وہ متعلق ہے ساتھ اصل پیدائش کے بغیر کسی سبب کے اور اپر دوسرے وقت میں پس ہوتا ہے کمانے والا واسطے تجدد وصف کے جو چاہتی ہے الفت کو بعد نفرت کے مانند ایمان لانے کافر کے اور احسان کرنے برے کے اور ابن جوزی نے کہا کہ مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے کہ آدمی جب پائے اپنے نفس سے نفرت کو اس شخص سے کہ اس کے واسطے فضیلت اور نیکوکاری ہے تو لائق ہے کہ اس کے مقتضی سے بحث کرے تا کہ کوشش کرے اس کے دور کرنے میں تا کہ خلوص ہو بری صفت سے اور اسی طرح ہے اس کے عکس میں اور قرطبی نے کہا ارواح اگرچہ متفق ہیں بیچ ہونے ان کے ارواح لیکن جدا جدا ہوتے ہیں ساتھ امور مختلف کے کہ جدا جدا ہوتے ہیں ساتھ ان کے پس ہم شکل ہوتے ہیں آدمی ایک نوع کے اور مناسب ہوتے ہیں بسبب اس چیز کے کہ جمع ہوتی ہے ان میں معنی خاص سے واسطے اس نوع کے واسطے مناسبت کے اور دیکھتا ہے تو ہر نوع کے لوگوں کو کہ اپنے نوع کے لوگوں سے الفت کرتے ہیں اور اپنے مخالف سے نفرت رکھتے ہیں پھر ہم پاتے ہیں بعض اشخاص نوع واحد کو آپس میں الفت کرتے ہیں اور بعض آپس میں نفرت رکھتے ہیں اور یہ باعتبار ان امروں کے ہے کہ حاصل ہوتا ہے اتفاق اور انفراد بسبب ان کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوْحًا إِلٰى قَوْمِهٖ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کی کہ البتہ بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو طرف اپنی قوم کے

فائدہ: اور نوح علیہ السلام بیٹا ہے لمک کا اور نوح علیہ السلام آدم علیہ السلام سے ایک سو چھبیس برس کے بعد پیدا ہوئے اور ساڑھے تین سو برس کی عمر کے بعد رسول ہوئے اور ساڑھے تین سو برس طوفان کے بعد جیتے رہے اور بعض کہتے ہیں کہ کل عمر ان کی ساڑھے نو سو برس ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرنون کا فاصلہ ہے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بَادِيَ الرَّأْيِ﴾ مَا ظَهَرَ لَنَا

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بادی الرأی کے معنی ہیں جو ہم کو ظاہر ہوا یعنی ظاہر میں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے الا الزین هم اراذلنا بادی الرای۔

﴿أَقْلِعِيْ﴾ أَمْسِكِيْ

اقلعی کے معنی ہیں باز رہ اور تھم جا

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ویا سماء اقلعی۔

﴿وَفَارَ التَّنُّوْرُ﴾ نَبَعَ الْمَآءُ

وفار التنور کے معنی ہیں جوش مارا پانی نے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے حتی اذا جاء امرنا وفار التنور۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَجْهُ الْأَرْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْجُوْدِيُّ جَبَلٌ بِالْجَزِيْرَةِ

اور کہا عکرمہ نے کہ مراد تنو سے زمین ہے۔ اور کہا مجاہد نے کہ جودی پہاڑ ہے جزیرے میں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے واستوت علی الجودی کہ ٹھہری کشتی جودی پہاڑ پر۔

دَأْبٌ مِثْلُ حَالٍ.

داب کے معنی ہیں حال

فائدہ: داب بھی قرآن کا لفظ ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوْحًا إِلٰى قَوْمِهٖ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ إِلٰى آخِرِ السُّوْرَةِ ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوْحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِآيَاتِ اللّٰهِ إِلٰى قَوْلِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک ہم بھیجا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف کہ اپنی قوم کو ڈرائیں۔۔الخ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پڑھیں ان پر خبر نوح علیہ السلام کی کہ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔۔۔الخ۔

۳۰۸۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّيْ لَأُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَهٗ قَوْمَهٗ لَقَدْ أَنْذَرَ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ أَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهٗ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ.

۳۰۸۹ ـ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑھنے کو پس ثنا کی اللہ کی جو اس کے لائق ہے پھر ذکر کیا دجال کو سو فرمایا کہ البتہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس نے اپنی امت کو ڈرایا ہے البتہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے لیکن میں تجھ کو دجال کے حکم میں وہ بات کہتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے نہیں کہی بیشک وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں۔

فائدہ: اس کی شرح فتن میں آئے گی اور غرض اس سے آپ کا یہ قول ہے کہ البتہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا اور خاص کیا نوح علیہ السلام کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ اول وہ شخص ہے جس کو اس نے ذکر کیا اور وہ پہلا رسول ہے ان میں سے جو مذکور ہیں اس آیت میں ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا﴾۔(فتح)

۳۰۹۰ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۳۰۹۰ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں تم کو دجال کی وہ بات بتلاتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو نہیں بتلائی وہ بات یہ ہے کہ بیشک دجال کانا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَإِنِّي أُنْذِرُكُمْ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ.

ہے اور وہ باغ اور آگ کی صورت اپنے ساتھ لائے گا تو جس کو وہ باغ کہے گا وہ درحقیقت آگ ہے اور میں تم کو ڈراتا ہوں جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے۔

۳۰۹۱ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ نُوحٌ وَأُمَّتُهُ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ فَيَقُولُ لِأُمَّتِهِ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ لَا مَا جَآئَنَا مِنْ نَبِيٍّ فَيَقُولُ لِنُوحٍ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمَّتُهُ فَنَشْهَدُ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ وَهُوَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾ وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ.

۳۰۹۱ ـ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے گا نوح علیہ السلام اور اس کی امت یعنی قیامت کے دن تو اللہ کہے گا کہ کیا تو نے اپنی امت کو میرا پیغام پہنچایا تھا تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ ہاں کہ اے میرے رب میں نے پیغام سنا دیا تھا پھر اللہ تعالیٰ اس کی امت سے کہے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تم کو میرا پیغام پہنچایا تھا تو وہ کہیں گے کہ نہیں ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے کہے گا کون ہے کہ تیری گواہی دے تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی امت میرے گواہ ہیں پس یہ امت گواہی دے گی کہ بیشک نوح علیہ السلام نے اللہ کا پیغام پہنچایا تھا سو یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کہ اس طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور وسط کے معنی عدل ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح تفسیر میں آئے گی اور آئے گا بیان سبب بیچ عبادت نوح علیہ السلام کے بتوں کو۔ (فتح)

۳۰۹۲ ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَعْوَةٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَقَالَ أَنَا سَيِّدُ الْقَوْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَلْ تَدْرُونَ بِمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْأَوَّلِينَ

۳۰۹۲ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دعوت میں تھے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا ہاتھ اٹھا کر دیا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ خوش لگتا تھا تو اس میں سے دانتوں کے ساتھ نوچ کر کھایا ایک بار نوچ کر کھایا اور فرمایا کہ میں سب لوگوں کا سردار ہوں قیامت کے دن کیا تم جانتے ہو کہ میں نے یہ بات کس سبب سے کہی کہ میں قیامت کے دن سب لوگوں کا سردار ہوں اللہ جمع کرے گا لوگوں کو ایک

وَالْاٰخِرِیْنَ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ فَیُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ وَیُسْمِعُهُمُ الدَّاعِیْ وَتَدْنُوْ مِنْهُمُ الشَّمْسُ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ اَلَا تَرَوْنَ اِلٰی مَا اَنْتُمْ فِیْهِ اِلٰی مَا بَلَغَکُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰی مَنْ یَّشْفَعُ لَکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ اَبُوْکُمْ آدَمُ فَیَاْتُوْنَهٗ فَیَقُوْلُوْنَ یَا آدَمُ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ وَاَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ وَمَا بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ رَبِّیْ غَضِبَ غَضَبًا لَّمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَا یَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَنَهَانِیْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَیْتُهٗ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اذْهَبُوْا اِلٰی نُوْحٍ فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُوْنَ یَا نُوْحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ وَسَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا اَمَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا بَلَغَنَا اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ فَیَقُوْلُ رَبِّیْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَّمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَا یَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ نَفْسِیْ نَفْسِیْ ائْتُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَاْتُوْنِیْ فَاَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ لَا اَحْفَظُ سَائِرَهٗ.

میدان صاف میں پس دیکھے گا ان کو دیکھنے والا اور سنائے گا ان کو بلانے والا قریب ہوگا اس نے آفتاب یعنی برابر میل کے تو بعض لوگ کہیں گے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کس حال میں ہو اور تم کو کیا مصیبت پہنچی کیا تم نہیں دیکھتے جو تمہاری سفارش کرے تمہارے رب کے پاس تو بعض لوگ کہیں گے کہ تمہارا باپ تمہاری سفارش کرے گا تو وہ آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے پس کہیں گے آدم علیہ السلام تم سب آدمیوں کے باپ ہو بنایا تم کو اللہ نے اپنے ہاتھ قدرت سے اور تجھ میں اپنی روح پھونکی اور حکم کیا فرشتوں کو سو انہوں نے تجھ کو سجدہ کیا اور تجھ کو اللہ نے بہشت میں بسایا کیا تو اپنے رب کے پاس ہماری سفارش نہیں کرتا کیا تو نہیں دیکھتا کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہم کو کیا مصیبت پہنچی تو آدم علیہ السلام کہے گا میرا رب آج ایسا غضبناک ہوا ہے کہ نہ کبھی اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور منع کیا مجھ کو درخت کے کھانے سے تو میں نے نافرمانی کی میری جان خود سفارش کی محتاج ہے تم میرے غیر کے پاس جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ تو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے پس کہیں گے اے نوح علیہ السلام اے نوح علیہ السلام تو پہلا رسول ہے طرف زمین والوں کے اور اللہ نے تیرا نام شکرگزار رکھا کیا تو ہمارا حال نہیں دیکھتا اور ہم کو کیا مصیبت پہنچی کیا تو اپنے رب کے پاس ہماری سفارش نہیں کرتا تو نوح علیہ السلام کہیں گے کہ میرا رب آج ایسا غضبناک ہوا ہے کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا میرا نفس خود سفارش کا محتاج ہے تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ تو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں عرش کے تلے سجدہ کروں گا تو اللہ کہے گا کہ

اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا۔

فائدہ: اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول آپ ﷺ کا ہے کہ اے نوح علیہ السلام تو پہلا رسول ہے طرف اہل زمین کے اور اللہ نے تیرا نام بندہ شکر گزار رکھا ہے پس اوپر ہونا اس کا پہلا رسول پس یہ مشکل ہے اس واسطے کہ آدم علیہ السلام بھی پیغمبر تھے اور ضرورت سے معلوم ہے کہ تھے وہ ایک شریعت پر عبادت ہے اور ان کی اولاد نے وہ شریعت اس سے سیکھے پس بنابریں اس کے وہ رسول ہیں طرف ان کے پس ہو گا پس ہوگا پہلا رسول پس احتمال ہے کہ ہوا ولیث بیچ قول اہل قیامت کے مقید ساتھ قول ان کے طرف اہل زمین کے اس واسطے کہ آدم علیہ السلام کے وقت زمین کے واسطے اہل نہ تھے اور احتمال ہے کہ ہو یہ مراد کہ وہ رسول ہے کہ بھیجا گیا طرف اولاد اس کی کے اور غیر ان کی امتوں سے جن کی طرف پیغمبر کر کے بھیجا گیا تھا باوجود جدا جدا ہو جانے ان کے کئی شہروں میں آدم فقط اپنے بیٹوں کی طرف بھیجا گیا تھا اور وہ سب ایک شہر میں جمع تھے اور کتاب تیمم میں پہلے گزر چکا ہے کہ خاص کیے گئے ہیں ہمارے نبی ﷺ ساتھ عام ہونے پیغمبری کے آدم پر اور تمام پیغمبروں پر اور عبد شکور سے مراد اشارہ ہے طرف اس آیت کے انه کان عبد اشکورا۔ (فتح)

٣٠٩٣ ۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ مِثْلَ قِرَآئَةِ الْعَامَّةِ.

٣٠٩٣ ۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پڑھا حضرت ﷺ نے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِر مانند قرائت عامہ کے۔

فائدہ: یعنی ساتھ تشدید دال مہملہ کے جیسے کہ قرأت ساتوں قاریوں کی ہے اور مدکر کی اصل مدتکر ہے افتعال سے اور دلال اور ت آپس میں قریب المخرج ہیں پس ت کو دال سے بدل کر دال کو دال میں ادغام کیا اور بعض قرأتوں میں مذکر ساتھ ادغام اور ذال معجمہ کے ہے لیکن یہ قرأت شاذ ہے اور مطابقت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ آیت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے حق میں وارد ہوئی ہے پس یہ بھی نوح علیہ السلام کے حالات سے ہے۔ (تیسیر)

بَابُ ﴿وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُوْنَ أَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ أَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ اللّٰهَ رَبَّكُمْ

باب ہے اس بیان میں کہ بیشک الیاس البتہ مرسلون سے ہے جبکہ کہا اس نے اپنی قوم سے کہ کیا تم نہیں ڈرتے اس قول تک وترکنا علیه فی الاخرین۔

وَرَبُّ اٰبَآئِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ فَکَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ وَتَرَکْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ﴾ .

فائدہ: اور شاید کہ بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک راجح یہ بات ہے کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام کے دادوں سے نہیں پس اس واسطے ذکر کیا ہے اس کو بعد اس کے اور اس کا بیان آئندہ باب میں آئے گا۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُذْکَرُ بِخَیْرٍ ﴿سَلَامٌ عَلٰی اِلْ یَاسِیْنَ اِنَّا کَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ یُذْکَرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اِلْیَاسَ هُوَ اِدْرِیْسُ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا جائے ساتھ خیر کے سلام ہے الیاس پر ہم اس طرح دیتے ہیں بدلا نیکوکاروں کو تحقیق وہ ہمارے ایماندار بندوں سے ہے۔ اور ذکر کیا جاتا ہے ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے کہ الیاس وہ ادریس ہیں۔

فائدہ: اور ابن عربی نے اس سے لیا ہے کہ ادریس نوح علیہ السلام کے جد نہیں بلکہ وہ بنی اسرائیل سے ایک پیغمبر ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس پر ساتھ قول اس کے کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح اور اگر اس کے جد میں سے ہوتا تو البتہ کہتا واسطے اس کے جیسے کہ آدم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام نے آپ کو کہا والابن الصالح اور یہ استدلال کھرا ہے لیکن اس سے جواب دیا جاتا ہے کہ یہ اس نے بطور تواضع کے کہا پس نہیں یہ نص اس چیز میں کہ گمان کے واسطے اور ادریس علیہ السلام کو ادریس علیہ السلام اس واسطے کہتے کہ وہ صحیفوں کو بہت پڑھتے تھے اور وہ اسم عربی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سریانی ہیں۔

بَابُ ذِکْرِ اِدْرِیْسَ عَلَیْهِ السَّلَام وَهُوَ جَدُّ اَبِیْ نُوْحٍ وَّیُقَالُ جَدُّ نُوْحٍ عَلَیْهِمَا السَّلَام وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَکَانًا عَلِیًّا﴾.

باب ہے بیان میں ادریس علیہ السلام کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اٹھا لیا ہم نے اس کو ایک اونچے مکان پر۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام کے باپ کے جد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی جد میں میں کہتا ہوں کہ اول وجہ اولیٰ ہے ثانی سے اور شاید ثانی باعتبار مجاز کے ہے اور بعضوں نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ وہ نوح علیہ السلام کے جد ہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر ابن عباس کا قول ثابت ہو کہ الیاس علیہ السلام وہ ادریس علیہ السلام ہیں تو لازم آئے گا کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے نہ یہ کہ نوح علیہ السلام اس کی اولاد سے پس معلوم ہوا کہ الیاس علیہ السلام نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ الیاس علیہ السلام کو بھی خضر علیہ السلام کی طرح دراز عمر دی گئی ہے اور وہ یہ کہ

وہ قیامت تک زندہ رہے گا اور ایک روایت میں ہے کہ الیاس علیہ السلام حضرت ﷺ کے ساتھ جمع ہوئے اور دونوں نے مل کر کھایا اور اس کا قد تین سو ہاتھ کا ہے اور یہ کہ الیاس تمام برس میں ایک بار کھاتا ہے ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث باطل ہے اور نہیں ثابت ہوا ہے زندہ اٹھایا جانا ادریس علیہ السلام کا آسمان پر طریق مرفوع قوی سے اور طبری نے روایت کیا ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ایک فرشتہ ادریس علیہ السلام کا یار تھا تو ادریس علیہ السلام نے اس سے سوال کیا تو وہ اس کو اٹھا کر آسمان پر لے چڑھا پس جب چوتھے آسمان پر پہنچے تو اس کو ملک الموت ملا تو اس نے ملک الموت سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھ کو بتلا دے کہ ادریس علیہ السلام کی عمر کتنی باقی ہے اس نے کہا کہ ادریس علیہ السلام کہاں ہے اس نے کہا کہ میرے ساتھ ہے تو ملک الموت نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں چوتھے آسمان میں اس کی جان قبض کروں میں نے کہا کہ یہ کس طرح ہوگا اور حالانکہ وہ زمین میں ہے پس قبض کی اس نے روح اس کی اور یہ اسرائیلات سے ہے اور اس کی صحت اللہ کو معلوم ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ادریس علیہ السلام پیغمبر رسول تھے اور پہلے پہل اس نے قلم سے لکھا صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے پہل اس نے کپڑا سیا ہے۔ (فتح)

٣٠٩٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ أَبُوْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِيْ وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّإِيْمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ إِلَى السَّمَآءِ فَلَمَّا جَآءَ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ قَالَ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ مَعِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَافْتَحْ فَلَمَّا عَلَوْنَا

٣٠٩٤۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور میں مکے میں تھا تو جبرائیل علیہ السلام اترا تو اس نے میرا سینہ چیرا پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا پھر سونے کا ایک طشت ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا لایا تو اس کو میرے سینے میں ڈالا پھر اس کو جوڑا پھر جبرائیل علیہ السلام میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو آسمان تک لے چڑھا سو جب پہلے آسمان کے پاس پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے چوکیدار سے کہا کہ دروازہ کھول چوکیدار فرشتے نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد ﷺ ہے کہا کیا بلایا گیا ہے اس نے کہا ہاں تو دروازہ کھولا گیا سو جب ہم آسمان پر چڑھے تو ناگہاں میں نے ایک مرد دیکھا کہ کچھ لوگ اس کے داہنے طرف ہیں اور کچھ بائیں طرف ہیں سو جب اپنے داہنے طرف دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب اپنے بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے تو اس نے کہا کہ کیا اچھا نیک پیغمبر

السَّمَآءَ الدُّنْيَا إِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ
وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ
ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى فَقَالَ
مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ
قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰذَا آدَمُ
وَهٰذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ
نَسَمُ بَنِيهِ فَأَهْلُ الْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ
وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا
نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ
شِمَالِهِ بَكَى ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى
السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهُ
خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُ فَفَتَحَ قَالَ أَنَسٌ
فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمٰوَاتِ إِدْرِيسَ
وَمُوسٰى وَعِيسٰى وَإِبْرَاهِيمَ وَلَمْ يُثْبِتْ لِي
كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ
آدَمَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي
السَّادِسَةِ وَقَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ
بِإِدْرِيسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ
الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا إِدْرِيسُ
ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ
الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ
هٰذَا مُوسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسٰى فَقَالَ
مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ
مَنْ هٰذَا قَالَ عِيسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ
فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ

اور نیک بیٹا آیا میں نے کہا یہ کون ہے اے جبرائیل ؑ اس
نے کہا کہ آدم ؑ ہے اور یہ لوگ جو اس کے دائیں بائیں ہیں
یہ اس کی اولاد کی روحیں ہیں سو ان میں سے داہنے طرف
والے بہشتی ہیں اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں سو جب وہ
اپنے داہنے طرف دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب بائیں طرف
دیکھتا ہے تو روتا ہے پھر جبرائیل ؑ مجھ کو لے چڑھا یہاں تک
کہ دوسرے آسمان کے پاس پہنچا تو جبرائیل ؑ نے اس کے
چوکیدار فرشتوں سے کہا کہ دروازہ کھول تو چوکیدار نے اس کو
کہا جیسے پہلے نے کہا تھا تو اس نے دروازہ کھولا تو انس ؓ
نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے پایا
آسمانوں میں ادریس ؑ کو اور موسیٰ ؑ کو اور عیسیٰ ؑ کو
اور ابراہیم ؑ کو اور نہیں ثابت ہوا واسطے میرے کہ کس طرح
ہیں جگہیں ان کی یعنی حضرت ﷺ نے کسی پیغمبر کے واسطے
کوئی آسمان معین نہیں کیا لیکن حضرت ﷺ نے ذکر کیا کہ
آپ ﷺ نے آدم ؑ کو پہلے آسمان میں پایا اور ابراہیم کو
چھٹے آسمان میں پایا اور کہا انس ؓ سو جب جبرائیل ؑ
ادریس ؑ پر گزرا تو اس نے کہا کہ کیا اچھا نیک پیغمبر اور نیک
بھائی آیا میں نے کہا یہ کون ہے جبرائیل ؑ نے کہا کہ یہ
موسیٰ ؑ ہیں پھر میں عیسیٰ ؑ پر گزرا تو اس نے کہا کیا نیک
پیغمبر اور نیک بھائی آیا سو میں نے کہا کہ یہ کون ہے
جبرائیل ؑ نے کہا کہ یہ عیسیٰ ؑ ہیں پھر میں ابراہیم ؑ پر
گزرا تو اس نے کہا کہ کیا نیک پیغمبر اور نیک بیٹا آیا میں نے
کہا کہ یہ کون ہیں جبرائیل ؑ نے کہا کہ یہ ابراہیم ؑ ہیں
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جبرائیل ؑ مجھ کو لے کر چڑھا
یہاں تک کہ میں ایک بلند صاف مکان پر جا نکلا میں نے کہا

الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَيَّةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ صَرِيْفَ الْأَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى أَمُرَّ بِمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى مَا الَّذِيْ فَرَضَ عَلٰى أُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً قَالَ فَرَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ ثُمَّ انْطَلَقَ حَتّٰى أَتٰى بِيَ السِّدْرَةَ الْمُنْتَهٰى فَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِيْ مَا هِيَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ.

کہ میں اس میں قلموں کی آوازیں سنتا تھا سو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر پچاس نمازیں فرض کیں پھر میں وہاں سے اس کے ساتھ پلٹ آیا یہاں تک کہ میں موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ نے تیری امت پر کیا چیز فرض کی میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر پچاس نمازیں فرض کیں موسیٰ علیہ السلام نے کہا سو پلٹ جا اپنے رب کے پاس کہ بیشک تیری امت سے ہر روز پچاس وقت کی نماز نہ ہو سکے گی تو میں پلٹ گیا اپنے رب کے پاس تو اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں اتار ڈالیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف پلٹ آیا تو اس نے کہا کہ پلٹ جا اپنے رب کے پاس پس ذکر کیا مثل اس کی تو اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں اور اتار ڈالیں پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف پلٹ آیا تو اس نے یہی کہا تو میں نے یہ کام کیا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں اور اتار ڈالیں پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف پلٹ آئے اور اس کو خبر دی تو اس نے کہا کہ اپنے رب کے پاس پلٹ جا بیشک تیری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی پھر میں اپنے رب کے پاس پلٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ پانچ نمازیں ہیں اور ان میں پچاس نمازوں کا ثواب ہے بدلتی نہیں بات میرے پاس پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف پلٹ آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اپنے رب کے پاس پلٹ جا تو میں نے کہا کہ میں اپنے رب سے شرما گیا پھر جبرائیل علیہ السلام چلا یہاں تک کہ مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ یعنی پلے سرے کی بیری کے درخت کے پاس لایا تو چھپایا اس کو کئی رنگوں نے میں نہیں جانتا وہ کیا تھی پھر میں بہشت میں داخل کیا گیا تو اچانک میں نے دیکھا کہ اس میں موتیوں کے گنبد ہیں اور نا گہاں اس کی مٹی مشک ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول نماز میں گزر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ ترجمہ کے طرف اس چیز

کے کہ واقع ہوا ہے اس میں کہ حضرت ﷺ نے ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان میں پایا اور وہ بلند جگہ ہے بغیر شک کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِلٰى عَادٍ أَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ بھیجا ہم نے طرف قوم عاد کے ان کا بھائی ھود

فائدہ: اور ھود نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور اس کا نام بھائی اس واسطے رکھا کہ وہ ان کے قبیلے میں سے تھے نہ یہ کہ ان کے دینی بھائی تھے۔

وَقَوْلِهٖ ﴿إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْأَحْقَافِ إِلٰى قَوْلِهٖ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ڈرایا اس نے اپنی قوم کو زمین احقاف میں اس قول تک کہ اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ہم قوم گنہگاروں کو۔

فائدہ: مراد احقاف سے قوم عاد کے رہنے کی جگہ ہے جہاں وہ رہتے تھے اور ان کے شہروں میں سب شہروں سے زیادہ تر ارزانی رہتے تھے اور وہاں باغ بہت تھے سو جب اللہ تعالیٰ نے ان پر غصہ کیا تو ان کو بیابان کر دیا۔

فِيْهِ عَنْ عَطَآءٍ وَّسُلَيْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ﴾ شَدِيْدَةٍ ﴿عَاتِيَةٍ﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ ﴿سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُوْمًا﴾ مُتَتَابِعَةً ﴿فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ﴾ أُصُوْلُهَا ﴿فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ﴾ بَقِيَّةٍ.

اس باب میں عطا اور سلیمان نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے انہوں نے حضرت ﷺ سے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رہی قوم عاد کی پس ہلاک ہوئی ساتھ ہوا سخت کے اور ابن عیینہ نے کہا کہ عاتیہ کے معنی ہیں حد سے گزری خزان پر یعنی اور نہیں نکلے تھے اس سے مگر بقدر انگشتری کے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں اتاری اللہ نے کچھ چیز ہوا سے مگر ساتھ وزن کے فرشتے کے ہاتھ پر مگر دن عاد کے کہ پس تحقیق اجازت دی واسطے اس کے بلا واسطہ خزاں کے پس سرکشی کی اس نے خزاں پر۔ (فتح) مسخر کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اوپر ان کے سات رات اور آٹھ دن حسوما کے معنی ہیں پے در پے پھر تو دیکھے اے دیکھنے والے اس قوم کو زمین پر گرے ہوئے جیسے وہ ٹنڈ ہیں کھجور کی کھوکھلی یعنی کھجوروں کے تنے ہیں پھر کیا تو دیکھتا ہے کوئی ان کا بقیہ یعنی بچ رہا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ ان کے قد بڑے بڑے تھے وہب بن منبہ نے کہا کہ ایک کا سر قبے کی طرح تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی لمبائی بارہ ہاتھ کی تھی اور ابن قلبی نے کہا کہ ان میں سب سے چھوٹا ساٹھ ہاتھ کا تھا اور زیادہ تر دراز سو ہاتھ کا تھا اور تفسیر میں ہے کہ ہوا مرد کو اٹھاتی تھی اور اس کو اوپر لے چڑھتی تھی پھر اس کو پھینک دیتی تھی پس توڑ دیتی تھی سر اس کا پس باقی رہتا تھا بدن بغیر سر کے پس یہ مراد ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کا نھم اعجاز نخل خاویة۔(فتح)

۳۰۹۵ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ قَالَ وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نُعْمٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَرْبَعَةِ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِيِّ وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَزَيْدٍ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِيْ نَبْهَانَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِيْ كِلَابٍ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ قَالُوْا يُعْطِيْ صَنَادِيْدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا قَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقٌ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ إِذَا عَصَيْتُ أَيَأْمَنُنِي اللّٰهُ عَلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَلَا تَأْمَنُوْنِيْ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ

۳۰۹۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کو فتح نصیب ہوئی پورب کی ہوا سے اور ہلاک ہوئی عاد کی قوم پچھم کی ہوا سے اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سونا یمن سے بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چار آدمیوں میں تقسیم کیا یعنی اقرع بن حابس اور عیینہ بن بدر اور زید طائی اور علقمہ بن علاثہ کے تو غصے ہوئے قریش اور انصار سو کہنے لگے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ والوں کے رئیسوں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو ان سے محبت کرتا ہوں تو آگے بڑھا ایک مرد گہری آنکھوں والا موٹے رخساروں والا بلند پیشانی والا گھنی داڑھی والا سر منڈے والا سو اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے ڈر یعنی عدل کر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کون کرے گا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو زمین والوں میں کیا ہے پس تم مجھ کو امین نہیں بناتے تو ایک آدمی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مار ڈالنے کا سوال کیا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ خالد بن ولید تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مارنے سے منع کیا پھر جب وہ مرد پیٹھ دے کر چلا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اس کی اصل اور نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ قرآن کو پڑھیں گے اور ان کے گلوں

أَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا أَوْ فِيْ عَقِبِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ.

سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کی تاثیر نہ ہوگی زبان سے پڑھیں گے اس پر عمل نہ کریں گے وہی لوگ نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانے سے اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اگر میں نے ان کو پایا تو بیشک ان کو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل کرنا۔

فائدہ: اور وارد ہوئی بیچ صفت ہلاک کرنے ان کے ساتھ ہوا کے وہ حدیث جو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کی ہے کہ نہیں کھولا اللہ نے عاد پر ہوا سے مگر جگہ انگوٹھی کی سو گزری وہ جنگل والوں پر سو اٹھایا اس نے ان کو اور ان کے مواشی کو اور مالوں کو درمیاں آسمان اور زمین کے پھر دیکھا ان کو شہر والوں نے تو انہوں نے کہا کہ یہ ابر ہم پر مینہ برسانے والا ہے پس ڈالا ہوا نے ان کو اوپر ان کے پس ہلاک ہوئے تمام۔ (فتح)

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی اور غرض اس سے یہی اخیر کا قول ہے اگر میں نے ان کو پایا تو ان کو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل کہ نہ باقی رہے ان میں سے کوئی واسطے اشارت کی طرف اس آیت کی فهل ترى لهم من باقية اور یہی مراد آپ کی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قتل کریں گے ان کو اس آلے سے جس کے ساتھ قوم عاد کی قتل ہوئی۔ (فتح)

٣٠٩٦ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾.

٣٠٩٦۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پڑھتے تھے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔

فائدہ: اس کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

بَابُ قِصَّةِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قَالُوْا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ﴾ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُوْ عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا.

باب ہے بیان میں قصے یاجوج اور ماجوج کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تحقیق یاجوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہیں زمین میں بیان میں قول اللہ تعالیٰ کے کہ وہ تجھ سے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کو۔۔۔الخ۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ذوالقرنین کا ترجمہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے بیان کیا ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف ضعیف

کرنے والے قول اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ وہی ہے سکندر یونانی اس واسطے کہ سکندر تھا قریب زمانے عیسیٰ علیہ السلام کے سے اور ابراہیم علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے درمیان دو ہزار برس سے زیادہ کا فاصلہ ہے اور حق یہ ہے کہ جس کا قصہ اللہ نے قران میں بیان فرمایا ہے وہ پہلا ہے یعنی ذوالقرنین ہے نہ اسکندر یونانی اور ان کے درمیان فرق کئی وجہ سے ہے ایک وجہ وہ ہے جو پہلے بیان ہوئی کہ ذوالقرنین ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھا اور اسکندر یونانی اس کے دو ہزار برس پیچھے پیدا ہوا ہے اور اس پر دلالت کرتی ہے وہ چیز جو عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ ذوالقرنین نے پیادہ حج کیا تو ابراہیم نے اس کو سنا تو اس کی پیشوائی کو گئے اور ایک روایت میں ہے کہ ذوالقرنین نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میرے واسطے دعا کیجئے تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں کس طرح دعا کروں اور حالانکہ تم نے میرا کنواں خراب کر ڈالا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ذوالقرنین مکے میں آیا اور ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو خانہ کعبہ بناتے پایا ہے تو اس نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم بندے حکم کے تابع ہیں تو ذوالقرنین نے کہا کہ تمہارا کون گواہ ہے کہ تمہارے واسطے گواہی دے تو پانچ پتھروں یا بکریوں نے ان کے واسطے گواہی دی پس یہ اثار ایک دوسرے کو قوی کرتے اور دلالت کرتے ہیں اس پر کہ ذوالقرنین اسکندر سے پہلے ہو چکا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جو امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں بیان کیا ہے کہ ذوالقرنین پیغمبر تھا اور اسکندر کافر تھا اور اس کا معلم ارسطا طالیس ہے اور وہ بیشک کافروں سے ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین وہی اسکندر ہے لیکن وہ روایت ضعیف ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ پیغمبر تھا یا نہیں سو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص سے روایت ہے کہ وہ پیغمبر تھا اور حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ ذوالقرنین پیغمبر تھا یا نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذوالقرنین ایک مرد تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں اس کو قرن پر ایسا مارا کہ وہ مر گیا پھر اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا پھر انہوں نے اس کو اس کے قرن پر مارا پھر اللہ نے اس کو زندہ کیا اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ تھا اور یہی قول ہے اکثر کا اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ اس کا نام ذوالقرنین کیوں رکھا گیا ایک وجہ اس کی وہ ہے جو علی رضی اللہ عنہ سے گزری اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ مشرق اور مغرب میں پہنچا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ حقیقۃ اس کے سر پر دو سینگ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے سر پر دو زلفیں تھیں اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ اس کے سر کے دونوں کنارے تانبے کے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے تاج کے دو سینگ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ روشنی اور اندھیرے میں داخل ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے وقت لوگوں کی دو قرن یعنی دو زمانے فنا ہوئے اور بعض کچھ اور وجہیں بیان کرتے ہیں اور اس کا نام صعب ہے اور بعض اس کا کچھ اور نام رکھتے ہیں اور سہیلی نے کہا کہ ظاہر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو ہیں ایک ابراہیم کے وقت میں تھا اور دوسرا قریب زمانے عیسیٰ علیہ السلام کے تھا اور جو قرآن میں مذکور ہے

وہ پہلا ہے ساتھ دلیل اس چیز کے کہ خضر علیہ السلام کے ترجمہ میں مذکور ہے جس جگہ کہ جاری ہوا ہے ذکر اس کا بیچ قصے موسیٰ علیہ السلام کے اور یہ یقیناً معلوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام ہرمس ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ افریدون ہے جو فارس میں بادشاہ ہو چکا ہے۔ (فتح)

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا فَاتَّبَعَ سَبَبًا إِلَى قَوْلِهِ ﴿ائْتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ﴾ وَاحِدُهَا زُبْرَةٌ وَهِيَ الْقِطَعُ ﴿حَتَّى إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ﴾ يُقَالُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْجَبَلَيْنِ وَ ﴿السُّدَّيْنِ﴾ الْجَبَلَيْنِ ﴿خَرْجًا﴾ أَجْرًا.

سببا کے معنی ہیں راہ مطلوب اس باب میں یہ آیت ہے ساتھ اس قول کے کہ لاؤ میرے پاس تختے لوہے کے اور زبر کا واحد زبرۃ ہے اور اس کے معنی ہیں ٹکڑے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صدفین کے معنی ہیں دو پہاڑ یعنی یہاں تک کہ جب برابر کر دیا درمیان دو پہاڑوں کے اور سدین کے معنی ہیں دو پہاڑ خرجا یعنی خرجا کا معنی ہیں مزدوری۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فهل نجعل لك خرجا۔

﴿قَالَ انْفُخُوا حَتَّى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا﴾ أَصْبُبْ عَلَيْهِ رَصَاصًا وَيُقَالُ الْحَدِيدُ وَيُقَالُ الصُّفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ النُّحَاسُ ﴿فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ﴾ يَعْلُوهُ اسْتَطَاعَ اسْتَفْعَلَ مِنْ أَطَعْتُ لَهُ فَلِذٰلِكَ فُتِحَ أَسْطَاعَ يَسْطِيعُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اسْتَطَاعَ يَسْتَطِيعُ ﴿وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكًّا﴾ أَلْزَقَهُ بِالْأَرْضِ وَنَاقَةٌ دَكَّاءُ لَا سَنَامَ لَهَا وَالدَّكْدَاكُ مِنَ الْأَرْضِ مِثْلُهُ حَتَّى صَلُبَ وَتَلَبَّدَ ﴿وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ﴾ ﴿حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ

کہا ذوالقرنین نے کہ دھونکو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالوں اس پر پگھلا تانبا افرغ کے معنی ہیں ڈالوں اور قطرا کے معنی ہیں سیسہ اور بعض کہتے ہیں کہ لوہا اور بعض کہتے ہیں کہ پیتل اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تانبا۔ یظهروا کے معنی ہیں یاجوج ماجوج اس پر چڑھ نہ سکے۔ اسطاع یسطیع باب استفعال سے ہے مشتق ہے طعت سے یعنی جوا جوف وادی ہے مانند قلت کے پھر جب اس کو باب استفعال میں نقل کیا تو استطاع ہوا پھر تخفیف کے واسطے ت کو حذف کیا اور اس کی حرکت نقل کر کے ہمزے کو دی پس اسی واسطے فتح دی گئی اسطاع کے ہمزے کو اور یسطاع کی یا کو۔ اور کہا بعضوں نے استطاع یستطیع ساتھ کے ماضی اور مضارع میں ہے۔ کہا انہوں نے یہ ایک نعمت ہے میرے رب کی پھر جب آئے گا وعدہ میرے رب کا

وَمَأْجُوْجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ﴾ قَالَ قَتَادَةُ حَدَبٌ أَكَمَةٌ.

تو گرا دے گا اس کو ڈھا کر یعنی برابر کرے گا اس کو ساتھ زمین کے اور کہتے ہیں کہ اونٹنی دکاء ہے یعنی اس کو کوہان نہیں اور دکداك من الارض کے بھی یہی معنی ہیں یعنی برابر زمین یہاں تک کہ ہموار اور برابر ہو اور ہے وعدہ میرے رب کا سچا اور چھوڑ دیں گے ہم اس دن خلق کو ایک دوسرے میں ہنستے یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر اونچی زمین سے دوڑتے ہوں گے اور کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ حدب کے معنی ہیں ٹیلہ ریت کا۔

فائدہ: قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ یاجوج اور ماجوج ہر ٹیلے ریت کے سے دوڑتے ہوں گے اور یاجوج ماجوج دو قومیں ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے اور حاکم وغیرہ نے حذیفہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ یاجوج ایک امت اور ماجوج ایک امت ہے ہر امت چار چار لاکھ مرد ہے نہیں مرتا ان میں سے کوئی یہاں تک کہ دیکھتا ہے ہزار مرد کو اپنی پشت سے سب ہتھیار اٹھائے ہوئے جب نکلتے ہیں تو کسی چیز پر نہیں گزرتے مگر کہ اس کو کھا جاتے ہیں اور جو ان میں مرتا ہے اس کو کھا لیتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بعض ان میں سے اللہ کے ساتھ ایمان لائے تو چھوڑ دیا ان کو ذوالقرنین نے جبکہ بنا کی اس نے دیوار بینہ میں پس اس واسطے ان کا نام ترک رکھا گیا۔ (فتح)

قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ السَّدَّ مِثْلَ الْبُرْدِ الْمُحَبَّرِ قَالَ رَأَيْتَهُ.

اور ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ دیکھا ہے میں نے دیوار ذوالقرنین کو مانند چادر چارخانہ کی ایک دھاری سرخ اور ایک سیاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تو نے اسی کو دیکھا ہے۔

٣٠٩٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ أَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ أَنَّ النَّبِيَّ

٣٠٩٧۔ زینت بنت جحش سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس حال میں کہ آپ گھبرائے تھے فرماتے تھے کہ نہیں لائق بندگی کے کوئی سوائے اللہ کے خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چلی یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اس کے برابر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی اور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَّقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَّدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ.

کلمے کی انگلی کا حلقہ بنایا یعنی اس حلقے کے برابر دس دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے تو زینب نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا ہم مٹ جائیں گے اور حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہوں گے حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں جب کہ بدکاری غالب ہو جائے گی یعنی جب گناہ اور بدکاری عالم میں کثرت سے ہوئی اور نیک لوگ کم ہو گئے تو نیک اور بد سب ہلاک ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی۔

۳۰۹۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَحَ اللّٰهُ مِنْ رَّدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلَ هٰذَا وَعَقَدَ بِيَدِهٖ تِسْعِيْنَ.

۳۰۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھول دیا اللہ نے یاجوج ماجوج کی دیوار سے اس کے برابر اپنے ہاتھ سے نوے کی گرہ کی

فائدہ: اس کی شرح بھی اسی جگہ آئے گی۔

۳۰۹۹ ۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا آدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَعِنْدَهٗ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ ﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ

۳۰۹۹ ۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! تو وہ کہے گا کہ حاضر ہوں تیری خدمت اور اطاعت میں اور سب بہتری تیرے ہی ہاتھ میں ہے سو اللہ فرمائے گا کہ نکال دوزخ کا حصہ یعنی جو دوزخ میں ڈالے جائیں گے ان کو جدا کر آدم علیہ السلام کہیں گے الٰہی کس قدر ہے دوزخ کا حصہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار سے نوسو اور ننانوے یعنی ہزار آدمی میں ایک بہشتی اور باقی دوزخی حضرت نے فرمایا سو اس وقت ہو گا جبکہ بڈھا ہو جائے گا لڑکا اور ہر ایک حمل والی اپنے پیٹ کا بچہ گرا دے گی اور تو دیکھے گا لوگوں کو بیہوش ور دیوانے اور حالانکہ وہ دیوانے نہیں لیکن اللہ کا عذاب سخت ہو گا اصحاب نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم سے

اللّٰهِ وَأَيُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ قَالَ أَبْشِرُوْا فَإِنَّ مِنكُمْ رَجُلًا وَّمِنْ يَّأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ أَلْفًا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ أَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ أَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعَرَةِ السَّوْدَآءِ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ أَبْيَضَ أَوْ كَشَعَرَةٍ بَيْضَاءَ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ أَسْوَدَ.

ایسا بہشتی مرد کون ہوگا یعنی جب ہزار میں سے ایک ہی بہشتی ٹھہرا تو ہم کو نجات پانے کی کیا امید باقی رہی حضرت ﷺ نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو خوش رہے اس واسطے کہ یاجوج اور ماجوج سے ہزار دوزخی ہوگے اور تم میں سے ایک مرد بہشتی ہوگا یعنی دوزخ کے بھرنے کے واسطے کیا یاجوج ماجوج کم ہیں جو تم گھبراتے ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قسم ہے جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ تم لوگ یعنی امت محمدیہ ﷺ بہشتیوں کی چوتھائی ہوگی راوی کہتا ہے تو ہم اصحاب نے اللہ اکبر کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ تم بہشتیوں کی تہائی ہوگی تو ہم نے اللہ اکبر کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ تم تمام بہشتیوں کے آدھے ہوگے تو ہم نے اللہ اکبر کہا فرمایا کہ نہیں تم لوگوں میں مگر جیسے کالا بال سفید بیل کی کھال میں یا جیسے سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں۔

فائدہ: اس کی شرح رقاق میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ ذکر یاجوج ماجوج کا ہے اور اشارہ ہے طرف کثرت ان کے کی اور یہ کہ یہ امت بہ نسبت ان کے عشر کے عشر کا عشر ہے اور یہ کہ یاجوج ماجوج آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں واسطے رد کرنے کے ان کے مخالف پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيْمٌ﴾ وَقَالَ أَبُوْ مَيْسَرَةَ الرَّحِيْمُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ.

باب ہے بیان قول اللہ تعالیٰ کے کہ پکڑا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک امت تھا فرمانبردار واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک ابراہیم علیہ السلام البتہ اواہ حلیم ہے ابو میسرہ نے کہا کہ اواہ کے معنی ہیں نہایت رحم والا حبشہ کی زبان میں۔

فائدہ: اور شاید اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ان آیتوں کی طرف ثناء اللہ تعالیٰ کی اوپر ابراہیم علیہ السلام کے اور خلیل خلت سے مشتق اور وہ صداقت اور محبت ہے جو دل میں داخل ہوتی ہے پس ہوتی ہے درمیان اس کے اور یہ صحیح

ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دل میں ہے اللہ تعالیٰ کی محبت سے اور اوپر اطلاق اس کا بیچ حق اللہ کے پس بطور مقابلے کے ہے اور ابراہیم علیہ السلام آزر کے بیٹے ہیں۔ (فتح)

۳۱۰۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ وَإِنَّ أُنَاسًا مِّنْ أَصْحَابِي يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ أَصْحَابِي أَصْحَابِي فَيَقُولُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي إِلٰى قَوْلِهِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾.

۳۱۰۰ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تم حشر کیے جاؤ گے ننگے پیر ننگے بدن بے ختنہ ہونے پھر پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت جیسے پیدا کیا ہم نے پہلی بار پھر اس کو دوہرائیں گے وعدہ لازم ہو چکا ہم پر تحقیق ہم ہیں کرنے والے یہ کام اور قیامت کے دن اول اول ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا اور بیشک کچھ لوگوں کو میرے یاروں سے بائیں طرف کھینچا جائے گا یعنی دوزخ کی طرف کہ وہ بائیں ہے میں کہوں گا کہ یہ میرے ساتھی ہیں میرے ساتھی ہیں تو وہ کھینچنے والا کہے گا کہ ہمیشہ رہے یہ مرتد اپنی ایڑیوں پر جب سے تو نے ان کو چھوڑا تو میں کہوں گا جیسے نیک بندے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں ان پر نگہبان تھا جب تک ان میں رہا العزیز الحکیم تک۔

فائدہ: اور مقصود اس سے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا اور کہتے ہیں کہ حکمت بیچ خصوصیت ابراہیم علیہ السلام کے یہ ہے کہ وہ آگ میں ننگے ڈالے گئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کہ اول اس نے پاجامہ پہنا اور نہیں لازم آتا خصوصیت ابراہیم علیہ السلام سے ساتھ اس کی فضیلت دینی اس کی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس واسطے کہ مفضول کبھی ممتاز ہوتا ہے ساتھ ایک چیز کے کہ خاص ہوتی ہے ساتھ اس کے اور نہیں لازم آتی اس سے فضیلت مطلق اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل نہیں ہوتے بنا بر اس کے کہ متکلم اپنے خطاب کے عموم میں داخل نہیں ہوتا اور ابراہیم علیہ السلام کے واسطے اور بھی کئی چیزیں ہیں جو پہلے پہل انہوں نے کی ہیں ایک ان میں سے یہ ہے کہ پہلے انہوں نے مہمانداری کی اور لبوں کے بال کترائے اور ختنہ کیا اور سفید بال دیکھے اور سوائے اس کے۔ (فتح)

۳۱۰۱ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

۳۱۰۱ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَخْبَرَنِيْ أَخِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقٰى إِبْرَاهِيْمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلٰى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَّغَبَرَةٌ فَيَقُوْلُ لَهٗ إِبْرَاهِيْمُ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِيْ فَيَقُوْلُ أَبُوْهُ فَالْيَوْمَ لَا أَعْصِيْكَ فَيَقُوْلُ إِبْرَاهِيْمُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِيْ أَنْ لَّا تُخْزِيَنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزٰى مِنَ أَبِي الْأَبْعَدِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنِّيْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَا إِبْرَاهِيْمُ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُّلْتَطِخٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ.

فرمایا کہ قیامت نے ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آذر سے ملیں گے اس حال میں کہ اس کے منہ پر سیاہی اور گرد وغبار پڑی ہے تو کہیں گے کہ میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ میرا کہا مان یعنی بت پرستی نہ کر تو نے نہ مانا تو ان کا باپ کہے گا کہ میں آج تمہارا کہنا مانوں گا تو ابراہیم علیہ السلام جناب الٰہی میں عرض کریں گے کہ اے میرے رب تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں تجھ کو قیامت کے دن رسوا نہ کروں گا اور اس سے زیادہ کون سی رسوائی ہے کہ میرے باپ کا یہ حال ہے جو رحمت سے دور ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں بہشت کو کافروں پر حرام کر چکا یعنی یہ ممکن نہیں کہ دوزخ سے نکلے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اپنے پاؤں کے نیچے دیکھو تو دیکھیں گے کہ آواز خاکی آلودہ کنقار ہوگا پھر فرشتے اس کے پاؤں کو پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیں گے یعنی تبدیل صورت سے عار دور ہوئی۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

٣١٠٢ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهٗ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَوَجَدَ فِيْهِ صُوْرَةَ إِبْرَاهِيْمَ وَصُوْرَةَ مَرْيَمَ فَقَالَ أَمَا لَهُمْ فَقَدْ سَمِعُوْا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ هٰذَا إِبْرَاهِيْمُ مُصَوَّرٌ فَمَا لَهٗ يَسْتَقْسِمُ.

٣١٠٢ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے میں داخل ہوئے سو اس میں ابراہیم علیہ السلام اور مریم کی صورت پائی سو فرمایا کہ اپر فرشتے پس وہ سن چکے ہیں کہ بیشک فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں جاندار کی تصویر ہو یہ صورت ابراہیم علیہ السلام کی ہے پس کیا ہے واسطے اس کے کہ تیروں سے فال لیتا ہے یعنی فال کا تیر اس کے ہاتھ میں دیا ہے باوجود یہ کہ قائل ہیں ساتھ پیغمبری اس کی کے اور معصوم ہونے اس کے اس فعل بد سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی آئندہ آئے گی۔

٣١٠٣ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا

٣١٠٣ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى الصُّوَرَ فِي الْبَيْتِ لَمْ يَدْخُلْ حَتّٰى أَمَرَ بِهَا فَمُحِيَتْ وَرَأَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَام بِأَيْدِيهِمَا الْأَزْلَامُ فَقَالَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهِ إِنِ اسْتَقْسَمَا بِالْأَزْلَامِ قَطُّ.

جب خانے کعبے میں صورتیں دیکھیں تو اس کے اندر داخل نہ ہوئے یہاں تک کہ ان کے مٹانے کا حکم کیا پس مٹائی گئیں اور دیکھا ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کی صورت کو کہ ان کے ہاتھ میں فال کے تیر تھے سو فرمایا کہ اللہ لعنت کرے ان کو قسم ہے اللہ کی کہ انہوں نے کبھی تیروں سے فال نہیں لی کبھی قسمت طلب نہیں کی۔

٣١٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَتْقَاهُمْ فَقَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوْا قَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ وَمُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۱۰۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے بزرگ تر لوگوں سے فرمایا ان میں زیادہ ڈرنے والا اللہ تعالیٰ سے تو اصحاب نے کہا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس یوسف علیہ السلام اللہ کے پیغمبر پیغمبر کے بیٹے پیغمبر کے پوتے خلیل پیغمبر کے پڑوتے یعنی یہ نسبی شرافت اور خاندانی بزرگی ان کے سوا اور کسی کو حاصل نہی ہوئی کہ ان کی چار پشت تک برابر پیغمبر ہوتے آئے ہیں اصحاب نے کہا ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھ سے عرب کانوں کا حال پوچھتے ہو کہ ان میں بہتر خاندان کون ہے فرمایا جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں بہتر تھا وہ لوگ اسلام کی حالت میں بھی افضل ہیں جس وقت کہ دین میں ہشیار ہو جائیں یعنی شرافت ذاتی اور بزرگی خاندانی کی بدون دینداری کے اللہ کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں۔

فائدہ: اس کی شرح بھی آئندہ آئے گی۔

٣١٠٥ ـ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ

۳۱۰۵۔ سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے میرے پاس آج رات کو دو آنے والے سو آئے ہم ایک مرد دراز قد پر نہ قریب تھا کہ دیکھوں میں سر اس کا اور ان کے سبب سے اور بیشک وہ ابراہیم علیہ السلام تھے۔

طَوِيْلٍ لَا أَكَادُ أَرٰى رَأْسَهٗ طُوْلًا وَّإِنَّهٗ إِبْرَاهِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣١٠٦ ـ حَدَّثَنِيْ بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ أَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَذَكَرُوْا لَهُ الدَّجَّالَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوْبٌ كَافِرٌ أَوْ ك ف ر قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ وَلٰكِنَّهٗ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيْمُ فَانْظُرُوْا إِلٰى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوْسٰى فَجَعْدٌ آدَمُ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُكَبِّرُ.

٣١٠٦ ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور لوگوں نے اس کے واسطے دجال کا ذکر کیا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہے کافر یا ک ف ر ابن عباس نے کہا کہ میں نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپر صورت ابراہیم کی پس دیکھو طرف اپنے ساتھی کے یعنی ابراہیم علیہ السلام کی صورت میری صورت سے مشابہ تر ہے اور اپر موسیٰ علیہ السلام گندم گون گھنگرالے بال والا ہے سوار ہے سرخ اونٹ پر جو نکیل ڈالا گیا ہے کھجور کی کھال سے جیسے میں اس کو دیکھتا ہوں کہ نالے میں اترا تکبیر کہتا ہوا۔

فائدہ: اس کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور غرض اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ اپر ابراہیم علیہ السلام پس طرف دیکھو طرف ساتھی اپنے کی اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف ذات اپنی کے پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام سے بہت مشابہ ہیں۔

٣١٠٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً بِالْقَدُوْمِ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ وَقَالَ بِالْقَدُوْمِ مُخَفَّفَةً تَابَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ تَابَعَهٗ عَجْلَانُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ.

٣١٠٧ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا ختنہ کیا ابراہیم علیہ السلام نے ساتھ قدوم کے حالانکہ وہ اسی برس کے تھے اور ابوالزناد نے کہا کہ لفظ قدوم تخفیف کے ساتھ ہے یعنی دال پر تشدید نہیں۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ قدوم سے کیا مراد ہے پس بعض تو کہتے ہیں کہ مکان کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قدوم سے مراد بسولا ہے لوہے کا یعنی تیشہ اور یہی اخیر بات راجح ہے پس تحقیق ابویعلی نے روایت کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی ختنے کا حکم ہوا تو انہوں نے بسولی سے اپنا ختنہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا کہ تو نے جلدی کی پہلے اس سے کہ میں تجھ کو حکم کروں اس کی آلے سے تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب میں نے یہ برا جانا کہ تیرے حکم میں دیر کروں۔ (فتح)

٣١٠٨ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ الرُّعَيْنِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيْمُ إِلَّا ثَلَاثًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَام إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَوْلُهُ ﴿إِنِّيْ سَقِيْمٌ﴾ وَقَوْلُهُ ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾ وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّسَارَةُ إِذْ أَتٰى عَلٰى جَبَّارٍ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ هَا هُنَا رَجُلًا مَّعَهُ امْرَأَةٌ مِّنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ قَالَ أُخْتِيْ فَأَتٰى سَارَةَ قَالَ يَا سَارَةُ لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرَكِ وَإِنَّ هٰذَا سَأَلَنِيْ فَأَخْبَرْتُهٗ أَنَّكِ أُخْتِيْ فَلَا تُكَذِّبِيْنِيْ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ فَأُخِذَ فَقَالَ ادْعِي اللّٰهَ

٣١٠٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم پیغمبر نے کبھی ایسی بات نہیں بولی جو حقیقت میں سچی ہو اور ظاہر میں جھوٹی ہو سوائے تین بار کے دو باتیں ان میں سے اللہ کے مقدمے ایک ان کا یہ قول کہ میں بیمار ہوں اور دوسرا یہ قول کہ بلکہ ان کے بڑے نے کیا اور ایک بات سارہ کے حق میں اور وہ یہ ہے کہ جس حالت میں کہ ایک روز سارہ ان کے ساتھ تھیں یعنی جب کہ اپنی قوم کی تکلیف سے اپنے ملک سے ہجرت کر کے شام کو چلے تو ناگہاں ایک گاؤں میں پہنچے جس میں ایک بادشاہ ظالم تھا تو کسی نے اس کو کہا کہ اس جگہ ایک مرد ہے کہ اس کے ساتھ ایک عورت ہے جو نہایت خوبصورت لوگوں میں ہے تو اس نے ابراہیم علیہ السلام کو بلا بھیجا اور اس نے سارہ کا حال پوچھا کہ یہ کون عورت ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میری بہن ہے پھر ابراہیم علیہ السلام سارہ کے پاس آئے پس کہا کہ اے سارہ زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی ایمان دار نہیں اور بیشک اس ظالم نے مجھ سے پوچھا تھا تو میں نے اس کو خبر دی کہ تو میری بہن ہے سو مجھ کو نہ جھٹلانا پھر اس ظالم نے سارہ کو بلا بھیجا سو جب وہ اس پر داخل ہوئیں تو ان کو اپنے ہاتھ سے پکڑنے لگا تو وہ پکڑا گیا یعنی دیوانہ ہو گیا یا گلا گھونٹا گیا یہاں تک کہ مرگی والے کی طرح ہاتھ پاؤں مارنے لگا تو اس نے سارہ کو کہا کہ دعا کر اللہ مجھ کو

لِيْ وَلَا أَضُرُّكِ فَدَعَتْ اللّٰهَ فَأُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَأُخِذَ مِثْلَهَا أَوْ أَشَدَّ فَقَالَ ادْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا أَضُرُّكِ فَدَعَتْ فَأُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ إِنَّكُمْ لَمْ تَأْتُوْنِيْ بِإِنْسَانٍ إِنَّمَا أَتَيْتُمُوْنِيْ بِشَيْطَانٍ فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَأَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَأَوْمَأَ بِيَدِهٖ مَهْيَا قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ أَوِ الْفَاجِرِ فِيْ نَحْرِهٖ وَأَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ تِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَآءِ السَّمَآءِ.

صحت دے اور میں تجھ کو ضرر نہ پہنچاؤں گا تو سارہ رضی اللہ عنہا نے اللہ سے دعا کی تو چھوڑا گیا پھر دوسری بار اس کو پکڑنے لگا پھر اسی طرح پکڑا گیا اس سے سخت تر تو اس نے کہا کہ اللہ سے دعا کر کہ مجھ کو صحت دے اور میں تجھ کو ضرر نہ پہنچاؤں گا تو سارہ نے دعا کی تو چھوڑا گیا پھر اس نے اپنے بعض دربانوں کو بلایا سو کہا کہ تو میرے پاس آدمی نہیں لایا تو میرے پاس شیطان لایا تو اس نے اس کو خدمت کے لیے ہاجرہ دی تو سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں اور وہ کھڑے نماز پڑھتے تھے تو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کیا حال ہے سارہ نے کہا کہ رد کیا اللہ نے مکر کافر کا اس کے سینے میں اور اس نے خدمت کے واسطے ہاجرہ دی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پس یہ ہے تمہاری ماں اسے آسمان کے پانی کی اولاد یعنی اے عرب۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان تین باتوں کو جھوٹ کہنا پس واسطے ہونے اس کے کہ کہا اس نے ایک قول کہ اس کو سامع جھوٹ اعتقاد کرتا تھا لیکن جب تحقیق کیا جائے تو نہ تھا جھوٹ واسطے اس کے کہ تھا وہ باب معاریض کے سے جو دونوں امروں کے احتمال رکھتے ہیں پس یہ محض کذب نہیں پس اوپر قول اس کا کہ میں بیمار ہوں پس احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ میں عنقریب بیمار ہو جاؤں گا یا میں بیمار ہوں ساتھ اس چیز کے کہ مقدر کی گئی ہے مجھ پر موت سے اور مراد میری بہن سے یہ ہے کہ میری دینی بہن ہے اور ابن عقیل نے کہا کہ دلالت عقل کی پھیرتی ہے ظاہر اطلاق کذب کو اوپر ابراہیم علیہ السلام کے اور یہ اس واسطے کہ عقل یقین کرتی ہے ساتھ اس کے رسول لائق ہے کہ موثوق نہ ہونا کہ معلوم ہو صدق اس چیز کا کہ لایا ہے اس کو اللہ سے اور نہیں اعتماد ہے باوجود تجویز جھوٹ کے اوپر اس کے پس کس طرح ہے باوجود کذب کے اس سے اور سوائے اس کے نہیں کہ اطلاق کیا گیا ہے اوپر اس کے واسطے ہونے اس کے کے صورت جھوٹ کی نزدیک سامع کے اور بر تقدیر اس کے پس یہ نہیں صادر ہوا ابراہیم علیہ السلام سے یعنی اطلاق کذب کا اوپر اس کے مگر بیچ حالت شدت خوف کے واسطے بلند ہونے درجے اس کے نہیں تو پس کذب ایسی جگہوں میں جائز ہے اور کبھی واجب ہوتا واسطے اٹھانے اخف دو ضرروں کے واسطے دفع کرنے بڑے ضرر کے اور اوپر نام رکھنا اس کا جھوٹ پس یہ مراد نہیں کہ وہ مذمت کیے جاتے ہیں پس تحقیق کذب اگرچہ قبیح ہے لیکن کئی جگہوں میں اچھا

ہوتا ہے اور یہ جگہ ان میں سے ہے اور یہ جو کہا کہ دو اللہ کے مقدمے تو خاص کیا ان کو ساتھ اس کے واسطے کہ قصہ سارہ کا اگرچہ وہ بھی اللہ کے مقدمے میں تھا لیکن وہ بغل گیر ہے اپنی جان کے خط کو اور اپنے نفس کو بخلاف باقی دونوں کے کہ وہ محض اللہ کے مقدمے میں تھیں اور نام اس ظالم کا عمرو تھا اور وہ مصر کا بادشاہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ضحاک کا بھائی ہے جو ملکوں مالک ہوا تھا اور کتاب تیجان میں ہے کہ جس نے کہا تھا کہ یہاں ایک مرد آیا ہے اس کے ساتھ ایک نہایت خوبصورت عورت ہے وہ ایک مرد تھا جس سے ابراہیم علیہ السلام گندم خریدا کرتے تھے تو اس نے بادشاہ کے نزدیک اس کی چغلی کھائی اور یہ بھی اس نے بادشاہ سے کہا تھا کہ میں نے سارہ کو چکی پیستے دیکھا ہے اور یہی سبب ہے کہ بادشاہ اس کو خدمت کے واسطے ہاجرہ دی اخیر امر میں اور کہا کہ یہ اس کے لائق نہیں کہ اپنی خدمت آپ کرے اور کہتے ہیں کہ سارہ کے والد کا نام ہاران تھا اور ہو حران کا بادشاہ تھا اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اس سے نکاح کیا تھا تو اپنے وطن سے ہجرت کی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ان کے چچا کی بیٹی تھی اور یہ جو ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تم کہنا کہ میں اس کی بہن ہوں تو اس واسطے کہ کہتے ہیں کہ اس ظالم کا یہ دستور تھا کہ خاوند کو مار ڈالتا تھا اور بھائی کو نہ مارتا تھا اور یہ جو کہا کہ میرے اور تیرے سوا زمین پر کوئی ایماندار نہیں تو اس پر یہ اعتراض آتا ہے لوط علیہ السلام اس وقت موجود تھے اور وہ بھی ایماندار تھے تو جواب یہ ہے کہ مراد ان کی وہ زمین ہے جس میں ان کے ساتھ یہ قصہ واقع ہوا اور اس وقت لوط علیہ السلام اس کے ساتھ نہ تھے اور یہ جو کہا کہ تم میرے پاس شیطان لائے ہو تو یہ اس واسطے کہ اسلام سے پہلے لوگ جنوں کے امر کو بڑا جانتے تھے اور اعتقاد کرتے تھے خوارق عادت واقع ہوتے ہیں ان کے تصرف سے ہوتے ہیں اور یہ جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اولاد آسمان کے پانی کی تو مرا اس سے عرب ہیں کہ وہ اکثر بیابانوں میں رہتے تھے جہاں پانی برستا ہے واسطے چرانے مواشی اپنے کے اور اس میں دلیل ہے واسطے اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ عرب کے سب لوگ اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے زمزم کا پانی ہے کہ وہ آسمان کے پانی سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے عامر ہیں اور وہ دادا ہے اوس اور خزرج کا اور اس کا نام آسمان کا پانی اس واسطے رکھا گیا کہ وہ قحط کے وقت ان کے واسطے پانی کے کے قائم مقام ہوتا تھا اور اس حدیث میں مشروعیت اخوت اسلامی کی ہے اور مباح ہونا معاریض کا اور رخصت بیچ فرمانبردار ہونے کے واسطے ظالم کے اور غاصب کے اور قبول کرنا تحفہ بادشاہ ظالم کا اور قبول کرنا ہدیہ مشرک کا اور قبول ہونا دعا کا ساتھ اخلاص کے نیت کے اور کافی ہونا اللہ کا واسطے اس شخص کے جو اخلاص سے دعا کرے ساتھ نیک عمل اپنے کے اس واسطے کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ سارہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں ایمان لائی ہوں ساتھ تیرے اور تیرے رسول کے تو اس کافر کو مجھ پر قدرت نہ دے اور اس میں مبتلا ہونا نیکوکاروں کا ہے واسطے بلند کرنے درجوں ان کے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے واسطے درمیان سے پردہ اٹھایا دیا تھا

یہاں تک کہ جو حال بادشاہ کا سارہ کے ساتھ گزرا وہ سب ابراہیم علیہ السلام نے سامنے دیکھ لیا اور یہ کہ وہ بادشاہ سارہ تک نہ پہنچ سکا اور کہتے ہیں کہ جس محل میں بادشاہ سارہ کے ساتھ تھا اس محل کو اللہ تعالیٰ نے شیشے کی طرح صاف کر دیا تھا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام باہر سے دونوں کو دیکھتے تھے اور ان کا کلام سنتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ جب سارہ بادشاہ کے پاس گئیں تو وضو کر کے نماز پڑھنے لگیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو مشکل پیش آئے تو چاہیے کہ نماز پڑھے اور یہ کہ وضو پہلی امتوں کے واسطے بھی تھا اور اس امت کے ساتھ خاص نہیں اور نہ ساتھ پیغمبروں کے واسطے ثبوت اس کے کے سارہ سے اور جمہور اس پر ہیں کہ سارہ پیغمبر نہ تھیں۔

٣١٠٩ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى أَوِ ابْنُ سَلَامٍ عَنْهُ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَقَالَ كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

٣١٠٩۔ ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ مارنے گرگٹ کے اور تھا وہ پھونکتا ابراہیم علیہ السلام پر۔

فائدہ: بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ گرگٹ بہرہ ہے اور نہیں داخل ہوتا اس مکان میں جس میں زعفران ہو اور وہ حاملہ ہوتا ہے اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو زمین کوئی جانور نہ تھا مگر کہ آگ کو بجھاتا تھا مگر گرگٹ کہ وہ اس کو پھونکتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مارنے کا حکم کیا۔ (فتح)

٣١١٠ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ قَالَ لَيْسَ كَمَا تَقُوْلُوْنَ ﴿لَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ بِشِرْكٍ أَوَلَمْ تَسْمَعُوْا إِلٰى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ ﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

٣١١٠۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہ ملایا ان کو قیامت کے دن امن امان ہے تو اصحاب نے کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم نہیں کرتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا مطلب یوں نہیں جیسا تم کہتے ہو یعنی بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم یعنی شرک کو نہ ملایا کیا تم نے نہیں سنا جو لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹا اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اس واسطے کہ اس میں ابراہیم علیہ السلام کے قصے سے کچھ چیز نہیں اور پوشیدہ رہی اس پر یہ بات کہ وہ حکایت ہے قول ابراہیم علیہ السلام کے سے یعنی یہ قول ابراہیم علیہ السلام کا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکایت کیا ہے اس واسطے کہ جب فارغ ہوا اللہ تعالیٰ نے حکایت قول ابراہیم علیہ السلام کے سے بیچ ستاروں اور سورج اور چاند کے تو ذکر کیا جھگڑا قوم اس کی کا واسطے اس کے پھر اس کے بعد کہا و تلك حجتنا آتیناها ابراهیم علی قومه اور علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ یہ آیت ابراہیم علیہ السلام اور اس کی قوم کے حق میں اتری۔ (فتح)

بَابٌ ﴿يَزِفُّوْنَ﴾ النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ

باب ہے اس بیان میں کہ یزفون کا معنی ہے جلد چلنا

٣١١١ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِلَحْمٍ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ وَيُنْفِذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ مِنْهُمْ فَذَكَرَ حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهُ مِنَ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ فَذَكَرَ كَذَبَاتِهِ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا إِلٰى مُوْسٰى تَابَعَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣١١١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ جمع کرے گا قیامت کے دن پہلوں اور پچھلوں کو ایک میدان میں پس سنایا گا ان کو بلانے والا اور پہنچے گی ان کو آنکھ یعنی ہر ایک کی کلام کو تمام خلقت سنے گی اور ہر ایک آدمی تمام خلقت کو دیکھے گا اور قریب ہوگا ان سے آفتاب پس ذکر کی حدیث شفاعت کی تو سب لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے پس کہیں گے کہ تو اللہ کا پیغمبر ہے اور اس کا جانی دوست ہے زمین سے اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کر تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے جھوٹ ذکر کریں گے اور کہیں گے نفسی نفسی تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

فائدہ: اور غرض اس سے قول اہل موقف کا ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے کہ تو اللہ کا پیغمبر ہے اور اس کا دوست جانی ہے زمین سے۔

تنبیہ: بعض روایتوں میں یہ بات بغیر ترجمہ کے ہے پس یہ مانند فصل کے ہے پہلے باب سے اور تعلق اس کا پہلے باب سے واضح ہے اس واسطے کہ یہ قصہ ابراہیم علیہ السلام کے ترجمہ سے ہے اور لیکن تفسیر یَزِفُّوْنَ کی قرآن سے پس تحقیق وہ جملے قصے ابراہیم علیہ السلام کے سے ہے ساتھ قوم اپنی کے جب کہ اس نے بت توڑ ڈالے اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس آگے بڑے جلدی کرتے ہوئے طرف اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام ان کے بتوں کی طرف پھرے تو

دیکھا کہ وہ بت ایک بڑے بت خانے میں ہیں اور دروازوں کے سامنے ایک بڑا بت ہے تو ناگہاں ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ کافروں نے بتوں کے آگے کھانا رکھا اور کہا کہ جب ہم پلٹ کر آئیں گے تو ہم پائیں گے کہ بتوں نے اس میں برکت کی ہوگی پھر ہم اس کو کھائیں گے سو ابراہیم علیہ السلام نے جب ان کی طرف نظر کی تو کہا کہ کیا ہے واسطے تمہارے کہ تم نہیں کھاتے تو ابراہیم علیہ السلام نے لوہا لے کر ہر بت کو چیر ڈالا پھر کلہاڑی کو بڑے بت کے گلے میں لٹکایا پھر وہاں سے نکل آئے پھر جب وہ پلٹ کر آئے تو ابراہیم علیہ السلام کے جلانے کے واسطے لکڑیاں جمع کرنے لگے یہاں تک کہ بیمار عورت بھی کہتی تھی کہ اگر اللہ نے مجھ کو صحت دی تو میں بھی ابراہیم علیہ السلام کے واسطے لکڑیاں جمع کروں گی پھر جب انہوں نے اس کی لکڑیاں جمع کیں اور بہت لکڑیاں جمع کیں اور اس کے جلانے کا ارادہ کیا تو کہا آسمان اور زمین اور پہاڑوں اور فرشتوں نے کہ اے ہمارے رب تیرا دوست جلایا جاتا ہے اللہ نے فرمایا کہ مجھ کو معلوم ہے اور اگر تم کو بلائے تو تم اس کی مدد کرنا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے الٰہی تو اکیلا ہے آسمان میں اور میں اکیلا ہوں زمین میں نہیں زمین میں کوئی سوا میرے جو تیرا عبادت کرتا ہو کافی ہے مجھ کو اللہ اور اچھا ہے کارساز اور میں گمان کرتا ہوں اگر ترجمہ محفوظ ہو تو اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس قدر کے پس یہ مناسب ہے ان کے قول کو کہ تو اللہ کا دوست ہے زمین میں۔ (فتح)

۳۱۱۲ ۔ حَدَّثَنِیْ أَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدٍ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِیْرٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ أَیُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِیْلَ لَوْلَا أَنَّهَا عَجِلَتْ لَکَانَ زَمْزَمُ عَیْنًا مَّعِیْنًا قَالَ الْأَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ أَمَّا کَثِیْرُ بْنُ کَثِیْرٍ فَحَدَّثَنِیْ قَالَ إِنِّیْ وَعُثْمَانَ بْنَ أَبِیْ سُلَیْمَانَ جُلُوْسٌ مَّعَ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ فَقَالَ مَا هٰکَذَا حَدَّثَنِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّلٰکِنَّهٗ قَالَ أَقْبَلَ إِبْرَاهِیْمُ بِإِسْمَاعِیْلَ وَأُمِّهٖ عَلَیْهِمُ السَّلَام وَهِیَ تُرْضِعُهٗ مَعَهَا شَنَّةٌ لَّمْ یَرْفَعْهُ

۳۱۱۲ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ رحم کرے اسمٰعیل کی ماں پر یعنی ہاجرہ پر اگر وہ جلدی نہ کرتی تو زمزم ایک جاری چشمہ ہو جاتا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ آیا ہے کہ متوجہ ہوئے ابراہیم علیہ السلام ساتھ اسمٰعیل علیہ السلام اور ماں اس کی کے اور وہ اس کو دودھ پلاتی تھی اور اس کے ساتھ ایک مشک تھی لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو مرفوع نہیں کیا۔

ثُمَّ جَآءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ.

٣١١٣ ـ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَكَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِيْ وَدَاعَةَ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَوَّلَ مَا اتَّخَذَ النِّسَآءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ أُمِّ إِسْمَاعِيْلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لَّتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلٰى سَارَةَ ثُمَّ جَآءَ بِهَا إِبْرَاهِيْمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيْلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتّٰى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِيْ أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَّلَيْسَ بِهَا مَآءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيْهِ تَمْرٌ وَّسِقَاءً فِيْهِ مَآءٌ ثُمَّ قَفّٰى إِبْرَاهِيْمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ فَقَالَتْ يَا إِبْرَاهِيْمُ أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِي الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ إِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهٗ ذٰلِكَ مِرَارًا وَّجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهٗ آللّٰهُ الَّذِيْ أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَتْ إِذَنْ لَّا يُضَيِّعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيْمُ حَتّٰى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهٗ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰٓؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ رَبِّ ﴿إِنِّيْ أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ

۳۱۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلے پہل عورتوں نے کمر بند پکڑا تو اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں کی طرف سے پکڑا ہے کہ اس نے کمر بند پکڑا تا کہ مٹائے نشان اپنے پاؤں کا سارہ پر پھر ابراہیم علیہ السلام ہاجرہ کو اور اس کے بیٹے کو لائے اور وہ اس کو دودھ پلاتی تھی یہاں تک کہ اتار واپس خانے کعبے کے نزدیک درخت کے جو زمزم کے اوپر تھا مسجد حرام کی جگہ میں اور مکے میں اس دن کوئی آدمی نہ تھا اور نہ وہاں پانی تھا دونوں کو اس جگہ اتارا تو رکھی ان کے پاس ایک تھیلی جس میں کھجوریں تھیں اور ایک مشک جس میں پانی تھا پھر ابراہیم علیہ السلام پیٹھ دے کر چلے تو اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں ان کے پیچھے چلی پس کہا اس نے کہ اے ابراہیم علیہ السلام تو کہاں جاتا ہے اور ہم کو اس میدان میں چھوڑے جاتا ہے جس میں نہ کوئی غمخوار ہے اور نہ کچھ چیز سو ہاجرہ نے ابراہیم علیہ السلام کو یہ بات کئی بار کہی پر انہوں اس کو مڑ کر نہ دیکھا پھر ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا حکم کیا ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہاں ہاجرہ نے کہا کہ اب اللہ تعالیٰ ہم کو ضائع نہ کرے گا پھر پھر آئے اور ابراہیم علیہ السلام چلے یہاں تک کہ جب ٹیلے کے پاس پہنچے جس جگہ کہ وہ ان کو نہ دیکھتی تھیں تو اپنے منہ کو قبلے کے سامنے کیا پھر دعا کی ساتھ ان کلموں کے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ اے رب میں نے بسائی ہے ایک اولاد اپنی میدان میں جہاں کھیتی نہیں تیرے ادب والے گھر کے پاس یہاں تک کہ لشکروں کو پہنچے اور اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں اسمٰعیل علیہ السلام کو دودھ دینے لگی اور اس پانی سے پانی پینے لگی یہاں تک کہ مشک کا پانی تمام ہو گیا اور اس کو اور اسکے بیٹے کو پیاس لگی اور اس کو

عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ حَتّٰى بَلَغَ يَشْكُرُوْنَ﴾
وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيْلَ
وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَآءِ حَتّٰى إِذَا نَفِدَ مَا
فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلَتْ
تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوّٰى أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ
كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَوَجَدَتْ الصَّفَا
أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيْهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ
ثُمَّ اسْتَقْبَلَتْ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى أَحَدًا
فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰى إِذَا
بَلَغَتْ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ
سَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتّٰى
جَاوَزَتْ الْوَادِيَ ثُمَّ أَتَتْ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ
عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرٰى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ
أَحَدًا فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذٰلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا أَشْرَفَتْ
عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ صَهٍ
تُرِيْدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ أَيْضًا
فَقَالَتْ قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غِوَاثٌ
فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ
بِعَقِبِهٖ أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهٖ حَتّٰى ظَهَرَ الْمَآءُ
فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُوْلُ بِيَدِهَا هٰكَذَا
وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ الْمَآءِ فِيْ سِقَآئِهَا وَهُوَ
يَفُوْرُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ

دیکھنے لگی کہ پیاس کے مارے زمین پر لیٹتے ہیں تو ہاجرہ چلی
واسطے برا جاننے اسباب کے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کو امتحان میں
دیکھے تو پایا اس نے صفا کو قریب تر پہاڑ زمین میں جو اس کے
پاس تھا تو اس پر کھڑی ہوئیں پھر میدان کی طرف منہ کر کے
دیکھنے لگی کہ کیا کسی کو دیکھتی ہے یعنی تا کہ کوئی آدمی نظر آئے سو
اس نے کسی کو نہ دیکھا تو صفا سے اتری یہاں تک کہ جب
میدان میں پہنچی تو اپنے کرتے کا کنارہ اٹھایا پھر دوڑی جیسے
مصیبت زدہ آدمی دوڑتا ہے یہاں تک کہ میدان سے آگے
بڑی پھر مروہ پہاڑ پر آئی اور اس پر کھڑے ہو کر نظر کی کہ کیا
کسی کو دیکھتی ہے سو اس نے کسی کو نہ دیکھا تو اس نے سات
بار اسی طرح کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ پس اس واسطے لوگ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے
ہیں پھر جب وہ مروہ پر چڑھی تو اس نیا یک آواز سنی تو کہا کہ
چپ رہ ارادہ کرتی تھی اپنے تئیں پس تکلف کیا سننے میں پھر
دوسری بار بھی آواز سنی تو کہنے لگی کہ تحقیق تو نے اپنی آواز سنائی
اگر تیرے پاس فریاد رسی ہے تو فریاد سن تو ہاجرہ نے ناگہاں
فرشتہ دیکھا نزدیک جگہ زمزم کے سو فرشتے نے اپنا ٹخنہ یا پر
زمین پر مارا یہاں تک کہ پانی ظاہر ہوا تو اس کو حوض کی طرح
بنانے لگی اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کرنے لگی یعنی پانی کے
گرد پتھروں کی مینڈ بنائی تا کہ پانی بہہ نہ جائے اور پانی سے
چلو بھر بھر مشک میں ڈالنا شروع کیا اور وہ جوش مارتا تھا بعد چلو
بھرنے کے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ رحم کرے اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں پر کہ اگر چھوڑتی زمزم
کو یا یوں فرمایا کہ اگر نہ چلو بھرتی زمزم سے تو زمزم ایک جاری
چشمہ ہو جاتا تو ہاجرہ نے پانی پیا اور اپنے بچے کو دودھ دیا پھر

إِسْمَاعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ
تَغْرِفْ مِنَ الْمَآءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَّعِيْنًا
قَالَ فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا
الْمَلَكُ لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هَا هُنَا بَيْتَ
اللّٰهِ يَبْنِيْ هٰذَا الْغُلَامُ وَأَبُوْهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا
يُضِيْعُ أَهْلَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِّنَ
الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيْهِ السُّيُوْلُ فَتَأْخُذُ عَنْ
يَمِيْنِهِ وَشِمَالِهِ فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتّٰى مَرَّتْ
بِهِمْ رُفْقَةٌ مِّنْ جُرْهُمَ أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِّنْ
جُرْهُمَ مُقْبِلِيْنَ مِنْ طَرِيْقِ كَدَآءٍ فَنَزَلُوْا فِيْ
أَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَأَوْا طَآئِرًا عَائِفًا فَقَالُوْا إِنَّ
هٰذَا الطَّائِرَ لَيَدُوْرُ عَلٰى مَآءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَا
الْوَادِيْ وَمَا فِيْهِ مَآءٌ فَأَرْسَلُوْا جَرِيًّا أَوْ
جَرِيَّيْنِ فَإِذَا هُمْ بِالْمَآءِ فَرَجَعُوْا
فَأَخْبَرُوْهُمْ بِالْمَآءِ فَأَقْبَلُوْا قَالَ وَأُمُّ
إِسْمَاعِيْلَ عِنْدَ الْمَآءِ فَقَالُوْا أَتَأْذَنِيْنَ لَنَا أَنْ
نَّنْزِلَ عِنْدَكِ فَقَالَتْ نَعَمْ وَلٰكِنْ لَّا حَقَّ
لَكُمْ فِي الْمَآءِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْفٰى
ذٰلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْإِنْسَ
فَنَزَلُوْا وَأَرْسَلُوْا إِلٰى أَهْلِيْهِمْ فَنَزَلُوْا مَعَهُمْ
حَتّٰى إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِّنْهُمْ وَشَبَّ
الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَأَنْفَسَهُمْ
وَأَعْجَبَهُمْ حِيْنَ شَبَّ فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوْهُ
امْرَأَةً مِّنْهُمْ وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ فَجَآءَ

فرشتے نے اس سے کہا کہ تو ہلاک ہونے کا خوف نہ کر اس
واسطے کہ بیشک اس جگہ اللہ کا گھر ہے اس کو یہ لڑکا اور اس کا
باپ بنائے گا اور بیشک اللہ نہ ضائع کرے گا اس کے رہنے
والوں کو اور تھا خانہ کعبہ اونچا زمین سے مانند ٹیلے کے آتی تھی
اس کو لہر پانی کی پس گزرتی تھی اس کے دائیں اور بائیں سے
یعنی جب برسات میں پانی زور سے بہتا تھا تو پانی خانہ کعبہ
کے اوپر نہ چڑھتا تھا دائیں بائیں بہ جاتا تو ہاجرہ مدت تک
رہی کہ پانی پیتی تھی اور اپنے لڑکے کو دودھ دیتی تھی یہاں تک
کہ جرہم کا ایک گروہ ان پر گزرا اس حال میں کہ متوجہ ہونے
والے تھے کداء کی راہ سے تو وہ مکے کی نوان میں اترے تو
انہوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ گھومتا ہے سو انہوں نے کہا کہ
بیشک یہ جانور البتہ پانی پر گھومتا ہے ہمارا اترنا اس میدان میں
ہے اور اس میں پانی نہیں سو انہوں نے ایک یا دو ایلچی بھیجے تو
ناگہاں انہوں نے پانی دیکھا سو وہ پلٹ آئے اور ان کو پانی
کی خبر دی تو وہ آگے بڑھے اور اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں پانی کے
پاس تھی تو انہوں نے کہا کہ کیا تو ہم کو اجازت دیتی ہے کہ ہم
تیرے پاس اتریں اس نے کہا ہاں لیکن پانی میں تمہارا کچھ حق
نہیں انہوں نے کہا اچھا تو پائی یہ اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں نے عین
مراد اپنی اور وہ رفیق چاہتی تھی تو وہ اس کے پاس اترے اور
اپنے گھر والوں کو بلا بھیجا تو وہ بھی ان کے ساتھ آ اترے
یہاں تک کہ جب مکے میں چند گھر والے ہوئے اور
اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہوئے اور ان سے عربی زبان سیکھی اور تھا وہ
عمدہ تر ان میں محبوب تر جبکہ جوان ہوا سو جب وہ بالغ ہوا تو
انہوں نے اس کو اپنی قوم سے ایک عورت بیاہ دی اور
اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں یعنی ہاجرہ مرگئیں تو آئے ابراہیم علیہ السلام

إِبْرَاهِيمُ بَعْدَمَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرٍّ نَحْنُ فِي ضِيقٍ وَّشِدَّةٍ فَشَكَتْ إِلَيْهِ قَالَ فَإِذَا جَآءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُولِي لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَآءَ إِسْمَاعِيلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا فَقَالَ هَلْ جَآءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ جَآءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا فَسَأَلَنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ وَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا فِي جَهْدٍ وَّشِدَّةٍ قَالَ فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكِ أَبِي وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُفَارِقَكِ الْحَقِي بِأَهْلِكِ فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرٰى فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَيْرٍ وَّسَعَةٍ وَّأَثْنَتْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ مَا طَعَامُكُمْ قَالَتِ اللَّحْمُ قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتِ الْمَآءُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَآءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَّلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ قَالَ فَهُمَا لَا يَخْلُو

بعد اس کے کہ نکاح کیا اسمٰعیل علیہ السلام نے اس حال میں کہ اپنی چھوڑی چیز کو ڈھونڈتے تھے یعنی اپنی بیوی اور بیٹے کو تو انہوں نے اسمٰعیل علیہ السلام کو نہ پایا تو اس کی عورت سے اس کا حال پوچھا تو عورت نے کہا کہ وہ ہمارے واسطے روزی کی تلاش میں نکلا ہے پھر ابراہیم علیہ السلام نے اس عورت سے ان کی معاش اور گزران کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ ہم برے حال میں ہیں ہم تنگی اور سختی میں ہیں اور اس نے ان کے پاس شکایت کی ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ جب تیرا خاوند آئے تو اس کو میری طرف سے سلام کرنا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو بدل ڈال پھر جب اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو گویا انہوں نے کسی چیز کے نشان کو پایا یعنی اپنے باپ کی خوشبو پائی تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا ان کی عورت نے کہا ہاں ایک بوڑھا ایسا ایسا یعنی ایسی ایسی شکل صورت کا ہمارے پاس آیا تھا سو اس نے ہم سے تیرا حال پوچھا تو میں نے اس کو خبر دی تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا حال ہے تمہاری گزران کا تو میں نے اس کو خبر دی کہ ہم تنگی اور سختی میں ہیں اور اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ اس نے تجھ کو کچھ وصیت بھی کی تھی عورت نے کہا ہاں اس نے مجھ کو حکم کیا تھا کہ اس پر سلام پڑھنا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو بدل ڈال اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ میرا باپ تھا اور بیشک اس نے مجھ کو حکم کیا کہ میں تجھ کو چھوڑ دوں جا اپنے لوگوں میں جا مل تو اسمٰعیل علیہ السلام نے اس کو طلاق دی اور ان میں سے اور عورت سے نکاح کیا پھر توقف کیا اس نے ابراہیم علیہ السلام نے جب تک کہ اللہ نے چاہا پھر اس کے بعد ان کے پاس آئے اور اسمٰعیل علیہ السلام کو نہ پایا اور ان کی بیوی کے پاس گئے تو اس سے

عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ قَالَ فَإِذَا جَآءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَآءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا بِخَيْرٍ قَالَ فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكِ أَبِي وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكِ ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَآءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ فَلَمَّا رَآهُ قَامَ إِلَيْهِ فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ ثُمَّ قَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ قَالَ فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ قَالَ وَتُعِينُنِي قَالَ وَأُعِينُكَ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَا هُنَا بَيْتًا وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي حَتّٰى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَآءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ قَالَ فَجَعَلَا يَبْنِيَانِ حَتّٰى يَدُورَا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُمَا

اس کا حال پوچھا کہ کیا حال ہے تمہارا اور پوچھا ان سے حال ان کی معاش اور گزران کا تو اس نے کہا کہ ہم خیر اور فراخی میں ہیں یعنی ہم آسودہ ہیں اور اس نے اللہ کی تعریف کی ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا ہے کھانا تمہارا اس نے کہا گوشت فرمایا اور کیا ہے پینا تمہارا اس نے کہا کہ پانی کہا الٰہی برکت کر واسطے ان کے گوشت اور پانی میں حضرت ﷺ نے فرمایا اور اس وقت وہاں اناج نہ تھا اور اگر ان کے واسطے ہوتا تو اس میں بھی برکت کی دعا کرتے حضرت ﷺ نے فرمایا پس نہیں کفایت کرتا ساتھ گوشت اور پانی کے کوئی بغیر مکے کے مگر کہ وہ اس کو موافق نہیں یعنی اگر کوئی کچھ مدت فقط گوشت اور پانی پر گزارہ کرے اور ان کے سوا اور کچھ اناج نہ کھائے تو وہ بیمار ہو جاتا ہے یا طبیعت کو ان سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ مکے میں رہتے ہیں وہ اگر فقط ان دونوں کے ساتھ گزارہ کریں اور کچھ نہ کھائیں تو نہ وہ بیمار ہوتے ہیں اور نہ ان کو ان سے نفرت ہوتی ہے اگرچہ ساری عمر انہیں دونوں کو کھا کھا کر گزاریں اور کچھ نہ کھائیں اور یہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا اثر ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا پس جب تیرا خاوند آئے تو اس کو سلام کرنا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو قائم رکھ پھر اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو کہا کہ کیا کوئی تمہارے پاس آیا تھا ان کی عورت نے کہا ہاں آیا ہمارے پاس ایک بوڑھا خوبصورت اور اس نے ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کی سو اس نے مجھ سے تیرا حال پوچھا تو میں نے اس کو خبر دی پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا حال ہے تمہاری معاش کا تو میں نے اس کو خبر دی کہ ہم خیر میں ہیں اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ اس نے تجھ کو کچھ وصیت بھی کی تھی اس نے کہا کہ ہاں وہ تجھ کو سلام کہتا تھا اور حکم کرتا تھا کہ

يَقُوْلَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾.

اپنے دروازے کی چوکھٹ کو قائم رکھ اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ میرا باپ تھا اور تو چوکھٹ ہے اس نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ میں تجھ کو اپنے پاس نگرانی میں رکھوں پھر دیر کی اس نے ابراہیم علیہ السلام نے جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر اس کے بعد آئے اور اسمٰعیل علیہ السلام اپنا تیر درست کرتے تھے تلے ایک درخت کے نزدیک زمزم کے سو جب اسمٰعیل علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہوئے تو دونوں نے کیا جیسے باپ بیٹے کے ساتھ کرتا ہے اور بیٹا باپ کے ساتھ یعنی معانقہ اور مصافحہ وغیرہ پھر کہا اے اسمٰعیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایک کام کا حکم کیا ہے پس اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا پس کرو جو تمہارے رب نے تم کو حکم کیا ہے کہا اور تو میری مدد کر اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا اور میں تیری مدد کروں گا کہا پس اللہ نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ اس جگہ ایک گھر بناؤں اور اشارہ کیا طرف ایک ٹیلے اونچے کے بنا کر دن میں اس کے گرد پس نزدیک اس کے اٹھائیں دونوں نے بنیادیں گھر کی سو اسمٰعیل علیہ السلام نے پتھر لانا شروع کیا اور ابراہیم علیہ السلام بنانے لگے یہاں تک کہ جب بنا بلند ہوئی تو اسمٰعیل علیہ السلام یہ پتھر لائے اور اس کو ابراہیم علیہ السلام کے واسطے رکھا تو ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوئے اور وہ بناتے تھے اور اسمٰعیل علیہ السلام ان کو پتھر دیتے تھے اور دونوں کہتے تھے کہ اے رب ہمارے قبول کر ہم سے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا سو وہ دونوں بنانے لگے یہاں تک کہ بیت اللہ کے گرد گھومتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ اے ہمارے رب قبول کر ہم سے تو ہی اصل سنتا جانتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ سب سے پہلے اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں نے کمر بند بنایا تو اس کا سبب یہ تھا کہ سارہ نے ہاجرہ کو ابراہیم علیہ السلام کے واسطے بخش دیا تھا پس حاملہ ہوئیں ہاجرہ ابراہیم علیہ السلام سے ساتھ اسمٰعیل علیہ السلام کے پھر جب ہاجرہ نے

اسمٰعیل علیہ السلام کو جنا تو سارہ کو اس سے غیرت آئی تو اس نے قسم کھائی کہ البتہ میں اس کے تین اعضاء کاٹ ڈالوں گی تو ہاجرہ نے کمر بند پکڑا اور اس کو اپنی کمر میں باندھ کر بھاگی اور اپنے تہبند کا دامن ڈھیلا چھوڑا تا کہ اس کے قدم کا نشان سارہ پر مٹ جائے اور کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کی سفارش کی اور کہا کہ کھول دے اپنی قسم کو بایں طور کہ اس کے کانوں میں سوراخ کر اور کہتے ہیں کہ سارہ کو نہایت غیرت آئی پس نکلے ابراہیم علیہ السلام ساتھ اسمٰعیل علیہ السلام کے اور ماں اس کی کے طرف مکے کے واسطے اس کے اور اسمٰعیل علیہ السلام اس وقت دو برس کے تھے اور یہ جو کہا کہ تھا خانہ کعبہ مانند ٹیلے کے اور ایک روایت میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کا طوفان آیا تو کعبہ اٹھایا گیا یعنی کسی کو اس کا اٹھانا معلوم نہ رہا کہ کہاں ہے پس تھے پیغمبر علیہ السلام حج کرتے اس کا اور نہ جانتے اس کو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اس کی جگہ معلوم کرائی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کے پاس بھیجا اور اس کو کعبے کے بنانے کا حکم کیا پس بنا کیا آدم علیہ السلام نے پھر حکم کیا اس کو ساتھ طواف کے اور کہا کہ تو اول آدمیوں کا ہے اور یہ اول گھر ہے جو رکھا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ پہلے اس کو فرشتوں نے بنایا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ پہلے اس کو شیث علیہ السلام نے بنایا تھا اور یہ جو کہا کہ پس تھی ہاجرہ اسی حال پر تو اس میں اشارہ ہے کہ وہ صرف زمزم کے پانی پر گزران کرتی تھی پس کفایت کرتا تھا وہ اس کو کھانے اور پینے سے اور یہ جو کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام نے ان سے عربی زبان سیکھی تو اس میں اشارہ ہے کہ اس کی اور اس کی ماں کی زبان عربی نہ تھی اور جرہم کی زبان عربی تھی اور ابن تین نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ ذبیح اللہ اسحاق ہے اس واسطے کہ مامور بالذبح ذبح کے وقت بالغ نہ ہوا تھا اور اس حدیث میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل علیہ السلام کو چھوڑا تو اس وقت وہ شیر خوار تھے اور جب اس کے پاس پھر آئے تو اس وقت اسمٰعیل علیہ السلام نے نکاح کیا ہوا تھا اور اگر ذبح کا حکم ان کے حق میں ہوتا تو البتہ حدیث میں مذکور ہوتا اور شیر خوارگی اور نکاح کے زمانے کے درمیان حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے پاس مکے میں نہیں آئے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث میں اس کی نفی نہیں کہ وہ اس کے درمیان کبھی نہیں آئی پس احتمال ہے کہ اس کے درمیان بھی کبھی آئے ہوں اور اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کے ساتھ حکم کیے گئے ہوں اور یہ بات حدیث میں مذکور نہ ہوئی ہو میں کہتا ہوں کہ اور حدیث میں آچکا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام دونوں زمانوں کے درمیان بھی اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس آتے رہے ہیں چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام ہر مہینے میں ہاجرہ کے پاس آیا کرتے تھے ایک براق پر صبح کو سوار ہو کر مکے میں آتے تھے اور پھر دو پہر کو شام میں اپنے گھر میں جاتے تھے اور قیلولہ کرتے تھے اور یہ جو کہا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو بدل ڈال تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح ہے یہ کہ ہو یہ لفظ طلاق کے کنایات سے پس اگر کوئی کہے کہ میں نے اپنی چوکھٹ کو بدل ڈالا اور نیت کرے ساتھ اس کے طلاق کی تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام کے دوسری بیوی کے پاس آئے تو اس نے ان کا سر دھویا اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنا قدم

مقام پر رکھا سو اس وقت سے اس میں ان کی ایڑھی کا نشان پڑ گیا اور یہ جو کہا کہ دونوں نے خانے کعبے کی بنیادیں اٹھائیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہی تھیں بنیادیں گھر کی پہلے اس کے جس پر ابراہیم علیہ السلام نے بنیاد اٹھائی اور ایک روایت میں ہے کہ خانے کعبے کی بنیادیں ساتویں زمین میں تھیں اور یہ جو کہا کہ اسمعیل علیہ السلام یہ پتھر لائے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اتارا گیا اس پر حجر اسود اور مقام پس ابراہیم علیہ السلام مکان پر کھڑے ہو کر بنانے لگے اور اس کو اونچا کرنے لگے پھر اس جگہ میں پہنچے جس جگہ کہ حجر اسود ہے تو حجر اسود کو یہاں رکھا اور مقام کو اٹھا کر خانے کعبے کے ساتھ ملا کر رکھا پھر جب ابراہیم علیہ السلام خانے کی بنا سے فارغ ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے ان کو حج کا طریقہ سکھایا اور ایک روایت میں ہے کہ حجر اسود ہند میں تھا اور تھا موتی سفید۔ (فتح)

٣١١٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا كَانَ بَيْنَ إِبْرَاهِيْمَ وَبَيْنَ أَهْلِهِ مَا كَانَ خَرَجَ بِإِسْمَاعِيْلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيْلَ وَمَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيْهَا مَآءٌ فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيْمُ إِلٰى أَهْلِهِ فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ حَتّٰى لَمَّا بَلَغُوْا كَدَاءً نَادَتْهُ مِنْ وَّرَائِهِ يَا إِبْرَاهِيْمُ إِلٰى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ إِلَى اللّٰهِ قَالَتْ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ قَالَ فَرَجَعَتْ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى لَمَّا فَنِيَ الْمَآءُ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ أُحِسُّ أَحَدًا قَالَ فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ أَحَدًا فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا فَلَمَّا

٣١١٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب واقع ہوا درمیان ابراہیم علیہ السلام کے اور ان کے بیوی سارہ کے جو کچھ کہ تھا یعنی جھگڑا تو ابراہیم علیہ السلام اسمعیل علیہ السلام اور اس کی ماں کو لے نکلے اور ان ساتھ ایک مشک تھی جس میں پانی تھا تو اسمعیل علیہ السلام کی ماں نے اس مشک سے پانی پینا شروع کیا تو اس کا دودھ اس کے لڑکے پر اترتا تھا یہاں تک کہ مکے میں آئے اور اس کو ایک درخت کے پاس اتارا پھر ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ گئے یعنی ملک شام میں تو پیچھے لگی اس کے ماں اسمعیل علیہ السلام کی یہاں تک کہ جب کداء میں پہنچے تو اس نے ابراہیم علیہ السلام کو پیچھے سے پکارا کہ اے ابراہیم علیہ السلام ہم کو کس کے پاس چھوڑے جاتے ہو کہا اللہ کے پاس ہاجرہ علیہا السلام نے کہا کہ میں اللہ کے ساتھ راضی ہوں پھر پلٹ آئیں اور مشک سے پانی پینے لگیں اور اترتا تھا ان کا دودھ ان کے لڑکے پر یہاں تک کہ جب پانی تمام ہوا تو انہوں نے کہا کہ اگر میں نالے میں جا کر نظر کروں تو شاید کسی کو دیکھوں سو جا کر صفا پہاڑ پر چڑھیں سو نظر کی اور مکرر نظر کی کہ کسی کو دیکھے سو انہوں نے کسی کو نہ دیکھا پھر جب میدان میں پہنچیں تو دوڑ کر مروہ پر آئیں تو انہوں نے اسی طرح کیا پھر انہوں نے کہا کہ اگر میں جاؤں

بَلَغَتِ الْوَادِيَ سَعَتْ وَأَتَتِ الْمَرْوَةَ
فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ أَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ
فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ تَعْنِي الصَّبِيَّ فَذَهَبَتْ
فَنَظَرَتْ فَإِذَا هُوَ عَلٰى حَالِهٖ كَأَنَّهٗ يَنْشَغُ
لِلْمَوْتِ فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ لَوْ
ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ أُحِسُّ أَحَدًا فَذَهَبَتْ
فَصَعِدَتْ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ فَلَمْ
تُحِسَّ أَحَدًا حَتّٰى أَتَمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ
ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ
فَقَالَتْ أَغِثْ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَإِذَا
جِبْرِيْلُ قَالَ فَقَالَ بِعَقِبِهٖ هٰكَذَا وَغَمَزَ عَقِبَهٗ
عَلَى الْأَرْضِ قَالَ فَانْبَثَقَ الْمَآءُ فَدَهَشَتْ
أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِزُ قَالَ فَقَالَ أَبُو
الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ
كَانَ الْمَآءُ ظَاهِرًا قَالَ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ
الْمَآءِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا قَالَ فَمَرَّ
نَاسٌ مِّنْ جُرْهُمَ بِبَطْنِ الْوَادِيْ فَإِذَا هُمْ
بِطَيْرٍ كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوْا ذَاكَ وَقَالُوْا مَا يَكُوْنُ
الطَّيْرُ إِلَّا عَلٰى مَآءٍ فَبَعَثُوْا رَسُوْلَهُمْ فَنَظَرَ
فَإِذَا هُمْ بِالْمَآءِ فَأَتَاهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ فَأَتَوْا
إِلَيْهَا فَقَالُوْا يَا أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ أَتَأْذَنِيْنَ لَنَا أَنْ
نَّكُوْنَ مَعَكِ أَوْ نَسْكُنَ مَعَكِ فَبَلَغَ ابْنُهَا
فَنَكَحَ فِيْهِمْ امْرَأَةً قَالَ ثُمَّ إِنَّهٗ بَدَا
لِإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لِأَهْلِهٖ إِنِّيْ مُطَّلِعٌ تَرِكَتِيْ
قَالَ فَجَآءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ إِسْمَاعِيْلُ

اور دیکھوں کہ لڑکے کا کیا حال ہے تو بہتر ہوگا پس گئیں اور
دیکھا پس ناگہاں وہ اپنے حال پر ہے جیسے وہ فریاد کرتا ہے
واسطے موت کے پس ان کے نفس نے ان کو ٹھہرنے نہ دیا کہ
اس کو موت کی حالت میں دیکھیں پھر کہا انہوں نے کہ اگر میں
جا کر نظر کروں تو بہتر ہوگا شاید کہ کسی کو دیکھوں سو جا کر صفا پر
چڑھیں سو نظر کی اور مکرر نظر کی سو انہوں نے کسی کو نہ دیکھا
یہاں تک کہ تمام کیے سات پھیرے پھر اس نے کہا کہ اگر
میں جا کر لڑکے کا حال دیکھوں تو خوب ہو تو ناگہاں اس نے
ایک آواز سنی تو اس نے کہا کہ اگر تیرے پاس خیر ہے تو فریاد
سن تو اچانک انہوں نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام ہیں تو اس نے
اپنی ایڑی اس طرح زمین پر ماری اور اشارہ کیا ابن
عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی ایڑی سے زمین پر پس پھوٹ نکلا پانی پس
خوف ہوا اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں کو مبادا پانی بہ جائے تو زمین
کھودنے لگیں تا کہ پانی جمع رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اگر ہاجرہ اس کو چھوڑتی تو زمزم ایک چشمہ جاری ہو جاتا سو
ہاجرہ اس پانی سے پینے لگیں اور ان کا دودھ ان کے لڑکے پر
اترتا تھا پس گزرے چند لوگ قوم جرہم کے نالے میں تو
ناگہاں انہوں نے ایک جانور دیکھا تو گویا کہ انہوں نے اس
سے انکار کیا اور کہنے لگے کہ نہیں ہوتا ہے جانور مگر پانی پر تو
انہوں نے اپنے ایلچی کو بھیجا سو اس نے نظر کی تو ناگہاں اس
نے دیکھا کہ پانی ہے تو اس نے آ کر ان کو خبر دی سو وہ اس
کے پاس آئے اور کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں کیا ہمکو اجازت
دیتی ہے کہ ہم تیرے پاس بسیں سو اس کا بیٹا بالغ ہوا تو ان
میں ایک عورت سے نکاح کیا پھر ظاہر ہوا واسطے ابراہیم علیہ السلام
کے پس کہا واسطے گھر والوں کے کہ میں جانے والا ہوں

فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ ذَهَبَ يَصِيدُ قَالَ قُولِي لَهُ إِذَا جَآءَ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ فَلَمَّا جَآءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَ أَنْتِ ذَاكِ فَاذْهَبِي إِلَى أَهْلِكِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي قَالَ فَجَآءَ فَقَالَ أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ ذَهَبَ يَصِيدُ فَقَالَتْ أَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبَ فَقَالَ وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتْ طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَآءُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ قَالَ فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةٌ بِدَعْوَةِ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي فَجَآءَ فَوَافَقَ إِسْمَاعِيلَ مِنْ وَّرَاءِ زَمْزَمَ يُصْلِحُ نَبْلًا لَّهُ فَقَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ رَبَّكَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ لَهُ بَيْتًا قَالَ أَطِعْ رَبَّكَ قَالَ إِنَّهُ قَدْ أَمَرَنِي أَنْ تُعِينَنِي عَلَيْهِ قَالَ إِذَنْ أَفْعَلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقَامَا فَجَعَلَ إِبْرَاهِيمُ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ قَالَ حَتَّى ارْتَفَعَ الْبِنَآءُ وَضَعُفَ الشَّيْخُ عَنْ نَقْلِ الْحِجَارَةِ فَقَامَ عَلَى حَجَرِ الْمَقَامِ فَجَعَلَ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾.

طرف اپنے چھوڑے ہوؤں کی تا کہ ان کا حال معلوم کروں تو ابراہیم علیہ السلام آئے اور سلام کیا پھر کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کہاں ہیں تو ان کی عورت نے کہا کہ شکار کو گئے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ جب آئے تو اس کو کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو بدل ڈال پھر جب اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو اس نے ان کو خبر دی تو اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ چوکھٹ تو ہے پس جا اپنے گھر والوں کے پاس پھر ابراہیم علیہ السلام کے واسطے ظاہر ہوا تو اپنے اہل سے کہا کہ میں معلوم کرنے والا ہوں اپنے چھوڑے ہوؤں کو سو آئے اور کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کہاں ہے تو ان کی عورت نے کہا کہ شکار کو گئے ہیں پھر اس عورت نے کہا کہ کیا تم نہیں اترتے پس کھاؤ اور پیو سو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ کیا ہے کھانا تمہارا اور پینا تمہارا اس نے کہا کہ کھانا ہمارا گوشت ہے اور پینا ہمارا پانی ہے کہا ابراہیم علیہ السلام نے الٰہی برکت کر ان کے کھانے میں اور پینے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو برکت مکے والوں کے کھانے پینے میں ہے وہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی تاثیر ہے پھر تحقیق ظاہر ہوا واسطے ابراہیم علیہ السلام کے پس کہا اپنے گھر والوں سے کہ میں معلوم کرنے والا ہوں حال اپنے چھوڑے ہوؤں کا پس آئے پس پایا اسمٰعیل علیہ السلام کو پاس زمزم کے کہ اپنے تیر کو درست کرتے تھے پس کہا کہ اے اسمٰعیل علیہ السلام بیشک تیرے رب نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ میں اس کا گھر بناؤں انہوں نے کہا کہ کہا مانیں اپنے رب کا کہا کہ حکم کیا ہے مجھ کو اس نے یہ کہ تم مجھ کو اس پر مدد کرو اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ میں اب کروں گا یا اس مطلب کا کوئی اور لفظ کہا سو دونوں کھڑے ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام نے بنانا شروع کیا اور اسمٰعیل علیہ السلام ان کو پتھر دینے لگے اور کہتے تھے کہ اے رب ہمارے قبول کر ہم سے بیشک

تو ہے سنتا جانتا یہاں تک کہ بنیاد بلند ہوئی اور ابراہیم علیہ السلام ضعیف ہوئے اوپر اٹھانے پتھروں کے پس کھڑے ہوئے ابراہیم علیہ السلام مقام کے پتھر پر اور اسمٰعیل علیہ السلام ان کو پتھر دینے لگے اور کہنے لگے اے رب ہمارے قبول کر ہم سے بیشک تو ہے اصل سنتا جانتا۔

٣١١٥ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلَ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُوْنَ سَنَةً ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ بَعْدُ فَصَلِّهْ فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيْهِ.

٣١١٥ ۔ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون مسجد ہے جو زمین میں پہلے بنائی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خانے کعبے کی مسجد میں نے کہا کہ پھر کون فرمایا کہ مسجد اقصی یعنی بیت المقدس کی مسجد میں نے کہا کہ ان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے فرمایا کہ چالیس برس کا پھر جس جگہ تجھ کو نماز کا وقت ملے وہاں نماز پڑھ پس تحقیق ثواب اس میں ہے یعنی نماز پڑھنے میں جب کہ اس کا وقت ہو۔

فائدہ: ابن جوزی نے کہا کہ اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ خانے کعبے کو ابراہیم علیہ السلام نے بنایا ہے اور بیت المقدس کو سلیمان علیہ السلام نے بنایا ہے اور ان دونوں کے درمیان ہزار برس سے زیادہ کا فاصلہ ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اشارہ ہے طرف اول بنا کے اور رکھنے بنیاد مسجد کے اور نہیں ہے ابراہیم علیہ السلام جس نے پہلے کعبہ بنایا ہو اور نہ سلیمان علیہ السلام جس نے پہلے بیت المقدس بنایا ہو پس تحقیق روایت کی ہم نے کہ پہلے کعبے کو آدم علیہ السلام نے بنایا تھا پھر اس کی اولاد زمین میں پھیل گئی پس جائز ہے کہ بعضوں نے بیت المقدس کی وضع رکھی ہو پھر بنایا کعبے کو ابرہیم علیہ السلام نے ساتھ نص قرآن کے اور اسی طرح کہا قرطبی نے کہ حدیث نہیں دلالت کرتی ہے اس پر کہ ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام نے پہلے پہل ان کی بنیاد رکھی بلکہ یہ تجدید ہے واسطے اس چیز کے کہ بنیاد رکھی تھی ان کے غیر نے اور بیت المقدس کو مسجد اقصی اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ دور ہے خانے کعبے سے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ نہ تھی سوائے اس کے کوئی جگہ عبادت کی اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے دور ہونے اس کے کے گندیوں اور پلیدیوں سے۔ (فتح)

٣١١٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى

٣١١٦ ۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہاڑ احد نمود ہوا سو فرمایا کہ یہ ایسا پہاڑ ہے کہ ہم سے محبت رکھتا ہے

الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا وَرَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں الٰہی بیشک ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا ہے اور میں حرام کرتا ہوں جو کچھ کہ مدینے کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے اندر ہے۔

فائدہ: اور غرض اس سے ذکر ابراہیم علیہ السلام کا ہے اور یہ کہ اس نے مکے کو حرام کیا اور اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۳۱۱۷ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ أَبِيْ بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَمْ تَرَىْ أَنَّ قَوْمَكِ لَمَّا بَنَوا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ.

۳۱۱۷ ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیری قوم یعنی قریش نے جبکہ کعبہ بنایا تو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے کم کر دیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پھر نہیں بناتے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں یوں ہی کرتا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو میں نہیں گمان کرتا کہ چھوڑا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دونوں رکنوں کا جو حجر اسود کے پاس ہیں مگر یہ کہ نہیں تمام ہوا کعبہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ بوسہ دینا دونوں رکنوں کو اسی وجہ سے ہے کہ وہ دونوں رکن اپنی اصلی بنیاد پر نہیں رہے۔

فائدہ: یہ حدیث حج میں گزر چکی ہے۔

٣١١٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمِ الزُّرَقِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

٣١١٨ ۔ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ انہوں کہا کہ یاحضرت ﷺ ہم آپ ﷺ پر کس طرح درود پڑھیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہو الٰہی رحم کر محمد پر اور اس کی بیویوں پر اور اس کی اولاد پر جیسے تو نے رحم کیا ابراہیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت کر محمد ﷺ پر اور اس کی بیویوں پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر بیشک تو تعریف کیا ہوا، بڑائی والا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں آئے گی اور غرض اس سے آپ کا یہ قول ہے کہ جیسے تو نے رحم کیا ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔

٣١١٩ ـ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ وَّمُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ فَرْوَةَ مُسْلِمُ بْنُ سَالِمٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيْسٰى سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰى فَأَهْدِهَا لِيْ فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ

٣١١٩ ۔عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ کعب بن عجرہ مجھ کو ملا تو اس نے کہا کہ کیا میں تجھ کو ایک تحفہ نہ دوں جس کو میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے میں نے کہا کیوں نہیں تحفہ دے مجھ کو وہ چیز تو اس نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ ہم کس طرح آپ ﷺ پر درود پڑھا کریں اے اہل بیت پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سکھایا ہے کہ تم آپ ﷺ کو کس طرح سلام کریں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ درود یوں کہا کرو الٰہی رحم کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے رحم کیا ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بیشک تو تعریف کیا ہوا ، بڑائی والا ہے الٰہی برکت کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بیشک تو تعریف کیا ہوا

مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اور بڑائی والا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح بھی دعوات میں آئے گی۔

۳۱۲۰ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنِ الْمِنْهَالِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُوْلُ إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيْلَ وَإِسْحَاقَ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ.

۳۱۲۰ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے واسطے تعویز کرتے تھے اور فرماتے تھے بیشک تمہارے باپ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کے واسطے ان کلموں کے ساتھ تعویز کرتے تھے کہ پناہ مانگتا ہوں میں وسیلے اللہ کی کلام کے جس کی پوری تاثیر ہے ہر ایک شیطان سے اور ہر ایک کاٹنے والے کیڑے سے اور ہر ایک بری نظر سے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ کلمات سے مراد کلام اس کا ہے مطلق اور بعض کہتے ہیں کہ جو وعدہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اور مراد ساتھ تامہ کے کامل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نافع اور بعض کہتے ہیں کہ شافعیہ اور بعض کہتے ہیں کہ مبارکہ اور بعض کہتے ہیں کہ قاضیہ جو جاری رہتی ہے اور بدستور رہتے ہیں اور نہیں رد کرتی ان کو کوئی چیز اور نہیں داخل ہوتا ان میں کوئی نقص اور عیب خطابی نے کہا کہ امام احمد نے اس سے استدلال کیا ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اور حجت پکڑتے تھے کہ حضرت ﷺ نہیں پناہ پکڑتے تھے ساتھ مخلوق کے اور شیطان سے مراد عام ہے خواہ شیطان جن ہو انس اور عین لامہ سے مراد ہر بیماری اور آفت ہے جو آدمی کو لگتی ہے جنوں وغیرہ سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيْمَ إِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ﴾ الْآيَةَ ﴿لَا تَوْجَلْ﴾ لَا تَخَفْ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اور احوال سنا ان کو ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا جب داخل ہوئے اس کے گھروں میں بولے سلام آخر آیت تک لاتوجل لاتخف یعنی لاتوجل کے معنی ہیں نہ خوف کر۔

فائدہ: اور ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا قصہ ابو حاتم نے مفصل بیان کیا ہے اور اس میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے تلا

ہوا بچھڑا ان کے آگے رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہم کھانا نہیں کھاتے مگر قیمت سے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اس کے واسطے قیمت ہے انہوں نے کہا کہ اس کی کیا قیمت ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اس کے اول میں بسم اللہ اور اس کے آخر میں الحمد للہ کہنا تو جبرائیل علیہ السلام نے میکائیل علیہ السلام کی طرف نظر کی پس کہا کہ لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنا جانی دوست ٹھہرائے پھر جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ کھاتے نہیں تو ان سے گھبرایا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ فرشتے چار تھے جبرائیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام اور رفائیل علیہ السلام اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے بچھڑے پر اپنا پر مارا تو وہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی ماں کے ساتھ جا ملا۔ (فتح)

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ رَبِّ أَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى﴾ الْأَيَةَ.

اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے کہ اے رب دکھا مجھ کو کیسے زندہ کرے گا تو مردے

٣١٢١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ إِذْ قَالَ ﴿رَبِّ أَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ﴾ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِيْ إِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ.

٣١٢١ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم زیادہ تر شک کرنے کے لائق ہیں ابراہیم علیہ السلام سے جبکہ کہا کہ اے رب مجھ کو دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تجھ اس کا یقین نہیں ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ کیوں نہیں لیکن یہ تمنا اس واسطے ہے کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے اور اللہ رحم کرے لوط علیہ السلام پر کہ اس نے آرزو کی تھی کہ مضبوط مکان میں پناہ پکڑے اور اگر مجھ کو قید خانے میں دیر لگتی بقدر یوسف علیہ السلام کے تو میں بلانے والے کی بات مان لیتا یعنی اپنی براءت نہ چاہتا اس کے ساتھ چلا جاتا۔

فائدہ: اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ مراد کے ساتھ شک کے اس جگہ سو بعضوں نے تو اس کو ظاہر پر حمل کیا ہے اور کہا کہ یہ پیغمبر ہونے سے پہلے تھا اور طبری نے کہا کہ سبب حصول اس کے کا وسوسہ شیطان کا ہے لیکن اس نے قرار نہیں پکڑا اور انہیں ہلایا اس نے ایمان ثابت کو اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام ایک گدھے کے مراد پر آئے جس کو درندے اور پرندے کھاتے تھے پس تعجب کیا انہوں نے اور کہا کہ اے رب ہم کو یقین ہے کہ تو ہم کو جمع کرے گا لیکن مجھ کو دکھلا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے اور بعض لوگ اس کی تاویل کرتے ہیں پس روایت کی طبری وغیرہ نے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل یعنی دوست بنایا تو ملک الموت نے اجازت چاہی اللہ تعالیٰ سے کہ

ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری سنا دے پس اجازت دی واسطے اس کے اللہ نے پس ذکر کیا قصہ اس کا ساتھ اس کے بیچ کیفیت قبض کرے روح مومن اور کافر کے تو ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے کہ اے میرے رب دکھا مجھ کو کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے تا کہ مجھ کو یقین ہو کہ میں تیرا دوست ہوں یعنی یقین سے مراد خلیل ہونے کا یقین ہے تا کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے کہ میں تیرا خلیل ہوں اور عکرمہ سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ تا کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے اس کا کہ کافر جانتے ہیں کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ قدرت دی مجھ کو مردوں کے زندہ کرنے پر پس ادب کیا سوال میں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ زندہ کر مردے کو میرے ہاتھ پر اور بعض کہتے ہیں کہ مراد قلب سے ایک مرد صالح ہے جو اس کے ساتھ رہتا تھا اور یہ تاویل کسی بے علم نے کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مردوں سے دلوں کا زندہ کرنا ہے اور یہ تاویل بھی نہایت بعید تر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اطمینان نفس کا ہے ساتھ کثرت دلیلوں کے اور بعض کہتے ہیں کہ محبت مراجعت کے سوال ہیں پھر اختلاف ہے بیچ معنی قول حضرت ﷺ کے کہ ہم ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ تر شک کرنے کے لائق ہیں سو بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ہم اشتیاق میں زیادہ تر ہیں طرف دیکھنے اس کے ابراہیم علیہ السلام سے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ہم کو تو مردہ زندہ ہونے میں کچھ شک نہیں تو ابراہیم علیہ السلام کو بطریق اولی نہ تھا یعنی اگر شک پیغمبروں کی طرف راہ پاتی تو البتہ تھا میں لائق تر ساتھ اس کے ان سے لیکن تم جانتے ہو کہ مجھ کو تو کچھ شک نہیں پر جان رکھو کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی شک نہیں کیا اور یہ حضرت ﷺ نے تواضع کی رو سے کہا یا پہلے اس سے کہ معلوم کرائے آپ کو اللہ کہ آپ ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سبب اس حدیث کا یہ ہے کہ بعض لوگوں نے کہا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام نے شک کیا اور بعضوں نے کہا کہ شک نہیں کیا تب آپ نے یہ حدیث فرمائی بعض کہتے ہیں کہ مراد آپ کے اپنی قول نحن سے اپنی امت جس پر شک جائز ہے اور نکالنا حضرت ﷺ کا اس سے ساتھ دلالت عصمت کے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ یہ چیز جس کو تم دیکھتے ہو کہ اس نے شک کیا میں اولی ہوں ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ شک نہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ طلب ہے واسطے زیادہ بیان کے اور ابن عطیہ نے کہا کہ لیکن یہ حدیث پس مبنی ہے اوپر نفی شک کے اور مراد ساتھ شک کے اس میں خطرات ہیں جو دل میں آتے ہیں اور ثابت نہیں رہتے اور اوپر شک اصطلاحی اور وہ توقف ہے درمیان دو امروں کے بغیر زیادتی ایک کے دوسرے پر تو وہ نفی کیا گیا ہے ابراہیم علیہ السلام سے قطعاً اس واسطے کہ بعید ہے وقوع اس کا اس شخص سے جس کے دل میں ایمان پکا ہے پس کیونکر ہو سکتا ہے اس شخص سے جو پیغمبر ہوا اور نیز پس سوال جب واقع ہوا ساتھ کیف کے تو دلالت کرتا ہے اوپر حال شے موجود کے جو مقرر ہے نزدیک سائل اور مسئول کے جیسے کہ تو کہتا ہے کیف علم فلان پس کیف آیت میں سوال ہے ہیئت زندہ کرنے کے سے نہ نفس احیاء سے پس تحقیق وہ ثابت مقرر ہے اور ابن جوزی نے کہا کہ ہوئے حضرت ﷺ لائق تر ابراہیم علیہ السلام سے واسطے اس چیز کے کہ مشقت

پائی حضرت ﷺ نے اپنی قوم کی تکذیب سے اور ردان کے سے اوپر اس کے تعجب کرنے ان کے سے امر جی اٹھنے کے سے پس فرمایا کہ میں لائق ہوں کہ یہ سوال کرو جو ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا واسطے عظیم ہونے اس چیز کے کہ جاری ہوتی ہے واسطے میرے ساتھ قوم اپنی کے جو قیامت اور زندہ کرنے مردوں کے منکر ہیں لیکن میں اس کا سوال نہیں کرتا اور عیاض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے شک نہیں کیا اس میں کہ اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے لیکن ارادہ کیا اس نے اطمینان دل کا اور ترک جھگڑے کو واسطے مشاہدے احیاء کے پس حاصل ہوا واسطے اس کے علم الیقین سے طرف عین الیقین کے اور یہ جو کہا کہ میں قید خانے سے نکلنے میں جلدی کرتا تو یہ آپ نے بطور تواضع کے کہا اور تواضع کے بڑے درجے کو پست نہیں کرتی بلکہ زیادہ کرتی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰي ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيْلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ یاد کر کتاب میں اسمٰعیل علیہ السلام کو کہ وہ وعدے کے پکے اور سچے تھے۔

٣١٢٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَفَرٍ مِّنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوْا بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ارْمُوْا وَأَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِأَيْدِيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ لَا تَرْمُوْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرْمِيْ وَأَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ ارْمُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ.

٣١٢٢ - سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گزرے حضرت ﷺ بنی اسلم کی ایک قوم پر جو آپس میں تیر اندازی کرتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیر اندازی کرو اے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد! یعنی اے عرب پس تحقیق باپ تمہارے یعنی اسمٰعیل علیہ السلام تھے تیر انداز اور میں فلانے کی اولاد کے ساتھ ہوں یعنی تم دونوں فریق سے میں ایک کے ساتھ ہوں تو دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ بند کیے یعنی جن کے ساتھ حضرت ﷺ تھے ان کے مقابل میں جو تھے وہ تیر اندازی سے رک گئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہے واسطے تمہارے کہ تیر اندازی نہیں کرتے تو انہوں کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم کس طرح تیر اندازی کریں اور حالانکہ آپ ﷺ ان کے ساتھ ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیر اندازی کرو اور میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور دلیل پکڑی ہے ساتھ اس کے بخاری رحمہ اللہ نے اس پر میں اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں کما سیاتی۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِيهِ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں قصے اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کے باب میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ جب ہاجرہ رضی اللہ عنہا اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ حاملہ ہوئیں تو سارہ کو غیرت آئی پس حاملہ ہوئیں ساتھ اسحاق کے تو دونوں نے ان کو ایک وقت میں جنا پس جوان ہوئے دونوں لڑکے اور بعض اہل کتاب سے اس کا خلاف منقول ہے اور یہ کہ ان کی پیدائش کے درمیان تیرہ برس کا فاصلہ ہے اور پہلی بات اولیٰ ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ﴾ الْأٰيَةَ.

یہ باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا تم تھے حاضر جس وقت پہنچی یعقوب کو موت جب کہا اس نے اپنے بیٹوں کو آخر آیت تک۔

۳۱۲۳ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَكْرَمُهُمْ أَتْقَاهُمْ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا.

۳۱۲۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے بزرگ تر لوگوں میں فرمایا ان میں زیادہ تر ڈرنے والا اللہ سے ان میں بزرگ تر ہے تو لوگوں نے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں پوچھتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس بزرگ تر لوگوں میں یوسف پیغمبر علیہ السلام پیغمبر کا بیٹا پیغمبر کا پوتا خلیل کا پڑوتا لوگوں نے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں پوچھتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو مجھ سے عرب کے خاندانوں کا حال پوچھتے ہو اصحاب نے کہا ہاں فرمایا جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں بہتر اور افضل تھے وہی لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں جس وقت کہ دین میں ہشیار ہو جائیں اور اس میں سمجھ حاصل کریں۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے جہت موافق ہونے حدیث کے سے آیت کو ہے بیچ سیاق نسب یوسف علیہ السلام کے پس تحقیق آیت بغل گیر ہے اس بات کو کہ خطاب کیا یعقوب نے اپنی اولاد کو نزدیک مرنے اپنے کے واسطے رغبت دلانے ان کے کے اوپر ثابت رہنے کے اسلام پر یعنی اسلام پر ثابت رہنا اور اس کی اولاد نے کہا کہ وہ عبادت کریں گے اس کے معبود کی اور اس کے باپ دادوں کے معبود کی اور یعقوب کی اولاد سے ایک یوسف علیہ السلام بھی

ہیں پس نص کی حدیث نے اوپر نسب یوسف علیہ السلام کے اور یہ کہ وہ یعقوب کا بیٹا اور اسحاق کا پوتا اور ابراہیم علیہ السلام کا پڑوتا ہے اور یہ کہ یہ چاروں پیغمبر ہیں اور پہلا جواب جہت شرافت کے سے ہے ساتھ نیک عملوں کے اور دوسرا جہت شرافت نسب صالح کے سے ہے اور کہانون عرب کے سے یعنی ان کے اصلون سے جن کی طرف وہ منسوب ہے اور جن کے ساتھ فخر کرتے ہیں اور تشبیہ دی ان کو ساتھ خاندانوں کے واسطے ہونے ان کے کے ظرف شرافت کے جیسے کہ کانیں طرف ہیں واسطے جواہر کے پھر یہ نسبت چار قسم ہے پس تحقیق افضل وہ ہے جس میں جاہلیت اور اسلام دونوں کی شرافت جمع ہو اور تھی شرافت ان کی جاہلیت میں ساتھ خصال محمودہ کے جہت ملائمت طبع کے سے اور نفرت اس کی سے خاص کر ساتھ منسوب ہونے کے طرف دادوں کی جو موصوف ہیں ساتھ اس کے پھر شرافت اسلام ہیں ساتھ خصال محمودہ کے شرعا پھر بلند تر مرتبے میں وہ شخص ہے جو اس کے ساتھ تفقه في الدين کو جوڑے اور اس کے مقابل وہ شخص ہے جو جاہلیت میں مشروف ادنی ہو اور بدستور رہا مشروف اسلام میں پس یہ ادنی مرتبہ ہے اور تیسرے قسم وہ ہے جو اسلام میں شریف ہیں اور دین میں بوجہ حاصل کے اور نہ تھا شریف جاہلیت میں اور اس سے کم ہے جو اس طرح ہو لیکن دین میں ہوشیار نہ ہو اور چوتھی قسم وہ ہے جو جاہلیت میں شریف ہو پھر اسلام میں مشروف ہو اپس یہ قسم اپنے پہلے قسم سے کم ہے پھر اگر دین میں ہوشیار ہو تو وہ اعلی رتبہ ہے شریف جاہل سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَلُوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوْا أَخْرِجُوْا آلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِيْنَ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور بھیجا ہم نے لوط علیہ السلام کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی فساء مطر المنذرین تک۔

فائدہ: حضرت علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں اور تحقیق بیان کیا ہے اللہ نے قصہ اس کا ساتھ قوم اپنی کے سورۂ اعراف میں اور ہود میں اور شعراء میں اور نمل وغیرہ میں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ انہوں نے اغلام یعنی لونڈے بازی نکالی تھی لڑکوں سے بدفعلی کرتے تھے پس بلایا ان کو لوط علیہ السلام نے صرف توحید کے اور باز رہنے کے بے حیائی سے پس اصرار کیا انہوں نے اوپر اس کے اور ان میں سے کوئی اس کے ساتھ ایمان نہ لایا اور ان کے شہر کا نام سدوم تھا شام

کے ملک میں پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو بھیجا جبرائیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام کو طرف ابراہیم علیہ السلام کے اور اس کے مہمان بنے پس ہوا جو بیان کیا ہے سورۂ ہود میں پھر متوجہ ہوئے طرف لوط علیہ السلام کے تو خوف کیا لوط علیہ السلام نے ان پر اپنی قوم سے اور چاہا کہ ان کی خبر ان سے پوشیدہ کرے تو چغلی کھائی ان پر اس کی بیوی نے تو اس کی قوم کے لوگ آئے اور اس کو جھڑکا ان کے خبر کے چھپانے پر اور گمان کیا انہوں نے کہ وہ اس پر ظفر یاب ہوئے پس ہلاک کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھ سے تو الٹ دیا جبرائیل علیہ السلام نے ان کے شہر کو بعد اس کے کہ نکلا ان میں سے لوط علیہ السلام ساتھ اپنے گھر والوں کے مگر عورت اس کی پس تحقیق وہ پیچھے رہی ساتھ قوم اپنی کے پس الٹ دیا جبرائیل علیہ السلام نے ان کے شہر کو ساتھ کنارے اپنے بازو کے پس ہو گئے وہ شہر اوپر نیچے اور ہو گئے ان کے مکان دریا کر بودار کہ نہ فائدہ اٹھایا جائے ساتھ پانی اس کے اور نہ ساتھ اس چیز کے کہ اس کے گرد ہے۔ (فتح)

٣١٢٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلُوْطٍ إِنْ كَانَ لَيَأْوِىْ إِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ.

٣١٢٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ مغفرت کرے لوط علیہ السلام کو کہ تحقیق وہ البتہ پناہ پکڑتا تھا مضبوط مکان میں۔

فائدہ: یعنی طرف اللہ کے یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿لو ان لی بکم قوة اذ آوی الی رکن شدید﴾ اور کہتے ہیں کہ لوط علیہ السلام کی قوم میں کوئی اس کا قریبی نہ تھا اور نسب میں کوئی ان میں سے اس کے ساتھ نہ ملتا تھا اس واسطے کہ وہ سدوم سے تھے اور ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی اصل عراق سے تھی پھر جب ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی تو لوط علیہ السلام نے بھی ان کے ساتھ ہجرت کی پھر پیغمبر کر کے بھیجا اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو طرف اہل سدوم کی پس کہا لوط علیہ السلام نے کہ اگر میرے واسطے برادری ہوتی تو میں ان سے مدد لیتا تا کہ دفع کرتے میرے مہمانوں سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَلَمَّا جَآءَ آلَ لُوْطٍ الْمُرْسَلُوْنَ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ﴾ فَأَنْكَرَهُمْ وَ ﴿نَكِرَهُمْ﴾ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ ﴿يُهْرَعُوْنَ﴾ يُسْرِعُوْنَ دَابِرٌ آخِرٌ.

باب ہے اس بیان میں کہ پس جب آئے لوط علیہ السلام کے پاس وہ بھیجے ہوئے کہا اس نے کہ بیشک تم لوگ اوپرے ہو یعنی لوط علیہ السلام نے ان کو اجنبی پایا انکرھم ونکرھم واستنکرھم تینوں لفظوں کے معنی ایک ہیں یُهْرَعُوْنَ کے معنی ہیں دوڑتے دابر کے معنی ہیں آخر۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ان دابر ھو لاء، یعنی آخر ان کا۔

صَيْحَةٌ هَلَكَةٌ ﴿لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ لِلنَّاظِرِيْنَ

صَيْحَةٌ کے معنی ہلاک کے ہیں۔ مُتَوَسِّمِيْنَ کے معنی ہیں دیکھنے والے

فائدہ: وہ تفسیر اس آیت کی ہے ان كانت الا صيحة واحدة اور میں نہیں پہچانتا وجہ داخل ہونے اس کے کی اس جگہ لیکن شاید اس نے اشارہ کیا ہو طرف اس آیت کے فاخذتهم الصيحة مشرقين۔ متوسمین سے مراد اس آیت کی تفسیر ہے ان في ذلك لايات للمتوسمين ای متفکرین یعنی واسطے فکر کرنے والوں کے۔

﴿لَبِسَبِيْلٍ﴾ لَبِطَرِيْقٍ.

لَبِسَبِيْلٍ کے معنی ہیں طریق یعنی راہ

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے وانها لبسبيل مقيم۔

﴿بِرُكْنِهِ﴾ بِمَنْ مَّعَهُ لِأَنَّهُمْ قُوَّتُهُ

بر کنه کے معنی وہ لوگ ہیں کہ اس کے ساتھ ہوں اس واسطے کہ وہ اس کی قوت تھے

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے فتولى بركنه۔ یہ آیت فرعون کے حق میں ہے اس کو لوط علیہ السلام کے قصے سے کچھ تعلق نہیں یا بطور استطراد کے اس کو ذکر کیا ہے پس تحقیق وہ متعلق ہے ساتھ قوم لوط علیہ السلام کے۔ کیا ہے واسطے قول اس کے لوط علیہ السلام کے قصے میں آوى الى ركن شديد۔ (فتح)

﴿تَرْكَنُوْا﴾ تَمِيْلُوْا

تَرْكَنُوْا کے معنی ہیں جھکو تم

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ولا تركنوا الى الذين ظلموا۔

٣١٢٥ ۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾.

٣١٢٥۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پڑھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔

فائدہ: یہ کلمہ سورۂ قمر میں لوط علیہ السلام کے قصے میں واقع ہوا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَإِلٰى ثَمُوْدَ أَخَاهُمْ صَالِحًا﴾ ﴿كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ اَلْحِجْرُ مَوْضِعُ ثَمُوْدَ.

یعنی بیان میں اس آیت کے کہ بھیجا ہم نے طرف قوم ثمود کے ان کے بھائی صالح کو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حجر والوں نے مرسلوں کو۔

فائدہ: حجر ثمود کی جگہ کا نام ہے اور وہ تبوک اور شام کے درمیان واقع ہے۔

وَأَمَّا ﴿حَرْثٌ حِجْرٌ﴾ حَرَامٌ

حرث کے معنی حرام ہیں

فائدہ: یہ تفسیر ہے اس آیت کی وقالوا هذه انعام وحرث حجرای حرام۔ اور اسی قبیل سے ہے یہ آیت ویقولون حجرا محجورا یعنی یہاں بھی حجر محجور کے معنی منع کی گئی چیز میں۔

وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهُوَ حِجْرٌ مَّحْجُورٌ وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهُ وَمَا حَجَرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيْمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِّنْ مَّحْطُوْمٍ مِّثْلُ قَتِيْلٍ مِّنْ مَّقْتُوْلٍ.

یعنی جو چیز کہ منع کی گئی ہو اس کو بھی حجر کہتے ہیں۔ اور حجر ہر بناء ہے کہ تو اس کو بنا کرے اور وہ چیز کہ احاطہ کرے تو اس کو زمین کے ساتھ بناء کے پس وہ حجر ہے اور اسی قبیل سے نام رکھا گیا ہے حطیم کعبے کا حجر یعنی اس واسطے کہ وہ احاطہ کیے گئے ہے یا منع کیے گئے ہے گویا کہ وہ مشتق ہے محطوم سے مثل قتیل اور مقتول کے یعنی فعل ساتھ مفعول کے ہے۔

فائدہ: یہ قول ابو عبیدہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام حطیم اس واسطے رکھا گیا کہ وہ خانے کعبے سے نکالے گئے ہے۔

وَيُقَالُ لِلْأُنْثٰى مِنَ الْخَيْلِ الْحِجْرُ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَّحِجًى

اور کہا جاتا ہے واسطے گھوڑی کے حجر ہے اور کہا جاتا ہے واسطے عقل کے حجر اور حجی

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے۔

وَأَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ

اور لیکن حجر یمامہ کا پس وہ نام ہے جگہ ثمود کا

فائدہ: اس کا ذکر بطور استطراد کے ہے نہیں تو وہ ایک شہر ہے مشہور درمیان حجاز اور یمن کے۔

۳۱۲۶ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الَّذِيْ عَقَرَ النَّاقَةَ قَالَ انْتَدَبَ لَهَا رَجُلٌ ذُوْ عِزٍّ وَمَنَعَةٍ فِيْ قَوْمِهٖ كَأَبِيْ زَمْعَةَ.

۳۱۲۶ ۔ عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی سو فرمایا کہ قبول فرمایا مار ڈالنا اونٹنی کا ایک مرد نے جو اپنی قوم میں صاحب عزت کا اور قوت کا تھا مانند ابی زمعہ کے۔

فائدہ: اور اس کا نام قدار بن سالف تھا اور ابن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ سبب مارنے اس کے کا اونٹنی کو یہ تھا کہ جب انہوں نے درخواست کر کے اس کو صالح علیہ السلام سے لیا بعد اس کے کہ اس کی وصف میں زیادتی کی تو نکالی اللہ

نے واسطے ان کے اونٹنی پتھر سے ساتھ صفت مطلوب کے سو بعض ایمان لائے اور بعض کافر ہوئے اور اتفاق کیا سب نے اس پر کہ چھوڑیں اونٹنی کو چرے جس جگہ چاہے اور ایک دن پانی پر آتی تھی اور ایک دن نہ آتی تھی اور جس دن کنوئیں پر آتی تھی تو کنوئیں کا سارا پانی پی جاتی تھی اور اپنی بار کے دن آئندہ دن واسطے پانی بھر لیتی تھی پھر ان کو اس میں تنگی ہوئی تو مشورہ کیا نو آدمیوں نے جن میں قدار مذکور تھا تو اس نے اونٹنی کو مار ڈالا تھا سو یہ خبر صالح علیہ السلام کو پہنچی تو ان کو بتلا دیا کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب اترے گا تو مطابق اس کے واقع ہوا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی باری کے دن اونٹنی پانی پر آتی تھی اور سب پانی پی جاتی تھی اور جتنا پانی پی تھی اتنا ہی اس کا دودھ دوہتے تھے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ (فتح)

٣١٢٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنٍ أَبُو الْحَسَنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ بْنِ حَيَّانَ أَبُوْ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ أَمَرَهُمْ أَنْ لَّا يَشْرَبُوْا مِنْ بِئْرِهَا وَلَا يَسْتَقُوْا مِنْهَا فَقَالُوْا قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّطْرَحُوْا ذٰلِكَ الْعَجِيْنَ وَيُهَرِيْقُوْا ذٰلِكَ الْمَآءَ وَيُرْوٰى عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ وَّأَبِي الشُّمُوْسِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِلْقَاءِ الطَّعَامِ وَقَالَ أَبُوْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اعْتَجَنَ بِمَآئِهٖ.

٣١٢٧ ـ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ تبوک میں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجر یعنی قوم ثمود کی جگہ میں اترے تو اصحاب کو حکم کیا کہ حجر کے کنوئیں ک پانی نہ پینا اور نہ اس سے مشکوں میں اٹھانا تو اصحاب نے کہا کہ ہم نے اس سے آٹا گوندھا اور مشکوں میں پانی اٹھایا ہے تو حکم کیا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ آٹا پھینک دیں اور پانی بہادیں ۔ اور سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ڈالنے کھانے کے اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اٹا گوندھا ہو۔

فائدہ: بہر حال حدیث سبرہ کی پس وہ طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا جبکہ حجر سے نکلے کہ جس نے اس پانی سے آٹا گوندھا ہو یا حیس بنایا ہو تو چاہیے کہ اس کو ڈال دے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے کہ جنگ تبوک میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک میدان میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ تم میدان ملعون میں ہو پس جلد نکل چلو یہاں سے اور فرمایا کہ جس نے آٹا گوندھا ہو تو چاہیے کہ اس کو گرا دے۔ (فتح)

٣١٢٨ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا

٣١٢٨ ـ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک لوگ اترے

أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّاسَ نَزَلُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضَ ثَمُوْدَ الْحِجْرَ فَاسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا وَاعْتَجَنُوْا بِهٖ فَأَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُهَرِيْقُوْا مَا اسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا وَأَنْ يَعْلِفُوا الْإِبِلَ الْعَجِيْنَ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَقُوْا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ كَانَتْ تَرِدُهَا النَّاقَةُ تَابَعَهُ أُسَامَةُ عَنْ نَافِعٍ.

ساتھ حضرت ﷺ کے ثمود کی زمین میں کہ حجر ہے اور لیا انہوں نے پانی اس کے کنوئیں سے اور آٹا گوندھا ساتھ اس کے اور حکم ان کو حضرت ﷺ نے یہ کہ گرا دیں جو پانی کہ لیا ہے انہوں نے اس کے کنوؤں سے اور کھلا دے آٹا اونٹوں کو اور حکم کیا ان کو یہ کہ لیں پانی اس کنوئیں سے جس سے اونٹنی پانی پیتی تھی۔

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ یہ کنواں اونٹنی والا حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکروہ ہے پانی لینا ثمود کے کنوؤں سے اور ملحق ہیں ساتھ ان کے وہ کنوئیں اور نہریں جو تھیں واسطے ان لوگوں کے جو ہلاک ہوئے ساتھ عذاب کرنے اللہ کے اوپر کفران کے اور اس میں اختلاف ہے کہ کراہت مذکورہ واسطے تنزیہ کے ہے یا تحریم کے اور تحریم پر کیا منع ہے صحت پاک ہونے کی اس پانی سے یا نہیں اور اس حدیث کی بحث کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔(فتح)

۳۱۲۹ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ أَنْ يُصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِرِدَآئِهٖ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ.

۳۱۲۹ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ حجر (ثمود کے ملک) میں گزرے تو فرمایا کہ نہ جاؤ ان کے مکان میں جن لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا کہیں تم پر عذاب نہ پڑے جیسا کہ ان پر پڑا مگر وہاں خوف سے روتے جاؤ تو مضائقہ نہیں پھر حضرت ﷺ نے اپنی چادر سے اپنا سر منہ ڈھانکا اور آپ اونٹ کے پلان پر تھے۔

فائدہ: اور یہ شامل ہے ثمود کی جگہوں کو اور ان کے سوا ان کی جگہوں کو جو ان کی طرح ہیں اگرچہ سبب ان میں وارد ہوا ہے۔

۳۱۳۰ ۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

۳۱۳۰ ۔ سالم سے روایت ہے کہ بیشک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے

وَهْبُ حَدَّثَنَا أَبِي سَمِعْتُ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ.

فرتایا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ جاؤ ان کے مکان میں جن لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا کہیں تم پر عذاب نہ پڑے جیسا کہ ان پر پڑا مگر وہاں خوف سے روتے جاؤ تو مضائقہ نہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ الْآيَةَ

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ کیا حاضر تھے تم اس وقت جب آئی موت یعقوب علیہ السلام کو

فائدہ: یہ باب عنقریب پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن جو حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ بیان کی ہے اس کی سند دوسری ہے پس اتنی ہی اجنبیت کافی ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَنَا عَبْدُالصَّمَدِ ثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو خود بزرگ ہو اس کا باپ بھی بزرگ اس کا دادا بھی بزرگ پردادا بھی بزرگ ہو سو حضرت یوسف علیہ السلام ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑوتے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَإِخْوَتِهِ اٰيَاتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ البتہ یوسف علیہ السلام کے قصے میں اور اس کے بھائیوں کی نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کو۔

فائدہ: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے نام یہ ہیں روبیل اور شمعون اور لادی اور یہودا اور دانی اور نفتالی وکاد واشیر والسیاجر ورایلون وبنیامین اور یہی ہیں اسباب جو قرآن میں مذکور ہیں اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے بیچ ان کے پس بعض کہتے ہیں کہ وہ پیغمبر تھے اور کہا جاتا ہے کہ ان میں کوئی پیغمبر نہ تھا اور سوائے اس کے نہیں کہ مراد ساتھ اسباط کے قبائل ہیں بنی اسرائیل سے پس تحقیق ان میں بہت پیغمبر ہوئے ہیں۔ (فتح)

٣١٣١ ـ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ

٣١٣١۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کون ہے بزرگ لوگوں میں فرمایا ان میں زیادہ

سَعِيْدُ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَّعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِي النَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوْا حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

ڈرنے والا اللہ سے بزرگ تر ہے یعنی شرافت دین سب سے افضل ہے اور مقدم ہے اور اصحاب نے کہا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پس بزرگ تر لوگوں میں حضرت یوسف علیہ السلام ہیں خود پیغمبر پیغمبر کے بیٹے پیغمبر کے پوتے خلیل اللہ کے پڑوتے اصحاب نے کہا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ سے عرب کے خاندانوں کا حال پوچھتے ہو آدمیوں کا حال کھانوں کا سا ہے جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں افضل تھا وہ اسلام میں بھی افضل ہیں جبکہ دین میں ہوشیار ہو جائیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ابھی گزر چکی ہے۔

۳۱۳۲ - حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا مُرِيْ أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَالَتْ إِنَّهُ رَجُلٌ أَسِيْفٌ مَّتٰى يَقُمْ مَقَامَكَ رَقَّ فَعَادَ فَعَادَتْ قَالَ شُعْبَةُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ.

۳۱۳۲ - عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ کہہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہ لوگوں کو نماز پڑھا اے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل مرد ہے اگر حضرت ﷺ کے مقام پر نماز پڑھانے کھڑا ہوگا تو رونے لگے گا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا اور پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی کہا شعبہ کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تیسری بار یا چوتھی بار میں کہ تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کیوں خلاف نماز کرتی ہو کہو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

فائدہ: یہ پوری حدیث ساتھ شرح اپنی کے امامت کے باب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے آپ کا یہ قول ہے کہ تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو اور تحقیق گزر چکا ہے ذکر مناسبت اس کی کا اس جگہ اور تحقیق بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قصہ یوسف علیہ السلام کا دراز ایک سورت میں کہ اس میں اس کے سوا اور کوئی قصہ ذکر نہیں کیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ رحم کرے یوسف علیہ السلام پر کہ اگر یہ کلمہ نہ کہتا کہ یاد کر مجھ کو اپنے رب کے پاس تو قید

خانے میں اتنا نہ ٹھہرتا۔ (فتح)

٣١٣٣ ـ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسَى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ كَذَا فَقَالَ مِثْلَهُ فَقَالَتْ مِثْلَهُ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ فَأَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ رَجُلٌ رَّقِيْقٌ.

۳۱۳۳۔ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے یعنی مرض الموت سے فرمایا کہ کہو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بیشک ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسا مرد ہے یعنی نرم دل ہے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مانند اس کے سو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے مانند اس کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سو بیشک تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو تو امامت کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں۔

فائدہ: یہ حدیث بھی پہلے گزر چکی ہے۔

٣١٣٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

۳۱۳۴۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی دعا کی الٰہی نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو الٰہی نجات دے سلمہ بن ہشام کو الٰہی نجات دے ولید بن ولید کو الٰہی نجات دے مکے کے دبے ہوئے بے زور مسلمانوں کو الٰہی اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر الٰہی اپنا سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت قحط پڑا تھا اور مراد یوسف علیہ السلام کے قحط کے سالوں سے وہ سال ہے جن کو اللہ نے قرآن میں بیان کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے زمانے میں سات سال قحط پڑا تھا اور کہتے ہیں نام اس بادشاہ کا جس نے خواب دیکھی تھی، ریان تھا۔ (فتح)

٣١٣٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ هُوَ ابْنُ أَخِيْ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَآءَ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَّقَدْ كَانَ يَأْوِيْ إِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَّلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ أَتَانِي الدَّاعِيْ لَأَجَبْتُهُ.

٣١٣٥ ۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ رحم کرے لوط علیہ السلام پر کہ اس نے آرزو کی تھی کہ مضبوط مکان میں پناہ پکڑے اور اگر مجھ کو قید خانے میں دیر لگتی بقدر درازی اوپر یوسف علیہ السلام کے تو میں بلانے والی کی بات مان لیتا۔

فائدہ: یہ حدیث بھی پہلے گزر چکی ہے۔

٣١٣٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ رُوْمَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ عَمَّا قِيْلَ فِيْهَا مَا قِيْلَ قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ عَائِشَةَ جَالِسَتَانِ إِذْ وَلَجَتْ عَلَيْنَا امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَهِيَ تَقُوْلُ فَعَلَ اللّٰهُ بِفُلَانٍ وَّفَعَلَ قَالَتْ فَقُلْتُ لِمَ قَالَتْ إِنَّهُ نَمٰى ذِكْرَ الْحَدِيْثِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَيُّ حَدِيْثٍ فَأَخْبَرَتْهَا قَالَتْ فَسَمِعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا فَمَا أَفَاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمّٰى بِنَافِضٍ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِهٰذِهٖ قُلْتُ حُمّٰى أَخَذَتْهَا مِنْ أَجْلِ حَدِيْثٍ تُحُدِّثَ بِهٖ فَقَعَدَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا

٣١٣٦ ۔مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے ام رومان کو اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہے اس چیز سے کہ کہی گئی ام رومان نے کہا کہ جس حالت میں کہ میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں بیٹھی تھیں کہ اچانک ایک انصاری عورت ہمارے اندر آئی اور وہ کہتی کہ اللہ فلانے کو ہلاک کرے اور ہلاک کیا تو میں کہا کہ کیوں بدعا کرتی ہے اس نے کہا کہ اس نے بات زیادہ کی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس نے کس بات کو زیادہ کیا ہے تو اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی ساتھ قول طوفان باندھنے والوں کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا اس بات کو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت ﷺ نے بھی سنا ہے اس نے کہا کہ ہاں تو عائشہ رضی اللہ عنہا بیہوش ہو کر گر پڑیں سو نہ ہوش میں آئیں مگر کہ ان پر لرزے کا بخار تھا پھر حضرت ﷺ تشریف لائے سو فرمایا کہ اس کا کیا حال ہے میں نے کہا کہ اس کو بخار نے پکڑا ہے ایک بات کے سبب سے کہ بیان کی گئی ساتھ اس کے پس عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی اور کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر میں قسم کھاؤں کہ

تُصَدِّقُوْنِيْ وَلَئِنِ اعْتَذَرْتُ لَا تَعْذِرُوْنِيْ فَمَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ يَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ فَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ مَا أَنْزَلَ فَأَخْبَرَهَا فَقَالَتْ بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ.

میں اس سے پاک ہوں تو آپ مجھ پر سچا نہ جانیں گے اور اگر میں عذر کروں تو میرا عذر قبول نہ کرو گے سو مثل میری اور تمہاری حضرت یعقوب اور ان کے بیٹوں کی مثل ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ مددگار ہے سو حضرت ﷺ پھرے پھر اتارا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کہ اتارا یعنی براءت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سو حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ نعمت مقرون ہے ساتھ حمد اللہ کے نہ ساتھ حمد کسی کے یعنی میں اللہ کا شکر کرتی ہوں نہ کسی اور کا۔

۳۱۳۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتِ قَوْلَهُ ﴿حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا﴾ أَوْ ﴿كُذِبُوْا﴾ قَالَتْ بَلْ كَذَّبَهُمْ قَوْمُهُمْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ وَمَا هُوَ بِالظَّنِّ فَقَالَتْ يَا عُرَيَّةُ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا بِذٰلِكَ قُلْتُ فَلَعَلَّهَا أَوْ ﴿كُذِبُوْا﴾ قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا وَأَمَّا هٰذِهِ الْآيَةُ قَالَتْ هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوْهُمْ وَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَتْ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنُّوْا أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ﴿اسْتَيْأَسُوْا﴾ اسْتَفْعَلُوْا

۳۱۳۷۔ عروہ سے روایت ہے کہ ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ بھلا بتلاؤ تو اس آیت میں کہ جب ناامید ہوئے رسول اور گمان کیا ان کی قوم نے کہ ان سے جھوٹا وعدہ کیا گیا کذبوا ہے ساتھ تخفیف ذال کے یا کذبوا ساتھ تشدید ذال کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بلکہ جھٹلایا ان کو ان کی قوم نے یعنی کذبوا تشدید ذال کے ساتھ ہے سو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ ان کو یقین تھا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا ہے اور نہیں وہ خیال اور گمان یعنی پس ان کی طرف گمان کو کیوں نسبت کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے عروہ البتہ ان کو یقین تھا یعنی ظن کے معنی یہاں یقین کے ہیں میں نے کہا کہ شاید کذبوا ہو ساتھ تخفیف ذال کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی پناہ کہ رسولوں کو اپنے رب کے ساتھ یہ گمان نہ تھا اور اپر یہ آیت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہی کہ رسولوں تابعدار ہیں جو اپنے رب کے ساتھ ایمان لائے اور رسولوں کو سچا جانا اور لمبی ہوئی ان پر آزمائش الٰہی اور تاخیر ہوئی ان سے مدد یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے پیغمبر اپنی قوم کے جھٹلانے والوں کے ایمان سے اور گمان کیا انہوں نے کہ ان کے تابعداروں نے ان کو جھٹلایا

مِنْ يَئِسْتُ ﴿مِنْهُ﴾ مِنْ يُوْسُفَ ﴿لَا تَيْأَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ﴾ مَعْنَاهُ الرَّجَآءُ.

تو پہنچی ان کو مدد اللہ کی۔ استیأسوا باب استفعال سے ہے۔ اسیتاسوا مشتق ہے مئسیت سے اور منہ ضمیر یوسف علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے یعنی ناامید ہوئے یوسف سے۔ آیت ولا تیاسوا من روح الله کے معنی ہیں امید سے یعنی روح کے معنی امید ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ یوسف کی تفسیر میں آئے گی۔ مراد تفسیر اس آیت کی ہے فلما استیاسوا منه خلصوا نجیا۔ اور قتادہ سے روایت ہے کہ روح کے معنی رحمت ہیں اور مطابقت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے واقع ہونا اس آیت کا ہے بیچ سورۂ یوسف کے اور داخل ہونا یوسف کا بیچ عموم اس آیت کے وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحی الیهم اور تھا مکان ان کا قید خانے میں یہ مدت لمبی یہاں تک کہ پہنچی ان کو مدد اللہ کی نزدیک سے بعد ناامیدی کے اس واسطے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اس جوان کو جس کے حق میں ان کو گمان تھا کہ وہ نجات پانے والا ہے یہ کہ بیان کرے قصہ اس کا اور یہ کہ وہ ظلم سے قید ہوا ہے پس نہ ذکر کیا اس نے اس کو مگر بعد سات سال کے اور اس قدر میں حاصل ہوتے ہے ناامیدی عادت میں۔ (فتح)

٣١٣٨ - أَخْبَرَنِيْ عَبْدَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

٣١٣٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خود بزرگ ہو اس کا باپ بھی بزرگ اس کا دادا بھی بزرگ اس کا پڑدادا بھی بزرگ ہو وہ حضرت یوسف علیہ السلام ہے حضرت یعقوب کا بیٹا حضرت اسحاق علیہ السلام کا پوتا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پڑوتا۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٣١٣٩ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ

٣١٣٩۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خود بزرگ ہو اس کا باپ بھی بزرگ اس کا دادا بھی بزرگ پردادا بھی بزرگ ہو سو حضرت یوسف علیہ السلام ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑوتے۔

بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأَيُّوْبَ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب ایوب علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا آخر تک

فائدہ: ابن اسحاق نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ ایوب علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے ہے اور نہیں ثابت ہوا اس کے نسب میں کچھ مگر یہ کہ اس کے باپ کا نام امص ہے اور طبری نے کہا کہ شعیب علیہ السلام کے بعد تھا اور ابن ابی خثیمہ نے کہا کہ سلیمان کے بعد تھا۔

﴿ارْكُضْ﴾ اضْرِبْ ﴿يَرْكُضُوْنَ﴾ يَعْدُوْنَ.

ارکض کے معنی ہیں مار۔ یرکضون کے معنی ہیں یعدون یعنی دوڑتے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ارکض برجلك قتادہ نے کہا کہ مارا اس نے اپنا پاؤں زمین میں تو اچانک دو نہریں جاری ہوئیں تو اس نے ایک سے پانی پیا اور ایک سے غسل کیا۔ (فتح)

۳۱۴۰ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ يَا أَيُّوْبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰى لِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ.

۳۱۴۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں حضرت ایوب علیہ السلام ننگے نہاتے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈی کا جھنڈ گر پڑا تو حضرت ایوب علیہ السلام لپ بھر بھر اپنے کپڑے میں رکھنے لگے تو ان سے ان کے رب نے کہا کہ اے ایوب علیہ السلام کیا میں تم کو مالدار اور اس سونے سے جس کو تو دیکھتا ہے بے پروہ نہیں کر چکا یعنی تو محتاج نہیں کیوں اس کو سمیٹتا ہے حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ کیوں نہیں مجھ کو تیری عزت کی قسم ہے کہ مجھ کو مال کی کچھ پروہ نہیں لیکن تیری برکت اور عنایت کی ہوئی چیز سے مجھ کو بے پرواہی نہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے کہا تو احتمال ہے کہ ہو یہ ساتھ واسطہ کے یا الہام کے یا بغیر واسطہ کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے حرص کرنی اوپر بہت جمع کرنے حلال مال کے اس کے حق میں جس کو اپنے نفس پر شکر کرنے کا یقین ہو اور اس میں ہے نام رکھنا اس مال کا جو اس جہت سے ہو برکت اور اس میں فضیلت ہے مالدار شاکر کی اور استنباط کیا ہے اس سے خطابی نے جواز اخذ نثار کا املاک میں اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے پس کہا کہ وہ ایک چیز ہے کہ خاص کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے اپنے پیغمبر کو اور برخلاف ہے نثار کے پس تحقیق وہ آدمی کے فعل سے

ہے پس مکروہ ہوگا اس واسطے کہ اس میں اسراف ہے اور رد کیا گیا ہے ابن تین پر ساتھ اس کے کہ شارع کی طرف سے اس میں اجازت ہو چکی ہے اور اگر ثابت ہو اس میں حدیث اور استدلال کیا جاتا ہے اس پر ساتھ اس قصے کے اور اللہ خوب جانتا ہے۔

تنبیہ : نہیں ثابت ہوئی نزدیک بخاری کے ایوب علیہ السلام کے قصے میں کوئی چیز پس اکتفا کیا اس نے ساتھ اس حدیث کے جو اس کی شرط پر ہے اور زیادہ ترصحیح ایوب علیہ السلام کے قصے میں وہ چیز ہے جو ابن ابی حاتم وغیرہ نے روایت کی ہے انس سے کہ ایوب علیہ السلام مبتلا ہوئے تو تیرہ برس اپنی آزمائش میں گرفتار رہے پس چھوڑ دیا اس کو قریب اور بعید نے مگر دو مردوں نے اس کے بھائیوں سے کہ وہ صبح شام اس کے پاس آتے تھے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ البتہ ایوب علیہ السلام نے بڑا گناہ کیا ہے نہیں تو یہ بیماری اس سے دور ہو جاتی تو دوسرے نے اس کو ایوب علیہ السلام سے ذکر کیا تو ایوب علیہ السلام کو نہایت رنج ہوا اور اس وقت اللہ سے دعا کی پس نکلا واسطے اپنی حاجت کے اور اس کی عورت نے اس کا ہاتھ پکڑا پھر جب فارغ ہوا تو اس پر اس کی عورت نے دیر کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی کہ اپنا پاؤں مار تو اس نے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو ایک نہر جاری ہوئی تو ایوب علیہ السلام نے اس سے غسل کیا سو پھر اسی حالت میں کہ تندرست تھے پھر ان کی بیوی آئی تو اس نے ایوب علیہ السلام کو نہ پہچانا تو اس نے اس سے ایوب علیہ السلام کا حال پوچھا تو ایوب علیہ السلام نے کہا بے شک وہ میں ہوں واسطے ان کے دو کھیت ایک واسطے گندم کے اور ایک جو کے واسطے تو اللہ تعالیٰ نے بدلی بھیجی تو ان سے گندم کی تھیلی کو سونے سے بھر دیا اور جو کی کھیت کو چاندی سے بھر دیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہشت کا لباس پہنایا تو ان کی عورت نے ان کو نہ پہچانا تو ایوب علیہ السلام نے کہا کہ میں ایوب علیہ السلام ہوں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بیوی کو پھر جوانی دی یہاں تک کہ اس نے چھبیس لڑکے جنے اور ابن اسحاق وغیرہ نے اس کا قصہ بہت لمبا بیان کیا ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ایوب علیہ السلام حوران میں تھے اور ان کا مال اور اولاد بہت تھی تو ہوتے ہوتے ان کا سب مال برباد ہوا اور وہ صبر کرتے تھے اور ثواب چاہتے تھے پھر ان کے بدن میں کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہوئیں یہاں تک کہ شہر سے باہر نکالا گیا پھر چھوڑ دیا ان کو لوگوں نے مگر ان کی عورت ان کے ساتھ رہی تو یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ ان کو مزدوری کر کے کھلاتی تھی یہاں تک کہ اس نے اپنی ایک زلف ایک شریف عورت کے پاس بیچی اور اس کے ساتھ کھانا خرید لائی تو ایوب علیہ السلام نے اس کو قسم دے کر پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے لائی ہے تو اس نے اپنا سر کھول کر دکھلایا تو ایوب علیہ السلام کو سخت رنج ہوا اور اس وقت یہ دعا کی کہ اے میرے رب مجھ کو دکھ پہنچا اور تو نہایت رحم کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دی اور ایک روایت میں ہے کہ شیطان نے ان کی بیوی کو کہا کہ اگر ایوب علیہ السلام بے بسم اللہ کہے کھانا کھائے تو تندرست ہو جائے تو یہ بات اس نے ایوب علیہ السلام

سے کہی تو ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی کہ میں اس کو سو چھڑی ماروں گا پھر جب تندرست ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم کیا کہ ایک شاخ لے جس کی سو ٹہنی ہو تو اس نے اس کو ایک بار وہ شاخ مار دی اور ایوب علیہ السلام کی عمر ترانویں برس کی ہے۔(فتح)

بَابُ ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوْسٰى إِنَّهُ كَانَ مُخْلِصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا وَّنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا﴾ كَلَّمَهُ ﴿وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُوْنَ نَبِيًّا﴾ يُقَالُ لِلْوَاحِدِ وَلِلِاثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ نَجِيٌّ وَّيُقَالُ ﴿خَلَصُوْا نَجِيًّا﴾ اعْتَزَلُوْا نَجِيًّا وَّالْجَمِيْعُ أَنْجِيَةٌ يَّتَنَاجَوْنَ.

باب ہے اس بیان میں کہ یاد کر کتاب میں موسیٰ علیہ السلام کو کہ وہ تھا چنا ہوا اور تھا رسول نجیا تک یقال للواحد والاثنین والجمیع نجی اور کہا جاتا ہے واسطے واحد اور تثنیہ اور جمع کے نجی یعنی نجی کے لفظ واحد اور تثنیہ اور جمع تینوں پر اطلاق کی جاتی ہے ویقال خلصوا نجیا اعتذلوا نجیا یعنی خلصوا کے معنی ہیں اکیلے ہوئے مشورے کو والجمیع انجیة یعنی اور نجی کی جمع انجیة ہے یتناجون یعنی مشورہ کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ اس واسطے لائے ہیں کہ تا تصریح ہوئے معنی جمعیت میں تلقف تنقم یعنی تلقف کے معنی ہیں نگل جاتا اور کھا جاتا۔ مراد تفسیر اس آیت کی ہے فاذا ھی تلقف ما یا فکون۔

٣١٤١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَدِيْجَةَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ إِلٰى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ وَّكَانَ رَجُلًا تَنَصَّرَ يَقْرَأُ الْإِنْجِيْلَ بِالْعَرَبِيَّةِ فَقَالَ وَرَقَةُ مَاذَا تَرٰى فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى وَإِنْ أَدْرَكَنِيْ يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا النَّامُوْسُ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ يُطْلِعُهُ بِمَا يَسْتُرُهُ عَنْ غَيْرِهٖ.

٣١٤١ ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یعنی غار حرا کے قصے میں کہ پھر پھرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرف خدیجہ کے اس حال میں کہ آپ کا دل بے قرار تھا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ کی طرف لے چلیں اور وہ مرد نصرانی ہو گیا تھا پڑھتا تھا انجیل کو عربی میں یعنی سرایانی زبان میں سے اس کا ترجمہ عربی میں کرتا تھا تو ورقہ نے کہا تو کیا دیکھتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی تو ورقہ نے کہا کہ یہ وہ فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا اور اگر میں نے تیری نبوت کا زمانہ پایا تو تیری نہایت مدد کروں گا اور ناموس کے معنی نمرار ہیں جو اطلاع دیتا ہے کسی کو ساتھ اس چیز کے کہ چھپاتا ہے اس کو غیر اس کے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول کتاب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ یہ وہ فرشتہ جو موسیٰ علیہ السلام پر اترا

تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام عمران بن لاہب بن عازر بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام ہے ان کے نسب میں اختلاف نہیں اور ذکر کیا ہے سدی نے اپنی تفسیر میں کہ ابتدا قصے موسیٰ علیہ السلام کی یہ ہے کہ فرعون نے خواب میں دیکھا کہ بیت المقدس سے آگ آئی تو اس نے مصر کے گھر اور قبطیوں کے گھر سب جلا دیے مگر بنی اسرائیل کے نہ جلائے پھر جب فرعون جاگا تو کاہنوں اور جادگروں کو جمع کیا تو انہوں کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ مصر اس کے ہاتھ سے خراب ہوگا پس حکم کیا فرعون نے ساتھ قتل کرنے لڑکوں کے پھر جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ نے ان کی ماں کی طرف وحی کی کہ اس کو دودھ دے پھر جب تو اس پر خوف کرے تو اس کو دریا میں ڈال دے پس وہ اس کو دودھ دیتی رہی پھر جب اس نے اس پر خوف کیا تو اس کو ایک تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا پس بہایا اس کو نیل نے یہاں تک کہ اس کو فرعون کے دروازے پر لا ٹھہرایا تو لونڈیاں اس کو اٹھا کر فرعون کی عورت یعنی آسیہ کے پاس لائیں تو اس نے تابوت کھول کر دیکھا کہ اس میں ایک لڑکا ہے تو وہ اس کو خوش لگا تو اس نے اس کو فرعون سے بخشا لیا اور اس کی پرورش کی یہاں تک کہ ہوا امر اس کے سے جو کچھ کہ ہوا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى إِذْ رَأٰى نَارًا إِلٰى قَوْلِهٖ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ ﴿آنَسْتُ﴾ أَبْصَرْتُ ﴿نَارًا لَّعَلِّيْ آتِيْكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ﴾ الْاٰيَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُقَدَّسُ الْمُبَارَكُ ﴿طُوًى﴾ اسْمُ الْوَادِيْ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ کیا پہنچی ہے تجھ کو خبر موسیٰ علیہ السلام کی جب اس نے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والوں کو کہ ٹھہرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس اس میں سے چنگاری یا پاؤں اس آگ پر راہ پھر جب پہنچا آگ پاس تو آواز آئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں ہوں تیرا رب دانا اپنی جوتیاں اتار دو تو ہے پاک وادی طویٰ میں انست ابصرت نارا یعنی انست نارا کے معنی ہیں کہ میں نے آگ دیکھی لعلی اتیکم منها بقبس الایة تا کہ شاید لے آؤں تم پاس اس میں سے آگ سلگا کر آخر تک وقال ابن عباس المقدش المبارك یعنی اور ابن عباس نے کہا کہ مقدس کے معنی مبارک ہیں طوی اسم لوادی یعنی طوی ایک میدان کا نام ہے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طوی کا نام طوی اس واسطے رکھا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو رات کے وقت لپیٹا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ طوی کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دو بار آواز کی۔ (فتح)

﴿سِيْرَتَهَا﴾ حَالَتَهَا — سیرت کے معنی حالت ہیں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے سنعیدھا سیرتھا الاولیٰ یعنی پھیر لے گے ہم اس کو پہلی حالت پر۔

وَ ﴿النُّهٰى﴾ التُّقٰى — نھی کے معنی ہیں پرہیز گاری

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ان فی ذلك لایت لاولی النھی یعنی اس میں نشانیاں ہیں پرہیز گاروں کو۔

﴿بِمَلْكِنَا﴾ بِأَمْرِنَا — بمَلْكِنَا کے معنی ہیں ساتھ امر ہمارے کے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے مااخلفنا موعدك بملكنا یعنی بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم نے خلاف نہیں کیا بغیر وعدہ اپنے اختیار سے۔

﴿هَوٰى﴾ شَقِيَ — هَوٰی کے معنی ہیں بد بخت ہوا

فائدہ: مراد یہ آیت ہے ومن یحلل عنه غضبی فقدھوی۔

﴿فَارِغًا﴾ إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوْسٰى — صبح کی موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل نے فارغ خالی ہر چیز سے مگر موسیٰ علیہ السلام کے ذکر سے

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے واصبح فئواد ام موسیٰ فارغا۔

﴿رِدْءًا﴾ كَيْ يُصَدِّقَنِيْ — ردأ کے معنی ہیں مدد یعنی کہا جاتا ہے قد اردأ یعنی مدد کی میں نے اس کو اوپر اس کے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فارسل معی ردا یصدقنی یعنی پس بھیج ہارون کو ساتھ میرے تا کہ مجھ کو سچا کرے یعنی ہارون میری تصدیق کرے۔

وَيُقَالُ مُغِيْثًا أَوْ مُعِيْنًا يَبْطُشُ وَ يَبْطِشُ ﴿يَأْتَمِرُوْنَ﴾ يَتَشَاوَرُوْنَ — اور کہا جاتا ہے کہ ردأ کے معنی ہیں فریاد سننے والا ہے یا مددگار یَبْطُش یہ کلمہ دونوں طرح سے آیا ہے ط کی پیش کے ساتھ بھی اور زیر کے ساتھ بھی لیکن مشہور قرات ساتھ زیر ط کے ہے۔ یاتمرون کے معنی ہیں مشورہ کرتے ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ان الملا یاتمرون بك۔

رِدْأً عَوْنًا يُقَالُ قَدْ اَرْدَأْتُهٗ عَلٰى ...... اَیْ اَعَنْتُهٗ عَلَيْهَا — یعنی ردا ء کے معنی ہیں مدد یعنی کہا جاتا ہے ارداته میں نے اس کی مدد کی اس کے کام پر

وَالْجِذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيْظَةٌ مِّنَ الْخَشَبِ — جذوع کے معنی میں ایک ٹکڑا موٹا لکڑی کا جس میں

لَيْسَ فِيهَا لَهَبٌ ﴿سَنَشُدُّ﴾ سَنُعِينُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا .

لپٹ نہ ہو یعنی انگارا سنشد کے معنی ہیں کہ ہم مدد کریں گے تجھ کو جب تو کسی چیز کو قوی کرے تو تو نے اس کے واسطے بازو گردانا۔

فائدہ: یہ تفسیریں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ كُلَّمَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ أَوْ فَأْفَأَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا یعنی آیت واحلل عقدة من لسانی کی تفسیر میں کہ گرہ زبان میں یہ ہے کہ نہ بول سکے ساتھ حرف کے یا ہو اس میں تردد حرف ت میں یا ہو تردد حرف ف میں یعنی ت اور ف زبان سے نہ نکل سکیں پس یہ گرہ ہے۔

﴿أَزْرِيْ﴾ ظَهْرِيْ

یعنی ازری کے معنی ہیں پیٹھ میری

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے واشد دبه ازری۔

﴿فَيُسْحِتَكُمْ﴾ فَيُهْلِكَكُمْ ﴿الْمُثْلَى﴾ تَأْنِيثُ الْأَمْثَلِ يَقُولُ بِدِيْنِكُمْ يُقَالُ خُذِ الْمُثْلَى خُذِ الْأَمْثَلَ.

فیسحتکم کے معنی ہیں کہ پس ہلاک کرے تم کو کہ مثلی تانیث امثل کی ہے جو اسم تفصیل سے کہتا ہے کہ چاہتے ہیں کہ تمھارا عمدہ دین لے جائیں کہا جاتا ہے یعنی یہ صیغہ مذکر اور مؤنث کا ساتھ انہی معنی کے مستعمل ہے۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ویذ هبا بطریقتکم المثلی۔

﴿ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا﴾ يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِيْ يُصَلَّى فِيهِ ﴿فَأَوْجَسَ﴾ أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ ﴿خِيْفَةً﴾ لِكَسْرَةِ الْخَاءِ ﴿فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ﴾ عَلٰى جُذُوْعِ ﴿خَطْبُكَ﴾ بَالُكَ.

یعنی اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ آؤ قطار باندھ کر اور اس کے واسطے اور معنی ہیں فاوجس کے معنی ہیں کہ اپنے دل میں خوف پایا، پس دور ہوئی واؤ خیفة سے واسطے زیر ف کے یعنی اصل خیفة کی خوف ہے پس حذف ہوئی واؤ واسطے کسرہ ف کے پھر اس کی جگہ ی لائی گئی واسطے مناسب ہونے ی کے کسرہ کو، یعنی کلمہ فی کا اس آیت میں ساتھ معنی علی کے ہے خطبك کے معنی ہیں حال تیرا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فما خطبك یاسمری۔

﴿مِسَاسَ﴾ مَصْدَرُ مَاسَّهٗ مِسَاسًا

فائدہ: اور مراد یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو حکم کیا کہ نہ اس کے ساتھ کھائیں اور نہ اس سے ملیں جلیں اور نام سامری کا موسیٰ بن طفر ہے اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جو گائے کو پوجتے تھے۔

﴿لَنَنْسِفَنَّهٗ﴾ لَنُذْرِيَنَّهٗ — لَنَنْسِفَنَّهٗ کے معنی ہیں لَنُذْرِيَنَّهٗ یعنی پھر ڈال دیں گے ہم اس کو دریا میں

الضَّحَآءُ الْحَرُّ — یعنی الضحاء کے معنی ہیں گرمی

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی وانك لاتظما فيها ولاتضحى یعنی نہ تجھ کو اس میں پیاس لگے گی اور نہ دھوپ۔

﴿قُصِّيهِ﴾ اتَّبِعِيْ أَثَرَهٗ — قصيه کے معنی ہیں کہ اس کے پیچھے جا

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے وقالت لاخته قصيه۔

وَقَدْ يَكُوْنُ أَنْ تَقُصَّ الْكَلَامَ ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ﴾ ﴿عَنْ جُنُبٍ﴾ عَنْ بُعْدٍ — کبھی قصیہ کے معنی ہوتے ہیں بیان کرنا کلام کا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم بیان کرتے ہیں تجھ پر عن جنب عن بعد یعنی عن جنب کے معنی ہیں دور سے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فبصرت به عن جنب۔

وَّعَنْ جَنَابَةٍ وَّعَنِ اجْتِنَابٍ وَّاحِدٌ قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿عَلٰى قَدَرٍ﴾ مَوْعِدٌ — ان تینوں کا ایک معنی ہے اور کہا مجاہد نے کہ علیٰ قدر کے معنی ہیں وعدے پر

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے علی قدر یاموسی۔

﴿لَا تَنِيَا﴾ لَا تَضْعُفَا — لاتينا کے معنی ہیں نہ سستی کرو میرے ذکر میں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ولا تنيا فی ذکری۔

مَكَانًا سُوًى مَنْصَفَ بَيْنَهُمْ — یعنی مکانا سوی کے معنی ہیں درمیانی جگہ کہ ان کے درمیان

﴿يَبَسًا﴾ يَابِسًا — یعنی یبسا کے معنی خشک ہیں

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے فاضرب لهم طريقا فی البحر يبسا۔

﴿مِنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ﴾ الْحُلِيِّ الَّذِي اسْتَعَارُوْا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ — زينة القوم کے معنی ہیں جو زیور جو رعایت لیا تھا انہوں نے فرعون کی قوم سے

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے واسطے تیس راتیں مقرر کی تھیں پھر تمام کیا ان کو ساتھ دس

راتوں کے پھر جب تیں راتیں گزر چکیں تو سامری نے بنی اسرائیل سے کہا کہ سوائے اس کے نہیں جو مصیبت تم کو پہنچی ہے یہ عقوبت ہے اس زیور کی جو تمہارے ساتھ ہے اور انہوں نے شادی کے بہانے فرعون کی قوم سے زیور مانگا تھا تو انہوں نے یہ سب زیور سامری کو دے دیا اس نے اس کو پگھلا کر بچھڑے کی صورت بنائی اور اس نے جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کے قدم تلے سے ایک مٹھی مٹی لی ہوئی تھی اس کو ڈال دیا تو وہ آواز کرنے لگا۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ولكنا حملنا اوزارهن زينة القوم۔

فَقَذَفْتُهَا أَلْقَيْتُهَا — قذفتها کے معنی ہیں کہ میں نے اس کو ڈالا

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فقبضت قبضة من اثر الرسول فقذفتها۔

﴿أَلْقَى﴾ صَنَعَ — القى کے معنی ہیں بنایا سامری نے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فكذلك القى السامرى۔

﴿فَنَسِيَ﴾ مُوسٰى هُمْ يَقُوْلُوْنَهٗ أَخْطَأَ الرَّبَّ أَنْ لَّا يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَوْلًا فِي الْعِجْلِ.

فنسى موسىٰ کے معنی ہیں کہ سامری اور اس کے تابعدار کہتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ سے چوک کر اور جگہ چلا گیا۔ یہ آیت بچھڑے کے حق میں ہے کیا وہ نہیں جانتے کہ بچھڑا ان کی طرف قول کو نہیں پھیرتا یعنی ان کی بات کا جواز نہیں دیتا۔

فائدہ: اشارہ کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ان تفسیروں کے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئی واسطے موسیٰ علیہ السلام کے بیچ نکلنے اس کے طرف مدین کے پھر بیچ رجوع کرنے اس کے طرف مصر کے پھر بیچ اخبار اس کی کے ساتھ فرعون کے پھر بیچ غرق ہونے فرعون کے پھر بیچ جانے موسیٰ علیہ السلام کے طرف کوہ طور کے پھر بیچ عبادت کرنے بنی اسرائیل کے بچھڑے کو اور شاید ان میں سے کوئی چیز اس کی شرط پر ثابت نہیں ہوئی اور زیادہ ترصیح اس باب میں وہ حدیث ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ حدیث فتوت کے بقدر تین ورقوں کے اور وہ بیچ تفسیر طٰہٰ کے ہے نزدیک اس کے اور یہ سب تفسیریں موسیٰ علیہ السلام کے قصے سے متعلق ہیں پس یہی ہے وجہ مناسبت ان تفسیروں کی باب سے ہے۔ (فتح)

٣١٤٢ ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ فَإِذَا هَارُوْنُ قَالَ

۳۱۴۲۔ مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی ان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات سے یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے تو ناگہاں دیکھا کہ ہارون علیہ السلام

هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ تَابَعَهٗ ثَابِتٌ وَّعَبَّادُ بْنُ أَبِيْ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہیں تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ہارون علیہ السلام ہیں سو اس کو سلام کر تو میں نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا پھر کہا کیا اچھا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہارون علیہ السلام کا ذکر ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے۔

بَابُ ﴿وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيْمَانَهٗ إِلٰى قَوْلِهٖ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ﴾.

باب ہے کہ یعنی کہا ایک مرد ایماندار نے فرعون کی قوم سے جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کہ کیا قتل کرتے تم ایک مرد کو اس پر کہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور لایا تمہارے پاس کھلی نشانیاں تمہارے رب کی مُسْرِفٌ كَذَّابٌ تک۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ یوشع بن نون ہیں اور یہ بعید ہے اس واسطے کہ یوشع علیہ السلام یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایماندار مذکور فرعون کی قوم سے تھا اور استدلال کیا ہے طبری نے واسطے اس کے کہ اگر وہ بنی اسرائیل سے ہوتا تو فرعون اس کا کلام نہ سنتا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فرعون کے چچا کا بیٹا تھا اور بعض کہتے ہیں نام اس کا شمعان تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى﴾ ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا نہیں پہنچی تجھ کو خبر موسیٰ علیہ السلام کی اور کلام کیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنا۔

٣١٤٣ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ رَأَيْتُ مُوْسٰى وَإِذَا هُوَ رَجُلٌ ضَرْبٌ رَّجِلٌ كَأَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَأَيْتُ عِيْسٰى فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ رَّبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ وَّأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِ إِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ

٣١٤٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اچانک وہ دبلا پتلا مرد ہے سیدھے بال والا جیسے قوم شنوءۃ کے مرد تو میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو ناگہاں وہ مرد ہے میانہ قد سرخ رنگ والا جیسے وہ دیماس یعنی حمام سے نکلا ہے اور میں ابراہیم علیہ السلام سے اس کی اولاد میں زیادہ مشابہ ہوں اور میرے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالے میں دودھ تھا اور ایک پیالے میں شراب تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ پی لے جس کو چاہے دونوں میں سے تو میں نے دودھ لے کر پی لیا تو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَائَيْنِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ. وَفِي الْآخَرِ خَمْرٌ فَقَالَ اشْرَبْ أَيَّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقِيلَ أَخَذْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

کہا گیا یعنی حکم ہوا تو نے پیدائشی دین پایا خبردار ہوا گر تو شراب لیتا تو تیری امت گمراہ ہو جاتی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح معراج میں آئے گی۔

٣١٤٤ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ بْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهُ إِلٰى أَبِيهِ وَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ فَقَالَ مُوسٰى آدَمُ طُوَالٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْئَةَ وَقَالَ عِيسٰى جَعْدٌ مَّرْبُوعٌ وَّذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ.

٣١٤٤ ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندے کو لائق نہیں کہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس بن متی سے اور نسبت کیا ہے راوی نے یونس کو طرف باپ کی اور ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات کو سو فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام گندم گوں لمبا قد ہے جیسے شنوء ہ کی قوم کے مرد اور فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام گھنگرالے بال والا میانہ قد ہے اور ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک دوزخ کے دربان کو اور دجال کو۔

فائدہ: اس کی شرح روزے کے بیان میں گزر چکی ہے۔

٣١٤٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنِ ابْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ. وَجَدَهُمْ يَصُومُونَ يَوْمًا يَعْنِي عَاشُورَاءَ فَقَالُوا هٰذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ وَّهُوَ يَوْمٌ نَّجَّى اللّٰهُ فِيهِ مُوسٰى وَأَغْرَقَ آلَ فِرْعَوْنَ فَصَامَ مُوسٰى شُكْرًا

٣١٤٥ ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے تو پایا یہود کو کہ عاشورا کا یعنی محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دن بڑا ہے اور وہ دن ہے کہ نجات دی اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اور غرق کیا فرعون کی قوم کو تو روزہ رکھا اس دن موسیٰ علیہ السلام نے واسطے ادا کرنے شکر اللہ تعالیٰ کے سو فرمایا کہ میں لائق تر ہوں ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے یہود سے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو

لِلّٰهِ فَقَالَ أَنَا أَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْهُمْ فَصَامَهٗ وَأَمَرَ بِصِيَامِهٖ.

بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَوَاعَدْنَا مُوْسٰى ثَلَاثِيْنَ لَيْلَةً وَّأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَّقَالَ مُوْسٰى لِأَخِيْهِ هَارُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ أَرِنِيْ أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِيْ إِلٰى قَوْلِهٖ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾.

باب ہے اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وعدہ کیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتو کا کہ کوہ طور پر رہے اور تمام کیا ہم نے ان کو ساتھ دس روز کے اول المومنین تک

فائدہ: اس میں اشارہ ہے کہ وعدہ دو بار واقع ہوا۔

يُقَالُ دَكَّةٌ زَلْزَلَةٌ

دکة کے معنی ہیں زلزلہ

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے و حملت الارض والجبال دکتا دکة واحدة۔

﴿فَدُكَّتَا﴾ فَدُكِكْنَ جَعَلَ الْجِبَالَ كَالْوَاحِدَةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿أَنَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا﴾ وَلَمْ يَقُلْ كُنَّ رَتْقًا مُلْتَصِقَتَيْنِ

یعنی دکتا صیغہ تثنیہ کا ہے اور جبال صیغہ جمع کا ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ دککن دکة کہا جاتا لیکن گردانا گیا جبال کو بیچ حکم صیغہ واحد کے اور اسی طرح ارض بھی صیغہ واحد کا ہے تو دونوں کو تثنیہ کے صیغے سے لایا گیا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمان اور زمین دونوں منہ بند تھے یہاں بھی تثنیہ کا صیغہ لایا گیا اگرچہ قیاس چاہتا تھا کہ جمع کا صیغہ ہو اور رتقا کے معنی ہیں جڑے ہوئے اور منہ بند اور اس میں ملے ہوئے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے استطراد کے اس واسطے کہ اس کو موسیٰ علیہ السلام کے قصے سے کچھ تعلق نہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رتق اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس میں کوئی سوراخ نہ ہو پھر کھولا اللہ تعالیٰ نے آسمان کو ساتھ مینہ کے اور زمین کو ساتھ درختوں کے۔

﴿أُشْرِبُوْا﴾ ثَوْبٌ مُشْرَبٌ مَصْبُوْغٌ

اُشْرِبُوْا ثوب مشرب مصبوغ یہ اشارہ ہے طرف اس

کے کہ اشر بوا شرب سے نہیں جس کے معنی پینے کے ہیں بلکہ وہ اس قبیل سے ہے کہ کہا جاتا ہے کہ ثوب مشرب یعنی کپڑا رنگا ہوا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ معنی اس کے پینے کے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ انْبَجَسَتْ انْفَجَرَتْ ﴿وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ﴾ رَفَعْنَا

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انْبَجَسَتْ کے معنی جاری ہونے کے ہیں وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ آیت کے معنی ہیں کہ ہم نے پہاڑ کو اٹھایا۔

٣١٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَفَاقَ قَبْلِيْ أَمْ جُوْزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ.

٣١٤٦۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگ صور کی آواز سے قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے تو اول میں ہوش میں آؤں گا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح دیکھوں گا کہ عرش کا ایک پایا پکڑے ہوئے ہیں اس کے پایوں سے سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا بے ہوش ہی نہ ہوں گے اس لیے کہ طور پر بے ہوش ہو چکے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب آتی ہے۔

٣١٤٧ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّآءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثٰى زَوْجَهَا الدَّهْرَ.

٣١٤٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل کی قوم نہ ہوتی تو گوشت نہ سڑتا اور اگر حوا نہ ہوتی تو کبھی کوئی عورت اپنے خاوند کی خیانت اور بد خواہی نہ کرتی۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی۔

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور وہ مانند فصل کے ہے پہلے باب سے اور تعلق اس کا ساتھ اس کے ظاہر ہے۔

بَابُ طُوْفَانٍ مِّنَ السَّيْلِ يُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيْرِ طُوْفَانٌ

یعنی طوفان کے معنی پانی کا سیل یعنی غرقابو اور بہت مرے کو بھی طوفان کہا جاتا ہے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے وارسلنا علیهم الطوفان۔

الْقُمَّلُ الْحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ ﴿حَقِيْقٌ﴾ حَقٌّ ﴿سُقِطَ﴾ كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِيْ يَدِهٖ.

قُمَّلٌ کے معنی ہیں چچڑی کہ مشابہ ہوتی ہے چھوٹی جون کو حَقِيْقٌ کے معنی ہیں حق۔ جو پچتا ہے اس کو حق میں کہا جاتا ہے۔

فائدہ: مراد ان دونوں آیتوں کی تفسیر ہے حقیق علی اور ولما سقط فی ایدیهم۔

بَابُ حَدِيْثِ الْخَضِرِ مَعَ مُوْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

باب ہے بیان میں حدیث خضر کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے۔

٣١٤٨ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسٍ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّيْ تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِيْ هٰذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسَى الَّذِيْ سَأَلَ السَّبِيْلَ إِلٰى لُقِيِّهٖ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهٗ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا مُوْسٰى فِيْ مَلَإٍ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ لَا فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى مُوْسٰى بَلٰى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ

۳۱۴۸۔ عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر بن قیس رضی اللہ عنہ دونوں جھگڑے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی میں کہ وہ کون ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ خضر ہیں اور حر نے کہا کہ کوئی اور ہے تو ابی بن کعب ان کے پاس سے گزرے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو بلایا سو ان کو کہا کہ جھگڑا کیا ہے میں نے اور میرے اس ساتھی نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے حق میں جس نے اس کی ملاقات کی طرف راہ پوچھی تھی کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اس کا حال بیان کرتے تھے ابی بن کعب نے کہا ہاں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے یعنی خطبہ پڑھتے تھے کہ ناگہاں ان کے پاس ایک مرد آیا تو اس نے کہا کہ کیا تو کسی کو اپنے آپ سے زیادہ عالم جانتا ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ نہیں تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ کیوں نہیں ہمارا ایک بندہ خضر ہے جو تجھ سے زیادہ عالم ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کی راہ پوچھی

مُوسَى السَّبِيلَ إِلَيْهِ فَجُعِلَ لَهُ الْحُوتُ آيَةً وَّقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ يَتْبَعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوسٰى فَتَاهُ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ﴾ فَقَالَ مُوسٰى ﴿ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا الَّذِيْ قَصَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ.

تو گردانی گئی واسطے اس کے کہ ایک مچھلی نشانی اور اس کو کہا گیا کہ جب تو مچھلی کو گم کرے تو پلٹ آ بیشک تو اس سے ملے گا تو موسیٰ علیہ السلام انتظار کرتے تھے کہ دریا میں مچھلی کہاں گم ہوتی ہے تو موسیٰ علیہ السلام سے ان کے خادم نے کہا کہ بھلا بتلایئے تو کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس تو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پاؤں پلٹے تو دونوں نے خضر کو پایا پس تھا حال ان کے سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا۔

٣١٤٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسٰى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوسٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ إِنَّمَا هُوَ مُوسٰى آخَرُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مُوسٰى قَامَ خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ بَلٰى لِيْ عَبْدٌ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَيْ رَبِّ وَمَنْ لِّيْ بِهٖ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ أَيْ رَبِّ وَكَيْفَ لِيْ بِهٖ قَالَ تَأْخُذُ حُوْتًا فَتَجْعَلُهُ فِيْ مِكْتَلٍ حَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّ وَرُبَّمَا قَالَ فَهُوَ ثَمَّهْ وَأَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهُ فِيْ مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ

٣١٤٩۔ سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی گمان کرتا ہے کہ بیشک موسیٰ علیہ السلام ساتھی خضر علیہ السلام کا نہیں موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اور موسیٰ علیہ السلام ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے حدیث بیان کی ہم کو ابی بن کعب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ البتہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں کھڑے خطبہ پڑھتے تھے تو کسی نے پوچھا کہ آدمیوں میں کون بڑا عالم ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں ہوں سو اللہ تعالیٰ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام نے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف نہ پھیرا یعنی یوں نہ کہا واللہ اعلم پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ بلکہ میرا ایک بندہ ہے دو دریاؤں کے سنگم کے پاس کہ وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے رب میرا اور اس کا کیوں کر ملاپ ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو اپنے پاس ایک بھنی ہوئی مچھلی لے پھر اس کو ایک ٹوکری میں رکھ سو جہاں وہ مچھلی تجھ سے گم ہو جائے تو وہ اس مکان میں ہو گا موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی لے پھر اس کو ایک ٹوکری میں رکھا پھر روانہ

هُوَ وَفَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ حَتّٰى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُءُوسَهُمَا فَرَقَدَ مُوسٰى وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فَخَرَجَ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ ﴿فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ فَأَمْسَكَ اللّٰهُ عَنِ الْحُوتِ جِرْيَةَ الْمَآءِ فَصَارَ مِثْلَ الطَّاقِ فَقَالَ هٰكَذَا مِثْلَ الطَّاقِ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ بَقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمَهُمَا حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ ﴿قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَآئَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ وَلَمْ يَجِدْ مُوسٰى النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ حَيْثُ أَمَرَهُ اللّٰهُ قَالَ لَهُ فَتَاهُ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا﴾ فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا وَلَهُمَا عَجَبًا قَالَ لَهُ مُوسٰى ﴿ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ رَجَعَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتّٰى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ مُوسٰى فَرَدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ وَأَنّٰى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسٰى قَالَ مُوسٰى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي ﴿مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾ قَالَ يَا مُوسٰى إِنِّي عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيهِ اللّٰهُ لَا تَعْلَمُهُ وَأَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ قَالَ هَلْ أَتَّبِعُكَ

ہوئے اور ساتھ اپنے خادم یعنی یوشع بن نون کو بھی لے چلے یہاں تک کہ جب سنگم کے پتھر کے پاس پہنچے تو دونوں صاحب سر ٹیک کر سو گئے اور مچھلی آب حیات کی تاثیر سے ٹوکری میں پھڑکی اور اس سے نکل کر دریا میں گر پڑی اور اس نے دریا میں اپنی راہ لی سرنگ بنا کر اور اللہ تعالیٰ نے جہاں سے مچھلی گئی تھی پانی کا بہاؤ بند کر رکھا تو وہ طاق سا ہو گیا پس کہا راوی نے اس طرح مانند طاق کے پھر دونوں چلے جتنا کہ رات اور دن باقی رہتا تھا جب دوسرا دن ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم کو کہا کہ ہم کو ناشتہ دو البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک اس مکان سے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا آگے نہ بڑھے تھے نہ تھکے تھے کہا ان کو خادم نے بھلا یہ تو بتلایے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس سو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے اور راہ لی مچھلی نے مجھے کو تعجب ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مچھلی کو تو راہ ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم کو تعجب ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پاؤں پلٹے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو دونوں پھرے قدم پر قدم ڈالتے یہاں تک کہ پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک وہاں دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑے سے سر لپیٹے پھر سلام کیا اس کو موسیٰ علیہ السلام نے سو خضر علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ تیرے ملک میں سلام کہاں یعنی اس ملک میں سلام کی رسم نہیں تو نے سلام کیوں کیا کہا کہ میں موسیٰ علیہ السلام ہوں خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو قوم بنی اسرائیل کا موسیٰ علیہ السلام ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں میں تیرے پاس آیا ہوں کہ تو مجھ کو سکھلائے جو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو سکھلایا ہے خضر علیہ السلام نے کہا کہ

﴿قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا إِلٰى قَوْلِهٖ أَمْرًا﴾ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ كَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ جَآءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوسٰى مَا نَقَصَ عِلْمِيْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُورُ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ إِذْ أَخَذَ الْفَأْسَ فَنَزَعَ لَوْحًا قَالَ فَلَمْ يَفْجَأْ مُوسٰى إِلَّا وَقَدْ قَلَعَ لَوْحًا بِالْقَدُّوْمِ فَقَالَ لَهُ مُوسٰى مَا صَنَعْتَ قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا ﴿لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا﴾ فَكَانَتِ الْأُوْلٰى مِنْ مُوسٰى نِسْيَانًا فَلَمَّا خَرَجَا مِنَ الْبَحْرِ مَرُّوْا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهٖ فَقَلَعَهٗ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَأَوْمَأَ سُفْيَانُ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهٖ كَأَنَّهٗ يَقْطِفُ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ مُوسٰى ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ

اے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بے شمار علم سے مجھ کو ایک علم ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سکھایا ہے کہ تو اس علم کو نہیں جانتا اور تجھ کو اللہ تعالیٰ کے علم سے ایک علم ہے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو سکھلایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا میں تیرے ساتھ رہوں خضر علیہ السلام نے کہا کہ میرے ساتھ تو البتہ نہ ٹھہر سکے گا اور کیسے ٹھہرے تو دیکھ کر ایک چیز جو تیرے قابو میں نہیں یا سمجھ اس کے امر کو پھر دونوں روانہ ہوئے دریا کے کنارے کنارے چلے جاتے تھے تو ادھر سے ایک کشتی گزری تو کشتی والوں سے تینوں آدمیوں کے چڑھانے کے لیے بات چیت کی تو وہ پہچان گئے خضر علیہ السلام کو تو وہ بغیر کرایہ لیے چڑھائے گئے پھر جب کشتی پر سوار ہوئے تو ایک چڑیا آئی اور کشتی کے ایک کنارے پر بیٹھ گئی سو اس نے ایک یا دو بار دریا میں چونچ ڈبوئی تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ نہیں ہے میرا علم اور تیرا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے مگر اس کے برابر جتنا اس چڑیا نے دریا سے پانی گھٹایا یعنی اللہ تعالیٰ کا علم مثل سمندر کے ہے اور ہمارا علم قطرے کے برابر جتنا چڑیا نے اپنی چونچ میں اٹھایا ناگہاں خضر علیہ السلام نے تیشے سے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا سو نہ دیر کی موسیٰ علیہ السلام نے مگر کہ خضر علیہ السلام نے تیشے سے تختہ نکال ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تو نے کیا کیا یہ لوگ ہیں کہ انہوں نے ہم کو بغیر کرائے چڑھا لیا تو نے ان کی کشتی کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تا کہ تو اس کے لوگوں کو ڈبو دے البتہ عجیب بات تجھ سے ہوئی حضرت علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ بیشک تجھ کو میرے ساتھ نہ رہا جائے گا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو میری بھول چوک پر نہ پکڑ اور مجھ پر مشکل نہ ڈال یعنی میں نے بھول سے کہا معاف کیجئے راوی نے کہا کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ

شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ﴾ مَائِلًا أَوْمَأَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَأَشَارَ سُفْيَانُ كَأَنَّهُ يَمْسَحُ شَيْئًا إِلَى فَوْقُ فَلَمْ أَسْمَعْ سُفْيَانَ يَذْكُرُ مَائِلًا إِلَّا مَرَّةً قَالَ قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّفُونَا عَمَدْتَ إِلَى حَائِطِهِمْ ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوسٰى كَانَ صَبَرَ فَقَصَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسٰى لَوْ كَانَ صَبَرَ لَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ ثُمَّ قَالَ لِي سُفْيَانُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ قِيلَ لِسُفْيَانَ حَفِظْتَهُ قَبْلَ أَنْ تَسْمَعَهُ مِنْ عَمْرٍو أَوْ تَحَفَّظْتَهُ مِنْ إِنْسَانٍ فَقَالَ مِمَّنْ أَتَحَفَّظُهُ وَرَوَاهُ أَحَدٌ عَنْ عَمْرٍو غَيْرِي سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ.

پہلی بار کا پوچھنا موسیٰ علیہ السلام سے بھول سے ہوا پھر جب دونوں دریا سے نکلے تو ایک لڑکے پر گزرے کہ کھیل رہا تھا لڑکوں کے ساتھ سو خضر علیہ السلام نے اس کے سر کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا پھر اس کا سر اپنے ہاتھ سے اکھاڑ ڈالا اس طرح اور اشارہ کیا سفیان راوی نے اپنی انگلیوں سے جیسے وہ ایک چیز اچک لیتا ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو یعنی اس نے کسی کا خون نہ کیا تھا جس کے بدلے تو اس کو مارتا البتہ تجھ سے برا کام ہوا خضر علیہ السلام نے کہا کہ بھلا میں نے تجھ سے نہ کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر میں تجھ سے کوئی بات پوچھوں اس کے بعد تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھنا تو نے میرا عذر بہت مانا پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک بستی والوں کے پاس پہنچے تو ان لوگوں سے کھانا مانگا ان لوگوں نے ان کی مہمانی نہ کی تو دونوں نے ایک دیوار کو پایا کہ گرنا چاہتی تھی راوی نے کہا کہ وہ جھک رہی تھی تو خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو اس کو سیدھا کھڑا کر دیا اور اشارہ کیا سفیان نے جیسے ہاتھ پھیرتا ہے ایک چیز کو اوپر کی طرف راوی کہتا ہے کہ نہیں سنا میں نے سفیان سے ذکر مائلا کا مگر ایک بار موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ ہیں کہ ہم ان کے پاس آئے سو انہوں نے نہ ہم کو کھانا کھلایا نہ ہماری ضیافت کی تو نے ان کی دیوار کی طرف قصد کیا اگر تو چاہتا تو دیوار سیدھی کر دینے کی مزدوری لیتا خضر علیہ السلام نے کہا کہ اسی وقت میرے تیرے درمیان جدائی ہے سو اب میں بتلاؤں تجھ کو بیان ان تینوں باتوں کا جس پر تو صبر نہ کر سکا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو ان کا بہت قصہ ہم کو معلوم ہوتا

سفیان نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے موسیٰ علیہ السلام پر اگر صبر کرتے تو ان کا بہت قصہ ہم کو معلوم ہوتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آیت و کان وراء هم ملك ياخذ كل سفينة غصبا میں وراء هم کے بدلے امامهم پڑھا ہے اور لڑکا تو کافر تھا اور اس کے ماں باپ ایماندار تھے۔

فائدہ: اس کی شرح تفسیر سورۂ کہف میں آئے گی۔

٣١٥٠ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ أَنَّهُ جَلَسَ عَلٰى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهٖ خَضْرَاءَ.

٣١٥٠ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خضر علیہ السلام کا نام اس واسطے خضر علیہ السلام رکھا گیا کہ صاف چٹی زمین ان کے بیٹھنے سے نیچے سرسبز ہوگئی۔

فائدہ: اور تعلق اس کا ساتھ باب کے ظاہر ہے جہت ذکر خضر علیہ السلام کے سے بیچ اس کے اور مجاہد سے روایت ہے کہ خضر علیہ السلام کو اس واسطے خضر علیہ السلام کہا گیا کہ جب وہ نماز پڑھتا تھا تو جو اس کے گرد ہوتا تھا وہ سرسبز ہو جاتا تھا اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے بیچ نام اس کے اور بیچ نسب اس کی کے اور پیغمبری اس کی کے اور عمر اس کی کے پس کہا وہب بن منبہ نے کہ اس کا نام بلیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نام اس کا الیاس ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عابر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خضرون ہے اور پہلی بات بہت ثابت ہے ابن ملکان بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح اس بنا پر کے پس پیدائش اس کی ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی پیدائش ابراہیم علیہ السلام سے پیچھے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کا صلبی بیٹا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کے باپ کا نام ملکان ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فرعون کا بیٹا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نواسہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سو برس مار کر پھر زندہ کیا تھا پس نہ مرے گا یہاں تک کہ صور پھونکا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ جو شخص دجال سے جھگڑا کرے گا وہ خضر علیہ السلام ہے اور جعفر صادق سے روایت ہے کہ ذوالقرنین کا ایک فرشتہ یار تھا تو ذوالقرنین نے اس سے کہا کہ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلا جس سے میری عمر دراز ہو جائے تو اس نے اس کو آب حیات کا چشمہ بتلایا اور وہ اندھیرے کے اندر تھا تو ذوالقرنین اس کی طرف چلا اور خضر علیہ السلام اس کے اگاڑی لشکر میں تھا تو آب حیات کو خضر علیہ السلام نے پایا اور ذوالقرنین کو ہاتھ نہ آیا اور کعب احبار سے روایت ہے کہ چار پیغمبر زندہ ہیں امان ہے

واسطے زمین والوں کے دو زمین میں ہیں خضر اور الیاس علیہ السلام اور دو آسمان میں ہیں ادریس علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور بغوی وغیرہ نے اکثر اہل علم سے حکایت کی ہے کہ وہ پیغمبر ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ پیغمبر ہیں یا نہیں اور ایک گروہ نے کہا کہ وہ ولی ہے اور طبری نے اپنی تاریخ میں کہا کہ خضر علیہ السلام تھا بیچ زمانے فریدون کے بیچ قول عام اہل کتاب کے اور تھا او پر مقدمے ذوالقرنین اکبر کے اور نقاش نے بہت روایتیں نقل کی ہیں جو دلالت کرتی ہیں او پر زندہ رہنے اس کے لیکن کوئی چیز ان میں سے لائق حجت کے نہیں اور ابن عطیہ نے کہا کہ اگر زندہ ہوتا تو البتہ ہوتا واسطے اس کے بیچ ابتدا اسلام کے ظہور اور کوئی چیز اس سے ثابت نہیں اور ثعلبی نے کہا کہ وہ زندہ ہے سب قولوں پر چھپا ہوا ہے آنکھوں سے اور تحقیق بعض کہتے ہیں کہ نہ مرے گا وہ مگر بیچ اخیر زمانے کے جبکہ اٹھایا جائے گا قرآن قرطبی نے کہا کہ وہ پیغمبر ہے نزدیک جمہور کے اور آیت گواہی دیتی ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ پیغمبر نہیں سیکھتا اپنے کم سے اور نیز باطن کی خبر سوائے پیغمبر کے کسی کو معلوم نہیں ہوتی ابن صلاح نے کہا کہ خضر زندہ ہے نزدیک جمہور علماء کے اور عام ساتھ ان کے ہیں بیچ اس کے اور انکار تو صرف بعض قلیل محدثین نے کیا ہے اور نووی کا بھی یہی قول ہے اور اس نے یہ بات زیادہ کی ہے کہ یہ بات متفق علیہ ہے درمیان صوفیوں کے اور اہل صلاح کے اور حکایتیں ان کی ساتھ دیکھنے ان کے اور جمع ہونے ساتھ اس کے اکثر ہیں اس سے کہ گنے جائیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ خضر اب موجود نہیں ہیں یہ لوگ ہیں بخاری اور ابراہیم حربی اور ابو جعفر اور ابو طاہر اور ابو بکر بن عربی اور ایک گروہ اور عمدہ تمسک ان کا مشہور ہے جو ابن عمر اور جابر وغیرہ سے مروی ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی اخیر زندگی میں فرمایا کہ جو لوگ آج زمین پر ہیں سو برس تک ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے حضرت ﷺ کے فرمان کا گزر جانا ہے اور جو کہتا ہے کہ وہ زندہ ہے اور یہ جواب دیتا ہے کہ وہ اس وقت دریا پر تھا یا مخصوص ہے حدیث سے جیسا کہ خاص کیا گیا ہے اس سے شیطان بالاتفاق اور جو لوگ کہ انکار کرتے ہیں ان کی ایک دلیل یہ آیت ہے وماجعلنا لبشر من قبلك الخلد یعنی تجھ سے پہلے ہم نے کسی بشر کے واسطے ہمیشگی نہیں کی اور ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ کوئی پیغمبر نہیں ہوا مگر کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے عہد لیا ہے کہ اگر محمد ﷺ پیدا ہوں تو ان کے ساتھ ایمان لائے اور اس کی مدد کرے اور کسی حدیث صحیح میں نہیں آیا کہ خضر علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے ہمراہ جہاد کیا ہو اور حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا کہ الٰہی اگر تو اس گروہ کو ہلاک کر دے گا تو پھر زمین میں تیری عبادت نہ ہوگی پس اگر خضر موجود ہوتا تو یہ نفی صحیح نہ ہوتی اور نیز حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو ان کا بہت قصہ ہم کو معلوم ہوتا اور اگر خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو یہ آرزو اچھی نہ ہوتی اور البتہ حاضر ہوتا اور ان کو عجائبات دیکھاتا اور یہ بہت باعث تھا واسطے ایمان لانے کافروں کے خاص کر واسطے اہل کتاب کے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ خضر علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آئے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے اور ایک حدیث

میں ہے کہ ہر سال حج کے دنوں میں خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام جمع ہوتے اور ایک دوسرے کا سر مونڈھتے تھے اور یہ حدیث بھی ضعیف ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ زمزم کا پانی ایک بار پیتے ہیں اور آئندہ سال تک ان کو پیاس نہیں لگتی اور یہ بھی ضعیف ہے اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ بعض اصحاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی لیکن ان روایتوں کی اسناد وہی ہے اور یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں اور ابوعروبہ نے ریاح بن عبیدہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلتا تھا اس کے ہاتھ پر ٹیک لگا کر سو جب وہ پھرا تو میں نے کہا کہ وہ مرد کون تھا کہا کہ وہ میرا بھائی خضر علیہ السلام تھا اس نے مجھ کو بشارت دی کہ میں حاکم ہوں گا اور عدل کروں گا نہیں ڈر ہے ساتھ راویوں اس کے اور نہیں واقع ہوئی واسطے میرے کوئی حدیث اب تک اور نہ کوئی اثر ساتھ سند جید کے سوائے اس کے اور یہ سو برس کی حدیث کے معارض نہیں اس واسطے کہ سو برس سے پہلے کا ذکر ہے (فتح) مخلصاً۔

بَابٌ — یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور وہ مانند فصل کے ہے پہلے باب سے اور تعلق اس کا ساتھ اس کے ظاہر ہے۔

٣١٥١ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ لِبَنِيْ إِسْرَائِيلَ ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُولُوا حِطَّةٌ﴾ فَبَدَّلُوا فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلٰى أَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوا حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ.

٣١٥١۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ داخل ہو جاؤ دروازے میں سجدہ کرتے اور کہو ہم مغفرت چاہتے ہیں سو انہوں نے حکم بدل ڈالا تو دروازے میں داخل ہوئے چوتڑوں کو گھسیٹے ہوئے اور کہا دانہ بالی میں بہتر ہے۔

فائدہ: اس کی شرح سورۂ اعراف کی تفسیر میں آئے گی۔

٣١٥٢ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَّخِلَاسٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ

٣١٥٢۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک موسیٰ علیہ السلام تھے مرد شرمیلے اور بہت پردہ کرنے والے نہ دیکھی جاتی تھی ان کے بدن سے کوئی چیز واسطے شرم کرنے ان کے ان سے تو ایذا دی اس کو جس نے ایذا دی قوم بنی اسرائیل سے تو انہوں نے کہا کہ نہیں پردہ کرتا یہ پردہ کرنا مگر کسی عیب کے سبب سے کہ اس کے بدن میں ہے یا

اسْتِحْيَاءً مِنْهُ فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَقَالُوْا مَا يَسْتَتِرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ إِمَّا بَرَصٌ وَّإِمَّا أُدْرَةٌ وَّإِمَّا آفَةٌ وَّإِنَّ اللّٰهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهٗ مِمَّا قَالُوْا لِمُوْسٰى فَخَلَا يَوْمًا وَّحْدَهٗ فَوَضَعَ ثِيَابَهٗ عَلَى الْحَجَرِ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلٰى ثِيَابِهٖ لِيَأْخُذَهَا وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهٖ فَأَخَذَ مُوْسٰى عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ حَجَرُ ثَوْبِيْ حَجَرُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مَلَإٍ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَأَبْرَأَهٗ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَأَخَذَ ثَوْبَهٗ فَلَبِسَهٗ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللّٰهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهٖ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ آذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾.

سفید داغ یا بادخائے یعنی خصیہ پھولا یا کوئی اور آفت اور اللہ نے چاہا کہ پاک کرے موسیٰ علیہ السلام کو اس چیز سے کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے حق میں کہی تو موسیٰ علیہ السلام ایک دن نہانے کے واسطے تنہا ہوئے سو اپنے کپڑے پتھر پر رکھے پھر غسل کیا پھر جب غسل سے فارغ ہوئے تو اپنے کپڑے لینے کے واسطے آگے بڑھے تو لے بھاگا پتھر ان کے کپڑے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی لی اور پتھر کے پیچھے دوڑے سو کہنے لگے کہ میرے کپڑے چھوڑ اے پتھر میرے کپڑے چھوڑ اے پتھر یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ تک پہنچے تو انہوں نے ان کو ننگا دیکھا نہایت بہتر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اور پاک تر اس عیب سے کہ کہتے تھے اور کھڑا ہو گیا پتھر سو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لیے پھر اپنی لاٹھی سے پتھر کو مارنے لگے پس قسم ہے اللہ کی کہ بیشک پتھر پر البتہ نشان ہیں ان کے مارنے کے اثر سے تین یا چار یا پانچ پس یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے قول کا کہ اے ایمان والو تم نہ ہو ان لوگوں کی طرح جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی سو پاک کیا اور بے عیب دیکھا یا اس کو اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے کہ کہی انہوں نے اور تھا نزدیک اللہ تعالیٰ کے آبرو رکھتا

فائدہ: یہ جو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے بدن سے کوئی چیز نہ دیکھی جاتی تھی تو یہ مشعر ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک دوسرے کے سامنے ننگا نہانا جائز تھا ان کے شرع میں اور موسیٰ علیہ السلام تو صرف حیا کے واسطے تنہا نہاتے تھے اور اس حدیث میں سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت ننگے چلنا درست ہے اور یہ کہ جائز ہے دیکھنا طرف شرمگاہ کے وقت ضرورت کے جو داعی ہو واسطے اس کے مانند دوا کرنے کے یا بری ہونے کے عیب سے جیسے کہ میاں بیوی سے ایک دوسرے پر برص کا دعویٰ کرے کہ اس کو سفید داغ ہے تا کہ نکاح کو فسخ کرے اور وہ انکار کرے کہ مجھ کو یہ عیب نہیں اور یہ کہ پیغمبر لوگ اپنی خلق اور پیدائش میں نہایت کمال پر ہیں اور یہ کہ جو نسبت کرے کسی پیغمبر کو پیغمبروں سے طرف نقص کے پیدائش میں تو بیشک اس نے اس کو ایذا دی کہ اس کے فاعل پر کفر کا خوف ہے اور اس میں ظاہر ہے معجزہ

واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور یہ کہ آدمی پر بشریت غالب ہوتی ہے اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام نے معلوم کیا کہ نہیں لے بھاگا پتھر کپڑے اس کے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور باوجود اس کے معاملہ کیا اس سے معاملہ عاقل کا یہاں تک کہ اس کو مارا اور احتمال ہے کہ مراد ان کے بیان کرنا اور معجزے کا ہو واسطے اپنی قوم کے ساتھ تاثیر کرنے مارنے لاٹھی کے پتھر میں اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر انبیاء علیہم السلام صبر کرنے سے جاہلوں پر اور اٹھانے ایذا ان کی کے اور آخر اللہ تعالیٰ نے ان کو ایذا دینے والوں پر غالب کیا اور طحاوی وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آیت مذکور نازل ہوئی بیچ طعن کرنے بنی اسرائیل کے موسیٰ علیہ السلام پر بسبب ہارون علیہ السلام کے اس واسطے کہ متوجہ ہوا وہ ساتھ اس کے واسطے زیارت کے پس مر گئے ہارون علیہ السلام اور دفنایا ان کو موسیٰ علیہ السلام نے تو بعض بنی اسرائیل نے اس میں طعن کیا کہ تو نے خود اس کو مار ڈالا ہے پس پاک کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو اس طرح کہ ہارون علیہ السلام کا بدن ان کے سامنے اٹھایا گیا اور حالانکہ وہ مردہ تھا تو اس نے بنی اسرائیل سے کلام کیا کہ وہ اپنی موت سے مرا ہے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور اگر ثابت ہو تو نہ ہوگی اس میں وہ چیز کہ منع کرے کہ دونوں فریق کے حق میں اتری ہو واسطے صادق آنے اس بات کے کہ دونوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی پس پاک کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو اس چیز سے کہ انہوں نے کہی۔ (فتح)

٣١٥٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هٰذِهٖ لَقِسْمَةٌ مَّا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَغَضِبَ حَتّٰى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

٣١٥٣۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال بانٹا یعنی جنگ حنین کے دن تو ایک مرد نے یعنی منافق نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا کہ بیشک اس تقسیم سے کچھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود نہیں تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں غصہ دیکھا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحمت کرے موسیٰ علیہ السلام پر البتہ وہ اس سے بھی زیادہ تر ایذا دیے گئے تھے پر اس نے صبر کیا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے ذکر موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور اس کی شرح فرض خمس میں گزر چکی ہے۔

بَابُ ﴿يَعْكِفُوْنَ عَلٰى أَصْنَامٍ لَّهُمْ﴾

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ وہ یعنی بنی اسرائیل پہنچی ایک لوگوں پر کہ پوجنے میں لگے رہے تھے اپنے بتوں کے۔

﴿مُتَبَّرٌ﴾ خُسْرَانٌ

متبر کا معنی ہے خسارہ پانے والے

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے متبر ماھم فیه اور نہیں تفسیر کی امام بخاری رحمہ اللہ نے آیت مذکورہ سے سوائے متبر کے پس کہا کہ متبو کے معنی ہیں خسران یعنی ٹوٹا پانے والے۔

﴿وَلِيُتَبِّرُوا﴾ يُدَمِّرُوا ﴿مَا عَلَوْا﴾ مَا غَلَبُوْا — یتبروا کے معنی ہیں خراب کریں ماعلوا کے معنی ہیں جس جگہ غالب ہوں

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ولیتبروا ماعلوا تتبیرا اور ذکر کرنا اس کا اس جگہ بطور استطراد کے ہے۔ (فتح)

٣١٥٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجْنِي الْكَبَاثَ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَطْيَبُهُ قَالُوْا أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا.

٣١٥٤۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور پیلو کے پھل چن چن کر کھاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ اپنے اوپر لازم جانو کالا پھل پیلو کا کہ وہ بہتر اور عمدہ ہے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ کیا آپ بکریاں چراتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور کیا کوئی بھی ایسا پیغمبر ہے جس نے بکریاں نہیں چرائیں۔

فائدہ: اور لیکن مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے پس واسطے داخل ہونے موسیٰ علیہ السلام کے ہے اس حدیث کے عموم میں کہ کیا کوئی ایسا پیغمبر بھی ہے جس نے بکریاں نہیں چرائیں اور اوپر مناسبت ترجمہ کی واسطے حدیث کے پس نہیں ہے ظاہر اور جو میرے دل میں گزرتا ہے یہ ہے کہ تحقیق تھا درمیان تفسیر مذکور کے اور درمیان حدیث مذکور کے بیاض کہ خالی چھوڑا اس کو واسطے حدیث کے کہ داخل کرے ترجمہ میں اور ترجمہ صلاحیت رکھتا ہے واسطے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے پھر ملایا گیا یہ بیاض جیسے کہ اس کی مثلوں میں اور مناسبت حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی واسطے قصے موسیٰ علیہ السلام کے آپ کے اس قول کے عموم کی جہت سے ہے کہ کیا کوئی ایسا پیغمبر بھی ہے جس نے بکریاں نہیں چرائیں پس داخل ہوئے اس میں موسیٰ علیہ السلام جیسے کہ اشارہ کیا ہے طرف اس کے ہمارے استاد نے بلکہ ایک حدیث میں واقع ہوا ہے کہ البتہ پیغمبر کر کے بھیجے گئے موسیٰ علیہ السلام اور حالانکہ وہ بکریاں چراتے تھے اور اماموں نے کہا کہ حکمت بیچ چرانے پیغمبروں کے بکریوں کو یہ ہے کہ تا اپنی جانوں کو تواضع سکھائیں اور عادت پکڑیں دل ان کے ساتھ گوشہ گیری کے اور ترقی کریں بکریوں کی سیاست سے طرف سیاست امتوں کی اور اس کی توضیح اجارے کے اول میں گزر چکی ہے اور نہیں ذکر کیا بخاری علیہ السلام نے آیتوں سے ساتھ عبارت کے اور اشارہ کیا مگر قول اللہ تعالیٰ کا متبر ماھم فیه اور نہیں شک ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا

وهو فضلكم على العالمين سوائے اس کے نہیں ذکر کیا گیا بعد اس کے پس کس طرح حمل کیا جائے گا کہ اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس کے سوائے ماقبل کے پس معتبر وہ بات ہے جو میں نے ذکر کی اور نقل کیا ہے کرمانی نے خطابی سے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی ہے نبوت دنیاداروں اور مالداروں میں اور سوائے اس کے نہیں کہ گردانا ہے اس کو تواضع کرنے والوں میں جیسے بکریاں چرانے والے اور پیشہ ور لوگ میں کہتا ہوں کہ یہ بھی متن کے واسطے مناسبت ہے نہ واسطے خاص ترجمہ کے۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً﴾ الْاٰيَةَ

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کو یہ کہ ذبح کرو ایک گائے۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں سوائے ابو العالیہ کی تفسیر کے اور کچھ چیز بیان نہیں کی اور گائے کا قصہ ابو العالیہ سے اس طرح مروی ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک مرد مالدار تھا اور اس کی اولاد نہ تھی مگر ایک قریبی وارث تھا اس وارث نے اس کو مار ڈالا تا کہ اس کے مال کا وارث بنے پھر اس کو مار کر راہ میں ڈال دیا پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ میرا قریبی مارا گیا اور اس کے مارنے والا معلوم نہیں اور میں آپ کے سوا کسی کو نہیں پاتا کہ اس کا قاتل میرے واسطے بیان کرے تو موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں میں پکارا کہ جس کسی کو کچھ معلوم ہو تو چاہیے کہ اس کو بیان کرے تو کسی نے بیان نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ان کو کہہ کہ گائے ذبح کریں تو لوگوں نے تعجب کیا اور کہنے لگے کہ کس طرح طلب تو کریں معرفت اس کے قاتل کی پس حکم ہوتا ہے ہم کو گائے ذبح کرنے کا اور تھا قصہ اس کا اس طور سے کہ کیا بیان کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی ہے اور نہ بن بیائی یعنی نہ بوڑھی اور نہ چھوٹی درمیانی ہے ان کے بیچ بولے کہ پکارے ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہم کو کہ کیسا ہے رنگ اس کا کہا کہ وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے کہ بہت زرد ہے رنگ اس کا یعنی صاف ہے خوش لگتی ہے دیکھنے والوں کو بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کس قسم میں ہے وہ گائیوں میں کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے کہ محنت والی نہیں یعنی نہیں ذلیل کیا اس کو محنت نے کہ کھودتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیت کو یعنی نہیں محنت کرتی زمین میں سلامت ہے یعنی عیبوں سے نہیں اس میں کچھ داغ یعنی نہیں اس میں کچھ سفیدی بولے اب تو لایا ٹھیک بات ابو العالیہ نے کہا کہ جب ان کو گائے کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا تو اس وقت خواہ کوئی گائے ذبح کرتے ان کو کفایت کرتی لیکن انہوں نے سوال میں سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کی اور اگر وہ انشاء اللہ نہ کہتے تو کبھی اس کی طرف راہ نہ پاتے سو ہم کو خبر پہنچی کہ نہ پایا انہوں نے اس کو مگر نزدیک ایک بوڑھی عورت کے تو اس نے اس کی قیمت بہت زیادہ لگائی تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کو کہا کہ تم نے اپنی جانوں پر بہت سختی کی

پس دواس کو جو مانگتی ہے تو انہوں نے اس کو لے کر ذبح کیا تو اس کی ایک ہڈی لے کے مقتول کے بدن پر ماری تو وہ زندہ ہوا اور اپنے قاتل کا بتلایا پھر اسی وقت مر گیا تو اس کا قاتل پکڑا گیا یعنی وہی اس کا قریبی جو اس کا وارث ہونا چاہتا تھا سو قتل کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے برے کام پر۔ (فتح)

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ الْعَوَانُ النَّصَفُ بَيْنَ الْبِكْرِ وَالْهَرِمَةِ ﴿فَاقِعٌ﴾ صَافٍ ﴿لَا ذَلُوْلٌ﴾ لَمْ يُذِلَّهَا الْعَمَلُ ﴿تُثِيْرُ الْأَرْضَ﴾ لَيْسَتْ بِذَلُوْلٍ تُثِيْرُ الْأَرْضَ وَلَا تَعْمَلُ فِي الْحَرْثِ ﴿مُسَلَّمَةٌ﴾ مِنَ الْعُيُوْبِ ﴿لَا شِيَةَ﴾ بَيَاضٌ ﴿صَفْرَاءُ﴾ إِنْ شِئْتَ سَوْدَاءُ وَيُقَالُ صَفْرَاءُ كَقَوْلِهِ ﴿جِمَالَاتٌ صُفْرٌ﴾ ﴿فَادَّارَأْتُمْ﴾ اخْتَلَفْتُمْ.

ابوالعالیہ نے کہا کہ عوان کے معنی ہیں میانہ سال درمیان کم سن اور بوڑھے کے فَاقِعٌ کے معنی ہیں صاف لَا ذَلُوْلٌ کے معنی ہیں کہ کام نے اسے ذلیل نہیں کیا تُثِيْرُ الْأَرْضَ کی تفسیر ابوالعالیہ نے اس طرح کی ہے کہ وہ گائے محنتی نہیں کہ زمین میں ہل چلاتی ہو اور نہ کھیتی کا اور کوئی کام کرتی ہو۔ مُسَلَّمَةٌ کی تفسیر اس طرح ہے کہ سب عیبوں سے بچی ہوئی ہے اور بے عیب ہے۔ لَا شِيَةَ کی تفسیر بیاض سے کی ہے کہ اس کے زرد رنگ میں کوئی سفیدی اور داغ نہیں صَفْرَاءُ کے معنی اگر تو چاہے تو زرد کرے اور اگر چاہے تو سیاہ کرے یعنی ممکن ہے حمل کرنا صفرت کا اوپر معنی مشہور یعنی زردی کے اوپر معنی سیاہی کے مانند قول اللہ تعالیٰ کے جِمَالَاتٌ صُفْرٌ پس تحقیق وہ تفسیر کیا گیا ہے اس طرح کہ وہ زرد ہے مائل بسیاہی۔ فَادَّارَأْتُمْ کے معنی ہیں پھر تم نے جھگڑا کیا۔

بَابُ وَفَاةِ مُوْسٰى وَذِكْرِهٖ بَعْدُ

باب ہے بیان میں وفات موسیٰ علیہ السلام کے اور ذکر ان کے کا بعد وفات کے

۳۱۵۵ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا جَآءَهٗ صَكَّهٗ فَرَجَعَ إِلٰى رَبِّهٖ فَقَالَ أَرْسَلْتَنِيْ إِلٰى عَبْدٍ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ

۳۱۵۵ ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملک الموت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا یعنی تو اس نے کہا کہ اپنے رب کا کہا مان یعنی موت کو قبول کر سو جب ملک الموت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام ملک الموت کی آنکھ پر طمانچہ مارا یعنی تو اس کی آنکھ کو پھوڑ ڈالا اور ملک الموت لوگوں کے پاس ظاہر ہو کے آتا تھا تو فرشتہ اللہ کی طرف پلٹ گیا تو اس نے کہا کہ

قَالَ ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعَرَةٍ سَنَةٌ قَالَ أَيْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْآنَ قَالَ فَسَأَلَ اللّٰهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيْقِ تَحْتَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

اے الٰہی تو نے مجھ کو ایسے بندے کے پاس بھیجا جو موت کو نہیں چاہتا اور اس نے میری آنکھ پھوڑ ڈالی سو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ اس کو پھیر دی سو فرمایا کہ پلٹ جا میرے بندے کے پاس اور اس کو کہہ کہ اگر تو زندگی چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ بیل کی پیٹ پر رکھ سو تیرا ہاتھ جس قدر بالوں کو ڈھک لے گا تو جتنے بال ہوں گے اتنے برس تو زندہ رہے گا کہا اے میرے رب پھر کیا ہو گا کہا پھر آخر کو موت ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر یہی حال ہے تو ابھی ہی سہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا اللہ تعالیٰ سے کہ مجھ کو قریب کر دے پاک زمین سے یعنی بیت المقدس سے پتھر پھینکنے کی مسافت کے برابر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس مکان کے پاس ہوتا تو تم کو دکھلا دیتا موسیٰ علیہ السلام کی قبر جو راہ کے کنارے کی طرف ہے سرخ ٹیلے کے تلے۔

فائدہ: وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ فرشتوں نے موسیٰ علیہ السلام کا جنازہ پڑھا اور ان کو دفنایا اور ان کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی ابن خزیمہ نے کہا کہ بعض بدعتیوں نے اس حدیث سے انکار کیا ہے اور کہا اگر موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پہچان لیا تھا تو اس کو ذلیل جانا اور اگر اس کو نہیں پہچانا تھا تو ان سے آنکھ کا بدلہ کیوں نہ لیا گا اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی جان قبض کرنے کو نہیں بھیجا تھا بلکہ صرف آزمائش کے واسطے بھیجا تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے اس کو طمانچہ اس واسطے مارا کہ اس کو آدمی دیکھا بغیر اجازت ان کے گھر میں داخل ہوا اور نہ معلوم کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ وہ ملک الموت ہے اور جو کسی کے گھر میں بغیر اجازت دیکھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آنکھ پھوڑنی جائز رکھی ہے اور قرآن مجید میں ہے کہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو دونوں نے ان کو ابتداء میں نہ پہچانا اور اگر ابراہیم علیہ السلام ان کو پہچانتے تو ان کے آگے کھانا لا کر نہ رکھتے اور اگر لوط علیہ السلام ان کو پہچانتے تو اپنی قوم سے ان پر خوف نہ کرتے اور نووی نے کہا کہ نہیں منع ہے یہ کہ اجازت دی ہو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس طمانچہ میں واسطے امتحان ملطوم کے یعنی جس کو طمانچہ مارا گیا یعنی فرشتے کو اور ابن قتیبہ نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے تو وہ آنکھ پھوڑی تھی جو تخییل اور تمثیل تھی اور وہ حقیقی آنکھ نہ تھی اور معنی آنکھ پھوڑ دینے کے یہ ہیں کہ پھیرا اس کو حقیقی پیدائش اس کے کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ظاہر پر محمول ہے اور پھیر دی اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بشری

آنکھ تا کہ پھرے طرف موسیٰ علیہ السلام کے اوپر کمال صورت کے پس ہو گا یہ قوی ترجیح عبرت اپنی کے اور یہی بات معتمد ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرشتہ آدمی کی شکل بن جاتا ہے اور یہ بات کئی حدیثوں سے ثابت ہوتی ہے اور اس میں فضیلت ہے دفن ہونے کی پاک زمین میں اور اس کی شرح جنازے میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا کہ تجھ کو ہر بال کے بدلے ایک سال عمر ملے گی تو اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ جو دنیا باقی رہتی ہے وہ نہایت ہی بہت ہے اس واسطے کہ گنتی بالوں کی جن کو ہاتھ ڈھکے گا وہ مقدار ہے اس مدت کا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کے درمیان ہے دوبار اور زیادہ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز زیادت عمر کے۔ (فتح)

٣١٥٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ فِي قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهٖ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذٰلِكَ يَدَهٗ فَلَطَمَ الْيَهُوْدِيَّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهٖ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَإِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِيْ أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ.

٣١٥٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی کے درمیان لڑائی ہوئی تو مسلمان نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب عالم سے برگزیدہ کیا ایک قسم میں جس کے ساتھ قسم تھا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب جہان سے بہتر ہیں اور یہودی نے کہا قسم کھائی اور کہا قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان پر برگزیدہ کیا یعنی موسیٰ علیہ السلام سب عالم سے افضل ہیں تو مسلمان نے اس وقت ہاتھ اٹھا کر یہودی کو طمانچہ مارا تو یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور خبر دی آپ کو اپنی اور مسلمان کے واقعہ کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ لوگ صور کی آواز سے بیہوش ہو جائیں گے یعنی قیامت میں تو اول میں ہوش میں آؤں گا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح دیکھو گا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام بھی بیہوش ہونے والے لوگوں میں سے تھے سو مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا ہے یعنی اس آیت میں فصعق من فی السموات والارض الا من شاء اللہ۔

فائدہ: اور محل افاقے یعنی ہوش میں آنے کا دوسرے نفخہ کے بعد ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں صریح آچکا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سب لوگ قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے تو سب سے اول میری قبر پھٹے گی اور ممکن ہے

تطبیق اس پر کہ اول نفخے کے بعد سب خلقت کو بیہوشی ہو جائے گی زندے کو بھی اور مردے کو بھی اور وہ گھبراہٹ ہے
پھر اس کے بعد مردوں کو اور زیادہ گھبراہٹ ہو گی جس میں وہ ہیں اور واسطے زندوں کے موت پھر دوسری بار صور
پھونکا جائے گا واسطے جی اٹھنے کے تو سب زندہ ہو جائیں گے سو جو قبر میں ہو گا اس کی قبر پھٹ جائے گی اور وہ قبر سے
نکل آئے گا اور جو قبر میں نہ ہو گا اس کو اس کی کچھ حاجت نہ ہو گی اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دنیا میں قبر میں
دفن کیے گئے تھے پس صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو سرخ ٹیلے
کے پاس دیکھا کہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے تھے روایت کیا ہے اس کو بعد حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور شاید یہ اشارہ ہے
طرف اس چیز کے کہ میں نے تقریر کی اور اس پر یہ شبہ آتا ہے کہ تمام خلقت کس طرح بیہوش ہو گی اور حالانکہ مردوں
کو کچھ حس حرکت نہیں پس جواب دیا جاتا ہے مراد یہ ہے کہ بیہوش وہی ہوں گے جو زندہ ہیں اور اوپر جو مردے ہیں
پس وہ مستثنیٰ ہیں بیچ قول اللہ تعالیٰ الا من شاء اللہ یعنی مگر وہ شخص کہ پہلے مر چکا ہے کہ وہ بیہوش نہ ہو گا اور اسی کی
طرف میل کی ہے قرطبی نے اور نہیں معارض ہے اس کے جس اس حدیث میں وارد ہو چکا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بھی مستثنیٰ
ہیں اس واسطے کہ وہ پیغمبر زندہ ہیں نزدیک اللہ کے اگرچہ بہ نسبت اہل دنیا کے مردوں کی صورت میں ہیں اور تحقیق
ثابت ہو چکی ہے یہ بات واسطے شہیدوں کے اور نہیں شک ہے اس میں کہ پیغمبروں کا رتبہ شہیدوں سے بلند ہے تکمیل
گمان کیا ہے ابن حزم نے کہ قیامت کے دن صور چار بار پھونکا جائے گا پہلا نفخہ مارنے کا ہے کہ جو دنیا میں زندہ باقی
ہو گا وہ اس سے مر جائے گا اور دوسرا نفخہ زندہ کرنے کا ہے کہ ہر مردہ اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو گا اور پھیل پڑیں گے
قبروں سے اور جمع کیے جائیں گے واسطے حساب کے اور تیسرا نفخہ گھبراہٹ کا ہو گا اور بیہوشی کا ہے ہوش میں آئیں گے
اس سے مانند بیہوش کے نہیں مرے گا اس سے کوئی اور چوتھا نفخہ ہوش میں آنے کا ہے اس بیہوشی سے اور یہ بات ابن
حزم کی واضح نہیں بلکہ وہ فقط دو ہی نفخے ہیں اور صرف دو ہی بار صور پھونکا جائے گا اور واقع ہوا ہے تغائر بیچ ہر ایک
کے ان دونوں میں سے باعتبار سامع یعنی سننے والے اس کے پس پہلے نفخہ سے مر جائے گا ہر وہ شخص کہ زندہ ہو گا اور
بیہوش ہو جائے گا وہ شخص کہ نہیں مرا جس کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا ہے اور دوسرے نفخے سے جو مرا ہوا ہو گا وہ زندہ ہو
جائے گا اور جو بیہوش ہو گا وہ ہوش میں آجائے گا اور علماء نے کہا کہ پیغمبروں میں ایک دوسرے پر فضیلت دینے سے
جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے تو یہ صرف اس شخص کو منع کیا ہے جو اپنی رائے سے کہے نہ جو دلیل سے کہے یا فضیلت
دے اس طرح سے کہ مفضول کی تنقیص کی طرف پہنچائے یا جھگڑے یا عداوت کی طرف پہنچائے یا مراد یہ ہے کہ نہ
فضیلت دو ساتھ ہر قسم فضیلت کے اس طور سے کہ مفضول کے واسطے کوئی فضیلت باقی نہ رہی پس امام مثلاً جب ہم
کہیں کہ وہ افضل ہے مؤذن سے تو نہیں مستلزم ہے یہ تنقیص فضیلت مؤذن کو بہ نسبت اذان کے اور بعض کہتے ہیں کہ
نہی فقط نفس نبوت کے حق میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں فرق کرتے ہم درمیان کسی کے اس کے رسولوں

سے اور منع کیا تفضیل بعض انبیاء سے بعض پر واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ یہ رسول ہیں فضیلت دی ہم نے بعضوں کو بعضوں پر۔ (فتح)

۳۱۵۷ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى أَنْتَ آدَمُ الَّذِيْ أَخْرَجَتْكَ خَطِيْئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ لَهٗ آدَمُ أَنْتَ مُوْسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ ثُمَّ تَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى مَرَّتَيْنِ.

۳۱۵۷ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بحث کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے سو موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تو وہی آدم علیہ السلام ہے کہ تجھ کو تیرے گناہ نے تجھ کو بہشت سے نکالا آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تو وہی موسیٰ علیہ السلام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اپنی رسالت اور کلام سے برگزیدہ کیا تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اور الزام دیتا ہے اس کام پر جو میری تقدیر میں لکھا گیا تھا میرے پیدا ہونے سے پہلے تو جیت گئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے دو بار فرمایا۔

فائدہ: اور غرض اس سے گواہی آدم علیہ السلام کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو برگزیدہ کیا۔

۳۱۵۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِيْ قَوْمِهٖ.

۳۱۵۸ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے سو فرمایا کہ میرے سامنے کی گئیں اگلی امتیں سو میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی کہ اس نے آسمان کا کنارہ ڈھانک لیا سو کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہے اپنی قوم میں۔

فائدہ: یہ حدیث ساری ساتھ شرح کے رقاق میں آئے گی اور اس میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بعد سب امتوں سے بہت ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ إِلٰى

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بیان کی اللہ عزوجل نے ایک مثال ایمان والوں کو عورت فرعون کی۔ آخر

قَوْلِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ﴾. آیت تک۔

فائدہ: اور غرض اس ترجمہ سے ذکر آسیہ کا ہے اور وہ فرعون کی عورت تھی بعض کہتے ہیں کہ وہ بنی اسرائیل سے تھی اور بعض کہتے ہیں کہ عمالقہ سے اور بعض کہتے کہ موسیٰ علیہ السلام کی پھوپھی تھی اور بعض کہتے کہ فرعون کے چچا کی بیٹی تھی اور مریم کا ذکر آئندہ آئے گا۔ (فتح)

٣١٥٩ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

٣١٥٩ ـ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے اور عورتوں سے آسیہ فرعون کی عورت اور مریم عمران کی بیٹی کے سوا کوئی عورت کمال کو نہیں پہنچی اور بیشک فضیلت عائشہ کی عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

فائدہ: ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں کہ روٹی کو شوربے میں بھگویا ہو۔ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حصر کے کہ وہ دونوں عورتیں پیغمبر ہیں اس واسطے کہ اکمل قسم آدمی کے پیغمبر ہیں پھر ولی اور صدیق اور شہید سو اگر دونوں پیغمبر نہ ہوتیں تو البتہ لازم آتا کہ عورتوں میں نہ ولی ہوں اور نہ صدیق اور نہ شہید اور واقع یہ ہے کہ یہ صفتیں بہت عورتوں میں موجود ہیں پس گویا کہ فرمایا کہ نہیں پیغمبر ہوئیں عورتوں سے مگر فلانی اور فلانی اور اگر فرماتے کہ نہیں ثابت ہوئی صفت ولایت یا صداقت یا شہادت کی مگر واسطے فلانے اور فلانے کے تو یہ کہنا صحیح نہ ہوتا واسطے موجود ہونے اس کے کے ان کے غیر میں بھی مگر یہ کہ ہو مراد حدیث میں کمال سوائے پیغمبروں کے پس نہ تمام ہو گی دلیل اوپر اس کے اس سبب سے اس بنا پر پس وہ عورتیں ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے گزر چکیں اور نہیں تعرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی کے عورتوں سے مگر واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور نہیں اس میں تصریح ساتھ فضیلت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے غیر پر اس واسطے کہ فضیلت ثرید کی اور کھانے پر سوائے اس کے نہیں کہ اس میں محنت کم ہوئی ہے اور جلد ہضم ہو جاتا اور اجل کھانا ان کا اس وقت یہی تھا اور کل یہ خصلتیں نہیں مستلزم ہیں ثبوت فضیلت کو واسطے اس کے ہر جہت سے پس کبھی ہوتا ہے مفضول فضیلت بہ نسبت اپنے غیر کے اور جہتوں سے اور اس حدیث میں اتنا اور لفظ زیادہ وارد ہوا ہے کہ مریم علیہا السلام اور خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سب عورتوں سے افضل ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بہشتی عورتوں میں افضل خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور مریم اور آسیہ ہیں اور اس

مسئلے کی تفصیل مناقب میں آئے گی اور قرطبی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ مریم نبیہ ہے اس واسطے کہ وحی کی طرف اس کے اللہ تعالیٰ نے ساتھ واسطہ فرشتے کے اور آسیہ پس نہیں ہے کوئی چیز جو دلالت کرے اس کے نبی ہونے پر اور کرمانی نے کہا کہ نہیں لازم آتا لفظ کمال سے ثبوت نبوت اس کی کا اس واسطے کہ وہ اطلاق کیا جاتا ہے واسطے تمام ہونے شے کے اور منتہی ہونے اس کے اپنے باب میں پس مراد پہنچنا اس کا نہایت کو ہے تمام فضائل میں جو عورتوں کے واسطے ہیں اور تحقیق نقل کیا گیا ہے اجماع اوپر عدم نبوت عورتوں کے اس طرح کہا ہے اس نے اور اشعری سے منقول ہے کہ چھ عورتیں نبی ہیں حوا سارہ اور ماں موسیٰ علیہ السلام کی اور ہاجرہ اور آسیہ اور مریم اور ضابطہ اس کے نزدیک یہ ہے کہ جس کے پاس فرشتہ آئے اللہ کی طرف سے ساتھ امر کے یا نہی کے یا اعلام کے تو وہ نبی ہے اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے آنا فرشتے کا واسطے ان لوگوں کے ساتھ امروں مختلف کے اللہ کے نزدیک سے اور واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ وحی کرنے کے طرف بعض عورتوں کے قرآن میں اور ذکر کیا ابن حزم نے ملل اور نحل میں کہ نہیں پیدا ہوئی نزاع اس مسئلے میں مگر بیچ زمانے اس کے کے قرطبہ میں اور تیسرا قول بھی ان سے محکی ہے اور مانعین کی حجت یہ آیت ہے وما ارسلنا من قبلك الا رجالا اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ کسی نے ادن میں رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور کلام تو فقط نبوت میں ہے اور صریح تر اس میں قصہ مریم کا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے قصے میں وہ چیز وارد ہوئی ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر ثابت ہونے نبوت کے واسطے اس کے کہ جلدی کی اس نے ساتھ ڈال دینے بچے اپنے کے دریا میں مجرد وحی سے اور آسیہ فرعون کی عورت کے فضائل سے ہے کہ اختیار کیا اس نے قتل ہونے کو ملک پر اور دنیا کے عذاب کو ان نعمتوں پر کہ اس میں تھیں۔ (فتح)

بَابُ ﴿إِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى﴾ الْاٰيَةَ

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ البتہ قارون تھا موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے آخر تک

فائدہ: قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کا بیٹا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ چچا تھا اور پہلا قول صحیح ہے اختلاف ہے قارون کی بغاوت میں بعض کہتے ہیں کہ حسد سے کہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کیوں ملی اس واسطے کہ وہ کہتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پیغمبری لے گئے اور میرے واسطے کوئی چیز باقی نہیں رہی اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے ایک حرام کار عورت کو سکھایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ساتھ حرام کاری کی تہمت لگا تو اس عورت نے سچ سچ کہہ دیا کہ قارون نے مجھ کو سکھایا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تکبر سے اس واسطے کہ سرکشی کی اس نے ساتھ زیادہ اپنے مال کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اول ہے جس نے کپڑا لمبا کیا یہاں تک کہ اس کے قد سے ایک بالشت بھر بڑھ گیا۔ (فتح)

﴿لَتَنُوْءُ﴾ لَتُثْقِلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أُولِي الْقُوَّةِ لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ

لتنوء کے معنی ہیں کہ بھاری ہوتی تھیں اس کی کنجیاں کئی مرد زور آور پر۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں

اٹھاتی تھی ان کو ایک جماعت مردوں کی یعنی مراد عصبہ سے مرد ہے۔

فائدہ: اور عصبہ میں اختلاف بعض کہتے ہیں کہ عصبہ دس مرد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ پندرہ اور بعض کہتے ہیں چالیس اور بعض کہتے ہیں دس سے چالیس تک۔ (فتح)

يُقَالُ ﴿الْفَرِحِيْنَ﴾ الْمَرِحِيْنَ ﴿وَيْكَأَنَّ اللّٰهَ﴾ مِثْلُ أَلَمْ تَرَ ﴿أَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ﴾ وَيُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ.

کہا جاتا ہے کہ فرحین کے معنی ہیں مرحین یعنی اترتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر نہیں کرتے۔ ویکان اللہ کے معنی ہیں کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ کھولتا ہے روزی جس کو چاہے اور روکتا ہے یعنی فراخ کرتا ہے روزی کو اوپر اس کے اور تنگ کرتا ہے۔

تنبیہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قارون کے قصے میں ان اثروں کے سوا اور کچھ ذکر نہیں کیا اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے کہتے تھے کہ اللہ تم کو اس طرح فرماتا ہے یہاں تک کہ داخل ہوا ان پر ان کے مالوں میں تو یہ قارون پر دشوار گزرا تو قارون نے بنی اسرائیل سے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کہتا ہے کہ جو حرام کاری کرے وہ سنگسار کیا جائے تو آؤ ہم ایک حرام کار عورت کے واسطے کچھ مقرر کریں تا کہ وہ کہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ حرام کاری کی ہے پس سنگسار کیا جائے گا اور ہم اس سے آرام پائیں گے تو انہوں نے یہ کام کیا سو جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کو وعظ کیا تو قارون نے کہا اگرچہ تو ہی ایسا ہو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگرچہ میں ہوں تو انہوں نے کہا کہ تو نے حرام کیا ہے تو موسیٰ علیہ السلام غمناک ہوئے پھر انہوں نے عورت کو بلا بھیجا سو جب وہ تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو بڑی قسم دی اور کہا کہ قسم ہے تجھ کو اس کی جس نے بنی اسرائیل کے واسطے دریا کو پھاڑ دیا کہ سچ سچ کہہ تو اس عورت نے سچ کہا تو موسیٰ علیہ السلام روتے ہوئے سجدے میں گر پڑے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں نے زمین تیرے حکم میں دی سو حکم کر اس کو جو چاہے تو موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم کیا سو دھنسایا گیا زمین میں قارون کو اور اس کے ساتھیوں کو اور کہتے ہیں کہ قارون نے بہت بیشمار مال جمع کیا ہوا تھا یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں چمڑے کی تھیں ان کو چالیس خچریں اٹھاتی تھیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ بھیجا ہم نے طرف مدین کے ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو

فائدہ: شعیب علیہ السلام کے باپ کا نام میکیل تھا اور مدین ان کا بڑا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایمان لایا تھا جب کہ جلائے گئے آگ میں۔

إِلٰى أَهْلِ مَدْيَنَ لِأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ وَّمِثْلُهُ ﴿وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ﴾ وَاسْأَلِ الْعِيرَ يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَأَهْلَ الْعِيرِ ﴿وَرَآئَكُمْ ظِهْرِيًّا﴾ لَمْ يَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ يُقَالُ إِذَا لَمْ يَقْضِ حَاجَتَهُ ظَهَرْتَ حَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا قَالَ الظِّهْرِيُّ أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ وِعَآءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ مَكَانَتُهُمْ وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ.

یعنی آیت مذکور میں مدین سے مراد رہنے والے مدین کے ہیں اس واسطے کہ مدین شہر کا نام ہے اور مثل اس کے ہے یہ آیت وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ وَاسْئَلِ الْعِيرَ میں پوچھ گاؤں والوں سے اور قافلے والوں سے۔ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا کے معنی ہیں کہ تم اس کو مڑ کر نہیں دیکھتے۔ اور کہا جاتا ہے جب تو اس کے حاجت ادا نہ کرے کہ تو نے میری حاجت پس پشت ڈال دی اور تو نے مجھ کو پس پشت ڈالا۔ ظهری کے معنی یہ ہیں کہ لے تو ساتھ اپنے چوپایہ یا برتن کہ قوت پکڑے تو ساتھ اس کے۔ مكانتكم اور مكانكم ان دونوں لفظوں کے معنی ایک ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُم۔

﴿يَغْنَوْا﴾ يَعِيشُوْا — يَغْنَوْا کے معنی ہیں زندہ رہے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے كَانْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا یعنی جیسے نہ اترے تھے اس میں۔

﴿تَأْسَ﴾ تَحْزَنْ — تاس کے معنی ہیں کہ غم نہ کھا

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ یعنی تو غم نہ کھا بے حکم لوگوں پر۔

﴿آسٰى﴾ أَحْزَنُ — یعنی اسی کے معنی ہیں احزن

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فكيف اسى یعنی پس کس طرح غم کھاؤں میں۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيْمُ﴾ يَسْتَهْزِئُوْنَ بِهِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَيْكَةُ الْأَيْكَةُ ﴿يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾ إِظْلَالُ الْغَمَامِ الْعَذَابَ عَلَيْهِمْ.

اور کہا حسن نے کہ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ اس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے۔ اور کہا مجاہد نے ليكه سے مراد ايكه ہے یعنی دوزخیوں کا بن۔ مراد يوم الظلة سے اتارنا عذاب کا اوپر ان کے۔

فائدہ: مراد ان دونوں آیتوں کی تفسیر ہے كَذَّبَ اَصْحَابُ الْاَيْكَةِ اور عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ۔

تنبیہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ شعیب علیہ السلام کے قصے میں سوائے ان اثروں کے اور کچھ ذکر نہیں کیا اور تحقیق ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قصہ اس کا سورۂ اعراف اور ہود اور شعرا وغیرہ میں اور قتادہ سے روایت ہے کہ شعیب علیہ السلام دو امتوں کی طرف پیغمبر کر کے بھیجے گئے مدین والوں کی طرف اور اصحاب ایکہ کی طرف اور ترجیح دی گئی ہے اس قول کو اس طرح

کہ وصف کیا گیا ہے وہ بیچ اصحاب مدین کے ساتھ اس کے کہ وہ ان کا بھائی ہے بخلاف اصحاب ایکہ کے یعنی بن والوں کے اور کہا بیچ حق اصحاب مدین کے کہ پکڑا ان کو رجفہ اور صیحہ نے اور اصحاب ایکہ کے کہ پکڑا ان کو عذاب یوم ظلہ کے نے اور جمہور اس پر ہیں کہ مدین والے وہی ایکہ والے ہیں اور جواب دیا ہے انہوں نے اس طرح کہ جب ایکہ کی عبادت کرتے تھے تو مناسب ہوا یہ کہ اخوت کو ذکر نہ کیا جائے اور ثانی وجہ سے یہ جواب ہے کہ کہ مغایرت انواع عذاب میں اگر معذبین کی مغایرت کو چاہتی ہے تو چاہیے کہ جو رجفہ کے ساتھ عذاب کیے گئے تھے وہ غیر ہوں ان لوگوں کے جو صیحہ کے ساتھ عذاب کے گئے اور حق یہ ہے کہ تمام قسم کا عذاب ان کو پہنچا تھا پس تحقیق پہنچی ان کو گرمی سخت تو گھروں سے نکلے پھر سایہ کیا ان کو ایک بدلی نے تو سب اس کے نیچے جمع ہوئے پھر کانپی ساتھ ان کے زمین تلے ان کے سے اور پکڑا ان کو سخت آواز نے اوپر سے اور اس کا بیان آئندہ آئے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ إِلٰى قَوْلِهِ وَهُوَ مُلِيْمٌ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ مُّذْنِبٌ الْمَشْحُوْنُ الْمُوْقَرُ ﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ﴾ الْأٰيَةَ ﴿فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَآءِ﴾ بِوَجْهِ الْأَرْضِ ﴿وَهُوَ سَقِيْمٌ وَّأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ﴾ مِنْ غَيْرِ ذَاتِ أَصْلٍ الدُّبَّاءِ وَنَحْوِهِ ﴿وَأَرْسَلْنَاهُ إِلٰى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيْدُوْنَ فَآمَنُوْا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلٰى حِيْنٍ﴾ ﴿وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ إِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ﴾ ﴿كَظِيْمٌ﴾ وَهُوَ مَغْمُوْمٌ.

یعنی باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بیشک یونس علیہ السلام ہے رسولوں میں سے مُلِیْمٌ تک اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مُلِیْمٌ کے معنی ہیں گنہگار مَشْحُوْنُ کے معنی ہیں بوجھ دار فلولا الایة یعنی پس اگر نہ ہوتا یونس علیہ السلام تسبیح کہنے والوں سے آخر آیت تک ڈال دیا ہم نے اس کو عرا پر یعنی روئے زمین پر اور اگایا ہم نے اس پر درخت یَّقْطِیْنٍ سے جس کی نالی نہیں ہوتی جیسے کہ کدو اور مانند اس کے جیسے ککڑی وغیرہ یعنی اور بھیجا ہم نے اس کو طرف لاکھ آدمی کے بلکہ زیادہ کے سو ایمان لائے وہ ساتھ اس کے تو فائدہ دیا ہم نے ان کو ایک وقت تک یعنی اور مَکْظُوْمٌ کے معنی اس آیت میں غمناک ہیں۔

٣١٦٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ ح حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ

٣١٦٠۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز کوئی یوں نہ کہے کہ البتہ میں بہتر ہوں حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر متی کے بیٹے سے۔

أَحَدُكُمْ إِنِّيْ خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ زَادَ مُسَدَّدٌ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

۳۱۶۱ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ إِنِّيْ خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهٗ إِلٰى أَبِيْهِ.

۳۱۶۱ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لائق نہیں کسی کو یہ کہ کہے کہ میں یونس علیہ السلام پیغمبر متی کے بیٹے سے بہتر ہوں اور منسوب کیا ہے اس کو راوی نے طرف باپ کے۔

فائدہ: پس اس میں رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ متی ان کی ماں کا نام ہے اور وجہ ان کے بہتر ہونے کی یہ ہے کہ انہوں نے اندھیروں میں اللہ تعالیٰ کی پاکی کہی ہے اور علماء نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بطور تواضع کے کہی ہے اگر اس کو معلوم کرنے کے بعد کہی ہو کہ آپ سب خلقت سے افضل ہیں اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات معلوم کرنے سے پہلے کہی ہو تو اس میں کچھ اشکال نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ خالص کیے گئے یونس علیہ السلام ساتھ ذکر کے واسطے اس چیز کے کہ خوف کیا جاتا ہے اس پر جو ان کا قصہ سنے یہ کہ واقع ہو اس کے دل میں تنقیص ان کی پس مبالغہ کیا بیچ ذکر کرنے فضیلت ان کی کے واسطے بند کرنے اس ذریعہ کے اور تحقیق روایت کیا ہے قصہ اس کا سدی نے اپنی تفسیر میں ابن مسعود وغیرہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو اہل نینوی کی طرف پیغمبر کر کے بھیجا اور وہ زمین موصل سے ہے تو ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا تو وعدہ دیا ان کو یونس علیہ السلام نے ساتھ اترنے عذاب کے وقت معین میں اور نکلا ان کے درمیان سے ساتھ غصے کے سو جب انہوں نے عذاب کی نشانیاں دیکھیں تو گڑگڑائے اور نہایت عاجزی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور عذاب ان سے دور ہوا اور صبح کو یونس علیہ السلام گاؤں پر جھانکے دیکھا کہ ان پر عذاب نہیں اترا اور ان کی شریعت میں تھا کہ جو جھوٹ بولے وہ قتل کیا جائے تو چلے یونس علیہ السلام غصے سے یہاں تک کہ کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی چلنے سے ٹھہر گئی تو یونس علیہ السلام نے کہا کہ تمہارے ساتھ ایک غلام ہے اپنے آقا سے بھاگا ہوا اور کشتی نہیں چلے گی یہاں تک کہ اس کو ڈالو تو انہوں نے کہا نہیں ڈالیں گے ہم تم کو اے نبی اللہ کے پھر انہوں نے قرعہ ڈالا تو تین بار یونس علیہ السلام کا ہی نام نکلا تو کشتی والوں نے ان کو دریا میں ڈال دیا تو نگل گئی ان کو مچھلی اور ان کو دریا کے گہراؤ میں لے پہنچی تو سنی یونس علیہ السلام نے تسبیح پتھروں کی سو پکارا اندھیروں میں کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے مگر تو اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم کیا کہ یونس علیہ السلام کی کوئی ہڈی نہ توڑے اور نہ اس کا گوشت چھیلے پھر فرشتوں نے یونس علیہ السلام کی سفارش کی تو مچھلی کو حکم ہوا تو اس نے اس کو کنارے پر ڈال دیا مانند بچے جانور

کے جس پر کوئی پر نہ ہو اور یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن یا سات دن یا تین دن رہے۔

٣١٦٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا يَهُودِيٌّ يَعْرِضُ سِلْعَتَهُ أُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا كَرِهَهُ فَقَالَ لَا وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ فَسَمِعَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَامَ فَلَطَمَ وَجْهَهُ وَقَالَ تَقُولُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَذَهَبَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ لِي ذِمَّةً وَّعَهْدًا فَمَا بَالُ فُلَانٍ لَطَمَ وَجْهِي فَقَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ فَذَكَرَهُ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُفَضِّلُوا بَيْنَ أَنْبِيَاءِ اللهِ فَإِنَّهُ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللهُ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَحُوسِبَ بِصَعْقَتِهِ يَوْمَ الطُّورِ أَمْ بُعِثَ قَبْلِي وَلَا أَقُولُ إِنَّ أَحَدًا أَفْضَلُ مِنْ يُّونُسَ بْنِ مَتّٰى.

٣١٦٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں ایک یہودی اپنا اسباب بیچنے کے واسطے دکھاتا تھا کہ دیا گیا بدلے اس کے ایک چیز جس کو اس نے برا جانا تو یہودی نے کہا کہ مجھ کو قبول نہیں ہے قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سب بندوں میں برگزیدہ کیا تو ایک انصاری مرد نے یہ بات سنی تو اس نے یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا کہ تو کہتا ہے کہ قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سب بندوں سے برگزیدہ کیا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ہیں تو وہ یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا کہ اے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم میرے واسطے ذمہ اور عہد ہے سو کیا حال ہے فلانے کا کہ اس نے میرے منہ پر طمانچہ مارا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کو طمانچہ کیوں نہ مارا سو اس نے قصہ ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں غصے کا اثر دیکھا گیا پھر فرمایا کہ اللہ کے پیغمبروں کو آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو پس تحقیق شان یہ ہے کہ صور پھونکا جائے گا سو بیہوش ہو جائے گا جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں مگر جس کو چاہے اللہ پھر پھونکا جائے گا دوسری بار تو اول میں ہوش میں آؤں گا پھر دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ کوہ طور کے دن کی ان کی بیہوشی مجرا ہوگئی یا مجھ سے پہلے ہوش میں آئے اور میں نہیں کہتا کہ کوئی یونس بن متی سے بہتر ہے۔

٣١٦٣ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

٣١٦٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لائق نہیں کسی کو یہ کہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

بَابُ ﴿وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ﴾ يَتَعَدَّوْنَ يُجَاوِزُوْنَ فِي السَّبْتِ ﴿إِذْ تَأْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا﴾ شَوَارِعَ ﴿وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ﴾ بَئِيْسٌ شَدِيْدٌ.

یعنی پوچھ ان سے احوال اس بستی کا جو تھے کنارے دریا کے جب حد سے بڑھنے لگے ہفتے کے حکم میں جب آنے لگی ان کے پاس مچھلیاں ان کے ہفتے کے دن پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہ ہو نہ آئیں خَاسِئِيْنَ تک اور بَئِيْسٌ کے معنی سخت ہیں۔

فائدہ: جمہور اس پر ہیں کہ مراد بستی مذکور سے ایلہ ہے جو مکے اور مصر کے درمیان ہے اور بعض کہتے ہیں کہ طبریہ ہے۔

تنبیہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصے میں کوئی حدیث مسند بیان نہیں کی اور عبدالرزاق وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ہفتے والے ایلہ میں رہتے تھے اور یہ کہ جب انہوں نے مچھلیوں کے پکڑنے کے واسطے حیلہ کیا اس طرح کہ ہفتے کے دن انہوں نے جال لگا دیے پھر اتوار کے دن شکار کیا تو ایک گروہ نے ان پر انکار کیا اور ان کو منع کیا تو اور گروہ نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو اور آؤ ہم تم ان سے جدا ہو جائیں تو ایک دن صبح کو اٹھے تو دیکھا کہ جو حد سے بڑھ گئے تھے انہوں نے اپنے دروازے نہیں کھولے تو انہوں نے ایک مرد کو حکم کیا کہ سیڑھی پر چڑھ کر دیکھ تو وہ ان پر جھانکا تو ان کو دیکھا کہ وہ سب بندر ہو گئے پھر سالم گروہ ان پر داخل ہو تو وہ ان کے ساتھ پناہ پکڑنے لگے اور مانعین نے کہا کہ کیا ہم نے تم کو منع نہیں کیا تھا کیا ہم نے تم کو منع نہیں کیا تھا تو اپنے سروں سے اشارہ کرتے تھے کہ ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر چند روز کے بعد وہ سب مر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ جو جوان تھے وہ بندر ہو گئے تھے اور جو بوڑھے تھے وہ سور ہو گئے تھے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُوْرًا﴾ اَلزُّبُرُ الْكُتُبُ وَاحِدُهَا زَبُوْرٌ زَبَرْتُ كَتَبْتُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ دی ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور یعنی زبر کے معنی ہیں کتابیں اس کا واحد زبور ہے زبرت کتبت یعنی زبرت کے معنی ہیں لکھا میں نے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فی زبر الاولین۔

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ أَوِّبِيْ مَعَهٗ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ سَبِّحِيْ مَعَهٗ ﴿وَالطَّيْرَ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ﴾ اَلدُّرُوْعَ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے دی داؤد علیہ السلام کو اپنی طرف سے بڑائی اے پہاڑو تسبیح پڑھو ساتھ اس کے اور اڑتے جانور اور نرم کر دیا ہم نے اس کے واسطے لوہا کہ

﴿وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ﴾ الْمَسَامِيرِ وَالْحَلَقِ وَلَا يُدِقَّ الْمِسْمَارَ فَيَتَسَلْسَلَ وَلَا يُعَظِّمْ فَيَفْصِمَ ﴿وَاعْمَلُوْا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ بَسْطَةً زِيَادَةً وَ فَضْلًا.

بنا کشادہ زرہیں اور اندازے سے جوڑ کڑیاں یعنی میخیں اور حلقے یعنی نہ پتلی کر میخیں پس جاری ہوں ہلتی رہیں اور محکم نہ ہوں اور نہ بڑی کر میخیں پس ٹوٹ جائیں۔ یعنی افرغ انزل کے معنی ہیں اتار یعنی بسطة کے معنی ہیں زیادتی اور فضیلت۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ان اللہ اصطفٰه علیکم و زادہ بسطة اور یہ دونوں کلمے طالوت کے قصے میں واقع ہیں اور گویا کہ ذکر کیا ہے اس کو واسطے اس چیز کے کہ تھا اخیر اس کا متعلق ساتھ قصے داؤد علیہ السلام کے پس اشارہ کیا طرف قصے طالوت کے اور تحقیق بیان کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں۔

٣١٦٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ رَوَاهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۱۶۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہلکا اور آسان ہو گیا تھا داؤد علیہ السلام پر قرآن سو وہ اپنی سواریوں کو کسنے کا حکم کرتے تھے تو قرآن کو زین کسنے سے پہلے پڑھ چکتے تھے اور نہ کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے کسب سے۔

فائدہ: اور مراد قرآن سے قرات ہے اور بعض کہتے ہیں کہ زبور ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تورات ہے اور پہلی بات اقرب ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ تردد کیا زبور اور تورات میں اس واسطے کہ زبور کل وعظ ہے اور وہ احکام کو تورات سے لیا کرتے تھے اور کہا قتادہ نے کہ زبور ایک سو پچاس سورتیں ہیں سب وعظ ہیں نہیں اس میں حلال اور نہ حرام اور نہ فرائض اور نہ حدیں بلکہ تھا اعتماد اس کا تورات پر روایت کی یہ حدیث ابن ابی حاتم وغیرہ نے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برکت واقع ہوتی ہے زمانے تھوڑے میں یہاں تک کہ واقع ہوتا ہے اس میں عمل کثیر نووی نے کہا کہ جو زیادہ زیادہ ہم کو اس قسم سے پہنچا ہے وہ شخص ہے جو چار ختم دن کو کرتا تھا اور چار رات کو اور بعض صوفیوں نے اس سے زیادہ بھی دعوی کیا ہے اور یہ جو کہا کہ اپنے ہاتھ کے کسب سے کھاتے تھے تو اس میں دلیل ہے کہ یہ افضل ہے سب کسبوں سے۔ (فتح)

٣١٦٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ أَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَأَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَأَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ قُلْتُ قَدْ قُلْتُهُ قَالَ إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قَالَ قُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ قُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ.

۳۱۶۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی کہ میں کہتا ہوں کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں البتہ دن کو روزہ رکھا کروں گا اور رات بھر نماز پڑھا کروں گا جب تک کہ جیتا رہوں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ تو ہی کہتا ہے کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کروں گا اور رات بھر نماز پڑھا کروں گا میں نے کہ تحقیق میں نے یہ بات کہی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تجھ سے یہ نہ ہو سکے گا سو کبھی روزہ رکھ اور کبھی نہ رکھ اور رات کو نماز پڑھ اور سو یا بھی کر اور روزہ رکھا کر ہر مہینے سے تین دن سو بیشک ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے اور یہ ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہے میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھ اور دو دن نہ رکھ میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ اور یہ داؤد کا روزہ ہے اور یہ افضل روزہ ہے میں نے کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی روزہ اس سے افضل نہیں۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے روزہ داؤد کا ہے۔

٣١٦٦ - حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أُنَبَّأْ أَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ

۳۱۶۶۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو رات بھر نماز پڑھا کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھا کرتا ہے میں نے کہا کہ ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اگر تو یوں ہی کرے گا تو تیری دونوں آنکھیں کمزوری سے اندر گھس جائیں

النَّهَارَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ الْعَيْنُ وَنَفِهَتْ النَّفْسُ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ أَوْ كَصَوْمِ الدَّهْرِ قُلْتُ إِنِّيْ أَجِدُ بِيْ قَالَ مِسْعَرٌ يَعْنِيْ قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَّلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى.

گی اور تیری جان ضعیف ہو جائے گی روزہ رکھا کر ہر مہینے سے تین دن کہ یہ ہمیشہ کے روزے کے برابر ہے میں نے کہا کہ میں اپنے بدن میں قوت پاتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے روزے کی طرح روزہ رکھ کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے اور نہ بھاگتے تھے جبکہ دشمن سے ملتے تھے یعنی جہاد میں۔

فائدہ: اس سے بھی غرض داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔

بَابُ أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوٗدَ وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوٗدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ عَلِيٌّ وَّهُوَ قَوْلُ عَائِشَةَ مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِيْ إِلَّا نَائِمًا.

نہایت پیاری نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک داؤد علیہ السلام کی نماز ہے کہ آدھی رات تک تو وہ سوتے تھے اور تہائی رات وہ تہجد کی نماز پڑھتے تھے اور جب چھٹا حصہ رات کا باقی رہتا تھا تو پھر سو رہتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے کہا علی رضی اللہ عنہ نے اور یہی قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ نہیں پایا حضرت ﷺ کو پچھلی رات نے نزدیک میرے مگر سونے والے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے بیان کرنا مراد کا ہے اس قول سے کہ چھٹا حصہ سوتے تھے یعنی اخیر چھٹا حصہ رات کا اور گویا کہ فرمایا کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے موافق ہے۔

٣١٦٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوٗدَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَّأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوٗدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ.

٣١٦٧۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ نہایت پیارہ روزہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک داؤد علیہ السلام کا ہے کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے اور نہایت پیاری نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک داؤد علیہ السلام کی نماز ہے کہ وہ آدھی رات تک تو سوتے تھے اور تہائی رات نماز پڑھتے تھے اور رات کا اخیر چھٹا حصہ سوتے تھے۔

بَابُ ﴿ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ إِلَى قَوْلِهِ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ یاد کر ہمارے بندے داؤد علیہ السلام صاحب قوت کو وہ تھا رجوع کرنے والا ہم نے تابع کیے پہاڑ اس کے ساتھ پاکی بولتے صبح اور شام کو اور اڑتے جانور جمع ہو کر سب تھے اس کے آگے رجوع رہتے اور زور دیا ہم نے اس کی سلطنت کو اور دی اس کو تدبیر اور فیصلہ بات کا۔

فائدہ: اور تھے داؤد علیہ السلام موصوف ساتھ نہایت شجاعت اور دلیری کے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ الْفَهْمُ فِي الْقَضَآءِ ﴿وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ﴾ إِلَى ﴿وَلَا تُشْطِطْ﴾ لَا تُسْرِفْ ﴿وَاهْدِنَا إِلَى سَوَآءِ الصِّرَاطِ إِنَّ هٰذَا أَخِيْ لَهُ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً﴾ يُقَالُ لِلْمَرْأَةِ نَعْجَةٌ وَّيُقَالُ لَهَا أَيْضًا شَاةٌ ﴿وَلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيْهَا﴾ مِثْلُ ﴿وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّاءُ﴾ ضَمَّهَا ﴿وَعَزَّنِيْ﴾ غَلَبَنِيْ صَارَ أَعَزَّ مِنِّيْ أَعْزَزْتُهُ جَعَلْتُهُ عَزِيْزًا ﴿فِي الْخِطَابِ﴾ يُقَالُ الْمُحَاوَرَةُ ﴿قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَى نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ﴾ الشُّرَكَآءِ ﴿لَيَبْغِيْ إِلَى قَوْلِهِ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اخْتَبَرْنَاهُ وَقَرَأَ عُمَرُ فَتَّنَّاهُ بِتَشْدِيْدِ التَّاءِ ﴿فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّأَنَابَ﴾.

اور کہا مجاہد نے کہ فصل خطاب کے معنے ہیں سمجھ فیصلے میں اور ایک روایت میں ہے کہ عدل حکم میں۔ تُشْطِطْ کے معنی ہیں زیادتی اور ظلم نہ کر اور بتادے ہم کو سیدھی راہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ہیں ننانوے دنبیاں کہا جاتا ہے واسطے عورت کی دنبی اور اس کو بکری بھی کہا جاتا ہے اور میرے پاس ایک دنبی ہے تو کہتا ہے کہ حوالے کر دے مجھ کو ایک دنبی مثل اس آیت کے۔ جوڑا اس کو زکریا نے ساتھ اپنے اور عَزَّنِیْ کے معنی ہیں غالب ہوا مجھ پر غالب ہوا مجھ سے اور أَعْزَزْتُهُ کے معنی ہیں کیا میں نے اس کو عزیز اور فی الخطاب کے معنی ہیں محاورت یعنی ایک دوسری بات چیت کرنے داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ظلم کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی ملانے کو اپنی دنبیوں میں اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر۔ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فَتَنَّاهُ کے معنی ہیں کہ ہم نے اس کو آزمایا اور جانچا اور پڑھا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے فَتَّنَّاهُ ساتھ تشدید ت کے۔ پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے اور گرا جھک کر اور رجوع ہوا۔

٣١٦٨ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ

٣١٦٨۔ مجاہد سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا

يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَوَّامَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَنَسْجُدُ فِيْ ص فَقَرَأَ ﴿ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ ﴾ حَتّٰى أَتٰى ﴿فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَّقْتَدِيَ بِهِمْ.

کہ کیا سجدہ کریں ہم سورۂ ص میں تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی کہ اس کی اولاد سے داود علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام یہاں تک کہ پہنچے اس آیت پر کہ پیغمبروں کے طریقے کی پیروی کر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی حکم ہے کہ ان کی پیروی کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

٣١٦٩ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَيْسَ ص مِنْ عَزَآئِمِ السُّجُوْدِ وَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيْهَا.

٣١٦٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۂ ص کا سجدہ واجب سجدوں سے نہیں اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس میں سجدہ کرتے تھے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهٗ أَوَّابٌ ﴾ الرَّاجِعُ الْمُنِيْبُ وَقَوْلِهٖ ﴿هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ﴾ ﴿وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَّأَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ﴾ أَذَبْنَا لَهٗ عَيْنَ الْحَدِيْدِ ﴿وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهٖ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ بُنْيَانٌ مَّا دُوْنَ الْقُصُوْرِ ﴿وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ﴾

باب ہے سلیمان علیہ السلام کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیا ہم نے داوٗد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام بہت خوب بندہ رجوع رہنے والا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب بخش دے مجھ کو وہی بادشاہی کہ نہ چاہیے کسی کو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو پڑھتے تھے شیطان سلیمان علیہ السلام کی سلطنت میں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تابع کی سلیمان علیہ السلام کے ہوا کہ صبح کی منزل اس کی ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینے کی اور بہایا یعنی پگھلایا ہم نے اس کے واسطے چشمہ لوہے کا اور جنوں میں سے بعض لوگ وہ تھے جو اس کے سامنے محنت کرتے تھے اس کے رب کے حکم سے اور جو پھرے ان میں سے ہمارے حکم سے چکھائیں ہم اس کو آگ کا عذاب بناتے اس کو واسطے جو چاہتا محراب مجاہد

كَالْحِيَاضِ لِلْإِبِلِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْأَرْضِ ﴿وَقُدُوْرٍ رَّاسِيَاتٍ اعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَّقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ﴾ الْأَرَضَةُ ﴿تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهٗ﴾ عَصَاهُ ﴿فَلَمَّا خَرَّ ـ إِلٰى قَوْلِهٖ ـ فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ﴾ ﴿حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ﴾ ﴿فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْأَعْنَاقِ﴾ يَمْسَحُ أَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيْبَهَا الْأَصْفَادُ الْوَثَاقُ قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الصَّافِنَاتُ﴾ صَفَنَ الْفَرَسُ رَفَعَ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ عَلٰى طَرَفِ الْحَافِرِ ﴿الْجِيَادُ﴾ السِّرَاعُ ﴿جَسَدًا﴾ شَيْطَانًا ﴿رُخَآءً﴾ طَيِّبَةً ﴿حَيْثُ أَصَابَ﴾ حَيْثُ شَآءَ ﴿فَامْنُنْ﴾ أَعْطِ ﴿بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ بِغَيْرِ حَرَجٍ.

نے کہا کہ عمارتیں کم محلوں سے اور تصویریں اور لگن جیسے تالاب اونٹوں کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مانند گھڑی کے زمین میں اور دیگیں چولہوں پر جمی کام کرو داؤد علیہ السلام کے گھر والو حق مان کر اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں حق ماننے والے پھر جب تقدیر کی ہم نے اس پر موت نہ جتایا ان کو اس کا مرنا مگر کیڑے نے گھن کے کھاتا رہا اس کا عصا پھر جب وہ گر پڑا عذاب نہیں تک سلیمان علیہ السلام بہت میں نے چاہی محبت مال کی اپنے رب کی یاد سے پس اس آیت میں عن ساتھ معنی من کے ہے پھر لگا جھاڑنے گھوڑوں کی گردن سے بال اور پنڈلیاں اصفاد کے معنی ہیں قید میں یعنی بیڑیاں (مراد اس آیت کی تفسیر ہے مقرنین فی الاصفاد) اور کہا مجاہد نے صافنات کے معنی ہیں صفن الفرس یعنی اٹھایا گھوڑے نے اپنا ایک پاؤں یہاں تک کہ ہوتا تھا اوپر کھر کے اور جیاد کے معنی ہیں تیز رو اور جسدا کے معنی ہیں شیطان یعنی اس آیت میں والقینا علی کرسیه جسدا اور خاء کے معنی ہیں خوشی خوشی اور حیث اصاب کے معنی ہیں جہاں پہنچنا چاہتا اور فامنن کے معنی ہیں دے اور بغیر حساب کے معنی ہیں بغیر حرج کے یعنی کچھ حرج نہیں حساب معاف ہے۔

٣١٧٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عِفْرِيْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ صَلَاتِيْ

۳۱۷۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنوں میں سے ایک سرکش جن رات کو میرے آگے گھس پڑتا کہ میری نماز کو توڑ ڈالے سو اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا تو میں نے اس کو پکڑ لیا سو میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے ستون میں باندھ دوں تا کہ تم سب لوگ

فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ فَأَخَذْتُهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبُطَهُ عَلٰى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَنْظُرُوْا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ أَخِيْ سُلَيْمَانَ رَبِّ ﴿هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ﴾ فَرَدَدْتُهُ خَاسِئًا ﴿عِفْرِيْتٌ﴾ مُتَمَرِّدٌ مِّنْ إِنْسٍ أَوْ جَانٍّ مِثْلُ زِبْنِيَةٍ جَمَاعَتُهَا الزَّبَانِيَةُ.

اس کو دیکھو پھر مجھ کو یاد پڑ گئی اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا وہ یہ تھی کہ اے میرے رب میری مغفرت کر اور دے مجھے ایسی بادشاہی کہ میرے بعد کسی کو ویسی نہ ملے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں نے اس کو دھکیل دیا در کار کر اور عفریت کے معنی ہیں سرکش آدمیوں اور جنوں سے مثل زِبْنِيَةٍ کے کہ اس کی جمع زبانیہ ہے یعنی کہا گا عِفْرِیْتٌ میں عفریتہ۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ مجھ کو یاد پڑ گئی الخ تو اس میں اشارہ ہے کہ حضرت ﷺ اس پر قادر تھے لیکن سلیمان علیہ السلام کی رعایت کے واسطے اس کو چھوڑ دیا اور احتمال ہے کہ ہو خصوصیت سلیمان علیہ السلام کی خدمت لینی جنوں سے بیچ ہر چیز کے کہ تھے ارادہ کرتے اس کو نہ فقط اس قدر میں اور استدلال کیا ہے خطابی نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ سلیمان علیہ السلام کے ساتھی تھے دیکھتے جنوں کو ان کی اصل شکلوں اور صورتوں میں وقت تصرف ان کے اور لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ شیطان اور اس کا لشکر تمہیں دیکھتا ہے اور تم ان کو نہیں دیکھتے تو مراد اکثر ہے احوال نبی آدم علیہ السلام سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کہ نفی رؤیت آدمیوں کی واسطے جنوں کے اپنی شکلوں پر نہیں ہے قاطع آیت سے بلکہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ممکن ہے سو ہمارا ان کو نہ دیکھنا مقید ہے ساتھ حال دیکھنے ان کے ہم کو اور نہیں نفی کرتا امکان رویت ہماری کو واسطے ان کے بیچ غیر اس حالت کے اور احتمال رکھتا ہے عموم کا اور یہی ہے جس کو اکثر علماء نے سمجھا ہے یہاں تک کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو گمان کرے کہ وہ جنوں کو دیکھتا ہے تو ہم اس کی شہادت کو باطل کر دیں گے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس آیت کے اور زبانیہ فرشتوں کو کہتے ہیں۔ (فتح)

٣١٧١ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَبْعِيْنَ امْرَأَةً تَحْمِلُ كُلُّ امْرَأَةٍ فَارِسًا يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ وَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا إِلَّا وَاحِدًا سَاقِطًا أَحَدُ

۳۱۷۱ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام نے کہا کہ میں آج کی رات ستر عورتوں پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا کہ ان میں سے ہر ایک عورت حاملہ ہو کر سوار جنے گی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا تو اس کے ساتھی یعنی فرشتے نے کہا کہ کہہ لے کہ اگر اللہ چاہے گا تو اس نے انشاء اللہ نہیں کہا پس نہ حاملہ ہوئی کوئی عورت ساتھ کسی چیز کے مگر آدھے بچے سے یعنی ایک عورت آدھا آدمی جنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر

شِقَّيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَهَا لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ شُعَيْبٌ وَّابْنُ أَبِي الزِّنَادِ تِسْعِيْنَ وَهُوَ أَصَحُّ.

سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتے تو ستر لڑکے پیدا ہوتے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے اور ایک روایت میں ہے کہ نوے عورتوں پر اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ساٹھ عورتوں کا ذکر ہے اور ایک روایت میں ستر کا اور ایک میں ننانوے کا اور ایک میں نوے کا اور ایک میں سو کا اور تطبیق یہ ہے کہ ساٹھ آزاد عورتیں تھیں اور باقی لونڈیاں تھیں یا بالعکس اور ستر تو مبالغہ کے واسطے ہے اور اوپر نوے اور سوتو سو سے کم تھیں اور نوے سے زیادہ سو جس نے نوے کہا اس نے کسر کو چھوڑ دیا ہے اور جس نے سو کہا اس نے کسر کو جوڑ لیا ہے اور وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت کیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی ہزار عورتیں تھیں تین سو آزاد اور سات سو لونڈیاں اور ان کے واسطے ہزار گھر شیشوں کے تھے جن میں وہ رہتی تھیں اور بعض سلف نے کہا کہ تنبیہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اوپر آفت تمنی کے اور اعراض کے تفویض سے اور اس حدیث میں فضیلت ہے فعل خیر کی اور تعاطی اس کی اسباب کی اور یہ کہ بہت کام مباح نیت سے مستحب ہو جاتے ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہنا انشاء اللہ واسطے اس کے جو کہے کہ میں ایسا کروں گا اور یہ کہ قسم کے پیچھے انشاء اللہ کہنا اس کے حکم کو دور کر دیتا ہے اور یہ متفق علیہ ہے ساتھ شرط اتصال کے اور یہ کہ نشاء اللہ نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ نفظ کے اور نہیں کفایت کرتی اس میں نیت اور اس پر اتفاق ہے مگر جو بعض مالکی سے محکی ہے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ خاص کیے گئے ہیں ساتھ اس کے پیغمبر جماع کی قوت سے جو دلالت کرتی ہے اوپر صحت بدن کے اور قوت فحولیت کے اور کمال رجولیت کے باوجود اس چیز کے دی اس میں شغل سے ساتھ عبادت اور علوم کے اور تحقیق واقع ہوا ہے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے کمال معجزہ اس واسطے کہ باوجود مشغول ہونے آپ کے ساتھ عبادت رب اپنے کے اور علوم کے اور محنت خلق کے نہایت کم کھاتے پیتے تھے جو مقتضی ہے واسطے ضعف بدن کے اوپر کثرت جماع کے اور باوجود اس کے پس تھے صحبت کرتے اپنی سب عورتوں سے ایک رات میں ساتھ غسل واحد کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں گیارہ تھیں اور اس کا بیان کتاب الغسل میں گزر چکا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جو بہت پرہیز گار ہو اس کی شہوت زیادہ ہوتی ہے اس واسطے کہ جو پرہیز گار نہیں ہوتا وہ تازہ ہوتا ہے ساتھ نظر کے اور مانند اس کے اور اس میں جواز اخبار کا ہے چیز سے اور واقع ہونے اس کے سے آئندہ زمانے میں ساتھ غلبہ ظن کے پس تحقیق سلیمان علیہ السلام نے یقین کیا ساتھ اس کے کہ کہا اور نہ تھا یہ وحی سے نہیں تو واقع ہوتا اسی طرح اور قرطبی نے کہا کہ نہیں گمان کر سکتا ساتھ سلیمان علیہ السلام کے کہ اس نے یقین کیا ہو ساتھ اس کے اپنے رب پر مگر جو ناواقف ہو پیغمبروں کے حال سے اور ادب ان کے ساتھ اللہ کے اور پہلا احتمال قریب تر ہے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ وحی کی گئی ہو طرف ان کے مقید ساتھ شرط انشاء اللہ کے سو انشاء اللہ کہنا بھول گئے ہوں سو نہ واقع ہوا یہ واسطے گم ہونے شرط کے اور اسی واسطے جائز ہے واسطے اس کے اول

یہ کہ قسم کھائے اور یہ کہ جائز ہے بھول چوک پیغمبر سے اور یہ ان کے مرتبے کے بلند ہونے میں قادح نہیں اور یہ کہ جائز ہے خبر دینی شے سے کہ وہ عنقریب واقع ہوگی اور سند مخبر کی ظن ہو باوجود قرینہ قوی کے واسطے اس کے اور یہ کہ جائز ہے اضمار قسم کے کا قسم میں واسطے قول سلیمان علیہ السلام کے کہ البتہ میں گھوموں گا باوجود فرمانے آپ کے کہ نہ حانث ہوئی پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نام اس میں مقدر ہے پس اگر کوئی جواز کا قائل ہو تو یہ حدیث حجت ہے واسطے اس کے اس بنا پر کہ پہلوں کی شرط ہمارے واسطے شرع ہے جبکہ وارد ہو تقریر اس کی اوپر زبان شارع کے اور اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو کہتا ہے کہ نہیں شرط ہے تصریح کرنی ساتھ مقسم بہ معین کے سو جو کہے کہ میں قسم کھاتا ہوں یا گواہی دیتا ہوں اور مانند اس کے تو وہ قسم ہے اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور مقید کیا ہے اس کو مالکیہ نے ساتھ نیت کے اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ مطلق قسم نہیں اور یہ کہ جائز ہے استعمال لو کا اور اس میں استعمال ہے کفایت کا لفظ میں جس کا ذکر قبیح ہو واسطے قول اس کے کے کہ میں گھوموں گا بدلے اس لفظ کے کہ میں جماع کروں گا۔ (فتح)

۳۱۷۲ - حَدَّثَنِیْ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ التَّیْمِیُّ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَیُّ مَسْجِدٍ وُّضِعَ أَوَّلَ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ أَیٌّ قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصٰی قُلْتُ کَمْ کَانَ بَیْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُوْنَ ثُمَّ قَالَ حَیْثُمَا أَدْرَکَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ وَالْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ.

۳۱۷۲۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون مسجد ہے جو زمین میں پہلے بنائی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خانے کعبے کی مسجد میں نے کہا کہ پھر کون فرمایا کہ مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس شام کے ملک میں میں نے کہا کہ ان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے فرمایا کہ چالیس برس کا پھر جہاں تجھ کو نماز کا وقت ملے نماز پڑھ لے اور ساری زمین تمہارے واسطے سجدہ گاہ ہے۔

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے طرف محافظت کے نماز پر اول وقت میں اور بغل گیر ہے یہ بلانے کو طرف معرفت اوقات کے اور اس میں اشارہ ہے طرف کہ مکان افضل واسطے عبادت کے جبکہ نہ حاصل ہو نہ چھوڑا جائے مامور بہ واسطے فوت ہونے اس کے کے بلکہ کیا جائے مامور بہ مکان مفضول میں اس واسطے کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ نے خاص کر زمین کی پہلی مسجد سے سوال کیا تو گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا کہ مراد اس کی تخصیص نماز کی ہے بیچ اس کے سو تنبیہ کر دی کہ واقع کرنا نماز کا جبکہ حاضر ہو نہیں موقوف ہے مکان افضل پر ہے اور اس میں فضیلت ہے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس کے کہ مذکور ہوا ہے کہ پہلی امتوں کے لوگ نہ نماز پڑھتے تھے مگر مکان مخصوص میں اور تحقیق گزر چکی ہے تنبیہ اوپر اس کے تیمم میں اور اس میں زیادتی ہے سوال پر جواب میں خاص کر جبکہ سائل کو اس میں زیادہ فائدہ ہو۔ (فتح)

۳۱۷۳ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَثَلِيْ وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ تَقَعُ فِي النَّارِ وَقَالَ كَانَتْ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرٰى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلٰى دَاوُدَ فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّيْنِ إِلَّا يَوْمَئِذٍ وَّمَا كُنَّا نَقُوْلُ إِلَّا الْمُدْيَةَ.

۳۱۷۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثل اور آدمیوں کی (یعنی مثل بلانے میرے کی طرف اسلام کے جو چھوڑانے والا ان کا ہے آگ سے اور مثل اس چیز کی کہ زینت دیتے ہیں ان کو نفس ان کے قائم رہنے سے باطل پر) مثل اس مرد کی ہے جس نے آگ جلائی تو پتنگے اور یہ جانور آگ میں گرنے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دو عورتیں تھیں ان کے ساتھ دو بیٹے تھے بھیڑیا آیا سو ایک عورت کے بیٹے کو لے گیا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بھیڑیا لے گیا اور دوسری عورت نے کہا کہ تیرے بیٹے کو تو وہ دونوں داؤد علیہ السلام کے پاس جھگڑا فیصل کروانے کو آئیں سو انہوں نے وہ لڑکا بڑی عورت کو دلوایا پھر وہ دونوں نکلیں سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان سے یہ حال کہا تو سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ چھری مجھ کو دو کہ میں اس لڑکے کو کاٹ کر آدھا آدھا ان دونوں عورتوں کو دوں تو چھوٹی نے کہا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے یہ نہ کر وہ لڑکا اس عورت کا ہے یعنی اب میں دعوی نہیں کرتی بڑی کو دیجئے تو سلیمان علیہ السلام نے وہ لڑکا چھوٹی کو دلایا یعنی اس واسطے کہ جب کاٹنے پر اس کو درد آیا تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکا اسی کا تھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں سنی میں نے سکین مگر اس دن اور نہ کہا کرتے تھے ہم مگر مدیہ۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد حدیث سے یہ ہے کہ تشبیہ دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخالفین کو ساتھ پتنگوں کے اور گرنے ان کے آگ آخرت میں ساتھ گرنے پتنگوں کے دنیا کی آگ میں باوجود حرص ان کی کے اوپر واقع ہونے کے بیچ اس کے اور منع کرنے آپ کے کے ان کو اور جامع ان کے درمیان پیروی خواہشات کی ہے اور ضعف تمیز کا اور حرص ہر ایک کی دونوں گروہ سے اوپر ہلاک ہونے اپنے نفس کے اور قاضی ابو بکر بن عربی نے کہا کہ آدمی نہیں آتے اس چیز کے پاس جو کھینچے ان کو طرف آگ کے اوپر قصد ہلاکت کے بلکہ آتے ہیں پاس اس کے ساتھ قصد

فائدہ پانے کے اور اتباع شہوت کے جیسے کہ پتنگے آگ میں گرتے ہیں نہ واسطے ہلاک ہونے ان کے کے بلکہ اس واسطے کہ روشنی ان کو خوش لگتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اندھیرے میں ہوتے ہیں پھر جب روشنی کو دیکھتے ہیں تو اعتقاد کرتے ہیں کہ وہ ایک روشن دان ہے جس سے روشنی ظاہر ہوتی ہے پس قصد کرتے ہیں اس کو واسطے اس کے تو جل جاتے ہیں اور ان کو معلوم نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی نظر ضعیف ہے سو گمان کرتے ہیں کہ وہ اندھیرے گھر میں ہیں اور چراغ روشن دان ہے پس ڈالتے ہیں اپنے آپ کو طرف اس کے اور وہ اپنی تیز پروازی کے سبب اس کے آگے بڑھ جاتے ہیں اور واقع ہوتے ہیں اندھیرے میں سو پلٹ آتے ہیں یہاں تک کہ آخر کار سیانے ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ سخت روشنی سے ضرر پاتے ہیں تو قصد کرتے ہیں اس کے بجھانے کا تو اپنی جہالت کے سبب سے جل جاتے ہیں اور غزالی نے کہا کہ تمثیل واقع ہوئی ہے اوپر صورت گرنے کے خواہشوں پر آدمی سے ساتھ گرنے فراش کے آگ پر لیکن آدمی کی جہالت سخت تر ہے پتنگوں کی جہالت سے اس واسطے کہ وہ ساتھ مغرور ہونے اپنے کے ساتھ ظواہر حال کے جب جل جاتے ہیں تو ان کا عذاب فی الحال تمام ہو جاتا ہے اور آدمی باقی رہے گا آگ میں دراز مدت تک یا ہمیشہ اور یہ جو کہا کہ داؤد علیہ السلام نے وہ لڑکا بڑی کو دلوایا تو قرطبی نے کہا کہ لائق یہ ہے کہ کہا جائے داؤد علیہ السلام نے دلوایا وہ لڑکا بڑی کو واسطے کسی سبب کے کہ تقاضا کیا اس نے ترجیح قول اس کی کو نزدیک ان کے اس واسطے کہ دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ نہ تھا اور حدیث میں بوجہ اختصار کے سبب کو معین نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا واقع میں یہی کوئی سبب نہ ہو اور احتمال ہے کہ زندہ لڑکا بڑی کے ہاتھ میں تھا اور عاجز ہوئی دوسری گواہ لانے سے اور یہ تاویل بہتر ہے جاری ہے اوپر قواعد شرعیہ کے اور سیاق حدیث کا اس کے مخالف نہیں پس اگر کہا جائے کہ کس طرح جائز ہوا واسطے سلیمان علیہ السلام کے توڑنا حکم ان کے کا تو جواب یہ ہے کہ ان کا قصد ان کے حکم کے توڑنے کا نہ تھا بلکہ انہوں نے تو ایک لطیف حیلہ کیا تھا جس سے واقعی بات معلوم ہوئی اس واسطے کہ جب دونوں نے سلیمان علیہ السلام کو قصے کی خبر دی اور انہوں نے چھری منگوائی تا کہ اس کو کاٹ کر دونوں کو آدھا آدھا دیں اور باطن میں ان کا یہ قصد نہ تھا بلکہ مراد ان کی طلب کشف امر کی تھی تو حاصل ہوا مقصود ان کا واسطے گھبرانے چھوٹی کے جو دلالت کرتا ہے اوپر بڑی ہونے شفقت اس کی کے اور نہ التفات کیا طرف اقرار اس کی کے کہ یہ بڑی کا بیٹا ہے اس واسطے کہ سلیمان علیہ السلام نے جان لیا کہ اس نے اس کی زندگی کو اختیار کیا تو ظاہر ہوئی واسطے ان کے قرینہ شفقت چھوٹی کی سے اور نہ شفقت کرنے بڑی کے ساتھ جوڑنے قرینہ کے جو دال ہے اوپر صدق اس کے کے وہ چیز کہ باعث ہوئے ان کو اوپر حکم کرنے کے واسطے چھوٹی کے اور احتمال ہے کہ سلیمان علیہ السلام کو اپنے علم سے حکم کرنا جائز ہو یا بڑی نے اس حالت میں حق کے ساتھ اقرار کر لیا ہو جبکہ دیکھی اس نے سلیمان علیہ السلام سے کوشش بیچ اس کے اور نظیر اس قصے کی یہ ہے کہ اگر حکم کرے حاکم اوپر مدعی منکر کے ساتھ قسم کے پھر جب گزرے تا کہ قسم کھائے تو حاضر ہو وہ شخص جو نکالے منکر سے وہ

چیز کہ تقاضا کرے اقرار اس کے کو ساتھ اس چیز کے کہ ارادہ کرتا تھا کہ قسم کھائے اوپر انکار کرنے اس کی کے سو بے شک اس حالت میں حکم کیا جائے گا ساتھ اقرار اس کے برابر ہے کہ قسم سے پہلے ہو یا پیچھے اور یہ پہلے حکم کا توڑنا نہیں بلکہ یہ بدل حکم کا ہے ساتھ بدل ہونے اسباب کے اور دلالت کی اس قصے نے کہ فہم اور فراست اللہ کی طرف سے ہے نہیں متعلق بڑی عمر سے اور نہ چھوٹی سے اور یہ کہ حق ایک جہت میں ہے اور یہ کہ پیغمبروں کا اجتہاد سے حکم کرنا جائز ہے اگرچہ ممکن ہو وجود نص کا نزدیک ان کے وحی سے لیکن اس میں زیادتی ہے ان کے اجر میں اور واسطے معصوم ہونے ان کے کے چوک سے بیچ اس کے اس واسطے کہ نہیں برقرار رہتے باطل پر واسطے معصوم ہونے ان کے کے اور نووی نے کہا کہ کیا یہ کام سلیمان علیہ السلام نے واسطے حیلہ کے اوپر ظاہر کرنے حق کے تو ہوگا جیسے کہ اقرار کرے محکوم بعد حکم کے کہ حق واسطے خصم اس کے کے ہے اور اس میں استعمال کرنا حیلوں کا ہے احکام میں واسطے نکالنے حقوق کے اور نہیں حاصل ہوتا ہے یہ مگر ساتھ زیادہ دانائی اور تجربہ احوال کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ إِلٰى قَوْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾.

باب ہے لقمان علیہ السلام کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور البتہ دی ہم نے لقمان علیہ السلام کو حکمت عظیم تک اے بیٹا اگر کوئی چیز ہو وہ برابر رائی کے دانے کے پھر رہی ہو کسی پتھر میں فَخُوْرٍ تک۔

فائدہ: اور اختلاف ہے لقمان علیہ السلام میں سو بعض کہتے ہیں کہ حبشی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ نوبی تھے پھر اس کے پیغمبر ہونے میں اختلاف ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حبشی غلام تھے بڑھئی کا کام کرتے تھے اور ابن مسیب سے روایت ہے کہ لقمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکمت دی اور پیغمبری نہ دی اور وہ داؤد علیہ السلام کے زمانے میں تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بنی اسرائیل پر قاضی تھے داؤد علیہ السلام کی طرف سے اور مجاہد سے روایت ہے کہ نیک آدمی تھے اور پیغمبر نہ تھے اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر تھے اور کہتے ہیں کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ اس قول میں تنہا ہیں کہ وہ پیغمبر تھے اس کے سوا کسی نے لقمان علیہ السلام کو پیغمبر نہیں کہا اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ مراد حکمت سے تفقہ فی الدین ہے اور وہ پیغمبر نہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ درزی تھے اور ان کے بیٹے کا نام باران تھا۔ (فتح)

﴿وَلَا تُصَعِّرْ﴾ اَلْإِعْرَاضُ بِالْوَجْهِ

یعنی تُصَعِّرْ کے معنی ہیں منہ پھیرنا

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ولا تصعر خدك للناس۔ (فتح)

٣١٧٤ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ

۳۱۷۴۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا ان کو قیامت میں امن امان ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيْمَانَهُ بِظُلْمٍ فَنَزَلَتْ ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

اصحاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا تو یہ آیت اتری کہ اللہ کا شریک نہ ٹھہرا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

فائدہ: اس کی شرح تفسیر سورۂ انعام میں آئے گی۔

٣١٧٥ - حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ أَلَمْ تَسْمَعُوْا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ ﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

٣١٧٥۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری الذین امنوا الخ تو یہ بات مسلمانوں پر بہت بھاری پڑھی تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ اس کا مطلب یوں نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ شرک ہے کیا تم نے نہیں سنا جو لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اس کو نصیحت کرتا تھا کہ اے بیٹے اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ﴾ الْآيَةَ ﴿فَعَزَّزْنَا﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ شَدَّدْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَآئِرُكُمْ﴾ مَصَآئِبُكُمْ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ بیان کر واسطے ان کے مثال اس گاؤں کے لوگوں کی جب آئے اس میں بھیجے ہوئے۔ اور کہا مجاہد نے کہ عززنا کے معنی ہیں زور دیا ہم نے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ طائرکم کے معنی ہیں مصیبتیں۔

فائدہ: مراد گاؤں سے انطاکیہ ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کی کاری گری سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا ہے اور نام صاحب یٰسین کا حبیب نجار ہے اور تینوں رسولوں کا نام صادق اور مصدوق اور شلوم تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجے ہوئے تھے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے قالوا طائر کم معکم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا إِذْ نَادٰى رَبَّهُ نِدَآءً

باب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مذکور ہے تیرے رب کی مہربانی کا اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر اس قول تک

خَفِيًّا قَالَ رَبِّ إِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا إِلٰى قَوْلِهٖ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِّثْلًا يُقَالُ ﴿رَضِيًّا﴾ مَرْضِيًّا.

کہ نہیں کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سَمِيًّا کے معنی مثل ہیں یعنی اس آیت میں هل تعلم له سميا يقال رضيا مرضيا کے معنی ہیں پسندیدہ یعنی من مانتا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے وجعله رب رضيا۔

﴿عُتِيًّا﴾ عَصِيًّا عَتَا يَعْتُوْ ﴿قَالَ رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلَامٌ وَّكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا إِلٰى قَوْلِهٖ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا﴾ وَيُقَالُ صَحِيْحًا ﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحٰى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا﴾ فَأَوْحٰى فَأَشَارَ ﴿يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ إِلٰى قَوْلِهٖ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾ ﴿حَفِيًّا﴾ لَطِيْفًا ﴿عَاقِرًا﴾ الذَّكَرُ وَالْأُنْثٰى سَوَآءٌ.

عسيا کے معنی ہیں نہایت ضعف عتيا مشتق ہے عتا يعتو سے ساتھ معنی خشکی جوڑوں کے یعنی اس آیت میں و قد بلغت من الكبر عتيا، بولا اے رب کہاں سے ہو گا مجھ کو لڑکا اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا ہوں یہاں تک کہ اکڑ گیا یعنی کہتے ہیں سويا کے معنی ہیں صحیح اور تو صحیح ہے سو بند ہو گئی زبان اس کی اور نہ کلام کرتا تھا لوگوں سے لیکن تورات اور تسبیح پڑھ سکتا تھا پھر نکلا اپنے لوگوں کے پاس حجرے سے تو اشارے سے کہا ان کو کہ یاد کرو اللہ کو صبح اور شام اے یحییٰ علیہ السلام اٹھا لے کتاب زور سے يبعث حيا تک اور حفيا کے معنی ہیں لطيفا یعنی اس آیت میں ﴿إِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا﴾ اور عاقر میں مذکر اور مؤنث برابر ہیں۔

٣١٧٦ ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَّيْلَةِ أُسْرِيَ بِهٖ ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا يَحْيٰى

٣١٧٦ ـ مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی ان کو معراج کی رات سے پھر جبرائیل علیہ السلام چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان کے پاس پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے چاہا کہ آسمان کا دروازہ کھولے چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل ہوں کہا گیا تیرے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ہاں سو جب میں داخل ہوا تو ناگہاں وہاں یحییٰ علیہ السلام اور

وَعِيسٰى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَعِيسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور وہ دونوں خالاتی بھائی ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام ہیں سو ان کو سلام کر تو میں نے ان کو سلام کیا سو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر دونوں نے کہا کہ کیا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آئے۔

فائدہ: ثعلبی نے کہا کہ پیدا ہوئے یحییٰ علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ نوے سال کی تھی اور بعض کم و بیش کہتے ہیں اور غرض اس سے زکریا یحییٰ علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام کا ہے اور ابن اسحاق نے مبتدا میں ذکر کیا ہے کہ مریم علیہا السلام کی ماں کا نام حنا تھا وہ عمران کے نکاح میں تھیں اور یحییٰ علیہ السلام کی ماں کا نام ایشاع ہے وہ زکریا علیہ السلام کے نکاح میں تھیں اور یہ دونوں سگی بہنیں تھیں اور کہتے ہیں کہ مریم علیہا السلام کی ماں کے گھر میں اولاد نہ ہوتی تھی پھر وہ مریم علیہا السلام کے ساتھ حاملہ ہوئیں اور عمران علیہ السلام فوت ہو گئے اور حالانکہ وہ حاملہ تھیں اور ثعلبی نے کہا کہ یحییٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام سے چھ مہینے پہلے پیدا ہوئے تھے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ تفسیر اس آیت کی و آتیناہ الحکم صبیا سو بعض کہتے ہیں کہ اس سے بھی کم عمر میں اور مراد ساتھ حکم کے سمجھ ہے دین میں اور ابن اسحاق نے کہا کہ زکریا علیہ السلام اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر ہوئے تھے اور بنی اسرائیل نے چاہا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو مار ڈالیں تو وہ ان سے بھاگے تو ایک درخت پر گزرے وہ پھٹ گیا حضرت زکریا علیہ السلام اس کے اندر گھس پڑے اور وہ درخت ان پر مل گیا تو شیطان نے ان کے کپڑے کا کنارہ پکڑ کر باہر رکھا بنی اسرائیل نے ان کو دیکھ لیا تو آرے سے اس درخت کو زکریا علیہ السلام کے سمیت درمیان سے چیر ڈالا اور اسپر یحییٰ علیہ السلام سو قتل کیے گئے بسبب ایک عورت کے کہ اس سے ان کے بادشاہ نے نکاح کرنا چاہا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ عورت تجھ کو حلال نہیں اس واسطے کہ وہ اس کی عورت کی بیٹی تھی جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو اس نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو مار ڈالا اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے پہلے تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا﴾ ﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ﴾ ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ إِلٰى قَوْلِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾.

یاد کر کتاب میں مریم علیہا السلام کو جب کنارے ہوئیں اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم علیہا السلام اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے ایک حکم کی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے آدم علیہ السلام کو اور نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے گھر والوں کو اور عمران علیہ السلام کے گھر والوں کو سارے جہان سے بغیر حساب تک۔

فائدہ: یہ باب معقود ہے واسطے حدیثوں مریم علیہا السلام کے اور میں نے کچھ حال ان کا پہلے بیان کیا ہے اور مریم علیہا السلام سریانی زبان میں خادم کو کہتے ہیں اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کی ماں کا نام ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّآلُ عِمْرَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ عِمْرَانَ وَآلِ يَاسِيْنَ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ﴾ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَيُقَالُ آلُ يَعْقُوْبَ أَهْلُ يَعْقُوْبَ فَإِذَا صَغَّرُوْا آلَ رَدُّوْهُ إِلَى الْأَصْلِ قَالُوْا أُهَيْلٌ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد آل عمران سے ایماندار ہیں اور اولاد ابراہیم علیہ السلام اور اولاد یاسین علیہ السلام اور اولاد محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی اگرچہ اولاد کا لفظ عام ہے لیکن مراد اس سے یہاں خاص ایماندار لوگ ہیں کہا جاتا ہے آل یعقوب علیہ السلام۔ کی اہل یعقوب علیہ السلام کے جب آل کی تصغیر کریں اس کو اصل کی طرف رد کرتے ہیں کہتے ہیں اہیل اور جمہور کے نزدیک اصل آل کی اہل ہے۔

٣١٧٧ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ بَنِيْ آدَمَ مَوْلُوْدٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ﴿وَإِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾.

٣١٧٧۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی ایسا لڑکا پیدا نہیں ہوتا مگر کہ شیطان اس کو چھو لیتا ہے جبکہ وہ پیدا ہوتا ہے سو وہ رو اٹھتا ہے چلا کر شیطان کے چھونے سے مگر مریم علیہا السلام کو اور اس کے بیٹے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان نے ہاتھ نہیں لگایا پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی کہ میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں چھونے کا بیان اس طور سے آیا ہے کہ شیطان ہر آدمی کے پہلو میں اپنی انگلی سے چوکتا ہے جبکہ وہ پیدا ہوتا ہے سوائے عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے کہ ان کو چوکنے لگا تو جھلی میں چوکا جس میں لڑکا ہوتا ہے قرطبی نے کہا کہ یہ چوکا شیطان سے وہ ابتدا ہے قابو پانے اس کی کا سو بچایا اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام اور اس کے بیٹے کو اس کی ماں کی دعا کی برکت سے جو ابھی گزری اور نہ تھی واسطے مریم علیہا السلام کے کچھ اولاد سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰى

باب ہے اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم علیہا السلام بیشک اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے تجھ کو اس قول تک کہ کون پالے

نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرَّاكِعِيْنَ ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُوْنَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُوْنَ﴾ يُقَالُ يَكْفُلُ يَضُمُّ ﴿كَفَّلَهَا﴾ ضَمَّهَا مُخَفَّفَةً لَيْسَ مِنْ كَفَالَةِ الدُّيُوْنِ وَشِبْهِهَا.

مریم علیہا السلام کو یکفل کے معنی ہیں جوڑے اور کفلھا کے معنی ہیں کہ اس کو اپنے ساتھ جوڑا اس حال میں کہ کفل بغیر تشدید کے ہے نہیں کفل ساتھ معنی کفالت کے کہ قرض میں ہوتی ہے ساتھ معنی ضامن کے اور مانند اس کے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے کہ مریم علیہا السلام پیغمبر تھیں اور یہ اس میں تصریح نہیں اور تائید کرتا ہے اس کی ذکر کرنا اس کا ساتھ پیغمبروں کے بیچ سورۂ مریم کے اور نہیں منع کرتا یہ موصوف ہونے اس کے کو ساتھ اس کے کہ وہ صدیقہ ہے پس تحقیق یوسف علیہ السلام موصوف ہوئے ہیں ساتھ اس کے اور اشعری سے منقول ہے کہ چھ عورتیں پیغمبر ہیں کما مرّ اور نقل کیا ہے اس کو تمہید میں اکثر فقہاء سے اور قرطبی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ مریم علیہا السلام ہیں عیاض نے کہا کہ جمہور اس کے مخالف ہیں اور نقل کیا ہے نووی نے اذکار میں کہ نقل کیا ہے امام نے اجماع کو اس پر کہ مریم علیہا السلام پیغمبر نہیں اور حسن سے روایت ہے کہ نہیں عورتوں میں کوئی پیغمبر نہ آدمیوں میں اور نہ جنوں میں اور سبکی کبیر نے کہا کہ نہیں صحیح ہوئی میرے نزدیک اس مسئلے میں کچھ چیز اور یہی منقول ہے اکثر فقہاء سے۔ (فتح)

٣١٧٨ ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَآئِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَآئِهَا خَدِيْجَةُ.

۳۱۷۸۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اپنے زمانے میں مریم عمران کی بیٹی سب عورتوں سے افضل ہیں اور اپنے زمانے میں یعنی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خدیجہ رضی اللہ عنہا سب عورتوں سے افضل ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ مریم علیہا السلام بہتر ہیں عالمین کی سب عورتوں سے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم علیہا السلام سب عورتوں سے افضل ہیں اور یہ نہیں منع ہے نزدیک اس کے جو اس کو پیغمبر کہتا ہے اور جو اس کو پیغمبر نہیں کہتا وہ اس کو محمول کرتا ہے اپنے زمانے کی سب عورتوں پر اور ساتھ اول کے جزم کیا ہے زجاج اور ایک جماعت نے اور اختیار کیا ہے اس کو قرطبی نے اور احتمال ہے کہ مراد بنی اسرائیل کی عورتیں ہوں یا عورتیں اس امت کی لیکن ابو

موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حصر پہلے گزر چکا ہے کہ عورتوں میں مریم علیہا السلام اور آسیہ علیہا السلام کے سوائے کوئی کامل نہیں ہوئی اور قاضی ابوبکر نے کہا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں امت کی عورتوں سے مطلق واسطے اس حدیث کے اور شاید پہلی حدیث میں اس امت کی عورتوں کا ذکر نہیں حیث قال ولم یکمل النساء الخ مگر یہ کہ محمول کریں ہم کمال کو نبوت پر پس ہوگی اپنے اطلاق پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلٰى قَوْلِهٖ فَإِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾ ﴿يُبَشِّرُكِ﴾ وَ ﴿يَبْشُرُكِ﴾ وَاحِدٌ ﴿وَجِيْهًا﴾ شَرِيْفًا وَّقَالَ إِبْرَاهِيْمُ ﴿الْمَسِيْحُ﴾ الصِّدِّيْقُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْكَهْلُ الْحَلِيْمُ وَالْأَكْمَهُ مَنْ يُّبْصِرُ بِالنَّهَارِ وَلَا يُبْصِرُ بِاللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهٗ مَنْ يُّوْلَدُ أَعْمٰى.

جب کہا فرشتوں نے اے مریم علیہا السلام اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے اپنے ایک حکم کی جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم علیہا السلام ہے کن فیکون تک یبشرك اور یبشرك کے ایک معنی ہیں اور وجیھا کے معنی ہیں شریف یعنی جس کی بادشاہ تعظیم کریں اور کہا ابراہیم نے کہ مسیح کے معنی ہیں صدیق اور کہا مجاہد نے کہ کہل کے معنی ہیں آرام اور چین والا یعنی اس آیت میں ویکلم الناس فی المهد و کهلا اور اکمہ وہ شخص ہے جو دن کو دیکھے اور رات کو نہ دیکھ سکے اور مجاہد کے غیر نے کہا ہے کہ جو اندھا پیدا ہو۔

فائدہ: مراد ابراہیم نخعی کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مسیح کیا سو گناہ سے پاک کیا پس وہ فعیل ہے ساتھ معنی مفعول کے اور یہ برخلاف نام رکھنے دجال کے ہے مسیح کہ وہ فعیل کے ساتھ معنی فاعل کے ہے کہتے ہیں کہ یہ نام اس کا اس واسطے رکھا گیا کہ وہ مسح کرے گا یعنی سیر کرے گا زمین پر اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی ایک آنکھ کانی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ مشتق ہے مسح الارض سے اس واسطے کہ انہوں نے ایک جگہ میں ٹھکانہ نہیں پکڑا اور کسی جگہ اپنا گھر نہیں بنایا اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام مسیح اس واسطے ہے کہ وہ کسی بیمار کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے مگر کہ تندرست ہو جاتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مسح کیے گئے تھے ساتھ دین برکت کے مسح کیا تھا ان کو زکریا علیہ السلام نے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ خوبصورت تھے۔

فائدہ: اور اصل کہل کے معنی ہیں بڑھاپا اور یہ تفسیر ہے ساتھ معنی لازم کے اس واسطے کہ بڑھاپے میں اکثر اوقات آرام اور چین ہوتا ہے۔

فائدہ: اور یہی قول ہے جمہور کا کہ اکمہ وہ ہے جو مادر زاد اندھا ہو طبری نے کہا اور یہی مناسب ہے ساتھ تفسیر آیت کے اس واسطے کہ یہی (یعنی مادر زاد اندھا ہونا) ایسی لاعلاج بیماری ہے جس کے علاج کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا اور

آیت چلائی گئی ہے واسطے بیان معجزے عیسیٰ علیہ السلام کے سواشبہ یہ ہے کہ اکمہ اس معنی پر محمول ہوتا کہ وہ ابلغ بیچ ثابت کرنے معجزے کے۔(فتح)

٣١٧٩ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نِسَآءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَآءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ أَحْنَاهُ عَلٰى طِفْلٍ وَّأَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلٰى إِثْرِ ذٰلِكَ وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيْرًا قَطُّ تَابَعَهُ ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

٣١٧٩۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر مردوں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے اور عورتوں سے مریم علیہا السلام عمران علیہ السلام کی بیٹی اور آسیہ علیہا السلام فرعون کی عورت کے سوا کوئی عورت کمال کو نہیں پہنچی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کی عورتیں بہتر ہیں ان عورتوں میں جو اونٹ کی سواری کرتیں تھیں یعنی سب عورتوں میں قریش کی عورتیں بہتر ہیں نہایت مہربان چھوٹے لڑکوں پر اور بڑی نگہبان اپنے خاوندوں کے مال کیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے کہتے تھے کہ مریم علیہا السلام عمران علیہ السلام کی بیٹی اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں۔

فائدہ: قرطبی نے کہا کہ یہ تفضیل ہے واسطے عورتوں قریش کے خاص عرب کی عورتوں پر اس واسطے کہ اونٹ والی اکثر اوقات وہی ہیں اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مریم علیہا السلام اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں تو یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ مریم علیہا السلام اس تفضیل میں داخل نہیں بلکہ وہ خاص ہے ان عورتوں کے جو اونٹ کی سواری کرتی ہیں اور شاید اس کی مراد یہ ہے کہ مریم علیہا السلام سب عورتوں سے افضل ہیں مطلق اور جو فضیلت کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں وارد ہوئی ہے وہ بہ نسبت تمام عورتوں کے ہے مگر جس کو نبیہ کہا گیا ہے سو اگر ثابت ہو عورت کے حق میں کہ وہ نبیہ ہے تو وہ خارج ہے ساتھ شرع کے اس واسطے کہ درجہ نبوت کے بعد کوئی چیز نہیں اور اگر کسی کے حق میں

نبوت ثابت نہ ہوتو جو ان کو نکالتا ہے وہ کسی دلیل خاص کا محتاج نہیں واسطے ہر ایک کے ان میں سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَآمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ إِنَّمَا اللّٰهُ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحَانَهٗ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ كَلِمَتُهٗ كُنْ فَكَانَ وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿وَرُوْحٌ مِّنْهُ﴾ أَحْيَاهُ فَجَعَلَهٗ رُوْحًا ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلَاثَةٌ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اے کتاب والوں مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں وکیلا تک۔ ابو عبید نے کہا کہ مراد اللہ کے کلمے سے کن ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہو جا پس ہو گیا اور اس کے غیر نے کہا کہ روح منہ کے معنی یہ ہیں کہ زندہ کیا اس کو سو کیا اس کو جاندار اور مت کہو کہ وہ تین اللہ ہیں۔

فائدہ: صواب اس آیت میں قل یا اهل الكتاب ہے یعنی قولہ کے بدلے قل ہے۔

۳۱۸۰ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جُنَادَةُ بْنُ أَبِيْ أُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَأَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ قَالَ الْوَلِيْدُ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ عَنْ عُمَيْرٍ عَنْ جُنَادَةَ وَزَادَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ أَيَّهَا شَاءَ.

۳۱۸۰۔ عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو گواہی دے اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کے پیغمبر ہیں اور گواہی دے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کے پیغمبر اور اللہ تعالیٰ کی بات سے بنے ہیں جو مریم علیہا السلام کی طرف ڈالی گئی تھی یعنی صرف اللہ کے حکم سے بنے اور ان کا کوئی باپ نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بنائے روح ہیں اور گواہی دی کہ بہشت اور دوزخ سچ سچ ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں لے جائے گا گو کیسے ہی اس کے کام ہوں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بہشت کے آٹھوں دروازوں سے جس سے چاہے۔

فائدہ: قرطبی نے کہا کہ مقصود اس حدیث سے تنبیہ ہے اس چیز پر جو واقع ہوئی ہے واسطے نصاری کے گمراہی سے بیچ حق عیسیٰ علیہ السلام کے اور اس کی ماں کے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جو کچھ کہ سکھایا جائے نصرانی جبکہ مسلمان ہو اور نووی نے کہا کہ یہ جامع تر ان حدیثوں کی ہے جو شامل ہیں عقائد پر اس واسطے کہ تحقیق جمع کی ہے اس میں وہ چیز کہ خارج ہوتے ہیں اس سے تمام مذاہب کفر کے بنا پر مختلف ہونے عقائد ان کے اور تباعد ان کے اور اس کے غیر نے کہا کہ بیچ ذکر عیسیٰ علیہ السلام کے تعریض ہے ساتھ نصاری کے اور خبر دار کرنا ہے اس طرح کہ ایمان ان کا ساتھ قول تثلیث کے محض شرک ہے اور اسی طرح قول آپ کا کہ بندہ اس کا اور بیچ ذکر کرنے رسالت عیسیٰ علیہ السلام کے تعریض ہے ساتھ یہود کے کہ وہ اس کی پیغمبری سے انکار کرتے ہیں اور عیب لگاتے ہیں اس کو ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس سے پاک ہیں اور اسی طرح ماں ان کی اور یہ جو کہا کہ اس کی لونڈی کا بیٹا ہے تو یہ تعظیم ہے واسطے ان کے اور اسی طرح نام رکھنا ان کا روح اور وصف کرنا ان کا روح اس طرح کہ وہ اس سے ہے یعنی کائن ہے اس سے اور یہ جو کہا کہ کلمۃ تو یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ وہ اللہ کی حجت ہے اس کے بندوں پر کہ پیدا کیا اس کو بغیر باپ کے اور کلام کرایا اس سے اپنے غیر وقت میں اور زندہ کیا مردوں کو اس کے ہاتھ پر اور بعض کہتے ہیں کہ نام رکھا گیا ان کا کلمۃ اللہ اس واسطے کہ پیدا کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ قول اپنے کن کے سو جب کہ تھا ساتھ کلام اس کی کے نام رکھا گیا ساتھ اس کے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ اس نے لڑکپن میں کلام کیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اپر نام رکھنا اس کا روح پس اس واسطے کہ قدرت دی ہے ان کو اوپر زندہ کرنے مردوں کے اور بعض کہتے ہیں واسطے ہونے اس کے کے جاندار کہ پایا گیا بغیر خبر جاندار کے اور یہ جو کہا کہ داخل کرے گا اللہ اس کو بہشت کے آٹھوں دروازوں سے جس سے چاہے تو یہ تقاضا کرتا ہے دخول اس کے کو بہشت میں اور اختیار اس کے کو بیچ دخول کے اس کے دروازوں سے اور یہ برخلاف حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہے جو بدء الخلق میں گزر چکی ہے اس واسطے کہ تحقیق وہ تقاضا کرتی ہے کہ بہشت میں ہر داخل ہونے والے کے واسطے ایک دروازہ معین ہے جس سے وہ داخل ہوگا اور دونوں کے درمیاں تطبیق یوں ہے کہ وہ اصل میں اختیار دیا گیا ہے لیکن وہ دیکھے گا کہ جس دروازے کے ساتھ وہ خاص ہے وہ افضل ہے اس کے حق میں سو وہ اسی کو اختیار کرے گا سو داخل ہوگا اس میں اختیار سے نہ مجبور اور نہ ممنوع داخل ہونے سے غیر سے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ فاعل شاء کا اللہ ہو یعنی اللہ توفیق دیتا ہے اس کو واسطے عمل کے کہ داخل کرے اس کو ساتھ رحمت اپنی کے اس دروازے سے جو تیار کیا گیا ہے واسطے عامل اس عمل کے اور تحقیق گزر چکا ہے کلام اس چیز پر جو مطلق ہے ساتھ دخول موحدین کے بہشت میں بیچ کتاب ایمان کے کہ اس کو دہرانے کی کچھ حاجت نہیں اور یہ جو کہا کہ کیسے ہی اس کے کام ہوں یعنی نیک کام ہوں یا بد لیکن اہل توحید ضرور بہشت میں داخل ہوں گے اور احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ داخل ہوں گے بہشتی بہشت میں باعتبار اعمال ہر ایک کے ان میں سے درجات میں سے اور بیضاوی نے کہا کہ

حضرت ﷺ کے اس قول میں کہ اس کے عمل کیسے ہی ہوں دلیل ہے معتزلوں پر دو وجہ سے دعوی ان کا یہ ہے گنہگار ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور جو توبہ نہ کرے واجب ہے داخل ہونا اس کا آگ میں اس واسطے کہ قول آپ کا علی ما کان من العمل حال ہے قول آپ کے سے کہ اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا اور عمل اس وقت غیر حاصل ہے اور نہیں مقصود ہے یہ اس کے حق میں جو توبہ سے پہلے مر جائے مگر جبکہ داخل کیا جائے گا بہشت میں بغیر سزا کے اور اوپر جو ثابت ہو چکا ہے لازم احادیث شفاعت سے بعض گنہگار عذاب کیے جائیں گے پھر نکالے جائیں گے تو خاص کیا جائے گا ساتھ اس کے یہ عموم نہیں تو تمام امید کے تلے ہیں جیسے کہ وہ خوف کے تلے ہیں اور یہی معنی ہیں اہل سنت کے قول کے کہ وہ مشیت میں ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا﴾ نَبَذْنَاهُ أَلْقَيْنَاهُ اعْتَزَلَتْ ﴿شَرْقِيًّا﴾ مِمَّا يَلِي الشَّرْقِ ﴿فَأَجَآءَهَا﴾ أَفْعَلْتُ مِنْ جِئْتُ وَيُقَالُ أَلْجَأَهَا اضْطَرَّهَا ﴿تَسَّاقَطْ﴾ تَسْقُطْ ﴿قَصِيًّا﴾ قَاصِيًا ﴿فَرِيًّا﴾ عَظِيْمًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿نِسْيًا﴾ لَمْ أَكُنْ شَيْئًا وَقَالَ غَيْرُهُ النِّسْيُ الْحَقِيْرُ وَقَالَ أَبُوْ وَائِلٍ عَلِمَتْ مَرْيَمُ أَنَّ التَّقِيَّ ذُوْ نُهْيَةٍ حِيْنَ قَالَتْ ﴿إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا﴾ قَالَ وَكِيْعٌ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ ﴿سَرِيًّا﴾ نَهَرٌ صَغِيْرٌ بِالسُّرْيَانِيَّةِ.

باب ہے مریم علیہا السلام کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یاد کر مریم علیہا السلام کو جب کنارے ہوئی اپنے لوگوں سے نَبَذْنَاهُ کے معنی ہیں ڈالا ہم نے اس کو اور شَرْقِيًّا کے معنی ہیں جو بیت المقدس سے مشرق کی طرف تھا یا اس کے گھر سے فَأَجَآئَهَا افعال ہے جِئْتُ سے یعنی ثلاثی مزید اس باب کا ہے اور بعض کہتے ہیں مضطرا اور بے قرار کیا اس کو اور تَسَّاقَطْ کے معنی ہیں گرنے کے اور قصیا کے معنی ہیں قَاصِيًا یعنی دو مکان میں یعنی اس آیت میں مکانا قصیا اور فَرِيًّا کے معنی ہیں عظیم یعنی اس آیت میں لقد جئت شیاء فریا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نسیا کے معنی ہیں کہ میں کچھ چیز نہ ہوتی اور نہ پیدا ہوتی یعنی اس آیت میں وکنت نسیا منسیا اور اس کے غیر نے کہا نسی حقیر چیز ہے یعنی بے قدر اور ابو وائل نے کہا کہ معلوم کیا مریم علیہا السلام نے کہ تقی عقلمند کو کہتے ہیں جب کہ اس نے کہا کہ اگر ہے تو تقی اور کہا وکیع نے اسرائیل سے روایت کی ہے ابو اسحاق نے اس نے براء رضی اللہ عنہ سے کہ سریا سریانی میں چھوٹی نہر کو کہتے ہیں۔

۳۱۸۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا

۳۱۸۱ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں بولا لڑکا جھولی

جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ
أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ
عِيْسٰى وَكَانَ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ يُّقَالُ
لَهٗ جُرَيْجٌ كَانَ يُصَلِّيْ جَآئَتْهُ أُمُّهٗ فَدَعَتْهُ
فَقَالَ أُجِيْبُهَا أَوْ أُصَلِّيْ فَقَالَتْ اللّٰهُمَّ لَا
تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهٗ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ وَكَانَ
جُرَيْجٌ فِيْ صَوْمَعَتِهٖ فَتَعَرَّضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ
وَكَلَّمَتْهُ فَأَبٰى فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ
نَّفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ مِنْ جُرَيْجٍ
فَأَتَوْهُ فَكَسَرُوْا صَوْمَعَتَهٗ وَأَنْزَلُوْهُ وَسَبُّوْهُ
فَتَوَضَّأَ وَصَلّٰى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ
أَبُوْكَ يَا غُلَامُ قَالَ الرَّاعِيْ قَالُوْا نَبْنِيْ
صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ طِيْنٍ
وَكَانَتِ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَّهَا مِنْ بَنِيْ
إِسْرَآئِيْلَ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَّاكِبٌ ذُوْ شَارَةٍ
فَقَالَتْ اللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهٗ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا
وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا
تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهٗ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى ثَدْيِهَا يَمَصُّهٗ
قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَصُّ إِصْبَعَهٗ ثُمَّ مُرَّ بِأَمَةٍ
فَقَالَتْ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَ هٰذِهٖ
فَتَرَكَ ثَدْيَهَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا
فَقَالَتْ لِمَ ذَاكَ فَقَالَ الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِّنَ
الْجَبَابِرَةِ وَهٰذِهِ الْأَمَةُ يَقُوْلُوْنَ سَرَقْتِ

اور گود میں سوائے تین لڑکوں کے ایک عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرا بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا اس کو لوگ جریج کہتے ہیں نماز پڑھتا تھا اس کی ماں آئی تو اس نے جریج کو بلایا تو جریج نے کہا کہ میں ماں کو جواب دوں یا نماز پڑھوں اور ایک روایت میں ہے کہ اے میرے رب! میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز ہی میں ہوں سو وہ اپنی نماز ہی میں متوجہ رہا تو اس کی ماں پھر گئی جب دوسرا دن ہوا تو اس کی ماں اس کے پاس آئی اور وہ نماز میں تھا سو اس نے پکارا کہ اے جریج! تو اس نے کہا کہ اے میرے رب! میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں تو وہ نماز ہی میں متوجہ رہا تو اس کی ماں پلٹ آئی جب تیسرا دن ہوا تو اس کی ماں پھر آئی سو اس نے پکارا کہ اے جریج تو اس نے کہا کہ اے رب میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں سو وہ اپنی نماز میں متوجہ رہا تو اس کی ماں ناراض ہوئی تو اس کی ماں نے کہا کہ الٰہی! یہ اس وقت تک نہ مرے جب تک بدکار عورت کا منہ نہ دیکھ لے اور جریج اپنے عبادت خانے میں تھا سو ایک عورت اس کے سامنے آئی اور اس سے کلام کیا تو جریج نے نہ مانا تو وہ ریوڑ چرانے والے کے پاس آئی سو اس عورت نے اس کو اپنی ذات پر قادر کیا اور ایک روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل نے آپس میں جریج کی عبادت کا ذکر کیا تو کہا ایک بدکار عورت نے ان میں سے کہ اگر تم چاہو تو میں جریج کو بلا میں گرفتار کروں انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں تو وہ اس کے سامنے آئی اس نے اس کی طرف التفات نہ کیا پھر ایک چرواہے کے پاس آئی اور وہ اس کے عبادت خانے کے پاس ٹھہرتا تھا سو وہ لڑکا جنی تو کسی نے کہا کہ یہ لڑکا کس کے نطفے سے ہے اس نے کہا کہ جریج کے نطفے سے ہے

زَنَيْتِ وَلَمْ تَفْعَلْ.

تو لوگ اس کے پاس آئے سو اس کا عبادت خانہ توڑ ڈالا اور عبادت خانے سے اتارا اور برا کہا یعنی اور اس کی گردن میں رسی ڈال کر اس کو لوگوں میں گھمایا تو جریج نے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا یعنی مجھ کو کیوں مارتے ہو سو انہوں نے کہا کہ تو نے اس عورت سے زنا کیا سو وہ تیرے سے نطفے لڑکا جنی تو اس نے کہا کہ وہ لڑکا کہاں ہے سو وہ اس کو لے آئی تو جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر لڑکے کے پاس آیا اور کہا کہ اے لڑکے تیرا باپ کون ہے لڑکے نے کہا کہ فلانا چرانے والا سو لوگ جریج پر جھکے اور اس کو چومنے چاٹنے لگے اور کہا کہ ہم تیرے واسطے سونے کا عبادت خانہ بناتے ہیں جریج نے کہا کہ نہیں اسی طرح مٹی کا بنا دو جیسے آگے تھا اور تیسرا یہ کہ بنی اسرائیل سے ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلاتی تھی تو ایک مرد نکلا سنہری پوشاک والا سو اس کی ماں نے کہا کہ الٰہی میرے بیٹے کو اس مرد کے برابر کر دینا تو لڑکے نے اس کی چھاتی چھوڑ دی اور سوار کی طرف متوجہ ہوا سو کہا کہ الٰہی مجھ کو ایسا نہ کرنا پھر اپنی ماں کی چھاتی پر جھک کر دودھ پینے لگا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جیسے میں دیکھتا ہوں طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اپنی انگلی چوستے تھے یعنی اس لڑکے کے دودھ پینے کی نقل کرتے تھے پھر لوگ ایک لونڈی کو لے کر نکلے اور اس کو مارتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے حرام کیا تو اس لڑکے کی ماں نے کہا کہ الٰہی میرے بیٹے کو اس لونڈی کے برابر نہ کرنا تو اس لڑکے نے دودھ پینا چھوڑا اور اس لونڈی کی طرف دیکھا سو کہا کہ اے الٰہی مجھ کو ایسا ہی کرنا تو اس لڑکے کی ماں نے کہا کہ تو نے یہ کیوں کہا تو لڑکے نے کہا کہ سوار ایک ظالم تھا ظالموں سے اور اس لونڈی کو کہتے ہیں تو نے زنا کیا تو نے

چوری کی اور حالانکہ اس نے حرام کاری اور چوری نہیں کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہیں بولے جھولی میں مگر تین لڑکے اور بعض روایتوں میں سے ہے کہ یوسف علیہ السلام کے شاہد نے بھی شیر خوارگی میں کلام کیا اور فرعون کی بیٹی کی کنگھی کرنے والی عورت کے لڑکے نے بھی شیر خوارگی میں کلام کیا جبکہ فرعون نے چاہا کہ اس کی ماں کو آگ میں ڈالے تو اس نے کہا کہ اے میری ماں صبر کر بیشک تو حق پر ہے اس بنا پر اس کے پانچ لڑکے ہوئے اور اصحاب اخدود کے قصے میں ہے کہ ایک عورت لائی گئی تا کہ آگ میں ڈالی جائے یا اپنے دین سے پھرے تو وہ پیچھے ہٹی تو اس کی گود میں ایک لڑکا شیر خوار تھا اس نے کہا کہ اے ماں صبر کر بیشک تو حق پر ہے اور ضحاک نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ یحییٰ علیہ السلام نے بھی شیر خوارگی میں کلام کیا تھا اس بنا پر اس کے سات لڑکے ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی گود میں کلام کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شیر خوارگی میں کلام کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مبارک یمامہ نے کلام کیا اور یوسف علیہ السلام کے شاہد ہیں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ شیر خوار تھا اور بعض کہتے ہیں کہ داڑھی والا اور ایک روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک سوداگر تھا کبھی فائدہ پاتا تھا اور کبھی گھاٹا سو اس نے کہا کہ اس سوداگری میں خیر نہیں البتہ میں ایسی سوداگری ڈھونڈتا ہوں جو اس سے بہتر ہے تو اس نے ایک عبادت خانہ بنایا اور اس میں گوشہ گیری اختیار کی اور اس کا نام جریج تھا سو اس نے دلالت کی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تھا اور اس کے تابعداروں میں تھا اس واسطے کہ گوشہ گیری انہوں نے ابھی نکالی تھی اور یہ جو کہا کہ الٰہی میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں تو یہ محمول ہے اس پر کہ یہ اس نے اپنے جی میں کہا تھا اور احتمال ہے کہ زبان سے کلام کیا ہو اس واسطے کہ کلام ان کے نزدیک مباح تھی اور اسی طرح ابتدا اسلام میں اور ایک روایت میں ہے کہ اگر جریج عالم ہوتا تو البتہ جانتا کہ ماں کو جواب دینا اولیٰ ہے نماز سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ واجب ہے مقدم کرنا اجابت ماں کا فعل نماز پر اس واسطے کہ نماز میں بدستور رہنا نفل ہے اور ماں کو جواب دینا اور اس کے ساتھ نیکی کرنا واجب ہے اور ظاہر یہ ہے کہ تحقیق تھی وہ مشتاق طرف اس کے سو ملاقات کرتی تھی ساتھ اس کے اور قناعت کرتی ساتھ دیکھنے اس کے اور کلام اس کی کے اور شاید اس نے سوائے اس کے نہیں کہ نہ تخفیف کی نماز میں تا کہ جواب دے اس کو اس واسطے کہ اس نے خوف کیا کہ ٹوٹ جائے خشوع اس کا اور نماز کے بیان میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جریج فقیہ ہوتا تو البتہ جانتا کہ ماں کو جواب دینا بہتر ہے اپنے رب کی عبادت سے اور اگر اپنے اطلاق پر محمول ہو تو سمجھا جاتا ہے اس سے جواز قطع نماز کا مطلق واسطے جواب دینے آواز ماں کے نفل نماز ہو یا فرض اور یہ ایک وجہ ہے شافعی کے مذہب میں اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ اگر نفل نماز ہو اور معلوم کرے ایذا والد کا ساتھ ترک جواب کے تو واجب ہے جواب دینا نہیں تو نہیں اور اگر نماز فرض ہو اور وقت تنگ ہو تو نہیں واجب ہے اجابت اور اگر وقت تنگ نہ ہو تو واجب ہے نزدیک امام الحرمین کے اور مخالفت کی

ہے اس کی غیر اس کے نے اس واسطے کہ وہ شروع سے لازم ہو جاتی ہے اور مالکیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اجابت والد کی نفل نماز میں افضل ہے درازی سے بیچ اس کے اور قاضی ابوالولید نے حکایت کی ہے کہ یہ خاص ہے ساتھ ماں کے سوائے باپ کے اور قائل ہے ساتھ اس کے مکحول اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے سوا کسی نے سلف سے یہ بات نہیں کہی اور نیز اس حدیث میں عظمت نیکی والدین کی ہے اور جواب پکارنے ان کے کا اگرچہ اولاد معذور ہو لیکن مختلف ہوتا ہے اس میں حال باعتبار مقاصد کے اور اس میں نرمی کرنی ہے ساتھ تابع کے جبکہ واقع ہو اس سے وہ چیز جو تقاضا کرے ادب دینے کو اس واسطے کہ ماں جریج کی نے باوجود ناراض ہونے کے نہ بددعا کی اس پر مگر ساتھ اس چیز کے بددعا کی ساتھ اس کے خاص کر اور اگر اس کو نرمی نہ ہوتی تو البتہ دعا کرتی اس پر ساتھ واقع ہونے فاحشہ کے یا قتل کے اور یہ کہ جو اللہ کے ساتھ صدق رکھتا ہو اس کو فتنے ضرر نہیں کرتے اور اس میں قوت یقین جریج کی ہے اور صحت امید اس کی اس واسطے کہ اس نے بچے سے کلام کرانا چاہا باوجود یہ کہ عادت میں لڑکا کلام نہیں کرتا اور یہ کہ اللہ گردانتا ہے واسطے اپنے دوستوں کے مخرج نزدیک مبتلا ہونے ان کے اور سوائے اس کے نہیں کہ متاخر ہوتا ہے یہ ان کے بعضوں سے بعض اوقات میں واسطے تہذیب کے اور زیادتی کے ثواب میں اور اس میں ثابت کرنا کرامتوں کا ہے واسطے اولیاء کے اور واقع ہونا کرامت کا واسطے ان کے اپنے اختیار سے اور طلب سے اور ابن بطال نے کہا کہ جریج پیغمبر تھا تو یہ معجزہ ہوگا اور یہ کہ جائز ہے اختیار کرنی سخت عبادت واسطے اس شخص کے جو جانے اپنے جی میں قوت کو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعضوں نے کہ بنی اسرائیل کی شرع میں یہ بات تھی کہ تصدیق کی جاتی تھی عورت کی اس چیز میں کہ دعویٰ کرے مردوں پر صحبت سے اور لاحق کیا جاتا تھا ساتھ اس کے بچہ اور نہیں فائدہ دیتا تھا مرد کو انکار اور اس میں ہے کہ مرتکب فاحشہ کا نہیں باقی رہتی واسطے اس کے حرمت اور استدلال کیا ہے بعض مالکیہ نے ساتھ قول جریج کے کہ اے لڑکے تیرا باپ کون ہے اس طرح کہ جو کسی عورت سے زنا کرے اور وہ لڑکی جنے تو نہیں حلال ہے اس زانی کو نکاح کرنا اس لڑکی سے برخلاف شافعیہ کے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ جریج نے اس لڑکے کو زانی کی طرف منسوب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت تصدیق کی کہ برخلاف عادت کے لڑکے سے اس کی گواہی دلائی کہ میرا باپ فلانا چرانے والا ہے سو ہو گی یہ نسبت صحیح پس لازم آئے گا کہ یہ جاری ہونا درمیان ان کے احکام باپ بیٹے کے سوائے توراث اور ولاء کے اور یہ کہ وضو اس امت کے ساتھ خاص نہیں اور سوائے اس کے نہیں جو اس کے ساتھ خاص ہے وہ پانچ کلیاں ہونا ہے۔ (فتح)

۳۱۸۲ ۔ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ وَّحَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ

۳۱۸۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں معراج کی رات میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا سو تعریف کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سو ناگہاں وہ دراز قد سیدھے

قَالَ أَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةَ أُسْرِیَ بِهٖ لَقِیْتُ مُوْسٰی قَالَ فَنَعَتَهٗ فَإِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهٗ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَّجِلُ الرَّأْسِ كَأَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْئَةَ قَالَ وَلَقِیْتُ عِیْسٰی فَنَعَتَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِیْمَاسٍ یَّعْنِی الْحَمَّامَ وَرَأَیْتُ إِبْرَاهِیْمَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ قَالَ وَأُتِیْتُ بِإِنَائَیْنِ أَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَّالْاٰخَرُ فِیْهِ خَمْرٌ فَقِیْلَ لِیْ خُذْ أَیَّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِیْلَ لِیْ هُدِیْتَ الْفِطْرَةَ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

بال والے ہیں جیسے قوم شنوءہ کے مرد اور میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا سو تعریف کی حضرت ﷺ نے اس کی سو فرمایا کہ میانہ قد سرخ رنگ ہیں جیسے وہ حمام سے نکلا اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں اس کی اولاد میں اس سے زیادہ تر مشابہ ہوں اور میرے سامنے دو پیالے آئے ایک پیالے میں دودھ تھا اور ایک میں شراب تو مجھے کہا گیا کہ لے جس کو چاہے دونوں میں سے تو میں نے دودھ کا پیالہ لیا سو میں نے اس کو پیا تو مجھے حکم ہوا کہ آپ نے پیدائشی دین پایا خبردار ہو اگر آپ شراب کو پیتے تو البتہ آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

٣١٨٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِیْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِیْلُ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِیْرَةِ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَأَیْتُ عِیْسٰی وَمُوْسٰی وَإِبْرَاهِیْمَ فَأَمَّا عِیْسٰی فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِیْضُ الصَّدْرِ وَأَمَّا مُوْسٰی فَاٰدَمُ جَسِیْمٌ سَبْطٌ كَأَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ الزُّطِّ.

٣١٨٣۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا سو عیسیٰ علیہ السلام تو سرخ رنگ گھنگرالے بال والا سینہ کشادہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام تو گندم گون جسیم سیدھے بال والا ہے جیسے زط کی قوم کے مرد۔

فائدہ: مراد جسیم سے اس حدیث میں زیادتی ہے طول میں یعنی لمبے قد تھے اور ایک روایت میں موسیٰ علیہ السلام کے حق میں جعد کا لفظ واقع ہوا ہے تو مراد اس سے جعودت بدن کی ہے اور وہ پر گوشت ہونا اس کا ہے اور اجتماع اس کا نہ جعودت بالوں کے واسطے کہ آیا ہے کہ ان کے بال سیدھے تھے (فتح) اور زط ایک قوم کا نام ہے ہنود سے کہ وہ دراز قد ہوتے ہیں اور دبلے پتلے ہوتے ہیں۔

۳۱۸۴ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسٰى عَنْ نَافِعٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَيِ النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ وَأَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا يُرٰى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعَرِ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا هٰذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا وَرَاءَهُ جَعْدًا قَطِطًا أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ.

۳۱۸۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان بیٹھے تھے سو دجال کو ذکر کیا سو فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ کانا نہیں خبردار ہو کہ بے شک مسیح دجال داہنی آنکھ سے کانا ہے اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور اور مجھے خواب میں ایک رات معلوم ہوا کہ میں کعبے کے پاس ہوں تو میں نے ایک مرد دیکھا گندمی رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھے گندمی رنگ مرد دیکھے ہوں اس کے سر کے بال اس کے کندھوں تک پہنچتے ہیں اس نے بالوں میں کنگھی کی ہے اس کے سر سے پانی ٹپکتا ہے دو مردوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اور وہ شخص خانے کعبے کا طواف کرتا ہے سو میں نے کہا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو کسی نے کہا یہ مسیح مریم کا بیٹا ہے پھر میں نے ان کے پیچھے ایک اور مرد دیکھا نہایت ہی گھنگرالے بال والا دائیں آنکھ سے کانا جیسے کہ میرے دیکھے لوگوں سے دجال سے زیادہ تر مشابہ ابن قطن ہے ایک مرد کے مونڈھے پر دونوں ہاتھ رکھے بیت اللہ کا طواف کرتا ہے سو میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں عیسیٰ علیہ السلام کی صفت میں یہ آیا ہے کہ گندم گون سیدھے بال والا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ گھنگرالے بال والا اور جعد ضد ہے سبط کی سو ممکن ہے کہ تطبیق دی جائے درمیان ان کے ساتھ اس کے کہ ان کے بال سیدھے ہیں اور وصف ان کی ساتھ جعودت کے جسم میں ہے نہ بالوں میں اور مراد ساتھ اس کے اجتماع اور اکٹھا ہونا اس کا ہے اور یہ اختلاف نظیر اس اختلاف کی ہے کہ وہ گندم گون ہیں یا سرخ رنگ اور احمر عرب کے نزدیک نہایت سفید ہے ساتھ سرخی کے اور آدم علیہ السلام اسمر ہیں یعنی گندم گون اور ممکن ہے کہ تطبیق دی جائے درمیان دونوں وصفوں کے اس طرح کہ سرخ ہے رنگ اس کا کسی سبب سے مانند تعب کے اور اصل میں گندم گون ہیں۔ (فتح)

۳۱۸۵ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي

۳۱۸۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں کہ وہ سرخ رنگ

الزُّهْرِیُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعِیْسٰی أَحْمَرُ وَلٰكِنْ قَالَ بَیْنَمَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ یُهَادٰی بَیْنَ رَجُلَیْنِ یَنْطِفُ رَأْسُهٗ مَآءً أَوْ یُهَرَاقُ رَأْسُهٗ مَآءً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا ابْنُ مَرْیَمَ فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِیْمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ عَیْنِهِ الْیُمْنٰی كَأَنَّ عَیْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِیَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ وَأَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ قَالَ الزُّهْرِیُّ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَةَ هَلَكَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ.

ہے لیکن فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں خواب میں کعبے کا طواف کرتا تھا سو اچانک میں نے ایک مرد دیکھا گندم گوں سیدھے بال والا دو مردوں کے مونڈھوں پر تکیہ دے کر چلتا ہے اس کے سر سے پانی ٹپکتا ہے یا یوں فرمایا کہ اس کے سر سے پانی گرتا ہے سو میں نے کہا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ یہ مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں پھر میں نے مڑ کر دیکھا تو ناگہاں ایک مرد ہے سرخ رنگ جسیم گھنگرالے بال والا دہنی آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور سو میں نے کہا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے اور میرے دیکھے لوگوں میں دجال سے زیادہ تر مشابہ ابن قطن ہے زہری نے کہا کہ ابن قطن ایک مرد کا نام ہے خزاعہ کی قوم سے جو جاہلیت میں ہلاک ہوا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جس حالت میں کہ میں خانے کعبے کا طواف کرتا تھا تو یہ دلالت کرتا ہے کہ دیکھنا حضرت ﷺ کا پیغمبروں کو اس بار میں غیر اس بار کے ہے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے گزر چکی ہے اس واسطے کہ تحقیق وہ معراج کی رات میں تھا اگرچہ معراج کے حق میں کہا گیا ہے کہ وہ سب خواب میں تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ بیداری میں تھا اور بعض کہتے ہیں کہ دو بار یا کئی بار ہے کماسیاتی فی مکانه اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے معراج کی رات اپنا قدم بیت المقدس میں رکھا جہاں اگلے پیغمبر اپنا قدم رکھتے تو میرے سامنے لائے گئے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام الحدیث اور عیاض نے کہا کہ ان حدیثوں میں جو مذکور ہے کہ حضرت ﷺ نے پیغمبروں کو دیکھا سو اگر یہ خواب میں ہو تو اس میں کچھ اعتراض نہیں اور اگر بیداری میں ہو تو اس میں اشکال ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اپر موسیٰ علیہ السلام سو مرد گندم گوں سرخ رنگ سرخ اونٹ پر سوار ہیں جیسے کہ میں ان کو دیکھتا ہوں جبکہ نالے میں اترتے ہیں پس یہ حدیث زیادہ کرتی ہے اشکال کو اور علماء نے اس کے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ پیغمبر افضل ہیں شہیدوں سے اور شہید زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سو اسی طرح پیغمبر بھی زندہ ہیں سو نہیں بعید ہے کہ حج کریں اور نماز پڑھیں اور قرابت چاہیں طرف اللہ کے ساتھ اس چیز کے کہ کر سکیں جب تک کہ دنیا باقی ہے اور وہ تکلیف کا گھر ہے دوسرا یہ کہ حضرت ﷺ کو ان کا وہ حال دکھایا گیا جس پر وہ اپنی زندگی میں تھے پس صورت بنائی گئی ان کی واسطے حضرت ﷺ کہ کس طرح تھے اور کس طرح حج کرتے تھے اس واسطے فرمایا کانی انظر الیه تیسرا یہ کہ خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ اس

چیز کے کہ وحی کی گئی طرف آپ ﷺ کے امران کے سے اور جو کچھ کہ تھا ان سے اور تحقیق جمع کی ہے بیہقی نے ایک کتاب لطیف بیچ حق زندگی پیغمبروں کی اپنی قبروں میں اور وارد کی اس نے اس میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ پیغمبر اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے پیغمبروں سے بیت المقدس میں ملاقات کی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے آسمانوں میں ملاقات کی سو ان میں تطبیق یوں ہے کہ پہلے حضرت ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر حضرت ﷺ سب پیغمبروں سمیت آسمانوں پر اٹھائے گئے تو حضرت ﷺ ان کو آسمانوں میں ملے پھر آسمان سے اتر کر بیت المقدس میں جمع ہوئے اور حضرت ﷺ نے ان کی امامت کی اور مختلف اوقات میں ان کے نماز پڑھنے کو عقل بھی رد نہیں کرتی اور ثابت ہو چکا ہے یہ ساتھ نقل کے پس دلالت کی اس نے ان کی زندگی پر اور قیاس بھی اس کو قوی کرتا ہے اس واسطے کہ شہید زندہ ہیں ساتھ نص قرآن کے اور پیغمبر افضل ہیں شہیدوں سے اور اس کی شاہد یہ روایت ہے کہ جو درود پڑھے مجھ پر میری قبر کے نزدیک تو میں اس کو سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھے وہ میرے پاس پہنچایا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حرام کیا اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ کہ کھائے بدن پیغمبروں کے اور پیغمبروں کی قبروں میں زندہ ہونے پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نہیں کوئی مسلمان کہ مجھ پر سلام کرے مگر کہ اللہ تعالیٰ میرے روح کو مجھ پر پھیرتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو سلام کا جواب دوں اور وجہ اشکال کی یہ ہے ظاہر اس کا یہ ہے کہ پھیرنا روح کا طرف بدن کے تقاضا کرتا ہے جدا ہونے اس کی کو بدن سے اور وہ موت ہے اور علماء نے اس کے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ مراد روح کے پھرنے سے یہ ہے کہ پھرنا اس کا تھا سابق بعد دفن آپ کے کے نہ یہ کہ کھینچا جاتا ہے پھر پھیرا جاتا ہے پھر کھینچا جاتا ہے پھر پھیرا جاتا ہے اور بر تقدیر تسلیم یہ پھیرنا موت کا نہیں بلکہ اس میں مشقت نہیں یا مراد ساتھ روح کے فرشتہ موکل ہے اور اس میں ایک اور طرح سے اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مستلزم استغراق کل زمانے کو بیچ اس کے کہ کوئی وقت خالی نہ رہے واسطے متصل ہونے درود اور سلام کے اوپر آپ کے زمین کے کناروں میں ان لوگوں سے جو کثرت سے سبب سے شمار نہیں ہو سکتی اور جواب یہ ہے کہ آخرت کے کاموں کو عقل نہیں سمجھ سکتی اور برزخ کا احوال آخرت کے ساتھ مشابہ تر ہے اور یہ جو فرمایا کہ میں نے دجال کو کعبے کا طواف کرتے دیکھا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال مکے مدینے میں داخل نہیں ہوگا تو یہ بیچ زمانے خروج اس کے ہے جبکہ قیامت کے قریب نکلے گا اور نہیں مراد ہے ساتھ اس کے نفی دخول اس کے کی بیچ زمانے ماضی کے۔ (فتح)

٣١٨٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ

٣١٨٦۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میں لوگوں میں قریب

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ.

تر ہوں عیسیٰ علیہ السلام مریم کے بیٹے سے اور پیغمبر علاتی بھائی ہیں میرے اور ان کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ قریب تر ہوں عیسیٰ علیہ السلام سے دنیا اور آخرت میں یعنی لوگوں میں حاضر ہوں ساتھ اس کے اور قریب تر ہوں طرف اس کے اس واسطے کہ اس نے بشارت دی ہے کہ میرے بعد حضرت ﷺ آئیں گے اور اگر کوئی کہے کہ یہ حدیث منافی ہے ساتھ اس آیت کے **ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی الایۃ** تو جواب یہ ہے کہ ان دنوں کے درمیان منافات نہیں تا کہ تطبیق کی حاجت ہو تو جیسے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں میں ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر ہیں اسی طرح آپ ﷺ عیسیٰ علیہ السلام سے بھی قریب تر ہیں وہ تو جہت قوت اقتداء کے سے ساتھ ابراہیم علیہ السلام اور یہ جہت قوت قرب عہد سے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے اور علاتی بھائی وہ ہیں جس کا باپ ایک ہو اور مائیں جدا جدا ہوں اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ ان کے دین کی اصل ایک ہے اور وہ توحید ہے اگرچہ مختلف ہیں فروع شرائع ان کے کے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے زمانے جدا جدا ہیں اور یہ جو فرمایا کہ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں تو یہ مانند شاہد کے ہے واسطے قول آپ کے کہ میں لوگوں میں قریب تر ہوں طرف اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہمارے حضرت ﷺ کے سوا کوئی پیغمبر نہیں ہوا اور اس میں نظیر ہے اس واسطے کہ وارد ہوا ہے کہ تین پیغمبر جن کا ذکر ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کے تابعداروں سے تھے اور یہ کہ جرجلیس اور خالد بن سنان دونوں پیغمبر تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تھے اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث کمزور کرتی ہے اس چیز کو کہ وارد ہوئی ہے اس باب میں اس واسطے کہ یہ حدیث صحیح ہے بغیر تردد کے یا مراد یہ ہے کہ نہیں مبعوث ہوئے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی پیغمبر ساتھ شریعت مستقل کے اور سوائے اس کے نہیں کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پیغمبر ہوا وہ پیغمبر ہوا ساتھ برقرار رکھنے شریعت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ (فتح)

۳۱۸۷ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْأٰخِرَةِ وَالْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ

۳۱۸۷ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں لوگوں میں قریب تر ہوں عیسیٰ علیہ السلام مریم علیہا السلام کے بیٹے سے دنیا اور آخرت میں اور پیغمبر آپس میں علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں جدا جدا ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔

أُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ. وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۱۸۸۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاٰى عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهٗ أَسَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيْسٰى آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ عَيْنِيْ.

۳۱۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے ایک مرد کو چوری کرتے تو اس سے کہا کہ کیا تو نے چوری کی سو اس نے کہا کہ نہیں صاحب میں قسم کھاتا ہوں اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور میں نے اپنی آنکھ کو جھوٹا جانا۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ تصدیق اور تکذیب کے ظاہر حکم ہے نہ باطن حکم کا نہیں تو مشاہدہ اعلی یقین کا ہے اور احتمال ہے کہ اس نے اس کو دیکھا ہو کہ اس نے ایک چیز کی طرف اپنا ہاتھ دراز کیا ہے سو گمان کیا کہ اس نے اسکو لیا ہے پھر جب اس نے قسم کھائی تو عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے گمان سے رجوع کیا اور حق یہ ہے کہ بیشک اللہ تھا اس کے دل میں بزرگ تر اس سے کہ کوئی اس کے ساتھ قسم جھوٹی کھائے تو متردد ہوا امر درمیان تہمت حالف کے اور درمیان تہمت آنکھ اس کی کے تو اس نے تہمت کو اپنی آنکھ کی طرف پھیرا جیسے کہ گمان کیا آدم علیہ السلام نے صدق ابلیس کا جبکہ اس نے قسم کھائی کہ وہ اس کا خیر خواہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر ساقط کرنے حدوں کے ساتھ شبہ کے اور اوپر منع قضا کے ساتھ علم کے اور راجح نزدیک مالکیہ اور حنابلہ کے منع اس کا ہے مطلق اور شافعیہ کے نزدیک جواز اس کا ہے مگر حدود میں اور یہ صورت اسی باب سے ہے وسیاتی بسطه فی کتاب الاحکام۔ (فتح)

۳۱۸۹ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا

۳۱۸۸ ۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہایت بے حد میری تعریف نہ کیا کرو جیسے بے حد تعریف کی نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام مریم علیہا السلام کے بیٹے کی سو میں تو صرف اس کا بندہ ہوں لیکن یوں کہا کرو کہ اس کا بندہ ہے اور اس کا رسول۔

تُطْرُوْنِیْ كَمَا أُطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ.

فائدہ: مراد یہ ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے ہیں۔

۳۱۹۰ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ قَالَ لِلشَّعْبِيِّ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَدَّبَ الرَّجُلُ أَمَتَهٗ فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهٗ أَجْرَانِ وَإِذَا آمَنَ بِعِيْسٰى ثُمَّ آمَنَ بِیْ فَلَهٗ أَجْرَانِ وَالْعَبْدُ إِذَا اتَّقٰى رَبَّهٗ وَأَطَاعَ مَوَالِيَهٗ فَلَهٗ أَجْرَانِ.

۳۱۹۰۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد اپنی لونڈی کو ادب سکھائے سو بہت اچھی طرح اس کو ادب سکھائے اور اس کو شرع کے احکام بتلائے سو اس کو اچھی طرح تعلیم کرے پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرا ثواب ہے اور جب عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے پھر میرے ساتھ ایمان لائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور غلام جب اپنے اللہ سے ڈرے اور اپنے مالکوں کی فرمانبرداری کرے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں ہوا۔ (فتح)

۳۱۹۱ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ ﴿ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ ﴾ فَأَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى إِبْرَاهِيْمُ ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِّنْ أَصْحَابِیْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُوْلُ أَصْحَابِیْ فَيُقَالُ

۳۱۹۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمع کیے جاؤ گے تم ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ ہوئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر اس کو دوہرائیں گے وعدہ ہے لازم ہو چکا بیشک ہم ہیں کرنے والے سو پہلے پہل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا پھر کچھ مرد میرے ساتھیوں سے دائیں اور بائیں طرف کھینچے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ میرے ساتھی ہیں تو کہا جائے گا کہ بیشک وہ ہمیشہ رہے مرتد اپنی ایڑیوں پر جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جدا ہوئے سو میں کہوں گا جیسا

إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الْفَرَبْرِيُّ ذُكِرَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَبِيْصَةَ قَالَ هُمُ الْمُرْتَدُّوْنَ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰى عَهْدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَاتَلَهُمْ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

کہ کہا نیک بندے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے کہ میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا پھر تو نے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ بندے تیرے ہیں اور اگر ان کو معاف کریں تو تو ہی زبردست حکمت والا اور امام بخاری رحمہ اللہ سے مذکور ہے کہ قبیصہ نے کہا کہ وہ مرتد وہ ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتد ہوئے تو لڑائی کی ان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: مراد قبیصہ کی یہ ہے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے اصحاب یعنی ساتھی ہیں تو یہ قول آپ کا محمول ہے اس پر کہ یہ نسبت باعتبار اس حالت کے ہے کہ مرتد ہونے سے پہلے تھے نہ یہ کہ وہ اسی حال پر مرے اور نہیں شک ہے کہ جو مرتد ہو جائے اس سے صحابی کا نام چھینا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ ایک نسبت ہے شریف اسلامی سو نہ مستحق ہوگا جو مرتد ہو جائے بعد اس کے کہ متصف تھا ساتھ اس کے اور غرض اس حدیث سے یہاں ذکر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ہے بیچ قول اللہ کے کہ میں اس سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا۔ (فتح)

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامِ

باب ہے بیان میں اترنے عیسیٰ علیہ السلام کے یعنی اخیر زمانے میں

۳۱۹۲ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ أَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ

۳۱۹۲۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ عنقریب ہے کہ اترے گے تم میں اے مسلمانوں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بیٹے حاکم عادل ہو کر سو توڑے گا صلیب کو اور قتل کرے گا سور کو اور موقوف کر دے گا لڑائی کو اور مال کثرت سے پھیل پڑے گا یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا یہاں تک کہ ایک سجدہ بہتر ہوگا تمام دنیا سے اور جو

وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾.

چیز کہ دنیا میں ہے پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے کہ پڑھو تم یہ آیت اگر چاہو کہ کوئی کتاب والوں میں نہیں مگر کہ ایمان لائے گا ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے مرنے عیسیٰ علیہ السلام کے اور قیامت کے دن ہو گا ان پر گواہ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اترے گا حاکم ہو کر تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اترے گا حاکم ہو کر ساتھ اس شریعت کے پس تحقیق یہ شریعت باقی ہی نہیں منسوخ ہو گی بلکہ ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام حاکم اس امت کے حاکموں سے اور ایک روایت میں ہے کہ ٹھہریں گے عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس برس اور ایک روایت میں ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اتریں گے تصدیق کرنے والے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے دین پر اور یہ جو کہا کہ توڑیں گے صلیب کو اور قتل کرے گے سور کو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ باطل کرے گے نصرانیت کے دین کو اس طرح کہ توڑیں گے صلیب کو حقیقتاً اور باطل کریں گے اس چیز کو کہ گمان کرتے ہیں اس کو نصاریٰ تعظیم اس کی سے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ حرام ہے پالنا سور کا اور حرام ہے کھانا اس کا اور یہ کہ وہ نجس العین ہے اس واسطے کہ جس چیز کے ساتھ شرع میں فائدہ اٹھانا جائز ہے اس کا ضائع کرنا جائز نہیں اور ایک روایت میں بندر کا لفظ زیادہ ہے اس بنا پر پس نہیں صحیح ہو گا استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر نجاست عین خنزیر کے اس واسطے کہ بندر بالاتفاق نجس العین نہیں اور نیز مستفاد ہوتا ہے اس سے بدل ڈالنا منکر چیزوں کا اور توڑنا الات باطل کا اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ دور ہو گی عداوت اور بغض اور حسد اور بعض روایات میں حرب کے عوض آیا ہے کہ جزیہ کو موقوف کریں گے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دین ایک ہو جائے گا سو نہ باقی رہے گا کوئی کافر ذمی کہ جزیہ ادا کرے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ مال کی یہاں تک کثرت ہو گی کہ کوئی باقی نہ رہے گا کہ جزیہ کا مال اس کے واسطے خرچ کرنا ممکن ہو سو چھوڑا جائے گا جزیہ واسطے بے پرواہی کے اس سے اور نووی نے کہا کہ معنی موقوف کرنے جزیہ کے باوجود یہ کہ وہ جائز ہے اس شریعت میں یہ ہیں کہ اس کی مشروعیت مقید ہے ساتھ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ حدیث اور نہیں ہیں عیسیٰ علیہ السلام منسوخ کرنے والے جزیہ کے حکم کو بلکہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہی بیان کرنے والے ہیں واسطے نسخ کے اور ابن بطال نے کہا کہ واسطے اس کے نہیں کہ قبول کیا ہے ہم نے جزیہ کو پہلے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے حاجت کی طرف مال کے بخلاف زمانے عیسیٰ علیہ السلام کے کہ اس میں مال کی حاجت نہ ہو گی اس واسطے کہ ان کے زمانے میں مال کی کثرت ہو جائے گی یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا اس کو کوئی اور سبب کثرت مال کا نزول برکات ہے اور پے در پے ہونا خیرات کا بسبب عدل کے اور نہ ظلم ہونے کے اور اس وقت

زمین نکالے گی اپنے خزانے اور کم ہو جائیں گی رغبتیں بیچ جمع کرنے مال کے واسطے معلوم کرنے ان کے قرب قیامت کو اور یہ جو کہا کہ اس وقت ایک سجدہ بہتر ہوگا تمام دنیا سے تو اس کے معنی یہ ہیں نہ حاصل ہوگا ان کو اس وقت قرب طرف اللہ کے مگر ساتھ عبادت کے نہ ساتھ خیرات کرنے مال کے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ لوگ دینا سے منہ پھیرے گے یہاں تک کہ ہوگا ایک سجدہ محبوب تر طرف ان کے تمام دنیا سے اور قرطبی نے کہا کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نماز اس وقت صدقہ سے افضل ہوگی واسطے کثرت مال کے اس وقت اور نہ فائدہ پانے کے ساتھ اس کے یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا اس کو کوئی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ جو آیت پڑھی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ باقی رہے گا کوئی اہل کتاب سے اور وہ یہود اور نصاریٰ ہیں جبکہ اترے گے عیسیٰ علیہ السلام مگر کہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے اور یہ پھرنا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ طرف اس کے کہ ضمیر لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ میں اور قَبْلَ مَوْتِهٖ میں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے یعنی ایمان لائے گا ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے مرنے عیسیٰ علیہ السلام کے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جیسے کہ روایت کی ہے اس سے ابن جریر نے اور حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے اور بیشک وہ اب زندہ ہیں لیکن جب اتریں گے تو سب ان کے ساتھ ایمان لائیں گے اور نقل کیا ہے اس کو اکثر اہل علم سے اور ترجیح دی ہے اس کو ابن جریر وغیرہ نے اور بعض کہتے ہیں کہ بہ کی ضمیر اللہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرتی ہے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی مروی ہے لیکن وہ روایت ضعیف ہے اور ترجیح دی ہے ایک جماعت نے اس مذہب کو ساتھ قراءة ابی بن کعب کے قبل موتهم اور نووی نے کہا کہ اس بنا پر معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہیں اہل کتاب سے کوئی کہ حاضر ہو اس کو موت مگر کہ ایمان لاتا ہے نزدیک معائنہ کے پہلے نکلنے روح کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے اور یہ کہ وہ اللہ کا بندہ ہے لیکن اس کو یہ ایمان اس حالت میں نفع نہیں دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہیں توبہ واسطے ان لوگوں کے کہ برے عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ جب کسی کو موت حاضر ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ میں نے اب توبہ کی تو یہی مذہب اظہر ہے اس واسطے کہ اول خاص کرتا ہے کتابی کو جو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا زمانہ پائے گا اور ظاہر قرآن کا اس کا عموم ہے ہر کتابی میں بیچ زمانے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے اور پہلے اس کے اور علماء نے کہا کہ حکمت بیچ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے سوائے کسی اور پیغمبر کے رد ہے یہود پر کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کو مار ڈالا سو اللہ تعالیٰ نے ان کا کذب بیان کیا اور یہ کہ وہ ان کو قتل کرے گا یا نزول اس کا واسطے قریب ہونے موت اس کی کے ہے تا کہ زمین میں دفن ہو اس واسطے کہ جو مٹی سے پیدا ہوا ہے اس کو جائز نہیں کہ اس کے غیر میں مرے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد سات برس زمین پر زندہ رہیں گے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ اس وقت نکاح کریں گے اور زمین میں انیس برس ٹھہریں گے اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس برس ٹھہریں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں سب دینوں کو ہلاک کر ڈالیں گے اور زمین میں امن ہوگا یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ

چریں گے اور لڑکے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے پھر عیسیٰ علیہ السلام مر جائیں گے اور مسلمان لوگ ان کا جنازہ پڑھیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ حج اور عمرہ اکٹھے کریں گے اور اس میں اختلاف ہے کہ آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام مرے ہیں یا نہیں اور اصل اس باب میں یہ آیت ہے کہ میں تجھ کو بھر لوں گا اور اٹھا لوں گا اپنی طرف سو بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت اپنے ظاہر پر ہے یعنی اول ماریں گے پھر زندہ کر کے اٹھائیں گے اس بنا پر پس جب زمین میں اتریں گے اور ان کی مدت مقرر گزر جائے گی تو دوسری بار مریں گے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ بھر لوں گا میں تجھ کو زمین سے اس بنا پر پس نہ مریں گے مگر اخیر زمانے میں اور اس میں اختلاف ہے کہ جب وہ اٹھائے گئے اس وقت ان کی عمر کتنی تھی سو بعض کہتے ہیں کہ تینتیس برس کی اور بعض کہتے ہیں کہ ایک سو بیس برس کی۔ (فتح)

۳۱۹۳ ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَّالْأَوْزَاعِيُّ.

۳۱۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہوگا تمہارا جبکہ مریم علیہا السلام کا بیٹا تم میں اترے گا اور حالانکہ تمہارا امام تم ہی سے ہوگا۔

فائدہ: اور ایک روایت طویل میں ہے جو دجال کے ذکر میں ہے کہ سب مسلمان بیت المقدس میں ہوں گے اور ان کا امام ایک نیک مرد ہوگا وہ آگے بڑھا ہوگا تا کہ ان کو نماز پڑھائے کہ ناگہاں عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو امام الٹے پاؤں پیچھے ہٹے گا تا کہ عیسیٰ علیہ السلام امام بنیں تو عیسیٰ علیہ السلام اس کے مونڈھوں کے درمیاں کھڑے ہوں گے پھر کہیں گے کہ امام بن کہ تیرے واسطے تکبیر ہوئی اور ابو الحسن نے شافعی کے مناقب میں کہا کہ متواتر ہیں حدیثیں ساتھ اس کے کہ مہدی اس امت سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور یہ رد ہے واسطے اس حدیث کے جو ابن ماجہ میں ہے کہ نہیں مہدی مگر عیسیٰ علیہ السلام اور بعض کہتے ہیں کہ معنی امامکم منکم کے یہ ہیں کہ وہ حکم کرے گا ساتھ قرآن کے نہ ساتھ انجیل کے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ شریعت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم متصل ہے قیامت تک اور یہ کہ ہر قرن اور ہر زمانے میں ایک جماعت اہل علم کی ہے لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام امام ہوں گے یا مقتدی اور بر تقدیر امام ہونے کے پس معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ ہوں گے ساتھ تمہارے ساتھ جماعت کے اس امت سے اور طیبی نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ امام بنیں گے عیسیٰ علیہ السلام اور حالانکہ تمہارے دین میں ہیں اور رد کرتی ہے اس تاویل کو یہ حدیث مسلم کی کہ کہا جائے گا کہ ہم کو نماز پڑھاؤ تو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک تمہارے بعض بعضوں پر امیر ہیں واسطے تعظیم اس امت کے ابن جوزی نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام مقتدی بنیں گے اور بیچ نماز پڑھنے عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے ایک

مرد کے اس امت سے باوجود ہونے ان کے کے اخیر زمانے میں اور قریب قائم ہونے قیامت کے دلالت ہے واسطے صحیح قول کے کہ زمین نہیں خالی ہے قائم ہونے والے سے واسطے اللہ کے ساتھ حجت کے۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

باب میں اس چیز کے ذکر کیا گیا ہے بنی اسرائیل سے یعنی عجائبات چیزوں سے کہ ان کے زمانے میں واقع ہوئیں۔

فائدہ: بنی اسرائیل سے مراد اولاد یعقوب علیہ السلام کی ہے اور اسرائیل یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں چونتیس حدیثیں ذکر کی ہیں۔ (فتح)

٣١٩٤ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيْفَةَ أَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَآءً وَّنَارًا فَأَمَّا الَّذِيْ يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَآءٌ بَارِدٌ وَّأَمَّا الَّذِيْ يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَآءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِيْ يَرٰى أَنَّهَا نَارٌ فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ قَالَ حُذَيْفَةُ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوْحَهُ فَقِيْلَ لَهُ هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا أَعْلَمُ قِيْلَ لَهُ انْظُرْ قَالَ مَا أَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّيْ كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأُجَازِيْهِمْ فَأُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَأَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ

٣١٩٤۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی سو جس کو لوگ آگ دیکھیں گے تو وہ ٹھنڈا پانی ہے اور جس کو لوگ ٹھنڈا پانی دیکھیں گے وہ آگ ہے جلاتی سو جو کوئی اس کو پائے تو چاہیے کہ اس چیز میں گرے جس کو آگ دیکھتا ہے کہ بیشک وہ پانی ہے میٹھا اور ٹھنڈہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ سے سنا فرماتے تھے کہ تم سے اگلی امتوں میں ایک مرد تھا اس کے پاس ملک الموت آیا تا کہ اس کی روح قبض کرے تو اس کو کہا گیا کہ کیا تو نے کوئی نیکی کی ہے اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا اس کو کہا گیا کہ دیکھ اس نے کہا کہ میں کچھ نیکی نہیں جانتا لیکن یہ ہے کہ میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور ان سے لین دین کرتا تھا سو مہلت دیتا تھا مالدار کو اور درگزر کرتا تھا تنگ دست سے سو اللہ تعالیٰ نے اس کو بہشت میں داخل کیا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ ایک مرد کو موت حاضر ہوئی سو جب وہ زندگی سے ناامید ہوا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے واسطے بہت لکڑیاں جمع کرنا اور اس میں آگ جلانا یہاں تک کہ جب آگ میرا

الْحَيَاةِ أَوْصٰى أَهْلَهٗ إِذَا أَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوْا لِيْ حَطَبًا كَثِيْرًا وَّأَوْقِدُوْا فِيْهِ نَارًا حَتّٰى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِيْ وَخَلَصَتْ إِلٰى عَظْمِيْ فَامْتُحِشَتْ فَخُذُوْهَا فَاطْحَنُوْهَا ثُمَّ انْظُرُوْا يَوْمًا رَّاحًا فَاذْرُوْهُ فِي الْيَمِّ فَفَعَلُوْا فَجَمَعَهُ اللّٰهُ فَقَالَ لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو وَّأَنَا سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ذَاكَ وَكَانَ نَبَّاشًا.

گوشت کھا لے اور میری ہڈیوں تک جا پہنچے سو میں جل جاؤں سو ہڈیوں کو لے کر پیس ڈالنا پھر دیکھنا جس دن سخت آندھی ہو اس کو دریا میں اڑا دینا انہوں نے کیا یعنی اس کی وصیت بجا لائے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع کیا پھر اس کو فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا تھا اس نے کہا تیرے خوف سے سو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ مرد کفن چور تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

۳۱۹۵ ـ حَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ مَعْمَرٌ وَّيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَائِشَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً عَلٰى وَجْهِهٖ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَّجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا.

۳۱۹۵ ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت اتری یعنی مرض الموت سے بیمار ہوئے تو اپنی چادر کو اپنے مونڈھوں پر ڈالنے لگے پھر جب گرم ہوئی تو اس کو اپنے منہ سے دور کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حال میں تھے کہ لعنت اللہ تعالیٰ کی یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنایا ڈراتے تھے اپنی امت کو اس چیز سے کہ یہود اور نصاریٰ نے کی۔

فائدہ: اور غرض اس سے مذمت یہود اور نصاریٰ کی ہے بیچ بنانے ان کے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں۔

۳۱۹۶ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ قَالَ قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِيْنَ فَسَمِعْتُهٗ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ

۳۱۹۶ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھے بنی اسرائیل کہ ان میں حکومت اور ریاست کرتے تھے پیغمبر جبکہ ایک پیغمبر وفات پاتا دوسرا پیغمبر اس کے قائم مقام ہوتا تھا اور تحقیق شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں اور عنقریب خلیفے اور بادشاہ ہوں گے تو بہت ہوں گے تو

بَنُوْ إِسْرَآئِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَآءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَّإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَآءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ فُوْا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ.

اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا سو ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم کرتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قول پورا کرو اول حاکم سے پھر دوسرے سے ان کا حق ادا کرو یعنی ان کی فرمانبرداری کرو اور سنو اور کہا مانو سو بیشک اللہ تعالیٰ ان سے پوچھنے والا ہے ان کی رعیت کے حال سے۔

فائدہ: اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جب ایک امام سے مسلمانوں نے بیعت کی ہو اور اس کو اپنا سردار بنایا ہو اس کے بعد دوسرے امام سے کچھ اور مسلمانوں نے بیعت کی ہو تو بیعت پہلے کی صحیح ہے اور بیعت دوسرے کی باطل ہے نووی نے کہا کہ برابر ہے کہ بیعت کی ہو لوگوں نے دوسرے سے پہلے امام کی خبر سنی ہو یا نہیں اور برابر ہے کہ ایک شہر میں ہوں یا کئی شہروں میں اور برابر ہے کہ ہوں بیچ شہر امام کے کہ منفصل ہے یا نہ یہی ہے صواب جس پر جمہور ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ منعقد ہوتی ہے بیعت واسطے اس کے جس کے واسطے امام کے شہر میں ہو سوائے غیر اس کے کے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے درمیان قرعہ ڈالا جائے اور یہ دونوں قول فاسد ہیں قرطبی نے کہا کہ اس حدیث میں حکم بیعت کا اول ہے اور یہ کہ واجب ہے پورا کرنا اس کا اور سکوت فرمایا دوسرے کی بیعت سے اور نص کی ہے اس پر دوسری حدیث میں کہ دوسرے کی گردن مارو اور اس حدیث میں مقدم کرنا امر دین کا ہے امر دنیا پر اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ساتھ ادا کرنے حق بادشاہ کے اس میں بلند کرنا کلمے دین کا ہے اور روکنا فتنے اور فساد کا اور تاخیر امر مطالبہ کی ساتھ حق اس کے کے نہیں ساقط کرتی اس کو اور اللہ تعالیٰ نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ اس کو اس کا حق پورا دے گا اگرچہ آخرت میں ہو اور یہ جو فرمایا کہ بنی اسرائیل میں پیغمبر حکومت کرتے تھے تو اس میں اشارہ ہے کہ ضروری ہے واسطے رعیت کے بادشاہ سے کہ اس کا انتظام کرے اس کو نیک طریق پر چلائے اور انصاف لے مظلوم کا ظالم سے۔ (فتح)

۳۱۹۷ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ سَلَكُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوْهُ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدَ

۳۱۹۷ ۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تم چلو گے اگلے لوگوں کی چالوں پر بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یہاں تک کہ وہ اگر سوسمار (گوہ) کی سوراخ میں گھسے ہوں گے تو البتہ تم بھی اس میں گھسو گے ہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہود اور نصاریٰ کی چال پر چلے گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہی نہیں تو پھر کون یعنی یہود اور نصاریٰ مراد ہیں انہیں کی چال پر چلو گے۔

وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ.

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ تخصیص گوہ کی سوراخ کی سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوئی ہے واسطے نہایت تنگ ہونے اس کے کے اور ردی ہونے اس کے کے اور باوجود اس کے پس تحقیق وہ اس وجہ سے کہ ان کے طریقے کی پیروی کرتے ہیں اگر داخل ہوں ایسی تنگ ردی میں تو البتہ ان کی پیروی کریں اور باقی اس کی شرح کتاب الاعتصام میں آئے گی۔ (فتح)

۳۱۹۸ ۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فَذَكَرُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُّوْتِرَ الْإِقَامَةَ.

۳۱۹۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا اصحاب رضی اللہ عنہم نے آگ کو اور ناقوس کو اور پھر ذکر کیا یہود اور نصاریٰ کو یعنی یہ کام یہود اور نصاریٰ کا حکم ہے سو حکم ہوا بلال کو کہ اذان کے کلمے دو دو بار کہے اور تکبیر کہے ایک ایک بار۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔

۳۱۹۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَكْرَهُ أَنْ يَّجْعَلَ يَدَهُ فِي خَاصِرَتِهِ وَتَقُوْلُ إِنَّ الْيَهُوْدَ تَفْعَلُهُ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ.

۳۱۹۹۔ مسروق سے روایت ہے کہ تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکروہ جانتی یہ کہ رکھے نمازی اپنا ہاتھ اپنی کوکھ پر اور کہتی تھی کہ یہ فعل یہود کا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح بھی نماز میں گزر چکی ہے۔

۳۲۰۰ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِي إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ

۳۲۰۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کوئی مثل نہیں ہو سکتی کہ عمر اور مدت تمہاری اے مسلمانوں اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے صبح سے عصر تک اور مسلمانوں کی عمر کم ہے جیسے عصر سے شام تک اور نہیں ہے مثل تمہاری اے مسلمانوں اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مگر جیسے مثل اس مرد کی جس نے مزدوروں سے کام کروانا چاہا سو اس نے کہا کہ جو میرا کام

فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ أَلَا فَأَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ أَلَا لَكُمُ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَّأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللّٰهُ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَإِنَّهٗ فَضْلِيْ أُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ.

کرے صبح سے دو پہر تک اس کو ایک ایک قیراط ملے گا سو کام کیا یہود نے دو پہر تک ایک ایک قیراط پر اس مرد نے کہا کہ جو میرا کام کرے دو پہر سے عصر کی نماز تک اس کو ایک ایک قیراط مزدوری ملے گی تو نصاریٰ نے دو پہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر مزدوری کی پھر اس مرد نے کہا کہ جو میرا کام عصر کی نماز سے شام تک اس کو دو دو قیراط مزدوری ملے گی جانو اے مسلمانوں سو وہ لوگ تم ہو جنہوں نے عصر سے شام تک کام کیا دو دو پر قیراط جان رکھو کہ تمہاری مزدوری دوگنی ہے سو غصے ہوں گے یہودی اور نصاریٰ قیامت میں سو کہیں گے کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور مزدوری میں کم تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا میں نے تم پر کچھ ظلم کیا تمہارے حق میں سے یعنی جو مزدوری ٹھہری گئی تھی اس سے کچھ کم دیا کہیں گے کہ جو ٹھہرا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ تعالیٰ فرمائے گا سو یہ یعنی دوگنی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: اس کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔

۳۲۰۱ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَّلُوْهَا فَبَاعُوْهَا تَابَعَهٗ جَابِرٌ وَّأَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۲۰۱ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ لعنت کرے فلانے کو کہ کیا نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود پر کہ ان پر چربیاں حرام ہوئیں تو انہوں نے ان کو پگھلایا اور بیچا۔

فائدہ: اس کی شرح بیوع میں گزر چکی ہے۔

۳۲۰۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ

۳۲۰۲ ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً وَّحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

نے فرمایا کہ پہنچاؤ لوگوں کو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل سے باتیں سن کر نقل کرو اس میں کچھ مضائقہ نہیں اور جو مجھ پر جھوٹ بولے جان بوجھ کر تو چاہیے بنائے ٹھکانا اپنا دوزخ میں۔

فائدہ: آیت کے تین معنی ہیں ملامت فاصلہ اور عجوبہ حاصلہ اور بلیہ نازلہ یعنی پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہوتا کہ جلدی کرے ہر سامع طرف پہنچانے اس چیز کے کہ واقع ہو واسطے اس کے آیتوں سے اگرچہ تھوڑی ہو تا کہ متصل ہو ساتھ اس کے نقل تمام اس چیز کی کہ لائے ہیں اس کو حضرت ﷺ اور یہ جو کہا کہ بنی اسرائیل سے باتیں سن کر نقل کرو اس میں کچھ مضائقہ نہیں یعنی نہیں تنگی تم پر ان سے باتیں نقل کرنے میں اس واسطے کہ ابتدا اسلام میں بنی اسرائیل کی کتابوں کے دیکھنے سے حضرت ﷺ نے منع فرمایا تھا یعنی تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نئے مسلمانوں کے اعتقاد بگڑ جائیں پھر حاصل ہوئی وسعت بیچ اس کے اور تھی واقع ہوئی پہلے مضبوط ہونے احکام اسلامیہ کے اور قواعد دینیہ کے واسطے خوف فتنے کے پھر جب یہ خوف دور ہوا تو اس کی اجازت ہوئی اس واسطے کہ ان کے زمانے کی خبریں سننے سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ تنگ ہوں تمہارے سینے ساتھ اس چیز کے کہ سنتے ہو تم اس کو ان سے عجیب چیزوں سے کہ بے شک یہ واقع ہوا واسطے ان کے بہت اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں حرج اس میں کہ نقل کرو باتیں ان سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد رفع حرج ہے حاکی اس کے سے واسطے اس چیز کے کہ ان کی خبروں میں ہے برے لفظوں سے اور مالک نے کہا کہ مراد جواز تحدث کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ ہو بہتر کام سے اور اوپر جس چیز کا جھوٹ معلوم ہے تو اس کو نقل کرنا جائز نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ باتیں نقل کرو ان سے ساتھ مانند اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے قرآن اور صحیح حدیث میں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جائز ہیں باتیں نقل کرنی ان سے ساتھ جس صورت کے کہ واقع ہوں انقطاع یا بلاغ سے واسطے دشوار ہونے اتصال کے بیچ حدیث بیان کرنے کے ان سے برخلاف احکام اسلامیہ کے اس واسطے کہ اصل ان سے نقل کرنے میں اتصال ہے متصل ہونا سند کا کہ کوئی راوی درمیان سے ساقط نہ ہو اور نہیں دشوار ہے یہ واسطے قریب ہونے زمانے کے اور شافعی نے کہا کہ یہ بات معلوم ہے کہ حضرت ﷺ جھوٹ نقل کرنے کی اجازت نہیں دیتے سو معنی یہ ہیں کہ بات نقل کرو بنی اسرائیل سے جس کا جھوٹ معلوم نہ ہو اور نہیں وارد اذن اور نہ منع ساتھ نقل کرنے اس چیز کے کہ اس کے سچ ہونے کا یقین ہو اور یہ جو فرمایا کہ جو مجھ پر جھوٹ بولے الخ تو اس کی پوری شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور

اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ حضرت ﷺ پر جھوٹ بولنے کا بڑا عذاب ہے یہاں تک کہ مبالغہ کیا ہے شیخ ابو محمد جوینی نے سو اس نے حکم کیا کہ جو حضرت ﷺ پر جھوٹ بولے وہ کافر ہے اور قاضی ابو بکر کا کلام بھی اس طرح مائل ہے اور بعض کرامیہ اور خواہ مخواہ کے زاہد کہتے ہیں کہ جائز ہے جھوٹ بولنا حضرت ﷺ پر اس چیز میں کہ متعلق ہو ساتھ تقویت امر دین کے اور طریق اہل سنت کے اور واسطے ترغیب اور ترہیب کے لیکن یہ ان کی جہالت ہے اور انہوں نے اس کی علت بیان کی ہے کہ وعید تو صرف اس کے حق میں ہے جو حضرت ﷺ کے اوپر جھوٹ بولے نہ اس کے حق میں کہ آپ ﷺ کے واسطے جھوٹ بولے اور یہ علت بیان کرنی باطل ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ وعید کے وہ شخص ہے کہ نقل کرے حضرت ﷺ سے جھوٹ کو برابر ہے کہ آپ ﷺ کے اوپر ہو یا آپ ﷺ کے واسطے ہو اور دین ساتھ حمد اللہ کے کامل ہے نہیں محتاج ہے اس کا کہ جھوٹ کے ساتھ اس کی تقویت کی جائے۔ (فتح)

۳۲۰۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ.

۳۲۰۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں کرتے سو تم ان کا خلاف کرو خضاب کیا کرو۔

فائدہ: یہ حدیث تقاضا کرتی ہے اس کو کہ خضاب کرنا جائز ہے اور مراد ساتھ اس کے رنگنا سفید بالوں کا داڑھی کا اور سر کا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ سفید بالوں کا اکھاڑنا درست نہیں سو یہ حدیث اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ رنگنا دور کرنے کو نہیں چاہتا لیکن جائز وہ خضاب ہے جو سیاہ نہ ہو کہ مسلم ہے کہ بچو سیاہی سے اور ایک روایت میں ہے کہ اخیر زمانے میں ایک قوم ہوگی وہ خضاب کریں گے جیسے کبوتروں کی پوٹیں نہ پائیں گے بو بہشت کی اس واسطے نووی نے اختیار کیا ہے کہ سیاہ خضاب کرنا مکروہ تحریمی ہے اور حلیمی سے روایت ہے کہ یہ کراہت مردوں کے ساتھ خاص ہے سوائے عورتوں کے یعنی عورتوں کو سیاہ خضاب کرنا جائز ہے اپنے خاوندوں کی خاطر سے اور مالک نے کہا کہ مہندی اور وسمہ واسع ہے اور خضاب کرنا ساتھ غیر سواد کے محبوب تر ہے اور مجاہد اس سے بالاتفاق مستثنیٰ ہے یعنی غازی کو سیاہ خضاب کرنا درست ہے اور نہیں مراد ہے خضاب سے اس حدیث میں رنگنا کپڑوں کا اور نہ رنگنا ہاتھوں کا اور پاؤں کا مہندی سے اس واسطے کہ یہود اور نصاریٰ اس کے تارک نہیں اور تحقیق تصریح کی ہے شافعیہ نے کہ حرام ہے پہننا زعفران کے رنگے ہوئے کپڑے کا مردوں کو اور حرام ہے واسطے مردوں کے رنگنا اپنے ہاتھوں کو اور پاؤں کا مہندی سے مگر واسطے دوا کے اور اس کا پورا بیان کتاب اللباس میں آئے گا۔ (فتح)

٣٢٠٤ - حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا جُنْدَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ وَمَا نَسِیْنَا مُنْذُ حَدَّثَنَا وَمَا نَخْشٰی اَنْ یَّکُوْنَ جُنْدُبٌ كَذَبَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِیْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهٖ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّیْنًا فَحَزَّ بِهَا یَدَهٗ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰی مَاتَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی بَادَرَنِیْ عَبْدِیْ بِنَفْسِهٖ حَرَّمْتُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ.

٣٢٠٤۔ جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے اگلی امت میں ایک مرد تھا اس کو ایک زخم تھا سو وہ نہ سہ سکا تو اس نے چھری کو لیا اور اس سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا تو اس کا خون نہ بند ہوا یہاں تک کہ مر گیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے اپنی جان دینے میں مجھ پر جلدی کی سو میں نے اس پر بہشت حرام کی۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میرے بندے نے جان دینے میں جلدی کی تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ جس نے اپنے تئیں مار ڈالا وہ اپنے اجل سے پہلے مرا اس واسطے کہ سیاق حدیث سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ اپنے تئیں قتل نہ کرتا تو اور زندہ رہتا لیکن اس نے جلدی کی سو اپنی موت کے وقت سے پہلے مرا اور اس کا جواب یہ ہے کہ جلدی باعتبار سبب ہونے کے ہے بیچ اس کے اور قصد کے واسطے اس کے اور اختیار کی اور اس کو جلدی کہا واسطے وجود صورت اس کی کے اور سوائے اس کے نہیں کہ مستحق ہوا عذاب کا اس واسطے کہ نہیں خبر دار کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اوپر گزر جانے موت اس کی کے سو اختیار کیا اس نے قتل کرنا اپنی جان کا سو مستحق ہوا عذاب کا واسطے نافرمانی اس کی کے اور قاضی ابو بکر نے کہا کہ قضا مطلق ہے اور مقید ہے ساتھ صفت کے سو مطلق جاری ہوتی ہے اوپر وجہ کے بلا پھیرنے والی چیز کے اور مقید دو وجہوں پر ہے اس کی مثال یہ ہے کہ مقدر کیا گیا ہے واسطے ایک کے یہ کہ زندہ رہے بیس برس اگر اپنی جان کو مار ڈالے اور تیس برس اگر نہ مارے اور یہ بہ نسبت علم مخلوق کے ہے مانند ملک الموت کے مثلا اور اوپر بہ نسبت علم اللہ کے تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں واقع ہوگا مگر جو اللہ کو معلوم ہے اور نظیر اس کی واجب مخیر ہے سو واقع اللہ کے نزدیک معلوم ہے اور بندے کو اختیار ہے کہ جو کام چاہے کرے اور یہ جو کہا کہ میں نے اس پر بہشت حرام کی تو یہ چاہتا ہے اس کو کہ موحد ہمیشہ آگ میں رہے تو اس کا جواب کئی وجہ سے ہے اول یہ کہ اس نے اس حلال کو جانا تھا سو کافر ہو گیا دوم یہ کہ دراصل وہ کافر تھا اور عذاب کیا گیا ساتھ اس گناہ کے واسطے زیادتی کے اس کے کفر پر سوم یہ کہ مراد یہ ہے کہ حرام ہے اس پر بہشت کسی وقت میں مانند اس وقت کے کہ داخل ہوں گے اس میں سابقوں یا اس وقت میں کہ عذاب کیے جائیں گے اس میں موحدین آگ میں پھر نکالے جائیں گے چہارم یہ کہ مراد بہشت معین ہے مانند فردوس کے مثلا پنجم یہ کہ مراد ساتھ اس کے تغلیظ اور تخویف

ہے اور ظاہر مراد نہیں ششم یہ کہ تقدیر یہ ہے کہ حرام کی میں نے بہشت اگر چاہوں استمرار اس کا ہفتم یہ کہ احتمال ہے کہ پہلوں کی شرع میں اصحاب کبائر کافر ہو جاتے ہوں ساتھ فعل اپنے کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام ہے قتل کرنا نفس کا برابر ہے کہ قاتل کا اپنا نفس ہو یا اس کے غیر کا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر کا قتل کرنا بطریق اولی جائز نہیں اور اس میں ٹھہرنا ہے نزدیک حقوق اللہ کے اور رحمت اس کی ہے ساتھ مخلوق اپنی کے اس واسطے کہ حرام کیا ان کے نفسوں کا اور یہ کہ نفس اللہ کے ملک ہیں اور یہ کہ جائز ہے بات نقل کرنی پہلی امتوں سے اور فضیلت صبر کی اور ترک کرنا فریاد کا دردوں سے تا کہ اس سے سخت تر بلا میں نوبت نہ پہنچے اور یہ کہ حرام ہے لین دین ان اسباب کا جو پہنچا دین طرف قتل نفس کے اور اس میں احتیاط ہے تحدیث میں اور کیفیت ضبط کی واسطے اس کے اور یہ کہ اصحاب سب عدول ہیں ان کی طرف سے جھوٹ کا امن ہے۔ (فتح)

حَدِيْثُ أَبْرَصَ وَأَعْمٰى وَأَقْرَعَ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ

حدیث کوڑھے اور گنجے اور اندھے کی

٣٢٠٥ ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمٰى بَدَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَّبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَّجِلْدٌ حَسَنٌ قَدْ قَذِرَنِى النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ

٣٢٠٥ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے ایک کوڑی سفید داغ والا دوسرا گنجا تیسرا اندھا سو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو آزمائے تو ان کے پاس فرشتہ بھیجا سو وہ کوڑھے کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ تجھ کو کون سی چیز بہت پیاری ہے اس نے کہا کہ اچھا رنگ اور اچھی کھال کہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں تو فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی گھن دور ہوئی اور اس کو اچھا رنگ اور اچھی کھال دی گئی فرشتے نے کہا کہ کون سا مال تجھ کو بہت پسند ہیں اس نے کہا اونٹ یا گائے اس میں راوی نے شک کیا ہے کہ اس نے اونٹ مانگا یا گائے لیکن کوڑھی اور گنجے نے ان میں سے ایک نے اونٹ کہا اور دوسرے نے گائے سو اس کو دس مہینے کی گابھن اونٹنی دی گئی پھر کہا اللہ کرے تجھے اس میں برکت ہو پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ کون سی چیز تجھ کو بہت پسند ہے اس نے کہا کہ اچھے بال اور یہ بیماری مجھ سے جاتی رہے کہ لوگ

فَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَّجِلْدًا حَسَنًا فَقَالَ أَیُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْإِبِلُ أَوْ قَالَ الْبَقَرُ هُوَ شَكَّ فِيْ ذٰلِكَ إِنَّ الْأَبْرَصَ وَالْأَقْرَعَ قَالَ أَحَدُهُمَا الْإِبِلُ وَقَالَ الْآخَرُ الْبَقَرُ فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَآءَ فَقَالَ يُبَارَكُ لَكَ فِيْهَا وَأَتَى الْأَقْرَعَ فَقَالَ أَیُّ شَیْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ شَعَرٌ حَسَنٌ وَّيَذْهَبُ عَنِّيْ هٰذَا قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ وَأُعْطِيَ شَعَرًا حَسَنًا قَالَ فَأَیُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ قَالَ فَأَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلًا وَّقَالَ يُبَارَكُ لَكَ فِيْهَا وَأَتَى الْأَعْمٰى فَقَالَ أَیُّ شَیْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ يَرُدُّ اللّٰهُ إِلَیَّ بَصَرِیْ فَأُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ بَصَرَهٗ قَالَ فَأَیُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَأَعْطَاهُ شَاةً وَّالِدًا فَأُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنْ إِبِلٍ وَّلِهٰذَا وَادٍ مِّنْ بَقَرٍ وَّلِهٰذَا وَادٍ مِّنْ غَنَمٍ ثُمَّ إِنَّهٗ أَتَى الْأَبْرَصَ فِیْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ تَقَطَّعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِیْ أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا أَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِیْ سَفَرِیْ فَقَالَ لَهٗ إِنَّ الْحُقُوْقَ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ لَهٗ كَأَنِّیْ أَعْرِفُكَ أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَأَعْطَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ

مجھ سے نفرت کرتے ہیں سو فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری دور ہوگئی اور اس کو اچھے بال ملے پھر فرشتے نے کہا کہ کون سا مال تجھ کو بہت بھاتا ہے اس نے کہا کہ گائے تو اس نے گابھن گائے دی اور کہا کہ تجھ کو اس میں اللہ کرے برکت ہو پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا سو کہا کہ تجھ کو کون سی چیز بہت پسند ہے اس نے کہا کہ اللہ میری آنکھوں میں روشنی دے تو میں اس کے ساتھ لوگوں کو دیکھوں سو فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کو اللہ تعالیٰ نے روشنی دی پھر فرشتے نے کہا کہ کون سا مال تجھ کو بہت پسند ہے اس نے کہا کہ بھیڑ بکری تو اس نے اس کو گابھن بکری دی سو اونٹنی اور گائے بھی جنی اور بکریاں بھی جنی پھر ہوتے ہوتے کوڑی کے جنگل بھر اونٹ ہو گئے اور گنجے کی جنگل بھر گائے اور بیل ہو گئے اور اندھے کی جنگل بھر بکریاں ہوگئی پھر مدت کے بعد فرشتہ کوڑھی کے پاس آیا اپنی اگلی صورت اور شکل میں تو فرشتے نے کہا کہ میں محتاج آدمی ہوں سفر میں میرے سب اسباب کٹ گئے سو آج مجھ کو منزل پر پہنچنا ممکن نہیں بدون اللہ کی مدد کے پھر بدون تیرے کرم کے میں تجھ سے مانگتا ہوں اسی کے نام پر جس نے تجھ کو ستھرا رنگ اور ستھری کھال دی اور مال دیا ایک اونٹ مانگتا ہوں جو میرے سفر میں کام آئے اس نے کہا کہ لوگوں کے حق مجھ پر بہت ہیں فرشتے نے کہا کہ گویا میں تجھ کو پہچانتا ہوں بھلا تو محتاج کوڑی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تجھ کو یہ مال دیا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ مال پایا ہے اپنے باپ دادے سے جو کئی پشتوں کے نامی سردار تھے سو فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر ڈالے جیسا تو تھا پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اپنی اسی

لَقَدْ وَرِثْتُ لِكَابِرٍ عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلٰى مَا كُنْتَ وَأَتَى الْأَقْرَعَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا فَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هٰذَا فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلٰى مَا كُنْتَ وَأَتَى الْأَعْمٰى فِيْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ وَّابْنُ سَبِيْلٍ وَّتَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِيْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ بَصَرِيْ وَفَقِيْرًا فَقَدْ أَغْنَانِيْ فَخُذْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ فَقَالَ أَمْسِكْ مَالَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ.

صورت اور شکل میں پھر اس سے کہا جیسا کوڑی سے کہا تھا اس نے بھی وہی جواب دیا جیسا اس نے جواب دیا تھا فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر ڈالے جیسے تو تھا پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اپنی اسی صورت اور شکل میں تو اس نے کہا کہ میں محتاج آدمی ہوں اور مسافر ہوں میرے سفر میں سب وسیلے کٹ گئے مجھ کو آج پہنچانا بغیر مدد الٰہی اور اس کے بعد بغیر تیرے کرم کے مشکل ہے سو میں تجھ سے اس اللہ کے نام پر جس نے تجھے آنکھ دی ایک بکری مانگتا ہوں کہ میرے سفر میں وہ کام آئے اس نے کہا کہ بیشک میں اندھا تھا سو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آنکھ دی اور میں محتاج تھا سو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مالدار کیا سو لے جا بکریوں سے جتنا جی چاہے سو قسم ہے اللہ کی کہ لینے میں اگر تو کچھ چھوڑ دے گا تو میں تیری تعریف نہ کروں گا یعنی میں نہ لینے سے کچھ تعریف نہ کروں گا اگر محتاج ہو کر چھوڑے گا اور تیری بے پرواہی کی بھی تعریف نہ کروں گا سو فرشتے نے کہا کہ اپنا مال رکھ تم تینوں آدمی تو صرف آزمائے گئے سو تجھ سے تو البتہ اللہ راضی ہوا اور تیرے دونوں ساتھیوں سے ناخوش ہوا۔

فائدہ: اس حدیث میں جواز ذکر اس چیز کا ہے کہ واقع ہوئی واسطے پہلوں کے تا کہ نصیحت پکڑیں ساتھ اس کے وہ شخص کہ سنے اس کو اور یہ ان کی غیبت نہیں اور شاید یہ بھی بھید ہے ان کے نام نہ لینے میں اور یہ نہیں بیان کیا کہ اس کے بعد ان کا کیا حال ہوا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ امر ان میں واقع ہوا جیسا کہ فرشتے نے کہا اور اس حدیث میں تحذیر ہے کفران نعمت سے اور ترغیب بیچ شکر اس کے کے اور اقرار کرنا ساتھ اس کے اور شکر کرنا اللہ کا اوپر اس کے اور اس میں فضیلت صدقہ کی ہے اور رغبت دلانے اوپر نرمی کے ساتھ ضعیفوں کے اور تعظیم کرنی ان کی اور پہنچانا ان کا ان کے کام کو اور اس میں جھڑکی ہے بخل سے اس واسطے کہ وہ حامل ہوتا ہے اپنے ساتھی کو کذب پر اور اللہ کی نعمت کے انکار کرنے پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ کیا تو خیال رکھتا ہے

أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ﴾ الْكَهْفُ الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ وَالرَّقِيمُ الْكِتَابُ ﴿مَرْقُومٌ﴾ مَكْتُوبٌ مِنَ الرَّقْمِ ﴿رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ﴾ أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا ﴿شَطَطًا﴾ إِفْرَاطًا الْوَصِيدُ الْفِنَاءُ وَجَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ وَيُقَالُ الْوَصِيدُ الْبَابُ ﴿مُؤْصَدَةٌ﴾ مُطْبَقَةٌ آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ ﴿بَعَثْنَاهُمْ﴾ أَحْيَيْنَاهُمْ ﴿أَزْكَى﴾ أَكْثَرُ رَيْعًا فَضَرَبَ اللَّهُ ﴿عَلَى آذَانِهِمْ﴾ فَنَامُوا ﴿رَجْمًا بِالْغَيْبِ﴾ لَمْ يَسْتَبِنْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقْرِضُهُمْ﴾ تَتْرُكُهُمْ.

کہ غار اور نوشتہ والے ہماری قدرتوں میں اچنبا تھے كَهْفُ کے معنی ہیں کشادگی پہاڑ میں ازکی کے معنی ہیں سستا۔اور الرَّقِيم کے معنی ہیں کتاب یعنی نوشتہ اور مرقوم کے معنی ہیں مکتوب مشتق ہے رقم سے۔ رَجْمًا بالْغَيْب کے معنی ہیں بغیر طلب بیان کے اور بے دلیل کہتے ہیں اور مجاہد نے کہا کہ تَقْرِضُهُمْ کے معنی ہیں چھوڑتا ہے ان کو۔ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوبِهِم کے بھی یہی معنی ہیں کہ اگر ہم موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل میں صبر نہ ڈالتے تو قریب تھی کہ اپنا بھید ظاہر کرتی شَطَطًا کے معنی ہیں زیادتی ظلم میں الْوَصِيدُ کے معنی ہیں میدان کہف کا اور اس کی جمع وصائد اور وصد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وصید کے معنی دروازہ ہیں اور مُؤْصَدَةٌ کے معنی ہیں ہر طرف سے ملی ہوئی یعنی آیت عليهم نار مؤصدة میں اور اصد الباب و اوصد کے معنی ہیں دروازہ بند کیا یعنی اگر وصد کو باب افعال میں لے جائیں تو واو کو همزه سے بدل کرتے ہیں اور کبھی بدل نہیں کرتے اس کا ذکر بطور استطراد کے ہے بعثنا ہم کے معنی ہیں زندہ کیا ہم نے ان کو یعنی خواب سے۔ یعنی اس آیت میں الیهم ازکی طعاما۔ فضربنا علی اذانهم کے معنی ہیں کہ پس سو گئے۔ یعنی اس آیت میں تقرضهم ذات الشمال۔

فائدہ: یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ اور اختلاف ہے بیچ جگہ کہف کے کہ کہاں ہے سو حدیثوں اور اخباروں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ روم کے شہروں میں ہے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ایلہ کے قریب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ طرسوس کے قریب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایلہ اور فلسطین کے درمیان ہے اور بعض اور جگہ بتلاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے اصحاب کہف امام مہدی کے مددگار ہیں اور اس کی سند ضعیف ہے سو اگر ثابت ہو

تو حمل کیا جائے گا اس پر کہ وہ مرے نہیں بلکہ خواب میں ہیں سوتے ہیں یہاں تک کہ اٹھائے جائیں گے واسطے مدد مہدی کے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حج کریں گے۔ اور ابوعبیدہ نے کہا کہ رقیم نام ہے اس میدان کا جس میں کہف ہے اور کعب احبار سے روایت ہے کہ وہ گاؤں کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رقیم کتے کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی غار ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ رقیم تانبے کی تختی ہے جس میں ان کے نام لکھے گئے جبکہ وہ متوجہ ہوئے اپنی قوم سے یعنی چھپ کر نکلے اور ان کو نہ معلوم ہوا کہ کہاں گئے اور بعض کہتے ہیں کہ رقیم میں ان کا دین لکھا ہوا تھا جس پر وہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ رقیم کے معنی دوات ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ خبر دی اللہ نے اصحاب کہف سے اور نہیں خبر دی اصحاب رقیم سے میں کہتا ہوں اور اس طرح نہیں بلکہ سیاق چاہتا ہے کہ اصحاب کہف وہی ہیں اصحاب رقیم۔

تنبیہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ میں کوئی حدیث مسند اور عبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سند صحیح کے ساتھ اصحاب کہف کا قصہ بطول روایت کیا ہے لیکن وہ مرفوع نہیں اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے معاویہ کے ہمراہ صائفہ کا جہاد کیا تو وہ اصحاب کہف کی غار پر گزرے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے سو معاویہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کا حال دریافت کروں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو منع کیا اور اس نے نہ مانا اور کچھ لوگ بھیجے سو اللہ تعالیٰ نے آندھی بھیجی تو ان کو وہاں سے نکالا پھر یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو اس نے کہا کہ تھے وہ بیچ ملک ایک بادشاہ ظالم کے جو بت پرست تھا سو جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو وہاں سے نکلے سو جمع کیا اللہ نے ان کو غیر میعاد پر تو انہوں نے ایک دوسرے سے قول قرار لیا سو ان کو سرداران کے ڈھونڈتے آئے تو انہوں نے ان کو گم پایا کہ معلوم نہیں کہ کہاں چلے گئے تو انہوں نے بادشاہ کو خبر دی تو حکم کیا اس نے ساتھ لکھنے ان کے ناموں کے اوپر تختی تانبے کے اور رکھا اس کو اپنے خزانے میں اور داخل ہوئے وہ جوان غار میں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند غالب کی تو وہ سو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے بھیجا جوان کو ادھر اُدھر پلٹے پھیرا آفتاب کو ان سے سو اگر سورج ان پر چڑھے تو وہ ان کو جگا دے اور اگر ان کو کروٹیں نہ بدلائی جائیں تو البتہ ان کو زمین کھا لے پھر وہ بادشاہ مر گیا اور دوسرا بادشاہ پیدا ہوا تو اس نے بتوں کو توڑ ڈالا اور اللہ کی عبادت کی اور انصاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو جگایا سو انہوں نے ایک مرد کو بھیجا کہ ان کے واسطے کھانا لائے تو چھپ کر شہر میں آیا تو اس نے اوپر لوگ دیکھے واسطے طول مدت کے پھر اس نے ایک درہم نان بائی کو دیا اس نے اس درہم کی ضرب اوپری دیکھی اور اس نے قصد کیا کہ اس کو بادشاہ کے پاس لے جائے تو اس نے کہا کہ تو مجھ کو ڈراتا ہے بادشاہ سے اور میرا باپ اس کی رعیت ہے نان بھائی نے کہا تیرا باپ کون ہے اس نے کہا کہ فلان سو اس نے اس کو نہ پہچانا پھر لوگ وہاں جمع ہوئے اور اس کو بادشاہ کے پاس لے گئے تو بادشاہ نے کہا کہ تختی میرے پاس لاؤ اور اس نے اس کو سنا ہوا تھا تو اس نے اپنے ساتھیوں کا نام لیا تو بادشاہ

نے ان کو تختی سے پہنچان لیا سو لوگوں نے تکبیر کہی اور غار کی طرف چلے اور وہ جوان آگے بڑھ گیا تا کہ وہ لشکر سے نہ ڈریں سو جب وہ جوان ان پر داخل ہوا تو پوشیدہ کیا اللہ نے اس مکان کو بادشاہ سے اور جو اس کے ساتھ تھے سو نہ معلوم ہوا اس کو کہ وہ جوان کہاں چلا گیا پھر سب کی رائے یہ ٹھہری کہ وہاں مسجد بنائیں پھر ان کے واسطے استغفار اور دعا کرنے لگے اور ابن ابی حاتم نے شہر بن حوشب سے روایت کیا ہے کہ میرا ایک ساتھی بڑا دلاور تھا سو وہ اصحاب کہف کی غار پر گزرا اور اس نے چاہا کہ اس میں داخل ہو سو منع کیا گیا اس نے نہ مانا تو وہ ان پر جھانکا سو اس کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور اس کے بال بدل گئے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ ان کے ماجرا کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے آپس میں ذکر کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ روح اور بدن دونوں کو اٹھائے گا یعنی قیامت میں یا فقط روح کو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند ڈالی تو وہ مدت مذکور سوئے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھایا تو انہوں نے جان لیا کہ بدن اور روح دونوں اٹھائے جائیں گے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلے بادشاہ کا نام دقیانوس تھا اور اصحاب کہف کے نام یہ ہیں مکسلمینا اور فخشلیشا اور تملیخا اور مرطونس اور کفشطونس اور بیرونس اور دینموس اور مجاہد سے روایت ہے کہ ان کے کتے کا نام قطیمر ہے اور ان کے درہم اونٹ کے کھروں کی طرح تھے اور جو ان کے واسطے کھانا خریدنے کو گیا تھا وہ تملیخا تھا اور دوسرے نیک بادشاہ کا نام بتدرسیس تھا جس کے زمانے میں وہ زندہ ہوئے تھے اور اپنا آدمی شہر میں کھانے کو بھیجا تھا۔ (فتح)

الحمدللہ کہ ترجمہ پارہ سیزدہم صحیح بخاری تمام ہوا اللہ تعالیٰ اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔

آمین ثم آمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقة محمد و آله و اصحابه اجمعین۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب بدء الخلق

کتاب الانبیاء

❀......❀......❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۴

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد

بحسن اہتمام

عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَھٰذِہٖ تَرْجَمَۃُ لِلْجُزْءِ الرَّابِعِ عَشَرَ مِنْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ وَفَّقَنَا اللّٰہُ لِاِنْتِھَآئِہٖ کَمَا وَفَّقَنَا لِاِبْتِدَآئِہٖ .

بَابُ حَدِیْثُ الْغَارِ

باب ہے بیچ بیان حدیث غار والوں کے یعنی جو مینہ کے مارے غار میں داخل ہو گئے اور ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر آن پڑا۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اصحاب کہف کے قصے کے بعد غار کی حدیث بیان کی تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو وارد ہوئی ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ رقیم کا لفظ جو آیت اَنَّ اَصْحَابَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ میں واقع ہوا ہے تو مراد اس سے وہ غار ہے جس میں تین آدمی بند ہو گئے تھے اور بیان اس کا اس حدیث میں ہے جو طبرانی وغیرہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رقیم کا تذکرہ سنا فرمایا کہ تین آدمی چلے اور ایک غار میں داخل ہو گئے اور ان کی غار کے منہ پر ایک پتھر آن پڑا اور اس نے اس کو بند کر لیا پھر ذکر کی ساری حدیث۔ (فتح)

۳۲۰۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ خَلِیْلٍ أَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْھِرٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ مِّمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ یَمْشُوْنَ إِذْ أَصَابَھُمْ مَطَرٌ فَأَوَوْا إِلٰی غَارٍ فَانْطَبَقَ عَلَیْھِمْ فَقَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ إِنَّہٗ وَاللّٰہِ یَا ھٰؤُلَاءِ لَا یُنْجِیْکُمْ إِلَّا الصِّدْقُ فَلْیَدْعُ کُلُّ رَجُلٍ مِّنْکُمْ بِمَا یَعْلَمُ أَنَّہٗ قَدْ صَدَقَ فِیْہِ فَقَالَ وَاحِدٌ مِّنْھُمْ اللّٰھُمَّ إِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّہٗ

۳۲۰۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ تین آدمی تم سے اگلی امت کے چلے جاتے تھے کہ ناگہاں ان کو مینہ پہنچا تو وہ پہاڑ کی ایک غار میں داخل ہو گئے اور اس پہاڑ کا ایک پتھر اس غار کے منہ پر آن پڑا اور اس نے ان کو بند کر لیا تو بعض نے بعض سے کہا کہ بے شک معاملہ یہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہ نجات دے گا تم کو اے لوگوں مگر سچ بولنا سو چاہیے کہ دعا مانگے ہر مرد تم میں سے اس عمل کے وسیلے سے کہ جانتا ہے کہ وہ اس میں سچا ہے یعنی خالص اللہ کی رضا مندی کے واسطے کیا ہے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ الٰہی ماجرہ یہ ہے کہ میرے ہاں ایک مزدور تھا

كَانَ لِيْ أَجِيْرٌ عَمِلَ لِيْ عَلٰى فَرَقٍ مِّنْ أَرُزٍّ فَذَهَبَ وَتَرَكَهُ وَأَنِّيْ عَمَدْتُ إِلٰى ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهُ فَصَارَ مِنْ أَمْرِهِ أَنِّي اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَّأَنَّهُ أَتَانِيْ يَطْلُبُ أَجْرَهُ فَقُلْتُ لَهُ اعْمِدْ إِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ فَسُقْهَا فَقَالَ لِيْ إِنَّمَا لِيْ عِنْدَكَ فَرَقٌ مِّنْ أَرُزٍّ فَقُلْتُ لَهُ اعْمِدْ إِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ فَإِنَّهَا مِنْ ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَسَاقَهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ فَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِيْ أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ فَكُنْتُ آتِيْهِمَا كُلَّ لَيْلَةٍ بِلَبَنِ غَنَمٍ لِيْ فَأَبْطَأْتُ عَلَيْهِمَا لَيْلَةً فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا وَأَهْلِيْ وَعِيَالِيْ يَتَضَاغَوْنَ مِنَ الْجُوْعِ فَكُنْتُ لَا أَسْقِيْهِمْ حَتّٰى يَشْرَبَ أَبَوَايَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَهُمَا وَكَرِهْتُ أَنْ أَدَعَهُمَا فَيَسْتَكِنَّا لِشَرْبَتِهِمَا فَلَمْ أَزَلْ أَنْتَظِرُ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ حَتّٰى نَظَرُوْا إِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِيْ ابْنَةُ عَمٍّ مِّنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَأَنِّيْ رَاوَدْتُهَا عَنْ نَّفْسِهَا فَأَبَتْ إِلَّا أَنْ آتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَطَلَبْتُهَا حَتّٰى قَدَرْتُ فَأَتَيْتُهَا بِهَا فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهَا فَأَمْكَنَتْنِيْ مِنْ نَّفْسِهَا فَلَمَّا

اس برتن بھر مزدوری پر جس میں سولہ رطل چاول سمائیں یعنی (سو جب وہ اپنا کام کر چکا تو اس نے کہا کہ میرا حق دے تو میں نے اس کا حق اس کے آگے کیا سو وہ اس کو چھوڑ کر چلا گیا) اور یہ کہ میں نے اس سولہ رطل چاول کی طرف قصد کیا سو اس کو میں نے بویا سو ان میں یہاں تک برکت ہوئی کہ میں نے ان سے گائے بیل خریدے اور یہ کہ وہ مزدور میرے پاس آیا اپنی مزدوری طلب کی تو میں نے اس کو کہا کہ قصد کر ان گائے بیلوں کی طرف سو ان کو ہانک لے جا تو اس نے مجھ سے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میرے تو تیرے پاس صرف سولہ رطل چاول ہیں تو میں نے اس سے کہا کہ قصد کر ان گائے بیلوں کی طرف کہ بے شک وہ اس فرق بھر چاول سے حاصل ہوئے ہیں سو وہ اپنا سب مال ہانک لے گیا تو الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ امانت داری صرف تیرے خوف کی وجہ سے کی تھی تو ہم سے اس پتھر کو ہٹا دے یعنی اس پتھر کو دور کر دے سو ان سے کچھ پتھر ہٹ گیا پھر دوسرے نے کہا کہ الٰہی ماجرہ تو یہ ہے کہ تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے اور میں ہر رات اپنی بکریوں کا دودھ ان کے پاس لایا کرتا تھا سو ایک رات میں نے ان سے دیر کی یعنی (چارہ بہت دور ملا اس واسطے آنے میں دیر ہوئی) سو میں آیا تو وہ دونوں سو گئے تھے اور میرے بیوی بچے بھوک کے مارے روتے چلاتے تھے اور میں ان کو نہ پلایا کرتا تھا یہاں تک کہ میرے ماں باپ پیتے سو مجھ کو برا لگا کہ میں ان کو نیند سے جگاؤں یعنی (اس واسطے کہ آدمی کو نیند سے جگانا ناگوار لگتا ہے) اور مجھ کو برا لگا کہ میں ان کو نہ جگاؤں تو ضعیف ہو جائیں یعنی (واسطے نہ پینے دودھ کے کہ رات کا

قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا فَقَالَتِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ الْمِائَةَ دِيْنَارٍ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوْا.

کھانا نہ کھانے سے آدمی ضعیف ہو جاتا ہے) سو میں ان کی انتظار میں دودھ لیے تمام رات کھڑا رہا صبح تک سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے ایسی محنت تیرے خوف سے کی تھی سو تو ہم سے پتھر کو ہٹا دے تو ان سے کچھ پتھر ہٹ گیا یہاں تک کہ انہوں نے اسی سے آسمان کو دیکھا پھر تیسرے نے کہا کہ الٰہی ماجرہ تو یہ ہے کہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی کہ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تھی یعنی (میں اس کا کمال عاشق تھا) سو میں اس کی طرف مائل ہوا اس کی ذات کو چاہا یعنی (حرام کاری کا ارادہ کیا) سو اس نے نہ مانا یہاں تک کہ میں اس کو سو اشرفیاں دوں یعنی (سو اشرفیوں پر راضی ہوئی) سو میں نے ان کے واسطے محنت کی یہاں تک کہ میں ان پر قادر ہوا تو میں وہ اس کے پاس لایا اور میں نے اسے وہ اشرفیاں دیں تو اس نے مجھ کو اپنی ذات پر قادر کیا سو جب میں اس کے دونوں پیروں کے اندر بیٹھا تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر اور مہر کو نہ توڑ مگر اس کے حق سے یعنی (سوائے نکاح شرعی کے ازالۂ بکارت نہ کر یا زنا نہ کر) سو میں اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے سو اشرفیاں چھوڑ دیں یا الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ مدت کی دلی آرزو تیرے خوف سے چھوڑ دی تو ہم سے پتھر کو ہٹا دے تو اللہ نے ان سے پتھر کو ہٹا دیا اور وہ تینوں وہاں سے نکلے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ الٰہی اگر تو جانتا ہے تو اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ ایماندار قطعاً جانتا ہے کہ اللہ اس کے کام کو جانتا ہے اور جواب دیا گیا ہے بایں طور کہ اس نے اپنے اس عمل میں تردد کیا کہ کیا اس کا اللہ کے نزدیک اعتبار ہے یا نہیں اور گویا کہ اس نے کہا کہ اگر میرا یہ عمل مقبول ہے تو میری دعا قبول کر اور یہ جو کہا کہ وہ چلا گیا اور اپنی مزدوری نہ لی تو اس کا سبب نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ واقع ہوا ہے کہ اس مرد نے کہا کہ میں نے کئی مزدور ٹھہرائے تھے ہر ایک معین مزدوری پر پھر جب دوپہر ہوئی تو ایک مرد آیا سو میں نے اس کو مزدور ٹھہرایا اس کے ساتھیوں والی

شرط پر تو جتنا کام اور لوگوں نے تمام دن میں کیا تھا اتنا اس نے آدھے ہی دن میں کیا تو میں نے مناسب جانا کہ اس کو بھی اور لوگوں کے برابر مزدوری دوں کہ اس نے اپنے کام میں بہت محنت کی ہے تو ایک مرد نے ان میں سے کہا کہ تو اس کو ہمارے برابر کیوں دیتا ہے تو میں نے اس کو کہا کہ کیا میں نے تیری معین مزدوری سے کچھ کم کیا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ میرا مال ہے جس کو چاہوں دوں تو وہ غصے ہوا اور اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو دس ہزار درہم دیئے اور یہ محمول ہے اس پر کہ وہ مذکورہ چیزوں کی قیمت تھی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے مشکل اوقات میں دعا مانگنا اور نیک عمل کا تذکرہ کر کے اللہ کی قربت چاہنی اور اس سے سوال کر کے اس کے وعدے کی وفا کا مطالبہ کرنا اور بعض فقہاء نے اس کے ساتھ استنباط کیا ہے کہ مستحب ہے ذکر کرنا اس کا وقت مینہ مانگنے کے اور یہ منقول ہے قاضی حسین وغیرہ سے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ اس میں اپنے عمل کا دیکھنا ہے لیکن حضرت ﷺ نے ان کے فعل کی تعریف کی سو اس نے دلالت کی اس پر کہ ان کا فعل ٹھیک ہے سو سبکی کبیر نے کہا ہے کہ مجھ کو ظاہر ہوا کہ ضرورت کبھی بے قرار کرتی ہے دنیا میں ہی اعمال کی جزا لینے کے لیے اور یہ اسی قبیل سے ہے پھر مجھ کو معلوم ہوا کہ حدیث میں عمل کا دیکھنا بالکلیہ نہیں واسطے قول ہر ایک کے ان میں سے کہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضا کے واسطے کیا ہے سو نہ اعتقاد کیا کسی نے ان میں سے اخلاص عمل اپنے کا بلکہ اس کا انجام اللہ کے حوالے کیا پس جب کہ نہ جزم کیا انہوں نے ساتھ اخلاص کے اس میں باوجود یہ کہ وہ ان کے احسن اعمال تھے تو اس کا غیر اولیٰ ہے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایسی حالت میں مناسب یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس میں قصور کا اعتقاد کرے اور بحث کرے ہر واحد پر اپنے عمل سے جس میں اس کو اخلاص کا گمان ہو پس سپرد کرے اس کے امر کو طرف اللہ کی اور معلق کرے دعا کو اللہ کے علم پر پس اس وقت جب دعا کرے تو اجابت کا امیدوار رہے اور رد ہونے کا خوف کرے اور اگر نہ غالب ہو اس کے گمان پر اخلاص اس کا اگرچہ ایک عمل میں ہو تو چاہیے کہ اپنی حد کے پاس کھڑا ہو اور جو عمل خالص نہ ہو اس کے ساتھ دعا کرنے سے شرم کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے اول امر میں کہا تھا کہ اپنے نیک عملوں کے وسیلے سے دعا کرو پھر انہوں نے دعا کے وقت یہ بالکل نہ کہا اور نہ کسی نے ان میں سے کہا کہ میں اپنے عمل سے دعا کرتا ہوں بلکہ صرف یہ کہا کہ اگر تو جانتا ہے تو پھر اپنا عمل ذکر کیا اور اس میں فضیلت اخلاص کی ہے عمل میں اور فضیلت نیکی کرنے کی ساتھ ماں باپ کے اور ان کی خدمت میں اور ان کو بیوی بچوں پر مقدم کرنا اور مشقت اٹھانے کے واسطے ان کے اور اس میں ایک یہ اعتراض ہے کہ اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو تمام رات بھوکا کیوں رکھا باوجود یہ کہ وہ ان کی بھوک کے مٹانے پر قادر تھا سو بعض کہتے ہیں کہ ان کی شرح میں اصل کا خرچ ان کے غیروں پر مقدم تھا اور بعض کہتے ہیں کہ شاید تھے وہ طلب کرتے زیادہ اوپر سد رمق کے اور یہ اولیٰ ہے اور اس میں فضیلت عفت اور بچنے کی ہے حرام سے باوجود قدرت کے اور یہ کہ ترک کرنا معصیت کا مٹاتا

ہے اس کی طلب کے مقدمات کو اور یہ کہ واجب ہے توبہ پہلے اس کے اور یہ کہ جائز ہے اجارہ کرنا ساتھ اناج معین کے درمیان اجیر اور مستجیر کے اور اس میں فضیلت ہے ادا کرنے امانت کے اور اثبات نیکیوں کی کرامت کا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز بیع فضولی کے اور پہلے گزر چکی ہے بحث اس کی بیع میں اور یہ کہ جب امین امانت میں سوداگری کرے تو اس کا نفع امانت والے کا ہے یعنی امانت کے مالک کا یہ قول احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور خطابی نے کہا کہ اکثر اس کے مخالف ہیں پس کہتے ہیں کہ جب مرتب ہوا مال بیچ ذمہ امین کے اور اسی طرح مضارب تو ہوگا تصرف اس کا بیچ اس کے بغیر اذن کے پس لازم پکڑتا ہے ذمہ اس کا اس کو کہ اگر اس میں تجارت کرے تو اس کا نفع بھی اس کے واسطے ہوگا اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ تاوان اوپر اس کے ہے اور نفع بھی اسی کے واسطے ہے لیکن اس کو صدقہ کر دے اور تفصیل کی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے پس کہا کہ اگر خرید ے اپنے ذمہ میں پھر نقد دے مول غیر کے مال سے تو عقد واسطے اس کے ہے اور نفع بھی اسی کا ہے اور اگر خریدے ساتھ غیر کے پس نفع واسطے مالک کے ہے اور اس کا بیان بیع میں گزر چکا ہے اور اس میں خبر دینی ہے پہلی امتوں سے تا کہ عبرت پکڑیں سننے والے ان کے عملوں سے پس ان کے اچھے کاموں پر عمل کریں اور برے کاموں کو چھوڑ دیں۔

تنبیہ: اتفاق ہے سب روایتوں کا اس پر کہ تینوں قصے اجیر اور عورت اور ماں باپ میں ہیں مگر ایک روایت میں اجیر کے بدلے یہ ہے کہ تیسرے نے کہا کہ میں بکریوں میں تھا ان کو چراتا تھا تو نماز کا وقت ہوا تو میں نماز کو کھڑا ہوا تو بھیڑیا آ کر بکریوں میں گھس گیا سو میں نے برا جانا کہ نماز کو توڑوں سو میں نے صبر کیا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوا پس اگر یہ ثابت ہو تو محمول ہوگا تعدد قصے پر۔ (فتح)

بَابٌ

٣٢٠٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنَهَا إِذْ مَرَّ بِهَا رَاكِبٌ وَّهِيَ تُرْضِعُهٗ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتِ ابْنِيْ حَتّٰى يَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فِي الثَّدْيِ وَمُرَّ بِامْرَأَةٍ تُجَرَّرُ وَيُلْعَبُ بِهَا فَقَالَتْ

یہ باب ہے

٣٢٠٧۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو دودھ دیتی تھی کہ ناگہاں ایک سوار گزرا اور وہ اس کو دودھ دیتی تھی تو اس عورت نے کہا کہ الٰہی میرے بیٹے کو نہ مارنا یہاں تک کہ اس مرد کے برابر ہو تو لڑکے نے کہا کہ الٰہی مجھ کو ایسا نہ کرنا پھر اپنی ماں کی چھاتی پر جھکا اور ایک لونڈی گھسیٹی جا رہی تھی اور کھیل بنی ہوئی تھی ساتھ اس کے تو اس لڑکے کی ماں نے کہا کہ الٰہی میرے بیٹے کو اس لونڈی کی طرح نہ کرنا تو اس لڑکے نے کہا کہ الٰہی مجھ کو ایسا ہی کرنا سو

اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِیْ مِثْلَهَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَهَا فَقَالَ أَمَّا الرَّاكِبُ فَإِنَّهٗ كَافِرٌ وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَإِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ لَهَا تَزْنِیْ وَتَقُوْلُ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ تَسْرِقُ وَتَقُوْلُ حَسْبِیَ اللّٰهُ.

لڑکے نے کہا کہ رہا سوار تو وہ کافر تھا اور رہی عورت سو لوگ اس کو کہتے تھے کہ تو حرام کاری کرتی ہے اور وہ کہتی تھی کہ مجھ کو اللہ کفایت کرتا ہے اور اس کو کہتے تھے کہ تو چوری کرتی ہے اور وہ کہتی تھی کہ مجھ کو اللہ کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٣٢٠٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيْفُ بِرَكِيَّةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ إِذْ رَأَتْهُ بَغِیٌّ مِّنْ بَغَايَا بَنِیْ إِسْرَآئِيْلَ فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهٖ.

٣٢٠٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک کتا کنویں کے آس پاس گھومتا تھا قریب تھا کہ پیاس اس کو مار ڈالے کہ اچانک اس کو بنی اسرائیل کی حرام کار عورتوں میں سے ایک عورت حرام کار نے دیکھا تو اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس کو کنویں سے پانی نکال کر پلایا تو اس عمل کی وجہ سے اس عورت کے گناہ بخشے گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشرب میں گزر چکی ہے اور طہارت میں ہے کہ مرد نے پانی پلایا تھا اور اس نے اس کو اپنے موزے میں پلایا تھا اور احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو۔ (فتح)

٣٢٠٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِیْ سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ عَلَی الْمِنْبَرِ فَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِّنْ شَعَرٍ وَّكَانَتْ فِیْ يَدَیْ حَرَسِیٍّ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰی عَنْ مِّثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُوْلُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ.

٣٢٠٩۔ حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہ سے منبر پر سنا جس سال انہوں نے حج کیا سو انہوں نے بالوں کا ایک جوڑا پکڑا جو ایک چوکیدار کے ہاتھ میں تھا سو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مدینے والو! تمہارے علماء کہاں ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ایسے کام سے منع کرتے تھے یعنی (اپنے بالوں میں غیر کے بال جوڑنے سے) اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہلاک ہوئے بنی اسرائیل جب کہ ان کی عورتوں نے یہ کام کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کہاں ہیں علماء تمہارے تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس وقت ان میں علماء کم ہو گئے تھے

اور وہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ اکثر اصحاب رضی اللہ عنہم اس وقت فوت ہو گئے تھے اور شاید کے انہوں نے دیکھا کہ ان کے عوام جہلاء نے یہ کام کیا ہے پس ارادہ کیا انہوں نے کہ تنبیہ کریں علماء کو ساتھ اس چیز کے کہ چھوڑا انہوں نے اس کو انکار کرنے سے اور احتمال ہے کہ باقی اصحاب رضی اللہ عنہم اور اکابر تابعین نے اس وقت انکار ترک کیا ہو یا تو اعتقاد واسطے عدم تحریم کے جس کو حدیث پہنچی پس حمل کیا اس نے اس کو کراہت تنزیہی پر یا اس زمانے میں حاکموں کا خوف تھا کہ مبادا جو انکار کرے اس پر اعتراض نہ ہو یا بالکل ان کو حدیث نہ پہنچی تھی یا پہنچی تھی لیکن ان کو یاد نہ تھی یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو یاد کروائی پس سب یہ عذر ممکن ہیں واسطے اس کے جو علماء سے اس وقت موجود تھا اور شاید خطبہ جمعہ کے سوا اور کوئی تھا اور اتفاقاً حاضرین خطبہ میں کوئی اہل علم نہ تھا کل بے علم تھے پس کہا انہوں نے کہ کہاں ہیں علماء تمہارے اس واسطے کہ خطاب ساتھ انکار کے نہیں متوجہ ہوتا مگر اس پر جو حکم کو جانے اور اس کو برقرار رکھے اور یہ جو کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہلاک ہوئے بنی اسرائیل تو تنبیہ ہے اس میں کہ یہ ان پر حرام تھا سو جب انہوں نے یہ کام کیا تو ہوا یہ سبب ان کی ہلاکت کا اور اس کی پوری شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔ (فتح)

٣٢١٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضٰى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هٰذِهِ مِنْهُمْ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

٣٢١٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تم سے اگلے جو لوگ ہو چکے ہیں ان میں سچ کہنے والے ہوتے تھے اور بے شک میری اس امت میں کوئی ایسا ہو تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ: محدث اس کو کہتے ہیں کہ جس کو اللہ کی طرف سے الہام ہو اور اس کی بات بہت صحیح ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بطور توقع کے فرمایا اور شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع نہیں ہوئے اس پر کہ بات ہونے والی ہے اور تحقیق واقع ہوئی ساتھ حمد اللہ کے وہ چیز کہ امید رکھی اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں اور بے شک واقع ہوئی ہے یہ بات سوائے عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے بے شمار لوگوں کے اور اس کی پوری شرح عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں آئے گی۔ (فتح)

٣٢١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

٣٢١١۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک مرد تھا اور اس نے ننانوے قتل کیے تھے پھر نکلا پوچھتا ہوا (کہ روئے زمین پر کون بہت بڑا عالم ہے تو لوگوں نے کہا کہ فلانا درویش بہت بڑا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ فِي بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ إِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَأَتٰى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ لَا فَقَتَلَهُ فَجَعَلَ يَسْأَلُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى هٰذِهِ أَنْ تَقَرَّبِيْ وَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى هٰذِهِ أَنْ تَبَاعَدِيْ وَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إِلٰى هٰذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ.

عالم ہے تو وہ اس درویش کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ اس شخص نے ننانوے آدمی قتل کیے ہیں) کیا اس کی توبہ قبول ہوگی تو اس درویش نے کہا کہ تیری توبہ قبول نہ ہوگی تو اس نے اس درویش کو بھی مار ڈالا پھر پوچھنے لگا (کہ روئے زمین پر بڑا عالم کون ہے یعنی تو لوگوں نے کہا کہ فلانا مرد بڑا عالم ہے تو اس نے اس سے کہا کہ اس شخص نے سو آدمی کو قتل کیا ہے سو کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے) تو اس عالم نے کہا کہ ہاں اور تو فلاں فلاں گاؤں میں جا (کہ وہاں چند لوگ ہیں کہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں سو تو بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کر اور نہ پلٹنا اپنی زمین کی طرف اس واسطے کہ وہ بری زمین ہے سو وہ شخص اس طرف چلا یہاں تک کہ جب آدھی راہ چل گیا) تو اس کو موت آئی تو وہ اپنے سینے کے بل گرا توبہ کی یعنی (فوت ہونے کے وقت دونوں زمین کے برابر تھا چھاتی سے جھک کر ادھر قریب ہو گیا) تو جھگڑنے لگے اس میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے سو رحمت کے فرشتے کہنے لگے کہ یہ شخص توبہ کر کے آیا ہے اپنے دیس سے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اور عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے کبھی ایک نیک کام بھی نہیں کیا تو اللہ نے گناہ کے گاؤں کو حکم بھیجا کہ دور ہو جا اور عبادت کے گاؤں کو حکم بھیجا کہ تو قریب ہو جا اور کہا کہ دونوں زمین کی مسافت کو ماپو یعنی (سو جس گاؤں کی طرف زیادہ نزدیک ہو سو اس کے لائق ہے) تو فرشتوں نے ماپا تو اس کو عبادت کے گاؤں کی طرف ایک بالشت بھر قریب پایا تو اس کے گناہ معاف ہو گئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشروع ہے توبہ کرنی تمام کبیرہ گناہوں سے یہاں تک کہ جو کسی جان کو ناحق مار ڈالے وہ بھی توبہ کرے اور یہ محمول ہے اس پر کہ جب اللہ نے قاتل کی توبہ قبول کی تو اس کے مدعی کی رضا مندی کا

ضامن ہو جاتا ہے اور یہ کہ مفتی کبھی جواب میں چوک جاتا ہے اور اس شخص نے جو پہلے عالم کو قتل کیا تھا تو اس کے فتوے سے معلوم ہوا کہ تیری توبہ قبول نہیں اس کو معلوم ہوا کہ اس کے واسطے نجات نہیں پس ناامید ہوا اللہ کی رحمت سے پھر اللہ نے اس کو پایا اور اپنے فعل پر نادم ہوا اور پھر پوچھنے لگا اور اس میں اشارہ ہے درویش کی سمجھ کے کم ہونے کا اس واسطے کہ تھا حق اس کا بچنا اس شخص سے کہ جو دلیر ہو قتل پر یہاں تک کہ اس کی عادت ہوگئی ہو اس طرح کہ نہ خطاب کرے اس سے برخلاف مراد اس کی کے اور یہ کہ استعمال کرے ساتھ اس کے کنایہ کو واسطے صلح کرنے کے ساتھ اس کے اپنی طرف سے یہ اس وقت ہے جب کہ ہوتا حکم صریح نزدیک اس کے بیچ عدم قبول توبہ قاتل کے چہ جائیکہ نہ تھا حکم نزدیک اس کے مگر ظن اور یہ جو فرشتے آدمیوں پر متعین ہیں ان کے اجتہاد مختلف ہیں آدمیوں کے حق میں بہ نسبت اس شخص کے کہ لکھتے ہیں اس کو فرمانبردار یا گنہگار اور یہ کہ فرشتے اس میں جھگڑتے ہیں یہاں تک کہ اللہ ان کے درمیان فیصلہ کرے اور اس حدیث میں فضیلت ہے نکلنے کی اس زمین سے جس میں آدمی سے گناہ ہو اس واسطے کہ وہ غالب ہوتا ہے بحکم عادت کے اوپر مثل اس کی کے یا تو واسطے یاد کرنے اس کے اپنے ان افعال کو جو اس سے پہلے صادر ہو چکے ہوں اور مبتلاء ہونے کے ساتھ ان کے اور یا واسطے وجود اس شخص کے کہ اس کو اس پر مدد کرے اور اس کو اس کی رغبت دلا دے اسی واسطے پچھلے نے اس کو کہا کہ اپنی زمین کی طرف نہ پلٹنا کہ وہ زمین بری ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ لائق ہے واسطے تائب کے چھوڑنا ان حالات کا جو گناہ کے زمانے میں ان کی عادت ہو اور پھرنا ان سب سے اور ان کے علاوہ سے مشغول ہونا اور یہ کہ عالم کو عابد پر فضیلت ہے اس واسطے کہ جس نے پہلے فتوی دیا تھا کہ تیری عبادت قبول نہیں تو اس پر عبادت غالب تھی تو اس کو اتنے آدمیوں کا مار ڈالنا بہت برا معلوم ہوا اور رہا دوسرا تو اس پر علم غالب تھا تو اس نے اس کو ٹھیک فتوی دیا اور اس کو نجات کی راہ بتلائی اور عیاض نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توبہ نفع دیتی ہے قتل سے جیسا کہ نفع دیتی ہے باقی تمام گناہوں سے اور یہ اگرچہ پہلوں کی شرع ہے اور اس کے ساتھ استدلال کرنے میں خلاف ہے لیکن یہ خلاف کی جگہ نہیں اس واسطے کہ اختلاف کی جگہ وہ ہے جب کہ ہماری شرع میں اس کی تقریر وارد نہ ہو اور جب ہماری شرع میں اس کی تقریر وارد ہو تو وہ شرع ہے واسطے ہمارے بغیر اختلاف کے اور جس کی تقریر شرع میں وارد ہو چکی ہے اس میں سے ایک یہ آیت ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ آدمیوں میں بعض ایسے ہی ہیں جو فرشتوں کے درمیان ثالث ہونے کی لیاقت رکھتے ہیں جب کہ وہ آپس میں جھگڑیں اس واسطے کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کے پاس فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا سو فرشتوں نے اس کو اپنے درمیان ثالث مقرر کیا اور اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو ثالث مقرر کرنے کو جائز رکھتا ہے اور یہ کہ فریقین جس کے ثالث ہونے پر راضی ہوں پس حکم اس کا جائز ہے اوپر ان کے اور یہ کہ جب حاکم کے نزدیک

حالات معارض ہوں اور گواہ متعدد ہوں تو اس کو جائز ہے یہ کہ استدلال کرے ساتھ خارجی دلیل کے ترجیح پر۔ (فتح)

٣٢١٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً إِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا فَقَالَتْ إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ فَإِنِّي أُوْمِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهِ إِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ فَطَلَبَ حَتّٰى كَأَنَّهُ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ هٰذَا اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّي فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ قَالَ فَإِنِّي أُوْمِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَحَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

٣٢١٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے سو کہا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد گائے ہانکتا تھا کہ ناگہاں اس پر سوار ہوا اور اس کو مارا تو گائے نے کہا کہ ہم سوار ہونے کے واسطے پیدا نہیں ہوئے ہم تو کھیت کے واسطے پیدا ہوئے ہیں لوگوں نے تعجب کیا کہ سبحان اللہ گائے بھی بولتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلا شبہ میں اس بات کو سچ جانتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کو سچ جانتے ہیں اور وہ دونوں اس وقت وہاں نہ تھے اور جس حالت میں کہ ایک مرد اپنی بکریوں پر تھا تو اس پر ایک بھیڑیا دوڑا تو ان میں سے ایک بکری کو لے گیا تو اس کی تلاش میں رہا چرانے والا یہاں تک کہ اس کو بھیڑیے سے چھڑا لیا تو بھیڑیے نے اس کو کہا کہ اس نے مجھ سے بکری چھڑائی سو کون بھیڑ بکری کو قیامت کے دن میں چھڑائے گا جس دن اس کا چرانے والا میرے سوائے کوئی نہ ہو گا تو لوگوں نے کہا کہ سبحان اللہ بھیڑیا بھی بولتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں اس بات کو سچ جانتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کو سچ جانتے ہیں اور وہ دونوں اس وقت وہاں نہیں تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اس کی۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو چوپائے نہ استعمال کیے جائیں مگر ساتھ اس چیز میں کہ جاری ہوئی عادت ساتھ استعمال کرنے ان کے بیچ اس کے اور احتمال ہے کہ ہو یہ قول بیل کا کہ ہم تو کھیتی کے واسطے پیدا ہوئے ہیں اشارہ طرف معظم اس چیز کے کہ پیدا ہوئے ہیں واسطے اس کے اور نہیں مراد ہے اس کی حصر کرنا بیچ اس کے اس واسطے کہ حصر بالاتفاق مراد نہیں اس واسطے کہ جس مقصد کے لیے چوپائے پیدا ہوئے ہیں وہ یہ ہے کہ ذبح کیے جائیں اور کھائے جائیں بالاتفاق۔ (فتح) اور حاصل یہ کہ سفیان نے اس حدیث کو دو سندوں سے روایت کیا ہے ایک ابو

زناد سے اس نے اعرج سے دوسری مسعر سے اس نے سعد سے روایت کی ان دونوں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے۔ (فتح)

۳۲۱۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى رَجُلٌ مِّنْ رَّجُلٍ عَقَارًا لَّهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْأَرْضُ إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا فَتَحَاكَمَا إِلٰى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ أَلَكُمَا وَلَدٌ قَالَ أَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ وَقَالَ الْآخَرُ لِي جَارِيَةٌ قَالَ أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلٰى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا.

۳۲۱۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد نے دوسرے مرد سے زمین خریدی سو زمین کے خریدار نے اس کی زمین میں ایک گھڑا پایا جس میں سونا تھا تو زمین کے خریدار نے بیچنے والے سے کہا کہ اپنا سونا مجھ سے لے میں نے تو تجھ سے صرف زمین خریدی تھی اور تجھ سے میں نے سونا نہیں خریدا تھا اور زمین والے نے کہا کہ میں نے تجھ سے زمین اور جو کچھ اس کے اندر تھا سب کچھ بیچ ڈالا تھا یعنی وہ تیرا حق ہے میرا حق نہیں سو وہ دونوں اپنا جھگڑا فیصل کرنے کو گئے ایک اور مرد کے پاس یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کے تو جس کے پاس فیصلہ کروانے کے واسطے گئے تھے اس نے کہا کہ کیا دونوں کی اولاد ہے؟ تو ایک نے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے تو اس ثالث نے کہا کہ تم دونوں اس لڑکے کا لڑکی سے نکاح کردو اور اس مال کو ان دونوں میں خرچ کرو اور وہ دونوں خیرات کریں۔

فائدہ: اور یہ صریح ہے اس میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عقد تو خاص زمین پر واقع ہوا تھا تو بائع نے اعتقاد کیا کہ جو اس کے اندر ہے وہ بھی ضمناً اس کے اندر داخل ہے اور خریدار نے اعتقاد کیا کہ وہ اس میں داخل نہیں ہوتا اور رہی صورت دعوے کی جو درمیان ان کے واقع ہوئی ہے اور بے شک وہ دونوں نہیں مختلف ہوئے صورت عقد میں کہ واقع ہوئی اور حکم ہماری شرع میں ایسی صورت میں یہ ہے کہ معتبر قول مشتری کا ہے اور سونا باقی ہے بائع کی ملک پر اور احتمال ہے کہ دونوں صورت عقد میں مختلف ہوئے ہوں اس طرح کہ کہے مشتری کہ نہیں واقع ہوئی تصریح ساتھ بیچنے زمین کے اور جو اس کے اندر ہے بلکہ ساتھ بیع زمین کے خصوصاً اور بائع کہے کہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے اور حکم اس صورت میں یہ ہے کہ دونوں قسم کھائیں اور پھیری جائے بیع اور یہ حکم بنا بر ظاہر لفظ حدیث کے ہے کہ اس نے اس میں ایک گھڑا پایا جس میں سونا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے گھر خریدا اور اس کو آباد کیا سو ان میں مدفون مال پایا تو جب اس نے بائع کو کہا کہ یہ مال تیرا ہے تو اس نے کہا کہ نہ میں نے اس کو گاڑا ہے اور نہ مجھ کو معلوم ہے اور یہ کہ دونوں نے قاضی سے کہا کہ کسی کو بھیج جو اس کو قبض کرے اور خرچ کرے اس کو جس جگہ چاہے

تو قاضی باز رہا بنا بر اس کے پس حکم اس مال کا حکم مدفون مال کا ہے اس شریعت میں اگر معلوم ہو کہ یہ کفر کی حالت کا مدفون مال ہے یعنی اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کی راہ میں دے اور باقی کو اپنے کام میں لائے اور نہیں تو اگر معلوم ہو کہ یہ مسلمان کا مدفون مال ہو تو حکم اس کا حکم گری پڑی چیز کے اٹھانے کا ہے یعنی وہ مال مالک کا ہے جب ملے اور اگر یہ معلوم نہ ہو تو حکم اس کا حکم ضیاع مال ہے کہ بیت المال میں رکھا جائے اور شاید ان کی شرع میں یہ تفصیل نہ تھی پس اسی واسطے حکم کیا قاضی نے جو حکم کیا اور ایک روایت میں صریح آ چکا ہے کہ وہ لوگوں کے واسطے حاکم مقرر تھا پس اگر ثابت ہو تو نہیں ہے اس حدیث میں حجت واسطے اس کے جو جائز رکھتا ہے واسطے دو جھگڑنے والوں کے یہ کہ اپنے بیچ میں کسی مرد کو ثالث مقرر کریں اور اس کا حکم جاری ہوتا ہے اور اس مسئلے میں اختلاف ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جائز ہے ثالث مقرر کرنا درمیان اس شرط کے کہ اس میں حکم کرنے کی صلاحیت ہو اور یہ کہ حکم کرے درمیان دونوں کے ساتھ حق کے برابری کہ یہ حکم شہر کے قاضی کی رائے کے موافق ہے یا نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے حدود کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے شرط کی ہے کہ اس کا حکم شہر کے قاضی کی رائے کے موافق ہو اور امام غزالی رحمہ اللہ نے نصیحۃ الملوک میں کہا ہے کہ وہ کسریٰ کے پاس اپنا جھگڑا فیصل کروانے گئے تھے پس اگر ثابت ہو یہ تو موقوف ہوں گے پہلے کل مباحث جو متعلق ہیں ساتھ تحکیم کے یعنی ثالث کرنے کے اس واسطے کہ کافر نہیں حجت ہے اس چیز میں کہ حکم کرتا ہے ساتھ اس کے یعنی ثالث کرنا بالکل جائز نہ ہو گا۔ (فتح)

۳۲۱٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُوْنِ فَقَالَ أُسَامَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُوْنُ رِجْسٌ أُرْسِلَ عَلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ أَوْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَّأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا

۳۲۱٤۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا تم نے طاعون کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا؟ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون وہ عذاب تھا جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون عذاب تھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا یا یوں فرمایا کہ تم سے اگلوں پر بھیجا گیا اور جب تم کسی زمین میں اس کا سنو تو اس میں نہ جاؤ اور جب اسی زمین پر وبا پڑے جس میں تم ہو تو اس سے نہ نکلو واسطے بھاگنے کے اس سے اور ابونضر نے کہا کہ نہ نکالے تم کو مگر بھاگنا اس سے۔

مِنْهُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ.

فائدہ: پہلے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بھاگنا اس سے درست نہیں اور ابونضر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وبا سے بھاگنا درست ہے اور اس میں تعارض ہے اور جواب یہ ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ الّا اس میں زائد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ الّا حال ہے استثنٰی سے یعنی نہ نکلو جب کہ نہ ہو نکلنا تمہارا مگر واسطے بھاگنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ ہمزہ اس میں تعدیہ کے واسطے ہے اور یہ روایت نصب فراراً کے ساتھ مشکل ہے اور رفع کے ساتھ مشکل نہیں یعنی جو سبب تجھ کو نکالتا ہے وہ حرام ہے اور مجرد قصد اس کا نہ غیر اس کے کا اس واسطے کہ نکلنا طرف سفر کی اور دوسری حاجتوں کی طرف جائز ہے۔ (فتح)

٣٢١٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَأَنَّ اللهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيْبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيْدٍ.

٣٢١٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے طاعون کا پوچھا کہ کیا ہے تو حضرت ﷺ نے مجھ کو خبر دی کہ وبا عذاب ہے اللہ اس کو بھیجتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور بے شک اللہ پاک نے اس کو ایمانداروں کے واسطے رحمت بنا دیا کوئی بندہ ایسا نہیں کہ طاعون آئے اور وہ اپنے شہر میں ٹھہرا رہے اور مضبوط رہے ثواب کی امید رکھے جانتا ہو کہ نہیں پہنچے گا اس کو مگر جو اللہ نے اس کی تقدیر میں لکھا تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں آئے گی۔

٣٢١٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ

٣٢١٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک قریش کو یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم کو جو قریش میں سے تھے فکر میں ڈالا مخزومیہ عورت کے حال نے جس نے چوری کی تھی سو انہوں نے کہا کہ کون ایسا ہے جو اس کے مقدمے میں حضرت ﷺ سے سفارش کرے پھر انہوں نے کہا کہ نہیں جرأت کرتا اس پر کوئی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

مگر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا یعنی سفارش کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو سفارش کرتا ہے اللہ کی حددود سے حد میں یعنی تو اللہ کی مقرر کی ہوئی سزا میں سفارش کرتا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے پس خطبہ پڑھا پھر فرمایا کہ اس نے تو ہلاک کر ڈالا ان کو جو تم سے پہلے تھے کہ جب ان میں کوئی طاقتور چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے سزا دیے بغیر اور جب ان میں کوئی بیچارہ غریب چوری کرتا تو اس پر چوری کی حد قائم کرتے تھے اور قسم ہے اللہ کی کہ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی چوری کرتی تو بے شک میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الحدود میں آئے گی اور بے شک بنی اسرائیل کا یہ دستور تھا اور یہی مطابق ہے واسطے ترجمہ کے۔ (فتح)

٣٢١٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ الْهِلَالِيَّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةً وَّسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ خِلَافَهَا فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ وَّلَا تَخْتَلِفُوْا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا.

٣٢١٧۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرد کو سنا کہ اس نے ایک آیت پڑھی اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس کے مخالف پڑھتے تھے تو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں کراہت پہچانی اور آپ نے فرمایا تم دونوں خوب پڑھتے ہو اور اختلاف نہ کیا کرو اس واسطے کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے انہوں نے اختلاف کیا پھر برباد ہو گئے۔

فائدہ: اس کی شرح فضائل قرآن میں آئے گی۔

٣٢١٨۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ عَبْدُ

٣٢١٨۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک پیغمبر کی حکایت کرتے ہیں

اللّٰهِ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهٗ قَوْمُهٗ فَأَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ.

کہ ان کی قوم نے ان کو مارا اور ان کو خون آلودہ کیا اور وہ لہو کو اپنے منہ سے پونچھتے تھے اور کہتے تھے کہ الٰہی میری قوم کو بخش دے بے شک وہ نادان ہیں۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ مراد اس سے نوح علیہ السلام ہیں اور اگر یہ بات صحیح ہو تو شاید ابتداء امر میں ہوگا پھر جب ان کے ایمان سے ناامید ہوئے تو کہا کہ الٰہی نہ چھوڑ زمین پر ایک گھر کافروں کا اور احتمال ہے کہ جب احد کے دن کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خون جاری ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی ایک پیغمبر کے واسطے یہ واقع ہوا ہے اور قرطبی نے کہا کہ حکایت بیان کرنے والا اور جن کی حکایت بیان ہوئی خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میں کہتا ہوں کہ اس پر یہ اعتراض آتا ہے کہ ترجمہ بنی اسرائیل کے حال میں ہے پس متعین ہوگا حمل کرنا او پر بعض پیغمبروں بنی اسرائیل کے۔ (فتح)

۳۲۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِالْغَافِرِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ قَبْلَكُمْ رَغَسَهُ اللّٰهُ مَالًا فَقَالَ لِبَنِيْهِ لَمَّا حُضِرَ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوْا خَيْرَ أَبٍ قَالَ فَإِنِّيْ لَمْ أَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُوْنِيْ ثُمَّ اسْحَقُوْنِيْ ثُمَّ ذَرُّوْنِيْ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ فَفَعَلُوْا فَجَمَعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ قَالَ مَخَافَتُكَ فَتَلَقَّاهُ بِرَحْمَتِهٖ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۲۱۹۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک مرد تھا کہ اللہ نے اس کو بہت مال دیا تھا سو جب وہ قریب المرگ ہوا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں تمہارے واسطے کیسا باپ تھا انہوں نے کہا نہایت بہتر باپ کہا کہ میں نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا سو جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلا ڈالنا پھر مجھ کو پیس کر سخت آندھی کے دن اڑا دینا سو انہوں نے کیا جو اس نے کہا تھا سو اللہ نے اس کو جمع کیا اور کہا کہ تجھے کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا کہ تیرا خوف سو اللہ نے اپنی رحمت کے ساتھ اس سے ملاقات کی، کی یعنی اللہ نے اس کو بخش دیا۔

۳۲۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ

۳۲۲۰۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ بے شک ایک مرد کو موت حاضر ہوئی

قَالَ قَالَ عُقْبَةُ لِحُذَيْفَةَ أَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ لَمَّا أَيِسَ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصٰى أَهْلَهُ إِذَا مُتُّ فَاجْمَعُوْا لِيْ حَطَبًا كَثِيْرًا ثُمَّ أَوْرُوْا نَارًا حَتّٰى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِيْ وَخَلَصَتْ إِلٰى عَظْمِيْ فَخُذُوْهَا فَاطْحَنُوْهَا فَذَرُّوْنِيْ فِي الْيَمِّ فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ أَوْ رَاحٍ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ فَقَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ خَشْيَتَكَ فَغَفَرَ لَهُ قَالَ عُقْبَةُ وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ وَقَالَ فِيْ يَوْمٍ رَاحٍ.

جب وہ زندگی سے ناامید ہوا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے واسطے بہت سی لکڑیاں جمع کرنا پھر ان میں آگ جلانا جب آگ میرے گوشت کو کھا جائے اور میری ہڈیوں تک پہنچ جائے تو ان کو لے کر پیس ڈالنا پھر مجھ کو سخت آندھی یا گرمی کے دن دریا میں اڑا دینا سو اللہ نے اس کو جمع کیا پھر اللہ نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا تھا اس نے کہا کہ تیرے خوف سے سو اللہ نے اس کو بخش دیا۔

یعنی موسیٰ رضی اللہ عنہ نے مخالفت کی ہے مسدد کی ایک لفظ میں یعنی اس نے یوم حار کے بدلے یوم راح کہا ہے اور باقی حدیث اس کے موافق ہے۔

٣٢٢١ ۔حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ.

٣٢٢١ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد تھا کہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا تو اپنے غلام سے یوں کہا کرتا تھا کہ جب تو محتاج کے پاس جائے تو اس سے درگزر کر یعنی سختی سے تقاضا نہ کر شاید کہ اللہ ہم سے درگزر کرے پھر وہ مرد اللہ سے ملا تو اللہ نے اس سے درگزر کی۔

٣٢٢٢ ۔حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلٰى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ

٣٢٢٢ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرد بہت گنہگار تھا سو جب وہ مرنے لگا تو اپنے بیٹوں سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلا ڈالنا پھر مجھ کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا سو قسم ہے اللہ کی کہ اگر اللہ مجھ پر قادر ہو گیا تو البتہ ایسا عذاب کرے گا کہ کسی پر ویسا عذاب نہ کرے

الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيْهِ إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُوْنِيْ ثُمَّ اطْحَنُوْنِيْ ثُمَّ ذَرُّوْنِيْ فِي الرِّيحِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّيْ لَيُعَذِّبَنِّيْ عَذَابًا مَّا عَذَّبَهُ أَحَدًا فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهٖ ذٰلِكَ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْأَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِيْ مَا فِيْكِ مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ يَا رَبِّ خَشْيَتُكَ فَغَفَرَ لَهٗ وَقَالَ غَيْرُهٗ مَخَافَتُكَ يَا رَبِّ.

گا سو جب وہ مر گیا تو کیا گیا ساتھ اس کے جو اس نے کہا تھا سو اللہ نے زمین کو حکم کیا سو فرمایا کہ جمع کر دے دے جو کچھ کہ تجھ میں اس کی خاک ہے تو زمین نے اس کی تمام خاک جمع کر دی تو ناگہاں دیکھا کہ وہ کھڑا ہے اللہ نے فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اس نے کہا کہ تیرے خوف سے اللہ نے اس کو بخش دیا۔

فائدہ: اس حدیث کے فوائد آئندہ آئیں گے۔

٣٢٢٣ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَآءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتْ امْرَأَةٌ فِيْ هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ.

٣٢٢٣۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عذاب ہوا ایک عورت کو ایک بلی کے مقدمے میں اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ مر گئی سو اس کے سبب سے آگ میں داخل ہوئی نہ اس کو کھلایا اور نہ پلایا جب کہ اس کو باندھ رکھا اور نہ اس کو چھوڑا کہ زمین کے جانور کھاتی۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ اگر اللہ مجھ پر قادر ہوا الخ تو خطابی نے کہا کہ اس میں اشکال کیا جاتا ہے پس کہا جاتا ہے کس طرح بخشا جاتا حالانکہ وہ منکر ہے قیامت میں جی اٹھنے کا اور قدرت کا اور اوپر زندہ کرنے مردوں کے تو جواب یہ ہے کہ اس نے قیامت کا انکار نہیں کیا تھا مگر اس نے جہالت سے گمان کیا کہ اگر اس کے ساتھ ایسا کیا گیا تو پھر پیدا نہ ہوگا اور عذاب نہ کیا جائے گا اور تحقیق ظاہر ہوا ایمان اس کا ساتھ اقرار اس کے اس طرح کہ اس نے یہ کام اللہ کے خوف سے کیا ہے ابن قتیبہ نے کہا کہ کبھی غلطی کرتے ہیں بعض صفتوں میں بعض مسلمان سو نہیں تکفیر کی جاتی ساتھ اس کے اور رد کیا ہے اس کا ابن جوزی نے اور کہا کہ قدرت کی صفت کا انکار کرنا بالاتفاق کفر ہے مگر معانی اس کے یہ ہیں کہ اگر اللہ نے مجھ کو تنگ کیا یا قدر ساتھ تشدد دال کے ہے یعنی اگر اللہ نے میری تقدیر میں عذاب لکھا ہے تو مجھ کو عذاب کرے گا اور یا محمول ہے اس پر کہ وہ اللہ کا اقرار کرتا تھا اور فترت (دو رسولوں کے درمیان) کے زمانے میں تھا

سو نہ پہنچیں اس کو شرطیں ایمان کی اور سب اقوال سے راجح یہ قول ہے کہ یہ بات اس نے دہشت اور خوف کی حالت میں کہی یہاں تک کہ اس کی عقل جاتی رہی اور اس کی مراد اس کے حقیقی معنی نہیں تھے بلکہ ایسی حالت میں کہ تھا اس میں مانند غافل کی اور بحالت غصہ کی اور ناسی (بھول جانے) کی کہ نہیں مواخذہ کیا جاتا ساتھ اس چیز کے کہ صادر ہوتی ہے اس سے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی شرع میں کافر کی مغفرت جائز تھی اور یہ نہایت بعید قول ہے۔ (فتح)

٣٢٢٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ عَنْ زُهَيْرٍ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ.

٣٢٢٤۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلے پیغمبروں کے کلام سے جو باتیں لوگوں نے پائی ہیں ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب تم کو شرم نہ رہے (نہ اللہ سے نہ خلق سے) سو جو تیرے دل میں آئے سو کر۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٣٢٢٥ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

٣٢٢٥۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلے پیغمبروں کے کلام سے جو باتیں لوگوں نے پائی ہیں ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب تم کو شرم نہ رہے (نہ اللہ سے نہ خلق سے) سو جو تیرے دل میں آئے سو کر۔

٣٢٢٦ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

٣٢٢٦۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد تکبر سے اپنا تہبند گھسیٹتا جاتا تھا زمین میں دھنسایا گیا اور وہ قیامت تک زمین کے اندر ٹکریں کھاتا دھنستا جاتا ہے۔

٣٢٢٧ - حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ

٣٢٢٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں اور قیامت کے دن آگے ہیں یعنی بہشت میں ہم پہلے داخل ہوں گے لیکن ہر امت کو کتاب

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ كُلِّ أُمَّةٍ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوْتِيْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ فَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَغَدًا لِلْيَهُوْدِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى.

ہم سے پہلے ملی اور ہم کو کتاب ان کے بعد ملی سو یہی ہے وہ دن جس میں انہوں نے اختلاف کیا سو جمعہ کے بعد والا دن یعنی ہفتہ یہود کے واسطے ہے اور ہفتے کے بعد والا دن یعنی اتوار نصاریٰ کے واسطے ہے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

٣٢٢٨ ـ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمٌ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ.

٣٢٢٨۔ ہر مسلمان پر ہر ہفتہ میں ایک دن ہے کہ اس میں اپنا سر اور بدن دھوئے۔

٣٢٢٩ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ الْمَدِيْنَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرٰى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّوْرَ يَعْنِي الْوِصَالَ فِي الشَّعَرِ تَابَعَهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

٣٢٢٩۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے آخری بار میں کہ اس میں آئے سو انہوں نے ہم پر خطبہ پڑھا انہوں نے بالوں کا ایک جوڑا نکالا اور کہا کہ مجھ کو گمان تھا کہ یہود کے سوائے یہ کام کوئی نہیں کرتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زور رکھا ہے یعنی غیر کے بالوں کو اپنے بالوں میں ملانا۔

فائدہ: پہلی حدیث کی شرح جمعہ میں گزر چکی ہے اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمَنَاقِبِ
کتاب ہے مناقب کے بیان میں

فائدہ: یہ باب بھی من جملہ کتاب احادیث انبیاء کے ہے پس تحقیق امام بخاری رحمہ اللہ کے تصرف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قصد کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے سیاق سے ترجمہ نبویہ کے اس طرح کہ جمع کرے اس میں تمام حالات حضرت ﷺ کے اول سے آخر تک۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے تم کو بنایا ایک نر اور ایک مادہ سے اور بنائی ہم نے تمہاری ذاتیں اور قومیں تا کہ آپس کی پہچان ہو بے شک عزت اللہ کے ہاں اسی کو ہے جو تم میں بڑا پرہیز گار ہے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس چیز کی کہ محبوب ہے ان کو یہ آیت نزدیک اللہ کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ پرہیز گاری کے ساتھ ہیں بایں طور کہ اس کے حکم پر عمل کرے اور اس کی نافرمانی سے باز رہے اور یہ جو کہا تا کہ آپس کی پہچان ہو یعنی ایک دوسرے کو نسب سے پہچانے کہ فلانا فلانے کا بیٹا اور فلانا فلانے کا بیٹا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگوں بے شک رب تمہارا ایک ہے اور باپ تمہارا ایک ہے خبر دار کہ نہیں بڑائی واسطے عربی کے عجمی پر اور نہ واسطے کالے کے سرخ پر مگر ساتھ پرہیز گاری کے بہتر تم میں وہ ہے جو بڑا پرہیز گار ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ڈرتے رہو اللہ سے جس کا تم واسطہ دیتے ہو اور ڈرتے رہو ناطے توڑنے سے۔ بے شک اللہ سے تم پر مطلع ہے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ناتے داروں سے سلوک کرتے رہو مراد ساتھ ذکر کرنے اس آیت کے اشارہ ہے حاجت ہونے کی طرف معرفت نسب کے بھی یعنی نسب کے پہچاننے کی حاجت ہے اس واسطے کہ پہچانے جاتے ہیں

ساتھ اس کے وہ ناتے دار جن کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم ہے اور ذکر کیا ہے ابن حزم نے اپنی کتاب النسب کے مقدمہ میں ایک فصل کے رد میں اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ نسب کا علم بے فائدہ ہے اور جہل مضر نہیں بایں طور کہ نسب کے علم میں وہ چیز ہے کہ فرض ہے جاننا اس کا ہر ایک پر اور وہ چیز ہے کہ فرض کفایہ ہے اور وہ چیز ہے کہ مستحب ہے کہا اس نے کہ بعض چیز اس میں سے یہ ہے کہ جانے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول عبداللہ کے بیٹے ہیں اور ہاشمی ہیں اور جو گمان کرے کہ وہ ہاشمی نہیں وہ کافر ہے اور یہ کہ وہ جانے کہ خلیفہ قریش سے ہے اور یہ کہ پہچانے اس کو جو برادری میں اس پر حرام ہے تا کہ بچے نکاح کرنے اس عورت سے کہ اس سے نکاح کرنا اس کو حرام ہے اور یہ کہ پہچانے اس کو جس کے ساتھ ملتا ہے ان لوگوں سے جن کا وارث ہوتا ہے یا واجب ہے اس پر سلوک کرنا ساتھ اس کے صلہ رحمی سے یا خرچ سے یا مدد کرنے سے اور یہ کہ پہچانے حضرت ﷺ کی بیویوں کو جو تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اور یہ کہ حرام ہے نکاح ان کا ایمانداروں پر اور یہ کہ پہچانے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اور یہ کہ محبت ان کی مطلوب ہے اور یہ کہ پہچانے انصار کو تا کہ احسان کرے ساتھ ان کے واسطے ثابت ہونے وصیت کے ساتھ اس کے۔ اور اس واسطے کہ ان کی محبت ایمان ہے اور ان سے دشمنی رکھنا نفاق ہے ابن حزم نے کہا کہ بعض فقہاء وہ ہیں کہ جو فرق کرتے ہیں جزیہ میں اور لونڈی غلام کے بیان میں درمیان عرب اور عجم کے پس حاجت اس کی طرف علم نسب کے زیادہ مؤکد ہے اور اسی طرح جو فرق کرتا ہے درمیان نصاریٰ سے بنی تغلب کے اور دوسرے نصاریٰ کے جزیہ میں اور دوگنا کرنے صدقے میں کہا اس نے اور نہیں مقرر کیا عمر رضی اللہ عنہ نے وظائف وغیرہ کو مگر بعض قبیلوں پر اور اگر نسب کا علم نہ ہوتا تو اس کی طرف نہ پہنچتے، عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس میں متابعت کی اور ایک روایت میں ہے کہ جانو اپنے نسبوں سے وہ چیز کہ اس کے ساتھ ناطے داروں سے سلوک کرو اور ظاہر تر یہ بات ہے جو چیز اس کی مذمت میں وارد ہوئی ہے وہ محمول ہے بہت غور کرنے پر اس میں اور جو اس کی تعریف میں وارد ہوا ہے وہ استحسان پر محمول ہے۔

وَمَا يُنْهٰى عَنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ — یعنی اور بیان ہے اس کا کہ منع ہے کفر کے بول سے

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

الشُّعُوْبُ النَّسَبُ الْبَعِيْدُ وَالْقَبَآئِلُ دُوْنَ ذٰلِكَ — یعنی شعوب نسب بعید کو کہتے ہیں اور قبائل نسب قریب کو کہتے ہیں

فائدہ: اور مثال شعب کی مضر اور ربیعہ ہے اور مثال قبیلے کی جو اس سے قریب تر ہے۔

۳۲۳۰۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۳۲۳۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ٹھہرائیں ہم نے تمہاری ذاتیں اور قبیلے تا کہ تم آپس میں پہچانو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شعوب بڑے قبیلے کو کہتے

﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ قَالَ الشُّعُوْبُ الْقَبَآئِلُ الْعِظَامُ وَالْقَبَآئِلُ الْبُطُوْنُ.

ہیں اور قبائل کے معنی خاندان ہیں۔

فائدہ: تحقیق تقسیم کیا ہے بطون کو زبیر بن بکار نے کتاب النسب میں طرف شعب کے یعنی پہلے شعب ہے پھر قبیلہ پھر عمارہ پھر بطن پھر فخذ پھر فصیلہ اور زیادہ کیا ہے بعض نے پہلے شعب کے جذم اور بعد فصیلہ کے عشیرہ پس مثال جذم کی عدنان ہے اور مثال شعب کی مضر اور مثال قبیلے کی کنانہ اور مثال عمارہ کی قریش اور اس سے نیچے کی مثالیں پوشیدہ نہیں اور اسحاق نے کہا کہ قبائل واسطے عرب کے مانند اسباط کے ہیں واسطے بنی اسرائیل کے اور معنی قبیلے کے جماعت ہیں اور کہا جاتا ہے قبیلہ واسطے ہر اس چیز کے کہ جمع ہوا ایک چیز پر قبیلہ یہ ماخوذ ہے قبائل شجرہ سے اور وہ اس کی ٹہنیاں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد شعوب سے آیت میں بطون عجم کے ہیں اور ساتھ قبائل کے بطون عرب کے ہیں۔ (فتح)

٣٢٣١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَتْقَاهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ.

٣٢٣١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں زیادہ بزرگ کون ہے فرمایا جو ان میں زیادہ پرہیز گار ہو تو لوگوں نے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں پوچھتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس یوسف علیہ السلام ہیں پیغمبر اللہ کے یعنی شرافت خاندانی ان کے سوائے کسی کو حاصل نہیں۔

فائدہ: اور غرض اس سے واضح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یوسف علیہ السلام کو اکرم الناس کہا گیا اور کسی کے واسطے ایسا اتفاق نہیں پڑا کہ بے شک ان کے نسب میں دو وجہ سے شرافت واقع ہوئی ہے۔ (فتح)

٣٢٣٢ ـ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ رَبِيْبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا أَرَأَيْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَانَ مِنْ مُضَرَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ مِنْ بَنِي النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ.

٣٢٣٢۔ کلیب بن وائل سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ نے جو ربیبہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میں نے ان سے کہا کہ بھلا بتلاؤ تم کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مضر کی قوم سے تھے انہوں نے کہا کہ کس سے تھے؟ ہاں مضر ہی سے تھے جو بنو نضر بن کنانہ کا قبیلہ تھا۔

فائدہ: یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں اور مضر وہ ابن نزار بن معد بن عدنان ہیں اور عدنان سے اسماعیل علیہ السلام تک اختلاف ہے کما سیاتی مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عدنان تک سو اس میں سب کا اتفاق ہے اور ابن سعد

نے طبقات سعد میں حضرت ﷺ کا نسب اس طور سے بیان کیا ہے کہ محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر اور اسی کی طرف جمع ہوتی ہے نسب قریش کی اور جو فہر سے اوپر ہے وہ قریشی نہیں بلکہ وہ کنانہ بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ہے اور عدنان اور اس کا باپ اور اس کا بیٹا سعد اور ربیعہ اور مضر اور قیس اور تمیم اور اسد مسلمان تھے ابراہیم کے دین پر اور نضر تک ختم ہوتی ہے نسب قریش کی اور کنانہ تک ختم ہوتی ہے نسب اہل حجاز کی اور مسلم بن واثلہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے چن لیا کنانہ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے شرافت میں اور چن لیا قریش کو کنانہ کی اولاد سے اور چن لیا ہاشم کی اولاد کو قریش سے اور چن لیا مجھ کو ہاشم کی اولاد سے۔ (فتح)

٣٢٣٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا كُلَيْبٌ حَدَّثَتْنِيْ رَبِيْبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَظُنُّهَا زَيْنَبَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقُلْتُ لَهَا أَخْبِرِيْنِى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ كَانَ مِنْ مُضَرَ كَانَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ كَانَ مِنْ وَلَدِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ.

٣٢٣٣ـ زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منع کیا حضرت ﷺ نے کدو کی (نبیذ) سے اور سبز گھڑے سے یعنی مرتبان وغیرہ سے اور کھجور کی لکڑی سے کھوکھلے برتن سے اور روغنی برتن سے جس میں روغن قیر ملا ہو کلیب راوی کہتا ہے کہ میں نے زینب رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھ کو خبر دے کہ حضرت ﷺ کس قبیلے سے تھے انہوں نے کہا کہ نہ تھے مگر مضر کی قوم سے نضر بن کنانہ کی اولاد سے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاشربہ میں آئے گی۔

٣٢٣٤ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا وَتَجِدُوْنَ خَيْرَ النَّاسِ فِيْ هٰذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهٗ كَرَاهِيَةً وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَيَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ

٣٢٣٤ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پاؤ گے تم آدمیوں کے حال کانوں (معدنیات) کی طرح جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں افضل تھے وہی لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں جب وہ دین میں ہوشیار ہو جائیں اور احکام شرع کو خوب سمجھیں اور آدمیوں میں بہتر اس کو پائیں گے جو اس خلافت سے بہت نفرت رکھتا ہو (اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہاں تک کہ اس میں واقع ہو) اور پاؤ گے تم لوگوں سے بدتر دوغلے آدمی کو جو آئے ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے اور جائے دوسروں کے پاس دوسرے

بِوَجْہٍ. منہ سے یعنی جو دشمنوں سے ملے تو ان کی تعریف کرے اور اپنوں سے ملے تو ان کی تعریف کرے۔

فائدہ: یعنی جیسے کانیں مختلف ہوتی ہیں کہ بعض کان سونے کی اور بعض لوہے کی ویسے ہی آدمی بھی مختلف ہوتے ہیں کہ بعض خاندان عمدہ ہوتے ہیں شجاعت سخاوت ہمت ان میں پیدائشی ہوتی ہے اور بعض خاندان ویسے نہیں ہوتے اور یہ جو کہا کہ جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں افضل تھے تو وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ جیسے کان میں چیز نکالنے سے اس چیز کی صفت نہیں بدلتی تو اسی طرح شرافت کی صفت بھی اپنی ذات میں نہیں بدلتی بلکہ جو کفر کی حالت میں شریف ہو اور بہ نسبت اہل جاہلیت کے سردار ہے پھر اگر مسلمان ہو تو بدستور رہتی ہے شرافت اس کی اور افضل رہنا اس آدمی سے جو مسلمان ہو ان لوگوں سے جو جاہلیت میں شریف نہ تھے اور یہ جو کہا کہ جب احکام شرع کا خوب سمجھیں تو اس میں اشارہ اس کی اس خوبی کی طرف ہے کہ شرافت اسلامی نہیں تمام ہوتی مگر ساتھ سمجھ حاصل کرنے کے دین میں اس بنا پر پس آدمی چار قسم ہیں سمیت اس چیز کے کہ ان کے مقابل ہے پہلا شریف جاہلیت میں کہ مسلمان ہوا اور دین کو خوب سمجھا اور مقابل اس کے وہ ہے کہ جاہلیت میں شریف نہ ہو اور نہ مسلمان ہو اور نہ دین کو خوب سمجھے اور دوسرا شریف ہے جاہلیت میں کہ مسلمان ہو اور دین کے احکام کو خوب نہ سمجھے اور مقابل اس کے وہ ہے کہ کفر کی حالت میں شریف نہ ہو اور نہ مسلمان لیکن دین کو خوب سمجھے تیسرا شریف جاہلیت میں کہ نہ مسلمان ہو نہ دین کو خوب سمجھے اور مقابل اس کے وہ ہے جو جاہلیت میں شریف نہ ہو اور اسلام لائے اور دین کو خوب سمجھے چوتھا شریف جاہلیت میں کہ مسلمان نہ ہو اور دین کو خوب سمجھے اور مقابل اس کے وہ ہے جو کفر کی حالت میں شریف نہ ہو اسلام لائے اور دین کو نہ سمجھے پس سب قسموں سے اعلیٰ قسم وہ شخص ہے جو کفر کی حالت میں شریف ہو پھر مسلمان ہو پھر دین کے احکام کو خوب سمجھے اور اس سے کم وہ شخص ہے کہ کفر کی حالت میں شریف نہ ہو پھر مسلمان ہو پھر دین کو خوب سمجھے اور اس سے کم وہ ہے جو کفر کی حالت میں ہو پھر مسلمان ہو پھر دین کو خوب نہ سمجھے اور اس سے کم وہ ہے کہ جو جاہلیت میں یعنی کفر کی حالت میں شریف ہو پھر مسلمان ہو اور دین کو خوب نہ سمجھے اور گویا جو مسلمان نہ ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اس کے لیے برابر ہے کہ شریف ہو یا نہ ہو اور برابر ہے کہ دین کو خوب سمجھے یا نہ سمجھے اور مراد ساتھ خیار اور شرافت وغیرہ کے وہ شخص ہے جو موصوف ہو ساتھ محاسن اخلاق کے مانند سخاوت اور عفت اور علم وغیرہ کے بچنے والا ہو برے اخلاق سے مانند بخل اور گناہ اور ظلم وغیرہ سے اور یہ جو کہا کہ تم آدمیوں میں بہتر اس کو پاؤ گے جو اس خلافت سے بہت نفرت رکھتا ہو تو معنی اس کے یہ ہیں کہ خلافت کے عہدے میں داخل ہونا مکروہ ہے جہت تحمل مشقت کے سے بیچ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سخت ہوتی ہے کراہت واسطے اس کے جو موصوف ہو ساتھ عقل اور دین کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے صعوبت عمل سے ساتھ عدل کے اور باعث ہونے لوگوں کے سے اوپر دور کرنے ظلم کے اور اس واسطے کہ

مترتب ہوتا ہے اس پر مطالبہ اللہ کا واسطے قائم ہونے والے کے ساتھ اس کے اللہ کے حقوق سے اور اس کے بندوں کے حقوق سے اور نہیں پوشیدہ ہے خوبی اس شخص کی جو اللہ کے آگے کھڑا ہونے سے ڈرے اور ایک روایت میں اس حدیث کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ یہاں تک کہ اس میں واقع ہو اور اس کے معنی میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ جو خلافت پر حریص نہ ہو اگر حاصل ہو واسطے اس کے بغیر سوال کے تو دور ہوتی ہے اس سے کراہت کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اللہ کی اس پر مدد ہوتی ہے سو اس کو اپنے دین سے امن ہوتا ہے بعض سلف صالح نے خلافت پر قائم رہنے کو دوست رکھا ہے یہاں تک کہ اس پر لڑائی کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جب اس میں واقع ہو تو نہیں جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ برا جانے اس کو اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ عادت جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے اور یہ جو کسی چیز کی حرص کرے اور اس میں رغبت کرے وہ چیز اس کو کم حاصل ہوتی ہے اور جو اس میں کم رغبت کرے اس کے واسطے اکثر حاصل ہوتی ہے۔

٣٢٣٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هٰذَا الشَّأْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا تَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّ النَّاسِ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الشَّأْنِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ.

٣٢٣٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرب کے لوگ اس سرداری میں قریش کے تابعدار ہیں مسلمان ان کے قریش کے مسلمان کے تابعدار ہے اور کافر ان کا قریش کے کافر کے تابعدار ہے اور آدمیوں کا حال کانوں کا سا حال ہے جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں افضل تھے وہی لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں جس وقت کہ احکام شرعی کو خوب سمجھیں تم بہتر اس کو پاؤ گے جو بہت نفرت رکھتا ہو اس حکومت سے یہاں تک کہ اس میں آ جائے۔

فائدہ: عیاض نے کہا ہے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے شافعیہ نے اوپر امامت شافعی کے اور مقدم کرنے اس کو اس کے غیر پر اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ مراد اس جگہ ساتھ اس کے خلیفے ہیں اور قرطبی نے کہا کہ استدلال کرنا ساتھ اس کے غفلت ہے اس کا باعث تقلید کا تعصب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ مراد مستدل کی یہ ہے کہ قرشیت اسباب فضیلت اور تقدم سے ہے جیسا کہ مثلاً تقوی اسباب تقدم سے ہے پس دو آدمی جو فضیلت کی خصلتوں میں برابر ہوں جب اللہ ہو ایک ان میں سے کسی ایک کے ساتھ تقویٰ کی وجہ سے تو ہوگا مقدم اپنے یار پر پس اسی طرح ہے قرشیت پر ثابت ہوا استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر مقدم ہونے شافعی کے اور زیادتی

اس کی اس شخص پر جو مساوی ہو اس کو علم میں اور دین میں واسطے شریک ہونے اس کو دونوں صفتوں میں اور مقدم ہونے اس کے اوپر اس کے ساتھ صفت قرشیت کے اور یہ بات واضح ہے اور شاید غفلت اور عصبیت مصاحب ہوئی ہے قرطبی کو پس واسطے اللہ کے ہے امر اور میں نے اس مسئلے میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام لذت العیش رکھا ہے اور یہ جو کہا کہ ان کا مسلمان قریش کے مسلمان کے تابع ہو اور ان کا کافر قریش کے کافر کے تابع ہو تو تحقیق واقع ہوا ہے مصداق اس کا اس واسطے کہ کفر کی حالت میں لوگ قریش کو بڑا بزرگ جانتے تھے اس سبب سے کہ قریش حرم میں رہتے تھے سو جب حضرت ﷺ پیغمبر ہوئے اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا تو اکثر لوگوں نے آپ ﷺ کے تابع ہونے میں توقف کیا اور کہا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی قوم کیا کرتی ہے سو جب حضرت ﷺ نے مکے کو فتح کیا اور قریش مسلمان ہوئے تو سب عرب کے لوگ ان کے تابع ہوئے اور داخل ہوئے اللہ کے دین میں فوج در فوج اور بدستور رہی خلافت نبوت کی قریش میں پس صادق آئی یہ بات کہ ان کا کافر قریش کے کافر کے تابع تھا اور ان کا مسلمان ان کے مسلمان کے تابع ہوا۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

٣٢٣٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ قَالَ فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِّنْ قُرَيْشٍ إِلَّا وَلَهٗ فِيْهِ قَرَابَةٌ فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ تَصِلُوْا قَرَابَةً بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ.

٣٢٣٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ پس سعید بن جبیر کہا کہ مراد قرابتی محمد ﷺ کے ہیں یعنی امت کو لائق ہے کہ حضرت ﷺ کے قرابتیوں سے محبت کریں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قریش کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر حضرت ﷺ کی اس میں قربت تھی تو اس پر یہ آیت ﴿قُلْ لَّا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ یعنی یہ کہ جوڑو تم قرابت کو جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جوڑو تم قرابت کو الخ تو یہ کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے تفسیر واسطے قول اس کے ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾، یہ تفسیر دوسری روایت میں صریح آچکی ہے فَنَزَلَتْ ﴿قُلْ لَّا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ إِلَّا أَنْ تَصِلُوْا قَرَابَةً بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ پس معلوم ہوا کہ مراد ذکر بعض آیت کا ہے بطور تفسیر کے اور سبب اس کے معنی کا پوشیدہ رہنا ہے سعید بن جبیر پر، اس کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور وجہ داخل ہونے کی اس کی ترجمہ میں واضح ہے اس جہت سے کہ جو مودت آیت میں مطلوب ہے وہ تفسیر کی گئی ہے ساتھ جوڑنے ناتے کے جو حضرت ﷺ کے اور قریش کے درمیان تھا اور قریش ہی خطاب کئے گئے ہیں ساتھ اس کے، یہ استدعا کرتا ہے

معرفت نسب کو جس کے ساتھ ناتے کا جوڑنا ثابت ہوا۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کفر کی حالت میں ناتے داروں سے سلوک کیا کرتے تھے پھر جب حضرت ﷺ نے ان کو اللہ کی طرف بلایا تو انہوں نے حضرت ﷺ سے مخالفت کی اور آپ ﷺ سے برادری توڑ ڈالی تو حکم کیا ان کو ساتھ جوڑنے ناتے کے جو آپ ﷺ کے اور ان کے درمیان ہے، باقی بیان اس کا آئندہ آئے گا۔

٣٢٣٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ هَا هُنَا جَآءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَآءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ أُصُوْلِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ.

٣٢٣٧۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا فتنہ فساد ادھر سے پیدا ہوں گے اور اشارہ کیا حضرت ﷺ نے مشرق کی طرف اور کرختگی اور دلوں کی سختی کاشت کاروں اونٹ اور اون والوں میں ہے جو چلایا کرتے تھے اونٹوں اور گاؤں کی پوچھوں کی جڑ کے پاس یعنی ربیعہ اور مضر کی قوم ہیں

فائدہ: مراد جفا سے یہ ہے کہ وعظ اور نصیحت سے ان کے دل نرم نہیں ہوتے اور مراد غلظ سے یہ ہے کہ وہ مراد کو نہیں بوجھتے اور معنی کو نہیں سمجھتے اور مناسبت اس حدیث کی اور آئندہ کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ اس میں ذکر ہے قوم ربیعہ اور مضر کا اس واسطے کہ اکثر عرب انہی دونوں صلبوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہی اکثر اہل مشرق تھے اور قریش جن میں حضرت ﷺ پیدا ہوئے تھے وہ بھی انہی کی ایک شاخ ہے اور سوائے اہل یمن پس تعرض کیا ہے واسطے ان کے پچھلی حدیث میں اور آئندہ آئے گا ترجمہ اس شخص کا جو سب عرب کو اسماعیل علیہ السلام کی طرف نسبت کرتا ہے۔ (فتح)

٣٢٣٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سُمِّيَتِ الْيَمَنَ لِأَنَّهَا عَنْ يَمِيْنِ الْكَعْبَةِ وَالشَّامَ لِأَنَّهَا عَنْ يَسَارِ

٣٢٣٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مارنا اور گھمنڈ کرنا اونٹ اور اون والوں کاشت کاروں میں ہے جو چلایا کرتے تھے اور امن اور چین بکری والوں میں ہے اور عمدہ ایمان یمن کا اور حکمت بھی یمنی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یمن کا نام یمن اس واسطے رکھا ہے کہ وہ خانے کعبے کے داہنے طرف ہے اور شام کا نام شام اس واسطے رکھا ہے کہ وہ خانے کعبے کے بائیں طرف ہے اور مشامہ کے معنی بائیں طرف ہیں یعنی جو آیت ما اصحاب المشامہ میں واقع ہوا ہے اور بائیں ہاتھ کو شومی کہتے ہیں اور

الْكَعْبَةِ وَالْمَشَامَةُ الْمَيْسَرَةُ وَالْيَدُ الْيُسْرَى الشُّوْمٰى وَالْجَانِبُ الْاَيْسَرُ الْاَشْاَمُ. بائیں طرف کو اشام کہتے ہیں۔

فائدہ: بظاہر اس کی نسبت ایمان کی ہے طرف یمن کی اس واسطے کہ اصل یمان کی یمن ہے اور اس کی مراد میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے نسبت کرنا ایمان کا ہے طرف مکے کے اس واسطے کہ جگہ پیدا ہونے ایمان کی مکہ ہے اور مکہ یمانیہ ہے بہ نسبت مدینے کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد نسبت ایمان کی ہے طرف مکے اور مدینے کے اور وہ دونوں یمانی ہیں بہ نسبت شام کے چنانچہ یہ حدیث اس وقت حضرت ﷺ نے فرمائی تھی جب کہ تبوک میں تھے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث مسلم کی کہ ایمان اہل حجاز میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے انصار ہیں اس واسطے کہ ان کی اصل یمن سے ہے اور نسبت کیا گیا ہے ایمان طرف ان کی اس واسطے کہ تھے وہ اصل بیچ مدد کرنے اس چیز کے کہ لائے اس کو حضرت ﷺ یعنی دین اسلام حکایت کیا ان تمام قولوں کا ابو عبیدہ نے غریب الحدیث میں اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن صلاح نے بایں طور کہ نہیں کوئی مانع جاری کرنے کلام کے سے اوپر ظاہر اپنے کے اور یہ کہ مراد تفضیل اہل یمن کی ہے ان کے غیروں پر اہل مشرق سے اور سبب اس کا اعتقاد ان کا ہے طرف ایمان کی بغیر بہت مشقت کے مسلمانوں پر برخلاف اہل مشرق وغیرہ کے اور نہیں لازم آتی اس سے نفی ایمان کی ان کے غیر سے اور اس کے لفظوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد اس سے خاص معین قومیں ہیں پس اشارہ کیا طرف اس کی جو آیا ان میں سے نہ طرف شہر معین کے واسطے قول حضرت ﷺ کے اس کے بعض طریقوں میں کہ آئے ہیں تمہارے پاس اہل یمن کہ ان کے دل نرم ہیں اور ایمان یمن کا ہے اور حکمت بھی یمنی ہے اور چوٹی کفر کی پورب (مشرق) کی طرف ہے اور نہیں کوئی مانع جاری کرنے کلام کے سے اپنے ظاہر پر اور حمل کرنا اہل یمن کا اپنی حقیقت پر پھر مراد ساتھ ان کے وہ لوگ ہیں جو اس وقت موجود تھے نہ سب یمن والے ہر زمانے میں اس واسطے کہ یہ بات لفظ حدیث سے معلوم ہوتی ہے اور مراد ساتھ فقہ کے دین میں سمجھ پیدا کرنا ہے اور مراد ساتھ حکمت کے علم ہے جو شامل ہے اوپر معرفت اللہ کے اور حکیم ترمذی نے گمان کیا کہ مراد ساتھ اس کے خاص شخص ہے اور وہ اویس قرنی ہے لیکن یہ قول اس کا نہایت بعید ہے اور کہا گیا مراد ساتھ اصحاب المشأمہ سے دوزخی ہیں اس واسطے کہ ان کو دوزخ کی طرف کھینچا جائے گا اور دوزخ شمال کی طرف ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ — باب ہے بیان میں مناقب قریش کے

فائدہ: جزم کیا ہے ابو عبیدہ نے کہ قریش نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں اور کئی کہتے ہیں کہ قریش فہر بن مالک بن نضر کی اولاد ہیں اور یہ قول اکثر کا ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے مصعب نے اور جو فہر کی اولاد نہیں وہ قریشی نہیں اور میں نے اس طرح پہلے کلبی سے نقل کیا بعض کہتے ہیں کہ سب سے پہلے قصی بن کلاب کو قریشی کہا گیا اس سے پہلے کسی

کو قریشی نہیں کہا گیا کہ جب قصی نے خزاعہ کو حرم سے نکال دیا تو جمع ہوئے طرف اس کے قریش پس نام رکھا گیا اس دن سے قریش واسطے حال جمع ہونے ان کے اور تقرش کے معنی جمع ہونے کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے تلبس ان کے ساتھ تجارت کے اور بعض کہتے ہیں کہ قریش ایک چوپایہ ہے دریا میں وہ سردار ہے سب دریائی جانوروں کا اور اسی طرح قریش بھی سردار ہیں سب لوگوں کے اور بعض کچھ اور وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں۔ (فتح)

۳۲۳۹ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِّنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِّنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ فَقَامَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ رِجَالًا مِّنْكُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ أَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُولٰٓئِكَ جُهَّالُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِيْ تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا أَقَامُوا الدِّيْنَ.

۳۲۳۹۔ محمد بن جبیر سے روایت ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قریش کے ایلچیوں میں تھے سو معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ تحقیق شان یہ ہے کہ عنقریب قوم قحطان سے ایک بادشاہ ہوگا سو معاویہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے سو کھڑے ہوئے یعنی خطبے کے واسطے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا حمد اور صلوۃ کے بعد شان تو یہ ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ بے شک کچھ مرد تم میں سے ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو نہ قرآن میں ہیں اور نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں پس یہ لوگ تم میں سے نہایت بے علم ہیں سو بچو تم ان آرزوؤں سے جو گمراہ کرتی ہیں اپنے اہل کو سو بے شک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ یہ چیز یعنی خلافت اور سرداری قریش کی قوم میں رہے گی جب تک کہ یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے نہ دشمنی کرے گا ان سے کوئی مگر اللہ اس کو منہ کے بل دھکیل دے گا۔

فائدہ: معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ انکار قابل غور ہے اس واسطے کہ جس حدیث کے ساتھ انہوں نے استدلال کیا ہے وہ مقید ہے ساتھ قائم رکھنے دین کے پس احتمال ہے کہ بادشاہ قحطانی کا پیدا ہونا تب ہو جب نہ قائم رکھیں قریش دین کو اور تحقیق واقع ہوئی یہ بات کہ خلافت اور سرداری ہمیشہ قریش میں رہی اور لوگ ان کے فرمانبردار رہے یہاں تک کہ انہوں نے دین کو ہلکا جانا تو ضعیف ہوئی سرداری ان کی یہاں تک کہ نہ باقی رہا خلافت سے واسطے ان کے سوائے محض نام اس کے کے زمین کے بعض کناروں میں سوائے اکثر ان کے اور عنقریب آئے گا مصداق قول عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے کا کتاب الفتن میں۔ (فتح)

٣٢٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ فِيْ قُرَيْشٍ مَّا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ.

٣٢٤٠۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ رہے گا اس سردار کا حق قریش سے جب تک کہ اس قوم سے دو آدمی بھی باقی رہیں گے۔

٣٢٤١ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَنُوْ هَاشِمٍ وَّبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَّاحِدٌ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ أَبُو الْأَسْوَدِ مُحَمَّدٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ذَهَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَ أُنَاسٍ مِّنْ بَنِيْ زُهْرَةَ إِلٰى عَائِشَةَ وَكَانَتْ أَرَقَّ شَيْءٍ عَلَيْهِمْ لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٢٤١۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس گئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ نے مطلب کی اولاد کو دیا اور ہم کو نہیں دیا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہم اور وہ آپ ﷺ سے نسبت میں برابر ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہاشم کی اولاد اور مطلب کی تو ایک ہی چیز ہے اور عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بنو زہرہ کے چند لوگوں کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان پر نہایت مہربان تھیں واسطے قرابت ان کی کے حضرت ﷺ سے۔

٣٢٤٢ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَّالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَأَشْجَعُ وَغِفَارُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى

٣٢٤٢ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، اشجع، غفار میرے دوست اور مددگار ہیں ان کا اللہ اور اس کے رسول کے سوائے کوئی دوست و مددگار نہیں ہے۔

دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

فائدہ: یعنی سوائے قریش کے کسی قوم کو اسلام کی سرداری کا حق نہیں نووی نے کہا کہ یہ دلیل واضح ہے اس پر کہ خلافت خاص ہے ساتھ قریش کے اخیر زمانے تک نہیں جائز ہے بیعت کرنی کسی کو سوائے قریش کے اور اس پر منعقد ہوا ہے اجماع کہا کرمانی نے کہ نہیں حکومت ہمارے زمانے میں واسطے قریش کے پس کس طرح مطابق ہوگی حدیث پھر جواب دیا اس نے کہ مغرب کے شہروں میں قریش کے خلیفہ ہیں اور اسی طرح مصر میں ہے اور تعاقب کیا ہے ساتھ اس کے کہ جو خلیفہ مغرب کے ملک میں ہے وہ حفصی ہے صاحب تونس کا اور وہ منسوب ہے طرف ابی حفص رفیق عبدالمومن صاحب بن تومرت کے جو چھٹی صدی کے سرے پر تھا اس نے دعوی کیا تھا کہ وہ مہدی ہے پھر غالب ہوئے تابعدار اس کے اوپر اکثر عرب کے اور نام رکھے گئے ساتھ خلافت کے اور وہ عبدالمومن اور اس کی اولاد ہے پھر مستقل ہوئی خلافت طرف اولاد ابی حفص کے اور نہ تھا عبدالمومن قریش سے اور نام رکھے جاتے ہیں وہ اور اس کی اولاد ساتھ خلافت کے اور لیکن ابو حفص سو نہ تھا دعوی کرتا کہ وہ قریش سے ہے اپنے زمانے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دعوی کیا تھا ساتھ اس کے بعض اولاد اس کی نے اور جب حکومت پر غالب ہوئی تو گمان کرنے لگے کہ وہ ابی حفص عمر بن خطاب کی اولاد سے ہیں اور نہیں ان کے ہاتھ میں اس وقت مگر مغرب ساتھ لگتے اور لیکن اقصیٰ مغرب بیچ ہاتھ بنی احمر کے ہے اور وہ منسوب ہیں طرف انصار کی اور اوسط مغرب پس ساتھ بنی مرین کے ہے اور وہ بربر سے ہیں اور قول اس کا اور خلیفہ مصر میں تو یہ بات صحیح ہے پس نہیں اس کے ہاتھ میں کھولنا باندھنا سوائے اس کے نہیں کہ اس کے پاس لفظ خلافت کا نام ہی باقی ہے اور اس وقت وہ خبر ہے ساتھ معنی امر کے یعنی جو کہ مسلمان ہو پس چاہیے کہ اتباع کرے ان کا اور نہ خروج کرے اوپر ان کے نہیں تو تحقیق نکل گیا یہ امر قریش سے اکثر شہروں میں اور احتمال ہے کہ وہ اپنے ظاہر پر محمول ہو اور زمین کے اکثر کناروں میں اگرچہ قریش کے سوا اور قوموں کے بادشاہ ہیں لیکن وہ معترف ہیں کہ خلافت قریش کا حق ہے اور ہوگی مراد ساتھ اس امر کے محض تسمیہ ساتھ خلافت کے نہ استقلال ساتھ حکم کے اور پہلی وجہ ظاہر تر ہے۔(فتح) اور یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو آئندہ آئے گی اور اس میں بیان ہے سبب کا بیچ اس کے اور قرابت بنی زہرہ کی حضرت ﷺ کے ساتھ دو وجہ سے ہے ایک قرابت ماں کی طرف سے ہے اس واسطے کہ آپ ﷺ کی ماں آمنہ ہے بیٹی وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ کی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ بھائی ہیں قصی بن کلاب بن مرہ کے اور وہ جد ہیں حضرت ﷺ کے جد کے والد کے اور مشہور تمام نزدیک اہل نسبت کے یہ ہے کہ زہرہ نام مرد کا ہے اور اختلاف کیا ہے ابن قتیبہ نے پس کہا اس نے کہ وہ اس کی عورت کا نام ہے۔(فتح)

٣٢٤٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ

٣٢٤٣۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ محبوب تر سب لوگوں میں طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے

بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَحَبَّ الْبَشَرِ إِلٰى عَائِشَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِهَا وَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا مِمَّا جَآءَهَا مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ إِلَّا تَصَدَّقَتْ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْبَغِيْ أَنْ يُؤْخَذَ عَلٰى يَدَيْهَا فَقَالَتْ أَيُؤْخَذُ عَلٰى يَدَيَّ عَلَيَّ نَذْرٌ إِنْ كَلَّمْتُهُ فَاسْتَشْفَعَ إِلَيْهَا بِرِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَبِأَخْوَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً فَامْتَنَعَتْ فَقَالَ لَهُ الزُّهْرِيُّوْنَ أَخْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ إِذَا اسْتَأْذَنَّا فَاقْتَحِمُ الْحِجَابَ فَفَعَلَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِعَشْرِ رِقَابٍ فَأَعْتَقَتْهُمْ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تُعْتِقُهُمْ حَتّٰى بَلَغَتْ أَرْبَعِيْنَ فَقَالَتْ وَدِدْتُ أَنِّيْ جَعَلْتُ حِيْنَ حَلَفْتُ عَمَلًا أَعْمَلُهُ فَأَفْرُغُ مِنْهُ.

بعد حضرت ﷺ کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور تھے نیکی کرنے والے لوگوں میں ساتھ ان کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا دستور تھا کہ نہ روکتیں تھیں کوئی چیز جو کچھ کہ اللہ کے رزق سے ان کے پاس آتا مگر کہ خیرات کر دیا کرتیں تھیں جمع نہ رکھتی تھیں تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لائق ہے ان کو کہ خیرات سے روکا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو خیرات سے روکا جائے گا اگر میں اس سے کلام کروں تو مجھ پر نذر ہے یعنی میں اس سے کلام نہ کروں گی تو سفارش چاہی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چند مردوں کے قریش سے اور ساتھ ماموں حضرت ﷺ کے خاص کر یعنی چاہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے قصور معاف کروائیں لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہ مانا تو کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مصریوں نے جو حضرت ﷺ کے ماموں تھے اور ان میں عبدالرحمٰن بن اسود اور مسور بن مخرمہ تھے کہ جب ہم اندر جانے کے واسطے پروانگی چاہیں یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تو پردہ کے اندر آنا یعنی جو پردہ کہ ہمارے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ہوگا تو انہوں نے کیا جو کچھ انہوں نے کہا یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے آئے پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دس غلام بھیجے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو آزاد کر دیا پھر ہمیشہ عائشہ رضی اللہ عنہا غلام آزاد کرتی رہیں یہاں تک کہ چالیس تک پہنچیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں رک جاتی جب کہ میں نے قسم کھائی کوئی عمل جس کو میں کرتی اور اس سے فارغ ہوتی یعنی کسی عمل کی نذر مانتی تا کہ اس کو بجالا کے فارغ ہوتی بخلاف عَلَيَّ نَذْرٌ کے کہ یہ مطلق نذر ہے۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر منعقد ہونے نذر مجہول کے اور یہ قول مالکیہ کا ہے لیکن وہ اس

میں قسم کا کفارہ ٹھہراتے ہیں اور ظاہر قول عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کا کفارہ اس میں کفایت نہیں کرتا اور یہ کہ وہ محمول ہے اوپر اکثر اس چیز کے کہ ممکن ہے کہ نذر مانی جائے اور احتمال ہے کہ تقوی کے واسطے کیا ہوتا کہ یقیناً برأت ذمہ کے حاصل ہو اور بعید تر ہے قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمنا کی تھی کہ ہمیشہ رہے واسطے ان کے ان کا عمل کہ کیا تھا اس کو واسطے کفارے کے یعنی ہمیشہ غلام آزاد کرتی رہتیں اور اسی طرح بعید تر ہے قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمنا کی تھی کہ کفارہ کی طرف جلدی کرتیں جب کہ انہوں نے قسم کھائی اور اتنی مدت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ترک نہ کرتیں اور وجہ بعد پہلے قول کی یہ ہے کہ نہیں ہے سیاق حدیث میں وہ چیز جو تقاضا کرے منع کرنے ان کو آزاد کرنے سے پس کس طرح تمنا کرتیں واسطے اس چیز کے کہ نہیں ہے کوئی مانع واسطے ان کے واقع کرنے اس کے سے پھر وہ مقید کیا جاتا ہے ساتھ قادر ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اوپر اس کے نہ لازم کرنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ اس کے باوجود نہ قادر ہونے اس کے اور بعید ہونا دوسرے قول کا پس واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہے اس کے بعض طریقوں میں کما سیاتی کہ تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر کرتیں اپنی نذر کو پھر روتیں یہاں تک کہ ان کو آنسوؤں سے ان کی اوڑھنی تر ہو جاتی پس تحقیق اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ گمان کرتی تھیں کہ نہیں ادا کیا انہوں نے جو کفارہ ان پر واجب تھا اور مشکل جانا ہے ابن تین نے ٹوٹنے قسم کے کو اوپر ان کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مجرد دخول ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جماعت کے مگر یہ کہ ہو جب کہ سلام کیا انہوں نے وقت داخل ہونے اس کے تو ان کو سلام کا جواب دیا ہو اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ شامل ہوں پس واقع ہوا کلام کرنا پہلے اس سے کہ داخل ہوں پردے میں اور غافل ہوا ابن تین اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے مسور کی حدیث میں جس کی طرف میں نے اشارہ کیا کہ اس میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے نذر مانی اور نذر سخت ہے پس ہمیشہ رہے وہ سفارش کرتے یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کلام کیا باوجود یکہ اگر یہ تصریح وارد نہ ہوتی تو ابن تین کا کلام بھی متعاقب تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جائز ہے اس کو سلام کا جواب دینا اوپر ان کے جو ان کو نکالنے کی نیت کرے ان میں سے اور نہیں قسم ٹوٹتی ساتھ اس کے واللہ اعلم بالصواب۔ (فتح)

بَابُ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ.

قرآن قریش کی زبان میں اترا

٣٢٤٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُثْمَانَ دَعَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَّعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ

٣٢٤٤ ـ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بلایا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ کو تو نقل کیا انہوں نے قرآن کو مصحفوں میں اور کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واسطے جماعت قریش کے کہ تین آدمی تھے کہ جب اختلاف

فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ.

کروتم اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن کی کسی چیز میں یعنی قرآن کی لغات میں تو لکھواس کوموافق زبان قریش کے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قرآن قریش کی زبان کے موافق نازل ہوا تو انہوں نے اسی طرح کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں آئے گی اور وجہ اس کے داخل ہونے کی قریش کے مناقب میں ظاہر ہے۔

بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ إِلٰى إِسْمَاعِيْلَ مِنْهُمْ أَسْلَمُ بْنُ أَفْصٰى بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِّنْ خُزَاعَةَ.

باب ہے بیان نسبت یمن کا طرف اسمٰعیل علیہ السلام کے ان میں سے اسلم بن قصی بن حارثہ بن عمر بن خزاعہ سے ہے۔

فائدہ: یعنی ابن ابراہیم علیہ السلام کی اور نسبت مضر اور ربیعہ کی طرف اسمٰعیل علیہ السلام کے ہے پس اس میں سب کا اتفاق ہے اور لیکن یمن پس جمع ہونا نسبت ان کی کا پہنچتا ہے طرف قحطان کے یعنی سب یمن والے قحطان کی اولاد سے ہیں اور قحطان نام ہے ایک شخص کا اور اس کی نسبت میں اختلاف ہے پس اکثر اس پر ہیں کہ وہ ابن عامر بن شالح بن ارفشخد بن سام بن نوح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ہود علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ خود ہود علیہ السلام ہیں اور پہلے پہل قحطان نے عربی زبان میں کلام کیا اور زبیر بن بکار نے کہا کہ قحطان اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور وہ قحطان بن ہمیسع بن تیم بن بمت بن اسمٰعیل علیہ السلام ہے اور یہی قول راجح ہے میری نظر میں اور یہ اس واسطے ہے کہ گنتی باپوں کی درمیان مشہور اصحاب وغیرہ کے اور درمیان قحطان کے قریب ہے اور درمیان عدنان کے پس قحطان وہ خود ہود علیہ السلام ہوتے یا ان کے زمانے کے قریب ہوتے تو ہوتا بعید تعداد میں دسواں دادا عدنان کا مشہور قول کی بنا پر کہ عدنان اور اسمٰعیل علیہ السلام کے درمیان چار یا پانچ پشتوں کا فاصلہ ہے پس یہ قول نہایت بعید ہے اور اس بات میں دس اقوال پر اختلاف ہے اور راجح میری نظر میں ابن اسحاق کا قول ہے کہ عدنان بن اد بن مقوم بن ناحور بن سرج یعرب بن یشجب بن ثابت بن اسمٰعیل اور اولی اس سے وہ ہے جو حاکم وغیرہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ عدنان بن اد بن زید بن بری بن اسمٰعیل علیہ السلام اور یہ موافق ہے واسطے اس قول کے جو کہتا ہے کہ قحطان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے اس بنا پر پس ہوگا معد بن عدنان بیچ زمانے موسیٰ علیہ السلام کے نہ بیچ زمانے عیسیٰ علیہ السلام کے اور یہ اولی ہے اس واسطے کہ تعداد باپوں درمیان ہمارے پیغمبر کے اور درمیان عدنان کے بقدر بیس کے ہے پس بعید ہے باوجود ہونے مدت کے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہے چھ سو برس کما سیاتی فی صحیح البخاری باوجود اس چیز کے جو پہچانی گئی ہے درازی عمروں ان کی سے یہ کہ ہو معد عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں (فتح)

فائدہ: مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ نسب حارثہ بن عمرو کے متصل ہے ساتھ یمن کے اور یہ تحقیق خطاب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اسلم کو ساتھ اس کے کہ وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے جو اس باب میں ہے پس معلوم ہوا کہ یمن والے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور اس استدلال میں نظر ہے اس واسطے کہ بنو اسلم کا اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہی ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ کل لوگ جو قحطان کی طرف منسوب ہیں وہ سب اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں واسطے اس احتمال کے کہ واقع ہوا ہو اسلم میں جو واقع ہوا ان کے بھائیوں خزاعہ میں خلاف اس سے کہ کیا وہ قحطان کی اولاد سے ہیں یا اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے اور ابن عبدالبر نے باب کی حدیث میں ذکر کیا ہے کہ گزرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند لوگوں پر اسلم اور خزاعہ سے اور وہ تیر اندازی کرتے تھے سو فرمایا کہ تیر اندازی کرواے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام کی اس بنا پر کہ جو لوگ خزاعہ سے وہاں موجود تھے وہ زیادہ تھے پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بطور تغلیب کے اور ہمدانی نے اس سے جواب دیا ہے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے ان کے اے بنی اسمٰعیل نہیں دلالت کرتا اس پر کہ وہ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام کی ہیں جہت باپوں کے سے بلکہ احتمال ہے کہ ہو یہ واسطے ہونے ان کے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے جہت ماؤں کی سے اس واسطے کہ قحطانی اور عدنانی آپس میں مل گئے ہیں ساتھ ناتے سسرال کے۔ (فتح)

٣٢٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَوْمٍ مِّنَ أَسْلَمَ يَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ فَقَالَ ارْمُوْا بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَّأَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ لِأَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ فَأَمْسَكُوْا بِأَيْدِيْهِمْ فَقَالَ مَا لَهُمْ قَالُوْا وَكَيْفَ نَرْمِيْ وَأَنْتَ مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ ارْمُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ.

٣٢٤٥۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلم کی ایک قوم پر سے جو بازار میں تیر اندازی کر رہی تھی آپس میں سو فرمایا کہ تیر اندازی کرواے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام کی پس تحقیق تمہارے باپ یعنی اسمٰعیل علیہ السلام تیر انداز تھے اور میں فلانے کی اولاد کے ساتھ ہوں دونوں میں سے ایک فریق کو فرمایا یعنی ایک فریق کا نام لے کر فرمایا کہ میں ان کے ساتھ ہوں تو دوسرے فریق نے ہاتھ تیر اندازی سے روکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہوا ان کو یعنی انہوں نے تیر اندازی کیوں موقوف کی تو انہوں نے کہا کہ ہم تیر اندازی کس طرح کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فلانے کی اولاد کے ساتھ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیر اندازی کرو اور میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور وہ مانند فصل کے ہے پہلے باب سے اور وجہ تعلق اس کی پہلی دونوں حدیثوں سے ظاہر اور وہ زجر ہے دعوی کرنے سے طرف غیر باب حقیقی کے اس واسطے کہ ثابت ہوئی نسبت یمن کی طرف اسمٰعیل علیہ السلام کے تو نہیں لائق ہے واسطے ان کے یہ کہ منسوب ہوں طرف غیران اپنے کی اور لیکن تیسری حدیث پس واسطے اس کے تعلق ہے ساتھ اصل باب کے اور وہ یہ ہے کہ عبدالقیس مضر سے نہیں اور لیکن چوتھی حدیث پس واسطے اشارے کے ہے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں زیادتی سے ساتھ ذکر ربیعہ اور مضر کے۔ (فتح)

٣٢٤٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّيلِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ وَمَنْ ادَّعٰى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيْهِمْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

٣٢٤٦۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی ایسا مرد نہیں جو اپنا باپ چھوڑ کر غیر کو باپ بنائے جان بوجھ کر مگر وہ کافر ہو گیا ساتھ اللہ کے اور جو کسی قوم میں اپنا رشتہ لگائے جس میں اس کا رشتہ نہیں تو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں ٹھہرائے۔

فائدہ: اس روایت میں باللہ کا لفظ واقع ہوا ہے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت کے سوائے اور روائتوں میں یہ لفظ واقع نہیں ہوا اور اس کا نہ ہونا اولی ہے اور اگر ثابت ہو جائے تو مراد وہ شخص ہے جو اس کو حلال جانے باوجودیکہ اس کے حرام ہونے کو جانتا ہو اور مشہور روایت کی بنا پر پس مراد کفر سے کفران نعمت ہے پس لفظ کا ظاہر مراد نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ وارد ہوا ہے یہ بطور تغلیظ اور زجر کے واسطے فاعل اس کام کے یعنی صرف ڈرانا مقصود ہے ظاہری معنی مراد نہیں یا مراد ساتھ کفر کے یہ ہے کہ اس کے فاعل نے ایسا فعل کیا جو مشابہ ہے ساتھ اہل کفر کے اور اس مسئلے کی تقریر کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ٹھہرائے تو یہ یا دعا ہے یا خبر ہے ساتھ معنی امر کے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ سزا اس کی اگر سزا دیا جائے اور کبھی اس سے معاف کی جاتی ہے اور کبھی توبہ کرتا ہے پس ساقط ہوتا ہے اس سے یہ گناہ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ حرام ہے چھوڑنا نسب مشہور کو اور رشتہ لگانا اپنے غیر سے اور حدیث میں علم کی شرط ہے اور نہیں ہے اس سے کوئی چارہ دونوں حالتوں میں اثبات میں بھی اور نفی میں بھی یعنی جان بوجھ کر یہ کام کرے اس واسطے کہ گناہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مرتب ہوتا ہے اس پر جو عالم ہو ساتھ شے کے جان بوجھ کر کرے واسطے اس کے اور یہ کہ جائز ہے اطلاق کفر کا گناہ پر واسطے قصد جھڑک کے واسطے اس چیز کے کہ تقریر کی ہم نے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جو شخص ملکیت کا دعوی کرے جو اس کی نہیں وہ ہماری راہ

پر نہیں اس سے معلوم ہوا کہ حرام ہے دعوی کرنا اس چیز کا جو مدعی کی نہیں پس داخل ہوں گے اس میں کل دعوے باطلہ ازروئے مال کے اور علم کے اور تعلیم کے اور نسب اور حال کے اور صلاح کے اور نعمت کے اور ولا کے اور سوائے اس کے اور زیادہ ہوتی ہے تحریم ساتھ زیادہ ہونے مفسدہ کے جو مترتب ہوتا ہے اوپر اس کے۔ (فتح)

٣٢٤٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا حَرِيْزٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّصْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرَآءِ أَنْ يَّدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ أَوْ يُرِيَ عَيْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ أَوْ يَقُوْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ.

٣٢٤٧۔ واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ سب بہتانوں سے بڑا بہتان یہ ہے کہ مرد اپنا باپ چھوڑ کر غیر کو باپ بنائے اور اپنی آنکھوں کو وہ دکھلائے جو انکھوں نے نہیں دیکھا یعنی جھوٹا خواب بنا کر کہے یا اللہ کے پیغمبر پر کہے وہ بات جو اللہ کے پیغمبر نے نہیں کہی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات بنا کر کہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان تین کاموں میں جھوٹ بولنا نہایت سخت ہے اور وہ خبر دینی ہے ایک چیز سے کہ اس نے خواب میں دیکھی حالانکہ اس نے خواب میں نہیں دیکھی اور باپ بنایا اپنا غیر کے باپ کو اور جھوٹ بولنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کی بحث کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور خواب کا بیان تعبیر میں آئے گا اور حکمت بیچ تشدید کذب کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کی طرف سے خبر دیتے ہیں تو جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا اس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور تحقیق سخت ہو چکا ہے انکار اس شخص پر جو اللہ پر جھوٹ بولے چنانچہ اللہ نے فرمایا ﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ﴾ پس برابری ہے درمیان اس کے جو اللہ پر جھوٹ کہے اور درمیان کافر کے اور اللہ تعالی نے فرمایا ﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ﴾ اور آیتیں اس باب میں بہت ہیں اور حدیث کے ایک طریق میں آیا ہے کہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ یعنی جو جھوٹ بولے مجھ پر اور لیکن خواب جھوٹ بنا کر بیان کرنا پس اس واسطے ہے کہ چونکہ خواب وحی کی ایک جزو ہے تو ہوگا خبر دینے والا اس سے ساتھ اس چیز سے کہ نہیں واقع ہوئی مانند خبر دینے والے کی اللہ کی طرف سے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں ڈالا اس کو اللہ نے طرف اس کی یا اس واسطے کہ اللہ بھیجتا ہے خواب کے فرشتے کو پس دکھاتا ہے سونے والے کو جو چاہے سو جب کوئی جھوٹا خواب بیان کرے تو اس نے اللہ پر اور فرشتے پر جھوٹ کہا جیسا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولے نسبت کیا جاتا ہے طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعا جو نہیں کہا اس کو اور شرع سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اکثر اوقات سیکھتے ہیں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے کی زبان سے تو جس نے اس پر جھوٹ کہا اس

نے اللہ تعالیٰ عزوجل اور فرشتے پر جھوٹ کہا۔ (فتح)

۳۲۴۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا مِنْ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ رَّبِيْعَةَ قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِيْ كُلِّ شَهْرٍ حَرَامٍ فَلَوْ أَمَرْتَنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنُبَلِّغُهُ مَنْ وَّرَائَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَّأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدُّوْا إِلَى اللّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ.

۳۲۴۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قوم عبدالقیس کے ایلچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ گروہ کفار ربیعہ اور مضر کا ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واقع ہے سو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ نہیں سکتے مگر حرام کے مہینے میں سو اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کوئی بات فرمائیں جس کو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر اپنے پچھلوں کو پہنچائیں تو خوب ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے پہلا حکم اللہ کے ساتھ ایمان لانا یعنی اس طرح گواہی دینا کہ اللہ کے سوا بندگی کسی کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور دوسرا حکم نماز کا قائم کرنا اور تیسرا حکم زکوۃ کا دینا اور چوتھا حکم یہ کہ جو غنیمت کا مال پاؤ اس کا پانچواں حصہ اللہ کے واسطے ادا کرو اور میں تم کو منع کرتا ہوں کدو سے اور سبز گھڑے سے اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن سے اور روغنی برتن سے۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ اکثر عرب ربیعہ اور مضر کی قوم سے ہیں اور نہیں اختلاف ہے ان کی نسبت میں طرف اسمٰعیل علیہ السلام کے۔ (فتح)

۳۲۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا يُشِيْرُ إِلَى الْمَشْرِقِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

۳۲۴۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر فرماتے تھے کہ فتنے فساد ادھر سے ہوں گے اشارہ کیا طرف مشرق کی جس جگہ سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے

کہ اس میں مشرق کا ذکر ہے اور اہل مشرق کل ربیعہ اور مضر کی قوم سے ہیں اور اس حدیث کے ایک طریق میں آیا ہے کہ عمدہ ایمان اہل یمن کا ہے پس اس میں اشارہ ہے طرف تینوں اصول کے پس دو میں تو اختلاف نہیں کہ وہ اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو تیسرے میں ہے۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ

باب ہے بیچ ذکر قبیلہ اسلم اور غفار اور جہینہ اور مزینہ اور اشجع کے

فائدہ: یہ نام ہیں عرب کے پانچ قبیلوں کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی ہے پانچ قبیلے جاہلیت میں بڑے زور شور سے تھے سوائے بنی عامر اور بنی تمیم وغیرہ قبائل کے پھر جب اسلام آیا تو اسلام میں ان سے جلد تر داخل ہوئے سو پلٹ گئی شرافت طرف ان کی اس سبب سے اور یہ پانچوں قبیلے مضر کی قوم سے ہیں۔ (فتح)

۳۲۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَّالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

۳۲۵۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم قریش اور قوم انصار اور قوم اسلم اور قوم جہینہ اور قوم مزینہ اور قوم غفار اور قوم اشجع میرے دوست اور مددگار ہیں (نہ اور لوگ) اور اللہ اور اس کا رسول ان کے دوست اور حمایتی ہیں۔

فائدہ: یہ فضیلت ظاہرہ ہے واسطے ان قوموں کے اور مراد وہ لوگ ہیں جو ان میں سے ایمان لائے اور شرافت حاصل کی واسطے چیز کے جب کہ حاصل ہو واسطے بعض اس کے بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئیں یہ قومیں ساتھ اس کے اس واسطے کہ انہوں نے اسلام کی طرف جلدی کی پس نہ قید ہوئے جیسے قید ہوئے غیر ان کے اور یہ اگر تسلیم کیا جائے تو محمول کیا جائے گا غالب پر اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے خبر کی نہی ہے غلام بنانے ان کے سے اور یہ کہ وہ غلامی کے تحت داخل نہیں ہوتے اور یہ بعید ہے۔ (فتح)

۳۲۵۱۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

۳۲۵۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا کہ غفار کو اللہ نے بخشا اسلم سے اللہ راضی ہوا اور قوم عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

فائدہ: یہ لفظ خبر ہے اور مراد کہی جاتی ہے اس سے دعا اور احتمال ہے کہ ہو خبر اپنے باب پر اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا اس کے اخیر میں کہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے عصیہ کے حق میں یہ فرمایا اس واسطے کہ انہوں نے حضرت ﷺ سے عہد کر کے دغا کیا کما سیاتی اور ابن تین نے کہا کہ جاہلیت کے وقت میں غفار حاجیوں کی چوری کیا کرتے تھے پھر جب مسلمان ہوئے تو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے دعا کی تا کہ وہ عار ان سے دور ہو۔ (فتح)

٣٢٥٢ - حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ عَنْ أَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا.

٣٢٥٢ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلم سے اللہ راضی ہوا اور غفار کو اللہ نے بخشا۔

٣٢٥٣ - حَدَّثَنَا قَبِیْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَیْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَیْنَةُ وَمُزَیْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ خَیْرًا مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ وَّبَنِیْ أَسَدٍ وَّمِنْ بَنِیْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِیْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ خَابُوْا وَخَسِرُوْا فَقَالَ هُمْ خَیْرٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ وَّمِنْ بَنِیْ أَسَدٍ وَّمِنْ بَنِیْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِیْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ.

٣٢٥٣ - ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر قوم جہینہ اور مزینہ اور قوم اسلم اور غفار بہتر ہوں بنی تمیم کی قوم سے اور بنی اسد اور بنی عبداللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ کی قوم سے تو پھر کیا ہو تو ایک مرد نے کہا کہ محروم ہوئے اور ان کو خسارہ ہوا سو فرمایا کہ وہ بہتر ہیں بنی تمیم سے اور بنی اسد اور بنی عبداللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ کی قوم سے۔

٣٢٥٤ - حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِیْ یَعْقُوْبَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِیْهِ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ

٣٢٥٤ - ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس نے حضرت ﷺ سے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بیعت کی ہے آپ ﷺ سے حاجیوں کے چوروں نے قوم اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ سے فرمایا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر قوم اسلم اور

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيْجِ مِنَ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةَ ابْنُ أَبِيْ يَعْقُوْبَ شَكَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَّبَنِيْ عَامِرٍ وَّأَسَدٍ وَّغَطَفَانَ خَابُوْا وَخَسِرُوْا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِّنْهُمْ.

غفار اور مزینہ اور میں گمان کرتا ہوں کہ فرمایا اور جہینہ بہتر ہوں بنی تمیم اور بنی عامر اور اسد اور غطفان کی قوم سے تو کیا محروم ہوئے اور ان کو خسارہ ہوا انہوں نے کہا ہاں فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ وہ قوم بہتر ہیں یعنی اسلم وغیرہ سے۔

فائدہ: اور وہ ان سے بہتر اس واسطے ہیں کہ انہوں نے اسلام کی طرف سبقت کی اور مراد اکثر ہیں ان میں سے۔ (فتح)

٣٢٥٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِّنْ مُّزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ أَوْ قَالَ شَيْءٌ مِّنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ أَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ أَسَدٍ وَّتَمِيْمٍ وَّهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ.

٣٢٥٥۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلم اور غفار اور کچھ لوگ مزینہ اور جہینہ سے یا کہا کچھ جہینہ ومزینہ سے بہتر ہیں اللہ کے نزدیک یا کہا قیامت کے دن اسد اور تمیم اور ہوازن اور غطفان سے۔

فائدہ: اس حدیث میں تقیید ہے واسطے اس چیز کے کہ مطلق ہے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو پہلے ہے اور اسی طرح قول اس کا قیامت کے دن اس واسطے کہ معتبر نیکی اور بدی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ظاہر ہوگی اس وقت میں۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ

باب ہے قحطان کے تذکرہ میں

فائدہ: اس میں قول پہلے گزر چکا ہے کیا وہ اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں یا نہیں اور قحطان کی طرف پہنچی ہے نسب اہل یمن کی حمیر اور کندہ اور ہمدان وغیرہم سے۔ (فتح)

٣٢٥٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ

٣٢٥٦۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے کہ ہانکے گا لوگوں کو اپنی لاٹھی سے یعنی

اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ.

یمن کی قوم سے ایک بادشاہ پیدا ہو گا بڑے حکم والا کہ لوگ اس کے ایسے قابو میں ہوں گے جیسے بکریاں چرانے والے کے قابو میں ہیں کہ جدھر چاہے ادھر ہانک لے جائے۔

فائدہ: اس بادشاہ کا نام معلوم نہیں لیکن جائز رکھا قرطبی نے کہ شاید اس کا نام جہجاہ ہو گا جس کا ذکر مسلم کی ایک حدیث میں آ چکا ہے ساتھ اس لفظ کے کہ دن اور رات آخر نہ ہوں گے جب تک کہ بادشاہ نہ ہو گا وہ مرد جس کا نام جہجاہ ہو گا اور یہ حدیث داخل ہونے علامات نبوت میں من جملہ ان چیزوں کے سے کہ خبر دی ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے پہلے واقع ہونے اس کے اور اب تک یہ پیش گوئی واقع نہیں ہوئی اور تحقیق روایت کی نعیم بن حماد نے فتن میں ارطاۃ تابعی سے کہ قحطانی نکلے گا بعد مہدی کے اور چلے گا مہدی کی چال پر اور ایک روایت مرفوع میں ہے کہ نکلے گا قحطانی بعد مہدی کے اور وہ اس سے کم نہیں ہے اور اس کی سند ضعیف ہے اور پہلی حدیث اگرچہ موقوف تا ہم اس کی سند ٹھیک ہے پس اگر ثابت ہو تو عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہو گا واسطے اس چیز کے کہ گزر چکی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو مہدی کو امام پائیں گے اور ایک روایت میں ذکر ہے کہ قحطانی بادشاہ ملک میں بیس برس زندہ رہے گا اور مشکل یہ ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کس طرح لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا حالانکہ حکم عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ہو گا اور جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ بڑی بڑی مہموں میں عیسیٰ علیہ السلام اس کو اپنا نائب بنائیں گے اور اس سے زیادہ بحث کتاب الفتن میں آئے گی۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنْ دَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ

بیان ہے اس چیز کا کہ منع کیا جاتا ہے جاہلیت کی پکار سے یعنی کفر کے قول سے

فائدہ: مراد جاہلیت کے بول سے فریاد رسی چاہنی ہے نزدیک ارادے لڑائی کے دستور تھا کہ کہتے تھے یعنی لڑائی کے وقت کہ اے فلانے کی اولاد دوڑو پس جمع ہوتے تھے اور قاتل کی مدد کرتے تھے اگرچہ ظالم ہو سو اسلام نے اس سے منع کیا اور شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض سندوں میں آ چکی ہے چنانچہ ابن اسحاق وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک لڑکا مہاجرین کا اور ایک انصار کا آپس میں لڑے پھر ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاہلیت کا بول ہے لوگوں نے کہا نہیں فرمایا کوئی ڈر نہیں اور چاہیے کہ مدد کرے مرد اپنے بھائی کی خواہ ظالم ہو یا مظلوم پس اگر ظالم ہو تو چاہیے کہ اس کو منع کرے پس تحقیق یہی مدد ہے واسطے اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ استغاثہ حرام نہیں اور حرام تو صرف وہ چیز ہے جو مترتب ہوتی ہے اوپر اس دعوے جاہلیت کے سے۔ (فتح)

۳۲۵۷ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ

۳۲۵۷ ـ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا اور مہاجرین سے چند آدمی آپ ﷺ کے

عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حَتّٰى كَثُرُوْا وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلٌ لَّعَّابٌ فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَدَاعَوْا وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوٰى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ قَالَ مَا شَأْنُهُمْ فَأُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْمُهَاجِرِيِّ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَإِنَّهَا خَبِيْثَةٌ وَّقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ أَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَيْنَا لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ أَلَا نَقْتُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْخَبِيْثَ لِعَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ.

ساتھ جمع ہوئے یہاں تک کہ بہت ہو گئے اور مہاجرین میں ایک مرد بطال اور بہت شریر تھا تو اس نے ایک انصاری کے چوتڑ پر لات ماری تو انصاری سخت غضبناک ہوا تو دونوں نے اپنی اپنی قوم سے استغاثہ کیا انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو اور مہاجری نے کہا کہ اے مہاجرو دوڑو تو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ کیا حال ہے جاہلیت کے بول کا پھر فرمایا کہ کیا حال ہے ان کا تو خبر دی آپ ﷺ کا کسی نے ساتھ مارنے مہاجری کے انصاری کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑو اس بات کو وہ بات گندی ہے یعنی جاہلیت کا قول اور عبداللہ بن ابی منافق نے کہا کہ کیا انہوں نے ہم پر فریاد رسی کی البتہ ہم پھر گئے مدینے کو تو نکال دے گا جس کا زور ہے وہاں سے بے قدر لوگوں کو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ ﷺ اس ناپاک کو قتل نہیں کرتے یعنی عبداللہ کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ چرچا کریں لوگ کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کا قتل کرتے ہیں۔

فائدہ: اور اس حدیث کی باقی شرح تفسیر میں آئے گی۔

۳۲۵۸۔ حَدَّثَنِيْ ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَعَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۳۲۵۸۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہماری راہ پر نہیں جو مصیبت میں منہ کو پیٹے اور گریبان کو پھاڑے اور کفر کے بول بولے۔

وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.

بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ

باب ہے بیان میں قصے خزاعہ کے

فائدہ: اختلاف ہے ان کے نسب میں باوجود اتفاق کے اس پر کہ وہ عمر بن لحی کی اولاد سے ہیں کہا کلبی نے کہ جب جدا جدا ہوئے اہل سبا بسبب سیل عرم کے تو اترے بنو مازن پانی پر کہ اس کو غسان کہا جاتا تھا سو جس نے وہاں اقامت کی پس وہ غسانی ہے اور عمر بن لحی کی اولاد ان میں سے اپنی قوم سے جدا ہوئی پس اترے کے میں اردگرد اس کے پس نام رکھے گئے خزاعہ اور متفرق ہوئے تمام ازد۔ (فتح)

٣٢٥٩۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِیْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَمْرُو بْنُ لُحَیِّ بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدِفَ أَبُوْ خُزَاعَةَ.

٣٢٥٩۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر بن لحی بن قمعة بن خندف باپ ہے خزاعہ کا۔

فائدہ: ابن اسحاق نے سیرہ کبریٰ میں روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ اپنی ایڑیاں گھسیٹتا پھرتا ہے دوزخ میں اس واسطے کہ پہلے پہل اس نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دین کو بگاڑا اور اس نے بتوں کو کھڑا کیا اور پہلے اس نے سانڈ اور بحیرہ اور وصیلہ اور حام کو چھوڑنے کی رسم نکالی اور نیز ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ سبب پوجنے عمرو بن لحی کا بتوں کو یہ ہے کہ وہ شام کی طرف نکلا اور اس وقت یہاں عمالقہ تھے اور وہ بتوں کو پوجتے تھے تو اس نے ان سے ایک بت مانگا اور اس کو کے میں لایا اور اس کا نام ہبل تھا اور اس سے پہلے جرہم کے زمانے میں ایک مرد نے جس کا نام اساف تھا ایک عورت سے جس کا نام نائلہ تھا خانے کعبے میں زنا کیا تھا سو اللہ نے دونوں کی صورت بدل ڈالی تو وہ دونوں دو پتھر ہو گئے تو عمرو بن لحی نے ان کو لے کر کعبے کے گرد کھڑا کیا پھر دستور ٹھہر گیا کہ جو خانے کعبے کا طواف کرتا تھا دونوں پر ہاتھ لگاتا تھا اساف سے شروع کرتا تھا اور نائلہ پر ختم کرتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ عمرو بن لحی کا ایک جن تابع تھا تو اس جن نے اس کو کہا کہ جدہ میں بت ہیں وہاں جا کر ان کو لا اور ان کی عبادت کر تو وہ جدہ میں گیا اور وہاں بت پائے جن کو لوگ حضرت نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے زمانے میں پوجتے تھے اور وہ ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر ہیں تو عمرو بن لحی ان کو اٹھا کر کے میں لایا اور لوگوں کو ان کی عبادت کی طرف بلایا پس پھیل گئی عبادت بتوں کی اس سبب سے عرب میں اور اس کی زیادہ شرح سورہ نوح کی تفسیر میں آئے گی۔ (فتح)

٣٢٦٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيْرَةُ الَّتِيْ يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ وَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ الَّتِيْ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرِ بْنِ لُحَيٍّ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَآئِبَ.

٣٢٦٠ ـ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بحیرہ وہ جانور ہے کہ اس کا دودھ بتوں کے واسطے روکا جاتا تھا اور کوئی اس کا دودھ نہ دوہتا تھا اور سائبہ وہ جانور تھا کہ اس کو بتوں کی نیاز چھوڑتے تھے اور کوئی اس پر بوجھ نہ لادتا تھا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا دوزخ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھرتا تھا اور پہلے پہل اسی نے سانڈ (بتوں کے نام پر) چھوڑنے کی رسم نکالی۔

فائدہ: اس روایت میں عمرو بن عامر واقع ہوا ہے اور یہ مغائر ہے واسطے پہلی روایت کے اور شاید منسوب کیا ہے اس کو طرف نانے اس کے عمرو بن حارثہ بن عمرو بن عامر کے اور یہ مخالف ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے نسبت عمرو بن لحی کی طرف مضر کے پس تحقیق عامر وہ بن ماء سما بن سبا ہے اور احتمال ہے کہ منسوب کیا گیا ہو طرف اس کے بطور متبنہ کے۔

بَابُ قِصَّةِ إِسْلَامِ أَبِيْ ذَرٍّ

باب ہے بیان میں قصے اسلام ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: واقع ہوا ہے اس جگہ واسطے اکثر کے قصہ زمزم کا اور وجہ تعلق اس کے کے ساتھ قصے ابوذر رضی اللہ عنہ کے وہ چیز ہے کہ واقع ہوئی ہے واسطے اس کے کافی ہونے سے ساتھ پانی زمزم کے فقط اس مدت میں جس میں وہ مکے میں ٹھہرے اور اس کی شرح اپنی جگہ میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ زَمْزَمَ

باب ہے بیان میں قصے زمزم کے اور جہالت عرب کے

فائدہ: بعض روایتوں میں اس باب میں صرف اتنا ہے کہ جہل عرب اور یہی اولیٰ ہے اس واسطے کہ باب کی حدیث میں پانی زمزم کا ذکر جاری نہیں ہوا اور اسمٰعیل نے سب حدیثوں کو ایک باب میں جمع کیا ہے اور یہی بات ٹھیک ہے۔

٣٢٦١ ـ حَدَّثَنَا زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَخْزَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنِيْ مُثَنَّى بْنُ سَعِيْدِ الْقَصِيْرُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِإِسْلَامِ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ قَالَ أَبُوْ

٣٢٦١ ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ کیا میں تم کو ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی خبر دوں ہم نے کہا کیوں نہیں ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کہ میں ایک مرد قوم غفار سے تھا سو ہم کو خبر پہنچی کہ مکے میں ایک مرد ظاہر ہوا گمان کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے تو میں نے اپنی بھائی سے کہا کہ اس مرد کے پاس جا اور اس سے کلام

ذَرٍّ كُنْتُ رَجُلًا مِّنْ غِفَارٍ فَبَلَغَنَا أَنَّ رَجُلًا قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقُلْتُ لِأَخِي انْطَلِقْ إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ كَلِّمْهُ وَأْتِنِي بِخَبَرِهِ فَانْطَلَقَ فَلَقِيَهُ ثُمَّ رَجَعَ فَقُلْتُ مَا عِنْدَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَّأْمُرُ بِالْخَيْرِ وَيَنْهٰى عَنِ الشَّرِّ فَقُلْتُ لَهُ لَمْ تَشْفِنِيْ مِنَ الْخَبَرِ فَأَخَذْتُ جِرَابًا وَّعَصًا ثُمَّ أَقْبَلْتُ إِلٰى مَكَّةَ فَجَعَلْتُ لَا أَعْرِفُهُ وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهُ وَأَشْرَبُ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ وَأَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ فَمَرَّ بِيْ عَلِيٌّ فَقَالَ كَأَنَّ الرَّجُلَ غَرِيْبٌ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَانْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ لَا يَسْأَلُنِيْ عَنْ شَيْءٍ وَّلَا أُخْبِرُهُ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِأَسْأَلَ عَنْهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُّخْبِرُنِيْ عَنْهُ بِشَيْءٍ قَالَ فَمَرَّ بِيْ عَلِيٌّ فَقَالَ أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ مَنْزِلَهُ بَعْدُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ انْطَلِقْ مَعِيْ قَالَ فَقَالَ مَا أَمْرُكَ وَمَا أَقْدَمَكَ هٰذِهِ الْبَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنْ كَتَمْتَ عَلَيَّ أَخْبَرْتُكَ قَالَ فَإِنِّيْ أَفْعَلُ قَالَ قُلْتُ لَهُ بَلَغَنَا أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هَا هُنَا رَجُلٌ يَّزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَأَرْسَلْتُ أَخِيْ لِيُكَلِّمَهُ فَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفِنِيْ مِنَ الْخَبَرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَلْقَاهُ فَقَالَ لَهُ أَمَا إِنَّكَ قَدْ رَشَدْتَ هٰذَا وَجْهِيْ إِلَيْهِ فَاتَّبِعْنِيْ ادْخُلْ حَيْثُ أَدْخُلُ فَإِنِّيْ إِنْ رَّأَيْتُ أَحَدًا

کر اور اس کی خبر میرے پاس لا سو وہ چلا اور اس سے ملا پھر پلٹ آیا تو میں نے کہا کہ کیا خبر ہے پاس تیرے یعنی کیا خبر لایا ہے سو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نے ایک مرد دیکھا کہ نیکی بتلاتا ہے اور بدی سے منع کرتا ہے تو میں نے اس سے کہا تو نے مجھ کو اس خبر سے شفا نہیں دی (یعنی جہل کی بیماری سے) میں نے تھیلی اور لاٹھی لی پھر میں کے کی طرف متوجہ ہوا اور میں حضرت ﷺ کو نہ پہچانتا تھا اور میں نے برا جانا کہ کسی سے آپ ﷺ کا حال پوچھوں اور میں زمزم کا پانی پیتا تھا اور مسجد میں رہتا تھا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے پاس سے ہو کر نکلے تو انہوں نے کہا کہ شاید مسافر مرد ہے میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا کہ میرے گھر چل ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ چلا نہ انہوں نے کچھ مجھ سے پوچھا نہ میں نے ان کو کچھ بتلایا سو میں نے جب صبح کی تو میں مسجد کی طرف نکلا تا کہ میں آپ ﷺ کا حال پوچھوں اور نہ تھا کوئی جو مجھ کو حضرت ﷺ کے حال کی خبر دے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو کہا کہ کیا اس مرد کو ابھی وقت نہیں پہنچا کہ اپنی جگہ پہچانے یعنی ابھی تو نے اپنی جگہ نہیں پہچانی میں نے کہا کہ نہیں کہا میرے ساتھ چل سو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا اور تو اس شہر میں کیوں آیا ہے میں نے کہا کہ اگر میری پردہ پوشی کرے اور میرا بھید کسی کو نہ بتلائے تو میں تجھ کو خبر دوں علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کسی کو نہیں کہوں گا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ ہم کو خبر پہنچی کہ بے شک اس جگہ ایک مرد ظاہر ہوا ہے وہ گمان کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے تو میں نے اپنا بھائی بھیجا کہ ان سے کلام کرے سو وہ پھرا تو مجھ کو نہ شفا دی اس نے خبر سے سو میں نے چاہا کہ خود ان سے ملوں تو علی رضی اللہ عنہ

أَخَافُهُ عَلَيْكَ قُمْتُ إِلَى الْحَائِطِ كَأَنِّي أُصْلِحُ نَعْلِي وَامْضِ أَنْتَ فَمَضٰى وَمَضَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَ وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ اعْرِضْ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ فَعَرَضَهُ فَأَسْلَمْتُ مَكَانِيْ فَقَالَ لِيْ يَا أَبَا ذَرٍّ اكْتُمْ هٰذَا الْأَمْرَ وَارْجِعْ إِلٰى بَلَدِكَ فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُوْرُنَا فَأَقْبِلْ فَقُلْتُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ فَجَآءَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَقُرَيْشٌ فِيْهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنِّيْ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فَقَالُوْا قُوْمُوْا إِلٰى هٰذَا الصَّابِئِ فَقَامُوْا فَضُرِبْتُ لِأَمُوْتَ فَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ وَيْلَكُمْ تَقْتُلُوْنَ رَجُلًا مِّنْ غِفَارَ وَمَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلٰى غِفَارَ فَأَقْلَعُوْا عَنِّيْ فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالْأَمْسِ فَقَالُوْا قُوْمُوْا إِلٰى هٰذَا الصَّابِءِ فَصُنِعَ بِيْ مِثْلَ مَا صُنِعَ بِالْأَمْسِ وَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ بِالْأَمْسِ قَالَ فَكَانَ هٰذَا أَوَّلَ إِسْلَامِ أَبِيْ ذَرٍّ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

نے کہا کہ خبردار ہو کہ بے شک تو نے اپنے مطلوب کی راہ پائی یہ مہنہ میرا ہے طرف حضرت ﷺ کی یہ دیکھ میں اب انہیں کے پاس جاتا ہوں سو تم میرے پیچھے چلے آنا داخل ہونا جس جگہ میں داخل ہوں سو میں نے اگر کسی کو دیکھا جس سے تجھ پر خوف کروں یعنی معلوم کروں کہ تجھ کو تکلیف دے گا تو میں دیوار کے ساتھ کھڑا ہوں گا جیسے میں اپنا جوتا درست کرتا ہوں اور تم بدستور چلتے جانا یعنی غیر ایسا محسوس کرے کہ تم میرے ساتھ نہیں سو حضرت علی رضی اللہ عنہ چلے اور میں ان کے ساتھ چلا یہاں تک کہ داخل ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ حضرت ﷺ پر داخل ہوا تو میں نے کہا کہ مجھ کو اسلام سکھلایئے تو آپ ﷺ نے مجھ کو اسلام سکھایا سو میں اسی وقت مسلمان ہوگیا کچھ دیر نہ کی پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ چھپائے رکھنا اس امر کو یعنی اسلام کو ابھی ظاہر نہ کرنا اور پلٹ جا اپنے شہر کو پھر جب تم خبر پاؤ ہمارے غلبہ پانے کی تو ہمارے پاس چلے آنا تو میں نے کہا قسم ہے اس کی کہ جس نے آپ ﷺ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے میں کلمہ توحید کو ان کے پاس پکاروں گا سو ابوذر مسجد میں آئے تو کفار قریش اس میں بیٹھے تھے سو انہوں نے کہا کہ اے گروہ قریش میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ نہیں لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندے اس کے ہیں اور رسول اس کے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اٹھ کھڑے ہو طرف اس بے دین کے سو کھڑے ہوئے اور مجھ کو مارنے لگے تا کہ میں مر جاؤں یعنی مارنے سے ان کا مقصود یہ تھا کہ میں مر جاؤں سو اتفاقاً مجھے عباس رضی اللہ عنہ نے پایا اوندھے منہ وہ مجھ پر جھکے پھر قریش کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم کو خرابی ہو کہ تم

غفار کے ایک مرد کو قتل کرتے ہو حالانکہ تمہاری تجارت گاہ اور گزرنے کی راہ قوم غفار پر ہے یعنی اگر وہ سنیں گے تو تمہاری تجارت اور راہ بند کر دیں گے تو وہ میرے مارنے سے باز رہے تو میں اگلے دن صبح کو پھر ایسے کہا جیسے کل کہا تھا تو انہوں نے کہا کہ اٹھ کھڑے ہو طرف اس بے دین کی تو کیا گیا میرے ساتھ جیسے کل کیا گیا تھا پھر مجھ کو عباس رضی اللہ عنہ نے پایا اور مجھ پر اوندھے جھکے اور کہا انہوں نے جیسے کل کہا تھا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ تھا اول اسلام ابوذر رضی اللہ عنہ کا۔

بَابُ جَهْلِ الْعَرَبِ

باب ہے بیان میں نادانی عرب کے

٣٢٦٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِذَا سَرَّكَ أَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلَاثِيْنَ وَمِائَةٍ فِي سُوْرَةِ الْأَنْعَامِ ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ إِلَى قَوْلِهِ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ﴾.

٣٢٦٢۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ جب تم کو خوش لگے یہ کہ تو عرب کی نادانی معلوم کرے تو سورہ انعام میں ایک سو تیسویں آیت سے آگے پڑھ کہ بے شک خراب ہوئے جنہوں نے مار ڈالی اپنی اولاد نادانی سے بن سمجھے اس قول تک کہ بے شک بہک گئے اور نہ آئے راہ پر۔

فائدہ: مراد اولاد سے بیٹیاں ہیں اور اس کا بیان تفسیر میں آئے گا اور لی جاتی ہے اس آیت سے مطابقت اس کی واسطے ترجمہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے کہ جب تجھ کو خوش لگے کہ تو عرب کی نادانی معلوم کرے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ انْتَسَبَ إِلٰى آبَائِهِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْكَرِيْمَ ابْنَ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ

جو نام لے اپنے باپ دادا کا اسلام میں اور جاہلیت میں۔ ف اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو خود کریم ہو اس کا باپ بھی کریم ہو پھر دادا بھی کریم ہو وہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پڑپوتے۔ ف اور روایت کی ہے براء رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ

الْمُطَّلِبِ. میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

فائدہ: یعنی جائز ہے نام لینا اپنے باپ دادا کا برخلاف اس شخص کے جو اس کو مطلق مکروہ جانتا ہے پس تحقیق موجب کراہت وہ ہے جب کہ ہو بطور فخر اور امام احمد نے مرفوع روایت کی ہے کہ جو نسبت کرے اپنے لیے اپنے کافر باپوں کی۔ مراد اس کی ان سے اپنی عزت اور بزرگی بیان کرنا ہو تو وہ دسواں ان کا ہے دوزخ میں اور آپ ﷺ کا پکارنا واسطے قبائل قریش کے پہلے اپنی قریبی برادری کے اس واسطے ہے کہ مکرر ہو ڈرانا اپنی قریبی برادری کا اور واسطے داخل ہونے کل قریش کے آپ ﷺ کی برادری میں اور اس واسطے کہ ڈرانا قریب برادری کا واقع ہوتا ہے ساتھ طبع کے اور انذار غیر کا ہوتا ہے بطریق اولی اور پہلی حدیث تفسیر ہے دوسری حدیث کی اور یہ کہ حضرت ﷺ نے بڑے بڑے قبیلوں کا نام لیا اور نہایت واضح حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جو بعد اس کے ہے کہ پکارا ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ ترتیب طبقات کے۔ ایک طبقے کو بعد دوسرے طبقے کے یہاں تک کہ پہنچے طرف اپنی پھوپھی صفیہ کے۔ پھر طرف اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے۔ یہ قصہ اگر ابتدائے اسلام میں مکے میں واقع ہوا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو نہیں پایا اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے تھے اور نہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ پایا اس واسطے کہ وہ مدینے میں مسلمان ہوئے تھے نیز فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پکارنے میں بھی وہ چیز ہے جو قصے کے متاخر ہونے کو چاہتی ہے اس واسطے کہ وہ اس وقت کم سن تھیں یا قریب بلوغت تھیں اور اگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہاں حاضر تھے تو یہ حدیث باب کے مطابق نہیں اس واسطے کہ وہ تو ہجرت سے مدت کے بعد اسلام لائے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ قصہ دوبار واقع ہوا ہے ایک بار ابتدائے اسلام میں اندریں صورت روایت کرنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اس حدیث کو مرسل اصحاب سے ہوگا اور یہ موافق ہے واسطے ترجمہ کے جہت داخل ہونے اس کے سے بیچ مبداء حالات حضرت ﷺ کے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو آئندہ آئے گی کہ ابولہب وہاں حاضر تھا اور وہ بدر کے دن مرگیا اور ایک بار یہ قصہ اس کے بعد واقع ہوا ہے جب کہ ممکن ہو کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پکارا جائے یا اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوں۔ (فتح)

٣٢٦٣ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَّا بَنِيْ عَدِيٍّ بُطُوْنِ قُرَيْشٍ وَ قَالَ لَنَا قَبِيْصَةُ أَخْبَرَنَا

٣٢٦٣۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد ﷺ! ڈرا دو اپنے قریب کی برادری والوں کو تو حضرت ﷺ پکارنے لگے اے فہر کی اولاد اے عدی کی اولاد واسطے قبیلوں قریش کے اور دوسری روایت میں ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت ﷺ نے سب قبیلوں والوں کو علیحدہ علیحدہ نام لے کر بلایا اور ان کو حکم الٰہی سنایا۔

سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْهُمْ قَبَآئِلَ قَبَآئِلَ.

فائدہ: یہ حدیث احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت اس کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ جب واقع ہوئی حضرت ﷺ کی نسبت یوسف علیہ السلام کی طرف ان کے باپوں کے واسطے تو یہ دلیل ہوگی اوپر اس بات کے جواز کے واسطے کہ حضرت ﷺ کے علاوہ کی نسبت ان کے غیروں میں ہونے کے جواز میں اور یہ حدیث مطابق واسطے پہلی خبر ترجمہ کے۔

فائدہ: اور یہ موصول جہاد میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی اس سے ترجمہ پر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے دادا کا نام لیا یعنی جو جاہلیت میں تھا پس ہوگی یہ حدیث مطابق واسطے دوسری خبر ترجمہ کے۔ (فتح)

٣٢٦٤ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ يَا أُمَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اشْتَرِيَا أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللّٰهِ لَا أَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلَانِيْ مِنْ مَّالِيْ مَا شِئْتُمَا.

٣٢٦٤ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عبد مناف کی اولاد خریدو یعنی چھڑاؤ اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے اے عبدالمطلب کی اولاد چھڑاؤ اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے اور ماں زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی پھوپھی رسول اللہ کی اے فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد ﷺ کی بیٹی چھڑاؤ اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے۔ میں مالک نہیں تمہارے بچانے کا اللہ کے عذاب سے میرے مال سے مانگ لو جو تمہارا جی چاہے یعنی دنیا میں اپنے مال سے دینے میں مجھ کو اختیار ہے آخرت کا میں مالک اور مختار نہیں یعنی بدون ایمان اور نیک عمل کے میری برادری پر نہ پھولنا میں کسی کو دوزخ سے نہ بچا سکوں گا۔

فائدہ: رہی گنہگار مسلمان کی شفاعت سو اللہ کی اجازت کے بعد البتہ ہوگی، رہا برادری کا حق سو بخوبی ادا ہوگا۔

بَابُ ابْنِ أُخْتِ الْقَوْمِ وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ

ہر قوم کا بھانجا اور آزاد کیا ہوا غلام اسی قوم میں داخل ہوتا ہے

فائدہ: یعنی اس چیز میں کہ رجوع کرتی ہے طرف مناظرہ کی اور آپس میں مدد کرنے کی اور مانند اس کی اور لیکن بہ نسبت میراث کی پس اس میں نزاع ہے کما سیاتی فی الفرائض۔ (فتح)

۳۲۶۵ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِّنْ غَيْرِكُمْ قَالُوْا لَا إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَّنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ.

۳۲۶۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص انصار کو بلایا سو فرمایا کہ کیا تم میں کوئی غیر بھی ہے انصار نے کہا نہیں مگر ہمارا ایک بھانجا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر قوم کا بھانجا اسی قوم میں داخل ہے۔

فائدہ: طبرانی نے یہ حدیث اس طور سے بیان کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن قریش سے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو تم میں سے نہیں انہوں نے کہا نہیں مگر ہمارا بھانجا فرمایا قوم کا بھانجا اسی قوم میں داخل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ داخل ہو مجھ پر اور نہ داخل ہو مجھ پر مگر قریشی۔ فرمایا تم میں کوئی غیر ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ بھانجا ہے اور غلام آزاد کردہ ہے یعنی غلام آزاد کیا ہوا فرمایا ہم قسم قوم کا اسی قوم میں داخل ہے اور غلام آزاد کیا ہوا اسی قوم میں داخل ہے۔

تنبیہ: نہیں ذکر کی امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث غلام آزاد کیے ہوئے کی باوجودیکہ اس کو ترجمہ میں ذکر کیا سو بعض گمان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو اپنی شرط کے مطابق حدیث نہیں ملی پس اشارہ کیا انہوں نے طرف اس کی اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وارد کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرائض میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اس لفظ کے کہ مولی قوم کا انہیں میں داخل ہے اور مراد اس جگہ ساتھ مولی کے معتق ہے ساتھ زبر (ت) کے یعنی غلام آزاد کیا ہوا اور ہم قسم اور لیکن مولی اعلی ہے پس نہیں مراد اس جگہ اور عنقریب حنین کے جہاد میں باب کی حدیث کے سبب کا بیان آئے گا اور تحقیق واقع ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک بزار کے مضمون ترجمہ کا اور زیادتی اوپر اس کے ساتھ اس لفظ کے کہ مولی قوم کا اسی قوم میں داخل ہے اور حلیف قوم کا اسی قوم میں داخل ہے اور بھانجا قوم کا اسی قوم میں داخل ہے (فتح) اور حلیف سے مراد یہ ہے کہ عرب کی عادت تھی کہ آپس میں قول قرار کرتے تھے اور ہم قسم ہوتے تھے کہ تیری صلح میری صلح ہے اور تیری جنگ میری جنگ ہے اور میں تیرا وارث ہوں گا اور تو میرا۔

بَابُ قِصَّةِ الْحَبَشِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِيْ أَرْفِدَةَ

باب ہے قصے حبش کے بیان میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشیوں کو فرمایا کہ اے ارفدہ کی اولاد

فائدہ: ارفدہ حبش کے جد کا نام ہے اور کچھ بیان ان کا باب عید میں گزر چکا ہے اور حبشی اولاد حبش بن کوش بن حام

بن نوح سے ہیں اور وہ اہل یمن کے ہمسائے ہیں دونوں کے درمیان دریا حائل ہے اور اسلام سے پہلے یمن پر غالب ہو گئے تھے اور اس کے مالک ہو گئے تھے اور ان کے بادشاہوں میں سے ابرہہ نے خانے کعبے پر چڑھائی کی اور اس کے ساتھ ہاتھی تھا ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے قصہ اس کا طویل۔ (فتح)۔

٣٢٦٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ أَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ وَتُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَّجْهِهِ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيْدٍ وَّتِلْكَ الْأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمْ أَمْنًا بَنِيْ أَرْفِدَةَ يَعْنِيْ مِنَ الْأَمْنِ.

٣٢٦٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان کے پاس دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تھیں جو دف بجا کر گاتی تھیں منیٰ کے دنوں میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے لیٹے تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ سے کپڑا ہٹا کر فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کو چھوڑ دے کہ یہ عید کے دن ہیں اور یہ دن منیٰ کے دن تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مجھ کو چھپاتے تھے اور میں حبشیوں کو دیکھتی تھی اور وہ مسجد میں کھیلتے تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو تم کو امن ہے اے ارفدہ کی اولاد۔

فائدہ: استدلال کیا ہے ایک قوم نے صوفیوں سے ساتھ حدیث باب کے اوپر جائز ہونے رقص کے اور سننے سرود اور راگ باجے کے اور طعن کیا ہے اس میں جمہور نے ساتھ مختلف ہونے دونوں مقصدوں کے اس واسطے کہ کھیلنا حبشیوں کا اپنی برچھیوں سے تھا واسطے عادت ڈالنے اور تجربہ حاصل کرنے کے لڑائی پر پس نہ حجت پکڑی جائے گی ساتھ اس کے واسطے رقص کے کھیل تماشے میں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَّا يُسَبَّ نَسَبُهُ

بیان اس شخص کا جو دوست رکھے کہ اس کے نسب کو برا نہ کہا جائے

فائدہ: مراد ساتھ ''نسب'' کے اصل ہے اور ساتھ ''سب'' کے گالی ہے اور مراد یہ کہ نہ برا کہا جائے اس کے اہل نسب کو۔ (فتح)

٣٢٦٧۔ حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هِجَآءِ الْمُشْرِكِیْنَ قَالَ كَیْفَ بِنَسَبِیْ فَقَالَ حَسَّانُ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِیْنِ وَعَنْ أَبِیْهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ یُنَافِحُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ اَبُوالْهَیْثَمِ نَفَحَتِ الدَّآبَّةُ اِذَا رَمَتْ بِحَوَافِرِهَا وَنَفَحَهُ بِالسَّیْفِ اِذَا تَنَاوَلَهُ مِنْ بَعِیْدٍ.

٣٢٦٧۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی ہجو کی اجازت مانگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کرے گا تو میرے نسب کا یعنی کس طرح ہجو کرے گا تو قریش کو باوجود اس کے کہ میں ان کے ساتھ ایک نسب میں جمع ہوتا ہوں تو احسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں سے کھینچ لوں گا جیسا بال آٹے سے کھینچا جاتا ہے اور عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حسان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کو برا مت کہو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکین کو جواب دیا کرتا تھا۔

ابو ہیثم نے ینافح کی وضاحت یوں کی کہ عرب کہتے ہیں نفحت الدابة جب چوپایہ اپنے پاؤں سے مٹی پھینکے اور جب دور سے کوئی شخص دوسرے شخص کو تلوار پکڑائے تو عرب کہتے ہیں نفحه بالسیف۔

فائدہ: اور اجازت چاہنے کا سبب مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بیان کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجو کر مشرکوں کی کہ بے شک وہ سخت تر ہے اوپر ان کے تیر کے زخم سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ ان کی ہجو کر اس نے ہجو کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش نہ ہوئے پھر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا پھر حسان رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا سو فرمایا کہ تحقیق وقت پہنچا تم کو سو بھیجو تم اس شیر کو جو اپنی دم سے مارنے والا ہے پھر حسان رضی اللہ عنہ نے اپنی زبان نکالی اور اس کو ہلایا پھر کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ البتہ میں ان کو لتاڑوں گا اپنی زبان سے جیسا چمڑا لتاڑا جاتا ہے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا کہ ہجو کرو مشرکین کی شعر میں پس تحقیق ایمان دار جہاد کرتا ہے اپنی جان سے اور مال سے اور قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے جیسے کہ تم ان کو تیروں سے زخمی کرتے ہو اور یہ جو کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں سے نکال دوں گا تو مراد یہ ہے کہ البتہ میں خالص کروں گا نسب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے نسب سے ساتھ اس طور سے کہ خاص ہو گی ہجو ساتھ ان کے اور یہ جو کہا کہ جیسے کھینچا جاتا ہے بال آٹے سے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جب بال آٹے سے نکالا جائے تو اس کے ساتھ کچھ چیز نہیں لگتی برخلاف اس کے کہ جب شہد سے نکالا جائے کہ تو اس کے ساتھ اس سے کچھ لگ جاتا ہے اور

لیکن جب روئی سے کھینچا جائے تو وہ نکلنے سے پہلے ٹوٹ جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو سنا حسان رضی اللہ عنہ کو فرماتے تھے کہ بے شک جبرائیل علیہ السلام تیری ہمیشہ مدد کیا کرتے ہیں جیسے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جواب دہی کی ہے اور مراد روح القدس سے جبرائیل علیہ السلام ہیں کما تقدم فی اوائل الصلوۃ ویاتی الکلام علی الشعر فی کتاب الادب ان شآء اللہ تعالیٰ۔(فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَسْمَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ وَ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ﴾.

باب ہے بیان میں ان آیتوں اور حدیثوں کے جو حضرت ﷺ کے نام سے آئی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں محمد ﷺ باپ کسی کے تمہارے مردوں سے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم نہایت سخت ہیں کافروں پر اور اللہ نے فرمایا یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے قول کی حکایت کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس طرف کہ یہ دونوں نام حضرت ﷺ کے سب ناموں میں مشہور تر ہیں اور ان دونوں میں مشہور تر محمد ﷺ ہے اور یہ نام قرآن میں کئی بار آ چکا ہے اور لیکن احمد ﷺ کا ذکر کرنا بطور حکایت کے عیسیٰ علیہ السلام کے قول سے ہے اور محمد ﷺ پس باب تفعیل سے ہے واسطے مبالغہ کے یعنی بہت سراہا ہوا اور لیکن احمد ﷺ پس باب تفضیل سے ہے یعنی نہایت حمد کیے گئے اور بعض کہتے ہیں کہ نام رکھے گئے احمد ﷺ اس واسطے کہ وہ علم منقول ہے صفت سے اور صفت افعل التفضیل ہے اور معنی اس کے احمد الحامدین ہیں یعنی سب تعریف کرنے والوں سے زیادہ تر حمد کرنے والے اور سبب اس کا وہ چیز ہے جو ثابت ہو چکی ہے صحیح میں کہ کھولی جائیں گی آپ ﷺ پر مقام محمود میں وہ تعریفیں جو آپ ﷺ سے پہلے کسی پر نہیں کھولی گئیں اور بعض کہتے ہیں کہ پیغمبر حَمَّادُوْنَ ہیں یعنی تعریف کرنے والے اور آپ ﷺ ان میں احمد ہیں یعنی زیادہ ہیں ان سے حمد کرنے میں اور اعظم ہیں ان سے صفت حمد میں اور لیکن محمد ﷺ پس وہ صفت ہے اور حمد سے منقول ہے اور وہ ساتھ معنی محمود کے ہے اور اس میں معنی مبالغہ کے ہیں یعنی نہایت تعریف کیا گیا اور محمد ﷺ وہ ہے جو بار بار تعریف کیا جائے اور جس میں نیک خصلتیں کامل ہوں اور عیاض نے کہا کہ تھے حضرت ﷺ احمد ﷺ پہلے اس سے کہ ہوں محمد ﷺ جیسا کہ واقع ہوا ہے وجود میں اس واسطے کہ احمد ﷺ کا نام پہلی کتابوں میں واقع ہو چکا ہے اور محمد ﷺ کا نام قرآن میں واقع ہوا ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ تعریف کی حضرت ﷺ نے اپنے رب کی پہلے اس سے کہ تعریف کریں اس کی لوگ اور اسی طرح آخرت میں تعریف کریں گے اپنے رب کی تو اللہ ان کو شفاعت کی اجازت دے گا پس حمد کریں گے اس کی لوگ اور تحقیق خاص کیے گئے

ہیں حضرت ﷺ ساتھ سورت الحمد کے اور جھنڈے حمد کے اور ساتھ مقام محمود کے اور مشروع ہوا ہے واسطے آپ ﷺ کے حمد کہنا بعد کھانے پینے کے اور بعد دعا کے اور بعد آنے کے سفر سے اور نام رکھی گئی امت آپ ﷺ کی حمادین یعنی حمد کرنے والی پس جمع ہوئے واسطے آپ ﷺ کے سب معانی حمد کے اور انواع اس کے۔ (فتح)

٣٢٦٨ ـ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَعْنٌ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیْ خَمْسَةُ أَسْمَآءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَّأَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰهُ بِیَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَأَنَا الْعَاقِبُ.

٣٢٦٨۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں میں محمد ﷺ ہوں اور احمد ﷺ ہوں اور ماحی ﷺ ہوں کہ اللہ میرے سبب سے کفر کو دور کرتا ہے اور میں حاشر ﷺ ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر جمع ہوں گے اور میں عاقب ﷺ ہوں یعنی میں سب پیغمبروں کے بعد آنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔

فائدہ: اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مراد ان پانچ ناموں سے وہ نام ہیں جن کے ساتھ حضرت ﷺ خاص کیے گئے ہیں آپ ﷺ سے پہلے کوئی ان کے ساتھ نام نہیں رکھا گیا یا یہ مراد ہے کہ یہ پانچ نام میرے معظم ہیں یا مشہور ہیں پہلی امتوں میں نہ یہ کہ حضرت ﷺ کی مراد ساتھ ان کے حصر ہے کہ فقط میرے یہی پانچ نام ہیں اور کوئی نام نہیں اور عیاض نے کہا کہ محفوظ رکھا ہے اللہ نے ان ناموں کو اس سے کہ نام رکھا جائے کوئی ساتھ ان کے پہلے حضرت ﷺ سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نام رکھے گئے ہیں بعض عرب ساتھ محمد کے نزدیک پیدا ہونے حضرت ﷺ کے اس واسطے کہ انہوں نے کاہنوں اور عالموں سے سنا تھا کہ ایک نبی اس زمانے میں ہوگا اس کا نام محمد ﷺ ہے تو انہوں نے اس امید سے اپنے بیٹوں کا نام محمد رکھا شاید وہ پیغمبر وہی ہوں اور وہ پندرہ آدمی ہیں جن کا نام حضرت ﷺ سے پہلے محمد رکھا گیا اور خلیفہ بن عبدہ سے روایت ہے کہ میں نے محمد بن عدی سے پوچھا کہ تیرے باپ نے تیرا نام محمد جاہلیت میں کس طرح رکھا اس نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے یہی سوال کیا تھا جو تو نے مجھ سے کیا ہے تو اس نے کہا کہ ہم چار آدمی شام کی طرف نکلے سو اترے ہم نزدیک ایک کنویں کے جو عبادت خانے کے پاس تھا تو عبادت خانے والا ہم پر جھانکا سو اس نے کہا کہ تم میں ایک پیغمبر پیدا ہوگا پس جلدی کرو طرف اس کی تو ہم نے کہا کہ اس کا نام کیا ہے اس نے کہا کہ تم میں ایک پیغمبر پیدا ہوگا پس جلدی کرو طرف اس کی تو ہم نے کہا کہ اس کا نام کیا ہے اس نے کہا کہ محمد ﷺ سو جب ہم پھرے تو ہم میں سے ہر ایک آدمی کے واسطے ایک لڑکا پیدا ہوا پس نام رکھا اس کا محمد اس سبب سے اور یہ جو فرمایا کہ میں ماحی ﷺ ہوں کہ اللہ میرے سبب سے کفر کو مٹاتا ہے تو بعض کہتے

ہیں کہ مراد دور کرنا اس کا ہے عرب کے جزیرے سے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ایک روایت میں ہے کہ دور کرتا ہے ساتھ میرے کافروں کو اور جواب دیا جاتا ہے کہ مراد دور کرنا کفر کا ہے ساتھ دور کرنے اہل اس کے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے اس نے اس کو ساتھ جزیرے عرب کے اس واسطے کہ کفر تمام شہروں سے دور نہیں ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ محمول ہے اغلب پر یا یہ مراد ہے کہ رفتہ رفتہ دور ہو جائے گا یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بالکل دور ہو جائے گا اس واسطے کہ عیسیٰ علیہ السلام جزیہ کو اٹھائیں گے پس نہ قبول کریں گے مگر اسلام کو اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ نہ قائم ہوگی قیامت مگر بدتر لوگوں پر اور جواب دیا جاتا ہے کہ جائز ہے کہ مرتد ہوں بعض عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہونے کے بعد اور بھیجی جائے گی ہوا پس قبض کرے گی روح ہر ایماندار کی پس نہ باقی رہیں گے مگر بدتر لوگ اور یہ جو فرمایا کہ سب لوگ میرے قدموں پر جمع ہوں گے تو مراد یہ ہے کہ میرا حشر سب لوگوں سے پہلے ہوگا اور لوگوں کا حشر میرے پیچھے ہوگا اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قدم کے زمانہ یعنی وقت قائم ہونے میرے اپنے قدموں پر ساتھ ظاہر ہونے علامتوں حشر کے واسطے اشارہ کے طرف اس کی کہ نہ میرے بعد کوئی پیغمبر ہوگا نہ کوئی شریعت اور احتمال ہے کہ ہوں معنی حاشر کے کہ سب سے پہلے میرا حشر ہوگا جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے میں زمین سے نکلوں گا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قدم کے سبب ہے یعنی میرے سبب سے اور بعض کہتے ہیں کہ میرے مشاہدے پر قائم واسطے اللہ کی مشاہد امتوں پر اور یہ جو فرمایا کہ میں عاقب صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام بالاتفاق قرآن میں واقع ہوئے ہیں یہ ہیں شاہد صلی اللہ علیہ وسلم، مبشر صلی اللہ علیہ وسلم، نذیر صلی اللہ علیہ وسلم، مبین صلی اللہ علیہ وسلم، داعی صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ، سراج صلی اللہ علیہ وسلم، منیر صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز قرآن میں ہیں مذکر صلی اللہ علیہ وسلم، رحمت صلی اللہ علیہ وسلم، نعمت صلی اللہ علیہ وسلم، ہادی صلی اللہ علیہ وسلم، شہید صلی اللہ علیہ وسلم، امین صلی اللہ علیہ وسلم، مزمل صلی اللہ علیہ وسلم، مدثر صلی اللہ علیہ وسلم، اور حدیث میں پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام متوکل صلی اللہ علیہ وسلم گزر چکا ہے اور آپ کے مشہور ناموں سے یہ ہیں مختار صلی اللہ علیہ وسلم، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، الشفیع صلی اللہ علیہ وسلم، مشفع صلی اللہ علیہ وسلم، الصادق صلی اللہ علیہ وسلم، المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم اور سوائے اس کے اور ابن دحیہ نے حضرت کے ناموں میں ایک کتاب مستقل تصنیف کی ہے اس میں لکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک اللہ کے ناموں کے موافق ننانوے ہیں اور اگر کوئی ان کو خوب تلاش کرے تو تین سو نام تک پہنچیں اور بعض صوفیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار نام ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ہزار نام ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت صرف پانچ ناموں کے ذکر کرنے میں یہ ہے کہ وہ سب ناموں میں مشہور تر ہیں اور موجود ہیں پہلی کتابوں میں اور پہلی امتوں میں۔ (فتح)

۳۲٦۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۳۲٦۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو تعجب نہیں ہوتا کہ کیونکر حق تعالیٰ میری طرف سے قریش کی گالیوں اور لعنت کو پھیرتا ہے وہ گالی دیتے ہیں

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّيْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ.

مذمم کو اور لعنت کرتے ہیں مذمم کو اور میں تو محمد ﷺ ہوں۔

فائدہ: کفار قریش شدت کراہت سے حضرت ﷺ کے حق میں نہ نام لیتے تھے آپ ﷺ کا ساتھ نام آپ ﷺ کے جو دلالت کرتا ہے مدح پر یعنی نہایت عداوت کے سبب سے کفار قریش حضرت ﷺ کو بجائے محمد ﷺ کے مذمم کہتے تھے جو محمد ﷺ کی ضد ہے سو جب آپ ﷺ کو برا کہتے تھے تو یوں کہتے تھے کہ اللہ مذمم کے ساتھ اس طرح کرے اور مذمم آپ ﷺ کا نام نہیں اور نہ معروف ہیں حضرت ﷺ ساتھ اس کے تو ان کی بدگوئی آپ ﷺ کے غیر کی طرف پھرتی تھی ابن تین نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو ساقط کرتا ہے حد قذف کو ساتھ تعریض کے اور وہ اکثر ہیں برخلاف مالک کے اور جواب دیا ہے کہ نہیں واقع ہوا حدیث میں یہ کہ ان پر اس میں کچھ سزا نہیں بلکہ واقع یہ ہے کہ وہ بدلا دی گئی اس پر ساتھ قتل وغیرہ کے انتہی اور تحقیق یہ ہے کہ اس حدیث میں حجت نہیں نہ واسطے نفی کے نہ اثبات کے اور استنباط کیا ہے اس سے نسائی نے یہ جو ایسا کلام بولے جو طلاق کے معنی کے منافی ہو اور قصد کرے ساتھ اس کے طلاق کا تو نہیں واقع ہوتی ساتھ اس کے طلاق جیسا کوئی اپنی عورت کو کہے کہ کھا اور قصد کرے ساتھ اس کے طلاق کا تو اس پر طلاق نہیں پڑتی سو اس واسطے کے کھانا اس لائق نہیں کہ تفسیر کی جائے ساتھ اس کے طلاق ساتھ کسی وجہ کے کہ جیسا کہ ممکن نہیں کہ تفسیر کیا جائے مذمم کو ساتھ محمد ﷺ کے کسی وجہ سے۔ (فتح)

بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ خاتم الانبیاء تھے یعنی ان کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا

فائدہ: یعنی مراد ساتھ خاتم کے آپ ﷺ کے ناموں میں خاتم النّبیین ہے اور اشارہ کیا طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئے ہیں قرآن میں اور یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور خاتم النّبیین ہوں اور اب تک بے شک آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں تھے۔ (فتح)

۳۲۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَآءِ كَرَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَاَكْمَلَهَا

۳۲۷۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری مثل اور پیغمبروں کی مثل اس مرد کی مثل ہے جس نے ایک گھر بنایا تو اس کو پورا بنایا اور خوب سجایا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی تو لوگ اس گھر میں آنے لگے اور تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ کاش! اس اینٹ کی جگہ خالی

وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ.

نہ ہوتی۔

٣٢٧١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهِ وَيَعْجَبُوْنَ لَهُ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ.

٣٢٧١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میری مثل اور پہلے پیغمبروں کی مثل اس مرد کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا سو اس کو خوب بنایا اور خوب سجایا مگر ایک اینٹ کی جگہ ایک کنارے رہنے دی سو لوگ اس کے گرد گھومنے لگے اور تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو میں وہ اینٹ ہوں اور میں پیغمبروں کو ختم کرنے والا ہوں۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ مشبہ بہ یعنی جس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ایک ہے اور مشبہ یعنی جو تشبیہ دیا گیا جماعت ہے پس کس طرح صحیح ہوگی تشبیہ تو جواب اس کا یہ ہے کہ ٹھہرایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبروں کو مانند ایک مرد کی اس واسطے کہ نہیں تمام ہوتی مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشبیہ سے مگر باعتبار کل کے اور اس طرح گھر تمام نہیں ہوتا مگر ساتھ جمع ہونے بنیاد کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد تشبیہ تمثیلی اور وہ یہ ہے کہ پائی جائے ایک صفت اوصاف مشبہ سے اور تشبیہ دی جائے ساتھ مثل اپنی کے احوال مشبہ بہ سے تو گویا کہ تشبیہ دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبروں کو اور ان کی شریعت کو اور اس چیز کو کہ بھیجی گئی ساتھ اس کے لوگوں کی ہدایت کے لیے سے ساتھ ایک گھر کے کہ مضبوط کی گئیں بنیادیں اس کی اور بلند کی گئی عمارت اس کی اور باقی رہی اس سے ایک جگہ کہ تمام ہوتی ہے ساتھ اس کے درستی اس گھر کی اور گمان کیا ہے ابن عربی نے کہ وہ اینٹ جس کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے گھر کی جڑ میں تھی اور اگر وہ نہ ہوتی تو گھر گر جاتا اور ساتھ اس کے تمام ہوئی ہے مراد تشبیہ مذکور سے انتہی اور اگر یہ وجہ منقول ہے تو خوب ہے نہیں تو یہ بات لازم نہیں ہاں ظاہر سیاق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے یہ اینٹ ایسے مکان میں ہو کہ ظاہر ہو عدم کمال گھر میں ساتھ نہ ہونے اس کے سے اور البتہ مسلم کی روایت میں ہے کہ مگر ایک اینٹ کی جگہ ایک کنارے میں اس کے کناروں میں سے پس ظاہر ہوا کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ مکمل درست کی ہوئی ہے نہیں تو لازم آتا ہے کہ ہو امر بغیر اس کے ناقص حالانکہ اس طرح نہیں پس

شریعت ہر پیغمبر کی بہ نسبت اس کے کامل اور پوری ہے پس مراد اس جگہ نظر طرف اکمل کے ہے نہ نسبت شریعت محمدی ﷺ کے ساتھ پہلی شریعتوں کاملہ کے اور یہ جو کہا لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ تو یہ مرفوع ہے اس بنا پر کہ وہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی اگر اینٹ کی جگہ باقی نہ ہوتی تو نقص کا وہم دلاتی تو البتہ گھر کی عمارت پوری ہو جاتی اور احتمال ہے کہ لو لا تخصیص کے واسطے ہو یعنی اینٹ کا مکان کیوں نہیں پورا کیا گیا اور اس حدیث میں بیان کرنا تمثیل کا ہے واسطے قریب کرنے کے طرف فہموں کی اور یہ کہ حضرت ﷺ کو سب پیغمبروں پر فضیلت ہے اور یہ کہ اللہ نے ختم کیا ہے ساتھ آپ ﷺ کے پیغمبروں کو اور پورے کر دیے ہیں آپ ﷺ کے ساتھ احکام دین کے۔ (فتح)

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — باب ہے حضرت ﷺ کی وفات کے بیان میں

فائدہ: بعض روایتوں میں یہ ترجمہ اس جگہ واقع ہوا ہے اور اس کے ثبوت میں نظر ہے اس واسطے کہ اس کا محل مغازی کا اخیر ہے۔ (فتح)

٣٢٧٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّأَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ.

٣٢٧٢۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انتقال ہوا حضرت ﷺ کا اور حالانکہ آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ برس تھی۔

فائدہ: اور یہ ظاہر ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ وارد کرنے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضرت ﷺ کی عمر کی مقدار کا بیان کرنا ہے نہ کہ زمانہ وفات نبوی کا اور وارد کیا ہے اس کو ناموں میں واسطے اشارہ کے طرف اس کی کہ منجملہ صفات آپ ﷺ کی سے نزدیک اہل کتاب کے یہ ہے کہ تحقیق مدت عمر آپ ﷺ کی اسی قدر ہے جتنا آپ ﷺ زندہ رہے وسياتي بيانه في آخر المغازي۔ (فتح)

بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — باب ہے حضرت ﷺ کی کنیت کے بیان میں

فائدہ: کنیت ساتھ پیش کاف کے ہے ماخوذ ہے کنایت سے تو کہتا ہے کہ کنيت عن الامر بكذا جب کہ ذکر کرے تو اس کو ساتھ غیر اس چیز کے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس پر صریحاً اور بے شک مشہور ہو چکی ہیں کنیتیں واسطے عرب کے یہاں تک کہ غالب ہو گئیں ناموں پر مانند ابو طالب اور ابولہب وغیرہ کے اور ایک مرد کی ایک کنیت ہوتی ہے اور کبھی بہت ہوتی ہیں اور کبھی آدمی نام اور کنیت دونوں کے ساتھ مشہور ہوتا ہے اور علم جامع ہے نام اور کنیت اور لقب کو اور مغائر ہیں بایں طور کہ لقب وہ ہے جو مدح پر دلالت کرے یا مذمت پر اور کنیت وہ ہے جو صادر ہو ساتھ

اب اور ام کے اور جو اس کے سوائے ہے پس وہ اسم ہے اور تھے حضرت ﷺ کنیت کیے جاتے ابوالقاسم ﷺ ساتھ اپنے بیٹے قاسم کے اور آپ ﷺ کی اولاد میں قاسم سب سے بڑے تھے اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ آپ ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے فوت ہوگئے تھے یا بعد میں فوت ہوئے تھے اور مدینے میں ماریہ کے پیٹ سے آپ ﷺ کے گھر میں ابراہیم پیدا ہوئے اور کچھ بیان ان کا جنازے میں گزر چکا ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ السلام علیکم یاابا ابراھیم ﷺ اے ابوابراہیم! آپ پر سلامتی ہو۔ (فتح)

۳۲۷۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي.

۳۲۷۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بازار میں تھے کہ ایک مرد نے کہا کہ اے ابوالقاسم ﷺ تو حضرت ﷺ نے مڑ کر دیکھا سو فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت پر۔

۳۲۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي.

۳۲۷۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت پر۔

۳۲۷۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي.

۳۲۷۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت پر۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ کی کنیت کے ساتھ کنیت رکھنی جائز ہے یا نہیں پس مشہور امام شافعی رحمہ اللہ سے منع ہے ان حدیثوں کے ظاہر کی وجہ سے اور بعض کہتے ہیں کہ خاص ہے یہ حکم ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے یعنی اب حضرت ﷺ کی کنیت کے ساتھ کنیت رکھنی جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ منع خاص ہے ساتھ اس کے جس کا نام محمد ہو اور اس کا مفصل بیان کتاب الادب میں آئے گا۔

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: بعض روایتوں میں یہ باب نہیں اور جوڑا ہے اس کو بعض نے طرف پہلے باب کی اور نہیں ظاہر ہوتی مناسبت اس کی واسطے اس کے اور نہیں لائق ہے کہ پہلے باب سے بجائے فصل کے ہو بلکہ وہ ٹکڑا ہے پچھلی حدیث کا۔

۳۲۷۶۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ ابْنَ أَرْبَعٍ وَّتِسْعِيْنَ جَلْدًا مُّعْتَدِلًا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِهٖ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ إِلَّا بِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالَتِيْ ذَهَبَتْ بِيْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ شَاكٍ فَادْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ فَدَعَا لِيْ.

۳۲۷۶۔ جعید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں نے سائب بن یزید کو دیکھا چورانوے برس کی عمر میں قوی اور درست مزاج تو سائب نے کہا کہ میں نے معلوم کیا کہ نہیں نفع اٹھایا میں نے اپنے کان اور آنکھ سے مگر حضرت ﷺ کی دعا سے کہ میری خالہ مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لے گئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرا بھانجا بیمار ہے سو آپ ﷺ اس کے واسطے اللہ سے دعا کیجیے تو حضرت ﷺ نے میرے واسطے دعا کی۔

بَابُ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

باب ہے بیان میں مہر نبوت کے

فائدہ: یعنی اس کی صفت میں اور مہر نبوت وہ چیز ہے جو حضرت ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تھی اور تھی ان علامتوں سے جن کے ساتھ اہل کتاب آپ ﷺ کو پہچانتے تھے اور خاتم النبوۃ حضرت ﷺ کے پیدا ہونے کے وقت موجود نہ تھی بلکہ معراج کی رات میں جب فرشتوں نے آپ ﷺ کا پیٹ چاک کیا اور آپ ﷺ کے دل کو نکال کر زمزم کے پانی سے دھویا پھر اس کو اپنی جگہ میں رکھ کر سیا اور ان پر خاتم النبوۃ کی مہر کی تو اس وقت مہر نبوت آپ ﷺ کی پیٹھ میں ظاہر ہوئی۔

۳۲۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَقَعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَّضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ

۳۲۷۷۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لے گئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرا بھانجا بیمار ہے تو حضرت ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے واسطے برکت کی دعا کی اور حضرت ﷺ نے وضو کیا سو میں نے آپ ﷺ کے وضو کا پانی پیا پھر میں آپ ﷺ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا تو میں نے مہر نبوت کو دیکھا جو آپ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان

خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ إِلٰى خَاتِمٍ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحُجْلَةُ مِنْ حُجَلِ الْفَرَسِ الَّذِیْ بَيْنَ عَيْنَيْهِ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّحِيْحُ الرَّآءُ قَبْلَ الزَّايِ.

تھی کبوتری کے انڈے کی مانند۔ عبیداللہ نے کہا کہ حجلہ ماخوذ ہے حجل فرس سے یعنی گھوڑے کی سفیدی سے جو اس کی دونوں آنکھوں کی درمیان ہے یعنی اس کی پیشانی پر۔ ابراہیم بن حمزہ نے کہا شتر مرغ کے انڈے کی مانند۔

اور ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا زا سے پہلے را صحیح ہے۔

فائدہ: اور تحقیق وارد ہوئی ہیں بیچ صفت مہر نبوت کے کئی حدیثیں جو قریب المعنی ہیں واسطے ان حدیثوں کے جو یہاں مذکور ہیں بعض ان میں مسلم کے نزدیک ہیں کہ مہر نبوت کبوتر کے انڈے کی طرح تھی اور ایک روایت میں ہے کہ مثل انڈے شتر مرغ کے اور ایک روایت میں ہے کہ مثل غلولہ کے گوشت کے اور لیکن جو وارد ہوا ہے کہ اس پر محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا تھا یا مانند اس کی پس نہیں ثابت ہوئی اس سے کچھ چیز اور قرطبی نے کہا کہ حدیثیں متفق ہیں اس پر کہ مہر نبوت ایک چیز ظاہر تھی سرخ رنگ نزدیک بائیں مونڈھے کے جب چھوٹے ہوتے تھے تو اس کی مقدار انڈے کے برابر تھی اور جب بڑے ہوئے تھے تو ہاتھ کو جمع کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ مہر نبوت بائیں مونڈھے کے کنارے پر تھی لیکن اس کی سند ضعیف ہے علماء نے کہا کہ بھید اس میں یہ ہے کہ دل بائیں طرف ہے اور تحقیق وارد ہوا ہے خبر مقطوع میں کہ ایک مرد نے اللہ سے سوال کیا کہ اس کو شیطان کی جگہ دکھائے تو دیکھا اس نے شیطان کو بیچ صورت مینڈک کے نزدیک بائیں مونڈھے کے برابر مچھر کی مانند اس کی سونڈ ہے۔ (فتح)

بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے صفت پیغمبر ﷺ کے بیان میں

فائدہ: یعنی آپ ﷺ کی پیدائش کے اور آپ ﷺ کی فطرت کے اور اس میں چوبیس حدیثیں ہیں۔

٣٢٧٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَقَالَ بِأَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ.

٣٢٧٨۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی پھر نکل کر چلے سو حسن رضی اللہ عنہ کو لڑکوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو ان کو اپنے مونڈھوں پر اٹھایا اور کہا کہ میرا باپ قربان ہو حضرت ﷺ کے مشابہ ہے علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنستے تھے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ سے زیادہ مشابہ تھے اور وجہ تطبیق آئندہ آئے گی اور اس حدیث میں فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہے اور محبت ان کی واسطے قرابت داروں حضرت ﷺ کے اور مناقب میں آئے گا

کہ حضرت ﷺ کے قرابتی محبوب تر ہیں طرف میرے یہ کہ میں اپنی برادری سے سلوک کروں اور اس میں چھوٹنا لڑکے تمیز کرنے والے کا ہے کہ کھیلے اس واسطے کہ حسن رضی اللہ عنہ اس وقت سات برس کے تھے اور تحقیق انہوں نے حضرت ﷺ سے سنا اور یاد رکھا اور کھیل ان کی محمول ہے اس چیز پر جو لائق ہے ساتھ مثل اس کی اس زمانے میں مباح چیزوں سے بلکہ اس چیز پر کہ اس میں ورزش اور تفریح ہے اور مانند اس کی۔ (فتح)

٣٢٧٩۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ يُشْبِهُهُ.

٣٢٧٩۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے مشابہ تھے یعنی حسن رضی اللہ عنہ کی صورت حضرت ﷺ سے ملتی تھی۔

فائدہ: ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی موافقت کی۔

٣٢٨٠۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُشْبِهُهُ قُلْتُ لِأَبِيْ جُحَيْفَةَ صِفْهُ لِيْ قَالَ كَانَ أَبْيَضَ قَدْ شَمِطَ وَأَمَرَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ قَلُوْصًا قَالَ فَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ نَقْبِضَهَا.

٣٢٨٠۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے مشابہ تھے اسمٰعیل کہتا ہے کہ میں نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے واسطے حضرت ﷺ کی صفت بیان کرو کہا انہوں نے تھے سفید رنگ اور آپ ﷺ کے بالوں کی سیاہی آپ ﷺ کی سفیدی سے ملی ہوئی تھی اور حکم کیا حضرت ﷺ نے ہمارے واسطے تیرہ اونٹوں کا یعنی بطور انعام کے تو قبض کی گئی روح آپ ﷺ کی پہلے اس سے کہ ہم ان کو وصول کریں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں صریح آ چکا ہے کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ہم کو بلا کر وہ اونٹنیاں دیں اور حضرت ﷺ نے ان کو یہ اونٹنیاں بطور انعام کے دینے کو فرمایا تھا۔ (فتح)

٣٢٨١ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ أَبِيْ جُحَيْفَةَ السُّوَائِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ بَيَاضًا مِّنْ تَحْتِ

٣٢٨١۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور میں نے آپ ﷺ کے نیچے کے لب کے نیچے ٹھوڑی پر سفیدی دیکھی۔

شَفَتِهِ السُّفْلٰی الْعَنْفَقَةَ.

۳۲۸۲۔ حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَرِيْزُ بْنُ عُثْمَانَ اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَاَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا قَالَ كَانَ فِيْ عَنْفَقَتِهٖ شَعَرَاتٌ بِيْضٌ.

۳۲۸۲۔ حریز بن عثمان سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن بسر حضرت ﷺ کے مصاحب سے پوچھا کہ بھلا بتلاؤ تو کیا حضرت ﷺ بوڑھے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت ﷺ کے نیچے لب میں ٹھوڑی پر چند بال سفید تھے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے عبداللہ بن بسر کو حمص میں دیکھا اور لوگ اس سے مسئلے پوچھتے تھے اور میں لڑکا تھا تو میں نے کہا کہ کیا تم نے حضرت ﷺ کو دیکھا انہوں نے کہا ہاں پھر میں نے کہا کہ حضرت ﷺ بوڑھے تھے یا جوان تھے تو وہ ہنسنے لگے میں نے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے خضاب کیا ہے انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ اس حد کو نہیں پہنچے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صرف حضرت ﷺ کی کن پٹیوں میں کچھ بال سفید تھے اور ان کی تطبیق آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۳۲۸۳۔ حَدَّثَنِیْ ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِی اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ هِلَالٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَصِفُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ اَزْهَرَ اللَّوْنِ لَيْسَ بِاَبْيَضَ اَمْهَقَ وَلَا آدَمَ لَيْسَ بِجَعْدٍ قَطَطٍ وَّلَا سَبْطٍ رَجِلٍ اُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعِيْنَ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَقُبِضَ وَلَيْسَ فِیْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعَرَةً بَيْضَآءَ قَالَ رَبِيْعَةُ فَرَاَيْتُ شَعَرًا مِّنْ شَعَرِهٖ فَاِذَا هُوَ اَحْمَرُ فَسَاَلْتُ فَقِيْلَ اَحْمَرَّ مِنَ الطِّيْبِ.

۳۲۸۳۔ ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے کہا کہ حضرت ﷺ میانہ قد لوگوں میں نہ تھے بہت لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے روشن اور چمکتا رنگ ان کا اور نہ حضرت ﷺ نہایت سفید رنگ تھے چونہ کی مانند جس میں کچھ سرخی نہ ہو اور نہ نہایت گندم گوں مائل بسیاہی یعنی بلکہ سفید گندم گوں تھے اور نہ حضرت ﷺ کے بال بہت گھنگریالے تھے اور نہ بہت سیدھے حضرت ﷺ ایک سرخ مرد تھے کہ آپ ﷺ پر وحی اتاری گئی اور اور آپ ﷺ چالیس برس کے تھے سو دس برس مکے میں رہے آپ ﷺ پر وحی اترتی تھی اور دس برس مدینے میں اور آپ ﷺ کی روح قبض ہوئی اور آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں بیس بال سفید نہ تھے ربیعہ نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کا ایک بال دیکھا پس اچانک سرخ تھا میں نے اس کا سبب پوچھا انہوں نے کہا کہ خوشبو لگانے سے سرخ ہو گیا تھا۔

فائدہ: بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرخ رنگ تھے مائل تھی سفیدی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گندم گونی کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن اور گوشت سرخ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ گندم گوں تھے مائل بسفیدی اور مجموع روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراد ساتھ گندم گوں ہونے کے سرخی ہے جو سفیدی سے ملی ہو اور مراد ساتھ سفیدی مثبت کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جس کا ثبوت آتا ہے وہ چیز ہے جو سرخی سے ملی ہو اور منفی وہ ہے جو سرخی سے نہ ملی ہو اور یہی ہے جس کے رنگ کو عرب برا جانتے ہیں اور اس کا نام امہق رکھتے ہیں اس کے علاوہ ممکن ہے توجیہ اس کی اس طرح کہ مراد ساتھ امہق کے سبز رنگ ہے کہ نہ اس کی سفیدی کی انتہا ہو اور نہ گندم گونی اور نہ سرخی اور بیہقی نے کہا کہ جو بدن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر تھا وہ مائل بسرخی تھا اور جو کپڑوں کے تلے تھا وہ نہایت سفید تھا چمکتا ہوا اور یہ جو کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کے تھے تو مالک کی روایت میں ہے کہ چالیس کے سر پر اور یہ سوائے اس کے نہیں کہ تمام ہوتا ہے اس قول کی بنا پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوئے اس مہینے میں جس میں پیدا ہوئے اور مشہور نزدیک جمہور علماء کے نزدیک یہ ہے کہ وہ مہینے ربیع الاول میں پیدا ہوئے اور رمضان کے مہینے میں پیغمبر ہوئے اس بنا پر کہا جائے گا کہ جب وہ پیغمبر ہوئے تو اس وقت ساڑھے چالیس برس کے تھے یا ساڑھے انتالیس برس کے سو جو چالیس برس کہتا ہے وہ کسر کو لغو کرتا ہے یا مکمل کرتا ہے لیکن مسعودی اور ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول کے مہینے میں پیدا ہوئے اس بنا پر اس کے نزدیک ہوں گے واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس برس برابر اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس برس سے دس دن اوپر تھے اور بعض کہتے ہیں کہ بیس دن زیادہ تھے اور یہ جو کہا کہ کے میں دس برس رہے تو اس کا مقتضٰی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ برس زندہ رہے اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ برس زندہ رہے اور یہ موافق ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو اوپر گزر چکی ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اسماعیلی نے کہا کہ ضرور ہے کہ ایک عدد صحیح ہو اور تطبیق دی ہے اس کو غیر نے ساتھ لغو کرنے کسر کے اور اس کی باقی شرح وفات میں آئے گی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھوڑی میں بیس بال سفید تھے اور ایک روایت میں ہے کہ بقدر بیس کے بال تھے اور عبداللہ بن بسر کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال اس سے زیادہ نہ تھے لیکن خاص کیا انہوں نے ان کو لب نیچی کے ساتھ پس محمول کیا جائے گا زائد اس چیز پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کن پٹیوں میں تھے جیسا کہ براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے لیکن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھوڑی کے سفید بال بیس تک نہیں پہنچے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں سفید بال مگر سترہ یا اٹھارہ اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں گنے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں مگر چودہ بال سفید اور ایک روایت میں سترہ بال کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال رنگ دار دیکھے ہیں تو

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ تو خوشبو کا رنگ تھا جو حضرت ﷺ کے بالوں کو لگائی جاتی تھی۔ (فتح)

۳۲۸٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَّبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْآدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ فَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَآءَ.

۳۲۸٤۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ حضرت ﷺ بہت لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے اور نہ نہایت سفید رنگ کے تھے چونہ کی مانند اور نہ نہایت گندم گوں تھے مائل بسیاہی اور نہ آپ ﷺ کے بال بہت گھنگریالے تھے اور نہ بہت سیدھے نیچے لٹکے ہوئے پیغمبر بنایا آپ ﷺ کو اللہ نے چالیس برس کی عمر میں سو آپ ﷺ دس برس مکے میں رہے اور دس برس مدینے میں اور اللہ نے آپ ﷺ کی روح قبض کی اور نہ تھے آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں بیس بال سفید۔

۳۲۸۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَّأَحْسَنَهُ خَلْقًا لَّيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ.

۳۲۸۵۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ زیادہ تر ہیں خوبصورت لوگوں میں اور زیادہ تر اچھے خلق والے ان میں۔ نہ بہت دراز قد تھے اور نہ بہت چھوٹے

فائدہ: پہلے جملے میں اشارہ ہے طرف حسن حسی کی اور دوسرے میں اشارہ ہے طرف حسن معنوی کے اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ تھے حضرت ﷺ نہایت خوب صورت لوگوں میں اور نہایت دلاور لوگوں میں اور نہایت سخی لوگوں میں پس جمع کیا تینوں قوتوں کی صفات کو عقلیہ اور غضبیہ اور شہوانیہ کو چونکہ شجاعت دلالت کرتی ہے قوت غضبیہ پر اور جودت دلالت کرتی ہے قوت شہوانیہ پر اور حسن تابع ہے واسطے اعتدال مزاج کے جو چاہتی ہے صفائی نفس کو جس کے ساتھ حاصل ہوتی ہے جودت (سخاوت) طبع کی جو دلالت کرتی ہے عقل پر پس وصف کی گئی ہے ساتھ اس کے احسنیت تمام صفتوں میں اور جہاد میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ پھر نہ پاؤ گے تم مجھ کو بخیل اور نہ

جھوٹا اور نہ بزدل پس اشارہ کیا حضرت ﷺ نے ساتھ عدم بزدلی کے طرف کمال قوت غضبیہ کے اور وہ شجاعت ہے اور ساتھ عدم جھوٹ کے طرف کمال قوت عقلیہ کے اور وہ حکمت ہے اور ساتھ عدم بخل کے طرف کمال شہوانیہ کے اور وہ جود (سخاوت) ہے اور یہ جو کہا کہ نہ بہت دراز قد تھے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کوئی لمبا آدمی حضرت ﷺ کے ساتھ نہ چلتا تھا مگر آپ ﷺ اس سے دراز قد ہو جاتے تھے اور اکثر اوقات دو مرد دراز قد آپ ﷺ کے ادھر ادھر چلتے تھے تو حضرت ﷺ ان سے دراز قد ہو جاتے تھے پھر جب حضرت ﷺ سے جدا ہوتے تھے تو ان کو دراز قد کہا جاتا تھا اور حضرت ﷺ کا میانہ قد کہا جاتا تھا۔ (فتح)

٣٢٨٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا هَلْ خَضَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِي صُدْغَيْهِ.

٣٢٨٦۔ قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے خضاب کیا انہوں نے کہا نہیں سوائے اس کے نہیں کہ آپ ﷺ کی کن پٹیوں میں کچھ بال سفید تھے۔

فائدہ: صدغ وہ جگہ ہے جو آنکھ اور کان کے درمیان ہو اور جو بال سر سے اس جگہ لٹکتے ہیں کبھی ان کو بھی صدغ کہتے ہیں اور یہ مخالف ہے واسطے حدیث سابق کے کہ سفید بال آپ ﷺ کی نیچی لب میں تھے اور وجہ تطبیق وہ ہے جو انس رضی اللہ عنہ سے مسلم میں ہے کہ نہیں خضاب کیا حضرت ﷺ نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھے سفید بال آپ ﷺ کے نیچے کی لب میں اور دونوں کن پٹیوں میں اور سر میں متفرق اور اس کے مجموع سے معلوم ہوا کہ جو بال آپ ﷺ کے نیچے کی لب میں تھے وہ زیادہ تھے ان بالوں سے جو ان کے سوائے اور جگہ تھے اور مراد انس رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ نہ تھی آپ ﷺ کے بالوں میں وہ چیز جو محتاج ہو طرف خضاب کی اور یہ ایک روایت میں صریح آ چکا ہے کہ ابن سیرین نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے خضاب کیا ہے انہوں نے کہا کہ خضاب کی حد کو نہیں پہنچے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میں آپ ﷺ کے سر کے سفید بال گننا چاہتا تو گن سکتا اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ تیل لگاتے تھے تو آپ ﷺ کے سفید بال ظاہر ہوتے تھے اور جب تیل نہ لگاتے تھے تو سفید بال ظاہر نہ ہوتے تھے اور ابی رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے سفید بال مہندی سے رنگے دیکھے اور یہ موافق ہے قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا زردی سے خضاب کرتے تھے اور یہ حج میں پہلے گزر چکا ہے اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان حدیث انس رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ محمول کی جائے نفی انس رضی اللہ عنہ کی اوپر غلبے سفید بالوں کے یہاں تک کہ محتاج ہوں طرف خضاب کی اور یہ اتفاق نہیں ہوا کہ انس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو خضاب کرتے دیکھا ہو اور جو ثابت کرتا ہے خضاب کو اس کی حدیث محمول ہے اس پر کہ آپ ﷺ نے بیان جواز کے واسطے کیا اور اس پر ہمیشگی نہیں کی اور جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں معیوب کیا اللہ نے

حضرت ﷺ کو سفید بالوں کے ساتھ تو مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ ان سفید بالوں سے حضرت ﷺ کے حسن سے کچھ نہیں بگڑا تھا اور انکار کیا ہے احمد نے انس رضی اللہ عنہ کے انکار سے کہ آپ ﷺ نے خضاب نہیں کیا اور مالک بھی انکار میں انس رضی اللہ عنہ کے موافق ہے۔ (فتح)

۳۲۸۷۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوعًا بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهُ شَعَرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنِهِ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ قَالَ يُوْسُفُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْهِ إِلٰى مَنْكِبَيْهِ.

۳۲۸۷۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ میانہ قد اور آپ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان بہت فرق تھا یعنی پیٹھ کہ اونچی طرف سے بہت چوڑی تھی اور سینہ بہت کشادہ تھا آپ ﷺ کے سر پر بال تھے جو آپ ﷺ کے کانوں کی لو تک پہنچتے تھے میں نے آپ ﷺ کو سرخ جوڑے میں دیکھا کہ میں نے کبھی کوئی چیز حضرت ﷺ سے زیادہ تر خوبصورت نہیں دیکھی اور ابو اسحاق نے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کے بال مونڈھوں تک تھے۔

فائدہ: اور دونوں لفظ آپس میں مغائر ہیں اور جواب یہ ہے کہ اکثر بال آپ ﷺ کے کن پٹیوں تک تھے اور جوان سے نیچے لٹکتے تھے وہ مونڈھوں تک پہنچتے تھے یا محمول ہیں دو حالتوں پر اور تحقیق واقع ہوئی ہے نظیر اس کی مسلم میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ آپ ﷺ کے بال کانوں اور مونڈھوں کے درمیان تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے بال کانوں سے بڑھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ نصف کانوں تک تھے اور محمول ہے اس توجیہ پر جو میں نے پہلے بیان کی ہے یا محمول ہے احوال متغائرہ پر اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے بال حضرت ﷺ کے زیادہ وفرہ سے اور کم جمہ سے اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ پس نہ بڑھتے تھے بال آپ ﷺ کے کن پٹیوں سے جب کہ ان کو وفرہ کرتے تھے پس یہ قید تائید کرتی ہے پہلی تطبیق کی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے بالوں کی چار زلفیں تھیں۔ (فتح)

۳۲۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ هُوَ السَّبِيْعِيُّ قَالَ سُئِلَ الْبَرَآءُ أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ.

۳۲۸۸۔ سبیعی سے روایت ہے کہ کسی نے براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا۔

فائدہ: شاید سائل کی یہ مراد تھی کہ آپ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح لمبا تھا سو براء رضی اللہ عنہ نے اس پر رد کیا کہ نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا یعنی گول تھا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ تلوار کی طرح تھا چمک میں تو انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ

اس سے بھی زیادہ تھا اور عدول کیا طرف چاند کی اس واسطے کہ وہ دونوں صفتوں کو جامع ہے چمک کو بھی اور گول ہونے کو بھی اور ایک روایت میں ہے کہ کیا حضرت ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تیز تھا اور یہ تائید کرتی ہے پہلی وجہ کی اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ان سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا انہوں نے کہا نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح گول تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ گول کہنا واسطے تنبیہ کرنے کے ہے اس پر کہ انہوں نے دونوں صفتوں کو جمع کیا اس واسطے کہ قول ان کا سیف احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے طول ہو یا چمک ہو تو مسئول نے اس پر سخت رد کیا اور چونکہ عرف جاری ہے اس پر کہ سورج کے ساتھ تشبیہ دینے سے اکثر اوقات صرف چمک اور روشنی ہی مراد ہوتی ہے اور چاند سے تشبیہ دینے سے صرف ملاحت ولطافت مراد ہوتی ہے سوائے ان کے تو انہوں نے "مستدیرا" کہا یعنی گول واسطے اشارہ کے طرف اس کی کہ مراد اس کی تشبیہ دینی ہے ساتھ دونوں صفتوں کے یعنی حسن اور گولائی کے معا اور احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز زیادہ خوبصورت حضرت ﷺ سے جیسے آفتاب آپ ﷺ کے چہرے میں جاری ہے طیبی نے کہا کہ تشبیہ دی آفتاب کے چلنے کو آسمان میں ساتھ چلنے سورج کے آپ ﷺ کے چہرے میں اور اس میں عکس تشبیہ کا ہے واسطے مبالغہ کے اور احتمال ہے کہ ہو باب تناہی تشبیہ سے اور ٹھہرایا گیا آپ ﷺ کا چہرہ قرار گاہ واسطے آفتاب کے اور ہمدان کی ایک عورت سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ حج کیا راوی کہتا ہے کہ میں نے اس سے کہا کہ میرے واسطے حضرت ﷺ کی صفت بیان کر اس نے کہا کہ چودھویں رات کے چاند کی مانند تھے میں نے نہ آپ ﷺ سے پہلے کوئی دیکھا اور نہ پیچھے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر تو حضرت ﷺ کو دیکھے تو البتہ دیکھے آفتاب نکلا ہوا یعنی روشنی اور جلا (اجلے پن) میں۔(فتح)

٣٢٨٩۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَبُوْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْوَرُ بِالْمَصِّيصَةِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَزَادَ فِيْهِ عَوْنٌ عَنْ أَبِيْهِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ كَانَ تَمُرُّ مِنْ وَّرَآئِهَا الْمَرْأَةُ وَقَامَ

٣٢٨٩۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سخت گرمی میں بطحا کی طرف نکلے سو آپ ﷺ نے وضو کیا پھر ظہر اور عصر کی نماز دو دو رکعت پڑھی اور آپ ﷺ کے آگے سترہ نیزہ تھا اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کے پیچھے

النَّاسُ فَجَعَلُوْا يَأْخُذُوْنَ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُوْنَ بِهَا وُجُوْهَهُمْ قَالَ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا عَلٰى وَجْهِيْ فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِّنَ الْمِسْكِ.

سے عورت گزرتی تھی اور لوگ کھڑے ہوئے اور حضرت ﷺ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے مونہوں پر ملنے لگے اور حضرت ﷺ نے کہا کہ سو میں نے حضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے منہ پر رکھا تو اچانک وہ سرد تر تھا برف سے اور زیادہ خوشبودار تھا مشک کی خوشبو سے۔

فائدہ: اور بیہقی وغیرہ نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ تھا میں مصافحہ کرتا حضرت ﷺ سے یا چھوتا میرا بدن حضرت ﷺ کے بدن کو تو پہچانتا میں اس کو بعد اس کے اپنے ہاتھ میں یعنی تاثیر اس کی سے اور تلوے زیادہ خوشبودار تھے مشک کی خوشبو سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس پانی کا ایک ڈول لایا گیا تو حضرت ﷺ نے اس سے پیا پھر اس میں کلی کی پھر اس کو کنویں میں ڈالا تو اس سے مشک کی خوشبو اٹھی اور مسلم میں ہے کہ ام سلیم نے آپ ﷺ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کیا اور اس کو خوشبو میں ڈالا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پسینہ آپ ﷺ کا نہایت خوشبودار تھا اور طبرانی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ﷺ سے مدد چاہی اپنی بیٹی کے جہیز میں اور نہ تھی آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز تو حضرت ﷺ نے ایک شیشہ منگوایا اور اس میں اپنا پسینہ ڈالا اور فرمایا کہ اس کو حکم کر کہ خوشبو ملے ساتھ اس کے سو جب وہ خوشبو لگاتی تھی تو مدینے والے اس کی خوشبو کو سونگتے تھے تو نام رکھا گیا ان کے گھر کا گھر خوشبو والوں کا اور ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے کی راہ سے گزرتے تھے تو اس راہ سے مشک کی خوشبو آتی تھی تو لوگ کہتے تھے کہ یہاں سے حضرت ﷺ گزرے۔ (فتح)

٣٢٩٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَّمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.

٣٢٩٠۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ زیادہ سخی لوگوں میں سے اور تھے بہت سخاوت کرتے رمضان کے مہینے میں جب کہ ملاقات کرتے آپ ﷺ سے جبرائیل علیہ السلام اور جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے تو بے شک حضرت ﷺ بہت سخاوت کرنے والے تھے ساتھ مال کے یا بھلائی کے ہوا چھوڑی ہوئی سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں صفت کرنا حضرت ﷺ کا ہے ساتھ سخاوت کے۔ (فتح)

۳۲۹۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ أَسَارِيْرُ وَجْهِهٖ فَقَالَ أَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قَالَ الْمُدْلِجِيُّ لِزَيْدٍ وَّأُسَامَةَ وَرَأٰى أَقْدَامَهُمَا إِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْأَقْدَامِ مِنْ بَعْضٍ.

۳۲۹۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ان کے پاس اندر آئے اس حالت میں کہ خوش تھے آپ ﷺ کا چہرہ چمکتا تھا تو فرمایا کہ کیا تم نے نہیں سنا جو مدلجی نے زید رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا اور دونوں کے قدم دیکھے کہا کہ بعض ان قدموں کا بعض سے ہے یعنی ان دونوں پاؤں والوں میں نسبت پدری اور پسری ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرائض میں آئے گی اور غرض اس سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ چمکتا تھا۔ (فتح)

۳۲۹۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ قَالَ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَأَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَّكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ.

۳۲۹۲۔ عبداللہ بن کعب سے روایت ہے کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتے تھے جبکہ پیچھے رہے جنگ تبوک سے سو جب میں نے حضرت ﷺ کو سلام کیا اور آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمکتا تھا اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ روشن ہوتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے اور تھے ہم پہچانتے خوشی کو آپ ﷺ کے چہرے کی روشنی سے یعنی جب آپ ﷺ کا چہرہ روشن ہوتا تھا تو ہم پہچان جاتے تھے کہ حضرت ﷺ اس وقت خوش ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جیسے وہ ٹکڑا ہے چاند کا تو مراد وہ جگہ ہے جس میں خوشی ظاہر ہوتی تھی اور وہ پیشانی آپ ﷺ کی ہے پس اسی واسطے کہا چاند کا ٹکڑا اور احتمال ہے کہ ٹکڑے سے مراد خود چاند ہو اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہماری طرف التفات کیا اپنے منہ سے مثل ٹکڑے چاند کی پس یہ محمول ہے اوپر صفت اس کے کی وقت التفات کے۔ (فتح)

۳۲۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ.

۳۲۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پیدا ہوا آدم علیہ السلام کے عمدہ زمانے والوں سے ایک زمانے والوں کے بعد دوسرے زمانے والوں سے۔ یہاں تک کہ میں ان زمانے والوں سے ہوا جن سے ہوا۔

فائدہ: قرن ایک زمانے کے ہم عصر لوگوں کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ سو برس کا قرن ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ستر برس کا ہوتا ہے اور بعض کچھ اور کہتے ہیں پس حکایت کیا اس میں حربی نے اختلاف کو دس برس سے ایک سو برس تک پھر تعاقب کیا سب کا اور کہا کہ جس کو میں دیکھتا ہوں یہ ہے کہ قرن ہر امت ہے کہ ہلاک ہو یہاں تک کہ نہ باقی رہے ان میں سے کوئی اور اس حدیث کی شرح مناقب میں آئے گی۔ (فتح)

۳۲۹۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدِلُ شَعَرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ فَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ.

۳۲۹۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑتے اپنے بالوں کو یعنی اپنی پیشانی کے بالوں کو اپنے ماتھے پر بغیر مانگ نکالے کہ یوں ہی چھوڑ دیتے تھے اور مشرکوں کا دستور تھا کہ اپنی مانگ نکالتے تھے اور یہود ونصاری اپنے بالوں کو چھوڑتے تھے بغیر مانگ نکالے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کو درست رکھتے تھے اس چیز میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ حکم نہ ہوتا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں مانگ نکالی۔

فائدہ: علماء نے کہا کہ مراد چھوڑنا ہے بالوں کا ماتھے پر اور پکڑنا ان کا مانند جوڑے کی اور یہ جو کہا کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگ نکالی یعنی اپنے سر کے بال اپنے سر کے دونوں طرف ڈالے پس نہ ڈالی ان میں سے کوئی چیز اپنے ماتھے پر اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مانگ نکالی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بالوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوٹی سے اور تھے دوست رکھتے اہل کتاب کی موافقت کو یعنی جب کہ بت پرست بہت تھے اس چیز

میں جس میں آپ ﷺ کو کچھ حکم نہ ہوتا یعنی جو اپنی شرع کے مخالف نہ ہوتا اس واسطے کہ اہل کتاب آپ ﷺ کے زمانے میں پہلے رسولوں کی شریعتوں کے ساتھ تمسک کرنے والے تھے پس تھی موافقت ان کی محبوب تر آپ ﷺ کو بت پرستوں کی موافقت سے۔ پھر جب اکثر بت پرست مسلمان ہو گئے تو دوست رکھی حضرت ﷺ نے مخالفت اہل کتاب کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ پہلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شرع میں وہ چیز کہ اس کے مخالف ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تعبیر کی ہے راوی نے ساتھ محبت کے اور اگر اس طرح ہوتا تو البتہ تعبیر کرتا ساتھ وجوب کے اور بر تقدیر تسلیم کے پس نفس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے آخر اس سے رجوع کیا۔ (فتح)

۳۲۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِیْ وَآئِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ یَكُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّكَانَ یَقُوْلُ إِنَّ مِنْ خِیَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا.

۳۲۹۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نا بالطبع فحش گو تھے اور نہ قصداً فحش کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم لوگوں میں سے بہتر وہ ہے کہ جو فطرت اور عادت میں بہتر ہو۔

فائدہ: یعنی فحش بات کرنا نہ حضرت ﷺ میں پیدائشی تھا اور نہ کسب کیا ہوا اور ترمذی میں ابو عبداللہ جدلی سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ﷺ کی خو کا حال پوچھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نہ پیدائشی فحش گو تھے اور نہ بہ تکلف فحش کہتے تھے اور نہ بازاروں میں چلاتے تھے جیسے کہ عوام کی عادت ہے اور نہ بدلہ لیتے تھے برائی کا ساتھ برائی کے لیکن معاف کرتے تھے یعنی باطن میں اور درگزر کرتے تھے یعنی ظاہر میں اور ایک روایت میں ہے کہ نہ تھے حضرت ﷺ برا کہنے والے اور نہ فحش گو اور نہ لعنت کرنے والے اور کسی پر غصہ کرنے کے وقت کہتے تھے کیا ہوا اس کو خاک آلود پیشانی ہو اس کی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کسی کے رو برو ایسی بات نہ کہتے تھے کہ اس کو بری معلوم ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ کو کسی کی طرف سے کچھ بات پہنچتی تو نہ فرماتے تھے کیا حال ہے فلانے کا بلکہ فرماتے تھے کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ایسا ایسا کہتے تھے حسن خلق کے معنی ہیں اختیار کرنا فضائل اور چھوڑنا رذائل کا یعنی اچھی خو اختیار کرنی اور بد خو چھوڑنی اور احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ نے مجھ کو پیغمبر کر کے بھیجا واسطے مکمل کرنے نیک خلقوں کے اور اچھی عادتوں کے اور صفیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے زیادہ تر خوش خو کوئی نہیں دیکھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا خلق قرآن تھا ناراض ہوئے تھے واسطے ناراضی اس کی کے اور راضی ہوتے تھے واسطے رضامندی اس کی سے۔ (فتح)

٣٢٩٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا.

٣٢٩٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں اختیار ملا حضرت ﷺ کو دو کاموں میں کبھی مگر لیا آپ ﷺ نے دونوں میں سے آسان کام کو جب تک کہ وہ کام آسان موجب گناہ نہ ہو پس اگر وہ کام گناہ کا موجب ہوتا تو اس کام سے نہایت دور ہوتے اور آپ ﷺ نے اپنی جان کے واسطے کبھی بدلہ نہ لیا مگر جب کی جائے وہ چیز کہ حرام کیا ہے اللہ نے کرنا اس کا پس سزا دیتے تھے اسی کی واسطے اللہ کے یعنی نہ کسی اور غرض کے لیے۔

فائدہ: امروں سے مراد دنیا کے کام ہیں اس واسطے کہ دین کے کاموں میں کوئی گناہ نہیں اور یہ اختیار عام ہے کہ اللہ کی طرف سے ہو یا مخلوق کی طرف سے اور یہ جو کہا کہ جب تک وہ کام گناہ نہ ہو یعنی اگر گناہ ہوتا تو اس وقت سے سخت تر کو اختیار کرتے تھے اور یہ اختیار دینا اگر خلق کی طرف سے ہو تو ظاہر ہے یعنی اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر اللہ کی طرف سے ہو تو اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ تخییر دو جائز کاموں کے درمیان ہوتی ہے لیکن جب حمل کریں ہم اس کو اس چیز پر جو پہنچائے طرف گناہ کی تو ممکن ہے یہ بایں طور کہ اختیار دے آپ ﷺ کو اللہ درمیان اس چیز کے کہ کھولی جائے اوپر آپ ﷺ کے زمین کے خزانوں سے اور وہ چیز کہ اس کے ساتھ مشغول ہونے سے خوف ہو کہ مثلاً عبادت کے واسطے فراغت حاصل نہ ہو اور درمیان اس کے کہ نہ دیا جائے آپ ﷺ کا دنیا کے مال سے مگر بقدر ضرورت کے پس اختیار کریں آپ ﷺ بقدر ضروری کو یعنی قوت لا یموت کو اگرچہ فراخی مال کی آسان تر ہے اس سے اور گناہ اس بنا پر اس کے نسبتی امر سے ہے اس سے خطا مراد نہیں واسطے ثابت ہونے عصمت کے واسطے آپ ﷺ کے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی جان کے واسطے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا ہے تو مراد خاص اپنی جان کے واسطے ہے پس نہ وارد ہوگا اس پر اعتراض کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ قتل کرنے عقبہ بن ابی معیط اور ابن خطل وغیرہ کے جو آپ ﷺ کو ایذا دیتے تھے اس واسطے کہ وہ باوجود اس بات کے اللہ کے حرام کردہ کاموں کو کرتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نہ بدلہ لیتے تھے جب کہ ایذا دی جاتی آپ ﷺ کو غیر اس سبب میں جو کفر کی طرف نکالے جیسا کہ معاف کیا آپ ﷺ نے اس گنوار کو جس نے آپ ﷺ پر آواز بلند کی تھی اور دوسرے سے جس نے آپ ﷺ کی چادر کھینچی تھی یہاں تک کہ آپ ﷺ کے مونڈھے میں اس کا نشان پڑ گیا اور محمول کیا ہے داؤدی نے عدم انتقام کو اس چیز پر جو خاص ہے ساتھ مال کے اور لیکن آبرو پس تحقیق بدلہ لیا آپ ﷺ نے اس شخص سے جو

آپ ﷺ کی آبرو کو پہنچا اسی طرح کہا اس نے یعنی اس نے اس کو خاص کیا ہے اور تحقیق روایت کی حاکم وغیرہ نے یہ حدیث دراز ابتداء اس کی یہ ہے کہ نہیں لعنت کی حضرت ﷺ نے کسی مسلمان کو اس کا صریح نام لے کر اور نہ اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو مارا مگر یہ کہ اللہ کی راہ میں اس کو مارتے تھے اور کبھی کسی نے آپ ﷺ سے کوئی چیز نہیں مانگی مگر کہ آپ ﷺ نے اس کو دی مگر یہ کہ وہ چیز گناہ کا سبب ہو اور نہیں بدلہ لیا آپ ﷺ نے واسطے نفس اپنے کسی چیز سے مگر جب یہ اللہ کی حرام چیزیں کی جائیں پس بدلہ لیتے تھے واسطے اللہ کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر کوئی اللہ کی حرام کی چیز کرتا تھا تو نہایت غضبناک ہوتے تھے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اس پر کہ مشکل چیز کو نہ لیا جائے بلکہ تھوڑی آسان چیز کے ساتھ قناعت کی جائے اور چھوڑا جائے پیچھا اس چیز کا کہ نہیں بے قرار ہوا ہے طرف اس کے اور پکڑا جاتا ہے اس سے بلانا طرف لینے کے رخصتوں کے جب تک کہ اس میں خطا ظاہر نہ ہو اور اس میں رغبت دلانا ہے معاف کرنے پر مگر اللہ کے حقوق میں اور نیز اس میں بلانا ہے طرف امر بالمعروف کے اور نہی عن المنکر کے اور محل اس کا یہ ہے کہ جب تک کہ نہ پہنچائے طرف اس چیز کے کہ جو سخت تر ہے اس سے اور اس میں ترک کرنا حکم کا ہے واسطے اپنے نفس کے اگرچہ حاکم اس پر قادر ہو بایں طور کہ محکوم علیہ پر ظلم کرنے سے امن ہو لیکن واسطے اکھاڑنے مادے کے۔ (فتح)

۳۲۹۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا وَّلَا دِيْبَاجًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ رِيْحًا قَطُّ أَوْ عَرْفًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ أَوْ عَرْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۲۹۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں چھوا میں نے ریشم کو اور نہ دیبا کو کہ ایک قسم ہے ریشمی کپڑے کی کہ نرم تر ہو حضرت ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے اور نہیں سونگھی میں نے کوئی خوشبو کہ زیادہ خوشبودار ہو حضرت ﷺ کے بدن مبارک کی خوشبو سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں پر گوشت اور سخت تھیں اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ مراد نرمی سے گوشت میں ہے اور مراد سختی سے ہڈیوں میں ہے یا جب کوئی گھر کا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے اس وقت آپ ﷺ کے ہاتھ سخت ہوتے تھے اور جب کوئی کام اپنے ہاتھ سے نہ کرتے تھے اس وقت آپ ﷺ کے ہاتھ نرم ہوتے تھے بہ نسبت اصل پیدائش کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں چھوا میں نے کسی چیز کو کبھی کہ نرم تر ہو آپ ﷺ کے بدن سے اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں چھوا میں نے کسی مشک اور نہ عنبر کو کبھی کہ زیادہ خوشبودار ہو حضرت ﷺ کے بدن کی خوشبو سے۔ (فتح)

۳۲۹۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

۳۲۹۸۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے

شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَآءِ فِيْ خِدْرِهَا حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ مِثْلَهُ وَإِذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ.

حضرت ﷺ زیادہ حیا میں کنواری عورت سے کہ اپنے پردے میں ہو۔اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب آپ ﷺ کسی چیز کو برا جانتے تھے تو آپ ﷺ اپنے چہرے سے پہچانے جاتے تھے۔

فائدہ: یہ باب تتیم سے ہے اس واسطے کہ کنواری جب خلوت میں ہوتی ہے تو بہت شرمیلی ہوتی ہے اس سے کہ پردے سے نکلنے والی ہو واسطے ہونے خلوت کے کہ جگہ ظن وقوع فعل کے ساتھ اس کے پس ظاہر یہ ہے کہ مراد قید کرنا اس کا ہے ساتھ اس کے جب کہ داخل ہو اس پر مرد اور وہ پردے میں نہ ہو اور اس وقت جب کہ اس میں تنہا ہو اور محل وجود حیا کا حضرت ﷺ سے بیچ غیر حدود اللہ کے ہے اسی واسطے فرمایا واسطے اس شخص کے جس نے زنا کا اقرار کیا تھا کہ کیا تو نے اس کی شرم گاہ میں ذکر کو داخل کیا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ کل حیا تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تھے حضرت ﷺ نہاتے پیچھے پتھروں کے اور کبھی کسی نے آپ ﷺ کی شرم گاہ کو نہیں دیکھا۔(فتح)

فائدہ: یعنی رنگ کی تبدیلی سے ہم پہچان لیتے تھے اور اس کا تدارک کرتے تھے۔(فتح)

٣٢٩٩ ـ حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهٗ وَإِلَّا تَرَكَهٗ.

٣٢٩٩۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں عیب نکالا حضرت ﷺ نے کسی کھانے میں کبھی اگر بھوک ہوتی تو اس کو کھا لیتے وگرنہ تو اس کو چھوڑ دیتے۔

فائدہ: اور یہ محمول ہے مباح کھانے پر کما سیاتی بیانہ۔

٣٣٠٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى نَرٰى إِبْطَيْهِ قَالَ

٣٣٠٠۔ عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کشادہ کرتے تھے یہاں تک کہ ہم آپ ﷺ کی دونوں بغلیں دیکھتے تھے اور بکر نے کہا کہ بغلوں کی سفیدی۔

وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

فائدہ: اختلاف کیا ہے بیچ مراد ساتھ وصف کرنے بغلوں کے ساتھ سفیدی کے سو بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی بغلوں میں بال بالکل نہ تھے پس تھیں مانند رنگ بدن آپ ﷺ کے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ ہمیشہ ان کی خبر گیری کرتے تھے اس واسطے ان کے نیچے بال نہ تھے۔ (فتح)

۳۳۰۱ ۔حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ دُعَآئِهٖ إِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَآءِ فَإِنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

۳۳۰۱ ۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ کسی دعا میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے مگر استسقاء میں یعنی مینہ مانگنے کی دعا میں سو بے شک آپ ﷺ اس میں ہاتھ اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے دعا کی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

فائدہ: اس کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے بغلوں کی سفیدی کا ذکر کرنا ہے اور مراد ساتھ حصر کے اس میں اٹھانا ہاتھوں کا ہے خاص طور پر اور خاص صورت سے نہ اصل اٹھانا ہاتھوں کا دعا میں اس واسطے کہ وہ ثابت ہے آپ ﷺ سے جیسا کہ آئندہ خبر میں ہے۔ (فتح)

۳۳۰۲ ۔حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَوْنَ بْنَ أَبِيْ جُحَيْفَةَ ذَكَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ دُفِعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ كَانَ بِالْهَاجِرَةِ خَرَجَ بِلَالٌ فَنَادٰى بِالصَّلَاةِ ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ فَضْلَ وَضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ يَأْخُذُوْنَ مِنْهُ ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ الْعَنَزَةَ

۳۳۰۲ ۔ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بے قصد حضرت ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ ﷺ ابطح میں تھے ایک خیمہ میں سخت گرمی میں سو بلال رضی اللہ عنہ نکلے اور نماز کے واسطے اذان کہی پھر اندر گئے اور حضرت ﷺ کے وضو کا بچا پانی باہر لائے تو لوگ اس پر جھپٹے اس سے پانی لیتے تھے پھر بلال رضی اللہ عنہ اندر گئے اور نیزہ نکالا اور حضرت ﷺ نکلے گویا کہ میں آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی چمک کی طرف دیکھتا تھا تو بلال رضی اللہ عنہ نے نیزہ گاڑا پھر حضرت ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز دو دو رکعتیں پڑھی آپ ﷺ کے آگے سے گدھا اور

وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ سَاقَيْهِ فَرَكَزَ الْعَنَزَةَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ.

عورت گزرتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ جیسے میں آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی چمک کی طرف دیکھتا تھا اور ابطح وہ جگہ ہے جو مکے سے باہر ہے جب حاجی منیٰ سے لوٹتے ہیں تو اس میں ٹھہرتے ہیں۔(فتح)

٣٣٠٣ ـ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَحْصَاهُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُوْ فُلَانٍ جَآءَ فَجَلَسَ إِلٰى جَانِبِ حُجْرَتِيْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْمِعُنِيْ ذٰلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِيْ وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ.

٣٣٠٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ کلام کیا کرتے تھے ایسا کہ اگر کوئی اس کو گننے تو گن لے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کیا تو تعجب نہیں کرتا فلاں کے باپ پر کہ آیا اور میرے حجرے کی ایک طرف بیٹھ کر حضرت ﷺ سے حدیث بیان کرنے لگا مجھ کو یہ حدیث سناتا تھا اور میں نفل پڑھتی تھی سو وہ اٹھ کھڑا ہوا پہلے اس سے کہ میں اپنے نفل تمام کروں اور اگر میں اس کو پاتی تو البتہ اس پر رد کرتی کہ حضرت ﷺ نہ کلام کرتے تھے پے در پے جیسے کے تم پے در پے کلام کرتے ہو کہ تمہارے الفاظ نہایت ملے ہوئے ہوتے ہیں بلکہ کلام آپ ﷺ کا واضح اور جدا جدا ہوتا تھا تاکہ نہ مشتبہ ہو سننے والے پر۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کا کلام جدا جدا تھا کہ سمجھتے تھے اس کو دل اور مراد فلاں کے باپ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے عذر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کی روایت بہت وسیع تھی اور جو حدیثیں ان کو یاد تھیں وہ بہت تھیں پس نہ قادر ہوتے تھے مہلت پر نزدیک ارادے حدیث بیان کرنے کے۔(فتح)

بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ کی آنکھ سوتی تھی اور آپ ﷺ کا دل نہیں سوتا تھا روایت کیا ہے سعید بن

مِينَاءَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مینا نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

٣٣٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ قَالَ تَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ.

۳۳۰۴۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان کے مہینے میں کس طرح تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے نہ رمضان میں اور نہ اس کے غیر میں اول چار رکعتیں پڑھتے تھے سو نہ پوچھ کچھ حال ان کی خوبی اور درازی کا پھر چار رکعت پڑھتے تھے پس نہ پوچھ کچھ حال ان کی خوبی اور درازی کا پھر تین رکعت پڑھتے تھے تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے ہیں وتر پڑھنے سے پہلے فرمایا میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل نہیں سوتا یعنی میں سونے میں اپنے بدن کی حالت سے غافل نہیں ہوتا۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی۔

٣٣٠٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَّيْلَةِ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّسْجِدِ الْكَعْبَةِ جَآءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُّوْحٰى إِلَيْهِ وَهُوَ نَآئِمٌ فِيْ مَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ وَقَالَ آخِرُهُمْ خُذُوْا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتّٰى جَآؤُوْا لَيْلَةً أُخْرٰى فِيْمَا يَرٰى قَلْبُهُ

۳۳۰۵۔ شریک بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حدیث بیان کرتے تھے ہم کو اس رات سے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی خانے کعبے کی مسجد سے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تین شخص آئے پہلے اس سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں سوتے تھے تو ان میں سے پہلے نے کہا کہ وہ ان میں سے کون سے ہیں تو ان کے درمیان والے نے کہا کہ وہ ان میں سے بہتر ہیں تو پچھلے نے کہا کہ ان کے بہتر کو لو پس تھا یہ قصہ یعنی نہیں واقع ہوا اس رات میں سوائے اس کلام کے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ دیکھا یہاں تک کہ دوسری رات

وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذٰلِكَ الْأَنْبِيَآءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ فَتَوَلَّاهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ إِلَى السَّمَآءِ.

کو آئے خواب میں اور حضرت ﷺ کی دونوں آنکھیں سوتی تھیں اور آپ ﷺ کا دل نہیں سوتا تھا اور یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل نہیں سوتا پھر جبرائیل علیہ السلام حضرت ﷺ کی معراج کا ذمہ دار بنا پھر حضرت ﷺ کو آسمان پر لے چڑھے۔

فائدہ: یہ جو فرشتوں نے کہا کہ ان میں سے کون سا ہے تو یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ دو یا زیادہ آدمیوں کے درمیان سوئے ہوئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان سوئے ہوئے تھے اور یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے لیکن بہ نسبت امت کے اور قضاعی نے گمان کیا ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے دیگر پیغمبروں کو گو یہ بات حاصل نہیں ہوئی اور یہ دونوں حدیثیں اس پر رد کرتی ہیں اور اس کا بیان تیمم میں گزر چکا ہے جو چاہے اس طرف رجوع کرے۔

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ

باب ہے اسلام میں نبوت کی علامتوں کا یعنی حضرت ﷺ کی پیغمبری کی نشانیوں میں

فائدہ: علامات جمع علامت کی ہے اور علامت اصل میں نشان کو کہتے ہیں کہ راہ کے سرے پر رکھتے ہیں اور مراد یہاں وہ نشانیاں ہیں جو دلالت کرتی ہیں حضرت ﷺ کی پیغمبری پر قسم صفات اور اخلاق اور فضائل اور شمائل اور افعال اور احوال آنحضرت ﷺ کے سے کہ عاقل فراست رکھنے والا جو ان میں نظر کرے تو دلیل پکڑے آپ ﷺ کی نبوت اور پیغمبری پر اور تعبیر کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ علامت کے اس واسطے کہ جو چیز امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں وارد کی ہے عام ہے معجزے سے اور کرامت سے اور فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ معجزہ خاص تر ہے اس واسطے کہ اس میں شرط ہے کہ مقابلہ کرے پیغمبر اپنے جھٹلانے والے سے بایں طور کہ کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو کیا تو تصدیق کرے گا کہ میں سچا ہوں یا منکر جو مقابلہ میں ہے وہ پیغمبر سے کہے کہ میں تجھ کو سچا جانوں گا یہاں تک کہ تو ایسا کرے اور شرط ہے کہ جس چیز کے ساتھ مقابلہ کیا گیا ہے وہ اس قسم سے ہو کہ عاجز ہو اس سے آدمی عادت جاری میں اور تحقیق واقع ہوئی ہیں دونوں قسمیں معجزات کی واسطے حضرت ﷺ کے کئی جگہوں میں اور نام رکھا گیا ہے معجزہ کا معجزہ واسطے عاجز ہونے مقابلین منکرین کے اس کے معارضہ سے اور ہا اس میں واسطے مبالغہ کے ہے اور حضرت ﷺ کے سب معجزوں میں سے مشہور تر معجزہ قرآن کا ہے اس واسطے کہ مقابلہ کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے تمام عرب کا اور وہ زیادہ فصیح تھے سب لوگوں سے زبان میں اور زیادہ قادر کلام پر ساتھ اس کے کہ اس کی مثل ایک سورہ بنا لائیں پس عاجز ہوئے باوجود سخت ہونے عداوت ان کی کے واسطے آپ ﷺ کے اور روکنے ان کے آپ ﷺ کو

یہاں تک کہ بعض علماء نے کہا کہ قرآن میں سب سے چھوٹی سورت ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ ہے پس ہر دوسری سورت سے کہ بقدر ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ کے ہو برابر ہے کہ ایک آیت ہو یا زیادہ یا بعض آیت پس وہ داخل ہے اس چیز میں کہ مقابلہ کیا ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے ان سے اس کی بنا پر پس پہنچتے ہیں معجزات قرآن کے اس حیثیت سے نہایت کثیر عدد تک اور وجوہات معجزہ ہونے قرآن کی جہت حسن تالیف اس کی سے اور مربوط ہونے کلمات اس کے سے اور فصاحت اس کی سے اور اعجاز اس کے سے بیچ مقام اعجاز کے اور بلاغت اس کی سے نہایت ظاہر ہیں باوجود اس چیز کے کہ جوڑا گیا ہے ساتھ اس کے خوبی نظم اس کی سے اور غرابت اسلوب اس کی سے باوجود ہونے اس کے سے اوپر خلاف قواعد نظم اور نثر کے یہ جوڑا گیا ہے طرف اس کی کہ شامل ہے اس پر قرآن غیب چیزوں کی خبر دینے سے اس قسم سے کہ واقع ہوا ہے پہلی امتوں کی اخبار سے اس چیز سے کہ نہ جانتا تھا اس کو مگر کوئی کوئی اہل کتاب سے اور نہیں معلوم ہوئی یہ بات کہ جمع ہوئے ہوں حضرت ﷺ ساتھ کسی کے ان میں سے اور خبر دینے سے ساتھ اس چیز کے کہ عنقریب واقع ہو گی سو واقع ہوئی مطابق اس کے کہ خبر دی ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے آپ ﷺ کے زمانہ میں اور بعد آپ ﷺ کے یہ جوڑا گیا ہے ساتھ اس ہیبت کے کہ واقع ہوتی ہے ساتھ تلاوت اس کی سے اور خوف کے کہ لاحق ہوتا ہے سامع اس کے کو اور نہ داخل ہونے ملال اور رنج کے اس کے قاری اور سامع پر باوجود آسان اس کے واسطے سیکھنے والوں اس کے کے اور آسان کرنے تلاوت اس کی کے واسطے تلاوت کرنے والے اس کے اور نہیں انکار کرتا کسی چیز کو ان میں سے مگر جاہل عناد والا اسی واسطے اماموں نے مطلق کہا ہے کہ سب معجزوں میں بڑا معجزہ قرآن ہے اور قرآن کے معجزوں میں نہایت معجزہ باقی رہنا اس کا ہے باوجود بدستور قائم رہنے اعجاز کے اور زیادہ تر مشہور اعجاز مقابلہ کرنا یہود کا ہے یہ کہ موت کی آرزو کریں سو نہ واقع ہوئی یہ بات ان کے اگلوں سے اور نہ ان کے پچھلوں سے جو اس کا ذمہ دار ہوا اور نہ آگے بڑھا باوجود سخت ہونے عداوت ان کی کے واسطے اس دین کے اور حرص ان کی کے اوپر فاسد کرنے اس کے کے اور روکنے کے اس سے تو ہو گا اس میں نہایت ظاہر معجزہ اور لیکن جو معجزات کہ قرآن کے سوا ہیں مانند ابلنے پانی کے آپ ﷺ کی انگلیوں سے اور زیادہ ہونے کھانے کے اور پھٹ جانے چاند کے اور کلام کرنے بے جان چیزوں کے سو ان میں سے بعض تو وہ ہیں جن کے ساتھ مقابلہ واقع ہوا اور بعض وہ ہیں جو واقع ہوئے دلالت کرنے کے لیے اوپر صدق آپ ﷺ کے کے بغیر مقدم ہونے مقابلے کے اور اس کا مجموع یقین کا فائدہ دیتا ہے ساتھ اس کے کہ بہت خوارق عادت حضرت ﷺ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے جیسا کہ یقین کیا جاتا ہے ساتھ سخاوت حاتم کے اور شجاعت علی رضی اللہ عنہ کے اگرچہ اس کے افراد ظنی ہیں وارد ہوئے ہیں مورد آحاد کے باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ کے اکثر معجزات مشہور ہیں اور پھیل گئے ہیں روایت کیا ہے ان کو عدد کثیر اور جماعت غفیر نے اور فائدہ دیا ہے کثیر نے ان میں سے قطع کا نزدیک اہل علم بالآثار کے اور اہل عنایت کے ساتھ سیر اور اخبار کے اگرچہ نہیں

پہنچا نزدیک غیر ان کے اس رتبے کو واسطے عدم کوشش کے ساتھ اس کے بلکہ اگر کوئی دعوی کرنے والا دعوی کرے کہ ان میں اکثر وقائع مفید ہیں واسطے قطع کے ساتھ طریق نظر کے تو بعید نہیں اور وہ طریق نظر یہ ہے کہ نہیں شک ہے اس میں کہ حدیثوں کے راویوں نے ہر طبقے میں بیان کی ہیں یہ حدیثیں فی الجملہ اور نہیں محفوظ ہے کسی ایک صحابی سے اور نہ ان کے پیچھے والوں سے مخالفت راوی کی اس چیز میں کہ حکایت کی اس نے اور نہ انکار اوپر اس کے اس چیز میں کہ وہاں تھی پس ہوگا ساکت ان میں سے مانند ناطق کی اور بر تقدیر اس کے کہ پایا جائے ان کے بعض سے انکار یا طعن اس کے بعض راویوں پر تو سوائے اس کے نہیں کہ وہ جہت توقف سے ہے بیچ صدق راوی کے یا تہمت اس کی سے ساتھ کذب کے یا توقف کے بیچ ضبط اس کے یا نسبت اس کی کے طرف خراب ہونے حافظہ کے یا جواز غلط کے اور نہیں پایا گیا اس کے کسی سے طعن مروی میں جیسا کہ پایا گیا ہے ان سے غیر اس فن میں احکام اور آداب اور حروف قرآن سے اور مانند اس کی سے اور تحقیق تقریر کی ہے قاضی عیاض نے اس کی جو میں نے پہلے بیان کی موجود ہونے افادے قطع کے سے بعض حدیثوں میں نزدیک بعض علماء کے سوائے بعض کے تقریر عمدہ اور مثال دی اس نے اس کی بایں طور کہ فقہاء مالک کے اصحاب سے متواتر ہو چکی ہے نزدیک ان کے نقل کہ مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ کا کافی ہونا نیت کا ہے اول رمضان سے یعنی اگر کوئی ہر رمضان کے ابتداء میں فقط ایک بار ہی سارے روزوں کی نیت کر لے تو کافی ہو جاتی ہے ہر روزے کے واسطے ہر روز نیت کرنا ضروری نہیں برخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ واجب ہے نیت کرنا ہر روزے کی ہر رات کو اور اسی طرح واجب ہے مسح کرنا سارے سر کا وضو میں نزدیک مالک رحمۃ اللہ علیہ کے برخلاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ بعض سر کا مسح کرنا بھی کفایت کرتا ہے اور یہ کہ مذہب ان دونوں کا واجب کرنا نیت کا ہے اول وضو میں اور شرط ہونا ولی کا نکاح میں برخلاف ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اور ہم پاتے ہیں عدد کثیر کو اور جم غفیر کو فقہاء سے کہ نہیں پہچانتا ہے ان کے اس قول کو چہ جائیکہ وہ شخص جو فقہ میں نظر نہیں کرتا اور یہ امر ظاہر ہے اور نووی نے شرح صحیح مسلم کے مقدمے میں ذکر کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بارہ سو سے زیادہ ہیں اور بیہقی نے مدخل میں کہا کہ ہزار کو پہنچے ہیں اور زاہدی نے حنفیہ میں سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہزار معجزہ ظاہر ہوا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تین ہزار معجزے ہیں اور کوشش کی ہے ساتھ جمع کرنے اس کے کے ایک جماعت نے اماموں سے مانند ابونعیم اور بیہقی وغیرہ کی اور یہ جو کہا کہ اسلام میں تو مراد یہ ہے کہ ابتداء پیغمبر ہونے سے اور لگا تار سوائے ان معجزوں کے جو اس سے پہلے واقع ہوئے ہیں اور جو معجزے کہ پیغمبر ہونے سے بلکہ پیدا ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پہلے ظاہر ہوئے ہیں جمع کیا ہے ان کو حاکم نے اکلیل میں اور ابوسعید نیسا پوری نے کتاب شرف مصطفیٰ میں اور ابونعیم اور بیہقی نے دلائل نبوت میں اور عنقریب آئے گا اس سے اس کتاب میں بیچ قصے زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کے بیچ نکلنے اس کے کے دین کے تلاش میں اور گزر چکا ہے اس سے قصہ ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کا اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا اور میں نے پہلے بیان کیا ہے بیچ باب ناموں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے قصہ محمد بن عدی کا بیچ سبب نام رکھنے اس کے کے محمد اور مشہور اس سے قصہ بحیرہ راہب کا ہے اور وہ ابن اسحاق کی سیرہ میں ہے اور ابونعیم نے شعیب بن شعیب کے طریق سے روایت کی ہے کہ مرالظہر ان (ایک جگہ کا نام ہے) میں ایک درویش تھا اس کو عیص کہتے تھے پس ذکر کی ساری حدیث اور اس میں ہے کہ اس نے معلوم کروایا عبداللہ حضرت ﷺ کے باپ کو جس رات کو حضرت ﷺ پیدا ہوئے کہ یہ نبی ہیں اس امت کا اور ذکر کیں ان کے واسطے کئی چیزیں صفت ان کی سے اور طبرانی نے ابوسفیان سے روایت کی ہے کہ امیہ بن ابی الصلت نے اس کو کہا کہ میں پاتا ہوں کتابوں میں صفت پیغمبر ﷺ کی جو اس شہر میں پیدا ہوں گے اور میں گمان کرتا تھا کہ وہ میں ہوں پھر مجھ کو ظاہر ہوا کہ وہ عبد مناف کی اولاد سے ہے کہا اس نے سو میں نے نظر کی تو نہ پایا میں نے ان میں وہ شخص کہ موصوف ہے ساتھ اخلاق اس کے سے مگر عتبہ بن ربیعہ کو لیکن وہ چالیس برس سے تجاوز کر گیا تھا اور اس کی طرف وحی نہیں ہوئی تو میں نے جانا کہ وہ کوئی اور ہے ابوسفیان نے کہا سو جب حضرت ﷺ پیغمبر ہوئے تو میں نے امیہ سے آپ ﷺ کا حال کہا تو اس نے کہا کہ خبردار ہو کہ بے شک وہ سچا ہے سو پیروی کر اس کی تو میں نے کہا کہ تجھ کو کیا چیز مانع ہے کہا شرم ثقیف کی قوم سے کہ میں ان کو خبر دیا کرتا تھا کہ وہ پیغمبر میں ہوں پھر میں تابع ہوں واسطے ایک جوان کے عبد مناف کی اولاد سے اور احمد وغیرہ نے سلمہ بن سلامہ سے روایت کی ہے کہ مدینے میں ایک یہودی ہمارا ہمسایہ تھا تو نکلا وہ ہم پر حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے کچھ زمانہ تو ذکر کیا اس نے قیامت کو اور بہشت اور دوزخ کو تو ہم نے اس کو کہا کہ اس کی کیا نشانی ہے تو اس نے کہا کہ پیدا ہونا ایک پیغمبر کا کہ ان شہروں سے اٹھایا جائے گا اور اشارہ کیا اس نے طرف مکے کی انہوں نے کہا کہ یہ کب واقع ہو گا تو اس نے اپنی آنکھ سے آسمان کی طرف دیکھا اور میں سب قوموں میں کم سن تھا سو کہا کہ اگر اس لڑکے کی عمر دراز ہوئی تو ان کو پائے گا سو رات اور دن نہ گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو پیغمبر کر کے بھیجا اور وہ یہودی زندہ تھا تو ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایمان لائے اور وہ کافر ہوا سرکشی اور حسد سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی مکے میں رہتا تھا سو جب وہ رات ہوئی جس میں حضرت ﷺ پیدا ہوئے تو اس نے کہا کہ اے گروہ قریش! کیا تم میں کوئی اس رات لڑکا پیدا ہوا ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں اس نے کہا کہ دیکھو کہ اس رات میں اس امت کا پیغمبر پیدا ہوا ہے اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان علامت ہے وہ رات دودھ نہ پئیں گے اس واسطے کہ ایک جن نے آپ ﷺ کے منہ پر ہاتھ رکھا ہے تو قریش پھرے اور پوچھا تو کسی نے ان سے کہا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے تو یہودی ان کے ساتھ آپ ﷺ کی ماں کی طرف گیا تو آپ ﷺ کی ماں نے آپ ﷺ کو اس کے واسطے نکالا سو جب یہودی نے علامت دیکھی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کہا کہ دور ہوئی پیغمبری بنی اسرائیل سے اے گروہ قریش کے خبردار ہو قسم ہے اللہ کی کہ البتہ غالب ہو گا ساتھ تمہارے غالب ہونا کہ اس کی خبر مشرق اور مغرب تک پہنچے گی میں کہتا ہوں اور واسطے ان قصوں کے کئی نظیریں ہیں جن کی شرح

دراز ہوتی ہے اور اس چیز سے کہ ظاہر ہوئی ہے حضرت ﷺ کی پیغمبری کی نشانیوں سے نزدیک پیدا ہونے آپ ﷺ کے کے اور بعد اس کے وہ ہے جو روایت کی ہے طبرانی نے عثمان بن ابی العاص ثقفی سے اس نے روایت کی ہے اپنی ماں سے کہ وہ حضرت ﷺ کی ماں آمنہ کے پاس حاضر تھی سو جب آمنہ کو دردزہ شروع ہوا تو میں ستاروں کی طرف دیکھنے لگی کہ لٹک آئے یہاں تک کہ میں نے دل میں کہا کہ مجھ پر گر پڑے ہیں سو جب حضرت ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کی ماں سے ایک نور نکلا کہ روشن کیا واسطے آپ ﷺ کے گھر کو اور اس کی شاہد حدیث عرباض بن ساریہ کی ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ میں بندہ اللہ کا اور خاتم النبیین ہوں اور البتہ آدم علیہ السلام پڑے ہوئے تھے اپنی مٹی گوندھی ہوئی میں اور میں تم کو خبر دیتا ہوں اس سے کہ میں دعا ابراہیم علیہ السلام کی ہوں اور بشارت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے میری اور خواب ماں میری کی کہ اس نے دیکھی اور اسی طرح پیغمبروں کی مائیں خواب دیکھتی ہیں اور حضرت ﷺ کی ماں نے جب آپ ﷺ کو جنا تو ایک نور دیکھا جس نے شام کے محل روشن کیے روایت کی یہ حدیث احمد نے اور صحیح کہا اس کو ابن حبان اور حاکم نے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ روشن ہوا واسطے اس کے بصریٰ شام کی زمین سے اور روایت کی ابن حبان اور حاکم نے بیچ قصے دودھ پینے حضرت ﷺ کے ابن اسحاق کے طریق سے ساتھ اسناد اس کی کے طرف حلیمہ سعدیہ کی حدیث ساتھ درازی اس کی کے اور اس میں علامات سے بہت ہونا دودھ کا ہے اس کی چھاتی میں اور ہونا دودھ کا اس کی اونٹنیوں میں بعد نہایت دبلا ہونے کے اور تیز چلنا گدھے اس کے کا اور بہت ہونا دودھ کا اس کی بکریوں میں بعد اس کے اور سرسبز ہونا زمین اس کی کا اور جلدی ہونا آپ ﷺ کی نشوونما کا اور چیرنا فرشتوں کا آپ ﷺ کے سینے کو اور یہ اخیر نشانی مسلم میں ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ لڑکوں کے ساتھ کھیلتے تھے تو حضرت ﷺ کو زمین پر لٹایا اور آپ ﷺ کا دل چیر کر اس سے ایک جمے ہوئے خون کا ٹکڑا نکالا اور کہا کہ یہ حصہ شیطان کا ہے آپ ﷺ سے پھر اس کو زمزم کے پانی سے سونے کے طشت میں دھویا پھر اس کو الٹا کر کے اپنی جگہ میں رکھا، الحدیث اور ابن ہانی مخزومی سے روایت ہے اور اس کی عمر ڈیڑھ سو برس کی تھی اس نے کہا کہ جب وہ رات ہوئی جس میں آپ ﷺ پیدا ہوئے تو کسریٰ بادشاہ فارس کا دیوان خانہ ٹوٹ گیا اور اس کے بارہ کنگرے گر پڑے اور فارس کی آگ بجھ گئی اور اس سے پہلے ہزار برس نہ بجھی تھی اور بحیرہ صاوہ زمین میں دھنس گیا اور دیکھا منبذ یعنی گرنے اونٹ بدکنے والے کو کہ کھینچتا ہے گھوڑے عربی کو تحقیق قطع کیا اس نے دجلہ کو اور پھیل گیا اس کے شہروں میں سو جب صبح ہوئی تو کسریٰ اس واقع سے بہت گھبرایا اور اپنے ملک کے علماء سے اس کا حال پوچھا پس ذکر کیا سارا قصہ ساتھ طول کے روایت کیا اس کو ابن سکن وغیرہ نے معرفت صحابہ میں اور اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پچاس حدیثیں نقل کی ہیں۔ (فتح)

۳۳۰۶ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ

۳۳۰۶۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ

زَرِيْرٍ سَمِعْتُ أَبَا رَجَآءٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ
بْنُ حُصَيْنٍ أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ فَأَدْلَجُوْا لَيْلَتَهُمْ
حَتّٰى إِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ عَرَّسُوْا فَغَلَبَتْهُمْ
أَعْيُنُهُمْ حَتّٰى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَكَانَ أَوَّلَ
مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَّنَامِهٖ أَبُوْ بَكْرٍ وَّكَانَ لَا
يُوْقَظُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
مَّنَامِهٖ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ فَقَعَدَ
أَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ
صَوْتَهٗ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَنَزَلَ وَصَلّٰى بِنَا الْغَدَاةَ فَاعْتَزَلَ
رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ
قَالَ يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا قَالَ
أَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ فَأَمَرَهٗ أَنْ يَّتَيَمَّمَ بِالصَّعِيْدِ
ثُمَّ صَلّٰى وَجَعَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَكُوْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَدْ
عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيْدًا فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِذَا
نَحْنُ بِامْرَأَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ
فَقُلْنَا لَهَا أَيْنَ الْمَآءُ فَقَالَتْ إِنَّهٗ لَا مَآءَ فَقُلْنَا
كَمْ بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَآءِ قَالَتْ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ
فَقُلْنَا انْطَلِقِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَلَمْ
نُمَلِّكْهَا مِنْ أَمْرِهَا حَتّٰى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِيْ
حَدَّثَتْنَا غَيْرَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ فَأَمَرَ

حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو تمام رات چلے
یہاں تک کہ جب صبح ہوئی یعنی پچھلی رات ہوئی تو اترے پس
سو گئے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوا تو سب سے پہلے صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ جاگے اور دستور تھا کہ حضرت ﷺ کو کوئی نہ جگاتا
یہاں تک کہ خود جاگتے سو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جاگے تو
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے سو اللہ اکبر کہنے
لگے اور اپنی آواز بلند کرنے لگے یہاں تک کہ حضرت ﷺ
بیدار ہوئے پھر اترے اور ہم کو صبح کی نماز پڑھائی تو ایک مرد
قوم سے علیحدہ ہوا اور اس نے ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھی سو
جب حضرت ﷺ نماز سے پھرے تو فرمایا کہ اے فلانے کس
چیز نے تم کو روکا ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے اس نے کہا کہ
مجھ کو جنابت پہنچی یعنی مجھ کو نہانے کی حاجت تھی تو
حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا تیمّم کرنے کا پاک مٹی سے پھر
اس نے نماز پڑھی یعنی بعد تیمّم کے اور حضرت ﷺ نے مجھ کو
اپنے پاس والے سواروں پر امیر کیا یعنی فرمایا کہ پانی تلاش
کرو اور ہم کو سخت پیاس لگی تھی سو جس حالت میں کہ ہم چلے
جاتے تھے تو ناگہاں ہم نے ایک عورت دیکھی جو اپنے پاؤں
دو مشکیزوں کے درمیان لٹکائے تھی تو ہم نے اس سے کہا کہ
پانی کہاں ہے اس نے کہا کہ اس جگہ پانی نہیں ہم نے کہا کہ
تیرے گھر والوں اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اس نے
کہا کہ ایک دن رات کا تو ہم نے کہا کہ رسول اللہ کے پاس
چل اس نے کہا کہ رسول اللہ کیا ہے یعنی اس کلام کے کیا معنی
ہیں سو ہم نے اس کو مجبور کیا یہاں تک کہ اس کو حضرت ﷺ
کے پاس لائے تو اس نے حضرت ﷺ سے کلام کیا جیسا ہم
سے کلام کیا تھا لیکن اس نے آپ ﷺ سے بیان کیا کہ میں

بِمَزَادَتَيْهَا فَمَسَحَ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا أَرْبَعِيْنَ رَجُلًا حَتّٰى رَوِيْنَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَّعَنَا وَإِدَاوَةٍ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيْرًا وَّهِيَ تَكَادُ تَنِضُّ مِنَ الْمِلْءِ ثُمَّ قَالَ هَاتُوْا مَا عِنْدَكُمْ فَجُمِعَ لَهَا مِنَ الْكِسَرِ وَالتَّمْرِ حَتّٰى أَتَتْ أَهْلَهَا قَالَتْ لَقِيْتُ أَسْحَرَ النَّاسِ أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوْا فَهَدَى اللّٰهُ ذَاكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوْا.

صاحب یتیموں کی ہوں یعنی میرے لڑکے یتیم ہیں سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ لانے دونوں مشکیزے اس کے تو مسح کیا آپ ﷺ نے دونوں مشکیزوں کے دھانوں پر سو ہم نے پانی پیا پیاس کی حالت میں اور ہم چالیس مرد تھے یہاں تک کہ ہم سیراب ہوئے پھر بھر لیا ہم نے ہر مشک اور چھاگل کو کہ ہمارے ساتھ تھی لیکن ہم نے اونٹوں کو پانی نہ پلایا اور وہ مشک جوش مارتی تھی پانی سے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لاؤ جو کچھ تمہارے پاس ہے سو جمع کیا گیا واسطے اس کے کھانا روٹی کے ٹکڑوں اور کھجوروں سے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ ملی میں ایسے شخص سے جو سب لوگوں میں زیادہ بڑا جادوگر ہے یا وہ پیغمبر ہے جیسا گمان کرتے ہیں سو ہدایت کی اللہ نے اس جماعت کو اس عورت کے سبب سو وہ عورت مسلمان ہوئی اور اس کی قوم بھی مسلمان ہوئی۔

فائدہ: اور معجزہ اس میں بہت ہونا پانی تھوڑے کا ہے ساتھ برکت حضرت ﷺ کے اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب تیمم میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۳۰۷ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ وَّهُوَ بِالزَّوْرَآءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَآءِ فَجَعَلَ الْمَآءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِأَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثَ مِائَةٍ أَوْ زُهَآءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ.

۳۳۰۷ ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک برتن لایا گیا اور آپ ﷺ زورا میں تھے کہ نام ہے ایک جگہ کا مدینے میں تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ برتن میں رکھا تو آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی ابلنے لگا تو سب لوگوں نے وضو کیا قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم کتنے مرد تھے انہوں نے کہا کہ تین سو یا کچھ اوپر تین سو سے۔

۳۳۰۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ

۳۳۰۸ ۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور عصر کی نماز کا وقت ہوا تو لوگوں نے

طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتُمِسَ الْوَضُوْءُ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِيْ ذٰلِكَ الْإِنَآءِ فَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَّتَوَضَّئُوْا مِنْهُ فَرَأَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّؤُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ.

وضو کا پانی تلاش کیا سو اس کو نہ پایا پھر حضرت ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا یعنی ایک برتن میں تو حضرت ﷺ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھا اور لوگوں کو حکم کیا اس سے وضو کرنے کا تو میں نے پانی کو دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں کے تلے سے جوش مارتا ہے تو لوگ وضو کرنے لگے یہاں تک کہ وضو کیا ان کے پیچھے والوں نے۔

۳۳۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُبَارَكٍ حَدَّثَنَا حَزْمٌ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ مَخَارِجِهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَانْطَلَقُوْا يَسِيْرُوْنَ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلَمْ يَجِدُوْا مَآءً يَّتَوَضَّؤُوْنَ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَجَآءَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ يَّسِيْرٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَدَّ أَصَابِعَهُ الْأَرْبَعَ عَلَى الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَتَوَضَّؤُوْا فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتّٰى بَلَغُوْا فِيْمَا يُرِيْدُوْنَ مِنَ الْوَضُوْءِ وَكَانُوْا سَبْعِيْنَ أَوْ نَحْوَهُ.

۳۳۰۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے بعض سفروں میں نکلے اور آپ ﷺ کے پاس چند اصحاب رضی اللہ عنہم تھے سو وہ چلے سیر کرتے سو نماز کا وقت ہوا سو انہوں نے پانی نہ پایا کہ وضو کریں تو قوم میں سے ایک مرد چلا اور ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی لایا تو حضرت ﷺ نے اس کو لے کر وضو کیا پھر اپنی چاروں انگلیاں پیالے میں دراز کیں پھر فرمایا کہ اٹھو وضو کرو تو سب لوگوں نے وضو کیا یہاں تک کہ پہنچے اپنی مراد کو وضو کو اور تھے ستر آدمی یا مانند اس کی۔

۳۳۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَأُتِيَ

۳۳۱۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کا وقت ہوا تو کھڑا ہوا جس کا گھر مسجد کے قریب تھا وضو کرنے کو اور باقی رہی ایک جماعت تو حضرت ﷺ کے پاس پتھر کا پیالہ لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا تو حضرت ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ رکھا

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِخْضَبٍ مِّنْ حِجَارَةٍ فِیْهِ مَآءٌ فَوَضَعَ كَفَّهٗ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ أَنْ یَّبْسُطَ فِیْهِ كَفَّهٗ فَضَمَّ أَصَابِعَهٗ فَوَضَعَهَا فِی الْمِخْضَبِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِیْعًا قُلْتُ كَمْ كَانُوْا قَالَ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

سو چھوٹا ہوا پیالہ اس سے کہ کشادہ کریں حضرت ﷺ اس میں اپنا ہاتھ یعنی اس میں حضرت ﷺ کا ہاتھ کشادہ نہ ہو سکا پھر حضرت ﷺ نے اپنی انگلیوں کو جوڑ کر پیالے میں رکھا تو سب لوگوں نے وضو کیا میں نے کہا کتنے تھے انس رضی اللہ عنہ نے کہا اسی مرد تھے۔

فائدہ: روایت کی امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث چار طریقوں سے قتادہ رضی اللہ عنہ اور اسحاق اور حسن اور حمید سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور بعض کے نزدیک وہ چیز ہے جو بعض کے نزدیک نہیں اور مجھ کو مجموع روایتوں سے ظاہر ہوا کہ یہ دو قصے ہیں دو جگہوں میں واقع ہوئے ہیں واسطے تغائر کے حاضرین کی گنتی میں اور یہ مغائرت ظاہر ہے ان میں تطبیق بعید ہے اور اسی طرح تعیین مکان کی جس میں یہ واقع ہوا اس واسطے کہ ظاہر حسن کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقع سفر میں تھا برخلاف روایت قتادہ رضی اللہ عنہ کے پس تحقیق وہ ظاہر ہے اس میں کہ وہ واقع مدینے میں تھا اور آئے گا بیچ حدیث غیر انس رضی اللہ عنہ کے کہ تھا یہ واقع اور جگہوں میں عیاض نے کہا کہ روایت کیا ہے اس قصے کو ثقات سے عدد کثیر نے جم غفیر سے تمام خلقت سے اس حال میں کہ متصل ہے یہ روایت ساتھ اصحاب رضی اللہ عنہم کے اور تھا یہ معاملہ بیچ جگہوں جمع ہونے کثیر کے ان میں سے محفلوں میں اور جگہ جمع ہونے لشکروں کے اور نہیں وارد ہوا انکار کسی ایک سے ان میں سے اس کے راوی پر پس یہ قسم ملحق ہے ساتھ قطعی معجزوں آپ ﷺ کے کے اور قرطبی نے کہا کہ نہیں سنا گیا مثل اس معجزے کی ہمارے پیغمبر کے غیر سے اور حدیث جوش مارنے پانی کی مروی ہے صحیحین وغیرہ میں انس رضی اللہ عنہ سے اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابن ابی لیلیٰ سے پس عدد ان اصحاب رضی اللہ عنہم کا اس قدر نہیں جیسا کہ عیاض کے کلام سے سمجھا جاتا ہے اور لیکن بہت ہونا پانی کا حضرت ﷺ کے ہاتھ لگانے سے یا اس میں تھوکنے سے یا اس میں کوئی چیز رکھنے سے مانند تیر کی پس وارد ہوا ہے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اور انس رضی اللہ عنہ سے اور ابن زیاد سے پس ان دونوں عددوں کو جمع کیا جائے تو پہنچتا ہے کثرت مذکور کو یا قریب اس کے اور لیکن جن لوگوں نے اس کو دوسرے قرن والوں سے یعنی تابعین سے روایت کیا ہے پس وہ عدد میں بہت ہیں اگرچہ نصف طریق اس کے افراد ہیں اور حاصل کلام یہ ہے کہ سمجھا جاتا ہے اس سے رد ابن بطال پر اس واسطے کہ اس نے کہا کہ نہیں مروی ہے یہ حدیث مگر انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے اور یہ پکڑنا ہے اس پر ساتھ قلت اطلاع اور یاد رکھنے حدیثوں اس کتاب کی اور قرطبی نے کہا کہ نہیں سنا گیا مثل اس معجزے کے حضرت ﷺ کے غیر سے جس جگہ کہ جوش مارا پانی نے آپ ﷺ کی ہڈیوں اور گوشت سے اور خون سے اور مزنی سے منقول ہے کہ جوش مارنا پانی کا

آپ ﷺ کی انگلیوں سے ابلغ ہے معجزے میں جوش مارنے پانی کے سے پتھر سے جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو عصا مارا پس جاری ہوا اس سے پانی اس واسطے کہ نکلنا پانی کا پتھر سے معلوم ہے برخلاف نکلنے پانی کے گوشت اور خون کے درمیان سے اور ظاہر کلام اس کی سے معلوم ہوتا ہے کہ جوش مارا پانی نے نفس گوشت سے جو انگلیوں کے درمیان ہے اور اس سے واضح تر وہ حدیث ہے جو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک مشکیزہ لایا گیا تو حضرت ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا پھر اپنی انگلیوں کو کشادہ کیا تو جوش مارا پانی نے حضرت ﷺ کی انگلیوں سے مانند عصا موسیٰ علیہ السلام کی پس تحقیق جاری ہوا پانی نفس عصا سے اس واسطے کہ تمسک اس کا واسطے اس کے تقاضا کرتا ہے کہ پانی حضرت ﷺ کی انگلیوں سے جاری ہوا اور احتمال ہے کہ ہو مراد کہ تحقیق پانی تھا جوش مارتا آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے بہ نسبت رؤیت دیکھنے والے کے یعنی بظاہر دیکھنے والے کو معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں سے نکلتا ہے اور وہ نفس الامر میں واسطے برکت کے تھا جو حاصل ہوئی تھی اس میں جوش مارتا تھا اور بہت ہوتا تھا اور حضرت ﷺ کا ہاتھ پانی میں تھا سو دیکھنے والا خیال کرتا تھا کہ پانی حضرت ﷺ کی انگلیوں سے جاری ہے اور پہلی وجہ ابلغ ہے معجزے میں اور نہیں حدیثوں میں وہ چیز جو اس کو رد کرے اور وہ اولیٰ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ ہی آپ ﷺ کے پاس پانی لائے تھے اور یہ کہ حاضر کیا انس رضی اللہ عنہ نے اس پانی کو حضرت ﷺ کے پاس ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے اور یہ کہ پھیر دیا اس کو حضرت ﷺ نے بعد فارغ ہونے ان کے کے طرف ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اور اس میں مقدار ہے اس پانی کی کہ اس میں پہلے تھا اور ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت ﷺ قبا کی طرف نکلے تو ان کے کسی گھر سے ایک چھوٹا پیالہ لایا گیا اور جابر رضی اللہ عنہ کی آئندہ حدیث میں تصریح ہے کہ یہ واقع سفر میں ہوا پس احمد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ سفر کیا اور حاضر ہوا وقت نماز کا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا لوگوں میں وضو کا پانی ہے تو ایک مرد اپنا باقی پانی ایک پیالے میں لایا تو اس نے اس کو ایک پیالے میں ڈالا تو حضرت ﷺ نے وضو کیا پھر لوگ باقی پانی پر آئے اور کہا کہ مسح کرو مسح کرو تو حضرت ﷺ نے ان کو سنا تو فرمایا کہ ٹھہر جاؤ تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ پیالے میں مارا پانی کے درمیان پھر فرمایا کہ کامل وضو کرو سو جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جو میری آنکھ لے گیا البتہ میں نے پانی کو دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں سے نکلتا تھا یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضو کیا اور کہا کہ ہم دو سو سے اوپر تھے اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے ایک قصہ اور مروی ہے حدیث طویل میں اس میں ہے کہ جو پانی آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تھا فقط ایک قطرہ تھا چمڑے کے ایک برتن میں اگر اس کو گراتا تو البتہ اس کو خشک برتن پی جاتا اور یہ کہ نہ پایا گیا لشکر میں پانی سوائے اس قطرے کے تو حضرت ﷺ نے اس کو لیا اور کلام کیا اور اپنے ہاتھ سے چھوا پھر فرمایا کہ پکار دو لشکر میں کہ اپنے برتن لائیں تو برتن لائے گئے تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ٹب میں رکھا اور اس کو کشادہ کیا پھر اپنی انگلیوں کو دراز کیا اور اس قطرے کو ٹب کے اور فرمایا

کہ لے اے جابر رضی اللہ عنہ پس ڈال مجھ پر اور کہہ بسم اللہ تو میں نے ویسے کیا پھر میں نے پانی کو دیکھا اور آپ ﷺ کی انگلیوں سے جوش مارتا تھا پھر جوش مارا ٹب نے اور کھولا یہاں تک کہ بھر گیا پھر لوگ آئے اور پانی پینے لگے یہاں تک کہ سیراب ہوئے پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ٹب سے اٹھایا اور پانی سے پُر تھا اور یہ قصہ بلیغ تر ہے پہلے سب قصوں سے واسطے شامل ہونے اس کے کے اوپر کم ہونے پانی کے اور بہتایت پانی پہلے والوں کی اور مراد اس حدیث سے جوش مارنا پانی کا ہے حضرت ﷺ کی انگلیوں سے۔(فتح)

٣٣١١۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رِكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهٗ فَقَالَ مَا لَكُمْ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَآءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِي الرِّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَآءُ يَثُوْرُ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ كَأَمْثَالِ الْعُيُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً.

٣٣١١۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی اور حضرت ﷺ کے آگے ایک چھاگل تھی تو آپ ﷺ نے وضو کیا تو لوگوں نے پانی کے واسطے حضرت ﷺ کی طرف جلدی کی حضرت ﷺ نے فرمایا کیا حال ہے تمہارا لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس پانی نہیں کہ وضو کریں اور پانی پینے کا مگر وہ پانی کہ آپ ﷺ کے آگے ہے تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ چھاگل میں رکھا تو پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے جوش مارنے لگا مانند چشموں کے سو ہم نے پیا اور وضو کیا میں نے کہا تم کتنے آدمی تھے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ہم لاکھ آدمی ہوتے تو البتہ ہم کو کفایت کرتا لیکن ہم پندرہ سو تھے۔

فائدہ: مراد اس حدیث میں بھی جوش مارنا پانی کا ہے۔

٣٣١٢۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَّالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا حَتّٰى لَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَفِيْرِ الْبِئْرِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِي الْبِئْرِ

٣٣١٢۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو آدمی تھے اور حدیبیہ ایک کنواں تھا (جو مکے سے دس بارہ کوس پر ہے) تو ہم نے اس کا پانی کھینچا یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ نہ چھوڑا تو حضرت ﷺ کنویں کے کنارے پر بیٹھے اور پانی منگوایا اور کلی کر کے کنویں میں ڈالی پھر ہم تھوڑی دیر ٹھہرے پھر ہم نے پانی پیا یہاں تک کہ ہم سیراب ہوئے اور ہماری سواری کے جانور بھی سیراب ہوئے یا وہاں سے پلٹے۔

فَمَكَثْنَا غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ اسْتَقَيْنَا حَتّٰى رَوِيْنَا وَرَوَتْ أَوْ صَدَرَتْ رَكَآئِبُنَا.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح جنگ حدیبیہ میں آئے گی اور ان کی وجہ تطبیق بھی وہی آئے گی مراد اس حدیث میں بہت ہونا پانی حدیبیہ کا ہے۔

٣٣١٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَلَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهُ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ

٣٣١٣۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ البتہ میں نے سنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نرم پہچانتا ہوں اس میں بھوک کو سو کہا کہ تیرے پاس کچھ چیز ہے انہوں نے کہا کہ ہاں تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنی اوڑھنی نکالی پھر روٹیوں کو اس کے کنارے میں لپیٹا پھر اس کو میرے ہاتھ کے تلے چھپایا اور اس کے ایک کنارے کو مجھ پر لپیٹا یعنی اس کا ایک کنارہ میرے سر پر لپیٹا اور ایک بغلوں پر پھر مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں ان روٹیوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ تھے سو میں ان پر کھڑا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تجھ کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا میں نے کہا ہاں فرمایا کھانا دے کر میں نے کہا ہاں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں سے فرمایا کہ اٹھو تو وہ چلے اور میں ان کے آگے چلا یہاں تک کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان کو خبر دی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ آئے اور نہیں ہے ہمارے پاس جو ان کو کھلا دیں تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی کو چلے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے پھر آگے بڑھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَّا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

آپ ﷺ کے ساتھ تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لا اے ام سلیم رضی اللہ عنہا جو تیرے پاس ہے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا وہ روٹیاں لائیں پھر حضرت ﷺ نے حکم کیا ان کو توڑنے کا سو وہ توڑی گئیں اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک کپی نچوڑی یعنی گھی کی سو اس کو روٹیوں کا شوربہ بنایا پھر کہا حضرت ﷺ نے اس میں جو کچھ اللہ نے چاہا کہ کہیں یعنی اس میں برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ اذن دے دس کو یعنی بلا تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دی سو ان دس نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر باہر نکلے پھر فرمایا کہ اجازت دے اور دس کو تو انہوں نے ان کو اجازت دی تو انہوں نے بھی کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر باہر نکلے پھر فرمایا اجازت دو دس کو تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دی پھر انھوں نے بھی کھایا یہاں تک کہ سیر ہو کر باہر نکلے پھر فرمایا اجازت دے دس کو تو سب لوگوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے اور سب قوم ستر یا اسی مرد تھے۔

فائدہ: اور مراد مسجد سے وہ جگہ ہے جس کو حضرت ﷺ نے نماز کے واسطے تیار کیا ہوا تھا جب کہ جنگ خندق میں کفار نے مدینے کو گھیرا اور اس حدیث میں عمل کرنا ہے قرینوں پر اور ایک روایت میں ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ بھوکے ہیں تو وہ مزدوری کر کے ایک صاع جو لائے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کو پیس کر روٹیاں پکائیں اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مد جو تھے اور ان میں مخالفت نہیں اس واسطے کہ اصل میں جو ایک صاع تھے تو انہوں نے ان میں سے کچھ اپنی عیال کے واسطے پکایا اور کچھ حضرت ﷺ کے واسطے اور احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو اور دلالت کرتی ہے تعدد پر وہ چیز کہ درمیان چوری اور روٹی لپیٹی ہوئی گھی کی چپڑی ہوئی کے ہے مغائرت سے اور تحقیق واقع ہوا ہے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے واسطے اس چیز میں کہ اس کو حضرت ﷺ کے واسطے تیار کیا جب کہ حضرت ﷺ نے زینب سے نکاح کیا قریب اس قصے کے بہت ہونے کھانے کے سے اور کھلانے دس دس آدمی کے سے کما سیلتی فی الولیمۃ اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں تو ظاہر اس کا یہ ہے

کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر کی طرف بلانا چاہا تھا اور اول کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نے انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روٹی بھیجی اور تطبیق دونوں کلام کے درمیان یہ ہے کہ ان کی مراد روٹی بھیجنے سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے روٹی لے کر کھالیں پھر جب انس رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت لوگ دیکھے تو ان کو شرم آئی اور ان کو مناسب معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں تنہا بلا لے جائیں تاکہ ان کا مقصود حاصل ہو کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھلانا چاہتے ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ کو سمجھا دیا ہو کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت لوگ ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا گھر بلا لانا اس خوف سے کہ تھوڑا کھانا ان کو کفایت نہ کرے گا اور اس واقعہ کی اکثر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں بلانا چاہا تھا اور یہ جو کہا کہ اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں تو گویا کہ انہوں نے پہچان لیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام عمداً کیا ہے تاکہ ظاہر ہو کرامت بیچ بہت ہونے کھانے کے اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر دانائی ام سلیم رضی اللہ عنہا کے اور راجح ہونے عقل اس کے کے اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ آٹھ آدمی نے داخل ہو کر کھایا تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ معاملہ کئی بار واقع ہوا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی گھی پر لگا کر روٹی پر ملی تو روٹی پھولنے لگی پھر فرمایا بسم اللہ پس ہمیشہ رہے اسی طرح کرتے اور روٹی پھولتی جاتی یہاں تک کہ کٹورا بھر گیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بسم اللہ الٰہی اس میں بہت برکت کر پس معلوم ہوا کہ یہی مراد ساتھ قول اس کے قال فیھا ماشاء اللہ ان یقول اور ایک روایت میں ہے کہ پھر سب کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سب گھر والوں نے کھایا اور کچھ باقی رہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی کو جمع کیا اور اس میں برکت کی دعا کی پس ہو گیا جیسا کہ پہلے تھا اور اس حدیث کے کچھ فائدے کتاب الصلوۃ میں گزر چکے ہیں۔

تکملہ: کسی نے مجھ سے پوچھا کہ دس دس آدمی کے کھلانے میں کیا حکمت ہے سب کو یکبارگی اکٹھے کیوں نہ کھلایا تو میں نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا ہوگا کہ کھانا تھوڑا ہے اور وہ ایک رکاب میں ہے پس نہیں ممکن تھا کہ اس قدر بہت آدمی اس کے گرد حلقہ باندھ سکیں تو پھر سائل نے کہا کہ کیوں نہ داخل ہوئے کل اور جو حلقے میں نہ آ سکتا اس کو جدا کیا جاتا پس تھا یہ ابلغ بیچ مشترک ہونے تمام کے اطلاع میں معجزے پر برخلاف تفریق کے پس تحقیق راہ پاتا ہے اس میں احتمال بار بار رکھنے طعام کا واسطے چھوٹے ہونے رکاب کے تو میں نے کہا کہ احتمال ہے کہ گھر تنگ ہو (فتح) اور مراد اس حدیث میں بہت ہونے کھانے تھوڑے کا ہے۔

٣٣١٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ

٣٣١٤ ـ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم معجزوں اور کرامتوں کو برکت گنتے تھے اور تم اے لوگو! گنتے ہو ان کو سبب ڈرانے کا ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو

اللهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَّاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَآءُ فَقَالَ اطْلُبُوْا فَضْلَةً مِّنْ مَّآءٍ فَجَآءُوْا بِاِنَآءٍ فِيْهِ مَآءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَآءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللهِ فَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ.

پانی کم ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ڈھونڈو بچا پانی یعنی کسی برتن میں کہ اس میں کچھ پانی باقی ہو تو اصحاب رضی اللہ عنہم ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ برتن میں داخل کیا پھر فرمایا کہ جلد چلو اوپر پانی پاک کرنے والے بابرکت کے اور زیادتی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یعنی نہ اور کسی کی طرف سے اور البتہ میں نے پانی کو دیکھا کہ حضرت ﷺ کی انگلیوں سے نکلتا ہے اور البتہ ہم سنتے تھے کھانے کا سبحان اللہ کہنا اور حالانکہ کھانا کھایا جاتا تھا۔

فائدہ: جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ انکار کیا اس نے اوپر ان کے اس کا کہ وہ تمام خوارق عادت کو سبب ڈرانے کا گنتے تھے تو نہیں ہے تمام خارق عادت برکت پس تحقیق چاہتی ہے گننے بعض ان کی کو برکت اللہ کی طرف سے مانند سیر ہونے خلقت بہت کے کھانے تھوڑے سے اور بعض ان کے کو سبب ڈرانے کا اللہ کی طرف سے مانند گرہن سورج اور چاند کے جیسا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے ڈراتا ہے اللہ ان کے سبب سے اپنے بندوں کو اور شاید جن لوگوں سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے خطاب کیا تھا انہوں نے تمسک کیا تھا ساتھ ظاہر اس آیت کے ﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيَاتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا﴾ یعنی نہیں بھیجتے ہم نشانیاں مگر واسطے ڈرانے کے اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے زمین میں دھنس جانا سنا پس کہا کہ تھے ہم اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت ﷺ کے گنتے نشانیوں کو برکت اور بیہقی نے کہا کہ یہ معاملہ حدیبیہ میں واقع ہوا ہے اور اس کی بعض طریقوں میں ابونعیم کے نزدیک یہ ہے کہ یہ واقع جنگ خیبر کا ہے اور یہی وجہ اولیٰ ہے اور دلالت کرتا ہے اوپر مکرر ہونے واقعہ اس کے کے سفر میں اور حضر میں اور یہ جو کہا کہ برکت اللہ کی طرف سے ہے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ ایجاب اللہ کی طرف سے ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں دراز کیا تو آپ ﷺ کے ہاتھ کے تلے نہر جاری ہوئی تو ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے پینا شروع کیا اور حکمت بیچ ڈھونڈنے ان جگہوں میں بچے پانی کو یہ ہے تا کہ نہ گمان کیا جائے کہ حضرت ﷺ پیدا کرنے والے ہیں واسطے پانی کے اور احتمال ہے کہ وہ اشارہ طرف اس کی کہ اللہ نے جاری کی ہے عادت دنیا میں غالبا ساتھ پیدا ہونے اور جننے کے ایک دوسرے سے اور یہ کہ بعض چیزوں میں ایک دوسرے سے پیدا ہونا واقع ہوتا ہے اور بعض چیزوں میں نہیں ہوتا اور منجملہ اس کے سے وہ چیز ہے جس کو ہم مشاہدہ کرتے ہیں جوش مارنے بعض پتلی چیزوں کے سے جب ڈھانک کر رکھی جائیں اور کچھ زمانہ

چھوڑی جائیں اور نہیں جاری ہوئی ہے یہ عادت خالص پانی میں پس ہوگا معجزہ ساتھ اس کے نہایت ظاہر اور یہ جو کہا کہ ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے اور وہ کھایا جاتا تھا یعنی حضرت ﷺ کے زمانے میں غالبًا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے اور واسطے اس کے شاہد ہے جو بیہقی نے روایت کی ہے کہ جس حالت میں کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ دونوں کھانا کھاتے تھے ایک رکاب میں کہ ناگہاں تسبیح کہی رکاب نے اور کھانے نے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ بیمار ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس ایک طشت لائے جس میں انگور اور چھوہارے تھے تو حضرت ﷺ نے اس سے کھایا تو اس نے تسبیح کہی میں کہتا ہوں کہ تحقیق مشہور ہوا سبحان اللہ کہنا پتھروں کا پس ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ساتھ کنکریاں لیں تو انہوں نے حضرت ﷺ کے ہاتھ میں سبحان اللہ کہی یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز سنی پھر ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھا تو انہوں نے تسبیح کہی پھر ان کو عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھا تو بھی انہوں نے تسبیح کہی اور پھر ان کو عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھا تو پھر بھی انہوں نے تسبیح کہی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ سب حاضرین نے ان کی تسبیح سنی اور پھر ان کو ہمارے ہاتھوں میں رکھا تو پھر نہ تسبیح کہی انہوں نے ساتھ کسی کے ہم میں سے ابن حاجب نے ذکر کیا ہے بعض شیعہ سے کہ پھٹ جانا چاند کا اور سبحان اللہ کہنا پتھروں کا اور آواز کرنا لکڑی کا اور سلام کرنا ہرن کا بطریق احاد منقول ہے باوجود زیادہ ہونے اسباب کے اوپر نقل کرنے اس کے کے اور باوجود اس کے کسی نے راویوں کی تکذیب نہیں کی اور جواب دیا ہے اس نے کہ بے پرواہی کی گئی ہے نقل کرنے ان کے سے بطور تواتر کے ساتھ قرآن کے اور جواب دیا ہے اس کے غیر نے کہ یہ بطریق احاد کے منقول نہیں یعنی بلکہ بطریق تواتر کے منقول ہیں اور بر تقدیر تسلیم کے پس مجموع اس کا فائدہ دیتا ہے یقین کا جیسا کہ اس فصل کے اول میں گزر چکا ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ سب معجزے مشہور ہیں نزدیک لوگوں کے اور روایت کی حیثیت سے پس نہیں ایک برابر پس تحقیق آواز کرنا لکڑی کا اور پھٹ جانا چاند کا دونوں بطور استفاضہ کے منقول ہیں جو مفید ہے یقین کو نزدیک اس شخص کے جو مطلع ہے اس حدیث کے طریقوں پر حدیث کے اماموں سے سوائے غیر ان کے کے جس کو اس فن سے تجربہ نہیں اور اپر سبحان اللہ کہنا پتھروں کا سو نہیں ہے واسطے اس کے مگر یہ ایک طریق باوجود ضعیف ہونے اس کے اور لیکن سلام کرنا ہرن کا پس نہیں پاتا میں واسطے اس کے سند نہ قوی وجہ سے اور نہ ضعیف وجہ سے واللہ اعلم (فتح) اور مراد اس میں جوش مارنا پانی کا اور تسبیح کہنا کھانے کا ہے۔

٣٣١٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَامِرٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَأَتَيْتُ

٣٣١٥۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک میرا باپ فوت ہوا یعنی شہید ہوا اور اس پر قرض تھا سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میرے باپ نے اپنے اوپر قرض

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّ أَبِيْ تَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا وَّلَيْسَ عِنْدِيْ إِلَّا مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ وَلَا يَبْلُغُ مَا يُخْرِجُ سِنِيْنَ مَا عَلَيْهِ فَانْطَلِقْ مَعِيْ لِكَيْ لَا يُفْحِشَ عَلَيَّ الْغُرَمَآءُ فَمَشٰى حَوْلَ بَيْدَرٍ مِّنْ بَيَادِرِ التَّمْرِ فَدَعَا ثُمَّ اٰخَرَ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ فَقَالَ انْزِعُوْهُ فَأَوْفَاهُمُ الَّذِيْ لَهُمْ وَبَقِيَ مِثْلُ مَا أَعْطَاهُمْ.

چھوڑا ہے اور نہیں میرے پاس کچھ یعنی انہوں نے کچھ مال نہیں چھوڑا مگر جو خرما کہ حاصل ہوتا ہے اس کے باغ سے اور نہیں پہنچتا حاصل کئی برس کا اس کے قرض کو یعنی باغ کے خرما سے کئی برس سے بھی ان کا قرض ادا نہیں ہوسکے گا سو آپ ﷺ میرے ساتھ چلیں تا کہ قرض خواہ مجھ کو فحش نہ کہیں سو حضرت ﷺ چلے اور کھجوروں کے ایک ڈھیر کے گرد گھومے پھر اس میں برکت کی دعا کی پھر دوسرے ڈھیر کے گرد گھومے پھر اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ نکالو کھجوروں کو ڈھیروں سے سو قرض خواہوں کو ان کا قرض پورا دیا اور جتنا ان کو دیا اتنا باقی رہا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کے باپ جنگ احد میں شہید ہوئے اور انہوں نے چھ بیٹیاں چھوڑیں اور اپنے اوپر قرض چھوڑا اور ایک روایت میں ہے کہ ان پر ایک یہودی کی تیس وسق کھجوریں تھیں تو جابر رضی اللہ عنہ نے اس سے مہلت چاہی اس نے نہ مانا پھر جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے سفارش کروائی تو بھی اس نے نہ مانا اور ایک روایت میں ہے کہ قرض خواہوں نے تقاضے میں سختی کی تو میں نے حضرت ﷺ سے سفارش کروائی کہ جتنا خرما میرے باغ میں ہے وہ لے لیں اور میرے باپ کو معاف کریں انہوں نے نہ مانا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور ہر قسم کے کھجوروں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر کرو عجوہ کو علیحدہ اور عذق زید کو علیحدہ اور ایک روایت میں ہے کہ پھر فرمایا کہ ان کو تول تول کر دینا شروع کرو تو میں نے ان کو تول تول کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ ان کو قرض پورا دیا بعد اس کے کہ حضرت ﷺ پلٹ آئے اور ایک روایت میں ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد وہ سب ڈھیر اسی طرح تھا کچھ اس میں کمی نہ ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ کچھ کھجوریں ہمارے واسطے باقی بچیں اور ایک روایت میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو تیس وسق پورے دیئے اور سترہ وسق بچ رہے اور تطبیق یہ ہے کہ یہ محمول ہے تعدد قرض خواہوں پر یعنی قرض خواہ کئی تھے پس گویا کہ اصل قرض اس سے ایک یہودی کے واسطے تیس وسق تھے ایک قسم کھجور سے پس پورا دیا اس کو اور باقی رہے اس ڈھیر سے سترہ وسق اور کچھ قرض اس سے واسطے اور یہودیوں کے اور قسموں کھجوروں کی سے پس پورا دیا ان کو اور بچ رہا مجموع سے اور اس قدر جتنا باقی تھا اور واقع ہوئی ہے ایک روایت میں وہ چیز جو اس کے مخالف ہے اور وہ یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ﷺ کو بلایا سو جب قرض خواہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو اغرا کیا ساتھ میرے اس گھڑی یعنی بے شک انہوں نے سختی کی اس پر تقاضے میں واسطے عداوت ان کی کے حضرت ﷺ سے سو جب حضرت ﷺ نے ان کا حال دیکھا تو ایک بڑے ڈھیر

کے گرد گھومے تین بار پھر اس پر بیٹھے پھر فرمایا کہ قرض خواہوں کو بلاؤ سو ہمیشہ رہے ان کو تول تول کر دیتے یہاں تک کہ اللہ نے میرے باپ کی امانت ادا کی اور میں راضی تھا کہ اللہ نے میرے باپ کی امانت ادا کی اور نہ پھیر لے جاؤں میں ایک کھجور اپنی بہنوں کی طرف تو سلامت رکھا اللہ نے سب ڈھیر کو یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ جس ڈھیر پر حضرت ﷺ بیٹھے تھے اس سے ایک کھجور کم نہیں ہوئی اور وجہ مخالفت کی یہ ہے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ سب تولنا اس کا حضرت ﷺ کے سامنے تھا اور البتہ اس میں کچھ کمی نہ ہوئی اور جو پہلے گزرا اس کا ظاہر یہ ہے کہ تولنا حضرت ﷺ کے پھر آنے کے بعد تھا کہ کچھ کھجوریں کم ہو گئیں تھیں اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ شروع تولنا حضرت ﷺ کے روبرو ہوا تھا اور اس کا تمام حضرت ﷺ کے بعد تھا یعنی کچھ کھجوریں حضرت ﷺ کے سامنے تول کر قرض خواہوں کا قرض ادا کیا گیا اور بعض قرض خواہوں کو حضرت ﷺ کے پھر جانے کے بعد تول کر دی گئیں سو جس ڈھیر سے حضرت ﷺ کے سامنے تول کر پورا دیا گیا اس میں کچھ کمی نہ ہوئی اور جس ڈھیر سے حضرت ﷺ کے پلٹنے کے بعد قرض خواہوں کو دیا گیا اس میں کمی ہوئی لیکن اس میں بھی برکت کی نشانی باقی رہی اسی واسطے ایک ڈھیر سے تیس وسق کھجوریں دیں اور سترہ وسق باقی رہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جب جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے قرض ادا ہو جانے کی حضرت ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اس کی خبر دو خطاب کے بیٹے کو بعض کہتے ہیں کہ یہ اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کے قرض کے ادا ہونے کی بڑی فکر تھی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر تھے جب کہ حضرت ﷺ کھجوروں میں چلے اور ثابت ہوئی یہ بات کہ جو کھجوریں باغ میں ہیں ان سے کل قرض ادا نہیں ہو سکے گا پس ارادہ کیا حضرت ﷺ نے کہ ان کو یہ بات معلوم کروائیں اس واسطے کہ وہ حاضر تھے ابتداء امر میں بخلاف اس کے جو حاضر نہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں نے معلوم کیا تھا جب کہ حضرت ﷺ کھجوروں کے درمیان چلے کہ بے شک اللہ اس میں برکت کرے گا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں جائز ہے مہلت مانگنی قرض میں جس کا ادا کرنا فی الحال لازم ہو اور جواز ہے مہلت دینا قرض خواہ کا واسطے مصلحت مال کے جس سے اس کا قرض پورا ادا ہو اور اس میں چلنا امام کا ہے اپنی رعیت کی حاجتوں میں اور سفارش کرنی اس کی نزدیک بعض کے بیچ حق بعض کے اور اس میں نشانی ظاہر ہے نبوت کی نشانیوں سے واسطے بہت ہونے تھوڑی چیز کے یہاں تک کہ حاصل ہو ساتھ اس کے پورا ادا کرنا کثیر کا اور اس سے بچ رہا۔ (فتح)

۳۳۱٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا أُنَاسًا

۳۳۱٦۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اصحاب صفہ محتاج لوگ تھے اور حضرت ﷺ نے ایک بار فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمی کا کھانا ہو تو چاہیے کہ وہ تیسرے آدمی کو کھلانے کے واسطے لے جائے اور جس کے

فُقَرَاءَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّةً مَّنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَّمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ أَوْ سَادِسٍ أَوْ كَمَا قَالَ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَآءَ بِثَلَاثَةٍ وَّانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ وَّأَبُوْ بَكْرٍ ثَلَاثَةً قَالَ فَهُوَ أَنَا وَأَبِيْ وَأُمِّيْ وَلَا أَدْرِيْ هَلْ قَالَ امْرَأَتِيْ وَخَادِمِيْ بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْنَ بَيْتِ أَبِيْ بَكْرٍ وَّأَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صَلَّى الْعِشَآءَ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ أَوْ ضَيْفِكَ قَالَ أَوَعَشَّيْتِهِمْ قَالَتْ أَبَوْا حَتّٰى تَجِيْءَ قَدْ عَرَضُوْا عَلَيْهِمْ فَغَلَبُوْهُمْ فَذَهَبْتُ فَاخْتَبَأْتُ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوْا وَقَالَ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا قَالَ وَايْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللُّقْمَةِ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا حَتّٰى شَبِعُوْا وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ فَنَظَرَ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِذَا شَيْءٌ أَوْ أَكْثَرُ قَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ قَالَتْ لَا وَقُرَّةِ عَيْنِيْ لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَّقَالَ إِنَّمَا كَانَ الشَّيْطَانُ يَعْنِيْ يَمِيْنَهُ ثُمَّ

پاس چار آدمی کا کھانا ہو تو چاہیے کہ وہ پانچویں یا چھٹے کو لے جائے یا جیسے فرمایا راوی کو شک ہے کہ حضرت ﷺ نے پانچ فرمایا یا اس کے بدلے یا کچھ اور۔ اور یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تین آدمی لائے یعنی اور ان کو اپنے گھر میں پہنچایا اور گھر والوں کو کہا کہ ان کو کھانا کھلا دینا اور میں حضرت ﷺ کے پاس جاتا تھا اور حضرت ﷺ دس آدمی لے گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تین آدمی کو لیا (یعنی پس یہ کلام مکرر نہیں اس واسطے کہ یہ بیان ہے واسطے ابتداء اس چیز کے کہ ان کے حصے میں آئی اور اول کلام بیان ہے ان کا جن کو اپنے گھر کی طرف لے گئے) عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس شان یہ ہے کہ میں اور میرا باپ اور میری ماں گھر پر تھے راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ کیا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا اور میری عورت اور میرا خادم جو ہمارے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں مشترک تھا (یعنی ان دونوں کو بھی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے گنا ہے یا نہیں) اور یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا حضرت ﷺ کے پاس کھایا پھر ٹھہرے رہے پاس حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی پھر نماز کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ پھرے حضرت ﷺ کے پاس ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے بھی رات کا کھانا کھایا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کچھ رات گئے گھر میں آئے تو ان کی بیوی نے ان سے کہا کہ کس چیز نے تم کو روکا اپنے مہمانوں سے یا کہا مہمان سے یعنی تم نے دیر کیوں کی کہ مہمانوں نے تمہاری انتظار کی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم نے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا کہا کہ انہوں نے انکار کیا کھانے سے تمہارے آنے تک گھر والوں نے کھانا ان کو پیش کیا تھا سو مہمان ان پر غالب آئے سو میں جا کر چھپ گیا یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ڈر سے

أَكَلَ مِنهَا لُقمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَأَصبَحَتْ عِندَهُ وَكَانَ بَينَنَا وَبَينَ قَومٍ عَهدٌ فَمَضَى الأَجَلُ فَتَفَرَّقنَا اثنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنهُم أُنَاسٌ اللهُ أَعلَمُ كَم مَعَ كُلِّ رَجُلٍ غَيرَ أَنَّهُ بَعَثَ مَعَهُم قَالَ أَكَلُوا مِنهَا أَجمَعُونَ أَو كَمَا قَالَ وَغَيرُهُ يَقُولُ فَعَرَفنَا مِنَ العِرَافَةِ.

سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بیوقوف جاہل پس دعا کی ناک کٹنے کی اور گالی دی اور کہا کہ کھاؤ قسم ہے اللہ کی میں اس کھانے کو کبھی نہیں کھاؤں گا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہم کوئی لقمہ نہ اٹھاتے تھے مگر کہ لقمے کے نیچے سے کھانا بڑھ جاتا تھا یعنی جس جگہ سے نوالہ اٹھایا جاتا تھا زیادہ اس نوالے سے یہاں تک سیر ہوئے اور کھانا پہلے سے زیادہ ہوگیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ناگہاں وہ ایک چیز تھی یعنی بقدر اس کے کہ پہلے تھا یا اس سے زیادہ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے بنی فراس کی بہن کیا ہے یہ امر عجیب یعنی بڑھنا کھانے کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا کہ قسم ہے اپنی ٹھنڈک آنکھ کی کہ تحقیق یہ پیالہ یعنی کھانا کہ پیالے میں ہے اب پہلے سے سہ چند زیادہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کھانے سے کھایا اور کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قسم ہے شیطان کے وسوسے سے تھی پھر اس سے ایک لقمہ کھایا پھر اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھایا تو وہ کھانا صبح تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا اور ہمارے مسلمانوں اور ایک قوم کے درمیان عہد تھا سو مدت صلح کی گزر گئی تو ہم نے ان سے لڑنے کے واسطے لشکر تیار کیا تو ہم نے بارہ آدمی چوہدری بنائے یعنی بارہ گروہ بنائے ہر ایک کے ساتھ اس میں سے کئی آدمی تھے اللہ جانتا ہے کہ ہر چوہدری کے ساتھ کتنے کتنے آدمی تھے لیکن یہ تحقیق ہے کہ ہر گروہ کے ساتھ ایک چوہدری بھیجا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سب لوگوں نے اس سے کھایا یا جیسے کہا۔

فائدہ: یعنی راوی کو شک ہے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ کہا یا اس کے بدلے کوئی اور کہا اور مراد اس حدیث سے بہت ہونا کھانے تھوڑے کا ہے اور صفہ ایک دالان تھا مسجد نبوی کے اخیر میں تیار کیا گیا تھا واسطے اترنے مسافروں کے جن کا نہ کوئی گھر تھا اور نہ کوئی گھر والے اور کبھی بہت ہو جاتے تھے اور کبھی کم ہو جاتے تھے باعتبار اس کے کہ نکاح کرتا ان میں

سے یا فوت ہو جاتا یا سفر کرتا اور وہ سو سے زیادہ تھے اور یہ جو کہا کہ جس کے پاس چار آدمی کا کھانا ہو تو چاہیے کہ پانچویں یا چھٹے کو لے جائے تو مراد یہ ہے کہ پانچویں کو لے جائے اگر نہ ہو اس کے پاس کھانا زیادہ اس سے اور اگر اس کے پاس اس سے زیادہ کھانا ہو تو چاہیے کہ لے جائے چھٹے کو ساتھ پانچویں کے اور حکمت صرف ایک ایک آدمی کے زیادہ کرنے میں یہ ہے کہ ان کی گزران اور معاش اس وقت فراخ نہ تھی بلکہ تنگ تھی سو جس کے پاس مثلاً گھر کے تین آدمی ہوں نہ مشکل ہوگا کھانا چوتھے کا اپنی قوت سے اور اسی طرح حال ہے چار کا اور جو اس سے زیادہ ہے برخلاف اس کے کہ اگر زیادہ کیے جائیں مہمان بقدر گنتی عیال کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے اکتفاء بیچ اس وقت فراخ ہونے حال کے اور کشادہ ہونے معاش کے اور یہ جو کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمی لائے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس چار آدمی کا کھانا تھا اور باوجود انہوں نے لیا پانچواں اور چھٹا اور ساتواں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے ایک زیادہ لیا تو حکمت اس میں یہ ہے کہ مراد ان کی یہ تھی کہ اختیار کریں ساتویں کو ساتھ حصے اپنے کے اس واسطے کہ ان کو مناسب معلوم ہوا کہ اول انہوں نے ان کے ساتھ نہ کھایا اور یہ جو کہا کہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ پھرے تو مراد یہ ہے کہ اپنے گھر کی طرف پھرے بنا بریں اس کے پس قول اس کا پس ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا دوبارہ واقع ہوا ہے اور فائدہ اس کا اشارہ ہے طرف اس کی کہ دیر کرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا بقدر اس کے کہ کھانا کھایا ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی اور نہ پھرے طرف اپنی گھر کی مگر بعد گزر جانے کے کچھ رات کے اور یہ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے کہ عشاء کی نماز میں تاخیر کریں اور ایک روایت میں ہے کہ ثم رَجَعَ کے بدلے ثم رَکَعَ کاف کے ساتھ واقع ہوا ہے یعنی عشاء کے بعد نفل پڑھے اور ایک روایت میں حتی نَعَسَ نون اور عین اور سین کے ساتھ واقع ہوا ہے مشتق نُعَاسٌ سے ساتھ معنی اونگھ کے اور یہی ٹھیک ہے اور دور ہوتا ہے ساتھ اس کے تکرار سب جگہوں سے مگر بیچ قول اس کے لَبِثَ کے اور سبب اس کا اختلاف تعلق لبث کا ہے پس اول کہا کہ ٹھہرے رہے کہ عشاء کی نماز پڑھی پھر کہا کہ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ اونگھنے لگے اور حاصل یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی پھر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ آئی اور سونے کو کھڑے ہوئے پھر رجوع کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس وقت اپنے گھر کی طرف اور یہ جو کہا کہ گھر والوں نے کھانا ان پر پیش کیا تھا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ چلے اور جو کھانا حاضر تھا اس کو لائے اور کہا کہ کھاؤ مہمانوں کہا گھر کا مالک کہاں ہے کہا کھاؤ انہوں نے کہا کہ ہم نہیں کھانے کے یہاں تک کہ گھر والے آئیں عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنی دعوت ہم سے قبول کرو پس اگر وہ آئے اور ہم نے کھانا نہ کھایا ہوگا تو ہم کو ان کی طرف سے بدی پہنچے گی پھر انہوں نے نہ مانا اور یہ جو کہا کہ کھاؤ ایک روایت میں ہے کہ تم کو کھانا نہ رچے ان کے حق میں بددعا کی اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز دعا کا اس شخص پر جس

سے انصاف حاصل نہ ہو خاص کر وقت حرج اور غصے کے اور یہ اس واسطے ہے کہ حکم کیا انہوں نے اوپر مالک گھر کے ساتھ حاضر ہونے کا ساتھ ان کے اور نہ کفایت کی انہوں نے ساتھ بیٹے اس کے باوجود اجازت اس کی کے واسطے ان کے اور شاید باعث اس کا رغبت کرنا ان کا بیچ تبرک کے ہے اس کے ساتھ کھانے میں اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطاب کیا تھا ساتھ اس کے اپنے گھر والوں کو نہ مہمانوں کو اور بعض کہتے ہیں کہ بددعا مراد نہیں اور مراد ٹھنڈک آنکھ سے خوشی ہے اور دیکھنا اس چیز کا جو آدمی کو خوش لگے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو قسم کھائی بعد اس کے ان کے ساتھ کھایا تو اس کا سبب کجی مہمان کی تھی اور قسم کھائی ان کی کہ جب تک ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ نہیں کھائیں گے تب تک ہم کھانا نہیں کھائیں گے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ہم کھانا نہیں کھائیں گے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب دیکھنا برکت کا تھا کھانے میں اور احتمال ہے کہ تطبیق دی جائے بایں طور کہ کھایا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واسطے حلال کرنے ان کے کے پھر جب کھانے میں برکت دیکھی تو پھر کھانے لگے تا کہ حاصل ہو واسطے اس کے اور کہا مانند عذر کرنے والے کے اپنی قسم سے جو کھائی تھی کہ اس کا باعث شیطان تھا اور حاصل یہ ہے کہ اکرام کیا اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اور دور کیا جو ان کو حرج ہوا تھا پھر خوش ہو گئے اور شیطان مردود ہوا اور استعمال کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مکارم اخلاق کو پس توڑا اپنی قسم کو واسطے تعظیم اپنے مہمانوں کی تا کہ حاصل ہو مقصود ان کا ان کے کھانے سے اور واسطے ہونے اس کے کے زیادہ تر قادر ان سے کفارے پر اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ راوی نے کہا کہ مجھ کو یہ خبر نہیں پہنچی کی صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کا کفارہ دیا ہو استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ نہیں واجب ہے کفارہ بیچ قسم لجاج اور غصے کے اور نہیں حجت ہے اس میں اس واسطے کہ نہیں لازم آتا عدم ذکر سے عدم وجود اور جو کفارہ ثابت کرتا ہے اس کو جائز ہے کہ دلیل پکڑے ساتھ عموم اس آیت کے ﴿وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ﴾ یعنی لیکن پکڑتا ہے تم کو جو قسم تم نے گو باندھی سو اس کا اتار کھلانا دس محتاجوں کو لیکن اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حانث نہیں ہوئے یہاں تک کہ کفارہ اترا اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں کفارہ دیا انھوں نے پہلے حانث ہونے کے اور اس پر واجب ہونا کفارے کا پس نہیں ہے اختلاف بیچ اس کے اور قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا قسم موکد نہیں احتمالی ہے کہ ہو لغو کلام سے یا چوکنے زبان کے سے اور یہ جو کہا کہ سب نے اس سے کھایا تو اس کا حاصل یہ ہے کہ تمام لشکر نے اس پیالے سے کھایا جس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا اور ظاہر ہوا ساتھ اس کے کہ پوری برکت کھانے مذکور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوئی یہاں تک کہ تمام لشکر کو کفایت کی اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس چیز کے کہ پہلے گزری پناہ پکڑنا محتاجوں کا طرف مسجد کے وقت حاجت کے طرف سلوک کی جب کہ نہ ہو اس میں لپٹنا اور چمٹنا اور تشویش نمازیوں پر اور اس میں استحباب مواساۃ ان کی کا ہے وقت جمع ہونے ان شرطوں کے اور اس میں دعوت

کرنا ہے بے قراری کی حالت میں اور اس میں جواز غیبت کا ہے اہل اور ولد اور مہمان کی طرف سے جب کہ تیار کی گئی ہو واسطے ان کے کفایت اور اس میں تصرف عورت کا ہے اس چیز میں کہ آگے کی جائے واسطے مہمان اور کھلانے کے بغیر اذن خاص کے مرد سے اور اس میں جواز گالی دینے باپ کا ہے اپنے بیٹے کو اوپر وجہ تادیب اور تمرین کے اعمال خیر پر اور اس میں جواز حلف کا ہے ترک مباح پر اور اس میں موکد کرنا مرد سچے کا ہے واسطے اپنی خبر کے ساتھ قسم کے اور جواز حنث کا بعد کھانے قسم کے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے برکت چاہنی ساتھ کھانے برے اور نیکوں کے اور اس میں پیش کرنا کھانے کا ہے جس میں برکت ظاہر ہو بزرگوں پر اور قبول کرنا ان کا اس کو اور اس میں عمل کرنا ہے ساتھ گمان غالب کے اس واسطے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے مہمانوں کے کام میں قصور کیا ہے پس جلدی کی طرف گالی دینے اس کے کے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا جو واقع ہوتی ہے اللہ کی مہربانی سے ساتھ اپنے دوستوں کے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دل پریشان ہوا اور اسی طرح ان کے گھر والوں کا بہ سبب نہ کھانے مہمانوں کے کھانے کو اور میلا ہوا یہاں تک کہ ان کو قسم کی حاجت ہوئی پس تدارک کیا اللہ نے اس کا اور دور کیا اللہ نے یہ رنج ان کا ساتھ کرامت کے جو ظاہر ہوئی ان کے ہاتھ پر پس ہوگئی میل بدل کر صفائی اور رنج خوشی اور واسطے اللہ تعالی کے ہے سب تعریف۔ (فتح)

٣٣١٧ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ وَّعَنْ يُوْنُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ قَحْطٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْكُرَاعُ هَلَكَتِ الشَّآءُ فَادْعُ اللّٰهَ يَسْقِيْنَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا قَالَ أَنَسٌ وَّإِنَّ السَّمَآءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ فَهَاجَتْ رِيْحٌ أَنْشَأَتْ سَحَابًا ثُمَّ اجْتَمَعَ ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّمَآءُ عَزَالِيَهَا فَخَرَجْنَا نَخُوْضُ الْمَآءَ حَتّٰى أَتَيْنَا مَنَازِلَنَا فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى فَقَامَ إِلَيْهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ

٣٣١٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینے میں قحط پڑا سو جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے تھے کہ ناگہاں ایک مرد کھڑا ہوا تو اس نے عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے مر گئے اور بکریاں ہلاک ہوگئیں سو دعا کیجیے اللہ ہم کو پانی پلائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ دراز کر کے دعا کی انس رضی اللہ عنہ نے کہا اور آسمان شیشے کی طرح صاف تھا سو ہوا اٹھی جس نے بادل کو پیدا کیا پھر بادل جمع ہوا پھر آسمان نے اپنے دہانے چھوڑے یعنی یکبارگی مینہ برسنے لگا تو ہم نکلے پانی میں بیٹھتے یہاں تک کہ ہم اپنے گھروں میں آئے پھر دوسرے جمعہ تک لگا تار ہم پر مینہ برستا رہا پھر وہی شخص یا کوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر ڈھے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کریں اللہ مینہ کو روکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتُ الْبُيُوْتُ فَادْعُ اللّٰهَ يَحْبِسُهُ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ تَصَدَّعَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ كَأَنَّهُ إِكْلِيْلٌ.

تبسم فرمایا پھر فرمایا یعنی دعا کی کہ الٰہی ہمارے آس پاس مینہ برسے ہم پر اب نہ برسے تو میں نے بادل کی طرف دیکھا کہ پھٹ گیا گرد مدینے کے جیسے وہ تاج ہے یعنی بادل مدینے سے ٹل گیا اور مدینہ خالی رہ گیا تو مدینے کے اوپر آسمان تاج کی طرح نظر آتا تھا۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے واقع ہونا اجابت دعا کا ہے فی الحال اور اس حدیث کی شرح کتاب الاستسقاء میں گزر چکی ہے اور اگر کوئی کہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بادل کو ہوا نے پیدا کیا اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ بادل کو پیدا کرنے والا اللہ ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد حدیث میں یہ ہے کہ بادل کو اللہ نے پیدا کیا اور نسبت پیدا کرنے کی طرف ہوا کی مجازی ہے اور یہ ساتھ اذن اللہ کے ہے اور اصل یہ ہے کہ ہر چیز کو اللہ ہی پیدا کرتا ہے۔ (فتح)

٣٣١٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ أَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَفْصٍ وَّاسْمُهُ عُمَرُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخُوْ أَبِي عَمْرِو بْنِ الْعَلَاءِ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِلٰى جِذْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ تَحَوَّلَ إِلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ فَأَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ عَبْدُ الْحَمِيْدِ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ نَّافِعٍ بِهٰذَا وَرَوَاهُ أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ رَوَّادٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٣١٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منبر بننے سے پہلے حضرت ﷺ کھجور کے ایک ستون پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے پھر جب منبر تیار ہوا تو حضرت ﷺ اس کی طرف پھر گئے یعنی منبر پر خطبہ پڑھا تو ستون رونے لگا سو حضرت ﷺ اس کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ اس پر پھیرا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اس پر ہاتھ نہ پھیرتا تو قیامت تک رونے سے چپ نہ ہوتا اور حسن بصری جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو کہتے تھے کہ اے گروہ مسلمانوں کے لکڑی حضرت ﷺ کے شوق سے روتی تھی اور تم لائق تر ہو کہ حضرت ﷺ کی ملاقات کے مشتاق ہو جاؤ اور ایک روایت

میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر حکم کیا حضرت ﷺ نے کہ گھڑھا کھود کر اس کو زمین میں دبایا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا رونا سن کر اصحاب رضی اللہ عنہم بہت روئے۔ (فتح)

٣٣١٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلٰى شَجَرَةٍ أَوْ نَخْلَةٍ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ أَوْ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَجْعَلُ لَكَ مِنْبَرًا قَالَ إِنْ شِئْتُمْ فَجَعَلُوْا لَهُ مِنْبَرًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دُفِعَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ تَئِنُّ أَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّنُ قَالَ كَانَتْ تَبْكِيْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا.

٣٣١٩۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جمعہ کے دن ایک کھجور یا ایک درخت پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے تو ایک انصاری عورت یا مرد راوی کو شک ہے نے عرض کیا کہ کیا یا حضرت ﷺ میں آپ ﷺ کے واسطے منبر نہ بناؤں فرمایا اگر تم چاہو تو بناؤ تو انہوں نے حضرت ﷺ کے واسطے منبر بنایا سو جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ ﷺ منبر کی طرف پھرے سو چیخ ماری ستون نے جیسے لڑکا چیخ مارتا ہے پھر حضرت ﷺ منبر سے اترے اور اس کو اپنے گلے سے لگایا یعنی اس کی تسلی کے لیے اس حال میں کہ روتا تھا مانند رونے لڑکے کی کہ چپ کرایا جاتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا اس کے رونے کے سبب میں کہ روتا ہے یہ ستون اوپر نہ پانے اس چیز کے کہ سنتا تھا ذکر سے۔

٣٣٢٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَّحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ كَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوْفًا عَلٰى جُذُوْعٍ مِّنْ نَّخْلٍ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ يَقُوْمُ إِلٰى جِذْعٍ مِّنْهَا فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ وَكَانَ عَلَيْهِ فَسَمِعْنَا لِذٰلِكَ الْجِذْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ حَتّٰى جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٣٣٢٠۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے ستونوں پر تھی اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب خطبہ پڑھتے تھے تو ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگاتے تھے پھر جب آپ ﷺ کے واسطے منبر تیار ہوا تو اس پر کھڑے ہوئے تو ہم نے اس ستون کی آواز سنی مانند اونٹنی گابھن کے جس کے حمل کو دس مہینے گزر چکے ہوں یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے آ کر اپنا ہاتھ اس پر رکھا تو اس نے آرام پکڑا۔

وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا فَسَكَنَتْ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس ستون کو لیا تو وہ ہمیشہ ان کے پاس رہا یہاں تک کہ گل گیا اور یہ پہلی روایت کو مخالف نہیں کہ دبایا گیا تھا اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ڈھے جانے کے بعد ظاہر ہوا ہو تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس کو لیا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ تو چاہے تو میں تجھ کو اپنی پہلی جگہ میں لگا دوں کہ تو بدستور سابق سرسبز ہو جائے اور اگر تو چاہے تو میں تجھ کو بہشت میں لگا دوں سو تو اس کے نہروں سے پانی پیئے اور تیرا اگنا اچھا ہو پھر تجھ کو پھل لگے پھر اللہ کے دوست تیرا پھل کھائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اختیار کیا اس نے کہ میں اس کو بہشت میں لگا دوں بیہقی نے کہا کہ ستون کے رونے کا قصہ امور ظاہرہ سے ہے کہ نقل کیا ہے اس کو پچھلوں نے پہلوں سے اور روایت اخبار خاصہ کی اس میں مانند تکلف کے ہے اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ بے جان چیزوں کے واسطے کبھی اللہ سمجھ اور ادراک پیدا کرتا ہے مانند جاندار چیزوں کی بلکہ مانند اشرف حیوان کی یعنی انسان کی اور اس میں تائید ہے واسطے قول اس شخص کے جو حمل کرتا ہے اس آیت کو ﴿وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ﴾ اپنی ظاہر پر یعنی ہر چیز حقیقۃً تسبیح کہتی ہے اور ابن ابی حاتم نے امام شافعی رحمہ اللہ کے مناقب میں نقل کیا ہے کہ جو چیز اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور کسی نبی کو نہیں دی تو میں نے کہا کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کا زندہ کرنا دیا تھا شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ دیا اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رونا لکڑی کا یہاں تک کہ اس کی آواز سنی گئی پس یہ معجزہ اس سے بڑا ہے۔ (فتح)

٣٣٢١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ إِنَّكَ لَجَرِيْءٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ

٣٣٢١۔ ابو وائل سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم میں کون ایسا ہے جس کو یاد ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ فتنہ کے باب میں فرمائی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو بعینہ یاد ہے بغیر زیادتی اور نقصان کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لا تحقیق البتہ تم دلیر ہو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قصور مرد کا اس کے گھر والوں کے حق میں اور اس کے مال اور ہمسائے کے حق میں اس کو نماز اور صدقہ اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا دور کر ڈالتا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ فتنہ مراد نہیں رکھتا بلکہ مراد میری وہ فتنہ ہے جو موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے یعنی مراد میری وہ حدیث ہے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَتْ هٰذِهٖ وَلٰكِنِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ يُفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُكْسَرُ قَالَ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ أَحْرٰى أَنْ لَّا يُغْلَقَ قُلْنَا عَلِمَ عُمَرُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ إِنِّيْ حَدَّثْتُهٗ حَدِيْثًا لَّيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ فَهِبْنَا أَنْ نَّسْأَلَهٗ وَأَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهٗ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ قَالَ عُمَرُ.

میرے بعد سخت جھگڑے اور بہت لڑائیاں ہوں گی جن کا شر اور فساد لوگوں کو گھیر لے گا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین تم کو اس کا کچھ ڈر نہیں کہ بے شک تمہارے اور اس کے درمیان دروازہ ہے بند کیا ہوا کھل جائے گا یا ٹوٹ جائے گا انہوں نے کہا نہیں بلکہ ٹوٹ جائے گا کہا یہ لائق تر ہے کہ نہ بند ہو ابووائل کہتے ہیں کہ ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس دروازے کو جانتے تھے انہوں نے کہا ہاں جیسے رات کل سے نزدیک ہے یعنی جیسا اس کا یقین ہے کہ کل کی رات قریب تر ہے طرف ان کے کل سے ایسا ہی اس کا بھی ان کو یقین تھا بے شک بیان کی ہے میں نے ان سے ایسی حدیث جو پہلی یعنی چیستان نہیں یعنی یہ حدیث سچی ہے میں نے اپنی رائے سے نہیں کہی سو ہم ڈرے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھیں کہ کون مراد ہے دروازے سے اور ہم نے مسروق رضی اللہ عنہ کو حکم کیا انہوں نے ان سے پوچھا کہ دروازے سے کون مراد ہے انہوں نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: کتاب الصلوۃ میں نماز اور صدقہ کے ساتھ روزہ کا ذکر زیادہ کیا بعض شارحین کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ ہو ہر نماز سے اور جو اس کے ساتھ ہے اتارنے والی واسطے کل گناہوں کے واسطے ہر ایک کے ان میں سے اور احتمال ہے کہ ہو باب لف اور نشر سے بایں طور کہ نماز مثلا کفارہ ہے واسطے فتنے کے جو گھر والوں کے حق میں ہوا اور روزہ اولاد میں اور مراد ساتھ فتنے کے وہ چیز ہے کہ عارض ہو واسطے آدمی کے ساتھ ان لوگوں کے کہ مذکور ہوئے یا غافل ہوئے ساتھ ان کے یا ان کے سبب سے حرام چیز میں واقع ہو یا کسی فرض میں خلل ہو اور ابن ابی جمرہ نے کہا کہ مشکل ہے واقع ہونا کفارے کا ساتھ عبادتوں مذکور کے واسطے واقع ہونے کے حرام چیزوں میں اور خلل فرض کے اس واسطے کہ بندگیاں اس کو ساقط نہیں کرتیں پس اگر محمول کیا جائے اوپر واقع ہونے کے مکروہ میں اور خلل کے ساتھ مستحب کے تو نہیں مناسب ہے اطلاق تکفیر کا اور جواب التزام کرنا پہلی بات کا یعنی حرام چیز میں واقع ہونا اور فرض میں خلل کرنا اور حرام اور واجب سے اس چیز کا اترنا منع ہے جو کبیرہ ہو کہ اس میں اختلاف ہے اور لیکن گناہ صغیرہ پس نہیں اختلاف ان میں کہ وہ دور ہو جاتے ہیں واسطے دلیل اس آیت کے ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ

سَیِّاٰتِکُمْ﴾ الآیة یعنی اگر تم کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرو تو ہم تمہارے گناہ دور کر ڈالیں گے اور اس کی کچھ بحث نماز میں گزر چکی ہے اور کہا زین بن منیر نے کہ فتنہ ساتھ اہل کے واقع ہوتا ہے میل کرنے سے طرف ان کی یا اوپر ان کی قسمت میں اور مقدم کرنے میں یہاں تک کہ ان کی اولاد میں اور جہت قصور کرنے سے بیچ ان حقوق کے جو واجب ہیں واسطے ان کے اور فتنہ ساتھ مال کے واقع ہوتا ہے بسبب باز رہنے کے ساتھ اس کے عبادت سے یا ساتھ روکنے اس کے کے اخراج من اللہ کے سے اور فتنہ ساتھ اولاد کے واقع ہوتا ہے ساتھ میل طبعی کے طرف اولاد کی اور مقدم کرنے اس کے کے ہر ایک پر اور فتنہ ہمسائے کا واقع ہوتا ہے ساتھ حسد کے اور باہم فخر کرنے کے اور مزاحم ہونے کے حقوق میں اور اہمال خبر گیری کے اور اسباب فتنے کے مذکورہ چیزوں میں بند نہیں اور لیکن خاص کرنا نماز وغیرہ مذکورات کا ساتھ کفارہ ہونے کے سوا اور عبادتوں کے تو اس میں اشارہ ہے طرف تعظیم قدر اس کے کی اس میں اس کی نفی نہیں کہ ان کے سوائے اور نیکیوں میں کفارے کی صلاحیت نہیں پھر تکفیر مذکورہ کو احتمال ہے کہ واقع ہو ساتھ نفس نیکیوں مذکورہ کے اور احتمال ہے کہ وہ ساتھ ہم وزن کرنے کے اور پہلی بات ظاہر تر ہے اور حدیث میں اگرچہ خاص مرد کا ذکر ہے لیکن عورت کا بھی یہی حکم ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جو چیز اللہ سے باز رکھے وہ فتنہ ہے اور تکفیر عبادتوں مذکور کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کل عبادتوں کا یہی حال ہے اور تنبیہ کے ساتھ ان کی اور عبادتوں پر پس ذکر کیا عبادت افعال سے نماز اور روزے کو اور عبادت مال سے صدقے کو اور عبادت قول سے امر معروف کو اور یہ جو کہا کہ تجھ کو اس کا کچھ ڈر نہیں تو یہاں ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پیش کیے جائیں گے فتنے اوپر دلوں کے سو جو دل ان فتنوں سے انکار کرے گا اس میں نکتہ سفید پڑ جائے گا یہاں تک کہ ہو گا مثل سفید سنگ مرمر کے نہ ضرر کرے گا اس کو کوئی فتنہ اور جو دل اس کو پی جائے گا اس میں نکتہ سیاہ پڑ جائے گا یہاں تک کہ ہو گا سیاہ اور الٹا مانند کوزے کی نہ اچھی بات کا پہچانے گا اور نہ برے کام سے انکار کرے گا اور یہ جو کہا کہ تمہارے اور اس کے درمیان دروازہ ہے بند کیا ہوا تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس فتنے فساد سے تمہاری زندگی میں کچھ چیز نہ نکلے گی اور گویا کہ انہوں نے مثال دی فتنے کو ساتھ گھر کے اور مثال دی عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی کو دروازے اس کے کی کہ بند کیا ہوا ہے اور مثال دی ان کی موت کو ساتھ کھل جانے اس دروازے کے سو جب تک عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی موجود ہے تب تک اس گھر کا دروازہ بند ہے کوئی چیز گھر سے باہر نہ نکلے گی اور جب فوت ہو گئے تو یہ دروازہ کھل جائے گا اور جو اس گھر میں ہے سب باہر نکل آئے گا اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ یہ لائق تر ہے کہ نہ بند ہو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ لائق تر ہے کہ نہ بند ہو قیامت تک اور یہ جو کہا کہ بلکہ ٹوٹ جائے گا تو ابن بطال نے کہا کہ یہ اس واسطے کہا کہ یہ عادت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بند ہونا تو درست دروازے میں ہوتا ہے اور لیکن جب ٹوٹ جائے تو نہیں ممکن ہے بند کرنا اس کا یہاں تک کہ درست ہو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو یہ بات کہی تو اس واسطے کہی کہ اعتماد کیا انہوں نے اس چیز پر کہ نزدیک ان کے تھی نصوص صریحہ سے بیچ واقع ہونے فتنوں کے

اس امت میں اور واقع ہونے لڑائی کے درمیان ان کے قیامت تک۔ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بھی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے موافق مروی ہے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ قفل ہیں فتنوں کے جب تک یہ زندہ رہیں گے تب تک فتنے کا دروازہ بند ہے اور اسی طرح مروی ہے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے اور اگر کوئی کہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہاں سے معلوم کیا تھا کہ وہ دروازہ خود ہی ہیں تو کہا جائے گا ظاہر بات یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات نص سے معلوم کی تھی جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے میں نے پہلے بیان کیا اور شاید حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں حاضر تھے اور بدء الخلق میں پہلے گزر چکا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا حدیث بیان کرتے تھے ابتداء پیدائش سے یہاں تک کہ داخل ہوئے بہشتی لوگ اپنی جگہوں میں اور اس باب میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئے گی تو انہوں نے کہا کہ میں زیادہ جاننے والا ہوں لوگوں میں واسطے ہر فتنے کے کہ ہونے والا ہے قیامت تک اور اگر کوئی کہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو پہچانتے تھے تو پھر اس میں شک کیوں کیا یہاں تک کہ ان سے پوچھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا واقع ہوتا ہے وقت سخت خوف کے یا شاید انہوں نے خوف کیا ہوگا کہ بھول گئے ہوں پس سوال کیا اس کو جوان کو یاد دلائے اور یہی بات معتبر ہے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ دروازہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں تو کرمانی نے کہا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ فتنے اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان دروازہ ہے تو کس طرح تفسیر کیا جائے گا دروازہ بعد اس کے کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں تو جواب یہ ہے کہ اول قول میں مجاز ہے اور مراد یہ ہے درمیان فتنے کے اور درمیان زندگی عمر رضی اللہ عنہ کے یا درمیان نفس عمر رضی اللہ عنہ کے اور درمیان فتنے کے بدن اس کا ہے اس واسطے کہ بدن غیر ہے نفس کا۔

تنبیہ: اکثر حدیثیں جو مذکور ہیں اس باب میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے لگا تار متعلق ہیں ساتھ پیشین گوئیوں کے یعنی جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آئندہ ایسا ایسا ہوگا سو مطابق پیش گوئی کے واقع ہوا اور کچھ تھوڑی چیز ان میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں واقع ہوئی اور نہیں ان سب چیزوں میں وہ چیز جو نکلی اس سے مگر حدیث براء رضی اللہ عنہ کی بیچ نازل ہونے سکینت کے اور حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سراقہ کے قصے میں اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اس کے حق میں جو مرتد ہو گیا تھا اور اس کو زمین نے قبول نہ کیا۔ (فتح)

٣٣٢٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَحَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوهِ ذُلْفَ

٣٣٢٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم لڑو گے اس قوم سے جن کی جوتیاں بال کی ہیں اور یہاں تک کہ تم لڑو گے ترکوں سے چھوٹی آنکھوں والے سرخ منہ والے چپٹی ناکوں والے منہ ان کے جیسے ڈھالیں ہیں تہ بتہ ان پر چمڑا جما یعنی ان کے منہ موٹے ہیں گول گول اور تم آدمیوں میں بہتر اس

الْأُنُوفِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَتَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الْأَمْرِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ وَلَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَأَنْ يَرَانِيْ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ مِثْلُ أَهْلِهِ وَمَالِهِ.

کو پائے گا جو بہت نفرت رکھتا ہو اس خلافت سے یہاں تک کہ اس میں پڑے اور آدمیوں کا حال کانوں کا سا حال ہے جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں افضل تھے وہی لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں اور بے شک کسی پر ایک زمانہ آئے گا کہ اس کو میرا دیکھنا محبوب تر ہو گا اس سے کہ ہو واسطے اس کے مثل اہل اس کے اور مال اس کے یعنی میرے دیکھنے کو زیادہ دوست رکھے گا اپنے اہل اور مال سے۔

فائدہ: یہ چاروں حدیثیں داخل ہیں نبوت کی نشانیوں میں واسطے خبر دینے حضرت ﷺ کے ان میں ساتھ اس چیز کے کہ فی الحال واقع نہیں ہوئی پھر مطابق اس کے واقع ہوئی جیسے حضرت ﷺ نے اس کی خبر دی خاص کر حدیث اخیر پس تحقیق ہر ایک صحابی بعد آپ ﷺ کی وفات کے دوست رکھتا تھا کاش کہ حضرت ﷺ کو دیکھتا اور گم کرتا اپنے اہل اور مال کو اور میں نے جو یہ بات کہی تو اس واسطے کہی کہ ہر ایک اصحاب کے پیچھے والوں سے ہمارے اس زمانے تک اسی طرح تمنا کرتا ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہوتا پس کیا حال ہے اصحاب کا باوجود بڑے ہونے قدر حضرت ﷺ کی نزدیک ان کے اور محبت ان کی کے ساتھ آپ ﷺ کے (فتح) مترجم کہتا ہے کہ شیخ کے زمانے سے ہمارے اس زمانے تک بھی سب مسلمانوں کا یہی حال ہے اور ہر ایک کی یہی تمنا ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہوتا گو اس کا اہل اور مال تباہ ہو جاتا پس یہ پیشین گوئی بڑی بھاری نشانی ہے حضرت ﷺ کی پیغمبری پر۔

۳۳۲۳۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَكَرْمَانَ مِنَ الْأَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْأُنُوْفِ صِغَارَ الْأَعْيُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ تَابَعَهُ غَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ.

۳۳۲۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ تم لڑو گے اہل خوز اور کرمان سے جو دو گروہ ہیں عجم کے سرخ منہ والے چپٹی ناکوں والے چھوٹی آنکھوں والے ان کے منہ جیسے ڈھالیں ہیں تہ بتہ ان کی جوتیاں بالوں کی ہیں۔

فائدہ: پہلی روایت میں گزر چکا ہے کہ تم لڑو گے ترکوں سے اور یہ مشکل ہے اس واسطے کہ خوز اور کرمان ترک کے شہروں سے نہیں خوز تو اہواز کے شہروں میں سے ہے اور وہ عراق عجم سے ہے اور لیکن کرمان پس وہ بھی شہر مشہور ہے عجم

کے شہروں سے درمیان خراساں اور ہند کے اور اشکال باقی ہے اور ممکن ہے کہ جواب دیا جائے کہ یہ حدیث اور ہے اور قتال ترک کی حدیث اور ہے اور جمع ہو گا ان سے انذار ساتھ نکلنے دونوں گروہوں کے بعض کہتے ہیں کہ شہران کے مشرق خراساں سے مغرب چین تک ہیں اور شمال ہند سے نہایت آبادی تک اور ان کے مونہوں کو ڈھال کے ساتھ اس واسطے تشبیہ دی کہ وہ چوڑی اور گول ہیں اور تہ بتہ کے ساتھ اس واسطے تشبیہ دی کہ وہ موٹے ہیں پر گوشت اور یہ جو کہا کہ ان کی جوتیاں بالوں کی ہیں تو مراد اس سے ان کے بالوں کا دراز ہونا ہے یہاں تک کہ ان کے بالوں کے سر ان کے پاؤں میں ہوں گے جوتیوں کی جگہ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ لوگ بالوں کو گوندہ کر جوتیاں بنائیں گے۔(فتح)

٣٣٢٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنِي قَيْسٌ قَالَ أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ سِنِيْنَ لَمْ أَكُنْ فِي سِنِيَّ أَحْرَصَ عَلٰى أَنْ أَعِيَ الْحَدِيْثَ مِنِّيْ فِيْهِنَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ وَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَهُوَ هٰذَا الْبَارِزُ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً وَّهُمْ أَهْلُ الْبَازِرِ.

٣٣٢٤۔ قیس سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تین سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کہ نہ تھا میں اپنی باقی عمر میں حریص تر اپنے آپ سے اس پر کہ یاد کرلوں حدیث کو ان تین سال میں میں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اس طرح کہ قیامت سے پہلے لڑو گے تم ایک قوم سے جن کی جوتیاں بالوں کی ہوں گی اور وہ یہ ظاہر ہیں اور سفیان نے ایک بار کہا کہ وہ یہ اہل بازر ہیں۔

فائدہ: قابسی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ جو ظاہر ہونے والے ہیں واسطے لڑائی اہل اسلام کے یعنی جو مسلمان سے لڑیں گے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مراد اکراد ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد دیلم ہے اس واسطے کہ وہ دونوں ظاہر زمین میں بستے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فارس کی زمین ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بارز ایک جگہ ہے قریب کرمان کے اس میں پہاڑ ہیں ان میں اکراد بستے ہیں اور تحقیق ظاہر ہوا مصداق حدیث کا اور اصحاب کے زمانے میں یہ حدیث مشہور تھی کہ چھوڑو ترک کو جب تک تم کو چھوڑیں اور ابویعلی سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے عامل کا خط آیا کہ اس نے ترکوں کو لڑائی کر کے بھگایا تو معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات سے بہت ناراض ہوئے پھر اس کی طرف لکھا کہ ان سے نہ لڑنا یہاں تک کہ تجھ کو میرا حکم پہنچے پس تحقیق میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ترک لوگ عرب کو وطن سے نکال دیں گے یہاں تک کہ پہنچائیں گے ان کو درخت اگنے کی جگہوں میں سو میں برا جانتا ہوں ان کے لڑنے کو واسطے اس حدیث کے اور لڑائی کی مسلمانوں نے ترک سے بیچ حکومت بنی امیہ کے اور ان کے اور مسلمانوں کے درمیان لڑائی بند تھی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ لڑائی کا دروازہ کھل گیا اور بہت ہوئے قیدی ان میں سے

اور رغبت کی بادشاہوں نے بیچ ان کے واسطے اس چیز کے کہ تھی ان میں سختی اور لڑائی سے یہاں تک کہ معتصم کا اکثر لشکر ترکوں ہی سے تھا پھر غالب ہوئے ترک ملک پر پس مار ڈالا انہوں نے اس کے بیٹے متوکل کو پھر اس کی اولاد کو بعد ایک دوسرے کے یہاں تک کہ مخلوط ہوئی سلطنت دیلم کی پھر سامانی بادشاہ بھی ترکوں ہی سے ہوئے پس مالک ہوئے عجم کے شہروں کے پھر غالب ہوا ان ملکوں پر خاندان سبکتگین کا پھر خاندان سلجوک کا اور دراز ہوئی سلطنت ان کی عراق اور شام اور روم تک پھر باقی تابعدار ان کے شام میں بادشاہ رہے اور وہ خاندان زنگی کا ہے پھر ان کے بعد ان کے تابعدار بادشاہ رہے اور وہ ایوب کا خاندان ہے اور انہوں نے بھی ترکوں سے بہتات چاہی پس غالب ہوئے ان کی سلطنت پر بیچ شہروں مصر کے اور شام کے اور حجاز کے اور خروج کیا اوپر خاندان سلجوق کے پانچویں صدی میں غزنی والوں نے سو خراب کیا انہوں نے شہروں کو اور فساد ڈالا انہوں نے آدمیوں میں پھر قائم ہوئی بڑی قیامت ساتھ اہل تا تار کے سو چھٹی صدی کے بعد چنگیز خان ظاہر ہوا تو اہل تا تار کے سبب سے دنیا میں آگ فتنے کی بھڑکی خاص کر تمام مشرق میں یہاں تک کہ کوئی شہر باقی نہ رہا مگر کہ ان کا فتنہ فساد اس میں داخل ہوا پھر بغداد کا شہر خراب ہوا اور قتل ہوا خلیفہ معتصم پچھلا ان کے سب خلیفوں کا ان کے ہاتھ پر ٦٥٦ھ میں پھر ہمیشہ رہا خاندان تا تار کا خراب کرتا ملک کو یہاں تک کہ سب سے پیچھے ان میں تمرلنگ بادشاہ ہوا سو داخل ہوا وہ شام کے شہروں میں اور ان میں گھوما اور اس نے دمشق کو جلایا یہاں تک کہ ہو گیا اجاڑ اور گرا ہوا اپنی چھتوں پر اور داخل ہوا روم اور ہند میں اور جو ان کے درمیان ہے اور دراز ہوئی مدت بادشاہت اس کے کی یہاں تک کہ اللہ نے اس کو لیا اور متفرق ہوئی اولاد اس کی اور ظاہر ہوا ساتھ تمام اس چیز کے کہ وارد کی میں نے مصداق حضرت ﷺ کی حدیث کا کہ قنطورا کی اولاد پہلے پہل میری امت سے ملک چھینے گی اور مراد قنطورا کی اولاد سے ترک تھے بعض کہتے ہیں کہ قنطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک لونڈی تھی یہ ترک سب اس کی اولاد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ان سے حبشی ہیں اور مراد امت سے امت نسب کی ہے نہ امت دعوت کی یعنی عرب اور احرص افعل التفضیل ہے اور مفضل علیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں لیکن دو اعتباروں سے پس افضل وہ مدت ہے جو تین برس ہیں اور مفضول باقی عمر ہے۔ (فتح)

٣٣٢٥۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعَرَ وَتُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوْهَهُمْ

٣٣٢٥۔ عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت سے پہلے تم ایک قوم سے لڑو گے جو بالوں کی جوتیاں پہنتے ہیں اور تم لڑو گے ایک قوم سے ان کے منہ جیسے ڈھالیں ہیں تہ بتہ ان پر جما ہوا چمڑا۔

الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۳۳۲۶۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدُ فَتُسَلَّطُوْنَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَّرَائِيْ فَاقْتُلْهُ.

۳۳۲۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ لڑیں گے تم سے یہود سو تم غالب ہو گے یہاں تک کہ پتھر کہے گا جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا اے مسلمان یہ یہودی ہے میری آڑ میں سو تو اس کو مار ڈال۔

فائدہ: اور یہ یہود سے لڑنا اس وقت واقع ہوگا جب کہ دجال نکلے گا اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے جیسا کہ واقع ہوا ہے یہ صریح ابوامامہ کی حدیث میں بیچ قصے نکلنے دجال کے اور اترنے عیسیٰ علیہ السلام کے اور اس میں ہے کہ دجال کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے سب کے پاس تلواریں ہوں گی سو پائیں گے عیسیٰ علیہ السلام دجال کو نزدیک باب لد کے پس قتل کریں گے اس کو اور یہودی بھاگ جائیں گے پس نہ باقی رہے گی کوئی چیز جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا مگر کہ اللہ اس چیز سے کلام کروائے گا پس کہے گا اے بندے اللہ کے یہ یہودی ہے پس آ اس کو مار ڈال مگر درخت غرقد کا نہ کہے گا کہ وہ یہود کے درختوں میں سے ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ساتھ درازی کے اور اس حدیث میں ظاہر ہونا نشانیوں کا ہے نزدیک قائم ہونے قیامت کے کلام کرنے درخت اور پتھر وغیرہ بے جان چیزوں کے سے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ بے جان چیزیں حقیقتاً بولیں گی اور احتمال ہے کہ مراد مجاز ہو یعنی پتھر وغیرہ کے پیچھے چھپنا ان کو کچھ فائدہ نہ دے گا اور پہلی بات اولیٰ ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام قیامت تک باقی رہے گا اور یہ کہ جائز ہے خطاب کرنا ایک شخص سے اور مراد اس شخص سے وہ ہو جو اس کے طریقے پر ہے اس واسطے کہ خطاب اس حدیث میں اصحاب کے واسطے تھا اور مراد وہ لوگ ہیں جو آئیں گے بعد ان کے ساتھ زمانے دراز کے لیکن چونکہ اصل اسلام میں ان کے ساتھ شریک تھے تو مناسب ہوا کہ ان کو خطاب کیا جائے ساتھ اس کے۔ (فتح)

۳۳۲۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُوْنَ

۳۳۲۷۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت ہوگا کہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھیں گے کہ کوئی تم میں سے وہ شخص ہے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو تو لوگ کہیں گے کہ ہاں تو ان کی فتح ہوگی پھر جہاد کریں گے تو ان

فَيَقَالُ لَهُمْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَغْزُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ.

سے پوچھیں گے کہ کوئی تم میں سے ایسا ہے جس نے حضرت ﷺ کے اصحاب کو دیکھا ہو یعنی تابعی ہو تو لوگ کہیں گے کہ ہاں تو ان کی فتح ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

۳۳۲۸۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَآئِيْلُ أَخْبَرَنَا سَعْدُ الطَّآئِيُّ أَخْبَرَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ الْحِيْرَةَ قُلْتُ لَمْ أَرَهَا وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ قُلْتُ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ نَفْسِيْ فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّءٍ الَّذِيْنَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى قُلْتُ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ فَلَيَقُوْلَنَّ لَهُ أَلَمْ

۳۳۲۸۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھا کہ ناگہاں ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے آپ ﷺ کے پاس بھوک اور محتاجی کی شکایت کی پھر ایک اور آیا تو اس نے آپ ﷺ کے آگے رہزنی کی شکایت کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عدی رضی اللہ عنہ کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے میں نے کہا کہ میں نے اس کو نہیں دیکھا اور البتہ مجھ کو اس کی خبر پہنچی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو بے شک تو دیکھے گا اکیلی عورت شتر سوار کو کہ حج کے ارادے سے حیرہ سے چلے گی یہاں تک کہ کعبے کا طواف کرے گی نہ ڈرے گی کسی سے سوائے اللہ کے تو میں نے اپنے دل میں کہا سو کہاں جائیں گے بنوطئی کے بدکار لوگ جنھوں نے شہروں میں لوٹ مار مچا رکھی ہے۔ اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو البتہ کھولیں جائیں گے بادشاہ ایران کے خزانے میں نے کہا کہ ایران کا بادشاہ ہرمز کا بیٹا مراد ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ہرمز کا بیٹا مراد ہے اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو بے شک تو دیکھے گا کہ مرد اپنی مٹھی بھرے سونے یا چاندی لے کر نکلے گا تلاش کرتا کہ کوئی محتاج اس کو لے سو نہ پائے گا کسی کو جو اس کو قبول کرے اور البتہ تم میں سے کوئی ایسا شخص اللہ سے ملے گا

أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُوْلًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَّأُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى إِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَلَا يَرٰى إِلَّا جَهَنَّمَ قَالَ عَدِيٌّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ شِقَّ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَأَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرٰى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُجَاهِدٍ حَدَّثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ سَمِعْتُ عَدِيًّا كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جس دن کہ اس سے ملاقات ہو گی یعنی قیامت کے دن اور نہ ہو گا اس کے اور اللہ کے درمیان ترجمان جو درمیان میں ایک دوسرے کے بولے سمجھائے یعنی بلا واسطہ کلام ہو گا سو اللہ اس کو فرمائے گا کہ کیا میں نے تیرے پاس کوئی پیغمبر نہیں بھیجا کہ تجھ کو میرا حکم پہنچائے تو وہ کہے گا کہ کیوں نہیں تیرے پیغمبر نے تیرا حکم پہنچایا پھر فرمائے گا اللہ تعالیٰ کہ کیا میں نے تجھ کو مال اور اولاد نہیں دی تھی اور تجھ پر فضل اور کرم نہیں کیا تو وہ کہے گا کہ کیوں نہیں تو نے سب کچھ مجھ کو دیا پھر نظر کرے گا اپنی داہنی طرف تو سوائے دوزخ کے کچھ نہ دیکھے گا اور اپنی بائیں طرف نظر کرے گا تو سوائے دوزخ کے کچھ نہ دیکھے گا عدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بچو لوگو! دوزخ سے اگرچہ آدھی کھجور ہی دیکر سہی اور جس کو آدھی کھجور نہ ملے تو وہ نیک بات کہہ کر دوزخ سے بچے عدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک عورت شتر سوار کو دیکھا کہ حیرہ سے چل کر کعبے کا طواف کرتی ہے نہیں ڈرتی کسی سے سوائے اللہ کے اور جنہوں نے بادشاہ ایران کا خزانہ فتح کیا ان میں میں بھی تھا اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو البتہ تم دیکھو گے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد مٹھی بھر لے کر نکلے گا۔ محل بن خلیفہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے عدی رضی اللہ عنہ سے کہ تھا میں نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

فائدہ: حیرہ ایک شہر ہے عرب کے بادشاہوں کا جو ایران کے بادشاہ کے ماتحت تھا اور اس دن ان کا بادشاہ وہاں آیا تھا جو کسریٰ کے ماتحت تھا اور کسریٰ لقب ہے فارس کے بادشاہ کا جو وہاں بادشاہ ہو اور اس کو کسریٰ کہتے ہیں لیکن یہ گفتگو کسریٰ بن ہرمز کے زمانے میں تھی اس واسطے عدی رضی اللہ عنہ نے اس کو سمجھنا چاہا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا عدی رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے عظمت کسریٰ کے بیچ نفس اس کے کے اس وقت یعنی اس کو تعجب آیا کہ اتنا بڑا بادشاہ کیوں کر مارا جائے گا اور یہ جو کہا کہ اس کو قبول نہ کرے گا تو یہ واسطے نہ ہونے فقیروں کے ہے اس زمانے میں یعنی کسی کو مال کی حاجت نہ

ہوگی اور بعض کہتے ہیں کہ یہ بات عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں واقع ہوگی اور بعض کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں یہ بات ہو چکی ہے کہ ان کے زمانے میں سب لوگ مالدار ہو گئے تھے کسی کو حاجت نہ رہی تھی مرد بہت سا مال لیکر نکلا تھا کہ کسی محتاج کو دے سو نہ پاتا تھا کسی کو جو اس کو قبول کرے اور اس کے ساتھ یقین کیا ہے بیہقی نے اور نہیں شک ہے اس احتمال کے راجح ہونے میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اگر تیری زندگی دراز ہوئی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عورت کو تنہا سفر کرنا درست ہے اور اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

٣٣٢٩۔ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ شُرَحْبِیْلٍ حَدَّثَنَا لَیْثٌ عَنْ یَزِیْدَ عَنْ أَبِی الْخَیْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَرَجَ یَوْمًا فَصَلّٰی عَلٰی أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَی الْمَیِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّیْ فَرَطُکُمْ وَأَنَا شَهِیْدٌ عَلَیْکُمْ إِنِّیْ وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلٰی حَوْضِی الْاٰنَ وَإِنِّیْ قَدْ أُعْطِیْتُ خَزَآئِنَ مَفَاتِیْحِ الْأَرْضِ وَإِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ بَعْدِیْ أَنْ تُشْرِکُوْا وَلٰکِنْ أَخَافُ أَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا.

٣٣٢٩۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے سو جنگ احد کے شہیدوں پر نماز پڑھی مانند نماز پڑھنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کے مردے پر یعنی جیسے مردے کا جنازہ پڑھا جاتا ہے پھر منبر کی طرف پھرے سو فرمایا کہ میں تمہارے واسطے ہر اول اور پیشوا ہوں یعنی مجھ کو سفر آخرت کا قریب ہے تمہاری مغفرت کا سامان درست کرنے جاتا ہوں اور تمہارا گواہ ہوں قیامت میں اور میں البتہ اللہ کی قسم اپنے حوض کوثر کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں ہیں یعنی میری امت کا سب ملکوں میں عمل ہو گا اور قسم ہے اللہ کی میں تم پر اس سے نہیں ڈرتا تم مشرک ہو جاؤ گے میرے بعد لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں کہیں نہ پڑو اور آپس میں حسد نہ کرنے لگو۔

فائدہ: اس میں ڈرانا ہے واسطے اس چیز کے کہ عنقریب واقع ہوگی سو واقع ہوا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد ملک فتح ہوئے اور غنیمت کے مال ہاتھ آئے اور رجوع کیا امر نے طرف اس کی کہ آپس میں حسد کرنے لگے اور آپس میں لڑنے لگے اور واقع ہوئی وہ چیز کہ مشاہد اور محسوس ہے واسطے ہر ایک کے اس قسم سے کہ شاہد ہے ساتھ مصداق خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور واقع ہوا ہے اس حدیث میں خبر دینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ وہ امت کے پیشوا ہیں اور اسی طرح ہوا اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مشرک نہ ہوں گے سو اسی طرح ہوا اور واقع ہوئی وہ چیز کہ ڈرایا تھا ساتھ اس کے دنیا میں لالچ کرنے سے اور ایک روایت میں جو پہلے گزر چکی یہ ہے کہ مجھ کو تم پر محتاجی کا ڈر نہیں لیکن میں ڈرتا ہوں اس سے کہ تم پر دنیا کی کشایش ہو جیسے تم سے پہلوں پر کشایش ہوئی سو واقع ہوا مطابق اس کے اور کھولی گئیں اوپر ان کے دنیا کی بہت کشائشیں اور گرائی گئی ان پر دنیا گرانا۔ (فتح)

۳۳۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُطُمٍ مِنَ الْأُطَامِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى إِنِّيْ أَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ.

۳۳۳۰۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے ایک ٹیلے کے اوپر سے جھانکا سو فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے اندر فتنہ فساد پڑنے کی جگہوں کو جیسے مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی۔

۳۳۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ حَدَّثَتْهَا عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذَا وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ وَبِالَّتِيْ تَلِيْهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ.

۳۳۳۱۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے گھبرائے ہوئے فرماتے تھے نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اللہ کے خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چلی یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اس کے برابر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کا حلقہ بنایا یعنی اس حلقے کے برابر اس دیوار میں سوراخ ہو گیا تو زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جب کہ بدکاری غالب ہو جائے گی یعنی جب بدکاری عالم میں کثرت سے ہو اور نیک لوگ کم ہوں تو نیک اور بد کل ہلاک ہو جاتے ہیں۔

۳۳۳۲۔ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ.

۳۳۳۲۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ آج کی رات کیا ہے رحمت کے خزانے اترے ہیں اور آج کی رات کیا ہے فتنے فساد نازل ہوئے ہیں۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح بھی فتن میں آئے گی۔

۳۳۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ عَبْدِ

۳۳۳۳۔ عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ اپنے باپ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں تجھ کو

الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِیْ إِنِّیْ أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَتَتَّخِذُهَا فَأَصْلِحْهَا وَأَصْلِحْ رُعَامَهَا فَإِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ تَکُوْنُ الْغَنَمُ فِیْهِ خَیْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ یَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ أَوْ سَعَفَ الْجِبَالِ فِیْ مَوَاقِعِ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ.

دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں کو دوست رکھتے ہو اور ان کو معاش کے واسطے پالتے ہو سو سنوارا کرو ان کو اور پاک کیا کرو ان کے ناک کے پانی کو یعنی ان کی تیمار داری اچھی طرح کیا کرو سو بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے گا چرانے کو پہاڑیوں کی چوٹیوں پر اور مینہ برسنے کے مقامات پر اپنا دین لے کر بھاگے گا فسادوں کے سبب سے۔

فائدہ: اس کی شرح فتن میں آئے گی۔

٣٣٣٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ الْأُوَیْسِیُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ وَأَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَتَکُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ وَمَنْ یُشْرِفْ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ وَمَنْ وَّجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْیَعُذْ بِهِ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ أَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُطِیْعِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِیَةَ مِثْلَ حَدِیْثِ أَبِیْ هُرَیْرَةَ هٰذَا إِلَّا أَنَّ أَبَا بَکْرٍ یَزِیْدُ مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاةٌ مَّنْ فَاتَتْهُ فَکَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ.

٣٣٣٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب فتنے فساد ہوں گے جن میں بیٹھا شخص بہتر ہو گا کھڑے سے اور کھڑا بہتر ہو گا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہو گا دوڑنے والے سے جو اس کو جھانکے گا تو وہ اس کو کھینچ لے گا اور جو کوئی پناہ کا مقام یا بچاؤ کی جگہ پائے تو چاہیے کہ اس سے پناہ میں آ جائے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس کی عصر کی نماز جاتی رہے تو جیسے اس کا اہل اور مال چھن گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی فتن میں آئے گی۔

۳۳۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتَكُوْنُ أَثَرَةٌ وَّأُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْكُمْ وَتَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَكُمْ.

۳۳۳۵۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عنقریب ہے کہ غیروں کو تم پر تقدیم ہوگی اور ہوں گے وہ کام جو تم کو برے معلوم ہوں گے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہم کو کیا حکم ہے فرمایا جو تم پر حاکم کی فرمانبرداری کا حق ہے اس کو ادا کرنا اور اپنا حق اللہ سے مانگنا۔

فائدہ: اس کی شرح بھی فتن میں آئے گی۔

۳۳۳۶ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْلِكُ النَّاسَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوْهُمْ قَالَ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ.

۳۳۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہلاک کرے گا لوگوں کو قریش کا یہ قبیلہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ پھر ہم کو کیا ارشاد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ ان سے گوشہ گیری کریں تو بہتر ہے۔

۳۳۳۷ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ يَقُوْلُ هَلَاكُ أُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ غِلْمَةٌ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ بَنِيْ فُلَانٍ وَّبَنِيْ فُلَانٍ.

۳۳۳۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھ سے ہوگی مروان نے کہا کہ کیا لڑکوں کے ہاتھ پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو ان کے نام لوں کہ وہ لوگ فلانے کی اولاد اور فلانے کی اولاد ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مروان نے کہا کہ ان پر اللہ کی لعنت ہو۔

۳۳۳۸ ۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُوْلُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّشَرٍّ فَجَآءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ.

۳۳۳۸۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت ﷺ سے خیر پوچھا کرتے تھے یعنی نیک کام تا کہ اس کو بجا لائیں یا وسعت رزق سے کہ اس سے خوش ہوں اور میں آپ ﷺ سے شر کا حال پوچھا کرتا تھا یعنی گناہ کا یا فتنے کا اس ڈر سے کہ مجھ کو پائے تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم جاہلیت اور بدی میں تھے پھر اللہ ہمارے پاس یہ خیر لایا یعنی اسلام آپ ﷺ کی برکت سے سو کیا اس نیکی کے بعد کوئی بدی بھی ہونے والی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے کہا کیا اس برائی کے پیچھے بھلائی ہوگی حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اور اس خیر میں سیاہی ہوگی یعنی کوئی نیکی بدی سے خالص نہ ہوگی میں نے کہا اس کی سیاہی کیا ہے فرمایا مراد اس سے پیدا ہونا ایسی قوم کا ہے کہ میرے طریقے کے سوا اور طریقہ اختیار کریں گے کہ تو ان میں نیک اور بد کام دیکھے گا یعنی نیک کام اور برے کام دونوں ان میں جمع ہوں گے بسبب مخلوط ہونے خیر اور شر کے میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس خیر کے بعد بھی بدی ہو گی فرمایا ہاں بلانے والے ہوں گے لوگوں کو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے یعنی لوگوں کو گمراہی کی طرف بلائیں گے جو ان کا کہا مانے گا اور دوزخ کی طرف جائے گا تو اس کو دوزخ میں ڈال دیں گے میں نے کہا یا حضرت ﷺ ان کا حال ہم سے بیان کیجیے یعنی کیا وہ ہم میں سے ہوں گے یا غیر سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہماری قوم سے ہوں گے یا ہمارے اہل بیت سے ہوں گے اور ہماری زبان میں کلام کریں گے یعنی عربی زبان میں یا لوگوں کو قرآن وحدیث سنائیں گے میں نے کہا پھر ہم کو کیا حکم ہے یعنی اگر وہ وقت

مجھ کو پائے تو میں کیا کروں فرمایا لازم پکڑ مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کے اماموں کو میں نے کہا کہ اگر ان کے واسطے جماعت اور امام نہ ہوں تو پھر کیا کروں فرمایا کنارے اور علیحدہ ہو جانا سب فرقوں سے یعنی ایسے وقت میں گوشہ گیری بہتر ہے اگرچہ تو چبائے جڑ درخت کی یعنی اگرچہ حاصل ہو یہ گوشہ گیری ساتھ پناہ ڈھونڈنے کی جنگل میں یہاں تک کہ پہنچے تجھ کو موت اور تم اس حالت پر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی فتن میں آئے گی۔

۳۳۳۹ ۔حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَعَلَّمَ أَصْحَابِي الْخَيْرَ وَتَعَلَّمْتُ الشَّرَّ.

۳۳۳۹۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے اصحاب نے نیکی سیکھی اور میں نے بدی سیکھی یعنی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنے فساد کے حالات سیکھے۔

۳۳۴۰۔حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ.

۳۳۴۰۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے دو بڑے گروہ دونوں کا دعوی ایک ہی ہوگا۔

فائدہ: اور تحقیق ظاہر ہوا مصداق اس حدیث کا بیچ اخیر زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس نکلا مسیلمہ کذاب یمامہ میں اور اسود عنسی یمن میں پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں طلیحہ بن خویلد بنی اسد کی قوم میں نکلا اور سجاح بنی تمیم کی قوم میں نکلی اور اسود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مارا گیا اور مسیلمہ کذاب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مارا گیا اور طلیحہ نے توبہ کی اور اسلام پر فوت ہوا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور منقول ہے کہ سجاح نے بھی توبہ کی اور ان کی خبریں مشہور ہیں تواریخ والوں میں پھر ان چاروں کے بعد پہلے پہل جو ان میں سے نکلا مختار ثقفی ہے غالب ہوا کوفہ پر بیچ ابتدائے خلافت ابن زبیر کے پس ظاہر کی اس نے محبت اہل بیت کی اور بلایا لوگوں کو طرف طلب قاتلوں حسین رضی اللہ عنہ کے پس قتل کیا اس نے بہت لوگوں کو اس میں سے جنہوں نے اپنے ہاتھ سے یہ کام کیا یا اس پر مدد کی سو دوست رکھا اس کو لوگوں نے پھر شیطان کے بہکانے سے اس نے پیغمبری کا دعوی کیا اور گمان کیا کہ اس کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتے

ہیں اور قتل ہوا بعد سن ساٹھ ہجری کے اور ایک ان میں سے حارث کذاب ہے جو عبدالملک بن مروان کی خلافت میں نکلا اور قتل ہوا اور نکلا ایک گروہ بنی عباس کی خلافت میں اور نہیں مراد حدیث میں جو مطلق نبوت کا دعوی کرے کہ وہ کثرت کے سبب سے گنے نہیں جاتے اور واسطے کہ اکثر کو ان میں سے یہ خیال جنوں یا سودا سے پیدا ہوا اور سوائے اس کے نہیں کہ مراد اس سے وہ شخص ہے کہ قائم ہو واسطے اس کے دبدبہ اور شوکت اور ظاہر ہو واسطے اس کے شبہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور تحقیق ہلاک کیا اس کو اللہ تعالی نے جو ان میں سے پیدا ہوا اور جو باقی ہے اس کو بھی ان کے ساتھ ملائے گا اور ان سب میں پچھلا دجال اکبر ہے اور اس کا مفصل بیان آئندہ آئے گا۔ (فتح)

حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُوْنَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَّلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ لڑیں گے دو بڑے گروہ پس واقع ہو گی درمیان ان کے بڑی لڑائی دونوں کا دعوی ایک ہو گا اور نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ پیدا ہوں گے دجال بڑے جھوٹے قریب تیس کے ہر ایک ان میں سے یہی گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

فائدہ: مراد اس حدیث سے لشکر علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے جب کہ دونوں کے درمیان مقام صفین میں لڑائی ہوئی اور دونوں کا دین ایک تھا یعنی اسلام یا مراد یہ ہے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے دعوی کرے گا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا بیان یوں ہے کہ تھے علی مرتضی رضی اللہ عنہ وہاں امام مسلمانوں کے اور ان میں افضل اس دن ساتھ اتفاق اہل سنت کے اور اس واسطے کہ اہل حل اور عقد نے ان سے بیعت کی بعد شہید ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور باز رہے ان کی بیعت سے معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت اہل شام کے پھر نکلے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ ساتھ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے طرف عراق کی اور بلایا لوگوں کو طرف طلب کرنے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے تاکہ ان سے قصاص لیا جائے اس واسطے کہ ان میں سے اکثر علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے مل گئے تھے تو انہوں نے اس باب میں علی رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کرو علی رضی اللہ عنہ نہ مانے مگر بعد قائم ہونے دعوی کے ولی مقتول سے اور بعد ثابت ہونے اس دعوی کے اس شخص پر جو خود اس میں شامل ہو اور واقع ہوا درمیان ان کے جو آئندہ آئے گا کتاب الفتن میں ان شاء اللہ تعالی اور کوچ کیا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے طرف اہل شام کے ان کو اپنی فرمانبرداری کی طرف بلاتے تھے اور ان کو قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے شبہ کا جواب دیتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزری تو کوچ کیا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ اہل شام کے تو ملے دونوں

آپس میں مقام صفین میں درمیان شام اور عراق کے تو واقع ہوئی درمیان ان کے لڑائی بڑی جیسا کہ حضرت ﷺ نے اس کی خبر دی اور آخر کار معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام سمیت حکم مقرر کرنے کی درخواست کی جب کہ علی رضی اللہ عنہ ان پر غالب ہوئے پھر پلٹے علی رضی اللہ عنہ طرف عراق کے تو خروج کیا ان پر حروریہ نے یعنی خارجیوں نے پس قتل کیا ان کو علی رضی اللہ عنہ نے مقام نہروان میں پھر اس کے بعد شہید ہوئے پھر ان کے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ لشکر لے کر شام کی طرف نکلے اور ادھر سے معاویہ رضی اللہ عنہ لشکر لے کر نکلے پس واقع ہوئی درمیان ان کے صلح جیسے کہ حضرت ﷺ نے اس کی خبر دی تھی ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو فتن میں آئے گی کہ اللہ ان کے سبب سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرے گا اور اس کا مفصل بیان آئندہ آئے گا۔ (فتح)

۳۳٤۱۔حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قِسْمًا أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَّعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَّمْ أَكُنْ أَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِّيْ فِيْهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَّحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلٰى نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى رِصَافِهِ فَمَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى نَضِيِّهِ وَهُوَ قِدْحُهُ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى قُذَذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ

۳۳٤۱۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ کچھ مال بانٹتے تھے کہ ایک شخص ذوالخویصرہ نامی آپ ﷺ کے پاس آیا اور وہ مرد تھا بنی تمیم کی قوم سے تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ عدل کرو یعنی برابر بانٹو ہم کو بھی دو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ پر خرابی پڑے کون انصاف کرے گا جب کہ میں نے انصاف نہ کیا البتہ تجھ پر نقصان اور خسارہ پڑے اگر میں نے انصاف نہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر حکم ہو تو اس منافق کو مار ڈالوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور دور کرو بے شک اس کے چند ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نماز کو ان کی نماز سے حقیر اور ناچیز جانے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے سے ناچیز سمجھے گا وہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کا کچھ اثر نہ ہوگا وہ لوگ دین سے نکل جائیں گے جیسے نکل جاتا ہے تیر نشانے سے اس کے پھل کو دیکھے تو کچھ خون کا اثر نہ پائے پھر اس کی نوک کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے پھر اس کے تیر کی لکڑی کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے پھر تیر کے پر کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے تیر پار نکل

شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهٗ فَأَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَعَتَهٗ.

گیا پیٹ کے گوبر اور خون سے یعنی جیسے پار ہوئے تیر میں جانور کا کچھ اثر لگا نہیں تھا اسی طرح اس قوم میں اسلام کا کچھ اثر باقی نہ رہے گا اس قوم کی پہچان یہ ہے کہ ایک مرد اس میں سیاہ ہوگا جس کا ایک بازو جیسے عورت کی چھاتی یا جیسے گوشت کا لوتھڑا کہ جنبش کیا کرے گا لوگوں کے پھوٹ کے زمانے میں ظاہر ہوں گے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کی یعنی اور ان کو قتل کیا اور میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو حکم کیا علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ تلاش کرنے اس آدمی کے سو اس کو لایا گیا یہاں تک کہ میں نے اس کو دیکھا موافق اس نشانی کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے بیان فرمائی تھی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے مارنے کی اجازت چاہی تھی اور اس میں مخالفت نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ دونوں نے اجازت چاہی ہو اور یہ جو فرمایا کہ ان کے گلوں سے تلے نہیں جائے گا تو مراد یہ ہے کہ ان کے دل اس کو نہ سمجھ سکیں گے اور محمول کریں گے اس کو اس کے غیر مراد پر اور احتمال ہے کہ ان کہ تلاوت اللہ کی طرف نہیں چڑھے گی اور یہ جو کہا کہ دین سے نکل جائیں گے تو اگر دین سے مراد اسلام ہے تو وہ حجت ہے واسطے اس کے جو خارجیوں کو کافر کہتا ہے اور اس احتمال کی کہ مراد دین سے طاعت ہو پس نہ ہوگی اس میں حجت اور اس حدیث میں تشبیہ دی ہے نکلنے ان کے کو دین سے ساتھ تیر کے جو شکار کو پہنچے اور اس میں گھس جائے اور اس سے پار نکل جائے اور نہایت جلد نکلنے اس کے سے واسطے قوت تیر انداز کے نہیں لگتی ساتھ اس کے شکار کے بدن سے کچھ چیز اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قتل کرے گا ان کو وہ گروہ جو حق کے نزدیک ہوگا اور اس حدیث میں کہ قتل کرے گا عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ دلالت ظاہرہ ہے اس پر کہ علی رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر حق پر تھے اور جو ان کے ساتھ لڑے یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر وہ خطا پر تھے اپنی تاویل میں۔ (فتح)

٣٣٤٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا

٣٣٤٢ـ سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کروں تو البتہ آسمان سے گرنا میرے نزدیک زیادہ تر پیارا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَآءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَأْتِيْ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَآءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِّمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

پر جھوٹ مارنے سے اور اگر میں حدیث بیان کروں اس چیز میں کہ میرے اور تمہارے درمیان ہے تو بے شک لڑائی فریب ہے میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک قوم پیدا ہوگی اخیر زمانے میں کم عمر ناقص عقل کلام کریں گے بہتر لوگوں کا سا کلام یعنی قرآن کو پڑھیں گے نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے ایمان نہ اترے گا ان کے نرخروں کے نیچے یعنی ان کے دل میں ایمان کا کچھ اثر نہ ہوگا سو جہاں کہیں تم ان سے ملو تو ان کو قتل کرو سو البتہ ان کو قتل کرنے میں قتل کرنے والے کے لیے ثواب ہے قیامت کے دن میں۔

فائدہ: اور پہلے پہل ان خارجیوں نے یہ بات کہی تھی کہ نہیں حکم ہے مگر واسطے اللہ کے اور نکالا انہوں نے اس کو قرآن سے اور محمول کیا اس کو اس کے غیر محمل پر۔ (فتح)

۳۳٤۳۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَّهُ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ قُلْنَا لَهُ أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لَنَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَآءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ

۳۳٤۳۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے پاس گلہ کیا یعنی مشرکین کی تکلیف کا اور آپ ﷺ کعبے کے سائے میں اپنی چادر سر کے نیچے رکھے تھے سو ہم نے کہا کہ کیا آپ ﷺ ہمارے واسطے اللہ سے مدد نہیں مانگتے کیا ہمارے واسطے اللہ سے دعا نہیں کرتے کہ اللہ کفار کے غلبے سے نجات دے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سے اگلی امتوں میں ایک مرد ہوتا تھا اس کے واسطے زمین میں گڑھا کھودا جاتا تھا پھر اس میں کھڑا کیا جاتا تھا پھر آرا لا کر اس کے سر پر رکھا جاتا تھا اور اس کا بدن چیر کا دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا ایسی سختی بھی اس کو اپنے دین سے نہیں روکتی تھی اور اس کا گوشت ہڈی اور پٹھے تک لوہے کی کنگھی سے نوچے جاتے تھے ایسی مصیبت بھی اس کو اپنے دین سے نہیں روک سکتی تھی اور قسم ہے اللہ کی

صَنْعَآءَ إِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ أَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ.

البتہ پورا اور کامل ہوگا یہ دین یہاں تک کہ چلے گا سوار شہر صنعا سے حضرموت کے شہروں تک سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرے گا اور نہ خوف کرے گا اپنی بکری پر مگر بھیڑیے سے لیکن تم جلدی کرتے ہو۔

فائدہ: یعنی کیوں بے صبری اور جلدی کرتے ہو تم اگلے دینداروں پر تو ایسی ایسی مصیبتیں گزریں کہ ان کے گوشت نوچے گئے اور چیر ڈالے گئے تم پر تو ایسی سختی کبھی نہیں ہوئی صبر کرو دین کا غلبہ ہوگا اور ملک میں ایسا امن ہوگا کہ دور تک اکیلا سوار بے خوف چلا جائے گا صنعا اور حضرموت کے درمیان پانچ دن کی راہ ہے اور مراد صنعا یمن کا ہے۔

٣٣٤٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ أَنْبَأَنِيْ مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهٗ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهٗ جَالِسًا فِيْ بَيْتِهٖ مُنَكِّسًا رَّأْسَهٗ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيْمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهٗ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنْ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

٣٣٤٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو گم پایا یعنی کئی دن ان کو مجلس میں نہ دیکھا تو فرمایا کہ کیا حال ہے ثابت رضی اللہ عنہ کا تو ایک مرد یعنی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کا حال معلوم کر کے آپ ﷺ کے پاس عرض کرتا ہوں تو وہ ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ان کو اپنے گھر میں اوندھا سر کیے بیٹھا پایا یعنی ان کو غمناک پایا سو انہوں نے کہا کہ کیا حال ہے تمھارا؟ کہا برا حال ہے میرا وہ اپنی آواز حضرت ﷺ سے بلند کرتے تھے تو ان کا عمل اکارت ہوا اور وہ دوزخیوں سے ہے تو انھوں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی کہ ثابت رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا کہا سو پھرے وہ دوسری بار ساتھ بشارت بڑی کے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ تم دوزخیوں سے نہیں تم بہشتیوں سے ہو۔

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ اس حدیث کو علامات نبوت میں لانا اس وقت تمام ہوتا ہے جب کہ اس کے ساتھ دوسری حدیث ملائی جائے جو پہلے جہاد میں گزر چکی ہے بَابُ التَّحَنُّطِ عِنْدَ الْقِتَالِ میں پس تحقیق اس میں ہے کہ ثابت رضی اللہ عنہ یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے یعنی اور ظاہر ہوا ساتھ اس کے مصداق حضرت ﷺ کی حدیث کا کہ وہ بہشتیوں سے ہیں میں کہتا ہوں کہ شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی اشارہ کرنا اس واسطے کہ

مخرج دونوں حدیثوں کا ایک ہے پھر مجھ پر ظاہر ہوا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ بعض طریقوں حدیث نزول اس آیت کے ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ یعنی اے ایمان والو نہ بلند کرو اپنی آوازوں کو پیغمبر ﷺ کی آواز پر اور وہ یہ ہے کہ جب یہ آیت اتری تو ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے ہم کو منع کیا ہے کہ اپنی آوازوں کو حضرت ﷺ کی آواز پر بلند کریں اور میں اپنی آواز کو حضرت ﷺ کی آواز سے بلند کیا کرتا تھا پس میں دوزخیوں سے ہوں سو غمناک ہو کر اپنے گھر میں بیٹھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں کہ زندہ رہے سعید اور فوت ہو شہید اور داخل ہو بہشت میں سو جب یمامہ کی لڑائی کا دن ہوا یعنی جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی تو مسلمانوں کو شکست ہوئی تو ثابت اپنی جگہ پر قائم رہے اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہوئے اور اگر کوئی کہے کہ یہ آیت ۹ھ میں نازل ہوئی بہ سبب اقرع بن حابس وغیرہ کے اور سعید بن عبادہ رضی اللہ عنہ ۵ھ میں فوت ہو گئے تھے تو کہا جائے گا کہ ممکن ہے کہ جمع کرنا بایں طور کہ جو ثابت رضی اللہ عنہ کے قصے میں اترا تھا وہ مجرد آواز کا بلند کرنا تھا اور جو اقرع کے قصے میں اترا ہے وہ اول سورہ کا تھا اور وہ آیت ہے ﴿لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ الاٰية۔ (فتح)

٣٣٤٥۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَرَاَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِی الدَّارِ الدَّابَّةُ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَسَلَّمَ فَاِذَا ضَبَابَةٌ اَوْ سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَاْ فُلَانُ فَاِنَّهَا السَّكِيْنَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ اَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ.

٣٣٤٥۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے سورہ کہف پڑھی اور گھر میں چوپایہ تھا یعنی گھوڑا تو وہ بدکنے لگا تو اس نے سلام پھیرا تو ناگہاں اس نے دیکھا کہ ایک بدلی نے اس کو ڈھانک لیا تو انہوں نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھا کر اے فلانے پس تحقیق وہ تسکین ہے کہ قرآن کے پڑھنے کے واسطے اتری۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی اور سکینہ ایک مخلوق ہے اللہ کی کہ اس میں رحمت اور چین ہے اور اس کے ساتھ فرشتے ہیں۔ (فتح)

٣٣٤٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ اَبُو الْحَسَنِ الْحَرَّانِیُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ

٣٣٤٦۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرے باپ کے پاس ان کے گھر میں آئے سو ان سے اونٹ کا پالان خریدا پھر عازب کو کہا کہ اپنے بیٹے کو بھیج کہ اس کو میرے ساتھ اٹھا لے چلے اور میرا باپ نکلا مول

يَقُوْلُ جَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى أَبِيْ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَاشْتَرٰى مِنْهُ رَحْلًا فَقَالَ لِعَازِبٍ ابْعَثْ ابْنَكَ يَحْمِلْهُ مَعِيْ قَالَ فَحَمَلْتُهٗ مَعَهٗ وَخَرَجَ أَبِيْ يَنْتَقِدُ ثَمَنَهٗ فَقَالَ لَهٗ أَبِيْ يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِيْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ أَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَّهَا ظِلٌّ لَّمْ تَأْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهٗ وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِيْ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ فِيْهِ فَرْوَةً وَّقُلْتُ نَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَنَا أَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهٗ فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ مُّقْبِلٍ بِغَنَمِهٖ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِيْ أَرَدْنَا فَقُلْتُ لَهٗ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَوْ مَكَّةَ قُلْتُ أَفِيْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَفَتَحْلُبُ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً فَقُلْتُ انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعَرِ وَالْقَذٰى قَالَ فَرَأَيْتُ الْبَرَآءَ يَضْرِبُ إِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى يَنْفُضُ فَحَلَبَ فِيْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ وَّمَعِيْ إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِيْ مِنْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کو پورا لیتا تو میرے باپ نے ان سے کہا یعنی پہلے اس سے کہ میں ان کے ساتھ پالان کو اٹھا لے جاؤں کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ خبر دو مجھ کو کہ تم نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح کیا اس وقت کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کو چلے تھے یعنی جب ہجرت کی تھی طرف مدینے کے بعد نکلنے کے غار سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ ہم رات بھر چلے اور کچھ اگلے دن سے یعنی آدھا دن یہاں تک کہ ٹھیک دوپہر ہوئی اور راہ خالی ہوئی کہ اس میں ہر کوئی نہیں گزرتا تھا سو ہم کو ایک پتھر دراز نظر آیا کہ اس کے واسطے سایہ تھا اس پر سورج کی دھوپ نہ آئی تھی سو ہم اس کے پاس اترے اور میں نے اپنے ہاتھوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک جگہ برابر کی تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوئیں پھر میں نے اس پر پوستین بچھائی اور میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو رہیے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد نگہبانی کروں گا یعنی ادھر ادھر دیکھتا رہوں گا کہ مبادا کوئی دشمن آ پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تو میں نکلا نگہبانی کرتا گرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو ناگہاں میں نے ایک چرواہا دیکھا کہ اپنی بکریوں کے ساتھ سامنے سے پتھر کی طرف چلا آتا ہے چاہتا ہے کہ ہماری طرح اس کے سائے میں اترے تو میں نے اس سے کہا کہ اے غلام تو کس کا مملوک ہے اس نے کہا کہ مدینے یا مکے والوں سے ایک مرد کا غلام ہوں میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے اس نے کہا ہاں میں نے کہا کہ کیا تو دودھ دھو سکتا ہے یعنی کیا تجھ کو مالک نے اذن دیا ہوا ہے اس نے کہا ہاں تو اس نے ایک بکری پکڑی تو میں نے کہا کہ جھاڑ لے تھن کو مٹی اور بال اور میل سے راوی کہتا ہے کہ میں نے براء کو دیکھا کہ ایک

فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُ فَوَافَقْتُهُ حِينَ اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَآءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَمَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ أُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ إِلٰى بَطْنِهَا أُرٰى فِيْ جَلَدٍ مِّنَ الْأَرْضِ شَكَّ زُهَيْرٌ فَقَالَ إِنِّيْ أُرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا لِيْ فَاللّٰهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى أَحَدًا إِلَّا قَالَ قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا فَلَا يَلْقٰى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهٗ قَالَ وَوَفٰى لَنَا.

ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارتا تھا یعنی جھاڑنا دکھاتا تھا پھر اس نے کاٹھ کے پیالے میں تھوڑا سا دودھ دھو لیا اور میرے ساتھ چھاگل تھی کہ میں نے اس کو حضرت ﷺ کے واسطے اٹھایا تھا سیراب ہوتے تھے اس سے پانی پیتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا سو میں نے برا جانا کہ حضرت ﷺ کو جگاؤں سو موافقت کی میں نے حضرت ﷺ کی جب کہ بیدار ہوئے یعنی میں بھی سو رہا یا توقف کیا میں نے یہاں تک کہ خود بیدار ہوئے تو میں نے کچھ پانی دودھ پر ڈالا یہاں تک کہ نیچے تک سرد ہوا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ پیجئے تو حضرت ﷺ نے پیا یہاں تک کہ میں خوش ہوا پھر فرمایا کہ کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں آیا میں نے کہا کیوں نہیں سو ہم نے کوچ کیا سورج ڈھلنے کے بعد اور سراقہ بن مالک ہمارے پیچھے سے آیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہمارے پکڑنے کو دشمن آ پہنچا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو حضرت ﷺ نے سراقہ پر بد دعا کی تو اس کا گھوڑا اس کے ساتھ پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گیا تو سراقہ نے کہا کہ تحقیق میں جانتا ہوں تم کو کہ تم نے مجھ پر بددعا کی سو دعا کرو میرے حق میں کہ میں اس مصیبت سے نجات پاؤں جس میں گرفتار ہوں سو اگر تم دعا کرو گے تو میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں تمہارے واسطے یہ کہ میں پھیر دوں گا تم سے تلاش کرنے والے کافروں کو تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے دعا کی تو اس نے اس بلا سے نجات پائی پس شروع کیا سراقہ نے یعنی ایفا وعدے میں کہ نہیں ملتا تھا کسی کافر سے یعنی ان کافروں سے جو حضرت ﷺ کی تلاش کے واسطے نکلے تھے مگر کہ کہتا تھا کہ میں نے تم کو

کفایت کی یعنی میرا تلاش کرنا کافی ہے اور تلاش نہ کرو میں تلاش کر چکا نہیں ہے ادھر وہ شخص کہ اس کو تلاش کرتے ہو پس نہیں ملتا تھا سراقہ کسی سے مگر کہ اس کو پھیر دیتا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کیا تو دوہتا ہے اس نے کہا ہاں تو ظاہر یہ ہے کہ مراد ان کی ساتھ اس سوال کے یہ ہے کہ کیا تجھ کو اذن ہے دوہنے میں واسطے اس شخص کے کہ گزرے تجھ پر بطور ضیافت کے اور ساتھ اس تقریر کے دور ہو گا وہ شبہ جو پہلے گزر چکا ہے کہ کس طرح جائز ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دودھ لینا چرواہے سے بغیر اذن بکریوں کے مالک کے اور احتمال ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو پہچانا تو معلوم کی رضا مندی اس کے ساتھ ان کے واسطے دوست ان کے یا دینے اذن عام کے واسطے ان کے اور اس حدیث میں معجزہ ظاہر ہے اور باقی فائدے اس کے ہجرت کے بیان میں آئیں گے۔(فتح)

٣٣٤٧۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى أَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهٗ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ لَهٗ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ قُلْتَ طَهُوْرٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ أَوْ تَثُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا.

٣٣٤٧۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گنوار کی بیمار پرسی کو گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی کی بیمار پرسی کا جاتے تھے تو فرماتے تھے کہ تجھ پر کچھ حرج نہیں یہ تپ گناہوں سے پاک کرنے والی ہے اگر اللہ نے چاہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تجھ کو کچھ حرج نہیں یہ تپ تو گناہوں کو پاک کرنے والی ہے اگر اللہ نے چاہا تو اس گنوار نے کہا کہ تم کہتے ہو کہ یہ تپ گناہوں سے پاک کرنے والی ہے ہرگز نہیں یعنی گناہ سے پاک کرنے والی نہیں بلکہ وہ تپ ہے جوش کرتی ہے بڑے بوڑھے پر باعث ہوتی ہے اس کو قبروں کی زیارت پر یعنی یہ تپ مجھ کو مار ڈالے گی اور قبر میں پہنچائے گی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس ہاں اسی طرح ہے اس وقت یعنی میں نے تجھ کو ہدایت کی تھی کہ تپ گناہ سے پاک کر ڈالتی ہے پس صبر کر اور تو نے قبول نہیں کیا اور تو زندگی سے ناامید ہے تو ایسا ہی ہو گا یعنی تو مر جائے گا۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے کی اس کی اس باب میں یہ ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں زیادتی ہے جو تقاضا کرتی ہے وارد کرنے اس کے کو علامات نبوۃ میں روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور اس کے اخیر میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ پس جب تو نے نہیں مانا پس وہ مانند اس کے ہے جو تو کہتا ہے اللہ کی تقدیر ہونے والی ہے سو وہ اگلے دن شام سے پہلے مرگیا اور ساتھ اس حدیث کے ظاہر ہوگا داخل ہونا اس حدیث کا اس باب میں۔ (فتح)

۳۳۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا فَكَانَ يَقُوْلُ مَا يَدْرِيْ مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ فَدَفَنُوْهُ فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوْا هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَّأَصْحَابِهٖ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا لَهُ فَأَعْمَقُوْا فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوْا هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَّأَصْحَابِهٖ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا لَهُ وَأَعْمَقُوْا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوْا فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَعَلِمُوْا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَأَلْقَوْهُ.

۳۳۴۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نصرانی تھا سو مسلمان ہوا اور اس نے سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھی یعنی اور یہاں تک مقرب ہوگیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی لکھا کرتا تھا یعنی جو قرآن آسمان سے اترا تھا وہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کسی چیز پر لکھا کرتا تھا پھر مرتد ہوکر نصرانی ہوگیا سو وہ کہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہیں مگر جو میں نے ان کے واسطے لکھا یعنی صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا ہی علم ہے جتنا کہ میں نے لکھا اس سے زیادہ نہیں یا جو میں نے اپنی طرف سے لکھنے میں کمی بیشی کرتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع نہیں ہوتی سو اللہ نے اس کو مارا تو مشرکوں نے اس کو زمین میں دبایا پس صبح کی اس نے اس حال میں کہ زمین نے اس کو باہر پھینک دیا ہے تو مشرکوں نے کہا کہ یہ کام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ان کے اصحاب کا ہے کہ جب ان سے بھاگا تو انہوں نے ہمارے ساتھی کو اس کی قبر کھود کر باہر ڈال دیا تو مشرکوں نے اس کے واسطے زمین میں بہت گہری قبر کھودی جہاں تک کہ گہری کھود سکے تو صبح کی اس نے اس حال میں کہ اس کو زمین نے باہر پھینک دیا ہے تو مشرکوں نے کہا کہ یہ کام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ان کے ساتھیوں کا ہے جب وہ ان سے بھاگا تو انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کھود کر باہر پھینک دیا تو انہوں نے اس کے واسطے زمین میں اور بہت گہری قبر کھودی جہاں تک کہ ان سے ہوسکا تو صبح کی اس نے اس حال میں کہ اس کو زمین نے باہر پھینک دیا تھا تو انہوں نے معلوم کیا کہ یہ کام آدمیوں کا نہیں بلکہ اللہ کا ہے تو انہوں نے اس کو پھینک دیا۔

٣٣٤٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.

٣٣٤٩۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب فارس کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی وہاں کا بادشاہ نہ ہوگا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا اس کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قابو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ بے شک ان دونوں ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں بانٹے جائیں گے۔

٣٣٥٠۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَفَعَهُ قَالَ إِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَذَكَرَ وَقَالَ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.

٣٣٥٠۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب فارس کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی وہاں کا بادشاہ نہ ہوگا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا اس کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور راوی کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ان دونوں ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں بانٹے جائیں گے۔

فائدہ: فارس میں جو بادشاہ ہے اس کو کسریٰ کہتے ہیں اور روم میں جو بادشاہ ہے اس کو قیصر کہتے ہیں اور اگر کوئی کہے کہ فارس کی حکومت باقی رہی اس واسطے کہ پچھلا ان کا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قتل ہوا اور اسی طرح روم کی حکومت بھی باقی رہی تو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ نہ باقی رہے گا کسریٰ عراق میں اور نہ قیصر شام میں اور یہ منقول ہے شافعی سے اور کہا اس نے کہ سبب حدیث کا یہ ہے کہ قریش شام میں اور عراق میں تجارت کے واسطے جایا کرتے تھے پھر جب قریش مسلمان ہوئے تو خوف کیا انہوں نے بند ہونے سفر کے سے طرف ان دونوں ملکوں کے واسطے داخل ہونے ان کے کے اسلام میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے خوش کرنے دلوں ان کے کے اور بشارت دینے کے ان کو کہ ان کی حکومت ان دونوں ملکوں سے دور ہو جائے گی اور بعض کہتے ہیں کہ قیصر کا ملک باقی رہا اور صرف شام اور اس کے آس پاس سے اس کی حکومت دور ہوئی اور کسریٰ کا ملک بالکل جاتا رہا تو حکمت اس میں یہ ہے کہ جب قیصر کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط آیا تو اس کو چیر کر پارہ پارہ کر دیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں بددعا کی کہ ان کا ملک پارہ پارہ ہو جائے سو اسی طرح ہوا اور خطابی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ پس نہ ہوگا قیصر اس کے بعد بادشاہ جیسا کہ وہ بادشاہ ہوا اور یہ اس واسطے ہے کہ وہ شام میں تھا اور شام میں بیت المقدس ہے کہ نہیں تمام ہوتی عبادت نصاریٰ کی مگر ساتھ اس کے اور نہیں بادشاہ ہوتا تھا روم میں کوئی مگر اس میں داخل ہوتا تھا ظاہر یا پوشیدہ پس

دور ہوا اس سے قیصر اور اس کے خزانے فتح ہوئے اور نہ خلیفہ ہوا اس کا کوئی قیصروں سے ان شہروں میں بعد اس کے اور ہر تقدیر پر پس مراد حدیث سے واقع ہو چکی ہے لامحالہ اس واسطے کہ نہیں باقی رہی حکومت ان کی اس طور پر کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تھی۔ (فتح)

۳۳۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ إِنْ جَعَلَ لِيْ مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهٖ تَبِعْتُهٗ وَقَدِمَهَا فِيْ بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِّنْ قَوْمِهٖ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَّفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِيْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَإِنِّيْ لَأَرَاكَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْكَ مَا رَأَيْتُ فَأَخْبَرَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَّأَيْتُ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِيْ شَأْنُهُمَا فَأُوْحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِيْ فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيَّ وَالْأٰخَرُ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابَ صَاحِبَ الْيَمَامَةِ.

۳۳۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب حضرت ﷺ کے زمانے میں ملک یمامہ سے اپنی قوم کے بہت آدمی لے کر مدینے میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد ﷺ اپنی موت کے بعد خلافت کا عہدہ میرے واسطے ٹھہرائیں کہ میں ملک کا ایک مالک بنوں تو اسلام قبول کروں اور تابعدار ہوں تو حضرت ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی کا ایک ٹکڑا تھا یہاں تک کہ کھڑے ہوئے مسیلمہ پر کہ اپنے ساتھیوں میں تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ سے اس کھجور کی چھڑی کا ٹکڑا مانگے تو اتنا بھی تجھ کو نہ دوں گا اور اللہ کے ارادے کو جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے سو اس کو ہرگز نہ ہٹا سکے گا یعنی اللہ تجھ کو ہلاک کرے گا اور دونوں جہانوں میں رسوا کرے گا اور البتہ تو اسلام سے پھر تو اللہ تیری کونچیں کاٹے گا اور بے شک میں تجھ کو وہی جانتا ہوں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا سو خبر دی مجھ کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا تو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے تو ان کے حال نے مجھ کو غم اور تشویش میں ڈالا تو مجھ کو خواب میں حکم ہوا کہ ان کو پھونک ماری سو میں نے ان کو پھونک مارا سو وہ اڑ گئے تو ان دونوں کنگن کی میں نے تعبیر کی دو جھوٹے جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور ان دونوں سے ایک عنسی تھا اور دوسرا مسیلمہ کذاب رہنے والا یمامہ کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔

۳۳۵۲۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی أُرَاهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِی الْمَنَامِ أَنِّیْ أُهَاجِرُ مِنْ مَّكَّةَ إِلٰی أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِیْ إِلٰی أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِیَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِیْ رُؤْيَایَ هٰذِهٖ أَنِّیْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ بِأُخْرٰی فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَأَيْتُ فِيْهَا بَقَرًا وَّاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ وَّإِذَا الْخَيْرُ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِیْ آتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ.

۳۳۵۲۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کرتا ہوں مکے سے اس زمین کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں تو میرا گمان یمامہ اور ہجر کی طرف گیا تو اچانک ہجرت کا مقام تو مدینہ نکلا جس کا یثرب بھی نام ہے اور میں نے اپنی خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا سو وہ اوپر سے ٹوٹ گئی تو اس کا انجام مسلمانوں کی مصیبت ہوئی جنگ احد میں پھر میں نے تلوار کو دوسری بار ہلایا تو پھر ثابت ہوگئی آگے سے اچھی تو اس کا انجام یہ تھا کہ اللہ نے فتح نصیب کی اور مسلمانوں کی جماعت قائم ہوئی یعنی جنگ احد میں اور میں نے خواب میں گائے کو دیکھا اور اللہ کا کام بہتر ہے تو اس کا انجام مسلمانوں کی شہادت ہوئی جنگ احد میں اور ناگاہ خیر وہ چیز ہے جو اللہ لایا خیر سے اور ثواب صدق سے جو دیا ہم کو اللہ نے بعد دن بدر کے یعنی فتح خیبر اور فتح مکہ۔

۳۳۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِیِّ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِیْ كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْیُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْحَبًا بِابْنَتِیْ ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ أَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيْثًا فَبَكَتْ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَبْكِيْنَ

۳۳۵۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سامنے آئیں فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئیں جیسے ان کی چال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فراخی ہو میری بیٹی کو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا پھر ان سے سرگوشی کی یعنی کان میں بات کی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا روئیں تو میں نے ان سے کہا کہ کیوں روتی ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان سے دوسری بار کان میں بات کی تو وہ ہنسنے لگیں تو میں نے کہا نہیں دیکھی میں نے آج جیسی خوشی کہ قریب تر ہو غم سے پھر

ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيْثًا فَضَحِكَتْ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهَا فَقَالَتْ أَسَرَّ إِلَيَّ إِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَّرَّةً وَّإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِيْ وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِيْ لَحَاقًا بِيْ فَبَكَيْتُ فَقَالَ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ.

میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات پوچھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کان میں کیا بات کی تھی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید نہیں ظاہر کرنے کی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا پھر میں نے ان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات پوچھی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پہلی بار کان میں یہ بات کہی تھی کہ بے شک جبرائیل علیہ السلام مجھ سے ہر برس قرآن کا ایک دور کیا کرتے تھے اور بے شک جبرائیل علیہ السلام نے اس بار مجھ سے دو بار قرآن کا دور کیا اور میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر کہ میری موت قریب ہوئی یعنی مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب ہے اور بے شک تو سب اہل بیت سے اول مجھ سے ملے گی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جلدی اس دنیا سے جاؤں گی تو میں روئی پھر فرمایا کہ کیا تو راضی نہیں ہوتی کہ تو بہشتی عورتوں کی سردار بنے یا یوں فرمایا کہ مسلمانوں کی عورتوں کی سردار بنے تو میں اس سبب سے ہنسی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی آئندہ آئے گی اور ان حدیثوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ کی خبر دی ہے سو مطابق اس کے واقع ہوا۔

٣٣٥٤۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ

٣٣٥٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض الموت میں اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا تو انہوں نے ان کے کان میں کچھ بات کی تو وہ رونے لگیں پھر ان کو بلایا اور دوسری بار ان کے کان میں کچھ بات کی تو وہ ہنسنے لگیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس سرگوشی کا حال پوچھا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اول بار مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی کی سو مجھ کو خبر دی کہ اس بیماری میں میرا انتقال ہو گا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو میں روئی

يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنِّيْ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.

پھر دوسری بار مجھ سے سرگوشی کی سو خبر دی مجھ کو کہ میں آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے اول حضرت ﷺ کے پیچھے جاؤں گی تو میں ہنسی۔

٣٣٥٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُدْنِيْ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ إِنَّ لَنَا أَبْنَآءً مِّثْلَهُ فَقَالَ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْأٰيَةِ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ قَالَ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

٣٣٥٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نزدیک کرتے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ بے شک ہمارے واسطے بیٹے ہیں مانند اس کی عمر میں یعنی ہم بوڑھے ہیں اور وہ لڑکا ہے اس کو پھر مقدم کیوں کرتے ہو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وجہ سے کہ وہ عالم ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ آیت پوچھی یعنی واسطے ظاہر کرنے بزرگی اس کی کے تمام لوگوں پر کہ جب پہنچ چکی مدد اللہ کی اور فتح تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مراد حضرت ﷺ کی موت ہے کہ اللہ نے حضرت ﷺ کو معلوم کروائی تھی یا حضرت ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بتلائی تھی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں اس حال سے مگر جو تو جانتا ہے۔

٣٣٥٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَنْظَلَةَ بْنِ الْغَسِيْلِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ بِمِلْحَفَةٍ قَدْ عَصَّبَ بِعِصَابَةٍ دَسْمَآءَ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا

٣٣٥٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے مرض الموت میں گھر سے تشریف لائے ایک چادر میں کہ اس کو مونڈھوں پر لپیٹے تھے اور اپنے سر کو ایک چکنی پٹی سے باندھا تھا یہاں تک کہ منبر پر بیٹھے سو اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ بے شک لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار گھٹتے جائیں گے یہاں تک کہ ہوں گے لوگوں میں بقدر نمک کے کھانے میں یعنی نہایت کم ہو جائیں گے سو جو شخص تم میں سے حاکم ہو کسی چیز کا پھر اس کو اتنی طاقت ہو کہ کسی کا ضرر کر سکے اور کسی کو فائدہ پہنچا سکے تو چاہیے کہ انصار کے نیکوکاروں کی نیکی قبول کرے اور ان کے

يَضُرُّ فِيْهِ قَوْمًا وَّيَنْفَعُ فِيْهِ آخَرِيْنَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِيْئِهِمْ فَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بدکاروں سے درگزر کرے یعنی اگر کوئی حرکت تعزیر کے لائق کریں تو حاکم اس کو ٹال جائے پس یہ اخیر مجلس تھی جس میں حضرت ﷺ بیٹھے۔

فائدہ: اس کی شرح مناقب میں آئے گی۔

٣٣٥٧۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

٣٣٥٧۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو باہر لائے اور ان کے ساتھ منبر پر چڑھے تو فرمایا کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرے۔

٣٣٥٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى جَعْفَرًا وَّزَيْدًا قَبْلَ أَنْ يَّجِيْءَ خَبَرُهُمْ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

٣٣٥٨۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ نے جعفر اور زید کے شہید ہونے کی خبر دی ان کی خبر آنے سے پہلے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

٣٣٥٩۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ قُلْتُ وَأَنّٰى يَكُوْنُ لَنَا الْأَنْمَاطُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَيَكُوْنُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَنَا أَقُوْلُ لَهَا يَعْنِي امْرَأَتَهُ أَخِّرِيْ عَنِّيْ أَنْمَاطَكِ فَتَقُوْلُ أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا

٣٣٥٩۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے واسطے غالیچے ہیں میں نے کہاں اور ہمارے واسطے غالیچے کہاں ہوں گے کہا خبردار عنقریب تمہارے واسطے غالیچے ہوں گے سو میں اپنی عورت سے کہتا ہوں کہ دور کر مجھ سے اپنے غالیچے کو تو وہ کہتی ہے کہ کیا حضرت ﷺ نے نہیں فرمایا کہ تمہارے واسطے غالیچے ہوں گے تو میں اس کو چھوڑتا ہوں۔

سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَدَعُهَا.

فائدہ: اور بیچ استدلال کرنے اس عورت کے اوپر جواز پکڑنے غالیچے کے ساتھ اخبار حضرت ﷺ کے بایں طور کہ ہوں گے نظر ہے اس واسطے کہ خبر دینی اس کی کہ ایک چیز ہو گی نہیں تقاضا کرتی اس کی اباحت کو۔ (فتح)

٣٣٦٠ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا قَالَ فَنَزَلَ عَلٰى أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ أَبِيْ صَفْوَانَ وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا انْطَلَقَ إِلَى الشَّامِ فَمَرَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلٰى سَعْدٍ فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ انْتَظِرْ حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ انْطَلَقْتُ فَطُفْتُ فَبَيْنَا سَعْدٌ يَطُوْفُ إِذَا أَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا الَّذِيْ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَقَالَ سَعْدٌ أَنَا سَعْدٌ فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ تَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ آمِنًا وَّقَدْ آوَيْتُمْ مُحَمَّدًا وَّأَصْحَابَهُ فَقَالَ نَعَمْ فَتَلَاحَيَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ عَلٰى أَبِي الْحَكَمِ فَإِنَّهُ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِيْ ثُمَّ قَالَ سَعْدٌ وَّاللهِ لَئِنْ مَّنَعْتَنِيْ أَنْ أَطُوْفَ بِالْبَيْتِ لَأَقْطَعَنَّ مَتْجَرَكَ بِالشَّامِ قَالَ فَجَعَلَ أُمَيَّةُ يَقُوْلُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ وَجَعَلَ يُمْسِكُهُ فَغَضِبَ سَعْدٌ فَقَالَ دَعْنَا عَنْكَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلُكَ قَالَ إِيَّايَ

٣٣٦٠ـ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرے کے ارادے سے چلے مکے میں پہنچ کر امیہ بن خلف کے پاس اترے اور امیہ کا دستور تھا کہ جب شام کو جاتا تھا تو سعد رضی اللہ عنہ کے پاس اترا کرتا تھا تو امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انتظار کرو یہاں تک کہ جب دوپہر ہو گئی اور لوگ غافل ہو گئے تو میں چلا اور کعبے کا طواف کرنے لگا تو جس حالت میں کہ سعد رضی اللہ عنہ طواف کرتے تھے کہ اچانک ابوجہل آیا اور کہا کہ کون ہے یہ جو کعبے کا طواف کرتا ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سعد رضی اللہ عنہ ہوں تو ابوجہل نے کہا کہ تو کعبے کا طواف کرتا ہے بے خوف ہو کر اور حالانکہ تم نے جگہ دی محمد ﷺ کو اور اس کے ساتھیوں کو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں تو دونوں آپس میں جھگڑے تو امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہ کر بلند اپنی آواز کو ابی الحکم پر (اور یہ کنیت ہے ابوجہل کی) کہ بے شک یہ مکے والوں کا سردار ہے پھر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر تو مجھ کو کعبے کے طواف سے روکے گا تو البتہ میں تیری شام کی تجارت کو بند کر دوں گا تو امیہ سعد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ نہ کر بلند اپنی آواز ابی الحکم پر اور ان کو روکنے لگا تو سعد رضی اللہ عنہ غصے ہوئے اور کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت ﷺ تجھ کو قتل کریں گے امیہ نے کہا کہ کیا مجھ کو قتل کریں گے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں امیہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ محمد ﷺ جب بات کہتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے پھر امیہ اپنی عورت کی طرف

قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ إِذَا حَدَّثَ فَرَجَعَ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ أَمَا تَعْلَمِيْنَ مَا قَالَ لِيْ أَخِي الْيَثْرِبِيُّ قَالَتْ وَمَا قَالَ قَالَ زَعَمَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدًا يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ قَالَ فَلَمَّا خَرَجُوْا إِلَى بَدْرٍ وَجَاءَ الصَّرِيْخُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَمَا ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوْكَ الْيَثْرِبِيُّ قَالَ فَأَرَادَ أَنْ لَّا يَخْرُجَ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ جَهْلٍ إِنَّكَ مِنْ أَشْرَافِ الْوَادِيْ فَسِرْ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ فَسَارَ مَعَهُمْ فَقَتَلَهُ اللّٰهُ.

پھرا اور کہا کہ کیا تو نہیں جانتی جو میرے بھائی یثربی (مدنی) نے مجھ کو کہا اس کی عورت نے کہا کہ اس نے کیا کہا کہا وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ وہ مجھ کو قتل کریں گے اس کی عورت نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ محمد ﷺ جھوٹ نہیں بولتے سو جب جنگ بدر کی طرف نکلے یعنی اور باہر نکلنے کی فریاد آئی تو اس کی عورت نے اس کو کہا کہ کیا تجھ کو یاد نہیں جو تیرے بھائی یثربی نے تجھ سے کہا تھا تو اس نے ارادہ کیا کہ نہ نکلے کہ مبادا میں مارا جاؤں تو ابوجہل نے اس کو کہا کہ تو اس شہر کے رئیسوں سے ہے سو چل ایک دو دن تو وہ ان کے ساتھ چلا تو اللہ نے اس کو قتل کیا۔

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی اور کرمانی نے اس کی شرح اس طرح کی ہے کہ مراد قاتل سے ابوجہل ہے پھر کہا کہ یہ مشکل ہے واسطے ہونے ابوجہل کے امیہ کے دین پر پھر جواب دیا اس نے کہ ابوجہل باعث اور سبب تھا بیچ نکلنے اور قتل ہونے اس کے کے پس منسوب کیا قتل کرنا طرف اس کی اور یہ فہم کرمانی کا عجب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد تو یہ ہے کہ حضرت ﷺ امیہ کو قتل کریں گے اور آئے گی تصریح ساتھ اس کے اپنی جگہ میں۔ (فتح)

٣٣٦١۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ بَعْضِ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَّاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ بِيَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهُ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ وَقَالَ هَمَّامٌ

٣٣٦١۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع دیکھا سو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے کھینچنے میں کچھ سستی تھی اور اللہ ان کو معاف کرے گا پھر اس کو یعنی ڈول کو عمر رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ ان کے ہاتھ میں پلٹ کر ہلکا ہو گیا سو میں نے آدمیوں میں ایسا عجیب غریب زور آور اور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ انہوں نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے تر و تازہ کر کے ان کی نشست گاہ میں بٹھایا اور ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو ڈول کھینچے۔

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَ أَبُوْ بَكْرٍ ذَنُوْبَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

۳۳۶۲۔ حَدَّثَنِيْ عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ قَالَ أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هٰذَا أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ قَالَتْ هٰذَا دِحْيَةُ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ ايْمُ اللّٰهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتّٰى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ جِبْرِيْلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِأَبِيْ عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

۳۳۶۲۔ ابوعثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں سو جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے لگے پھر کھڑے ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ کون ہے یا جیسے فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ (ایک صحابی کا نام ہے) ہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں گمان کیا میں نے اس کو مگر دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا کہ وہ جبرائیل علیہ السلام سے خبر دیتے تھے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَعْرِفُوْنَهُ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَآءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾.

باب ہے اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور ایک فرقہ ان میں سے چھپاتے ہیں حق کو جان بوجھ کر۔

۳۳۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِيْ شَأْنِ

۳۳۶۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہود کا ایک گروہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ ایک عورت اور ایک مرد نے ان میں سے حرام کاری کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم رجم کے مقدمے میں تورات میں کیا حکم پاتے ہو یہود نے کہا کہ ہم ان کو رسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو بے شک اس میں بھی رجم ہے سو

الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلٰى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَجْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ.

تم تورات کو لاؤ یعنی اور تورات کو لائے اور اس کو کھولا تو ایک نے ان میں سے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھ دیا یعنی اس کو ہاتھ کے نیچے چھپا لیا اور اس کے آگے پیچھے سے پڑھ گیا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا تو اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا پس ناگہاں دیکھا کہ اس میں رجم کی آیت تھی تو یہود نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن سلام سچے ہیں تورات میں رجم کی آیت موجود ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو دونوں سنگسار کیے گئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے مرد کو دیکھا کہ مہربانی کرتا تھا عورت پر اس کو پتھروں سے بچاتا تھا۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے کی اس ترجمہ کے بیچ علامات النبوۃ کی اس جہت سے ہے کہ اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں طرف حکم تورات کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پڑھ تھے اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات نہیں پڑھی تھی پس ہوا امر جیسا کہ اشارہ کیا طرف اس کی۔ (فتح)

بَابُ سُؤَالِ الْمُشْرِكِيْنَ أَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ.

مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چاند کا پھٹنا دکھایا۔

٣٣٦٤ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِقَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا.

٣٣٦٤۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ پھٹ گیا چاند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو ٹکڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہی دو میری نبوت پر۔

٣٣٦٥ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَ قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا

٣٣٦٥ ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکے والوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چاند کا پھٹنا دکھایا۔

يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ.

٣٣٦٦ - حَدَّثَنِيْ خَلَفُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٣٦٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پھٹ گیا چاند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

فائدہ: وارد کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی اور انس رضی اللہ عنہ کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اور نیز وارد ہو چکا ہے چاند کا پھٹنا حدیث علی رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہم کی پس لیکن انس رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت حاضر نہ تھے اس واسطے کہ تھا چاند کا پھٹنا کے میں ہجرت سے پہلے پانچ برس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ابھی اس وقت پیدا نہ ہوئے تھے اور لیکن انس رضی اللہ عنہ پس تھے اس وقت چار یا پانچ برس کے مدینے میں اور لیکن ان دونوں کے سوائے اور لوگ سو ممکن ہے کہ وہاں حاضر ہوں اور تحقیق تصریح کی ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے ساتھ دیکھنے اس کے کے باب کی حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ وہ وہاں حاضر تھے اور ابونعیم نے دلائل میں روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ میں نے دیکھا چاند کا ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر جو منیٰ میں ہے اور ہم کے میں تھے۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: اور اس کا حق یہ تھا کہ ان دونوں بابوں سے پہلے ہوتا اس واسطے کہ وہ ملحق ہے ساتھ نشانیوں نبوت کے لیکن چونکہ دونوں باب علامات النبوۃ کی طرف راجع ہیں تو آسان ہوا امر بیچ اس کے (فتح)

٣٣٦٧ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٣٦٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مرد صحابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے اندھیری رات میں اور ان کے ساتھ دو لاٹھیاں تھیں کہ دو چراغوں کی طرح ان کے آگے جلتی تھیں پھر جب دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو ہر

خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةٍ مُّظْلِمَةٍ وَّمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيْئَانِ بَيْنَ أَيْدِيْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰى أَتٰى أَهْلَهٗ.

ایک کے ساتھ ایک ایک ہو گئے یہاں تک کہ ہر ایک اپنے گھر میں آیا۔

فائدہ: وہ دونوں صحابی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباده بن بشیر رضی اللہ عنہ تھے۔

٣٣٦٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ.

٣٣٦٨۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت میں ایک گروہ غالب رہے گا یہاں تک کہ ان کو اللہ کا حکم آئے گا یعنی قیامت آئے اور وہ غالب ہی ہوں گے۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

٣٣٦٩ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ أَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِيْ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ عُمَيْرٌ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ قَالَ مُعَاذٌ وَّهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هٰذَا مَالِكٌ يَّزْعُمُ أَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاذًا يَّقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ.

٣٣٦٩۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت میں ایک جماعت قائم رہے گی اللہ کے حکم پر یعنی دین اسلام پر نہ ضرر کرے گا ان کو جو ان کو ذلیل کرنا چاہے اور نہ ان کا مخالف یہاں تک کہ قیامت آئے اور حالانکہ وہ دین پر قائم ہوں گے۔

فائدہ: اور جو قیامت تک غالب اور قائم رہیں گے وہ کون ہیں اس کا بیان آئندہ آئے گا۔

٣٣٧٠ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا شَبِيْبُ بْنُ غَرْقَدَةَ قَالَ

٣٣٧٠۔ عروه بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک اشرفی دی کہ اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے

سَمِعْتُ الْحَیَّ یُحَدِّثُوْنَ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ دِیْنَارًا یَشْتَرِیْ لَهٗ بِهٖ شَاةً فَاشْتَرٰی لَهٗ بِهٖ شَاتَیْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِیْنَارٍ وَّجَآءَهٗ بِدِیْنَارٍ وَّشَاةٍ فَدَعَا لَهٗ بِالْبَرَکَةِ فِیْ بَیْعِهٖ وَکَانَ لَوِ اشْتَرَی التُّرَابَ لَرَبِحَ فِیْهِ قَالَ سُفْیَانُ کَانَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ جَآءَنَا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ عَنْهُ قَالَ سَمِعَهٗ شَبِیْبٌ مِنْ عُرْوَةَ فَأَتَیْتُهٗ فَقَالَ شَبِیْبٌ إِنِّیْ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَیَّ یُخْبِرُوْنَهٗ عَنْهُ وَلٰکِنْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْخَیْرُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِی الْخَیْلِ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ قَالَ وَقَدْ رَأَیْتُ فِیْ دَارِهٖ سَبْعِیْنَ فَرَسًا قَالَ سُفْیَانُ یَشْتَرِیْ لَهٗ شَاةً کَأَنَّهَا أُضْحِیَّةٌ.

ایک بکری خریدے تو اس نے اس کے ساتھ حضرت ﷺ کے واسطے دو بکریاں خریدیں پھر ایک کو ایک اشرفی سے بیچ ڈالا پھر ایک اشرفی اور ایک بکری حضرت ﷺ کے پاس لایا تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے بیع میں برکت کی دعا کی پھر اس دعا کی یہاں تک تاثیر ہوئی کہ اگر عروہ رضی اللہ عنہ مٹی خریدتے تھے تو اس میں بھی فائدہ اٹھاتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے قیامت کے دن تک شبیب راوی نے کہا کہ البتہ میں نے عروہ رضی اللہ عنہ کے گھر ستر گھوڑے دیکھے اور سفیان نے کہا کہ قربانی کے واسطے بکری خریدنے کو کہا تھا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز بیع فضولی کے یعنی جو بغیر اذن مالک کے کوئی چیز بیچے پس توقف کیا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ اس کے پس ایک بار کہا کہ نہیں صحیح ہے اس واسطے کہ یہ حدیث ثابت نہیں اور ایک بار کہا کہ اگر حدیث صحیح ہو تو میں اس کا قائل ہوں اور جو اس کا قائل نہیں وہ یہ جواب دیتا ہے کہ یہ ایک خاص واقع کا ذکر ہے پس احتمال ہے کہ عروہ رضی اللہ عنہ بیع اور شرا دونوں میں کیل ہوں اور یہ بحث قوی ہے موقوف ہے ساتھ اس کے استدلال ساتھ اس حدیث کے اوپر جواز تصرف فضولی کے اور میں نے حدیث کے کسی طریق میں نہیں دیکھا کہ مراد آپ ﷺ کی قربانی ہو اور گمان کیا ہے ابن بطال نے کہ نہیں ارادہ کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ سیاق اس حدیث کے مگر حدیث گھوڑوں کی کا اور نہیں مراد اس کی حدیث بکری کی اس واسطے کہ اس کی شرط پر نہیں واسطے ابہام واسطہ کے درمیان شبیب اور عروہ رضی اللہ عنہ کے لیکن نہیں اس میں وہ چیز جو منع کرے اس کی تخریج کو اور نہ وہ چیز کہ اتارے اس کو اس کی شرط سے اس واسطے کہ ایک جماعت کا جھوٹ پر جمع ہونا عادتاً محال ہے اور جوڑا جاتا ہے ساتھ اس کے وارد ہونا حدیث کا اس طریق سے کہ وہ شاید ہے واسطے صحت اس کی کے اور اس واسطے کہ مقصود داخل ہونے اس کے سے

بیچ علامات النبوۃ کے دعا کرنا حضرت ﷺ کا ہے واسطے عروہ رضی اللہ عنہ کے تو آپ ﷺ کی دعا قبول ہوئی یہاں تک کہ اگر مٹی خریدتے تھے تو اس میں بھی ان کو فائدہ ہوتا تھا۔

٣٣٧١ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِىْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

٣٣٧١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے قیامت تک۔

فائدہ: یہ حدیث جہاد میں گزر چکی ہے۔

٣٣٧٢ ۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِى التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِىْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ.

٣٣٧٢۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے قیامت کے دن تک۔

٣٣٧٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِىْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَّلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِىْ لَهٗ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِىْ مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ وَّمَا أَصَابَتْ فِىْ طِيَلِهَا مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَّلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهٗ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَّسْقِيَهَا كَانَ

٣٣٧٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے ہیں ایک آدمی کے واسطے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے واسطے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں سو جس کے واسطے ثواب ہیں وہ مرد ہے جس نے گھوڑے کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر ان کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ میں سو وہ اپنی اس رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جس جگہ کہ پہنچے اور جتنا گھاس کہ چرے تو اس مرد کے واسطے اتنے حسنات ہوں گے اور اگر گھوڑے رسی تڑا گئے پھر وہ ایک یا دو بار زقند مار گئے تو اس مرد کے واسطے ان کی ٹاپوں کی مٹی اور لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گزرے سو اس میں سے پانی پیا اگرچہ مالک نے ان کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو وہ بھی اس کے

ذٰلِكَ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَّرَجُلٌ رَّبَطَهَا تَغَنِّيًا وَّسِتْرًا وَّتَعَفُّفًا وَّلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَظُهُوْرِهَا فَهِيَ لَهٗ كَذٰلِكَ سِتْرٌ وَّرَجُلٌ رَّبَطَهَا فَخْرًا وَّرِيَآءً وَّنِوَآءً لِّأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ وِزْرٌ وَّسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهَا إِلَّا هٰذِهِ الْأٰيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾.

واسطے نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے ثواب کا سبب ہیں اور جس مرد نے گھوڑوں کو باندھا اس نیت سے کہ ان کی سوداگری سے فائدہ اٹھائے اور بیگانی سواری کے مانگنے سے بچے پھر اللہ کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں اور پیٹھوں میں ہے نہ بھولے یعنی ان کی زکوۃ ادا کرے اور ضعیفوں کو ان کی سواری سے نہ روکے تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے پردہ ہیں یعنی عزت کے ساتھ رہا ذلت سے بچا اور جس مرد نے کہ گھوڑے کو باندھا اترانے اور دکھانے کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی کمک کو تو ایسے گھوڑے اس مرد پر وبال ہیں اور کسی نے حضرت ﷺ سے گدھوں کی زکوۃ کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر اس باب میں کچھ چیز مگر یہ آیت جو جامع اور تنہا ہے اپنے معنی میں سو جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لے گا اس سے اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ دیکھ لے گا اس سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور نہیں ظاہر ہوئی واسطے میرے وجہ داخل ہونے ان حدیثوں کی بیچ ابواب علامات النبوۃ کے مگر یہ کہ ہو منجملہ پیشین گویوں سے سو مطابق اس کے واقع ہوا اور تقریر اس توجیہ کی جہاد میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٣٣٧٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُّحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ صَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بُكْرَةً وَّقَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِيْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ وَأَحَالُوْا إِلَى الْحِصْنِ يَسْعَوْنَ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

٣٣٧٤۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ صبح کے وقت خیبر میں پہنچے اور تحقیق نکلے تھے اہل خیبر ساتھ ہتھیاروں کھیتی کے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ آئے محمد ﷺ اور ان کا لشکر سو قلعے کی طرف منہ کر کے دوڑے تو حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا اللہ اکبر خراب ہوا خیبر جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح ان کی جو ڈرائے گئے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی اور وجہ داخل کرنے اس کے کی اس جگہ اس جہت سے ہے کہ سمجھا گیا ہے قول حضرت ﷺ کے سے کہ خراب ہوا خیبر اخبار ساتھ اس کے پہلے واقع ہونے اس کے کے سو مطابق اس کے واقع ہوا۔ (فتح)

٣٣٧٥۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا فَأَنْسَاهُ قَالَ ابْسُطْ رِدَآئَكَ فَبَسَطْتُ فَغَرَفَ بِيَدِهٖ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيْتُ حَدِيْثًا بَعْدُ.

٣٣٧٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے آپ ﷺ سے بہت حدیثیں سنیں اور میں ان کو بھول جاتا ہوں فرمایا اپنی چادر پھیلا تو میں نے اپنی چادر پھیلائی تو حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے چلو بھرا اس میں ڈالا یعنی حفظ کا پھر فرمایا کہ اپنے بدن سے لگا لے تو میں نے اس کو اپنے بدن سے لگا لیا تو میں اس کے بعد کوئی حدیث نہیں بھولا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ رَاٰهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهٖ.

باب ہے بیچ بیان فضائل حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے یعنی اور جس شخص نے مسلمانوں میں سے حضرت ﷺ کی صحبت کی اور آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے ہے۔

فائدہ: یعنی صحابی کے نام کا وہی شخص مستحق ہے جس نے آپ ﷺ کی صحبت کی ادنی درجے اس چیز کا کہ اطلاق کیا جاتا ہے اس پر نام صحبت کا از روئے لغت کے اگرچہ عرف خاص کرتی ہے اس کو ساتھ بعض ملازمت کے اور نیز اطلاق کیا جاتا ہے نام صحابی کا اس شخص پر جس نے آپ ﷺ کو کچھ دیکھا ہو اگرچہ دور سے اور یہ بات جو امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے یہی راجح ہے مگر یہ کہ دیکھنے والے میں شرط ہے کہ ہو اس طور سے کہ تمیز کر سکے اس کو جس کو دیکھے یا کفایت کی جائے ساتھ محض دیکھنے کے اس میں نظر ہے اور جس نے اصحاب کے باب میں کتاب تصنیف کی ہے اس کا عمل دوسرے قول پر دلالت کرتا ہے یعنی محض دیکھنا حضرت ﷺ کا کافی ہے اگرچہ تمیز نہ کر سکے اس واسطے کہ ذکر کیا ہے انہوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم میں محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ حضرت ﷺ کی

وفات سے تین مہینے کچھ دن پہلے پیدا ہوئے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے صحیح میں اور بعض نے ان میں سے مبالغہ کیا ہے پس کہا کہ نہیں معدود ہے اصحاب میں مگر جس نے صحبت کی حضرت ﷺ سے صحبت عرفی جیسا کہ عاصم احول سے روایت ہے کہ کہا کہ عبداللہ بن سرجس نے حضرت ﷺ کو دیکھا لیکن اس کو حضرت ﷺ سے صحبت نہیں اور اسی طرح مروی ہے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں گنا جاتا اصحاب میں مگر جو حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سال رہا یا زیادہ یا آپ ﷺ کے ساتھ ایک یا زیادہ جہاد کیے اور عمل اس قول سعید کے برخلاف ہے اس واسطے کہ اتفاق کیا ہے انہوں نے اوپر گننے ایک بڑی جماعت کے اصحاب میں جو نہیں جمع ہوئے ساتھ حضرت ﷺ کے مگر حجۃ الوداع میں اور جس نے صحبت عرفی کی شرط کی ہے خارج کیا ہے اس نے اس کو جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا یا آپ ﷺ کے ساتھ جمع ہوئے لیکن عنقریب ان سے جدا ہوئے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ کیا تمہارے سوا کوئی اور صحابی باقی ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں باوجود اس کے کہ اس وقت بہت سے گنوار مسلمان باقی تھے جنہوں نے حضرت ﷺ سے ملاقات کی اور بعض نے شرط کی ہے کہ حضرت ﷺ کے ساتھ جمع ہونے کے وقت بالغ ہو اور یہ بھی مردود ہے کہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ وغیرہ جیسے کم عمر اصحاب اس سے نکل جاتے ہیں اور جس کے ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ نے جزم کیا ہے یہ قول احمد اور جمہور محدثین کا ہے اور یہ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے قید کی کہ مسلمانوں سے تو اس قید سے نکل جاتا ہے وہ کافر جس نے حضرت ﷺ کی صحبت کی یا آپ ﷺ کو دیکھا یعنی ان کو صحابی نہ کہا جائے گا اور لیکن جو ان میں سے آپ ﷺ کے فوت ہونے کے بعد مسلمان ہو پس اگر ہو قول امام بخاری رحمہ اللہ کا "مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" حال تو اس کو صحابی نہ کہا جائے گا اور یہی قول معتمد ہے اور وارد ہوتا ہے تعریف پر وہ شخص جس نے حضرت ﷺ سے صحبت کی یا آپ ﷺ کو دیکھا حالت مسلمان ہونے میں پھر اس کے بعد مرتد ہوا اور اسلام کی طرف نہ پھرا تو وہ بالاتفاق صحابی نہیں ہے پس لائق ہے کہ زیادہ کیا جائے تعریف میں یہ لفظ اور اس پر مرے جیسا کہ ربیع بن امیہ بن خلف کا حال ہوا اور ایسے شخص کی حدیث کا روایت کرنا مشکل ہے اور شاید جس نے اس کی حدیث بیان کی ہے وہ اس کے مرتد ہونے پر واقف نہیں ہوا اور اگر مرتد ہو کے پھر مسلمان ہو جائے لیکن پھر مسلمان ہونے کے بعد حضرت ﷺ کو نہ دیکھے تو صحیح یہ ہے کہ وہ اصحاب میں گنا جاتا ہے واسطے اتفاق کرنے محدثین کے اوپر گنتی اشعث بن قیس وغیرہ کے جن کا یہ حال ہوا کہ مسلمان ہوئے پھر مرتد ہو گئے پھر مسلمان ہوئے اور واسطے روایت کرنے حدیثوں ان کی کے اپنے مسندوں میں اور کیا خاص ہے یہ سب بحث ساتھ آدمیوں کے یا ان کے سوائے اور عقلاء کو بھی شامل ہے یہ محل نظر کا ہے لیکن جس پر راجح ہے یہ قول کہ وہ بھی اس میں داخل ہیں اس واسطے کہ مبعوث ہیں طرف ان کی حضرت ﷺ قطعاً اور وہ مکلف ہیں ان میں گنہگار بھی ہیں اور نیکوکار بھی ہیں سو جس کا نام مشہور ہو اس کو لائق ہے تردد کرنا اس کے صحابی میں اگرچہ ابن اثیر نے اس پر عیب کیا ہے اور کوئی حجت بیان نہیں کی اور لیکن فرشتے پس موقوف

ہے گننا ان کا اصحاب میں اوپر ثابت ہونے بعثت کی طرف ان کی اس واسطے کہ اس میں اختلاف ہے درمیان اصولیوں کے یہاں تک کہ نقل کیا ہے بعض نے اجماع اوپر ثابت ہونے اس کے کے اور بعض نے اس کا عکس کیا ہے اور یہ سب کلام اس کے حق میں ہے جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور حضرت ﷺ زندہ تھے دنیا میں اور لیکن جس نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی وفات کے بعد دیکھا دفن ہونے سے پہلے تو راجح بات یہ ہے کہ وہ صحابی نہیں وگرنہ لازم آتا ہے کہ جو حضرت ﷺ کے بدن مبارک کو آپ ﷺ کی قبر شریف میں دیکھے اس کو بھی صحابی کہا جائے گا اگرچہ ان پچھلے زمانوں میں ہو اور اسی طرح جس کو ولیوں میں کشف ہو اور حضرت ﷺ کو بطور کرامت کے دیکھے لازم آتا ہے اس کو بھی صحابی کہا جائے اس واسطے کہ جس نے ثابت کی ہے صحبت واسطے دیکھنے والے کے پہلے دفن ہونے آپ ﷺ کے سے اور اس کی حجت یہ ہے کہ آپ ﷺ بدستور زندہ ہیں اور یہ زندگی دنیاوی نہیں بلکہ وہ تو فقط زندگی اخروی ہے نہیں متعلق ہونے ساتھ اس کے احکام دنیا کے پس تحقیق شہید زندہ ہیں اور باوجود اس کے جو احکام کہ متعلق ہیں ساتھ اس کے جاری ہیں اوپر احکام اور مردوں کے اور اسی طرح دیکھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ حضرت ﷺ کو دیکھنا وہ معتبر ہے کہ حضرت ﷺ کو دیکھے اس حالت میں کہ دیکھنے والا جاگتا ہو اور جو حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے پس اگرچہ اس نے تحقیق آپ ﷺ کو دیکھا ہے پس یہ راجح ہے طرف امور معنوی کے نہ احکام دنیاوی کے اس واسطے اس کو صحابی نہیں کہا جاتا اور نہیں واجب ہے اس پر یہ کہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ حکم کریں اس کو حضرت ﷺ اس حالت خواب میں اور جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی کی تعریف کی ہے یہی قول ہے علی بن مدینی کا کہ جس نے حضرت ﷺ سے صحبت کی یا آپ ﷺ کو دیکھا اگرچہ ایک گھڑی ہو تو وہ حضرت ﷺ کے اصحاب سے ہے اور میں نے یہ مسئلہ علوم حدیث میں بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس جگہ اسی قدر کافی ہے۔ (فتح)

٣٣٧٦ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيَقُوْلُوْنَ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ

٣٣٧٦۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ جہاد کریں گے آدمیوں کے گروہ تو ان سے پوچھیں گے کہ کیا تم میں کوئی شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی ہو تو لوگ کہیں گے کہ ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جہاد کریں گے آدمیوں کے گروہ تو پوچھیں گے کہ کیا تم میں وہ شخص ہے جس نے حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے صحبت کی ہو یعنی تابعی ہو تو لوگ کہیں گے کہ ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی پھر لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ جہاد کریں گے

فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ.

آدمیوں کے گروہ تو ان سے پوچھیں گے کہ کیا تم میں کوئی وہ شخص ہے جس نے حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ملنے والوں کی صحبت کی ہو یعنی تبع تابعین سے ہو تو لوگ کہیں گے کہ ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی۔

فائدہ: یہ حدیث روایت صحابی کی ہے صحابی سے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے باطل ہونا اس شخص کے قول کا جو ان پچھلے زمانوں میں صحابی ہونے کا دعویٰ کرے گا اس واسطے کہ حدیث متضمن ہے ہمیشہ رہنے جہاد کے کو اور لشکروں کے بھیجنے کو طرف شہروں کفار کے اور یہ کہ وہ پوچھے جائیں گے کہ کیا تم میں کوئی حضرت ﷺ کا صحابی ہے تو کہیں گے نہیں اور اسی طرح تابعین میں اور تبع تابعین میں اور تحقیق واقع ہو چکے ہیں یہ سب کام گزرے زمانے میں اور بند ہو چکا ہے بھیجنا لشکروں کا طرف شہروں کفار کے ان زمانوں میں بلکہ الٹا ہوا ہے حال اس زمانے میں بنا بریں اس کے کہ معلوم اور مشاہد ہے مدت دراز سے خاص کر اندلس کے شہروں میں اور ضبط کیا ہے اہل حدیث نے اس کو جو سب اصحاب رضی اللہ عنہم سے اخیر فوت ہوا اور وہ مطلق ابوطفیل عامر بن واثلہ لیثی ہے جیسا کہ جزم کیا ہے ساتھ اس کے مسلم نے اپنی صحیح میں اور تھی موت اس کی سنہ ایک سو میں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک سو سات میں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک سو دس میں اور موافق ہے حضرت ﷺ کی اس حدیث کے کہ جو لوگ آج زمین پر زندہ ہیں ان میں سے سو برس تک کوئی باقی نہ رہے گا اور ایک روایت میں چوتھے طبقے کا بھی ذکر آیا ہے لیکن وہ شاذ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ تم ہمیشہ خیر سے رہو گے جب تک کہ تم میں وہ شخص ہو گا جس نے میری صحبت کی یا مجھ کو دیکھا یا میرے اصحاب کی صحبت کی یا میرے دیکھنے والوں کو دیکھا ہو۔ (فتح)

٣٣٧٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلَا أَدْرِيْ أَذَكَرَ بَعْدَ

٣٣٧٧۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب میری امت سے بہتر میرا زمانہ ہے یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم کا زمانہ پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب رضی اللہ عنہم سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے صحبت یافتہ ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے ہم صحبت ہیں یعنی تبع تابعین عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے اپنے قرن کے بعد دوبار

قَرْنِهٖ قَرْنَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ.

ذکر کیا یا تین بار پھر تمہارے بعد وہ لوگ آئیں گے کہ گواہی دیں گے گواہی مانگے بغیر اور خیانت کریں گے اور ان کے پاس کوئی امانت نہ رکھے گا اور نذر مانیں گے اور پوری نہ کریں گے اور ظاہر ہوگا ان میں موٹاپا یعنی واسطے نہایت حرص ان کی کے دنیا پر اور نفع اٹھانے کے ساتھ لذتوں اس کی کے یہاں تک کہ موٹے ہوں گے بدن ان کے۔

فائدہ: اور قرن ایک زمانے کے ہم عصر لوگوں کا نام ہے جو شریک ہوں کسی امر میں امور مقصودہ سے اور کہا جاتا ہے کہ یہ مقصود ہے ساتھ اس کے جبکہ جمع ہوں بیچ زمانے کسی نبی یا رئیس کے کہ جمع کرے ان کو ایک ملت یا مذہب یا عمل اور بولا جاتا ہے قرن زمانے کی ایک مدت کو اور اختلاف ہے اس کی حد معین کرنے میں دس برس سے ایک سو بیس برس تک لیکن میں نہیں جانتا کہ کسی نے ستر برس کی تصریح کی ہو اور نہ ایک سو دس برس کی اور ان کے سوائے جو قول ہیں ان کا کوئی نہ کوئی قائل ہے اور تحقیق واقع ہوا ہے بیچ حدیث عبداللہ بن بسر کے جو دلالت کرتا ہے کہ قرن سو برس کا ہوتا ہے اور یہ مشہور ہے اور صاحب مطالع نے کہا کہ قرن ایک امت ہے کہ ہلاک ہوئی اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہے اور نہیں ذکر کیا صاحب محکم نے پچاس برس کو اور ذکر کیا دس سے ستر تک پھر کہا کہ یہ ہے قدر متوسط عمروں اہل ہر زمانہ کی سے اور یہ ایک قول ہے اور مراد ساتھ قرن حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے بیچ صفت حضرت ﷺ کے کہ میں آدمیوں کے بہتر زمانے میں پیدا ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ بہتر اس امت کا وہ قرن ہے جس میں میں پیغمبر ہوا اور تحقیق ظاہر ہو چکا ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا زمانہ ابتداء نبوت سے اخیر صحابی کی موت تک ایک سو بیس برس تک تھا یا کچھ کم وبیش بنا بریں اختلاف کے ابو طفیل کی موت میں اور اگر اعتبار کیا جائے یہ بعد وفات حضرت ﷺ کی تو ہوں گے سو برس یا نوے یا ستانوے برس اور لیکن زمانہ تابعین کا اخیر تابعی کی موت تک پس اگر اعتبار کیا جائے سو برس سے تو تخمیناً ستر یا اسی برس ہوں گے اور لیکن جو ان کے بعد ہیں پس اگر اعتبار کیا جائے زمانے ان کا ایک سو برس سے تو ہوگا برابر پچاس برس کے پس ظاہر ہوا ساتھ اس کے کہ مدت قرن کی مختلف ہے ساتھ اختلاف عمروں اہل ہر زمانہ کے اور اتفاق ہے کہ تبع تابعین کا زمانہ دو سو بیس برس تک ہے سو اسی وقت نہایت بدعتیں ظاہر ہوئیں اور فرقہ معتزلہ نے زبان درازی شروع کی اور فلاسفہ نے سر اٹھائے اور مبتلا ہوئے اہل علم ساتھ کہنے کے قرآن کو مخلوق اور حالات میں سخت تغیر ہوا اور دین الٹ پلٹ گیا اور ہمیشہ دین میں کمی ہوتی گئی اب تک سو جیسا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ پھر ان تین زمانوں کے بعد جھوٹ بہت ہو جائے گا یہاں تک کہ شامل ہو گیا اقوال وافعال اور معتقدات کو اور اللہ سے مدد چاہتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو

اصحاب رضی اللہ عنہم سے ملے ہوئے ہیں تو یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم افضل ہوں تابعین سے اور تابعین افضل ہوں تبع تابعین سے لیکن یہ افضلیت بہ نسبت مجموع کے ہے یا افراد کے اس میں بحث ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ افضلیت بہ نسبت افراد کے ہے یعنی ہر ہر صحابی افضل ہے تابعین سے اور پہلا قول ابن عبدالبر کا ہے یعنی بعض اصحاب رضی اللہ عنہم افضل ہیں تابعین سے نہ کل اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یا خرچ کی اپنے مال سے کچھ چیز بہ سبب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں برابر ہے اس کی فضیلت میں بعد اس کے کوئی ہو اور لیکن جس کے واسطے یہ بات واقع نہیں ہوئی تو اس میں بحث ہے اور اصل اس میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے: ﴿لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا﴾ یعنی نہیں برابر تم میں سے جس نے خرچ کیا پہلے فتح کے اور جہاد کیا یہ لوگ افضل ہیں درجے میں ان لوگوں سے جنہوں نے خرچ کیا بعد اس کے اور جہاد کیا اور ابن عبدالبر نے دلیل پکڑی ہے اس حدیث سے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں عمل کرنے والے کو پچاس آدمی کے برابر ثواب ہوگا کہا گیا کہ برابر پچاس آدمیوں کے ان میں سے یا ہم میں سے فرمایا کہ تم میں سے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ صحبت کی فضیلت کے برابر کوئی عمل نہیں واسطے دیکھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لیکن کہ جو شخص کہ اتفاق پڑا اس کو دور کرنے مکروہ چیز کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جلدی کرنے کا طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ ہجرت کے یا مدد کے اور یاد رکھنے شرع کے کا جو سیکھی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور پہنچانا اس کا اپنے پچھلوں کو تو پچھلوں میں سے کوئی اس کے برابر نہیں اس واسطے کہ نہیں کوئی خصلت خصلتوں مذکورہ سے مگر واسطے سبقت کرنے والے کے طرف اس کی مثل اجر اس شخص کا ہے جس نے عمل کیا ساتھ اس کے بعد اس کے پس ظاہر ہوئی فضیلت ان کی اور حاصل نزاع کا خالص ہے اس شخص کے حق میں کہ نہیں حاصل ہوا اس کو مگر محض مشاہدہ پس اگر تطبیق دی جائے درمیان مختلف حدیثوں مذکورہ کے تو ہوگی عمدہ بات۔ علاوہ یہ ہے کہ یہ حدیث کہ ایک عمل کرنے والے کو پچاس اصحاب رضی اللہ عنہم کے برابر ثواب ہوگا نہیں دلالت کرتی اوپر افضل ہونے غیر اصحاب رضی اللہ عنہم کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر اس واسطے کہ محض زیادہ ہونا ثواب کا نہیں لازم پکڑتا ثبوت افضلیت مطلق کو اور نیز اجر پس سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوتا ہے کم وبیش ہونا اس کا بہ نسبت اس کی کہ مانند ہو اس کے اس عمل میں اور لیکن جو چیز کہ مراد پائی اس نے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا زیادتی فضیلت مشاہدہ کی سے تو کوئی شخص اس کے اس میں برابر نہیں اور ساتھ اسی طریق کے ممکن ہے تاویل پہلی حدیثوں کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر تعدیل اہل قرون ثلثہ کے یعنی تینوں زمانوں کے لوگ عادل ہیں اگرچہ متفاوت ہیں درجے ان کے فضیلت میں اور یہ محمول ہے غالب اور اکثریت پر اس واسطے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں ایسے لوگ بھی تھے جن میں صفتیں مذکورہ مذمومہ پائیں گئیں لیکن کم بخلاف ان لوگوں کے جو ان

تین زمانوں کے بعد پیدا ہوئے کہ یہ صفتیں ان میں کثرت سے پائی گئیں اور مشہور ہوئیں اور اس حدیث میں بیان ہے ان لوگوں کا جن کی گواہی رد کی جاتی ہے اور وہ لوگ وہ ہیں جن میں یہ صفات مذمومہ پائی جائیں اور اس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ پھر بہت ہوگا جھوٹ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر کمی بیشی کے درمیان اصحاب رضی اللہ عنہم کے۔ (فتح)

٣٣٧٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ وَكَانُوْا يَضْرِبُوْنَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ وَنَحْنُ صِغَارٌ.

٣٣٧٨۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگوں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب رضی اللہ عنہم سے ملے ہوئے ہوں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئی ہوں یعنی تبع تابعین پھر ان زمانوں کے بعد وہ لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم پر سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر سبقت کرے گی ابراہیم نے کہا کہ اور تھے مارتے ہم کو شہادت اور عہد پر اور ہم چھوٹے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح شہادت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَفَضْلِهِمْ مِنْهُمْ أَبُوْ بَكْرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ التَّيْمِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ أُولٰٓئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ﴾ وَقَالَ اللهُ ﴿إِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ إِلٰى قَوْلِهِ إِنَّ اللهَ مَعَنَا﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ وَّابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

باب ہے بیان میں مناقب مہاجرین کے اور فضیلت ان کی کے ایک ان میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عبداللہ بن ابی قحافہ ہیں تیمی یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ زکوۃ کا مال واسطے محتاجوں اور مہاجرین کے ہے یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو ان کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت ان کو نکالا کافروں نے دو جانوں کو جب دونوں تھے غار میں اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ حضرت ﷺ کے غار میں۔

وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ.

فائدہ: مراد ساتھ مہاجرین کے وہ لوگ ہیں جو انصار کے علاوہ ہیں اور جو مسلمان ہوئے دن فتح کے اور لگا تار پس اصحاب رضی اللہ عنہم اس حیثیت سے تین قسم کے ہیں اور انصار وہ اوس اور خزرج ہیں اور ہم قسم ان کے اور غلام آزاد ان کے۔ جزم کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ ہے اور یہی مشہور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے ان کا نام عبدالکعبہ تھا اور ان کو لوگ عتیق بھی کہتے تھے اور یہ نام ان کا اس واسطے ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی تھی کہ وہ آگ سے آزاد ہیں اور واسطے پیش دستی ان کی کے طرف اسلام کے اور صدیق ان کا نام اس واسطے ہوا کہ انہوں نے سب سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جانا یعنی کہتے ہیں کہ یہ نام ان کا معراج کی صبح رکھا گیا اور طبرانی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قسم کھاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام آسمان سے صدیق اتارا اور لیکن نسب ان کا پس وہ عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب ہے جمع ہوتے ہیں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرہ بن کعب میں۔ اشارہ کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس آیت کے طرف ثبوت فضیلت مہاجرین کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو آیت ان کی عمدہ صفتوں سے اور اس واسطے کہ اللہ نے ان کے لیے صدق کی گواہی دی۔ اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس آیت کے طرف فضیلت انصار کی پس تحقیق بجا لائے وہ امر کو بیچ مدد کرنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کے اور تھی مدد اللہ کے واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ متوجہ ہونے کے طرف مدینے کے ساتھ بچا رکھنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں کی ایذا سے جو تلاش کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گئے تھے تاکہ پھیریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد سے اور نیز اس آیت میں بیان ہے فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ وہ تنہا ہیں ساتھ اس فضیلت کے یعنی ان کے علاوہ اور کسی کو یہ فضیلت حاصل نہیں اس واسطے کہ وہ اس سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور اپنی جان کے ساتھ ان کو بچایا کما سیاتی اور اللہ نے ان کے واسطے گواہی دی کہ وہ اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ یعنی جب نکلے مکے سے طرف مدینے کی۔ (فتح)

۳۳۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اشْتَرٰى أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِعَازِبٍ مُرِ الْبَرَاءَ فَلْيَحْمِلْ إِلَيَّ رَحْلِيْ فَقَالَ عَازِبٌ لَا حَتّٰى تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ أَنْتَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۷۹۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب رضی اللہ عنہ سے اونٹ کا پالان تیرہ درہم میں خریدا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عازب کو کہا کہ براء رضی اللہ عنہ کو کہے کہ میرے ساتھ پالان اٹھائے تو عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں کہوں گا یہاں تک کہ خبر دو مجھ کو کہ کس طرح کیا تم نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ تم مکے سے نکلے اور مشرکین تم کو تلاش کرتے تھے تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے مکے سے

حِيْنَ خَرَجْتُمَا مِنْ مَّكَّةَ وَالْمُشْرِكُوْنَ يَطْلُبُوْنَكُمْ قَالَ ارْتَحَلْنَا مِنْ مَّكَّةَ فَأَحْيَيْنَا أَوْ سَرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتّٰى أَظْهَرْنَا وَقَامَ قَآئِمُ الظَّهِيْرَةِ فَرَمَيْتُ بِبَصَرِىْ هَلْ أَرٰى مِنْ ظِلٍّ فَآوِىَ إِلَيْهِ فَإِذَا صَخْرَةٌ أَتَيْتُهَا فَنَظَرْتُ بَقِيَّةَ ظِلٍّ لَّهَا فَسَوَّيْتُهُ ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ اضْطَجِعْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ أَنْظُرُ مَا حَوْلِىْ هَلْ أَرٰى مِنَ الطَّلَبِ أَحَدًا فَإِذَا أَنَا بِرَاعِىْ غَنَمٍ يَّسُوْقُ غَنَمَهُ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا الَّذِىْ أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ هَلْ فِىْ غَنَمِكَ مِنْ لَّبَنٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَهَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لَّنَا قَالَ نَعَمْ فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِّنْ غَنَمِهِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَّنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَّنْفُضَ كَفَّيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا ضَرَبَ إِحْدٰى كَفَّيْهِ بِالْأُخْرٰى فَحَلَبَ لِىْ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ وَّقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً عَلٰى فَمِهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَافَقْتُهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ

کوچ کیا تو ہم رات بھر بیدار رہے یا یوں کہا کہ ہم دن رات چلے یہاں تک کہ ہم ظہر کے وقت میں داخل ہوئے اور ٹھیک دوپہر ہوئی تو میں نے نظر کی کہ کیا کوئی سایہ دیکھوں کہ اس میں جگہ کروں تو اچانک میں نے ایک پتھر دیکھا جس کے پاس میں آیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے واسطے کچھ سایہ ہے تو میں نے وہ جگہ برابر کی پھر میں نے اس پر حضرت ﷺ کے واسطے پوستین بچھائی پھر میں نے آپ ﷺ سے کہا یا حضرت ﷺ لیٹ جائیے تو حضرت ﷺ لیٹ گئے پھر میں چلا اپنے گرد نظر کرتا کہ کیا کوئی تلاش کرنے والا دیکھتا ہوں تو ناگہاں میں نے ایک چرواہا دیکھا کہ اپنی بکریوں کو پتھر کی طرف ہانکتا ہے چاہتا ہے اس سے جو ہم نے چاہا کہ اس کے سائے میں آئے سو میں نے اس سے پوچھا اور کہا کہ اے غلام تو کس کا ہے اس نے کہا کہ ایک مرد قریشی کا اور اس نے اس کا نام لیا تو میں نے اس کو پہچانا تو میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے اس نے کہا ہاں میں نے کہا کہ کیا تجھ کو اجازت ہے کہ ہمارے واسطے دودھ دوہے اس نے کہا ہاں سو میں نے اس کو حکم کیا تو اس نے ایک بکری اپنی رانوں میں قابو کی تو پھر میں نے کہا کہ جھاڑ لے تھن کو مٹی سے پس اشارہ کیا اس طرح کہ اپنا ہاتھ دوسرے پر مارا تو اس نے میرے واسطے بقدر ایک پیالے کے دودھ دوہا میرے ساتھ چھاگل تھی کہ اس کے منہ پر کپڑا تھا تو میں نے دودھ پر پانی ڈالا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہوا نیچے تک تو میں اس کو لے کر حضرت ﷺ کی طرف چلا تو میں نے حضرت ﷺ کی موافقت کی اس حال میں کہ آپ ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ پیجئے سو حضرت ﷺ نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہوا پھر میں نے

قُلْتُ قَدْ آنَ الرَّحِيْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ بَلٰى فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُوْنَنَا فَلَمْ يُدْرِكْنَا أَحَدٌ مِّنْهُمْ غَيْرُ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلٰى فَرَسٍ لَّهٗ فَقُلْتُ هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ ﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا﴾.

کہا کہ یا حضرت ﷺ پس تحقیق کوچ کا وقت آیا حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں سو ہم نے کوچ کیا اور قریش کے لوگ ہم کو تلاش کرتے تھے تو کسی نے ان میں سے ہم کو نہ پایا سوائے سراقہ بن مالک کے کہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ تلاش کرنے والا ہم کو آملا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غم نہ کر بے شک اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے۔

فائدہ: یہ جو عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں کہوں گا کہ یہاں تک کہ تم ہم کو خبر دو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باز رہے عازب رضی اللہ عنہ بھیجنے بیٹے اپنے کے سے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ ان سے حدیث بیان کریں اور جو روایت پہلے گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حدیث بیان کرنے کو کسی شرط پر معلق نہیں کیا اس واسطے کہ اس میں صرف اتنا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنے بیٹے کو بھیجو کہ میرے ساتھ پالان اٹھا لے چلے تو میں نے اس کو اٹھایا تو ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں کے بایں طور کہ عازب رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اول شرط کر لی تھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کا سوال قبول کر لیا تھا پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ چلنے کو تیار ہوئے تو عازب رضی اللہ عنہ نے ان سے وعدے کا پورا کرنا چاہا یعنی بیان کرنا حدیث کا تو صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور خطابی نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جو حدیث پڑھانے کی اجرت کو جائز رکھتا ہے اور یہ استدلال باطل ہے اس واسطے کہ انہوں نے حدیث پڑھانے کو پونجی اور پیشہ ٹھہرایا ہے اور جو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عازب رضی اللہ عنہ کے درمیان واقع تھا وہ تو فقط بنا بر مقتضی عادت کے تھا جو سوداگروں کے درمیان جاری ہے کہ اسباب اٹھانے کو اپنا آدمی خریدار کے ساتھ دیتے ہیں برابر ہے کہ اس کو اجرت دے یا نہ دے اور نہیں شک ہے اس میں کہ استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر جواز کے بعید ہے واسطے موقوف ہونے اس کے کے اس پر کہ اگر عازب رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو بھیجنے سے باز رہتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی حدیث بیان کرنے سے باز رہتے اور مہلب نے کہا کہ کچھ نہیں کہ دودھ پیا حضرت ﷺ نے ان بکریوں سے اس واسطے کہ تھا یہ معاملہ بیچ وقت کرم کرنے کے آپس میں اور نہیں معارض ہے اس کے یہ حدیث کہ نہ دوہے کوئی جانور کسی کا بغیر اس کے اذن کے اس واسطے کہ واقع ہوا ہے یہ جھگڑے کے زمانے میں یا یہ دوسری حدیث محمول ہے اوپر اچک لینے کے اور پہلی حدیث میں یہ بات واقع نہیں ہوئی بلکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے چرواہے سے کہا کہ کیا تجھ کو مالک سے اجازت ہے دوہنے کے واسطے اس کے جو تیرے پاس وارد ہو تو اس نے کہا کہ ہاں یا جاری ہوئی اوپر عادت مالوفہ کے اس کی اباحت میں اور اجازت دوہنے کی گزرنے والے پر واسطے مسافر کے تو ہو گا ہر چرواہے کو

اذن بیچ اس کے اور داؤدی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس واسطے دودھ پیا کہ آپ ﷺ مسافر تھے اور مسافر کو پینا جائز ہے جب کہ محتاج ہو خاص کر حضرت ﷺ کو اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں خدمت تابع آزاد کے واسطے متبوع اپنے کی بیداری میں اور دور کرنے اس سے مکروہ چیز وقت سونے ان کے کے اور شدت محبت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حضرت ﷺ کے ساتھ اور ادب ان کے ساتھ آپ ﷺ کے اور مقدم کرنے ان کے کے اپنی جان پر اور اس میں ادب ہے کھانے اور پینے کا اور استحباب پاک صاف کرنے کا واسطے اس چیز کے کہ کھائی جائے اور اس میں ساتھ لینا اسباب سفر کا ہے مانند چھاگل اور دسترخوان کے اور یہ توکل کے منافی نہیں اور باقی شرح اس کی ہجرت میں آئے گی۔ (فتح)

۳۳۸۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا فِي الْغَارِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا فَقَالَ مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا.

۳۳۸۰۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے کہا اور ہم غار میں تھے کہ اگر کوئی ان میں سے اپنے پاؤں کے تلے نظر کرے تو ہم کو دیکھ لے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا گمان ہے تیرا ساتھ ان دو شخصوں کے کہ ان کا تیسرا اللہ ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اپنا سر اٹھایا تو ناگہاں میں نے مشرکین کے پاؤں دیکھے اور ایک روایت میں ہے کہ آئے مشرکین اس پہاڑ پر جس میں غار تھی جس میں حضرت ﷺ تھے یہاں تک کہ اس پر چڑھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی آواز سنی تو ان کو نہایت خوف پیدا ہوا تو اس وقت حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غم نہ کر بے شک اللہ ہے ساتھ ہمارے اور حضرت ﷺ نے دعا کی تو ان پر تسکین اتری اور یہ جو کہا کہ تیسرا ان کا اللہ ہے یعنی ان کا مددگار اور ناصر ہے نہیں تو اللہ تیسرا ہے ہر دو کا ساتھ علم اپنے کے اور اس حدیث میں فضیلت ظاہرہ ہے واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ غار کا دروازہ پست تھا پس تحقیق واقدی کی سیر میں واقع ہوا کہ ایک آدمی اپنا ستر کھول کر پیشاب کرنے لگا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس نے ہم کو دیکھ لیا حضرت ﷺ نے کہا کہ اگر ہم کو دیکھتا تو اپنا ستر نہ کھولتا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُدُّوا الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسجد کی طرف سے سب دروازے بند کر دو مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رہے کہا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے نماز میں ساتھ اس لفظ کے سُدُّوْا عَنِّیْ کُلَّ خَوْخَۃٍ اور شاید یہ روایت بالمعنی ہے۔

۳۳۸۱۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ ذٰلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ فَبَکٰی أَبُوْ بَکْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُکَآئِهٖ أَنْ یُّخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُیِّرَ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَیَّرَ وَکَانَ أَبُوْ بَکْرٍ أَعْلَمَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ أَبَا بَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَکْرٍ وَلٰکِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابَ أَبِیْ بَکْرٍ.

۳۳۸۱۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ بے شک اللہ نے مختار کیا ہے اپنے بندے کو دنیا اور آخرت میں تو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے تو ہم کو تعجب آیا ان کے رونے سے یہ کہ خبر دیتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بندے سے کہ اختیار دیا گیا یعنی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ روتے ہیں پھر جب جلد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تب ہم اس کا مطلب سمجھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی مختار تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت کی خبر دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ تر عالم تھے وہ اس رمز کو سمجھ گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ بے شک سب آدمیوں سے سب سے بڑا احسان کرنے والا مجھ پر ساتھ دینے میں اور اپنے مال خرچ کرنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی اور کو جانی اور خالص دوست ٹھہراتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت ہمارے اور ان کے درمیان ہے مسجد کی طرف سے سب دروازے بند کر دیے جائیں مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رہے۔

فائدہ: مسجد کے صحن سے لگے لگے اصحاب رضی اللہ عنہم کے دروازے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس ہزار درہم خرچ کیے اور یہ جو کہا کہ اسلام کی برادری ہمارے اور اس کے درمیان ہے تو نہیں وارد ہوتا اس پر مشترک ہونا تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کا بیچ اس فضیلت کے اس واسطے کہ راجح ہونا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پہچانا گیا ہے اس کے غیر سے اور برادری اسلام کی اور محبت اس کی جدا جدا ہے مسلمانوں میں بیچ مدد کرنے دین کے اور بلند کرنے کلمہ حق کے اور تحصیل کثرت ثواب کے اور واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس کا اکثر حصہ ہے اور خطابی اور ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث میں خصوصیت ظاہر ہے واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور اس میں اشارہ قوی ہے طرف مستحق ہونے ابوبکر رضی اللہ عنہ

کے واسطے خلافت کے اور خاص کر ثابت ہو چکا ہے کہ یہ حضرت ﷺ کی اخیر زندگی میں تھا اور اس وقت میں کہ حکم کیا ان کو اس میں کہ نہ امامت کرے ان کی مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تحقیق دعوی کیا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ دروازے کے خلافت ہے اور اس کے بند کرنے کے حکم سے مراد اس کا چاہنا ہے تو گویا کہ کہا کہ نہ چاہے کوئی اور نہ طلب کرے خلافت کو مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ پس تحقیق نہیں حرج واسطے ان کے اس کے طلب کرنے میں اور اسی کی طرف میل کی ہے ابن حبان نے پس کہا اس نے بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ وہ خلیفہ ہیں بعد حضرت ﷺ کے اور تعاقب کیا ہے محب طبری نے ابن حبان کی کلام کا سو کہا کہ ذکر کیا ہے عمر بن بشیر نے اخبار مدینہ میں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گھر جس کے دروازے کو کھلا رکھنے کا حکم فرمایا تھا وہ مسجد سے ملا ہوا تھا اور ہمیشہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں بیچ ڈالا۔

تنبیہ: ایک روایت میں ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ بند کرنے دروازوں کے مگر دروازے علی رضی اللہ عنہ کے اور تطبیق یہ ہے کہ مراد ساتھ بند کرنے دروازوں کے واقع ہوا ہے دوبار پس پہلی بار میں مستثنیٰ کیا علی رضی اللہ عنہ کو اور دوسری بار میں مستثنیٰ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لیکن نہیں تمام ہوتی یہ تطبیق مگر ساتھ اس کے کہ محمول کیا جائے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قصے کو اوپر دروازے حقیقی کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قصے کو اوپر دروازے مجازی کے یعنی کھڑکی کے اور گویا کہ جب ان کو حکم ہوا ساتھ بند کرنے دروازوں کے تو انہوں نے دروازوں کے بند کر دیا اور کھڑکیاں نکالیں تا کہ ان سے مسجد میں جلدی داخل ہوں پس حکم کیے گئے ساتھ بند کرنے ان کے کے اور ساتھ اسی طریق کے تطبیق دی ہے طحاوی نے پس کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد سے باہر تھا اور کھڑکی مسجد کے اندر تھی اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ نہ تھا مگر اندر مسجد کے یعنی تو ان کا دروازہ کھلا رہا جیسا کہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں حلال کسی کو کہ جنابت کی حالت میں اس مسجد سے گزرے سوائے میرے اور تیرے یعنی علی رضی اللہ عنہ کے اور باب کی حدیث میں فضیلت ظاہرہ ہے واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور یہ کہ وہ لائق تھے اس کے کہ حضرت ﷺ ان کو اپنا جانی دوست ٹھہرائیں اگر مانع نہ ہوتا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ واسطے خلیل کے ایک صفت ہے خاص تقاضا کرتی ہے عدم مشارکت کو بیچ اس کے اور یہ کہ مسجدیں نگاہ رکھی جائیں نہ ترغیب سے واسطے ان میں راہ پانے سے بغیر ضرورت مہمہ کے اور اشارہ کرنا ساتھ علم خاص کے سوائے تصریح کے اور اس میں ترغیب ہے واسطے اختیار کرنے آخرت کے دنیا پر اور اس میں شکر محسن کا ہے اور اس کی ثناء کرنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر رسول اللہ ﷺ ہیں اور پھر ان کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور علی رضی اللہ عنہ کو تین چیزیں ملی ہیں کہ ان میں سے ایک کا ہونا بہتر ہے مجھ کو سرخ اونٹ سے ایک ان کو حضرت ﷺ نے اپنی بیٹی نکاح کر دی اور نے گھر ان سے اولاد ہوئی اور بند کیے گئے سب دروازے مسجد کی طرف سے مگر دروازہ علی رضی اللہ عنہ کا مسجد کے

اندر رہا اور حضرت ﷺ نے ان کو خیبر کے دن جھنڈا دیا اور ایک روایت میں ہے کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ خبر دو مجھ کو علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کی پس ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ رہے علی رضی اللہ عنہ پس نہ پوچھ حال ان کا کسی سے اور نظر کر طرف درجے ان کے پاس حضرت ﷺ کے کہ مسجد کی طرف سے سب دروازے بند کر دیے گئے مگر دروازہ علی رضی اللہ عنہ کا کھلا رہا۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ أَبِیْ بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے بیان میں فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بعد حضرت ﷺ کے

فائدہ: یعنی بیچ درجے فضیلت کے اور نہیں مراد بعدیت زمانے کی اس واسطے کہ فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ثابت تھی حضرت ﷺ کی زندگی میں جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث باب کی۔

۳۳۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

۳۳۸۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے ہم بہتر کہتے ایک کو دوسرے سے درمیان لوگوں کے حضرت ﷺ کے زمانے میں یعنی کہتے تھے کہ فلانا بہتر ہے فلانے سے الخ سو ہم بہتر جانتے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یعنی بعد حضرت ﷺ کے پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کسی کو برابر نہ کرتے تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے پھر ہم ان کے بعد اصحاب کو چھوڑ دیتے ایک کو دوسرے سے بہتر نہ کہتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تھے ہم کہتے حالانکہ حضرت ﷺ زندہ تھے کہ سب امت سے افضل حضرت ﷺ ہیں پھر آپ ﷺ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ﷺ یہ بات سنتے تھے اور اس پر انکار نہ کرتے تھے اور اس حدیث میں تقدیم عثمان رضی اللہ عنہ کی ہے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے جیسا کہ وہ مشہور ہے نزدیک جمہور اہل سنت کے اور بعض سلف کا یہ مذہب ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مقدم ہیں عثمان رضی اللہ عنہ پر اور ساتھ اسی کے قائل ہیں سفیان ثوری اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے اس سے رجوع کیا ہے اور نیز قائل ہے ساتھ اس کے ابن خزیمہ اور ایک گروہ پہلے اس کے اور بعد اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں فضیلت دیتے ہم ایک کو دوسرے پر یہ قول مالک کا ہے مدوّنہ میں اور تابع ہوئی ہے اس کے ایک جماعت ان میں سے یحییٰ بن قطان ہیں اور متاخرین سے ابن حزم ہیں اور حدیث باب کی حجت ہے واسطے جمہور کے اور طعن کیا ہے اس میں ابن عبدالبر نے اور مسند کیا ہے اس کو طرف ہارون بن اسحاق کے کہ کہا اس نے کہ میں نے یحییٰ بن معین

سے سنا کہتے تھے کہ جو کہے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور پہچانے واسطے علی رضی اللہ عنہ کے سابق ہونا اور فضیلت اس کی تو وہ صاحب سنت کا ہے۔ میں نے کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ پھر چپ رہتے ہیں تو یحییٰ نے ان کے حق میں بہت سخت کلام کیا اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ ابن معین نے انکار کیا ہے رائے قوم سے اور وہ عثمانیہ ہیں جو عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں زیادتی کرتے ہیں اور ناقص جانتے ہیں علی رضی اللہ عنہ کو اور نہیں شک ہے اس میں کہ جو اختصار کرے اس پر اور علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت نہ پہچانے تو وہ مذموم ہے اور نیز ابن عبدالبر نے دعوی کیا ہے کہ یہ حدیث خلاف قول اہل سنت کے ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ افضل ہیں سب لوگوں سے بعد تینوں اصحاب رضی اللہ عنہم کے پس تحقیق اہل سنت نے اجماع کیا ہے اس پر کہ علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں سب خلق سے بعد تینوں کے اور دلالت کی اجماع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث غلط ہے اگرچہ اس کی سند ان تک صحیح ہے اور نیز تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں لازم آتا ان کے چپ رہنے سے اس وقت تفضیل ان کی سے عدم تفضیل ان کی ہمیشہ اور بایں طور کہ اجماع مذکور سوائے اس کے نہیں کہ پیدا ہوا ہے بعد اس زمانے کے کہ قید کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پس ان کی حدیث غلط نہ ہوگی اور جو میں گمان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ ابن عبدالبر نے تو صرف اس زیادتی کا انکار کیا ہے کہ ہم پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سب اصحاب رضی اللہ عنہم کو چھوڑ دیتے ہیں یعنی ایک کو دوسرے سے افضل نہیں جانتے تھے اور باوجود اس کے پس نہیں لازم آتا ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دینے ان کے سے اس وقت کہ ان کو علی رضی اللہ عنہ کے ان کے غیروں پر افضل ہونے کا اعتقاد بھی نہ ہو اور تحقیق اقرار کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ مقدم کرنے علی رضی اللہ عنہ کے ان کے غیروں پر جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور تحقیق وارد ہو چکی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں قید خیریت مذکورہ کی اور افضلیت کی ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ خلافت کے جیسا کہ ابن عساکر نے روایت کی ہے اور ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ افضل اصحاب رضی اللہ عنہم میں وہ ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں شہید ہوئے اور معین کیا ہے بعض نے ان میں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اور بعض کہتے ہیں کہ افضل سب اصحاب رضی اللہ عنہما میں عباس رضی اللہ عنہ ہیں اور اس قول سے انکار کیا گیا ہے اس کا قائل اہلسنت سے نہیں اور نہ مسلمانوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ افضل ان میں سے عمر رضی اللہ عنہ ہیں مطلق واسطے استدلال کرنے کے ساتھ حدیث آئندہ کے خواب کے بیان میں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ڈول کھینچا اور اس کے کھینچنے میں سستی تھی اور یہ استدلال واہی ہے اور نقل کیا ہے بیہقی رحمہ اللہ نے شافعی رحمہ اللہ سے کہ اجماع کیا ہے اصحاب نے اور تابعین نے اوپر افضلیت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے پھر علی رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا قَالَهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اپنا جانی دوست ٹھہراتا کہا اس کو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے

۳۳۸۳ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ أُمَّتِي خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَّلٰكِنْ أَخِي وَصَاحِبِي.

۳۳۸۳۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت سے کسی کو جانی دوست ٹھہراتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی جانی دوست ٹھہراتا لیکن میرا بھائی اور ساتھی ہے۔

فائدہ: تحقیق وارد ہوئیں یہ حدیثیں بیچ نفی خلت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمیوں میں سے کسی کو اپنا جانی دوست نہیں ٹھہرایا اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا جانی دوست ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور یہ معارض ہے باب کی حدیث کے پس اگر حدیث ثابت ہو تو تطبیق یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بری ہوئے واسطے تواضع اپنے رب کے اور تعظیم اس کی کے تو پھر اللہ نے ان کو اس کی اجازت دی اس واسطے کہ ان کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق دیکھا اور واسطے اکرام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔(فتح)

۳۳۸٤ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ وَّمُوْسٰى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ التَّبُوْذَكِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ وَقَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُهٗ خَلِيْلًا وَّلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ مِثْلَهٗ.

۳۳۸٤۔ایوب بسند سابق ہے اور فرمایا کہ اگر میں کسی کو جانی دوست ٹھہراتا تو البتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی جانی دوست ٹھہراتا لیکن برادری اسلام کی افضل ہے۔

فائدہ: اور اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ خلت افضل ہے اسلام کی برادری سے اس واسطے کہ وہ لازم پکڑتی ہے اس کو اور زیادتی کو پس بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ دوستی اسلام کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ہے دوستی اس کے سے ساتھ غیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بعض کہتے ہیں کہ افضل ساتھ معنی فاضل کے ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ مودت اور خلت اور محبت اور صداقت سب کے ایک ہی معنی ہیں یا فرق ہے اہل لغت نے کہا کہ خلت کے معنی مودت اور صداقت کے ہیں اور کہتے ہیں کہ خلت کا رتبہ بلند ہے اور یہی ہے وہ بات جس کے ساتھ باب کی حدیث مشعر ہے اور اسی طرح قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی کو جانی دوست ٹھہراتا پس تحقیق وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ آدمیوں میں سے کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیل نہ تھا اور تحقیق ثابت ہو چکی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واسطے ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کی کے مانند ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسنین رضی اللہ عنہما وغیرہم کے اور اگر کوئی

کہے کہ اللہ نے ابراہیم کو خلیل کیا ہے اور محمد ﷺ کو محبوب تو محبت کا درجہ خلت سے اونچا ہوگا تو جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے دونوں امر ثابت ہیں پس ہوگا راجح ہونا حضرت ﷺ کا دو جہتوں سے بعض اہل لغت نے کہا کہ خلیل وہ ہے جس کے دل میں تیرے سوا کسی کی خیر کی گنجائش نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ خلیل خلہ سے مشتق ہے جس کے معنی حاجت کے ہیں اور یہ بہ نسبت انسان کے ہے اور اللہ تعالیٰ کے خلیل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اپنے بندہ خلیل کی نصرت اور معاونت کرے۔ (فتح)

۳۳۸۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِیْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبَ أَهْلُ الْكُوْفَةِ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي الْجَدِّ فَقَالَ أَمَّا الَّذِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيْلًا لَّاتَّخَذْتُهُ أَنْزَلَهُ أَبًا يَعْنِیْ أَبَا بَكْرٍ.

۳۳۸۵۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ لکھا اہل کوفہ نے طرف ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی دادا کے باب میں کہ اس کا کیا حصہ ہے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اس امت سے جانی دوست ٹھہراتا تو البتہ ان کو ٹھہراتا دادا کو بمقام باپ کے اتارا ہے یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دادا کو بمقام باپ کے ٹھہرایا تو جو حصہ باپ کو ملتا ہے وہ اس کو ملے گا۔

فائدہ: اس کی شرح فرائض میں آئے گی۔

بَابٌ

یہ باب ہے

۳۳۸٦۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تَقُوْلُ الْمَوْتَ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِیْ فَأْتِیْ أَبَا بَكْرٍ.

۳۳۸٦۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ میرے پاس پھر آنا اس عورت نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں آؤں اور آپ ﷺ کو نہ پاؤں یعنی اگر آپ ﷺ وفات پا گئے ہوں تو پھر میں کس کے پاس آؤں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ ہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم آپ ﷺ کے بعد اپنے مال کا صدقہ کس کو دیا کریں فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اور یہ حدیث اگر ثابت ہو تو صریح تر ہے باب کی حدیث میں اشارہ سے طرف اس کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں بعد آپ ﷺ کے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور سہل سے روایت ہے

کہ ایک گنوار نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تو اس نے کہا کہ اگر آپ ﷺ کا انتقال ہو جائے تو ہمارا حاکم کون ہوگا تو فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہا کہ پھر اس کے بعد کون فرمایا عمر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے یہ حدیث طبرانی نے اور اس حدیث میں ہے کہ جو حضرت ﷺ کے بعد خلیفہ ہو لازم ہے اس پر پورا کرنا حضرت ﷺ کے وعدوں کا اور اس میں رد ہے شیعہ پر ان کے گمان میں کہ حضرت ﷺ نے نص کی اوپر خلیفہ بنانے علی رضی اللہ عنہ کے اور عباس رضی اللہ عنہ کی اور ان کی بحث احکام میں آئے گی۔ (فتح)

٣٣٨٧ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الطَّيِّبِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَّامْرَأَتَانِ وَأَبُو بَكْرٍ.

٣٣٨٧۔ ہمام سے روایت ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ صحابی سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا یعنی ابتداء اسلام میں اور نہ تھے ساتھ آپ ﷺ کے مگر پانچ غلام اور دو عورتیں اور ایک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یعنی جب میں مسلمان ہوا اس وقت ابھی صرف یہی چند آدمی مسلمان ہوئے تھے۔

فائدہ: وہ پانچ غلام یہ تھے بلال رضی اللہ عنہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ اور شقران رضی اللہ عنہ اور دونوں عورتیں یہ تھیں خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا اور ام ایمن رضی اللہ عنہا اور اس حدیث میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب آزاد مردوں سے پہلے مسلمان ہوئے لیکن مراد عمار رضی اللہ عنہ کی ساتھ اس کے وہ شخص ہے جس کا اسلام ظاہر ہوا نہیں تو اس وقت ایک اور گروہ بھی تھا جو مسلمان ہو چکے تھے لیکن انہوں نے اپنا اسلام اپنی برادری سے چھپایا ہوا تھا۔ (فتح)

٣٣٨٨ـ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَائِذِ اللهِ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهِ حَتّٰى أَبْدٰى عَنْ رُكْبَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ فَسَلَّمَ وَقَالَ إِنِّي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ

٣٣٨٨۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ناگہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے تھے یہاں تک کہ اپنے دونوں زانو کھولے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے صاحب نے تو کسی سے جھگڑا کیا ہے سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور کہا کہ بے شک میرے اور ابن خطاب کے درمیان کچھ جھگڑا تھا تو میں نے اس کی ایذا میں جلدی کی پھر میں نادم ہوا تو میں نے اس سے سوال کیا کہ مجھ کو قصور معاف کرے تو اس نے معاف کرنے سے انکار کیا تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم کو اللہ بخشے یہ

فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِيْ فَأَبٰى عَلَيَّ فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ فَقَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَأَتٰى مَنْزِلَ أَبِيْ بَكْرٍ فَسَأَلَ أَثَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالُوْا لَا فَأَتٰى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَعَّرُ حَتّٰى أَشْفَقَ أَبُوْ بَكْرٍ فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْا لِيْ صَاحِبِيْ مَرَّتَيْنِ فَمَا أُوْذِيَ بَعْدَهَا.

آپ ﷺ نے تین بار فرمایا پھر عمر رضی اللہ عنہ نادم ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے تو پوچھا کہ کیا یہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں گھر والوں نے کہا کہ نہیں پھر حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر غصے ہوئے یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈرے اور دوزانو ہو کر بیٹھے پس کہا کہ یا حضرت ﷺ بے شک میں نے دو بار ظلم کیا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک مجھ کو اللہ نے تمہاری طرف پیغمبر کر کے بھیجا ہے سو اول تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سچا نبی ہے اور انھوں نے میرے ساتھ اپنی جان اور مال سے سلوک کیا تم میرے ساتھی کو میری خاطر چھوڑو گے آپ ﷺ نے دو بار فرمایا یعنی کسی طرح کا ان کو رنج نہ پہنچاؤ سو اس قصے کے بعد کسی نے ان کو تکلیف نہیں دی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تمام اصحاب رضی اللہ عنہم پر اور یہ کہ نہیں لائق ہے فاضل کو یہ کہ اپنے آپ سے افضل کے ساتھ غصے ہو وہ اور یہ کہ جائز ہے مدح کرنی مرد کی اس کے روبرو اور محل اس کا وہ ہے جب کہ فتنے اور خود پسندی سے امن ہو اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ پیدا ہوا ہے آدمی بشریت سے یہاں تک کہ باعث ہوا اس کو غضب اوپر اختیار کرنے خلاف اولیٰ کے لیکن جو دین میں فاضل ہو وہ جلدی کرتا ہے رجوع میں طرف اولیٰ کی اور اس میں بیان ہے اس کا کہ پیغمبر کا غیر اگرچہ فضیلت میں نہایت درجے کو پہنچے نہیں ہے معصوم گناہ سے اور اس میں استحباب سوال استغفار کا ہے اور معاف کر لینے کا مظلوم سے اور یہ کہ جو اپنے ساتھی پر غصے ہو تو منسوب کرے اس کو اس کے باپ کی طرف یا دادا کی طرف اور یہ کہ گھٹنا پردے میں شامل نہیں۔ (فتح)

۳۳۸۹۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّآءُ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ

۳۳۸۹۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا ان کو حضرت ﷺ نے اوپر لشکر جنگ ذات سلاسل کے سو میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ سب لوگوں میں کون آپ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے کہا مردوں سے فرمایا اس کا

السَّلَاسِلِ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ فَقَالَ أَبُوهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا.

باپ میں نے کہا پھر کون فرمایا پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پس گنا کئی مردوں کو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر ابوعبیدہ بن جراح پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز بلند سنی اور وہ کہتی تھیں کہ البتہ میں نے معلوم کیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرے باپ سے زیادہ پیارے ہیں تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ بھی ان میں داخل ہوں گے جس کو عمرو رضی اللہ عنہ نے مبہم رکھا ہے اور یہ حدیث اگرچہ ظاہر میں عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معارض ہے لیکن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ترجیح ہے اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ہے اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اختلاف جہت محبت کے پس ہوگی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں بنا برعموم اس کے کے برخلاف علی رضی اللہ عنہ کے اور صحیح ہوگا اس وقت داخل ہونا اس کا اس شخص میں کہ مبہم رکھا ہے اس کو عمرو رضی اللہ عنہ نے اور معاذ اللہ یہ کہ کہے تو جیسا کہ رافضی لوگ کہتے ہیں کہ یہ ابہام عمرو رضی اللہ عنہ کا ہے اس چیز میں کہ روایت کی اس واسطے کہ اس کے اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ چیز تھی یعنی عمرو رضی اللہ عنہ نے عداوت سے علی رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا۔ (فتح)

٣٣٩٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا رَاعٍ فِيْ غَنَمِهِ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِيْ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ مَنْ لَّهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِيْ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَّسُوْقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا فَالْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَتْ إِنِّيْ لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا وَلٰكِنِّيْ خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ قَالَ

٣٣٩٠۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ کوئی چرانے والا اپنی بکریوں میں تھا تو اس پر ایک بھیڑیا دوڑا ان میں سے ایک بکری لے گیا تو چرانے والے نے اس کو تلاش کیا تو بھیڑیے نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا سو کہا کہ کون بھیڑ بکری کو بچائے گا سبع کے دن جس دن کہ اس کا کوئی چرانے والا میرے سوا نہ ہوگا اور جس حالت میں کہ ایک مرد گائے کو ہانکتا تھا اس پر بوجھ لادے ہوئے تو گائے نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا تو اس سے کلام کیا سو کہا کہ میں اس بوجھ کے لادنے کے واسطے پیدا نہیں ہوئی لیکن میں تو کھیت کے واسطے پیدا ہوئی ہوں تو لوگوں نے تعجب سے کہا کہ سبحان اللہ

النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُوْمِنُ بِذٰلِكَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بلاشبہ اس بات کو سچا جانتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی سچا جانتے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ دن سبع کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کون بچائے گا ان کو جس دن ان میں شیر جا پڑے گا پس تو اس سے بھاگ جائے گا تو بقدر حاجت کے اس سے پکڑ لے گا اور میں پیچھے رہوں گا اس وقت میرے سوا کوئی اس کا چرانے والا نہ ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ہوگا وقت مشغول ہونے کے ساتھ فتنے کے تو اس وقت کوئی بکریوں کا چرانے والا نہ ہوگا پس اچک لیں گے ان کو درندے پس ہوگا بھیڑیا مانند چرانے والے کی واسطے ان کے واسطے تنہا ہونے اس کے ساتھ ان کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک جگہ ہے جس میں قیامت قائم ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ دن قیامت کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بھیڑیا اس وقت نہ ہوگا چرواہا واسطے بکریوں کے اور نہیں ہے کوئی تعلق واسطے اس کے ساتھ ان کے اور بعض کہتے ہیں کہ نام ہے عید کے دن کا کہ جاہلیت میں ان کے واسطے تھا مشغول ہوتے تھے اس میں ساتھ کھیل اور تماشے کے پس غافل ہوگا چرواہا اپنی بکریوں سے پس قادر ہوگا بھیڑیا بکریوں پر اور یہ جو کہا کہ میرے سوا ان کا کوئی چرواہا نہ ہوگا تو یہ واسطے مبالغہ کے ہے اوپر قادر ہونے میں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یوم سبع سے دن شدت کا ہے اور تحقیق واقع ہوا ہے کلام بھیڑیے کا واسطے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کے پس روایت کی ہے ابونعیم نے دلائل میں اہبان بن اوس سے کہ میں اپنی بکریوں میں تھا تو بھیڑیا ایک بکری پر دوڑا تو میں نے اس کو ڈانٹا تو بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھا اور مجھ سے کلام کرنے لگا اور کہنے لگا کہ کون بچائے گا ان کو جس دن تو مشغول ہوگا ساتھ اور کام کے ان سے منع کرتا ہے تو مجھ سے روزی میری جو مجھ کو اللہ نے دی تو میں نے اپنے ہاتھ سے تالی ماری تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز عجیب تر اس سے تو بھیڑیے نے کہا کہ عجب تر اس سے یہ ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں کھجور کے درختوں کے درمیان اللہ کی طرف بلاتے ہیں پھر اہبان حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو خبر دی تو اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ دونوں حاضر تھے پھر خبر دینے کے وقت ان کو اپنے ساتھ شامل کیا اور احتمال ہے کہ شاید حضرت ﷺ کو ان کے ایمان کے صدق کا غلبہ اور قوی ہونا یقین کا معلوم ہو چکا ہے اس واسطے کہ تصدیق میں ان کو اپنے ساتھ شامل کیا اور یہ لائق تر ہے ساتھ داخل ہونے کے ان کے مناقب میں اور اس حدیث میں جواز تعجب کا ہے خوارق عادت سے اور متفاوت ہونا آدمیوں کا معارف میں۔ (فتح)

۳۳۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۳۳۹۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس حالت میں کہ میں سوتا تھا تو میں نے اپنے آپ کو دیکھا ایک کنویں پر کہ اس پر ڈول

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَّاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ضَعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

پڑا ہے سو میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا جتنا اللہ نے چاہا پھر اس کو ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لیا سو اس سے ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے کھینچنے میں کچھ سستی اور آہستگی تھی اور اللہ ان کو معاف کرے گا پھر وہ ڈول بلکا ہو گیا پھر اس کو ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے لیا سو میں نے آدمیوں سے ایسا عجب زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ انہوں نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے آسودہ کر کے ان کو ان کے بیٹھنے کی جگہ میں بٹھایا۔

فائدہ: اس کی شرح تعبیر میں آئے گی۔

۳۳۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِيْ يَسْتَرْخِيْ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ قَالَ مُوْسٰى فَقُلْتُ لِسَالِمٍ أَذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ مَنْ جَرَّ إِزَارَهٗ قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ ذَكَرَ إِلَّا ثَوْبَهٗ.

۳۳۹۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا کپڑا گھسیٹے تکبر سے یعنی اس کو ٹخنے سے نیچے چھوڑے اللہ اس کو قیامت کے دن نہیں دیکھے گا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے کپڑے کی ایک طرف بے اختیار لٹک جاتی ہے مگر یہ کہ میں اس کی خبر گیری کروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کو غرور کی راہ سے نہیں کرتا یعنی تیرے ازار کا زمین پر لٹک جانا غرور سے نہیں۔

فائدہ: اس کی شرح لباس میں آئے گی اور اس میں فضیلت ظاہرہ ہے واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے حرص کرنے اس کے کے دین پر اور واسطے گواہی دینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ان کے اس چیز میں کہ کراہت کے منافی ہے۔ (فتح)

۳۳۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ

۳۳۹۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو شخص کسی چیز کا جوڑا

الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الْأَشْيَاءِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابٍ يَعْنِي الْجَنَّةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ وَبَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَا عَلٰى هٰذَا الَّذِيْ يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ وَقَالَ هَلْ يُدْعٰى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ.

دے گا اللہ کی راہ میں وہ بہشت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا کہیں گے اے بندے اللہ کے یہ دروازہ بہتر ہے سو جو نمازیوں سے ہوگا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو غازیوں سے ہوگا وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو خیرات کرنے والوں سے ہوگا وہ خیرات کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو روزہ داروں سے ہوگا وہ صیام کے دروازے سے یعنی الریان سے بلایا جائے گا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں اس شخص پر جوان دروازوں سے بلایا جائے گا کوئی ضرورت یعنی مقصود صرف بہشت میں داخل ہونا ہے وہ ہر صورت میں حاصل ہے خواہ کسی دروازے سے آئے اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھلا کوئی سب دروازوں سے بھی بلایا جائے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور البتہ مجھ کو امید ہے کہ تم انہیں لوگوں میں سے ہو گے جو بہشت کے سب دروازوں سے بلائے جائیں گے اے ابوبکر رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ کی راہ میں تو مراد یہ ہے کہ بیچ طلب ثواب اللہ کے اور وہ عام تر ہے جہاد وغیرہ عبادات سے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ ہر عامل بلایا جائے گا اس عمل کے دروازے سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بلائیں گے اس کو چوکیدار بہشت کے سب چوکیدار بہشت کے دروازوں کے کہیں گے آؤ میاں فلانے ادھر آیئے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بہشت کے دروازے آٹھ ہیں اور باقی رہا ارکان سے حج اور اس کے واسطے بھی بلا شک ایک دروازہ ہے اور لیکن تین دروازے باقی ہیں سو ان میں سے ایک ان لوگوں کے واسطے ہوگا جو غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور ان میں سے ایک دروازہ متوکلون کا ہے اس میں سے وہ لوگ داخل ہوں گے جن پر کچھ حساب اور عقاب نہیں اور لیکن تیسرا پس احتمال ہے کہ باب الذکر ہو یا باب العلم اور احتمال ہے کہ مراد دروازوں سے اس حدیث میں وہ دروازے ہوں جو بہشت کے اصل دروازوں کے اندر ہوں یعنی جیسے کہ کوٹھیوں کے دروازے لان کے دروازوں کے اندر ہوتے ہیں اس واسطے کہ نیک عمل زیادہ ہے گنتی میں آٹھ سے اور اس حدیث میں اشعار ہے کہ جو لوگ سب دروازوں سے بلائے جائیں گے وہ نہایت قلیل اور تھوڑے ہیں اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ مراد عملوں مذکور سے عمل نفل ہیں نہ عمل واجب اس واسطے کہ ویسے لوگ بھی

بہت کثرت سے ہیں جن میں کل واجبات کا عمل جمع ہوتا ہے بخلاف نفلی عملوں کے کہ بہت کم ہیں ایسے شخص جن کو سب قسم کے نفلی عملوں کے ساتھ عمل حاصل ہو پھر جس میں یہ سب عمل جمع ہوں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بلایا جائے گا وہ سب دروازوں سے بطور تکریم کے نہیں تو بہشت میں تو وہ صرف ایک ہی دروازے سے داخل ہوگا اور شاید وہ دروازہ اس کے غالب عمل کا ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے واسطے بہشت کے آٹھوں دروازے کھولے جاتے ہیں تو اس سے بھی مراد تکریم ہے ورنہ وہ داخل تو فقط ایک ہی دروازے سے ہوگا کما تقدم اور یہ جو کہا کہ میں امید رکھتا ہوں تو امید اللہ اور اس کے رسول کی واقع ہے اور ساتھ اس تقریر کے داخل ہوگی یہ حدیث صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں اور ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ وہ تو ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں کہ جو شخص کوئی کام اکثر کرے اس کے ساتھ پہچانا جاتا ہے اور ایسے شخص بہت کم ہیں جن میں نیکی کے سب عمل جمع ہوں اور یہ کہ فرشتے نیک بندوں سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ خوش ہوتے ہیں پس تحقیق خرچ کرنا جتنا زیادہ ہو اتنا ہی افضل ہے اور یہ کہ آرزو نیکی کی دنیا اور آخرت میں مطلوب ہے۔

تنبیہ: خرچ کرنا نماز اور جہاد اور علم اور حج میں ظاہر ہے اور اس کے سوا اور عملوں میں مشکل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ خرچ کرنے کے نماز اور روزے میں خرچ کرنا نفس اور بدن کا ہے۔ (فتح)

٣٣٩٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِالسُّنْحِ قَالَ إِسْمَاعِيلُ تَعْنِيْ بِالْعَالِيَةِ فَقَامَ عُمَرُ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِيْ نَفْسِيْ إِلَّا ذَاكَ وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِيَ رِجَالٍ وَّأَرْجُلَهُمْ فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ قَالَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ طِبْتَ

٣٣٩٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سخ (ایک جگہ کا نام ہے) میں تھے یعنی مدینے کی اوچان میں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہتے تھے کہ قسم ہے اللہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہ واقع ہوتا تھا میرے دل کچھ مگر یہی خیال کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے اور البتہ اللہ ان کو پھر اٹھائے گا اور البتہ کاٹ ڈالیں گے ہاتھ پاؤں مردوں کے یعنی جو کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کپڑا اٹھایا اور ان کو چوما کہا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہیں حالت زندگی اور موت میں قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موت دوبارہ کبھی نہ

حَیًّا وَّمَیِّتًا وَّالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُذِیْقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَیْنِ اَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ اَیُّهَا الْحَالِفُ عَلٰی رِسْلِكَ فَلَمَّا تَكَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ فَحَمِدَ اللّٰهَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّاَثْنٰی عَلَیْهِ وَقَالَ اَلَا مَنْ كَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ یَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ وَقَالَ ﴿اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾ وَقَالَ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا وَّسَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ﴾ قَالَ فَنَشَجَ النَّاسُ یَبْكُوْنَ قَالَ وَاجْتَمَعَتِ الْاَنْصَارُ اِلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِیْ سَقِیْفَةِ بَنِیْ سَاعِدَةَ فَقَالُوْا مِنَّا اَمِیْرٌ وَّمِنْكُمْ اَمِیْرٌ فَذَهَبَ اِلَیْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَذَهَبَ عُمَرُ یَتَكَلَّمُ فَاَسْكَتَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ وَّكَانَ عُمَرُ یَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُ بِذٰلِكَ اِلَّا اَنِّیْ قَدْ هَیَّاْتُ كَلَامًا قَدْ اَعْجَبَنِیْ خَشِیْتُ اَنْ لَّا یَبْلُغَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ اَبْلَغَ النَّاسِ فَقَالَ فِیْ كَلَامِهٖ نَحْنُ الْاُمَرَآءُ وَاَنْتُمُ الْوُزَرَآءُ فَقَالَ حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ لَا وَاللّٰهِ لَا نَفْعَلُ مِنَّا اَمِیْرٌ وَّمِنْكُمْ اَمِیْرٌ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لَا وَلٰكِنَّا

چکھائے گا پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نکلے پھر کہا اے قسم کھانے والے یعنی عمر رضی اللہ عنہ ٹھہر جاؤ جلدی نہ کرو سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کلام کیا تو عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثناء کی اور کہا کہ خبر ہو جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا سو بے شک محمد ﷺ تو فوت ہو گئے اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے تو بے شک اللہ زندہ ہے نہیں فوت ہوتا اور اللہ نے فرمایا کہ بے شک تم فوت ہونے والے ہو اور وہ بھی فوت ہونے والے ہیں اور اللہ نے فرمایا اور نہیں محمد ﷺ مگر ایک رسول ہو چکے ان سے پہلے بہت رسول پھر کیا اگر وہ فوت ہو جائیں یا مارے جائیں تو تم پھر جاؤ گے الٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جائے گا الٹے پاؤں وہ نہ بگاڑے گا اللہ کا کچھ اور اللہ ثواب دے گا شکر گزاروں کو پھر سسکیاں یعنی تنگ سانس لینے لگے لوگ روتے ہوئے اور جمع ہوئے انصار طرف سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بنی ساعدہ کی بیٹھک میں تو انہوں نے مہاجرین سے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کلام کرنا شروع کیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا کہ چپ رہو اور عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں ارادہ کیا تھا میں نے اس کلام کے کرنے سے مگر یہ کہ میں نے ایک کلام تیار کیا تھا یعنی میرے دل میں ایک بات سوجھی تھی سو مجھ کو بہت پسند آئی میں ڈرا کہ شاید ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کو نہ پہنچیں یعنی ان کو وہ بات نہ سوجھے پھر کلام کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پس کلام کیا اس حال میں کہ لوگوں میں نہایت عمدہ کلام کرنے والے تھے سو اپنے کلام میں فرمایا کہ ہم سردار ہیں اور تم وزیر تو حباب بن منذر نے کہا کہ قسم ہے اللہ

الْاُمَرَاءُ وَاَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ هُمْ اَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَّاَعْرَبُهُمْ اَحْسَابًا فَبَايِعُوْا عُمَرَ اَوْ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ عُمَرُ بَلْ نُبَايِعُكَ اَنْتَ فَاَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهٖ فَبَايَعَهٗ وَبَايَعَهُ النَّاسُ فَقَالَ قَائِلٌ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقَالَ عُمَرُ قَتَلَهُ اللّٰهُ.

کی کہ ہم اس طرح نہیں کرتے ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں لیکن ہم امیر ہیں اور تم وزیر کہ قریش افضل ہیں سب عرب سے گھر میں یعنی کہ شریف تر ہیں ان سے حسب نسب میں پس بیعت کرو عمر رضی اللہ عنہ کی یا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلکہ ہم تجھ سے بیعت کرتے ہیں پس تحقیق تم ہمارے سردار ہو اور ہم میں بہتر ہو اور بہت پیارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی اور لوگوں نے بھی ان سے بیعت کی تو کسی کہنے والے نے کہا کہ تم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا کہ اس کو امید تھی کہ وہ امیر ہوں گے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے اس کو قتل کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موت دوبارہ نہ چکھائے گا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو منکر ہے زندگی کا قبر میں اور جواب دیا گیا ہے اہل سنت کی طرف سے جو اس کو ثابت کرتے ہیں کہ مراد نفی موت لازم کی ہے اس چیز سے جس کو ثابت کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کے کہ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ دنیا میں اٹھائے گا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاٹیں ہاتھ ان کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے قائل ہیں اور نہیں ہے اس میں تعرض واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے برزخ میں اور اس جواب سے بہتر یہ ہے کہ کہا جائے کہ قبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے پیچھے موت نہیں بلکہ بدستور زندہ رہیں گے اور پیغمبر اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور شاید یہی حکمت ہے بیچ تعریف المومنین کے یعنی جو مشہور معروف ہیں اور واقع ہیں بیچ حق ہر ایک کے سوائے پیغمبروں کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قسم کھانا اپنے اجتہاد سے تھا اور اس میں بیان ہے راجح ہونے علم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اوپر عمر رضی اللہ عنہ کے اور جو سوائے ان کے ہے اور اسی طرح راجح ہونا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ان پر واسطے ثابت رہنے ان کے بیچ مثل اس امر عظیم کے اور یہ جو کہا کہ جمع ہوئے انصار طرف سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی الخ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور جو ان کے ساتھ تھے پیچھے رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اور جمع ہوئے مہاجرین طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں کہا کہ تھے ہم گروہ مہاجرین کا اول سب لوگوں کے اسلام میں اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برادری اور قریبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار ہیں اور ہرگز نہیں درست ہوں گے عرب مگر ساتھ ایک مرد کے قریش سے سو لوگ قریش

کے تابعدار ہیں اور تم انصار ہمارے بھائی ہو اور اللہ کی کتاب میں اور ہمارے شریک ہو اللہ کے دین میں اور محبوب تر ہو لوگوں میں نزدیک ہمارے اور تم لائق تر ہو لوگوں میں ساتھ راضی ہونے کے قضا اللہ سے اور ماننے کے واسطے فضیلت اپنے بھائیوں کی اور یہ کہ نہ حسد کرو تم ان سے بہتری پر اور اس میں ہے کہ انصار نے کہا کہ پہلے ہم ایک مرد کو مہاجرین سے امیر بناتے ہیں اور جب وہ فوت ہو جائے تو پھر ایک مرد کو انصار سے سردار بنائیں گے پھر مہاجرین سے اور اسی طرح ہمیشہ لگا تار تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ جو ہمارے مخالف ہوگا اس کو مار ڈالیں گے تو کھڑے ہوئے حباب بن منذر پس کہا انہوں نے جیسے پہلے کہا اور پھر یہ کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم لڑائی کا سامان تیار کریں پس زیادہ ہوئی گفتگو اور بلند ہوئیں آوازیں یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کے درمیان لڑائی ہو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کا بیعت کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر مہاجرین نے ان سے بیعت کی پھر انصار نے اور یہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیعت کرو عمر رضی اللہ عنہ سے یا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے تو یہ مشکل ہے باوجود پہچاننے ان کے کے کہ وہ لائق تر ہیں ساتھ خلافت کے ساتھ قرینے امامت نماز کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شرم کی اس سے کہ اپنے آپ کا تزکیہ کریں پس کہیں مثلاً کہ میں لائق تر ہوں ساتھ سرداری تمہاری کے باوجود یہ کہ ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ وہ دونوں اس کو قبول نہیں کریں گے اور یہ جو کہا کہ اللہ اس کو قتل کرے تو یہ بددعا ہے اوپر اس کے اور ابن تین نے کہا کہ یہ جو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم سے ہو اور ایک امیر تم میں سے تو یہ کہا تھا انہوں نے بنا بر عادت معروفہ کے کہ نہ امیر ہو کسی قوم کا مگر اسی قوم میں سے پھر جب انہوں نے یہ حدیث سنی کہ امام قریش سے ہیں تو انہوں نے اس سے رجوع کیا اور یقین کیا میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث احکام میں آئے گی اور میں نے اس حدیث کے واسطے چالیس طرق جمع کیے ہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے داؤد نے اس پر کہ خلیفہ کا قائم کرنا سنت موکدہ ہے اس واسطے کہ وہ ایک مدت ٹھہرے رہے کہ نہ تھا واسطے ان کے کوئی امام یہاں تک کہ بیعت ہوئی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اتفاق کے اوپر فرضیت اس کی کے اور ساتھ اس کے کہ چھوڑا انہوں نے اس کو واسطے قائم کرنے اعظم مہمات کے اور وہ مشغول ہونا ہے ساتھ دفن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوں اور مدت مذکورہ تھوڑا سا زمانہ ہے بعض دن میں سے معاف ہو جاتا ہے مثل اس کے واسطے اجتماع کلمہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول انصار کے کہ ایک امیر ہم سے ہو اور ایک امیر تم میں سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنے پیچھے خلیفہ نہیں بنایا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص آدمی کو معین نہیں فرمایا کہ میرے بعد فلاں شخص خلیفہ ہو اور ساتھ اسی کے تصریح کی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے قرطبی نے کہا کہ اگر ہوتی نزدیک کسی کے مہاجرین اور انصار سے نص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر معین کرنے کسی خاص شخص کے واسطے خلافت کے تو البتہ اس میں اختلاف نہ کرتے اور یہ قول جمہور اہل سنت کا ہے اور جو کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص کی تو اس نے

سند پکڑی ہے ساتھ اصول کلیہ کے جو تقاضا کرتے ہیں اس کا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لائق تر ہیں ساتھ امامت کے اور اولی ہیں ساتھ خلافت کے اور بعض ان میں سے ان کے ترجمہ میں گزر چکی ہیں اور بعض آئندہ آئیں گی۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبار موت نہ چکھائے گا تو مراد ان کی رد کرنا ہے عمر رضی اللہ عنہ پر کہ انہوں نے کہا کہ البتہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاٹیں گے ہاتھ پاؤں ان کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے قائل ہیں اس واسطے کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ کا قول صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسری بار فوت ہوں پس اشارہ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طرف اس کی کہ لازم کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ پر یہ کہ جمع کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں دو موتیں جیسا کہ جمع کیا ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر کے حق میں مانند اس شخص کے جو گاؤں پر گزرا تھا یعنی جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ شَخَصَ بَصَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى ثَلَاثًا وَقَصَّ الْحَدِيْثَ قَالَتْ فَمَا كَانَتْ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللّٰهُ بِهَا لَقَدْ خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ وَإِنَّ فِيْهِمْ لَنِفَاقًا فَرَدَّهُمُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ ثُمَّ لَقَدْ بَصَّرَ أَبُوْ بَكْرٍ النَّاسَ الْهُدٰى وَعَرَّفَهُمُ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَخَرَجُوْا بِهٖ يَتْلُوْنَ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى الشَّاكِرِيْنَ﴾.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ اوپر لگ گئی آنکھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر فرمایا کہ الٰہی میں عالی رتبہ رفیقوں کی صحبت مانگتا ہوں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا اور بیان کی مذکورہ حدیث یعنی اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ وفات کے اور قول عمر رضی اللہ عنہ کا کہ ہرگز نہیں فوت ہوں گے یہاں تک کہ کاٹیں گے ہاتھ پاؤں منافقین کے اور قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور پڑھنا ان کا آیتوں کو سو ان دونوں کے خطبے کے علاوہ کوئی خطبہ نہ تھا مگر کہ اللہ نے اس سے فائدہ پہنچایا البتہ ڈرایا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اور بے شک ان میں نفاق تھا یعنی البتہ ان میں بعض منافق تھے سو پھیر دیا ان کو اللہ تعالی نے ساتھ اس قول کے طرف حق کی پھر البتہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ہدایت دکھائی اور معلوم کروایا ان کو حق جس پر وہ تھے اور نکلے لوگ یہ آیت پڑھتے تھے کہ نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر رسول جن سے پہلے بہت رسول گزر چکے شاکرین تک۔

٣٣٩٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ أَبِيْ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ يَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

٣٣٩٥۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ یعنی علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں میں سے کون بہتر تھا کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے کہا پھر کون کہا عمر رضی اللہ عنہ اور میں نے خوف کیا یہ کہ کہیں عثمان رضی اللہ عنہ میں نے کہا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ وَخَشِيْتُ أَنْ يَقُوْلَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

کہ پھر تم کہا کہ نہیں میں مگر ایک مرد مسلمانوں میں سے۔

فائدہ: مراد باپ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایک مرد ہوں مسلمانوں میں سے تو یہ انہوں نے بطور تواضع اور کسر نفسی سے کہا تھا باوجود پہچاننے ان کے کے وقت سوال مذکورہ کے کہ وہ بہتر تھے لوگوں میں اس دن اس واسطے کہ تھا یہ واقع بعد قتل ہونے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ایک تیسرے ہیں ان کا نام نہ لیا ابوجحیفہ نے کہا کہ پس پھر سے سوالی کہتے تھے کہ مراد عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور عرب کہتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ نے تیسرے کے نام کی تصریح نہیں کی اور پہلے گزر چکا ہے اختلاف اس میں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کون افضل ہیں عثمان رضی اللہ عنہ یا علی رضی اللہ عنہ اور یہ کہ منعقد ہوا ہے اجماع اخیر میں درمیان اہل سنت کے کہ بے شک ترتیب ان کی فضیلت میں مانند ترتیب ان کی ہے خلافت میں راضی ہو اللہ ان سے اور قرطبی نے کہا کہ مقطوع درمیان اہل سنت کے فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہے پھر عمر رضی اللہ عنہ کی پھر ان کے بعد اختلاف ہے پس جمہور کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ مقدم ہیں علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے اور امام مالک سے توقف مروی ہے اور مسئلہ اجتہادی ہے اور سند اس کی یہ ہے کہ اختیار کیا ہے ان چاروں کو اللہ نے واسطے خلافت اپنے نبی کے اور قائم رکھنے دین ان کے کے پس رتبہ ان کا نزدیک اللہ کے موافق ترتیب خلافت کے ہے یعنی اول ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور پھر علی مرتضی رضی اللہ عنہ۔ (فتح)

٣٣٩٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَأَتَى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ فَقَالُوْا أَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ

٣٣٩٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے یہاں تک کہ جب ہم تھے بیداء میں یا ذات الجیش میں تو میرا ہار ٹوٹ پڑا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کے واسطے ٹھہرے اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھہرے اور نہ اس جگہ پانی تھا اور نہ ان کے ساتھ پانی تھا تو لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا کہ ٹھہرا رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو کہ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور نہ اس زمین میں پانی ہے اور نہ ان کے ساتھ پانی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو گئے

بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَّأْسَهُ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِيْ وَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ.

تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ دیگر لوگوں کو وہاں روک رکھا ہے جہاں پانی نہیں اور نہ ان کے اپنے پاس پانی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو جھڑکا اور کہا کہ جو کچھ کہ اللہ نے چاہا کہ کہیں اور اپنے ہاتھ سے میرے پہلو میں چوکنا شروع کیا سو نہ منع کرتا تھا مجھ کو ہلنے سے مگر ہونا حضرت ﷺ کا میری ران پر تو حضرت ﷺ میری ران پر سر رکھ کر سو گئے یہاں تک کہ صبح کی بغیر پانی کے تو اللہ نے تیمم کی آیت اتاری تو لوگوں نے تیمم کیا تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں یہ پہلی برکت تمہاری اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر والو یعنی اس سے پہلے بھی کئی برکتیں تمہارے سبب سے واقع ہوئیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ہم نے اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہم نے ہار کو اس کے نیچے پایا۔

فائدہ: اور غرض اس سے قول اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ نہیں یہ پہلی برکت تمہاری اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر والو اور اس کی شرح تیمم میں گزر چکی ہے اور اس جگہ اور بھی الفاظ گزر چکے ہیں جو ان کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں۔

٣٣٩٧ - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَّا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ

٣٣٩٧۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ برا کہو میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کو سو اگر تم میں سے ایک احد پہاڑ کے برابر سونا راہ اللہ میں خرچ کرے تو ان کے تین پاؤ کے ثواب کے برابر بھی نہ پہنچے اور نہ اس کے آدھے یعنی ڈیڑھ پاؤ کے برابر۔

وَلَا نَصِيفَهٗ تَابَعَهٗ جَرِيْرٌ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَمُحَاضِرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ.

تکملہ: جو صحابی کو برا کہے اس کے حق میں اختلاف ہے عیاض نے کہا کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس کو تعزیر دی جائے اور بعض مالکیہ سے ہے کہ قتل کیا جائے اور خاص کیا ہے بعض شافعیہ نے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور حسنین کے اور قوی کہا ہے اس کو سبکی نے اس کے حق میں جو کافر کہے شیخین کو یا اس کو کہ تصریح کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ایمان ان کے کی یا بشارت ان کی کے ساتھ بہشت کے جب کہ حدیث متواتر ہو اس واسطے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ (فتح)

فائدہ: یہ جو کہا کہ اگر کوئی تم میں سے تو اس میں اشعار ہے کہ مراد ساتھ اصحاب رضی اللہ عنہم اول کے اصحاب رضی اللہ عنہم خاص ہیں نہیں تو خطاب اصحاب رضی اللہ عنہم کے واسطے تھا اور یہ مانند اس آیت کی ہے کہ نہیں برابر ہوتا تم میں سے جس نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا باوجود اس کے کہ تھے بعض اس شخص کے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور خطاب کیا اس کو ساتھ اس کے برا کہنے پہلوں کے سے تقاضا کرتی ہے جھڑک اس شخص کی کو جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا اور نہیں خطاب کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے برا کہنے پہلوں کے سے ساتھ طریق اولی کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو اصحاب رضی اللہ عنہم کے بعد ہیں قیامت تک اور یہ بات ٹھیک نہیں اور پہلے گزر چکی ہے تقریر اصحاب رضی اللہ عنہم کے افضل ہونے کی ان کے پہلوں پر اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے واسطے مختار قول کے یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم افضل ہیں اپنے پچھلوں سے اور سبب تفاوت کا وہ ہے جو قرین ہے افضل کو مزید اخلاص اور صدق نیت سے۔

میں کہتا ہوں کہ اعظم اس سے بیچ سبب افضل ہونے کے بڑا ہونا اس کے موقع کا ہے واسطے سخت حاجت ہونے کے طرف اس کی اور اشارہ کیا ہے ساتھ افضلیت کے بسبب انفاق کے طرف افضلیت کی بہ سبب جہاد کے جیسا کہ آیت میں واقع ہوا ہے ﴿مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ﴾ پس تحقیق اس میں اشارہ ہے طرف موقع سبب کے جس کو میں نے ذکر کیا اور یہ اس واسطے ہے کہ انفاق اور قتال فتح مکہ سے پہلے عظیم تھا واسطے شدت حاجت کے طرف اس کی اور قلت معتنی کے ساتھ اس کے بخلاف اس کے جو واقع ہوا ہے بعد اس کے اس واسطے کہ فتح مکہ کے بعد مسلمان بہت کثرت سے ہو گئے تھے۔ (فتح)

۳۳۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنٍ اَبُو الْحَسَنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ مُوْسَى

۳۳۹۸۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر نکلے تو البتہ میں نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم پکڑوں گا اور یہ تمام دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہوں گا راوی نے کہا سو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے

الْاَشْعَرِیُّ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ فِیْ بَیْتِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ لَاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَاَکُوْنَنَّ مَعَهٗ یَوْمِیْ هٰذَا قَالَ فَجَآءَ الْمَسْجِدَ فَسَاَلَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا خَرَجَ وَوَجَّهَ هَا هُنَا فَخَرَجْتُ عَلٰی اِثْرِهٖ اَسْاَلُ عَنْهُ حَتّٰی دَخَلَ بِئْرَ اَرِیْسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِیْدٍ حَتّٰی قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهٗ فَتَوَضَّاَ فَقُمْتُ اِلَیْهِ فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰی بِئْرِ اَرِیْسٍ وَّتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَکَشَفَ عَنْ سَاقَیْهِ وَدَلَّاهُمَا فِی الْبِئْرِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ لَاَکُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْیَوْمَ فَجَآءَ اَبُوْ بَکْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ فَقُلْتُ عَلٰی رِسْلِكَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُوْ بَکْرٍ یَّسْتَاْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰی قُلْتُ لِاَبِیْ بَکْرٍ ادْخُلْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ اَبُوْ بَکْرٍ فَجَلَسَ عَنْ یَّمِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ فِی الْقُفِّ وَدَلّٰی رِجْلَیْهِ فِی الْبِئْرِ کَمَا صَنَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَشَفَ عَنْ سَاقَیْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَکْتُ اَخِیْ یَتَوَضَّاُ

اور حضرت ﷺ کا حال پوچھا کہ کہاں تشریف لے گئے لوگوں نے کہا کہ نکل کر ادھر تشریف لے گئے ہیں تو میں آپ ﷺ کے پیچھے نکلا آپ ﷺ کو پوچھتا ہوا یہاں تک کہ حضرت ﷺ باغ اریس میں داخل ہوئے تو میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا اور اس کا دروازہ کھجور کی چھڑیوں سے تھا یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے اپنی حاجت ادا کی پھر وضو کیا تو میں آپ ﷺ کی طرف کھڑا ہوا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اریس کے کنویں پر بیٹھے ہیں اس کے چبوترہ کے درمیان اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکائے ہیں سو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا پھر میں پھر کر دروازے کے پاس آ بیٹھا تو میں نے کہا کہ میں آج البتہ حضرت ﷺ کا دربان ہوں گا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور دروزاہ ہلایا تو میں نے کہا کہ کون ہے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے کہا کہ ٹھہر جاؤ پھر میں گیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پروانگی مانگتے ہیں فرمایا اس کو پروانگی دے اور بہشت کی خوشی سنا تو میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اندر آؤ اور حضرت ﷺ تم کو بہشت کی خوشی سناتے ہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آئے اور حضرت ﷺ کی داہنی طرف چبوترہ میں آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے اور حضرت ﷺ کی طرح اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکائے اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھولیں پھر میں پلٹ آیا اور بیٹھ گیا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تحقیق میں نے چھوڑا تھا اپنے بھائی کو وضو کرتے اور مجھ کو ملے تھے اور میں نے کہا کہ اگر اللہ فلانے کے ساتھ یعنی اس کے بھائی کے ساتھ نیکی کیا چاہے گا تو اس کو لائے گا تو اچانک کوئی آدمی دروازہ ہلاتا ہے میں نے کہا کہ کون ہے کہا عمر بن

وَيَلْحَقُنِيْ فَقُلْتُ إِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يُّرِيْدُ أَخَاهُ يَأْتِ بِهٖ فَإِذَا إِنْسَانٌ يُّحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ فَقُلْتُ ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَّسَارِهٖ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ إِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَّأْتِ بِهٖ فَجَآءَ إِنْسَانٌ يُّحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ فَجِئْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ فَجِئْتُهٗ فَقُلْتُ لَهٗ ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُكَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهٗ مِنَ الشَّقِّ الْآخَرِ قَالَ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَأَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ.

خطاب رضی اللہ عنہ میں نے کہا ٹھہر جاؤ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سلام کیا اور میں نے عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں اور پروانگی مانگتے ہیں فرمایا ان کو پروانگی دے دو اور بہشت کی خوشی سناؤ تو میں نے آ کر کہا کہ اندر آ جاؤ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو بہشت کی خوشخبری دی ہے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اندر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف کنارے پر بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکائے پھر میں پلٹ آیا اور بیٹھ گیا تو میں نے دیکھا کہ اگر اللہ فلانے کے ساتھ نیکی کرنی چاہے گا تو اس کو لائے گا یعنی اس کے بھائی کو کہ ان کا نام ابو بردہ رضی اللہ عنہ تھا پھر ایک آدمی آ کر دروازہ ہلانے لگا میں نے کہا یہ کون ہے کہا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں نے کہا ٹھہر جاؤ سو میں نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو اجازت دے دو اور بہشت کی خوشی سناؤ ایک بلا پر جو ان کو پہنچے گی اور وہ اس میں شہید ہوں گے تو میں آیا سو میں نے کہا کہ اندر آؤ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو بہشت کی خوشخبری دی ہے ایک بلا پر جو تم کو پہنچے گی پس داخل ہوئے عثمان اور چبوترے کو بھرا پایا تو دوسری طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تاویل کی میں نے اس کی ان کی قبریں۔

فائدہ: اریس ایک باغ کا نام ہے قباء کے نزدیک اس کے کنویں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گر پڑی تھی اور یہ جو کہا کہ میں آج البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ

حضرت ﷺ نے مجھ کو دربان ہونے کا حکم نہیں کیا تھا ابن تین نے کہا کہ اس میں ہے کہ آدمی امام کا دربان ہوتا ہے بغیر اذن اس کے کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا تھا کہ دربان بنیں تو تطبیق دونوں میں یہ ہے کہ جب انہوں نے اپنے دل میں یہ نیت کی تو موافق پڑی حضرت ﷺ کے حکم کو کہ دروازے کی نگہبانی کریں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم نہیں کیا تھا تو مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے یہ کہ ہمیشہ دربان رہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا تھا ان کو نگہبانی کا بقدر اس کے کہ اپنی حاجت ادا کریں پھر وہ بدستور دربان رہے اپنی طرف سے پس ابن تین کا استدلال باطل ہے پھر یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے قول کے معارض نہیں کہ حضرت ﷺ کا کوئی دربان نہ تھا اس واسطے کہ مراد انس رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا دائمی دربان کوئی نہ تھا اور اس حدیث میں حسن ادب ہے واسطے اجازت مانگنے کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الحمد للہ پھر کہا کہ اللہ سے مدد چاہتا ہوں اور کہا کہ الٰہی صبر دینا اور اشارہ کیا حضرت ﷺ نے ساتھ بلوے مذکور کے طرف اس چیز کی کہ پہنچی عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی اخیر خلافت میں شہادت سے جب کہ بلوایوں نے ان کے گھر کو آ گھیرا اور مراد تاویل سے یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی قبر حضرت ﷺ کے ساتھ ہوگی اور عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر جدا ہوگی۔ (فتح)

٣٣٩٩ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا وَّأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ.

٣٣٩٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ احد کے پہاڑ پر چڑھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے تو پہاڑ نے ان کے ساتھ جنبش کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تھم جا کہ تجھ پر تو پیغمبر ہے اور صدیق اور دو شہید۔

فائدہ: اُحد ایک پہاڑ ہے مشہور مدینے میں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تجھ پر تو سوائے پیغمبر یا صدیق یا شہید کے سوائے کوئی نہیں اور احتمال ہے کہ خطاب سے مراد مجاز ہو اور محمول کرنا اس کا حقیقت پر اولیٰ ہے۔ (فتح)

٣٤٠٠ ـ حَدَّثَنِیْ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا عَلٰى بِئْرٍ أَنْزِعُ مِنْهَا جَآءَنِیْ

٣٤٠٠۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں ایک کنویں پر تھا اس سے ڈول کھینچتا تھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ڈول لیا سو ایک یا دو ڈول کھینچے اور ان کے کھینچنے میں کچھ سستی تھی اور اللہ ان کو معاف کرے گا پھر اس

أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَّاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهُ فَنَزَعَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ قَالَ وَهْبٌ الْعَطَنُ مَبْرَكُ الْإِبِلِ يَقُوْلُ حَتّٰى رَوِيَتْ الْإِبِلُ فَأَنَاخَتْ.

کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے خطاب کے بیٹے نے لیا وہ ڈول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہلکا ہو گیا تو میں نے آدمیوں سے ایسا عجیب بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ انہوں نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو آسودہ کر کے ان کی نشست گاہ پر بٹھایا۔

فائدہ: جن لوگوں نے اس حدیث کی شرح کی ہے وہ سب کے سب متفق ہیں اس پر کہ ذکر ڈولوں کا اشارہ ہے طرف مدت خلافت ان کی کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ دو سال اور بعض سال خلیفہ ہوئے سو اگر یہ مراد ہوتی تو البتہ کہتے دو ڈول یا تین ڈول اور میرے نزدیک ظاہر یہ بات ہے کہ یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے فتح ہوئی ان کے زمانے میں بڑی فتحوں سے اور وہ تین ہیں اس واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے ذکر میں اس بات سے تعرض نہیں کیا کہ انہوں نے کتنے ڈول کھینچے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وصف کیا اس کے کھینچنے کو ساتھ عظمت کے واسطے اشارہ کے طرف بہت ہونے فتوحات کے ان کے زمانے میں اور شافعی نے کہا کہ یہ جو کہا کہ ان کے کھینچنے میں کچھ سستی تھی تو اس کے معنی ان کی عمر کا کم ہونا ہے اور ان کی موت کا جلد آنا ہے اور ان کا مشغول ہونا ساتھ لڑائی اہل ردت کی فتح ہونے سے اور زیادتی سے جس کو عمر رضی اللہ عنہ پہنچے اپنی دراز مدت میں اور یہ جو کہا کہ اللہ اس کو معاف کرے گا تو یہ دعا ہے متکلم سے اس کا کوئی مفہوم نہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے طرف قریب ہونے وفات ابوبکر رضی اللہ عنہ کے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ ہو اس میں اشارہ طرف کم ہونے فتوحات کے ان کے زمانے میں کہ نہ ہو کچھ قصور ان کا بیچ اس کے اس واسطے کہ سبب اس کا کم ہونا مدت عمر ان کی کا ہے پس معنی مغفرت کے واسطے اس کے دور ہونا ملامت کا ہے ان سے اور اونٹوں کا سیراب ہونا اشارہ ہے طرف اشاعت امر اس کے کی اور اجرا احکام اس کے کی۔ (فتح)

٣٤٠١ ۔ حَدَّثَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْحُسَيْنِ الْمَكِّيُّ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِيْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهِ إِذَا رَجُلٌ

٣٤٠١ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ البتہ میں ایک قوم میں کھڑا تھا تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اللہ سے دعا کی حالانکہ وہ اپنی چار پائی پر رکھے گئے تھے یعنی بعد فوت ہونے کے تو اچانک میرے پیچھے سے ایک مرد نے اپنی کہنی میرے مونڈھے پر رکھے کہتا تھا اللہ تجھ پر رحم کرے البتہ مجھ کو امید تھی کہ اللہ تجھ کو تیرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ جگہ دے یعنی

مِّنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلٰى مَنْكِبِيْ يَقُوْلُ رَحِمَكَ اللّٰهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِأَنِّيْ كَثِيْرًا مَّا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُنْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ.

حضرت ﷺ کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور واسطے کہ میں بہت وقت حضرت ﷺ سے سنا کرتا تھا فرماتے تھے کہ تھا میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور کیا میں نے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے اور چلا میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ البتہ مجھ کو امید تھی کہ اللہ تجھ کو ان کے ساتھ جگہ دے گا تو میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک وہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ تھے۔

٣٤٠٢ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِيْ مُعَيْطٍ جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ رِدَآئَهُ فِيْ عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيْدًا فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ﴾.

٣٤٠٢۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سخت تر تکلیف سے کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ کو دی انہوں نے کہا کہ میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا وہ حضرت ﷺ کی طرف آیا اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے تو اس نے اپنی چادر حضرت ﷺ کی گردن میں ڈالی اور اس کے ساتھ حضرت ﷺ کا گلا سخت گھونٹا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے یہاں تک کہ وہ چادر آپ ﷺ کی گردن سے دور کی سو کہا کہ کیا تم مارتے ہو ایک مرد کو یہ کہ کہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تحقیق لائے ہیں تمہارے پاس نشانیاں تمہارے رب کے پاس سے۔

فائدہ: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات ساتھ بیماری سل کے تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نے ان کو حریرہ میں زہر دیا تھا اور تھی وفات ان کی بیچ ١٣ھ سے بائیس جمادی الآخر کو پس تھی مدت خلافت ان کی کی دو برس اور تین مہینے اور کچھ دن اور نہیں اختلاف ہے اس میں کہ ان کی عمر تریسٹھ برس کی تھی مانند عمر حضرت ﷺ کے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَبِيْ حَفْصٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ان کی کنیت ابوحفص ہے قریشی عدوی ہیں

فائدہ: ان کا نسب اس طور سے ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بن نفیل بن عبدالعزیز بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب جمع ہوتے ہیں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کعب میں اور ان کی ماں کا نام حنتمہ ہے بنت ہاشم بن مغیرہ بن عم ابی جہل اور ابوحفص ان کی کنیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی اور لیکن لقب ان کا پس وہ فاروق ہے بالا تفاق سو بعض کہتے ہیں کہ یہ لقب ان کا پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا۔ (فتح)

٣٤٠٣ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُنِيْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَآءِ امْرَأَةِ أَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشَفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالَ لِعُمَرَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِأَبِيْ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ.

٣٤٠٣۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں بہشت میں داخل ہوا تو اچانک وہاں رمیصا رضی اللہ عنہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی پر نظر پڑی اور میں نے پاؤں کی آہٹ سنی تو میں نے کہا کہ یہ کون ہے تو فرشتے نے کہا کہ یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا کہ اس کے صحن میں ایک لڑکی ہے تو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے فرشتے نے کہا کہ یہ محل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے سو میں نے چاہا کہ اس کے اندر جاؤں اور اس کو دیکھوں پھر مجھ کو تمھاری غیرت یاد پڑی (سو میں پھر آیا پشت دے کر تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ روئے) اور عرض کی کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیرت کرتا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث میں حکم کرنا ہے واسطے ہر آدمی کے ساتھ اس چیز کے کہ جانتا ہے اس کی عادت سے اور رونا عمر رضی اللہ عنہ کا احتمال ہے کہ خوشی سے ہو اور احتمال ہے کہ شوق سے ہو یا خشوع سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں بلند کیا مجھ کو اللہ نے مگر آپ کے سبب سے اور نہیں ہدایت کی مجھ کو اللہ نے مگر آپ کے سبب سے۔ (فتح)

٣٤٠٤ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَآئِمٌ رَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ

٣٤٠٤۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ناگہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے آپ کو بہشت میں دیکھا تو اچانک ایک عورت پر نظر پڑی کہ ایک محل کی جانب وضو کرتی ہے سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے فرشتوں نے کہا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل ہے تو مجھ کو اس

تَتَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

کی غیرت یاد پڑی سو میں پھر آیا پشت دے کر یعنی مرد کو اس کی عورت پاس اجنبی مرد کے جانے سے غیرت آتی ہے تو عمر رضی اللہ عنہ روئے تو عرض کی کہ کیا میں آپ ﷺ پر غیرت کرتا یعنی یہ بات مجھ سے ممکن نہ تھی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر حضرت ﷺ رعایت صحبت سے اور اس میں فضیلت ظاہرہ ہے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے اور وضو کرنا احتمال ہے کہ ظاہر پر محمول ہو کہ وہ حقیقۃ وضو کرتی تھیں اس واسطے کہ خواب تکلیف کے زمانے میں واقع ہوا تھا اور بہشت میں اگرچہ تکلیف نہیں پس یہ بیچ زمانے قرار پکڑنے کے ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ وہ محل سے باہر وضو کرتی تھیں یا محمول ہے غیر حقیقت پر اور خواب ہمیشہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتا بلکہ تاویل کا احتمال رکھتا ہے پس معنی یہ ہوں گے کہ وہ دنیا میں عبادت پر محافظت کرتی تھیں اور اس میں فضیلت ہے واسطے رمیصا رضی اللہ عنہا کے۔ (فتح)

٣٤٠٥ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُوْ جَعْفَرٍ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ يَعْنِي اللَّبَنَ حَتّٰى أَنْظُرَ إِلَى الرِّيِّ يَجْرِيْ فِيْ ظُفُرِيْ أَوْ فِيْ أَظْفَارِيْ ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ فَقَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهٗ قَالَ الْعِلْمَ.

٣٤٠٥۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے دودھ پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تازگی اور سیرابی میرے ناخنوں سے نکلنے لگی یعنی نہایت آسودہ ہو گیا پھر میں نے اپنا جوٹھا باقی دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دیا اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ ﷺ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔

فائدہ: اور وجہ تعبیر کی ساتھ اس کے اس جہت سے ہے کہ دودھ اور علم دونوں مشترک ہیں بیچ کثرت نفع کے اور ہونے دونوں کے سبب واسطے صلاح کے پس دودھ واسطے غذا بدنی کے ہے اور علم واسطے غذا معنوی کے اور اس حدیث میں فضیلت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے اور خواب کا شان یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہر پر محمول نہ کی جائے اگرچہ پیغمبروں کا خواب وحی سے ہے لیکن بعض خواب تعبیر کا محتاج ہوتا ہے اور بعض ظاہر پر محمول ہوتا ہے اور اس کی تقریر تعبیر میں آئے گی اور مراد ساتھ علم کے اس جگہ علم ہے ساتھ سیاست لوگوں کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خاص کیے گئے ہیں ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ واسطے طول اور دراز ہونے مدت خلافت ان کی کے بہ نسبت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور ساتھ اتفاق کرنے لوگوں کے اوپر فرمان برداری اس کی کے بہ نسبت عثمان رضی اللہ عنہ کے پس تحقیق مدت خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تھی

کم پس نہ زیادہ ہوئیں اس میں فتوحات جو بڑا سبب ہیں اختلاف کا اور باوجود کثرت فتوحات کے پس سیاست کی عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو باوجود درازی مدت اپنی کے اس طور سے کہ کوئی اس کا مخالف نہ ہو پھر زیادہ ہوئی فراخی عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پس منتشر ہوئے اقوال اور مختلف ہوئیں رائیں اور نہ اتفاق پڑا واسطے اس کے جو عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اتفاق پڑا اطاعت خلقت کی سے واسطے اس کے پس پیدا ہوئے اس جگہ سے فتنے یہاں تک کہ ان کے قتل ہونے کی نوبت پہنچی پھر علی مرتضی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے لیکن فتنے اور اختلافات دن بدن زیادہ ہوتے گئے۔ (فتح)

٣٤٠٦ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ بَكْرِ بْنُ سَالِمٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرِيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلٰى قَلِيْبٍ فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيْفًا وَّاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ جَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ الْعَبْقَرِيُّ عِتَاقُ الزَّرَابِيِّ وَقَالَ يَحْيٰى الزَّرَابِيُّ الطَّنَافِسُ لَهَا خَمْلٌ رَّقِيْقٌ ﴿مَبْثُوْثَةٌ﴾ كَثِيْرَةٌ.

٣٤٠٦ ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ڈول کھینچتا ہوں جو اونٹنی کھینچتی تھی ایک کنویں پر پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو اس سے ایک یا دو ڈول نکالے سستی سے اور اللہ ان کو معاف کرے گا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو وہ ڈول بڑا ہو گیا سو میں نے ایسا عجیب بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ انہوں نے پانی کھینچا کہ لوگ آسودہ ہو گئے اور اپنے اونٹوں کو آسودہ کر کے ان کے بیٹھنے کے جگہ میں بٹھایا ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبقری عمدہ اور بہتر زرابی ہے اور یحییٰ نے کہا کہ زرابی ایک قسم کی قالین ہوتی ہے بہت نفیس ان کے واسطے پھول ہیں باریک ریشے ہیں بہت اور وہ سردار ہے قوم کا یعنی عبقری یعنی جو معنی اس کے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیے ہیں وہ اصل لغت کے معنی ہیں اور مراد اس جگہ سردار قوم کا ہے۔ (فتح)

فائدہ: اس حدیث میں فضیلت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٤٠٧ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ ح حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

٣٤٠٧ ۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی عورتیں تھیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہی تھیں اپنی آوازیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند کر رہیں تھیں اور

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيهًا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ.

آپ ﷺ سے زیادہ خرچ مانگتی تھیں سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو اٹھ کر جلد پردے میں ہو گئیں تو حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی سو عمر رضی اللہ عنہ اندر آئے اور حالانکہ حضرت ﷺ ہنستے تھے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اللہ آپ ﷺ کو ہمیشہ خوش رکھے یعنی آپ ﷺ کے ہنسنے کا کیا سبب ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو تعجب آیا ان عورتوں سے جو میرے پاس تھیں سو جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی پردے میں ہو گئیں تو عمر فاروق ﷺ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ لائق تر ہیں یہ کہ آپ ﷺ سے ڈریں پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عورتوں سے کہا کہ اے دشمن اپنی جانوں کی تم مجھ سے ڈرتی ہو حضرت ﷺ سے نہیں ڈرتی تو عورتوں نے کہا کہ ہاں تم زیادہ سخت مزاج اور سخت دل ہو حضرت ﷺ سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بات کر ہم سے جو چاہے اے بیٹے خطاب کے یا زیادہ بات کر جو تم نے ہم سے بات کی اے بیٹے خطاب کے اور قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہیں ملتا تم سے شیطان کسی راہ فراخ میں چلتا ہوا ہرگز مگر چل کھڑا ہوتا ہے اس راہ میں جو تیری راہ کے سوا ہے یعنی تیری راہ چھوڑ کر اور راہ سے چلا جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں فضیلت عظیم ہے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے جو تقاضا کرتی ہے کہ شیطان کو ان پر کوئی راہ نہیں یہ نہیں

کہ وہ عصمت کے موجود ہونے کو تقاضا کرتی ہے اس واسطے کہ نہیں اس میں مگر بھاگنا شیطان کا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہ شریک ہوا اس کو راہ میں جس میں وہ چلیں اور نہیں منع کرتا یہ وسوسے اس کے کو واسطے اس کے جہاں تک کہ اس کی قدرت ہے پس اگر کہا جائے کہ نہ قادر ہونا شیطان کا اوپر ان کے ساتھ وسوسے کے پکڑا جاتا ہے ساتھ طریق مفہوم موافقت کے اس واسطے کہ جب وہ راہ میں ان کے ساتھ چلنے سے منع کیا گیا ہے تو اولیٰ ہے کہ ان کے ساتھ مخلوط نہ ہو بایں طور کہ ان کے وسوسے پر قادر ہو تو ممکن ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شیطان سے محفوظ ہوں اور نہیں لازم آتا اس سے ثابت ہونا عصمت کا واسطے اس کے اس لیے کہ عصمت پیغمبر کے حق میں فرض ہے اور اس کے غیر کے حق میں ممکن ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شیطان نہیں ملتا عمر رضی اللہ عنہ سے جب سے عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے مگر کہ منہ کے بل گر پڑتا ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر مضبوطی ان کی کے دین میں اور بدستور رہنے حال ان کے کے اوپر حق محض کے اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث محمول ہے اپنے ظاہر پر اور یہ کہ شیطان جب ان کو دیکھتا ہے تو بھاگ جاتا ہے اور احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شیطان کی راہ چھوڑ دی اور پہلے معنی اولیٰ ہیں اور اگر کوئی کہے کہ افظ اور اغلظ کا لفظ افعل التفضیل ہے اور وہ تقاضا کرتا ہے شرکت کو اصل فعل میں تو یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی سخت گوئی اور سخت دلی کی وصف پائی جائے گی اور اس کے معارض ہے یہ آیت کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گو اور سخت دل ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد سے ہٹ جاتے پس یہ آیت تقاضا کرتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ سخت گو تھے اور نہ سخت دل اور جواب یہ ہے کہ جو بات آیت میں ہے وہ تقاضا کرتی ہے نفی موجود ہونے اس کے کو واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف لازم پس نہ لازم پکڑے گی اس چیز کو کہ حدیث میں ہے بلکہ وہ مجرد موجود ہونا صفت کا ہے واسطے اس کے بعض احوال میں اور وہ نزدیک انکار منکر کے ہے مثلاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کسی کو سامنے برا نہ کہتے تھے مگر اللہ کے حقوق میں اور عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ تھے مبالغہ کرتے زجر میں مکروہات سے مطلق اور بیچ طلب کرنے مندوبات کے پس اس واسطے کہا عورتوں نے واسطے ان کے یہ۔ (فتح)

٣٤٠٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ مَازِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ.

٣٤٠٨ ـ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ ہم عزت سے رہے جب سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہ تھا اسلام عمر رضی اللہ عنہ کا عزت اور ان کی ہجرت مدد اور ان کی خلافت رحمت۔ قسم ہے اللہ کی ہم کعبے کے گرد نماز نہ پڑھ سکتے تھے ظاہر ہو کر یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور ان کے مسلمان ہونے کا قصہ دراز ہے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ گلے میں تلوار ڈال کر نکلے تو بنی زہرہ کا ایک مرد ان سے ملا پس ذکر کیا اس نے قصہ داخل ہونے عمر رضی اللہ عنہ کے کا اپنی بہن پر اور

انکار کرنا ان کا اپنی بہن اور بہنوئی کے اسلام پر اور پڑھنا ان کا سورہ طٰہٰ کو اور رغبت کرنا ان کا اسلام میں پس نکلے خباب پھر کہا کہ خوشخبری ہو تم کو اے عمر رضی اللہ عنہ کہ مجھ کو امید ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تیرے واسطے ہو کہ الٰہی غالب کر اسلام کو بہ سبب عمر رضی اللہ عنہ کے یا عمرو بن ہشام کے اور ایک روایت میں ہے کہ الٰہی مدد کر اسلام کو عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس کس سبب سے ہے پوشیدہ ہونا پس باہر نکلے ہم دو صفوں میں ایک میں میں تھا اور ایک میں حمزہ رضی اللہ عنہ تو قریش نے ہماری طرف نظر کی تو ان کو ایسا رنج پہنچا کہ کبھی ایسا نہیں پہنچا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو قریش نے کہا کہ ہماری قوم آدھوں آدھ ہوگئی۔ (فتح)

٣٤٠٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ وُضِعَ عُمَرُ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ قَبْلَ أَنْ يُّرْفَعَ وَأَنَا فِيْهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِيْ إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَّنْكِبِيْ فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ وَقَالَ مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهٖ مِنْكَ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَحَسِبْتُ إِنِّيْ كُنْتُ كَثِيْرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ.

٣٤٠٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی چارپائی پر رکھے گئے یعنی بعد شہید ہونے کے اور لوگوں نے ان کو ہر طرف سے گھیرا دعا کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے پہلے اس سے کہ اٹھایا جائے اور میں ان میں تھا تو میں نہ ڈرا کہ اچانک ایک مرد نے میرا کندھا پکڑا تو اچانک وہ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ تھے تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ پر رحمت کی دعا کی اور کہا کہ نہیں پیچھے چھوڑا تم نے کسی کو کہ محبوب تر ہو نزدیک میرے یہ کہ ملوں میں اللہ سے ساتھ مثل عمل ان کے کے تجھ سے اور قسم ہے اللہ کی کہ مجھ کو گمان تھا کہ اللہ تجھ کو تیرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ جگہ دے اور میں نے جانا کہ بے شک میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سنا کرتا تھا کہ فرماتے تھے کہ گیا میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور داخل ہوا میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور نکلا میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہ تھا کہ اس وقت میں عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے کسی کا عمل افضل نہیں اور تحقیق روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے اور مسدد نے طریق جعفر بن محمد کے سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے انہوں نے علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مانند اس کلام کے اور اس کی سند صحیح ہے اور وہ شاہد جید ہے واسطے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے ہونے مخرج اس کے کے علی رضی اللہ عنہ کی آل سے اور یہ جو کہا کہ تجھ کو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ جگہ دے اور احتمال ہے کہ مراد وہ چیز ہے کہ جو واقع ہوئی اور وہ دفن ہونا ان کا ہے نزدیک ان کے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ معیت کے وہ چیز ہو کہ رجوع کرے طرف اس کی امر بعد موت کے داخل ہونے بہشت کے سے اور

مانند اس کے اور مراد دونوں ساتھیوں سے حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (فتح)

٣٤١٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ ح وَ قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ وَّكَهْمَسُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَا حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدًا وَّمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ قَالَ اثْبُتْ أُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَّ صِدِّيْقٌ أَوْ شَهِيْدٌ.

٣٤١٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے اور حضرت ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے تو پہاڑ نے ان کے ساتھ جنبش کی تو حضرت ﷺ نے اس کو اپنا پاؤں مارا اور فرمایا کہ تھم جا اے احد کہ نہیں تجھ پر مگر پیغمبر ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ یا شہید۔

فائدہ: حرف او اس جگہ ساتھ معنی واؤ کے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بدلنا اسلوب کا ہے واسطے اشعار کے مغائرت حال کے اس واسطے کہ صفت نبوت اور صدیقیت دونوں اس وقت حاصل تھیں بخلاف صفت شہادت کے کہ وہ اس وقت ابھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ (فتح)

٣٤١١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ شَأْنِهِ يَعْنِيْ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنَ قُبِضَ كَانَ أَجَدَّ وَأَجْوَدَ حَتّٰى انْتَهٰى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

٣٤١١۔ اسلم عمر رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد کردہ سے روایت ہے کہ پوچھا مجھ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بعض حال عمر رضی اللہ عنہ کے سے تو میں نے ان کو خبر دی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو کبھی بعد حضرت ﷺ کے زیادہ کوشش کرنے والا کاموں میں اور زیادہ تر سخی مالوں میں عمر رضی اللہ عنہ سے جب سے حضرت ﷺ کی روح قبض ہوئی تھی زیادہ تر کوشش کرنے والے اور زیادہ تر سخاوت کرنے والے یہاں تک کہ اپنی آخری عمر کو پہنچے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ بعدیت کے صفات میں اور نہ تعرض کیا جائے اس میں واسطے زمانے کے پس شامل ہو گا حضرت ﷺ کے زمانے کو اور جو زمانہ آپ ﷺ کے بعد ہے پس مشکل ہو گا امر ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے جو نہایت سخاوت کے ساتھ موصوف تھے یا بعد انتقال حضرت ﷺ کے تو بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشکل ہو گا اور ممکن ہے تاویل اس کی ساتھ زمانے خلافت اس کے کے پس وہ محمول ہے اوپر وقت خاص کے اور

وہ مدت خلافت ان کی کے ہے تا کہ اس سے حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر نکل جائیں۔ (فتح)

٣٤١٢ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ لَا شَيْءَ إِلَّا أَنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّيْ إِيَّاهُمْ وَإِنْ لَّمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ.

٣٤١٢۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اس کے واسطے کیا سامان تیار کیا ہے اس نے کہا کہ کچھ چیز نہیں مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کے ساتھ ہو گا جن سے تو محبت رکھتا ہے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو نہ خوش ہوئے ہم ساتھ کسی چیز کے جیسے خوش ہوئے ہم ساتھ حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ تو ان کے ساتھ ہو گا جن سے تو محبت رکھتا ہے کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں محبت رکھتا ہوں حضرت ﷺ سے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ان کے ساتھ ہوں بہ سبب محبت رکھنے میری کے ان سے اگرچہ میں نے ان کے عملوں کی طرح عمل نہیں کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور مراد اس سے ذکر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور یہ کہ جوڑا اس نے ان کے عمل کو ساتھ عمل حضرت ﷺ کے۔ (فتح)

٣٤١٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيْمَا كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ فَإِنْ يَّكُ فِيْ أُمَّتِيْ أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ زَادَ زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُوْنَ مِنْ غَيْرِ أَنْ

٣٤١٣۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم سے اگلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے جن کو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا تھا سو اگر ایسا مرد میری امت میں کوئی ہوگا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے مرد ہوتے تھے جن سے کلام ہوتا تھا یعنی اللہ کی طرف سے ان کے دل میں الہام ہوتا تھا یا فرشتے کلام کرتے تھے حالانکہ وہ پیغمبر نہ ہوتے تھے سو ایسا مرد میری امت میں کوئی اگر ہوگا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مِنْ نَّبِيٍّ وَّلَا مُحَدَّثٍ یعنی آیت ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

يَكُونُوْا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ يَّكُ فِي أُمَّتِيْ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ نَّبِيٍّ وَّلَا مُحَدَّثٍ.

مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ ﴾ کے آگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اتنا اور زیادہ کیا ہے وَّلَا مُحَدَّثٍ۔

فائدہ: محدث کے معنی میں اختلاف ہے پس بعض کہتے ہیں کہ وہ ہے جس کو اللہ کی طرف سے الہام ہو یہ اکثر کا قول ہے کہتے ہیں محدث ساتھ فتح کے صادق گمان والا ہے اور بعض کہتے ہیں وہ ہے کہ جاری ہو اس کی زبان پر صواب بغیر قصد کے اور بعض کہتے ہیں کہ جس سے فرشتے کلام کریں بغیر نبوت کے اور یہ معنی ایک مرفوع حدیث میں آ چکے ہیں اور یہ جو کہا کہ اگر کوئی ایسا مرد میری امت میں ہوگا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے تو بعض کہتے ہیں کہ یہ قول بطور شک کے نہیں کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور جب ثابت ہوا کہ کل امتوں میں صاحب الہام لوگ ہوئے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ان کا ہونا بطریق اولیٰ ممکن ہے بلکہ یہ حدیث مورد تاکید کے وارد ہوئی ہے جیسا کہ کوئی مرد کہے کہ اگر میرا کوئی دوست ہے تو فلانا ہے تو مراد خاص ہونا اس کا ہے ساتھ کمال صداقت کے کہ یہ مراد نہیں ہوتی کہ میرے اور دوست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ ان کا وجود بنی اسرائیل میں تحقیق ہو چکا تھا واقع ہونا اس کا اور سبب اس کا محتاج ہونا ان کا تھا جب کہ ان میں پیغمبر نہ ہوتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احتمال ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس کی حاجت نہیں واسطے بے پرواہ ہونے اس امت کے ساتھ قرآن کے نبی کے پیدا ہونے سے اور اسی طرح امر واقع ہوا یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی محدث کا وجود تحقیق ہو تو نہ حکم کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو الہام ہو بلکہ ضرور ہے اس کو پیش کرنا اس کا قرآن پر پس اگر قرآن اور حدیث کے موافق ہو تو اس کے ساتھ عمل کرے نہیں تو اس کو ترک کرے اور یہ اگرچہ جائز ہے کہ واقع ہو لیکن بہت کم ہے اس شخص سے کہ ہو امر اس کا ان میں سے جو تھے اوپر پیروی کتاب اور سنت کے اور محض ہوئی حکمت بیچ وجود ان کے اور کثرت ان کی کے بعد پہلے زمانے کے بیچ زیادہ ہونے شرف اس امت کے ساتھ وجود مثال ان کی کے بیچ اس کے اور کبھی ہوتی ہے حکمت بیچ بہتر ہونے ان کی کے مشابہت بنی اسرائیل کے بیچ بہت ہونے پیغمبروں کے ان میں پس جب فوت ہوئے اس امت سے کثرت پیغمبروں کے واسطے ہونے پیغمبر اس امت کے ختم کرنے والے سب پیغمبروں کے تو اس کا عوض ان کو یہ ملا کہ ان میں بہت صاحب الہام ہوئے اور سبب بیچ خاص کرنے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذکر کے واسطے کثرت اس چیز کے واقع ہوئی واسطے ان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موافقت سے جس کے موافق قرآن اترا اور واقع ہوئیں واسطے ان کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی تجویزیں ٹھیک۔ (فتح)

٣٤١٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا

٣٤١٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللَّيْثُ حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَاعٍ فِيْ غَنَمِهِ عَدَا الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهَا حَتّٰى اسْتَنْقَذَهَا فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهُ مَنْ لَّهَا يَوْمَ السَّبُعِ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِيْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّيْ أُوْمِنُ بِهِ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا ثَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ.

فرمایا کہ جس حالت میں کہ کوئی چرانے والا اپنے بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیا ان پر دوڑا تو ان میں سے ایک بکری لے گیا تو اس کو تلاش کیا چرانے والے نے یہاں تک کہ اس کو بھیڑیے سے چھڑایا سو بھیڑیے نے اس کو مڑ کر دیکھا سو کہا کہ کون بھیڑ بکری کو بچائے گا دن سبع کے جس دن اس کا چرانے والا میرے سوا کوئی نہ ہوگا تو لوگوں نے تعجب سے کہا سبحان اللہ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں اس بات کو سچا جانتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ یہ مانتے ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اس وقت وہاں حاضر نہ تھے۔

فائدہ: شرح اس حدیث کی مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے۔

٣٤١٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَّأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ اجْتَرَّهُ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ.

٣٤١٥۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ میرے سامنے کیے گئے اور ان پر کرتے ہیں سو ان میں سے بعض کرتا تو چھاتی تک پہنچتا ہے اور بعض اس کے نیچے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے سامنے کیے گئے کہ ان پر کرتا تھا کہ وہ اس کو زمین پر گھسیٹتے جاتے تھے اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر کی فرمایا کہ دین۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تعبیر میں آئے گی اور یہ حدیث مشکل ہے اس طرح کہ لازم آتا ہے اس سے یہ کہ ہو عمر رضی اللہ عنہ افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور جواب اس سے تخصیص ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہے عموم قول حضرت ﷺ کے سے کہ لوگ میرے سامنے کیے گئے پس شاید وہ لوگ جو اس وقت حضرت ﷺ کے سامنے کیے گئے تھے ان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ ہوں

گے اور یہ جو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ پر کرتا تھا کہ اس کو زمین پر گھسیٹتے جاتے تھے تو اس سے لازم نہیں آتا یہ کہ نہ ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر کرتا دراز تر عمر رضی اللہ عنہ سے اور کامل تر پس شاید اسی طرح ہو گا لیکن مراد اس وقت تھا بیان فضیلت عمر رضی اللہ عنہ کا پس صرف اس کو بیان فرمایا۔ (فتح)

٣٤١٦ ۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُونَ قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا تَرٰى مِنْ جَزَعِي فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَأَجْلِ أَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ لِي طِلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

٣٤١٦ ۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو غم ظاہر کرنے لگے یعنی اثر زخم کے دکھنے کا ظاہر کرتے تھے ساتھ آہ وغیرہ کے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو کہا اور گویا کہ وہ ان کو ملامت کرتے تھے کہ اتنے بے قراری اور بے صبری کیوں کرتے ہو صبر کرو یا ان سے غم کر دور کرتے تھے اور تسلی دیتے تھے کہ اے امیر المومنین البتہ نہیں ہو گا یہ یعنی گویا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے حق میں دعا کی کہ نہیں ہو گی وہ چیز جس سے تم ڈرتے ہو یا تم اس زخم سے نہیں فوت ہو گے البتہ تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت کی سو خوب صحبت کی پھر تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوئے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے راضی تھے پھر تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے صحبت کی سو خوب صحبت کی تم ان سے جدا ہوئے اور حالانکہ وہ تم سے راضی تھے پھر تم نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے صحبت کی اور تم ان سے جدا ہوئے تو البتہ جدا ہوتے ہیں ان سے اس حالت میں کہ وہ تجھ سے راضی ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپیر جو کچھ کہ تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رضا مندی کا ذکر کیا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو اللہ کا انعام ہے کہ اس کے ساتھ مجھ پر احسان کیا اور لیکن جو کچھ ذکر کیا تو نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور رضا مندی سے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ بھی اللہ کا انعام ہے جس کے ساتھ مجھ پر احسان کیا اور لیکن جو کچھ کہ تو دیکھتا ہے میرے غم کرنے سے تو تمہارے سبب سے ہے اور تمہارے ساتھیوں کے سبب سے یعنی مجھ کو ڈر ہے کہ تم میرے

دَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ بِهٰذَا.

پیچھے فتنے فسادوں میں مبتلا ہو گے اور قسم ہے اللہ کی کہ اگر میرے واسطے زمین بھر سونا ہوتا تو البتہ میں اس کو بدلا دیتا اللہ کے عذاب سے پہلے اس کے کہ میں اس کو دیکھوں۔

فائدہ: اور سوائے اس کے نہیں کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے غالب ہونے خوف کے جو واقع ہوا تھا واسطے ان کے اس وقت میں خوف قصور کرنے کے سے اس چیز میں کہ واجب تھی ان پر حقوق رعیت کے سے یا فتنے سے ساتھ مدح ان کی کے اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٣٤١٧ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِّنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ لِيْ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ فَإِذَا عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

٣٤١٧۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک باغ میں تھا مدینے کے باغوں سے سو ایک مرد آیا تو اس نے دستک دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے واسطے دروازہ کھول اور اس کو بہشت کی خوشخبری دے تو میں نے ان کے واسطے دروازہ کھولا تو ناگہاں وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے تو بشارت دی میں نے ان کو ساتھ اس چیز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر ایک اور مرد آیا تو انہوں نے دروازے پر دستک دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے واسطے دروازہ کھول اور ان کو بہشت کی خوشخبری دے تو میں نے ان کے واسطے دروازہ کھولا تو اچانک وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے تو میں نے ان کو خوشخبری دی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو انہوں نے اللہ کی حمد کی یعنی اس نعمت کی بشارت پر پھر ایک اور مرد نے دستک دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ ان کے واسطے دروازہ کھولو اور ان کو بہشت کی خوشخبری دو ایک بلا پر جو ان کو پہنچے گی پس ناگہاں وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے تو میں نے ان کو خبر دی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو انہوں نے اللہ کی حمد کی پھر کہا کہ اللہ ہی مدد طلب کیا گیا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٣٤١٨ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

٣٤١٨ ۔عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم ساتھ حضرت ﷺ کے اور حالانکہ آپ ﷺ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث کا ٹکڑا ہے اور پوری حدیث آئندہ آئے گی اور باقی حدیث یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ محبوب تر ہیں نزدیک میرے ہر چیز سے۔ (فتح الباری)

بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے کہ ان کی کنیت ابوعمرو ہے قریشی ہیں۔

فائدہ: ان کی نسبت اس طور سے ہے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ ابن عبدشمس بن عبد مناف جمع ہوتے ہیں ساتھ حضرت ﷺ کے عبد مناف ہیں اور ان کا لقب ذوالنورین ہے علی مرتضی سے روایت ہے کہ آسمان میں ان کا یہی لقب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَحْفِرْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرَهَا عُثْمَانُ وَقَالَ مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزَهُ عُثْمَانُ.

اور نبی ﷺ نے فرمایا: جو رومہ کا کنواں کھدوا کر درست کرے اس کے لیے بہشت ہے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو درست کروایا اور حضرت ﷺ نے فرمایا: جو تنگی کے لشکر کا سامان درست کر دے تو اس کے لیے بہشت ہے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا سامان درست کر دیا۔

فائدہ: رومہ ایک کنواں تھا مدینے میں اس کے سوا وہاں کسی کنوئیں میں میٹھا پانی نہ تھا حضرت ﷺ نے اس کو درست کرنے کا حکم فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بہت مال خرچ کر کے درست کروایا اور مراد تنگی کے لشکر سے تبوک کی لڑائی ہے جو ایک مقام کا نام ہے شام میں مدینے سے سولہ دن کی راہ پر حضرت ﷺ نے وہاں کی لڑائی کا ارادہ کیا لشکر بہت جمع ہوا سامان کچھ نہ تھا تنگی بہت تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ اور ایک ہزار اشرفی راہ اللہ میں دیں۔

٣٤١٩ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ

٣٤١٩ ۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے اور حکم کیا مجھ کو باغ کے دروازے کی نگہبانی کرنے کا تو ایک مرد آیا اجازت مانگتا تو حضرت ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَآئِطًا وَّأَمَرَنِيْ بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ فَجَآءَ رَجُلٌ يَّسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جَآءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا عُمَرُ ثُمَّ جَآءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى سَتُصِيْبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ .

نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشی سنا تو اچانک وہ ابوبکر نہ تھے پھر ایک اور مرد نے آ کر اجازت مانگی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشی سنا پس اچانک عمر رضی اللہ عنہ تھے پھر ایک اور مرد نے آ کر اجازت مانگی تو حضرت ﷺ تھوڑا سا چپ رہے پھر فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشی سنا ایک بلا پر جو اس کو عنقریب پہنچے گی اچانک عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

قَالَ حَمَّادٌ وَّحَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ وَعَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ سَمِعَا أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى بِنَحْوِهٖ وَزَادَ فِيْهِ عَاصِمٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَاعِدًا فِيْ مَكَانٍ فِيْهِ مَآءٌ قَدِ انْكَشَفَ عَنْ رُّكْبَتَيْهِ أَوْ رُكْبَتِهٖ فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ غَطَّاهَا .

اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تھے حضرت ﷺ بیٹھے ایک مکان میں جس میں پانی تھا اپنے گھٹنے کھولے تھے سو جب عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو ان کو ڈھانک لیا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے کپڑے درست کر لیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں نہ شرم کروں ایسے مرد سے جس سے فرشتے شرم کرتے ہیں۔(فتح)

٣٤٢٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُّوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ قَالَا مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ عُثْمَانَ لِأَخِيْهِ الْوَلِيْدِ فَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيْهِ فَقَصَدْتُّ لِعُثْمَانَ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ إِنَّ

٣٤٢٠۔ عبید اللہ بن عدی سے روایت ہے کہ مسور اور عبدالرحمٰن دونوں نے اس سے کہا کہ کیا چیز تجھ کو منع کرتی ہے یہ کہ تو عثمان رضی اللہ عنہ سے کلام کرے اس کے بھائی ولید کے سبب سے پس تحقیق بہت گفتگو کی ہے لوگوں نے اس کے حق میں تو قصد کیا میں نے طرف عثمان رضی اللہ عنہ کی جبکہ نماز کو نکلے میں نے کہا کہ مجھ کو تم سے کچھ کام ہے اور وہ تمہارے واسطے خیر خواہی سے عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مرد میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو میں پھرا اور ان کی طرف پلٹ آیا یعنی اور جو میں نے

لِیْ إِلَيْكَ حَاجَةٌ وَّهِيَ نَصِيْحَةٌ لَّكَ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ أُرَاهُ قَالَ أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِمْ إِذْ جَآءَ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَأَتَيْتُهٗ فَقَالَ مَا نَصِيْحَتُكَ فَقُلْتُ إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهٗ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتَ هَدْيَهٗ وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ أَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهٖ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذْرَآءِ فِيْ سِتْرِهَا قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاٰمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهٖ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهٗ فَوَاللهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَبُوْ بَكْرٍ مِّثْلُهٗ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ أَفَلَيْسَ لِيْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ لَهُمْ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ فَسَنَأْخُذُ فِيْهِ بِالْحَقِّ إِنْ شَآءَ اللهُ ثُمَّ دَعَا

عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تھا ان سے کہا تو انہوں نے کہا کہ تو نے اپنا فرض ادا کیا اچانک عثمان رضی اللہ عنہ کا ایلچی آیا پس میں اس کے ساتھ چلا تو اس نے کہا کہ کیا ہے نصیحت تیری تو میں نے کہا کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور ان پر کتاب اتاری اور تم ان میں سے تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم قبول کیا سو ہجرت کی تم نے دو بار یعنی پہلے حبشہ کی طرف پھر وہاں سے مدینے کی طرف اور تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راہ روش دیکھے اور تحقیق بہت گفتگو کی ہے لوگوں نے ولید کے حال میں یعنی کہتے ہیں ولید نے شراب پی ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو شراب کی حد کیوں نہیں ماری پس واجب ہے کہ تو اس پر حد قائم کرے عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا یعنی کیا تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے میں نے کہا کہ نہیں لیکن پہنچا طرف میری آپ کے علم سے جو پہنچتا ہے کنواری عورت کو اپنے پردے میں یعنی شریعت کا علم نہ چھپا تھا اور نہ خاص تھا بلکہ مشہور اور معلوم تھا یہاں تک کہ باکرہ عورت کو پردے میں پہنچا پس پہنچانا اس کا مجھ کو باوجود حرص میری کے اولیٰ ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور تھا میں ان لوگوں میں سے جنہوں نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا اور میں ایمان لایا ساتھ اس چیز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ بھیجے گئے اور ہجرت کی میں نے دو بار جیسا تو نے کہا اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت کی اور بیعت کی سو قسم ہے اللہ کی نہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور نہ خیانت کی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح

عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يَّجْلِدَهُ فَجَلَدَهُ ثَمَانِيْنَ.

پھر عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح پھر میں خلیفہ ہوا کیا پس نہیں میرے واسطے حق جو ان کے واسطے تھا میں نے کہا کیوں نہیں کہا پس کیا ہیں یہ باتیں جو مجھ کو تمہاری طرف سے پہنچتی ہیں لیکن جو کچھ کہ تو نے ولید کے حال سے ذکر کیا سو اگر اللہ نے چاہا تو ہم حق کے ساتھ اس میں مواخذہ کریں گے پھر علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو حکم کیا کہ ولید کو کوڑے ماریں تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کو اسی کوڑے مارے۔

فائدہ: اس حدیث کا قصہ یوں ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے موافق سعد رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم کیا پھر اس کو موقوف کیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ سعد رضی اللہ عنہ حاکم تھے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہاں کے بیت المال کے خزانچی تھے تو سعد رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرض لیا پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو تقاضا کیا سو دونوں آپس میں جھگڑے پس عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو دونوں پر ناراض ہوئے اور سعد رضی اللہ عنہ کو موقوف کیا اور اپنے بھائی ولید کو بلا کر کوفہ کا حاکم بنایا تا کہ اس سے صلہ رحمی کریں تو ولید نے ایک دن شراب پی اور نشے کی حالت میں لوگوں کو صبح کی نماز دو رکعتیں پڑھائی پھر کہا کہ اگر چاہو تو اور نماز پڑھاؤں تو دو مردوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اس پر گواہی دی کہ اس نے شراب پی ہے تو حضرت عثمان نے اس کو موقوف کر دیا لیکن اس پر شراب خوری کی حد قائم نہ کی بلکہ اس میں کچھ دیر کی تو اس سبب سے لوگوں نے ولید کے حق میں بہت گفتگو کی کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر شراب کی حد کیوں قائم نہیں کی اور حالانکہ اس نے شراب پی ہے اور یہ بھی لوگ کہتے تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کیوں معزول کیا حالانکہ وہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور جو ان کے واسطے فضیلت حاصل ہے علم و دین اور سبقت اسلامی سے وہ ولید کے واسطے حاصل نہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ کا عذر یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو موقوف کیا تھا اور ولید کی حد میں اس واسطے دیر کی تھی تا کہ اس کے گواہوں کا حال معلوم کریں پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ امر تحقیق ہوا اور لوگوں نے اس پر گواہی دی تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ ولید کو کوڑے ماریں پھر جب چالیس کوڑے مار چکے تو ٹھہر گئے پھر کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے ہیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مارے ہیں اور یہ کل سنت ہیں اور یہ میرے نزدیک محبوب ترین ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ کو ولید کا قصہ پہنچا تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ تم اس کو یہاں بلاؤ پس اگر اس کے سامنے لوگ اس پر گواہی دیں تو میں اس کو حد ماروں پس گواہی دی اس پر ابو زینب اور ابو مورع اور جندب بن زہیر اور سعد بن مالک اشعری نے تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کوڑے مارے اور یہ جو کہا

کہ کیا ہیں یہ باتیں الخ تو شاید یہ لوگ کلام کرتے تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید پر حد قائم کرنے میں دیر کیوں کی۔ (فتح)

٣٤٢١ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا شَاذَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِيْ بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ تَابَعَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ.

٣٤٢١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں برابر نہیں کرتے تھے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کسی کو یعنی ان کو سب پر فضیلت دیتے تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے پھر چھوڑ دیتے تھے ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کہ نہیں فضیلت دیتے تھے ہم درمیان ان کے ایک کو دوسرے پر۔

فائدہ: اور تحقیق اتفاق کیا ہے علماء نے اوپر تاویل کرنے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس کلام کے واسطے کہ سب اہل سنت کے نزدیک مقرر ہو چکا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد علی رضی اللہ عنہ مرتضی سب پر مقدم ہیں اور علی رضی اللہ عنہ کے بعد عشرہ مبشرہ سب پر مقدم ہیں اور ان کے بعد جنگ بدر والے مقدم ہیں ان پر جو اس میں حاضر نہیں ہوئے اور غیر ان کے پس ظاہر یہ ہے کہ مراد ابن عمر کے ساتھ اس نفی کی یہ ہے کہ تھے وہ کوشش کرتے تفضیل میں پس ظاہر ہوتے تھے واسطے ان کے فضائل تینوں کے نہایت ظاہر ہونا پس جزم کرتے تھے ساتھ اس کے اور نہ تھی اس وقت اطلاع پائی انہوں نے اوپر نص کے اور تائید کرتی تھی ان کی یہ حدیث جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم باتیں کرتے کہ افضل اہل مدینہ کے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ محمول ہے اس پر کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فوت ہو جانے کے بعد یہ بات کہی تھی اور تحقیق محمول کیا ہے احمد نے ابن عمر کی حدیث کو اس پر کہ متعلق ہے ساتھ ترتیب کے تفضیل میں اور حجت پکڑی ہے اس نے اوپر چوتھے ہونے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس حدیث کے کہ خلافت تیس سال ہے پھر بادشاہ ہوں گے اور کرمانی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں حجت ہے بیچ قول اس کے كُنَّا نَتْرُكُ اس واسطے کہ اہل اصول کو اختلاف ہے بیچ صیغہ كُنَّا نَفْعَلُ کے نیز بیچ صیغہ كُنَّا لَا نَفْعَلُ کے واسطے متصور ہونے تقریر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اول میں سوائے دوسرے کے اور بر تقدیر اس کے کہ حجت ہو تو یہ عملیات سے نہیں تا کہ اس میں ظن کافی ہو اور اگر تسلیم کیا جائے تو اس کے معارض ہے وہ چیز جو اس سے قوی تر ہے اور احتمال ہے کہ مراد ابن عمر کی یہ ہو کہ تھا یہ واقع ہوا واسطے ان کے بیچ بعض زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس نہیں مانع ہے یہ کہ ظاہر ہو یہ واسطے ان کے بعد اس کے۔ (فتح)

٣٤٢٢ - حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا

٣٤٢٢۔ عثمان بن موہب سے روایت ہے کہ مصر والوں سے

أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ أَهْلِ مِصْرَ وَحَجَّ الْبَيْتَ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ فَقَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّيْ سَآئِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَّلَمْ يَشْهَدْ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ أُبَيِّنْ لَّكَ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَّسَهْمَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهِ فَقَالَ هٰذِهِ لِعُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الْآنَ مَعَكَ.

ایک مرد آیا اور اس نے کعبے کا حج کیا تو اس نے ایک گروہ آدمیوں کا بیٹھا دیکھا سو کہا کہ یہ کون لوگ ہیں تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ قریش ہیں کہا ان میں بزرگ کون ہے جس کی طرف اپنے قول میں رجوع کرتے ہیں لوگوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اس مصری نے کہا کہ اے ابن عمر رضی اللہ عنہما میں تجھ سے کچھ چیزیں پوچھتا ہوں سو مجھ سے بیان کر کیا تو جانتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جنگ احد کے دن بھاگ گئے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں پھر اس نے کہا کہ کیا تجھ کو معلوم ہے کہ وہ جنگ بدر سے غائب رہے اس میں حاضر نہ ہوئے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں پھر اس نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ وہ بیعت رضوان سے غائب رہے اور اس میں حاضر نہ ہوئے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں اس نے اللہ اکبر یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جواب اس کو پسند آیا اس واسطے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہتے تھے تو مراد اس کی ان تینوں مسئلوں کے پوچھنے سے یہ تھی کہ اپنے اعتقاد کو پکا کرے کہ وہ طعن کرتا ہے عثمان رضی اللہ عنہ پر تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آگے آ میں تجھ سے حقیقت حال کی بیان کروں لیکن بھاگنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دن احد کے سو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے ان سے معاف کیا اور ان کو بخش دیا اور لیکن غائب ہونا ان کا بدر سے پس اس سبب سے تھا کہ ان کے نکاح میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں اور وہ بیمار تھیں تو ان کی تیمارداری میں رہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ تمھارے لیے ثواب ایک شخص کا ہے ان لوگوں میں سے جو بدر میں حاضر ہوئے اور اس کا حصہ ہے یعنی وہ حکم حاضرین بدر کا رکھتے ہیں دنیا اور آخرت میں اور لیکن غائب ہونا ان کا بیعت رضوان سے اس سبب

سے تھا کہ اگر ہوتا بہت عزت والا یعنی رشتے میں باقی اصحاب
میں سے اندر مکہ کے عثمان رضی اللہ عنہ سے تو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو
بھیجتے یعنی بجائے ٹھیک کے لیکن جبکہ نہ پایا کوئی عزت والا ان
کے برابر یہاں تک کہ کوئی اپنی جان کے خوف سے نہ گیا تو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو بھیجا یعنی طرف مکہ کے تا کہ مشرکوں
کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے گفتگو کریں تا کہ وہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے میں آنے سے نہ روکیں اور تھی بیعت
رضوان حدیبیہ میں بعد جانے عثمان رضی اللہ عنہ کے مکے کو تو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ ہاتھ
میرا بجائے عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کے ہے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے
بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے ہے
یا ان کی طرف سے ہے پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اب ان
کلمات کو اپنے ساتھ لے جا یا جوڑ اس عذر کو ساتھ جواب کے تا
کہ نہ باقی رہے واسطے تیرے میرے جواب میں کوئی حجت اس
پر کہ تھا تو اعتقاد رکھتا اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے غائب ہونے سے۔

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تین عیب بیان کیے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے واسطے ہر عیب کا عذر بیان کیا لیکن بھاگنا پس ساتھ معاف ہونے کے اور لیکن پیچھے رہنا پس ساتھ امر کے اور تحقیق حاصل ہوا واسطے ان کے مقصود حاضرین کا مرتب ہونے دونوں امر کے سے دنیاوی اور وہ حصہ ہے اور اخروی اور وہ ثواب ہے اور لیکن بیعت تو اس میں بھی ان کو اجازت تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بہتر ہے جیسا کہ خود عثمان رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو چکا ہے اور یہ جو کہا کہ اللہ نے ان کو معاف کیا تو مراد اس سے یہ آیت ہے ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ اور یہ جو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کے ارادے سے پندرہ سو آدمیوں کے ساتھ مدینے سے مکے کو روانہ ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو مکے میں بھیجا تھا یعنی دن حدیبیہ کے تا کہ قریش کو معلوم کرائیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی نیت سے آئے ہیں لڑائی کی نیت سے نہیں تو عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے اصحاب رضی اللہ عنہم میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ مشرکین مکہ مسلمانوں سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو مسلمان بھی لڑائی کے

واسطے مستعد ہوئے اور بیعت لی ان سے اس وقت حضرت ﷺ نے درخت کے نیچے اس پر کہ نہیں بھاگیں گے اور یہ بیعت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھی اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خبر پہنچی تھی کہ مشرکوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا پس تھا یہ سبب بیعت کا اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٣٤٢٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدًا وَّمَعَهٗ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ وَقَالَ اسْكُنْ أُحُدُ أَظُنُّهٗ ضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ.

٣٤٢٣۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے تو احد نے جنبش کی تو حضرت ﷺ نے اس کو اپنا پاؤں مارا اور فرمایا کہ تھم جا اے احد پس نہیں تجھ پر مگر پیغمبر اور صدیق اور دو شہید۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ وَالْإِتِّفَاقِ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَفِيْهِ مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

باب ہے بیچ بیان میں قصے بیعت اور انفاق کے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر یعنی بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ذکر ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کا۔

٣٤٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يُّصَابَ بِأَيَّامٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَفَ عَلٰى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كَيْفَ فَعَلْتُمَا أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُوْنَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيْقُ قَالَا حَمَّلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهٗ مُطِيْقَةٌ مَّا فِيْهَا كَبِيْرُ فَضْلٍ قَالَ انْظُرَا أَنْ تَكُوْنَا حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيْقُ قَالَ قَالَا لَا فَقَالَ عُمَرُ لَئِنْ سَلَّمَنِي اللّٰهُ لَأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ إِلٰى رَجُلٍ بَعْدِيْ

٣٤٢٤۔ عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پہلے اس سے کہ قتل ہوں چار دن مدینے میں یعنی بعد اس کے کہ حج سے پھرے تیئس ہجری میں کہ کھڑے ہوئے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ پر یعنی اور عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سواد عراق کی زمین پر بھیجا تھا تا کہ اس پر خراج مقرر کریں اور اس کے اہل پر جزیہ کہا کس طرح کیا تم نے کہا تم اللہ سے ڈرتے ہو یہ کہ لادا ہو تم نے زمین پر وہ بوجھ جس کو وہ اٹھا نہ سکے یعنی گنجائش سے زیادہ اور اس پر مقرر کرو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس پر وہ بوجھ لادا ہے جس کو وہ اٹھا سکتی ہے اس میں بڑی زیادتی نہیں (ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں چاہتا تو اس کا خراج دگنا کرتا) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خوب

أَبَدًا قَالَ فَمَا أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا رَابِعَةٌ حَتّٰى أُصِيْبَ قَالَ إِنِّي لَقَائِمٌ مَّا بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ غَدَاةَ أُصِيْبَ وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ اسْتَوُوْا حَتّٰى إِذَا لَمْ يَرَ فِيْهِنَّ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَرُبَّمَا قَرَأَ بِسُوْرَةِ يُوْسُفَ أَوِ النَّحْلِ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَتَلَنِيْ أَوْ أَكَلَنِي الْكَلْبُ حِيْنَ طَعَنَهُ فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّيْنٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ لَا يَمُرُّ عَلٰى أَحَدٍ يَمِيْنًا وَّلَا شِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ حَتّٰى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَّاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَأْخُوْذٌ نَّحَرَ نَفْسَهُ وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهُ فَمَنْ يَّلِيْ عُمَرَ فَقَدْ رَأٰى الَّذِيْ أَرٰى وَأَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَدْرُوْنَ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوْا صَوْتَ عُمَرَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَصَلّٰى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ صَلَاةً خَفِيْفَةً فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِيْ فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ غُلَامُ الْمُغِيْرَةِ قَالَ الصَّنَعُ قَالَ نَعَمْ قَالَ قَاتَلَهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوْفًا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَجْعَلْ مِيْتَتِيْ بِيَدِ رَجُلٍ يَّدَّعِي

غور کرو کہ کہ لادا ہو تم نے اس پر وہ بوجھ جس کو وہ اٹھا نہ سکے ان دونوں نے کہا کہ ہم نے ایسا نہیں کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر اللہ نے مجھ کو سلامت رکھا تو البتہ میں عراق والوں کی بیواؤں کو اس حال میں چھوڑوں گا کہ میرے بعد کبھی کسی مرد کے محتاج نہ ہوں گی یعنی ملک میں ایسا امن ہو جائے گا کہ بیوہ عورتیں تنہا سفر کریں گی مرد کی محتاج نہ ہوں گی سو نہ آئی ان پر مگر چوتھی صبح یہاں تک کہ شہید ہوئے عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں کھڑا تھا یعنی صف میں صبح کی نماز کا انتظار کرتا تھا نہ تھا میرے اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی مگر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جس صبح کو کہ وہ زخمی ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب دو صفوں کے درمیان گزرتے تھے تو کہتے تھے کہ برابر کرو صفوں کو یہاں تک کہ جب صفوں کے درمیان کوئی جگہ خالی نہ دیکھتے تو آگے بڑھتے اور تکبیر کہتے اور اکثر اوقات پہلی رکعت میں سورۂ یوسف یا نحل یا مانند اس کی پڑھتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہوتے (اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عمر بن میمون رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ منع کیا مجھ کو اس سے کہ ہوں میں پہلی صف میں مگر عمر رضی اللہ عنہ کی ہیبت نے اور تھے مرد ہیبت ناک اور میں اس سے پچھلی صف میں تھا اور عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ تکبیر کہتے تھے یہاں تک کہ پہلی صف کے سامنے ہوتے پس اگر کسی مرد کو صف سے آگے بڑھا یا پیچھے ہٹا دیکھتے تو اس کو درہ سے مارتے اس واسطے میں پہلی صف میں کھڑا نہ ہوا) سو نہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ مگر یہ کہ تکبیر کہی سو میں نے ان سے سنا کہتے تھے کہ قتل کیا یا کھا لیا مجھ کو کتے نے جبکہ ان کو زخمی کیا (ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پس سامنے آیا ان کے ابو لولو غلام مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا تو عمر تھوڑا پیچھے ہٹے پھر اس نے

الْإِسْلَامَ قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوجُ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِيقًا فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ أَيْ إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا قَالَ كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا بِلِسَانِكُمْ وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ وَحَجُّوا حَجَّكُمْ فَاحْتُمِلَ إِلَى بَيْتِهِ فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ فَقَائِلٌ يَقُولُ لَا بَأْسَ وَقَائِلٌ يَقُولُ أَخَافُ عَلَيْهِ فَأُتِيَ بِنَبِيذٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ ثُمَّ أُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ فَعَلِمُوا أَنَّهُ مَيِّتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَاءَ النَّاسُ فَجَعَلُوا يُثْنُونَ عَلَيْهِ وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللّٰهِ لَكَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ وَلِيتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهَادَةٌ قَالَ وَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ كَفَافٌ لَا عَلَيَّ وَلَا لِي فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ قَالَ رُدُّوا عَلَيَّ الْغُلَامَ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي ارْفَعْ ثَوْبَكَ فَإِنَّهُ أَبْقَى لِثَوْبِكَ وَأَتْقَى لِرَبِّكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ انْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ فَحَسَبُوهُ فَوَجَدُوهُ سِتَّةً وَثَمَانِينَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهُ قَالَ إِنْ وَفَى لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَإِلَّا فَسَلْ فِي بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِي

ان کو تین زخم مارے تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہتے تھے کہ اس کتے کو پکڑو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ کہ عجم کے قیدیوں سے کسی بالغ قیدی کو مدینے میں آنے کی اجازت نہ دیتے تھے یہاں تک کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا اور وہ کوفہ پر عامل تھا کہ میرے پاس ایک غلام کاریگر ہے اور اجازت مانگی کہ اس کو مدینے میں آنے کی اجازت دیں کہ وہ کئی کسب جانتا ہے جن سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا وہ لوہار ہے نقش کاری جانتا ہے بڑھئی کا کام جانتا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اجازت دی تو خراج مقرر کیا اس پر مغیرہ نے ہر مہینے میں سو درہم تو اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خراج کے بہت ہونے کی شکایت کی اور سوال کیا کہ مغیرہ سے کہہ کہ میرا خراج کم کرا دیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تیرا خراج تیرے کام کے مقابلے میں بہت زیادہ نہیں تو پھرا وہ غلام غضبناک ہو کر اور نیت کی اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے مار ڈالنے کی پھر کچھ دن کے بعد وہ غلام ان پر گزرا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ تو کہتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایسی چکی بناؤں کہ ہوا کے ساتھ اناج پیسا کرے تو اس غلام نے ان کی طرف مڑ کر دیکھا ماتھے پر تیوری ڈال کر پس کہا البتہ میں تیرے واسطے ایسی چکی بناؤں گا کہ اس کا لوگوں میں ہمیشہ چرچا رہے گا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ غلام مجھ کو ڈراتا ہے پھر وہ غلام کچھ دن ٹھہرا پھر اس نے ایک خنجر بنایا جس کے دو سرے تھے اور اس کو زہر پلایا پھر مسجد کے ایک کونے میں چھپ رہا فجر کے اندھیرے میں یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ گھر سے باہر آئے لوگوں کو جگاتے تھے کہ اٹھو طرف نماز کی اٹھو طرف نماز کی پھر جب اس کے قریب ہوئے یعنی وہ اندھیرے میں بیٹھا تھا تو وہ

قُرَيْشٍ وَّلَا تَعْدُهُمْ إِلٰى غَيْرِهِمْ فَأَدِّ عَنِّي هٰذَا الْمَالَ انْطَلِقْ إِلٰى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقُلْ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ وَلَا تَقُلْ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ أَمِيْرًا وَّقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُّدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِيْ فَقَالَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُّدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَتْ كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِيْ وَلَأُوْثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ فَلَمَّا أَقْبَلَ قِيْلَ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَآءَ قَالَ ارْفَعُوْنِيْ فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا لَدَيْكَ قَالَ الَّذِيْ تُحِبُّ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَذِنَتْ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ فَإِذَا أَنَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُوْنِيْ ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنَتْ لِيْ فَأَدْخِلُوْنِيْ وَإِنْ رَدَّتْنِيْ فَرُدُّوْنِيْ إِلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَجَآءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ حَفْصَةُ وَالنِّسَآءُ تَسِيْرُ مَعَهَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً وَّاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَّهُمْ فَسَمِعْنَا بُكَائَهَا مِنَ الدَّاخِلِ فَقَالُوْا أَوْصِ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اسْتَخْلِفْ قَالَ مَا أَجِدُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ

عمر رضی اللہ عنہ پر جھپٹا اور ان کو تین زخم مارے ایک ان میں سے طرف ناف کے یہاں تک کہ ان کا پیٹ پھاڑ ڈالا اور اس نے اس کو قتل کیا) سو جلد چلا ابولولو ساتھ چھری دو منہ والی کے نہ گزرا کسی پر دائیں اور نہ بائیں مگر کہ اس کو زخمی کیا یہاں تک کہ اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا سات ان میں سے مر گئے سو جب مسلمانوں میں سے ایک مرد نے اس کو دیکھا تو اپنا بھاری کوٹ اس پر ڈالا سو جب اس عجمی کافر نے گمان کیا کہ وہ پکڑا گیا تو اپنے آپ کو مار ڈالا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اس کو امام بنایا سو جو لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے متصل اور قریب تھے سو انہوں نے دیکھا جو میں نے دیکھا یعنی نزدیک والوں کو تو یہ سب حال معلوم ہو چکا تھا اور اسی طرح جو لوگ کہ مسجد کی اطراف میں تھے تو ان کو کچھ حال معلوم نہ ہوا سوائے اس کے کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی آواز نہ پائی اور وہ کہتے تھے سبحان اللہ سبحان اللہ جیسے کہ مقتدی سہو کے وقت امام کو کہتے ہیں تو عبدالرحمٰن نے ان کو ہلکی سی نماز پڑھائی یعنی پہلی رکعت میں سورہ انا اعطینا پڑھی اور دوسری میں اذا جاء نصر اللہ (اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر بیہوش ہو گئے سو وہ ہمیشہ بیہوش رہے یہاں تک کہ صبح روشن ہوئی تو انہوں نے ہمارے مونہوں کی طرف نظر کی اور کہا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھی ہے میں نے کہا ہاں کہا نہیں مسلمان جو نماز کو چھوڑے پھر وضو کر کے نماز پڑھے پھر جب نماز سے پھرے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابن عباس! دیکھ مجھ کو کس نے مارا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک گھڑی لوگوں میں پھرے پھرائے پس کہا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام نے آپ کو مارا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس غلام کاریگر نے کہا ہاں کہا اللہ اس کو قتل

الرَّهْطِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَّعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَقَالَ يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهٗ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهٗ فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهٖ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ فَإِنِّيْ لَمْ أَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَّلَا خِيَانَةٍ وَّقَالَ أُوْصِي الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِيْ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ أَنْ يَّعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوْصِيْهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا ﴿الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ أَنْ يُّقْبَلَ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَأَنْ يُّعْفٰى عَنْ مُّسِيْئِهِمْ وَأُوْصِيْهِ بِأَهْلِ الْأَمْصَارِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ رِدْءُ الْإِسْلَامِ وَجُبَاةُ الْمَالِ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ وَأَنْ لَّا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِّضَاهُمْ وَأُوْصِيْهِ بِالْأَعْرَابِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْإِسْلَامِ أَنْ يُّؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِيْ أَمْوَالِهِمْ وَيُرَدَّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ وَأُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّوْفٰى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُّقَاتَلَ مِنْ وَّرَائِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوْا إِلَّا طَاقَتَهُمْ فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهٖ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِيْ فَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ

کرے کہ میں نے تو اس کو دستور کے موافق حکم کیا تھا شکر ہے اللہ کا جس نے نہیں لکھی موت میری اس مرد کے ہاتھ سے کہ اسلام کا دعوی کرے سو بیشک تو اور تیرا باپ چاہتے تھے کہ عجمی غلام مدینے میں بہت ہوں اور عباس رضی اللہ عنہ کے پاس سب اصحاب سے زیادہ غلام تھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تو چاہے تو میں سب عجمی غلاموں کو مار ڈالوں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے غلط کہا یعنی ان کو مارنا درست نہیں بعد اس کے کہ انہوں نے تمہاری بولی میں کلام کیا اور تمہارے قبلے کی طرف نماز پڑھی اور تمہاری طرح حج کیا سو اپنے گھر کی طرف اٹھائے گئے اور ہم ان کے ساتھ چلے اور لوگ ایسے غمناک ہوئے کہ جیسے ان کو اس دن سے پہلے کوئی مصیبت نہ پہنچی تھی سو کوئی کہتا تھا کہ کوئی ڈر نہیں اور کوئی کہتا تھا کہ مجھ کو اس پر ڈر ہے پھر کھجور کا نچوڑ ان کے پاس لایا گیا تو انہوں نے اس کو پیا تو وہ ان کے پیٹ سے یعنی زخم کی راہ سے نکل گیا لیکن معلوم نہ ہوا کہ وہ خون ہے زخم کا یا نچوڑ کھجور کا پھر کہا دودھ لاؤ سو پھر دودھ لایا گیا تو اس کو پیا تو وہ بھی ان کے پیٹ سے نکل گیا تو لوگوں نے معلوم کرلیا کہ وہ مرنے والے ہیں سو ہم ان کے پاس گئے اور لوگ آئے تو ان کی تعریف کرنے لگے اور ایک جوان مرد آیا تو اس نے کہا کہ خوشخبری ہو تمھیں اے امیر المومنین ساتھ بشارت اللہ کے واسطے تمہارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے اور سبقت سے اسلام میں جو تم نے جانا ہے پھر تم خلیفہ ہوئے سو تم نے انصاف کیا پھر اس کے بعد شہید ہونا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ یہ برابر نہ مجھ پر گناہ ہو اور نہ میرے واسطے ثواب یعنی اگر برابر برابر ہو تو یہ بھی غنیمت ہے سو جب وہ پیٹھ دے کر چلا تو اچانک اس کا

الْخَطَّابِ قَالَتْ أَدْخِلُوْهُ فَأُدْخِلَ فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اجْعَلُوْا أَمْرَكُمْ إِلٰى ثَلَاثَةٍ مِّنْكُمْ فَقَالَ الزُّبَيْرُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ طَلْحَةُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلٰى عُثْمَانَ وَقَالَ سَعْدٌ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ فَنَجْعَلُهُ إِلَيْهِ وَاللّٰهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِيْ نَفْسِهِ فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَفَتَجْعَلُوْنَهُ إِلَيَّ وَاللّٰهُ عَلَيَّ أَنْ لَّا آلُوَ عَنْ أَفْضَلِكُمْ قَالَا نَعَمْ فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ لَكَ قَرَابَةٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَدَمُ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَاللّٰهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيْعَنَّ ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا أَخَذَ الْمِيْثَاقَ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ فَبَايَعَهُ فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ وَّوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوْهُ.

تہبند زمین سے لگتا تھا کہا اس لڑکے کو میرے پاس پھیر لاؤ کہا اے میرے بھتیجے اپنے کپڑے کو اونچا کر پس تحقیق اونچا کرنا بہت پاک کرنے والا ہے تیرے کپڑے کو اور سبب ہے بہت ڈرنے کا تیرے رب سے اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دیکھ جو کچھ کہ مجھ پر قرض ہے سو لوگوں نے اس کا حساب کیا تو چھیاسی ہزار یا مانند اس کی پایا کہا کہ اگر آل عمر رضی اللہ عنہ کے مال سے سب قرض ادا ہو سکے تو اس کو ان کے مال سے ادا کرنا نہیں تو عدی کی اولاد سے مانگنا اور اگر ان کے مال سے ادا نہ ہو سکے تو قریش سے مانگنا اور ان کے غیر کی طرف نہ بڑھنا اور تو عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے پاس جا اور کہہ کہ عمر رضی اللہ عنہ تم کو سلام کرتا ہے اور نہ کہنا امیر المومنین اس واسطے کہ میں آج مسلمانوں کا سردار نہیں اور کہنا کہ اجازت مانگتا ہے تم سے عمر رضی اللہ عنہ بیٹا خطاب کا یہ کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفنایا جائے تو اس نے سلام کیا اور اجازت مانگی پھر ان کے پاس داخل ہوا تو پایا ان کو اس حال میں کہ بیٹھی روتی تھی تو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ خطاب کا بیٹا آپ کو سلام کرتا ہے اور اجازت مانگتا ہے کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفنایا جائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ میں خود اس میں دفنائی جاؤں اور البتہ آج میں اس کو اپنی جان پر مقدم کروں گی پھر جب سامنے آیا تو کسی نے کہا کہ یہ عبداللہ آیا ہے کہا مجھ کو اٹھاؤ تو ایک مرد نے ان کو اپنے ساتھ تکیہ دیا کہا کیا خبر لایا ہے کہا اے امیر المومنین جس چیز کو تم چاہتے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دی کہا شکر ہے اللہ کا نہ تھی کوئی چیز زیادہ تر مقصود نزدیک میرے اس سے سو جب میری روح قبض ہو تو مجھ کو اٹھانا پھر سلام کرنا اے ابن عمر پس کہنا کہ عمر رضی اللہ عنہ خطاب کا بیٹا اجازت

مانگتا ہے پس اگر اجازت دے تو مجھ کو داخل کرنا نہیں تو پھیر لے جانا مجھ کو طرف قبروں کے عام مسلمانوں کی اور آئیں ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا اور دیگر عورتیں اور ان کے ساتھ چلتی ہوئی آئیں سو جب ہم نے ان کو دیکھا تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے تو وہ ان کے پاس اندر گئیں اور گھڑی بھر ان کے پاس روتی رہیں پھر مردوں نے اجازت مانگی تو حفصہ رضی اللہ عنہا گھر کے اندر ایک جگہ داخل ہو گئیں سو ہم نے ان کے رونے کی آواز اندر سے سنی تو لوگوں نے کہا کہ وصیت کرو اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کسی کو اپنے پیچھے خلیفہ بناؤ کہا نہیں پاتا میں کسی کو لائق تر ساتھ اس امر خلافت کے ان چند مردوں سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور حالانکہ آپ ان سے راضی تھے سو نام لیا عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کا اور زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا اور حاضر ہو گا تم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور نہیں واسطے اس کے امر خلافت سے کچھ چیز مانند صورت تعزیت کے واسطے اس کو یعنی اس واسطے کہ جب اس کو خلافت کے اہل مشورہ سے خارج کیا تو ارادہ کیا جبر خاطر اس کی کا بایں طور کہ کیا اس کو اہل مشورہ سے بیچ اس کے) پس اگر خلافت سعد رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو وہ لائق ہے ساتھ ان کے نہیں تو چاہیے کہ مدد لے ساتھ ان کے جو سردار ہو پس تحقیق میں نے نہیں موقوف کیا اس کو عاجز ہونے کے سبب سے اور نہ خیانت کے سبب سے اور میں وصیت کرتا ہوں خلیفے کو کہ میرے بعد ہو مہاجرین اول کے حق میں یعنی (جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے یا جو بیعت رضوان میں حاضر تھے) یہ کہ ان کا حق پہچانے اور ان کی عزت کی نگہبانی کرے اور میں وصیت کرتا ہوں اس کو

انصار کے حق میں نیکی کرنے کی جو جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر
میں یعنی مدینے میں اور ایمان میں ان سے پہلے یہ کہ ان کے
نیکوں کی نیکی قبول کرے اور ان کے بدکاروں کو معاف کرے
اور میں وصیت کرتا ہوں اس کو نیکی کرنے کی شہر والوں کے حق
میں پس تحقیق وہ مدد ہیں اسلام کی جو اسلام سے ایذا کو دور
کرتے ہیں اور جمع کرنے والے ہیں اموال کے اور موجب
غصے دشمن کے ہیں یعنی جلاتے ہیں جی دشمن کا بہ سبب کثرت
اور قوت اپنی کے اور یہ کہ نہ لیا جائے ان سے مگر جو زیادہ ہو
ان کی حاجتوں سے ان کی رضامندی سے اور میں اس کو
وصیت کرتا ہوں گنواروں کے حق میں بھلائی کی پس تحقیق وہ
جڑ ہیں عرب کی اور مادہ ہیں اسلام کا یعنی انہیں کے ساتھ قائم
ہے عرب اور اسلام یہ کہ لیا جائے زائد مالوں ان کے سے
(یعنی اونٹ بکری وغیرہ کی زکوٰۃ سے ان کا عمدہ مال نہ لیا
جائے) اور رد کیا جائے ان کے محتاجوں پر اور میں وصیت کرتا
ہوں اللہ کے ذمہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ کی یعنی اہل
ذمہ کافروں کے حق میں بھلائی کی اور یہ کہ پورا کیا جائے ان
کے واسطے عہد ان کا اور یہ کہ لڑائی کی جائے ان کے پیچھے سے
یعنی اگر کوئی دشمن ان کے مارنے کا قصد کرے تو ان کی مدد کی
جائے اور نہ تکلیف دی جائے ان کو مگر موافق طاقت ان کی
کے یعنی ان سے جزیہ طاقت سے زیادہ نہ لیا جائے پھر جب
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روح قبض ہوئی تو ہم اس کے ساتھ نکلے سو
ہم چلے یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو عبداللہ بن
عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور کہا کہ اجازت مانگتا ہے عمر خطاب کا
بیٹا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دی اور فرمایا کہ اس کو اندر لاؤ
(یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جہاں حضرت ﷺ اور ابو

بکر رضی اللہ عنہ مدفون تھے) سو اندر لائے گئے اور وہاں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گئے سو جب ان کے دفن سے فراغت ہوئی تو یہ قوم جمع ہوئی یعنی خلیفہ بنانا جن کے سپرد کیا تھا تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اپنی خلافت کے امر کو آپ میں سے تین کے سپرد کرو یعنی باقی تین استحقاق سے ہاتھ اٹھاؤ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا کام علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا کام عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا کام عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو تم دونوں میں سے اس امر خلافت سے بری ہو پس کریں گے ہم خلافت کو طرف اس کی اور اللہ اور اسلام اس کا نگہبان ہے یعنی اس کو اللہ اور اسلام کی قسم ہے کہ چاہیے کہ غور کرے افضل ان کے کو اپنے اعتقاد میں تو وہ دونوں بزرگ یعنی عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ خاموش رہے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم خلافت کو میرے اختیار میں کرتے ہو کہ جس کو میں چاہوں خلیفہ بناؤں قسم ہے اللہ کی کہ نہ قصور کروں میں افضل تمہارے سے یعنی جو تم میں سے افضل ہوگا اسی کو خلیفہ بناؤں گا تو دونوں نے کہا ہاں تو اس نے دونوں سے ایک کا یعنی علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا سو ان کو کہا واسطے تمہارے قرابت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مقدم ہونا اسلام میں جو تجھ کو معلوم ہے پس اللہ تجھ پر نگہبان ہے اگر میں تجھ کو سردار بناؤں تو البتہ تم انصاف کرو گے اور اگر میں عثمان رضی اللہ عنہ کو سردار بناؤں تو البتہ تم اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کرو گے پھر دوسرے کے ساتھ خلوت کی تو ان کو بھی اسی طرح کہا پھر جب دونوں سے قول قرار لیا تو عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ اٹھا پس بیعت کی انھوں نے

عثمان رضی اللہ عنہ سے پھر علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے بیعت کی اور مدینے
والے داخل ہوئے سو سب نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔

فائدہ: یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شکر ہے اللہ کا کہ میری موت کسی مسلمان کے ہاتھ سے نہیں ہوئی تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جھگڑے مجھ سے ساتھ کلمہ لا الہ الا اللہ کے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ مسلمان جب کسی کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کے واسطے مغفرت کی امید ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ اس کی کبھی مغفرت نہیں ہوگی اور شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد مار ڈالنے سے ان کا مار ڈالنا تھا جو عجمی غلاموں سے مسلمان نہیں ہوئے تھے اور یہ جو کہا کہ میں آج مسلمانوں کا امیر نہیں تو سوائے اس کے نہیں کہ یہ اس وقت کہا تھا جبکہ یقین کیا ساتھ موت اپنی کے واسطے اشارہ کرنے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی تا کہ نہ محبت رکھیں اس سے واسطے ہونے اس کے امیر یعنی بلکہ محض واسطے اللہ کے اور آئندہ آئے گا جو اس کے ظاہر کے مخالف ہے تو مراد یہ ہے کہ سوال کرنا عمر رضی اللہ عنہ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے بطور طلب کے تھا نہ بطور امر کے اور مرنے کے بعد دوسری بار جو اجازت مانگنے کو فرمایا تو انہوں نے گمان کیا کہ شاید عائشہ رضی اللہ عنہا نے زندگی کے لحاظ سے حیا کر کے اجازت دی ہو اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ میں آج ان کو اپنی جان پر مقدم کروں گی تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کی مالک تھیں اور اس میں نظر ہے بلکہ واقع یہ ہے کہ وہ تھیں مالک منفعت کی ساتھ رہنے بیچ اس کے اور بسانے غیر کو بیچ اس کے اور ان کے بعد اس گھر کا کوئی وارث نہیں اور حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا مانند عدت والی عورتوں کے ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو ان سے نکاح کرنے کا حکم نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر قبلے کی طرف ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پورب کی طرف ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھوں کے برابر اور عمر رضی اللہ عنہ کی قبر صدیق رضی اللہ عنہ سے پورب کی طرف صدیق رضی اللہ عنہ کے مونڈھوں کے برابر اور ایک روایت میں ہے کہ وہاں ایک قبر کی جگہ باقی ہے وہاں عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے اور عمر رضی اللہ عنہ کے اس قصے میں اور بھی کئی فائدے ہیں شفقت ان کی مسلمانوں پر اور نصیحت ان کی واسطے ان کے اور قائم کرنا سنت کا بیچ ان کے اور نہایت ڈرنا ان کا اپنے رب سے اور اہتمام ان کا ساتھ امر دین کے اکثر اہتمام ان کے سے ساتھ امر نفس اپنے کے اور یہ کہ نہی مدح سے مخصوص ہے ساتھ اس کے جبکہ اس میں نہایت زیادتی ہو یا کذب ظاہر ہو اور اس واسطے نہ منع کیا عمر رضی اللہ عنہ نے جوان کو اپنی مدح سے باوجود یہ کہ اس کو تہ بند اونچا کرنے کا حکم فرمایا اور کوشش کرنی ساتھ دفن ہونے کے نزدیک اہل خیر کے اور مشورہ کرنا بیچ قائم ہونے امام المسلمین کے اور مقدم کرنا افضل کا اور یہ کہ امامت منعقد ہوتی ہے ساتھ بیعت کے اور سوائے اس کے جو ظاہر ہے ابن بطال نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اوپر جواز مقدم کرنے مفضول کے اس پر جو اس سے افضل ہو اس واسطے کہ اگر یہ جائز نہ ہوتا تو نہ سپرد کیا جاتا امر خلافت کا شوریٰ طرف چھ آدمیوں کے باوجود یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ ان کا بعض بعض سے

افضل ہے اور نیز دلالت کرتا ہے اس پر قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کہ میں راضی ہوا واسطے ہمارے ایک دو مردوں میں سے عمر رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ سے باوجود یہ کہ ان کو معلوم تھا کہ وہ افضل ہیں دونوں سے اور تحقیق مشکل جانا گیا ہے ٹھہرانا عمر رضی اللہ عنہ کا خلافت کو چھ میں اور سپرد کیا اس کو طرف اجتہادوں کے کی اور نہ کیا اس نے جیسے کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد میں بیچ اس کے اس واسطے کہ اگر وہ نہ دیکھتا تھا جواز ولایت مفضول کے کو فاضل پر تو یہ فعل ان کا دلالت کرتا ہے کہ جو ان چھ کے سوا تھے ان کے نزدیک مفضول تھے بہ نسبت ان کے اور جب وہ ان کو پہچانتے تھے تو نہ پوشیدہ تھی ان پر افضلیت بعض چھ کی بعض پر اور اگر جانتے تھے کہ مفضول کی ولایت فاضل پر درست ہے تو جس کو خلیفہ بناتے ان میں سے یا ان کے غیر سے ممکن تھا یعنی خواہ کسی کو حاکم بناتے درست تھا اور جواب اول سے داخل ہوتا ہے اس میں جواب ثانی سے اور وہ یہ ہے کہ متعارض ہوا نزدیک اس کے فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے کسی خاص شخص کے خلیفہ بنانے کے ساتھ تصریح نہیں کی کہ فلانا شخص میرے بعد خلیفہ ہو اور فعل ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کہ انہوں تصریح کی کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے بعد خلیفہ ہو پس یہ راہ جمع کرتی ہے تخصیص اور عدم تعیین کو یعنی اس صورت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فعل دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبِ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ أَبِي الْحَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

باب ہے بیچ بیان مناقب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جن کی کنیت ابوالحسن ہے قریشی ہیں ہاشمی ہیں

فائدہ: اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے دس سال پہلے پیدا ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکپن سے ان کو پالا اور لڑکپن سے ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور ان کی ماں کا نام فاطمہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام لائیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مریں اور کہا احمد اور قاضی اسمٰعیل اور نسائی اور ابوعلی نیسابوری نے کہ نہیں وارد ہوا کسی ایک کے حق میں اصحاب سے ساتھ مضبوط سندوں کے اکثر اس چیز سے کہ علی کے حق میں وارد ہوئی ہے اور تھا سبب بیچ اس کے یہ کہ وہ پیچھے رہے اور واقع ہوا اختلاف بیچ زمانے ان کے اور نکلنا خارجیوں کا اوپر اس کے پس تھا یہ سبب واسطے پھیلنے مناقب ان کے کثرت اصحاب کے سبب سے واسطے رد کرنے کے ان کے مخالفوں پر پس تھے وہ لوگ دو گروہ لیکن بدعتی نہایت کم تھے پھر تھا امر علی رضی اللہ عنہ کے سے جو تھا ایک گروہ پیدا ہوا جنہوں نے ان سے لڑائی کی اور ان کی تنقیص کی اور پکڑا ان کی لعنت کو منبروں پر سنت یعنی برملا منبروں پر علی رضی اللہ عنہ مرتضی کو لعنت کرنے لگے اور موافق ہوئے ان کے خارجی لوگ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے پر اور اس میں کچھ زیادہ کیا یہاں تک کہ ان کو کافر کہا تو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے حق میں تین قسم ہو گئے اہل سنت اور متبدعین خارجیوں سے اور لڑنے والے ساتھ ان کے بنی امیہ سے اور

تابعداروں کے پس محتاج ہوئے اہل سنت طرف پھیلانے فضائل ان کے پس کثرت نقل کرنے والوں کی واسطے ان کے واسطے کثرت مخالفین کے ہے نہیں تو جو نفس الامر میں ہے وہ یہ ہے کہ واسطے ہر ایک کے چاروں میں سے فضائل ہیں کہ اگر ان کو عدل کے میزان سے لکھا جائے تو نہیں نکلتا ہے قول اہل سنت اور جماعت کے سے ہرگز اور ایک روایت میں ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ آٹھ برس کی عمر میں اسلام لائے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ انتَ مِنِّي وَأَنَا مِنكَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انتقال ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ سے راضی تھے

٣٤٢٥ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَّجُلًا يَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ أَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالُوْا يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَأَرْسِلُوْا إِلَيْهِ فَأْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَ بَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهٗ فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ

٣٤٢٥۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں کل علم دوں گا اس مرد کو جس کے ہاتھوں پر اللہ فتح کرے گا تو لوگ تمام رات فکر میں رہے کہ دیکھیں یہ دولت کس کو ملے تو جب صبح ہوئی تو لوگ صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک شخص امیدوار تھا کہ علم اس کو ملے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں لوگوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں فرمایا کہ ان کو میرے پاس لاؤ پھر جب علی مرتضی رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ میں لب لگائی اور ان کے واسطے دعا کی تو اسی وقت تندرست ہو گئے جیسے کہ ان کو کچھ بیماری نہ تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو علم دیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں ان سے لڑوں یہاں تک کہ وہ ہوں مثل ہماری فرمایا چلا جا اپنے طور پر یہاں تک کہ تو ان کے میدان میں اترے پھر ان کو اسلام کی طرف بلا اور خبر کر دے ان کو ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے ان پر اللہ کے حق سے دین اسلام میں یعنی شریعت کے احکام سو قسم ہے اللہ کی کہ البتہ اللہ

عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.

کا ہدایت کرنا ایک مرد کو تیرے سبب سے بہتر ہے تجھ کو سرخ اونٹ کے ملنے سے۔

٣٤٢٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ بِهٖ رَمَدٌ فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ فَتَحَهَا اللّٰهُ فِيْ صَبَاحِهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَّجُلًا يُّحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَّمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

٣٤٢٦۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خیبر میں علی مرتضی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہے اور ان کی آنکھ میں بیماری تھی تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہوں پھر نکلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے پھر جب وہ رات ہوئی جس کی صبح کو اللہ نے خیبر کو فتح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں کل علم دوں گا اس شخص کو یا یوں فرمایا کل علم وہ شخص لے گا جس کو اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے ہیں یا یوں فرمایا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے اللہ اس کے ہاتھ پر فتح کرے گا تو ناگہاں ہم علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے اور ہم کو ان کی امید نہ تھی کہ وہ مراد ہیں یا ان کے حاضر ہونے کی بھی امید نہ تھی بہ سبب درد آنکھوں کے تو لوگوں نے کہا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو علم دیا تو اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح نصیب کی۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح مغازی میں آئے گی اور ان دونوں حدیثوں میں فرمایا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتے ہیں یا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دوست رکھتے ہیں تو مراد ساتھ ان کے موجود ہونا حقیقت محبت کا ہے نہیں تو ہر مسلمان مشترک ہے علی رضی اللہ عنہ کو بیچ مطلق اس صفت کے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس آیت کے کہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ سے تو میری تابعداری کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا پس گویا کہ اشارہ کیا طرف اس کی کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے تابعدار ہیں یہاں تک کہ وہ متصف ہوئے ساتھ اس کے کہ اللہ ان کو دوست رکھتا ہے اور اس واسطے ان کی محبت ایمان کی نشانی ٹھہری اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی جیسا کہ مسلم میں روایت ہے کہ کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی کہ نہیں محبت رکھے گا تجھ سے مگر ایماندار اور نہیں عداوت رکھے گا تجھ سے مگر منافق۔ (فتح)

٣٤٢٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلًا جَآءَ إِلٰى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ هٰذَا فُلَانٌ لِأَمِيْرِ الْمَدِيْنَةِ يَدْعُوْ عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ قَالَ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ يَقُوْلُ لَهٗ أَبُوْ تُرَابٍ فَضَحِكَ قَالَ وَاللهِ مَا سَمَّاهُ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ لَهٗ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيْثَ سَهْلًا وَّقُلْتُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ دَخَلَ عَلِيٌّ عَلٰى فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ فِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَائَهٗ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهٖ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلٰى ظَهْرِهٖ فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهٖ فَيَقُوْلُ اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ مَّرَّتَيْنِ.

٣٤٢٧۔ ابو حازم سے روایت ہے کہ ایک مرد سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ یہ فلاں شخص یعنی امیر مدینہ کا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو ذکر کرتا ہے یعنی ان کی حقارت کرتا ہے نزدیک منبر کے سہل نے کہا پس کیا کہتا ہے اس نے کہا کہ ان کو ابو تراب کہتا ہے یعنی مراد اس کی اس کنیت کے ذکر کرنے سے حقارت ان کی ہے تو سہل ہنس پڑے اور کہا کہ نہیں نام رکھا ان کا ساتھ اس کے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ تھا علی رضی اللہ عنہ کو کوئی نام محبوب تر نزدیک اپنے اس نام سے تو میں نے سہل سے حدیث پوچھی اور میں نے اس سے کہا کہ اے ابو عباس رضی اللہ عنہ (یہ سہل کی کنیت ہے) کس طرح ہے یہ حدیث کہا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے پھر نکلے اور مسجد میں آ کر لیٹ گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ کہاں ہے تیرے چچا کا بیٹا کہا مسجد میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر ان کے پاس آئے تو پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی چادر کو کہ ان کی پیٹھ سے گری ہوئی تھی اور ان کی پیٹھ کو مٹی پہنچی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیٹھ سے مٹی پونچھنے لگے اور کہنے لگے کہ اٹھ اے ابو تراب یعنی اے باپ مٹی کے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار فرمایا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ بات تھی سو مجھ سے ناراض ہو کر مسجد میں چلے گئے۔

٣٤٢٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهٗ عَنْ عُثْمَانَ فَذَكَرَ عَنْ مَّحَاسِنِ عَمَلِهٖ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْئُكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَرْغَمَ اللهُ بِأَنْفِكَ ثُمَّ سَأَلَهٗ عَنْ عَلِيٍّ

٣٤٢٨ ـ سعد بن عبیدہ سے روایت ہے کہ ایک مرد ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے عثمان رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے عملوں کی خوبیاں بیان کیں اور کہا کہ شاید تو اس سے ناخوش ہوتا ہے اس نے کہا ہاں کہا پس اللہ تیری ناک کو خاک میں ملائے پھر اس نے ان سے علی رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے عملوں کی خ

فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ قَالَ هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ أَوْسَطُ بُيُوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْئُكَ قَالَ أَجَلْ قَالَ فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ.

کیں کہا یہ ہے گھر ان کا حضرت ﷺ کے گھروں کے درمیان یعنی اس کی عمارت سب سے خوبصورت ہے پھر کہا کہ شاید تو اس سے بھی ناخوش ہوتا ہے اس نے کہا ہاں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تیری ناک کو خاک میں ملا دے جا اور میرے حق میں اپنی کوشش کو نہایت تک پہنچا یعنی جو تجھ سے ہو سکے سو کر کہ میں نے تو حق بات کہی ہے اور حق کہنے والا کسی کے برا کہنے کی پروا نہیں کرتا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اس مرد نے کہا کہ میں اس سے عداوت رکھتا ہوں کہا اللہ تجھ سے عداوت رکھے۔

٣٤٢٩ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام شَكَتْ مَا تَلْقٰى مِنْ أَثَرِ الرَّحَا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا فَلَمَّا جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيْءِ فَاطِمَةَ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ لِأَقُوْمَ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ وَقَالَ أَلَا أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِّمَّا سَأَلْتُمَانِيْ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتُسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ.

٣٤٢٩ ۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی پینے کی تکلیف کی شکایت کی تو حضرت ﷺ کے پاس قیدی یعنی لونڈی غلام آئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا چلیں تو حضرت ﷺ سے ملاقات نہ ہوئی سو عائشہ رضی اللہ عنہا کو پایا تو ان کو خبر دی یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ پیغام کہہ آئیں کہ جب حضرت ﷺ تشریف لائیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی خبر دی سو حضرت ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لائے اور حالانکہ ہم اپنے بستر پر لیٹے تھے تو میں حضرت ﷺ کو دیکھ کر اٹھنے لگا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دونوں اپنی جگہ پر لیٹے رہو تو حضرت ﷺ ہمارے دونوں کے درمیان بیٹھے یہاں تک کہ میں نے آپ کے پاؤں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی سو فرمایا کہ کیا میں تم کو نہ بتلاؤ وہ چیز کہ بہتر ہے اس چیز سے کہ تم نے مجھ سے مانگی جب تم اپنے بستر پر لیٹا کرو تو اللہ اکبر کہا کرو چونتیس بار اور سبحان اللہ کہا کرو تینتیس بار اور الحمدللہ پڑھا کرو تینتیس بار کہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے خدمت گار سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں آئے گی اور وجہ داخل ہونے اس کے کی علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اس جہت

سے ہے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک ان کا بڑا رتبہ تھا اور اس جہت سے کہ داخل ہوئے حضرت ﷺ ان کے بستر میں جوان کے اور ان کی بیوی کے درمیان تھا اور وہ حضرت ﷺ کی بیٹی تھیں اور اس جہت سے کہ اختیار کیا حضرت ﷺ نے واسطے ان کے جو اختیار کیا واسطے بیٹی اپنی کے مقدم کرنے امر آخرت کے سے امر دنیا پر اور راضی ہوئے وہ دونوں ساتھ اس کے اور خمس میں اس کے سبب کا ذکر ہو چکا ہے پس تحقیق حضرت ﷺ نے اختیار کیا یہ کہ فراخی کی جائے اصحاب صفہ پر ساتھ اس چیز کے کہ لائی گئی پاس آپ ﷺ کے اور مناسب جانا واسطے اہل اپنے کے صبر کرنا ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ان کو زیادہ ثواب ہے۔ (فتح)

٣٤٣٠ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى.

٣٤٣٠۔ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تو اس سے راضی نہیں کہ تو ہو جائے میرے نزدیک بمقام ہارون علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ جنگ تبوک کو چلے تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو اہل کی خبر گیری کے واسطے گھر میں چھوڑا تو بعض لوگوں یعنی منافقوں نے طعنہ دیا کہ ان کو کسی کام سے برا جان کر گھر میں چھوڑے جاتے ہیں تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ساتھ چلے تب حضرت ﷺ نے ان سے یہ فرمایا تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں راضی ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ کو برا کیوں نہیں کہتا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کے حق میں تین باتیں فرمائی ہیں اس واسطے میں ان کو برا نہیں کہتا ایک یہ ہے کہ جو مذکور ہوئی اور دوسری یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں کل علم دوں گا اس مرد کو جس کو اللہ اور رسول ﷺ چاہتے ہیں اور تیسری یہ کہ جب یہ آیت اتری کہ کہہ دے اے پیغمبر آؤ کہ بلائیں ہم اپنی اولاد کو اور تمہاری اولاد کو تو حضرت ﷺ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا الٰہی یہ ہیں میرے گھر والے اور ایک روایت میں ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آرہ میرے سر پر رکھا جائے اس پر کہ میں علی رضی اللہ عنہ کو برا کہوں تو بھی کبھی ان کو برا نہ کہوں اور باب کی حدیث بہت اصحاب سے مروی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کون ہے زیادہ تر بد بخت اولین میں انہوں نے کہا اس نے کہا کہ جس نے صالح پیغمبر علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں پھر فرمایا کہ کون ہے زیادہ تر بد بخت پچھلوں میں کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ خوب جانتے ہیں فرمایا کہ جو تجھ کو شہید کرے گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث باب کے اس پر کہ حضرت ﷺ کے بعد خلافت کے مستحق علی رضی اللہ عنہ ہیں ان کے سوا اور کوئی صحابی رضی اللہ عنہ اس کا مستحق نہیں پس تحقیق ہارون علیہ السلام تھے خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کے اور

جواب دیا گیا ہے کہ ہارون علیہ السلام نہ تھے خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کے مگر ان کی زندگی میں نہ بعد مرنے ان کے اس واسطے کہ وہ بالاتفاق موسیٰ علیہ السلام سے پہلے مر گئے تھے اشارہ کیا ہے طرف اس کے خطابی نے اور طیبی نے کہا کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ وہ متصل ہے ساتھ میرے اترنے والا ہے مجھ سے بمنزل ہارون علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام سے اور اس میں تشبیہ مبہم ہے بیان کیا اس کو ساتھ قول اپنے کے کہ مگر فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں پس معلوم ہوا کہ اتصال مذکور درمیان ان کے پیغمبر ہونے کی جہت سے نہیں بلکہ اس جہت سے جو اس سے کم ہے اور وہ خلافت ہے اور جب کہ ہارون علیہ السلام مشبہ بہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا خلیفہ بیچ زندگی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تو دلالت کی اس نے اوپر خاص کرنے خلافت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی زندگی میں اور تحقیق روایت کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے مناقب سے کئی چیزیں اس جگہ سے سوائے اور جگہوں میں اور علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اور بھی بہت حدیثیں آ چکی ہیں جمع کیا ہے تمام کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب خصائص نسائی میں جو کتاب مستقل ہے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اور ایک روایت میں آیا ہے مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ یعنی جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی رضی اللہ عنہ بھی مولا ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو ترمذی وغیرہ نے اور اس کی سند بہت صحیح اور حسن ہیں۔ (فتح)

۳۴۳۱ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اقْضُوْا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُوْنَ فَإِنِّيْ أَكْرَهُ الْإِخْتِلَافَ حَتّٰى يَكُوْنَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ أَوْ أَمُوْتَ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِيْ فَكَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَرٰى أَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوٰى عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ.

۳۴۳۱ ۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ حکم کرو جیسے تم پہلے حکم کیا کرتے تھے پس تحقیق میں برا جانتا ہوں اختلاف کو یہاں تک کہ ہوں سب لوگ ایک جماعت یا مروں ہیں جیسے میرے ساتھی مر گئے یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور ابن سیرین اعتقاد کرتے ہیں کہ جو روایتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں ان میں سے اکثر جھوٹی ہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ اس سبب سے تھا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ام ولد لونڈی کا بیچنا جائز ہے علی رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا پہلے یہ مذہب تھا کہ ان کو نہ بیچا جائے پھر علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے قول سے رجوع کیا پھر یہ حکم کیا کہ ان کا بیچنا جائز ہے تو عبید نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا قول اور سب لوگوں کا قول بہتر ہے نزدیک میرے تمھاری رائے سے تب علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہا اور مراد اختلاف سے وہ ہے جو نزاع اور فتنے کی طرف نوبت پہنچائے اور یہ جو کہا کہ جیسے میرے ساتھی مر گئے تو مراد یہ ہے کہ میں ہمیشہ اس پر رہوں گا یہاں تک کہ مر جاؤں اور مراد ابن سیرین کی جھوٹ سے وہ روایتیں ہیں جو رافضی لوگ علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اقوال سے جو مشتمل ہیں اوپر مخالفت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور نہیں ارادہ کیا ابن سیرین نے وہ چیز کہ جو متعلق ہے ساتھ احکام شرعیہ کے اور تھی بیعت علی کی واسطے خلافت کے پیچھے

شہید ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے ذی الحجہ کے اول میں ۳۵ ہجری میں پس بیعت کی ان سے مہاجرین اور انصار نے اور سب حاضرین نے اور لکھی گئی بیعت اس کی طرف شہروں کے اور ملکوں کے پس سب نے مان لی مگر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اور اہل شام نے نہ مانی پھر اس کے بعد ان کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی یعنی مانند جنگ صفین وغیرہ کے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ الْهَاشِمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جو ہاشم کی اولاد سے ہیں

فائدہ: جعفر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی ہیں اور ان سے دس برس بڑے ہیں اور جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ (فتح)

وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ

یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہے

فائدہ: اس حدیث سے بڑی فضیلت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی ثابت ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر اور باطن کے ساتھ مشابہ ہونا نہایت عمدہ کمال ہے اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

٣٤٣٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ دِيْنَارٍ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ أَكْثَرَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَإِنِّيْ كُنْتُ أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِيْ حِيْنَ لَا آكُلُ الْخَمِيْرَ وَلَا أَلْبَسُ الْحَبِيْرَ وَلَا يَخْدُمُنِيْ فُلَانٌ وَّفُلَانَةُ وَكُنْتُ أُلْصِقُ بَطْنِيْ بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوْعِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَسْتَقْرِءُ الرَّجُلَ الْآيَةَ هِيَ مَعِيْ كَيْ يَنْقَلِبَ بِيْ فَيُطْعِمَنِيْ وَكَانَ أَخْيَرَ النَّاسِ لِلْمِسْكِيْنِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ كَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِيْ بَيْتِهِ حَتّٰى إِنْ كَانَ

٣٤٣٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت حدیثیں روایت کی ہیں اور بیشک میں ہر وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لگا رہتا تھا اپنے پیٹ بھرنے کی خاطر سے جبکہ نہ کھاتا تھا میں خمیر کو اور نہ پہنتا تھا چادر چارخانہ کو اور نہ خدمت کرتا تھا میری کوئی غلام اور نہ لونڈی اور تھا باندھتا میں پتھر کو اپنے پیٹ پر بھوک کے سبب سے اور البتہ میں تھا پوچھتا آیت کو ایک مرد سے اور حالانکہ وہ آیت مجھ کو یاد ہوتی تھی تا کہ مجھ کو اپنے ساتھ لے جائے اور مجھ کو کھانا کھلائے یعنی اس واسطے کہ استقرء کے دونوں معنی آتے ہیں آیت پوچھنا بھی اور کھانا مانگنا بھی اور سب لوگوں سے بہتر مسکین کے کھانا کھلانے میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے ہم کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے پس ہم کو کھلاتے تھے جو ان کے گھر میں ہوتا یہاں تک کہ تھے نکالتے ہماری طرف کپی کو جس میں کچھ چیز نہ ہوتی یعنی ایسی چیز کہ ممکن ہو نکالنا اس کا

لَيَخْرُجَ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ فَنَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا.

اس سے بغیر کاٹنے اس کے سوا اس کو پھاڑتے تو ہم چاٹتے جو کچھ اس میں ہوتا۔

فائدہ: یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ سے بہت حدیثیں بیان کرتا ہے تو یہ اشارہ ہے طرف قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے لیکن جنازے کے بیان میں گزر چکا ہے کہ پھر بعد اس کے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی یادداشت کا اقرار کیا اور مالک بن ابی عامر سے ایک روایت ہے کہ میں طلحہ بن عبید اللہ کے پاس تھا کسی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ یمانی حضرت ﷺ کی حدیثیں تم سے زیادہ جانتا ہے یا وہ حضرت ﷺ پر جھوٹ کہتا ہے تو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہم کو اس میں کچھ شک نہیں کہ اس نے سنا جو ہم نے نہیں سنا اور اس کو معلوم ہے جو ہم کو معلوم نہیں ہم ایک لوگ تھے کہ ہمارے گھر تھے اور بال بچے تھے اور ہم حضرت ﷺ کے پاس دن کی دونوں طرفوں میں آیا کرتے تھے پھر پھر جاتے تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسکین اور محتاج مرد تھے نہ ان کا کوئی مال تھا اور نہ اہل سوائے اس کے نہیں کہ ان کا ہاتھ حضرت ﷺ کے ہاتھ کے ساتھ تھا پس تھے گھومتے ساتھ حضرت ﷺ کے جس جگہ حضرت ﷺ گھومتے پس ہم کو اس میں شک نہیں کہ اس نے سنا جو ہم نے نہیں سنا اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ بیشک تم حضرت ﷺ سے ایک حدیث روایت کرتے ہو جس کو میں نے آپ ﷺ سے نہیں سنا یعنی شاید تم جھوٹ کہتے ہو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ماں باز رکھا تجھ کو اس سے شیشے اور سرمہ دانی نے اور مجھ کو کوئی چیز باز نہ رکھتی تھی اور یہ جعفر رضی اللہ عنہ کے ابتدا حال کا بیان ہے جبکہ مسلمانوں پر نہایت تنگی تھی پھر حضرت ﷺ کے اجود اللہ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو بہت وسعت دی یہاں تک کہ نہایت عمدہ جوتا پہنتے تھے اور نہایت عمدہ اونٹنیوں پر سوار ہوتے تھے اور جعفر رضی اللہ عنہ محتاجوں سے بہت محبت رکھتے تھے۔ (فتح)

٣٤٣٣ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ.

۳۴۳۳۔ شعبی سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب ابن جعفر رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے تو کہتے تھے سلام تجھ کو اے بیٹے دو بازو والے کے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف حدیث عبداللہ بن جعفر کے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ تجھ کو مبارک ہو کہ تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمان میں اڑتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا تو میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے اس کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہیں اور مراد

دونوں بازو سے دو بازو معنوی ہیں نہ حسی۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

بیان ہے ذکر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا

٣٤٣٤ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ.

٣٤٣٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب لوگوں میں قحط پڑتا تھا تو مینہ مانگتے تھے ساتھ وسیلے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم کے سو کہتے تھے کہ الٰہی بیشک ہم تھے وسیلہ پکڑتے طرف تیری اپنے پیغمبر ﷺ سے سو تو ہم کو پانی پلاتا تھا اور بیشک ہم وسیلہ پکڑتے ہیں طرف تیری اپنے نبی ﷺ کے چچا سے سو ہم کو پانی پلا سو وہ پانی پلائے جاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے اور عباس رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ سے دو یا تین برس بڑے تھے اور مشہور یہ ہے کہ وہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور اس واسطے کہ انہوں نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت نہ کی تھی اس واسطے عمر نے ان کو اہل شوریٰ میں داخل نہ کیا باوجود پہچاننے ان کے ساتھ فضیلت ان کی کے اور مینہ مانگنے ان کے ساتھ ان کے اور مغازی میں آئے گا کہ حضرت ﷺ نے ان کی بڑی بزرگی بیان کی اور عمر ان کی کچھ اوپر اسی برس کے تھی ٣٢ ہجری میں فوت ہوئے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ قَرَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ﷺ کے قرابت والوں کے مناقب کا بیان

فائدہ: مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو حضرت ﷺ کے قریب تر دادا کی طرف منسوب ہے اور وہ آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب ہیں ان لوگوں میں سے جنہوں نے حضرت ﷺ سے صحبت کی یا آپ ﷺ کو دیکھا مرد ہو یا عورت اور وہ علی رضی اللہ عنہ ہے اور اس کی اولاد حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ اور محسن رضی اللہ عنہ اور ام کلثوم فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اور جعفر رضی اللہ عنہ اور اس کی اولاد عبداللہ، عون، محمد اور عقیل بن ابی طالب اور اس کی اولاد مسلم اور حمزہ بن عبدالمطلب اور اس کی اولاد یعلی اور عمارہ اور امامہ اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم اور اس کی اولاد نر کہ دس مرد ہیں اور وہ فضل اور عبداللہ اور قثم اور عبیداللہ وغیرہ ہم تھے اور ان کی تین لڑکیاں ام حبیبہ اور آمنہ اور صفیہ اور معتب بن ابی لہب اور عباس بن عتبہ بن ابی

لہب اور عبداللہ بن زبیر اور اس کی بہن ضباعہ اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور اس کا بیٹا جعفر اور نوفل بن حارث اور اس کے دونوں بیٹے مغیرہ اور حارث اور اروی اور عاتکہ اور صفیہ بنات عبدالمطلب اور ان کے سوا باقی عورتوں میں اختلاف ہے اور ایک روایت میں باب کے آگے اتنا زیادہ ہے اور فضیلت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سردار ہیں بہشت کی عورتوں کی۔ (فتح)

٣٤٣٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ يَعْنِيْ مَالَ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيْدُوْا عَلَى الْمَأْكَلِ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ثُمَّ قَالَ إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيْلَتَكَ وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ فَتَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ

٣٤٣٥ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے صدیق رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا مانگتی تھیں ان سے اپنا حصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے اس مال سے کہ عطا کیا اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مانگتی تھیں صدقہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مدینے میں ہے اور فدک میں (کہ نام ہے ایک جگہ کا تین منزل مدینے سے) اور جو باقی تھا خمس خیبر سے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو تو اس مال اللہ سے صرف کھانے کے موافق ملے گا کھانے سے زیادہ ان کو نہیں ملے گا اور قسم ہے اللہ کی نہیں بدلتا میں کسی چیز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات سے جس حال پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے اور البتہ میں عمل کروں گا ان میں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں عمل کیا پھر علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا پھر کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بیشک ہم تمہاری فضیلت کو پہچانتے ہیں اور ذکر کیا ان کی قرابت کو کہ ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ان کے حق کو پھر صدیق رضی اللہ عنہ نے کلام کیا سو کہا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت محبوب تر ہے نزدیک میرے اس سے کہ جوڑوں میں اپنی قرابت کو۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح خمس میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے بھی اخیر قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھ کو اپنی قرابت سے محبوب تر ہے اور کہا یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنابر عذر بیان کرنے کے اس سے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے منع کیا۔ (فتح)

٣٤٣٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَّاقِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِهِ.

٣٤٣٦۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نگہبانی کرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ان کے اہل بیت کے حق میں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی تعظیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔

٣٤٣٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِيْ.

٣٤٣٧۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے سو جس نے ان کو ناراض کیا اس نے مجھ کو ناراض کیا۔

٣٤٣٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنِّيْ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ

٣٤٣٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی بیماری میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا سو ان سے کان میں بات کی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں پھر ان کو بلایا اور ان سے کان میں بات کی تو وہ ہنسنے لگیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے وہ بات پوچھی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار مجھ سے کان میں بات کی سو مجھ کو خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں انتقال فرمائیں گے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو میں روئی پھر مجھ سے کان میں بات کی سو مجھ کو خبر دی کہ میں سب اہل بیت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملوں گی تو میں ہنسی۔

أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ
زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان

فائدہ: وہ بیٹا عوام کا ہے ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی جمع ہوتے ہیں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قصی میں۔(فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُمِّيَ الْحَوَارِيُّوْنَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ زبیر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خالص مددگار ہیں اور حواریوں کا نام حواری اس واسطے رکھا گیا کہ ان کے کپڑے سفید تھے

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ شکاری تھے اور ضحاک سے روایت ہے کہ حواری دھوبی کو کہتے ہیں۔

٣٤٣٩ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيْدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتّٰى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصٰى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ قَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ وَقَالُوْهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ عُثْمَانُ وَقَالُوْا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ هُوَ فَسَكَتَ قَالَ فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٤٣٩۔ مروان بن حکم سے روایت ہے کہ رعاف کے سال عثمان رضی اللہ عنہ کو سخت نکسیر پہنچی یہاں تک کہ اس کو حج سے روکا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تو ایک قریشی مردان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ کسی کو اپنا خلیفہ بناؤ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا لوگوں نے یہ بات کہی ہے یعنی اس کے ساتھ راضی ہیں اس نے کہا ہاں عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کس کو خلیفہ بنانا کہتے ہیں تو وہ مرد چپ رہا پھر ایک اور مرد ان کے پاس آیا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ حارث تھا تو اس نے کہا کہ کسی کو اپنا خلیفہ بناؤ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا لوگ اس بات سے راضی ہیں اس نے کہا ہاں کہا اور وہ کون ہے جس کو کہتے ہیں تو وہ چپ رہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا پس شاید انہوں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو کہا ہوگا اس نے کہا ہاں کہا خبردار قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ وہ ان سے بہتر ہے میرے علم میں اور البتہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان سب سے پیارا تھا۔

فائدہ: داودی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد بہتر ہونے سے بہتر ہونا کسی خاص چیز میں ہو مانند حسن خلق کے اور اگر اپنے ظاہر پر محمول ہو تو یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کے معارض نہیں کہ پھر ہم اصحاب کو چھوڑتے تھے ایک کو دوسرے پر

فضیلت نہ دیتے تھے کہ یہ مقید ہے ساتھ زندگی حضرت ﷺ کی کے۔(فتح)

٣٤٤٠ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ مَرْوَانَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ قَالَ وَقِيْلَ ذَاكَ قَالَ نَعَمُ الزُّبَيْرُ قَالَ أَمَا وَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ خَيْرُكُمْ ثَلَاثًا.

۳۴۴۰۔ مروان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ایک مرد ان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ کسی کو اپنا خلیفہ بناؤ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہا ہاں زبیر رضی اللہ عنہ کو کہا خبردار ہو قسم ہے اللہ کی کہ البتہ تم جانتے ہو کہ وہ تم میں بہتر ہے تین بار کہا۔

٣٤٤١ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ هُوَ ابْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَّإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ.

۳۴۴۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا رہا ہے اور میرا خالص مددگار اور جانثار زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

٣٤٤٢ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ فِي النِّسَآءِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلٰى فَرَسِهٖ يَخْتَلِفُ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ قَالَ أَوَهَلْ رَأَيْتَنِيْ يَا بُنَيَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَّأْتِ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَيَأْتِيْنِيْ بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ.

۳۴۴۲۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہ جنگ خندق کے دن میں اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما عورتوں میں داخل کیے گئے یعنی بہ سبب کم سن ہونے کے سو میں نے نظر کی تو اچانک میں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہیں تو بنی قریظہ کی طرف جاتے آتے ہیں سو جب میں وہاں سے پھر آیا یعنی بعد فراغت کے جنگ سے تو میں نے کہا کہ اے باپ میں نے تجھ کو دیکھا کہ تم آتے جاتے تھے کہا اے بیٹے کیا تو نے مجھ کو دیکھا تھا میں نے کہا ہاں کہا حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو کفار بنی قریظہ میں جائے اور مجھ کو ان کی خبر لا دے پھر جب میں پھرا تو حضرت ﷺ نے میرے واسطے اپنے ماں باپ کو جمع کیا یعنی کہا کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

فائدہ: جب مدینے میں جنگ خندق ہوئی اور کافروں کے گروہوں کو شکست ہوئی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ہے کہ کفار بنی قریظہ کی خبر لا دے زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں جاتا ہوں اور بنی قریظہ کی خبر لا کر حضرت ﷺ کو دی۔

٣٤٤٣ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ أَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ فَضَرَبُوْهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلٰى عَاتِقِهٖ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ فَكُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِيْ فِيْ تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيْرٌ.

٣٤٤٣ ۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ یرموک کے دن اصحاب رضی اللہ عنہم نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم حملہ نہیں کرتے تو ہم بھی تمہارے ساتھ حملہ کریں تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کافروں پر حملہ کیا تو انہوں نے ان کو ان کے کندھے پر دو زخم مارے کہ ان کے درمیان ایک زخم تھا جو ان کو جنگ بدر کے دن لگا تھا عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں اپنی انگلیوں کو ان زخموں میں ڈالا کرتا تھا کھیلتا تھا اور میں چھوٹا تھا۔

فائدہ: یرموک ایک جگہ کا نام ہے شام میں عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدا میں وہاں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان لڑائی ہوئی مسلمانوں کی ایک جماعت اس میں شہید ہوئی آخر مسلمانوں کی فتح ہوئی اور تھا شہید ہونا زبیر رضی اللہ عنہ کا ۳۹ ہجری میں جمل کی لڑائی میں لڑائی چھوڑ کر پھر آئے راہ میں عمرو بن جرموز نے ان کو قتل کیا اور علی رضی اللہ عنہ کے پاس خوشخبری لایا کہ اس کو انعام دیں تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اس کو دوزخ کی خوشخبری دی اور زبیر رضی اللہ عنہ کے ترکہ کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ اس میں کس قدر برکت ہوئی۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ.

بیان میں ذکر طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے جو عشرہ مبشرہ میں ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انتقال فرمایا حضرت ﷺ نے اور حالانکہ آپ ان سے راضی تھے۔

فائدہ: طلحہ رضی اللہ عنہ کی نسب اس طور سے ہے طلحہ بن عبید بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ جمع ہوتا ہے ساتھ حضرت ﷺ کے مرہ میں ان کی عمر چہتر برس کی تھی جنگ جمل میں شہید ہوئے مروان بن حاکم نے ان کو تیر مارا ان کے گھٹنے میں لگا اس سے خون جاری ہوا پھر وہ خون بند نہ ہوا یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔ (فتح)

٣٤٤٤ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

٣٤٤٤ ۔ ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ باقی رہا ساتھ حضرت ﷺ کے بیچ بعض ان دنوں کے جن میں حضرت ﷺ نے لڑائی کی یعنی دن جنگ احد کے کوئی سوائے طلحہ رضی اللہ عنہ اور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِيْ قَاتَلَ فِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيْثِهِمَا.

سعد رضی اللہ عنہ کے حدیث ان دونوں کی سے یعنی بیان کی یہ حدیث ابوعثمان رضی اللہ عنہ سے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے۔

٣٤٤٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ الَّتِيْ وَقٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَلَّتْ.

٣٤٤٥۔ قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے ہاتھ طلحہ رضی اللہ عنہ کا جس کے ساتھ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا کہ بے کار ہو گیا تھا یعنی جب کہ بعض کافروں نے ارادہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماریں تو انہوں نے اپنا ہاتھ دے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ الزُّهْرِيِّ وَبَنُوْ زُهْرَةَ أَخْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ.

سعد بن ابی وقاص زہری رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان اور بنو زہرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں یعنی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں آمنہ ان سے ہیں اور ماں کی قرابت والے اخوال ہیں۔

٣٤٤٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ جَمَعَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

٣٤٤٦۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ میں نے سعد سے سنا کہتے تھے کہ جمع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے میرے ماں باپ اپنے دن احد کے۔

فائدہ: علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے واسطے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں کیا اور پہلے گزر چکا ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ کو جمع کیا تو تطبیق اس طور سے ہے کہ شاید علی رضی اللہ عنہ کو زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں پہنچی یا مراد ان کی ساتھ قید دن احد کے ہے۔

٣٤٤٧ - حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَأَنَا ثُلُثُ الْإِسْلَامِ.

٣٤٤٧۔ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور حالانکہ میں تیسرا حصہ اسلام کا تھا یعنی تا حال مجھ سے پہلے صرف دو ہی آدمی مسلمان ہوئے تھے۔

فائدہ: کہا سعد رضی اللہ عنہ نے یہ باعتبار اطلاع اپنی کے یعنی دو آدمی کے سوا اور کسی کے اسلام کی ان کو اطلاع نہ تھی اور اس کا سبب یہ ہے کہ ابتدا اسلام میں جو آدمی مسلمان ہوتا تھا اپنا اسلام پوشیدہ رکھتا تھا اور شاید مراد ان کی دو دوسروں

سے خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا قطعا مسلمان ہو چکی تھیں پس شاید انھوں نے مردوں کو خاص کیا ہے۔(فتح)

٣٤٤٨ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ زَآئِدَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ يَّقُوْلُ مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ أَسْلَمْتُ فِيْهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَّإِنِّيْ لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ تَابَعَهُ أَبُوْ أُسَامَةَ.

٣٤٤٨ ـ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں مسلمان ہوا کوئی مگر اس دن میں جس میں میں مسلمان ہوا اور البتہ میں ساتھ روز ٹھہرا اور حالانکہ میں تیسرا حصہ اہل اسلام کا تھا۔

حَدَّثَنَا هَاشِمٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ إِنِّيْ لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا يَضَعُ الْبَعِيْرُ أَوِ الشَّاةُ مَا لَهٗ خِلْطٌ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُوْ أَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ إِذًا وَّضَلَّ عَمَلِيْ وَكَانُوْا وَشَوْا بِهٖ إِلٰى عُمَرَ قَالُوْا لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيْ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ثُلُثُ الْإِسْلَامِ يَقُوْلُ وَأَنَا ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور دوسری روایت میں ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک میں اول عرب کا ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا اور تھے ہم جہاد کرتے ساتھ ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہمارے واسطے کچھ کھانا نہ تھا مگر پتے درخت کے یعنی صرف یہی کھا کر گزران کرتے تھے یہاں تک کہ ایک ہم میں سے البتہ پاخانہ پھرتا تھا جیسے مینگنیاں کرتا ہے اونٹ یا بکری اس کے واسطے کچھ آمیزش نہ تھی یعنی اس کی اجزا آپس میں ملتی نہیں تھی بہ سبب خشکی کے پھر ہو گئے بنو اسد کہ البتہ مجھ کو اسلام پر ملامت سکھاتے ہیں یا مجھ کو توبیخ کرتے ہیں یعنی مجھ کو نماز کی تعلیم کرتے ہیں یا کہتے ہیں کہ تو نماز اچھی طرح نہیں پڑھتا البتہ میں خراب ہوا اگر ان کی تعلیم کا محتاج ہوا اور میرا عمل برباد ہوا اور بنو اسد نے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کی چغلی کی تھی کہا تھا کہ وہ نماز خوب نہیں پڑھتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جس دن میں مسلمان ہوا تھا اس دن اور کوئی مسلمان نہ ہوا تھا تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے پہلے کوئی مسلمان نہ ہوا تھا لیکن یہ محمول ہے ان کے علم پر اس وقت یعنی سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات باعتبار اپنے علم کے کہی تھی اس واسطے کہ ان سے پہلے ایک جماعت مسلمان ہو چکی تھی لیکن سعد رضی اللہ عنہ کو ان کا اسلام معلوم نہ تھا اور یہ جو

کہا کہ میں نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر چلایا تو مراد اس سے وہ لڑائی ہے جو پہلے پہل مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ہوئی اور اس کا بیان اس طور سے ہے کہ سنہ اول ہجری میں حضرت ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا تا کہ کفار قریش کے قافلے سے ملیں تو انہوں نے آپس میں تیر اندازی کی تو پہلے پہل سعد رضی اللہ عنہ نے تیر پھینکا۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ أَصْهَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيْعِ

حضرت ﷺ کے دامادوں کا بیان ایک ان میں سے ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ ہیں

فائدہ: گویا اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ترجمہ کے طرف اس حدیث کے جو عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا یہ کہ نکاح کروں میں کسی سے اور نہ نکاح کر دوں کسی کو مگر کہ میرے ساتھ بہشت میں ہو تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کی اور ابوالعاص نے حضرت ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور زینب رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی سب بیٹیوں سے بڑی تھیں اور تحقیق قید ہوا تھا ابوالعاص دن جنگ بدر کے ساتھ مشرکین کے اور بدلا دیا اس کا زینب رضی اللہ عنہا نے تو حضرت ﷺ نے اس پر شرط کی کہ زینب رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کے پاس بھیج دے تو اس نے وعدہ پورا کیا پس یہی معنی ہیں ان کے قول کے حدیث کے اخیر میں کہ اس نے مجھ سے وعدہ کیا سو پورا کیا پھر ابوالعاص دوسری بار قید ہوا تو پناہ دی اس کو زینب رضی اللہ عنہا نے تو مسلمان ہو گئے تو حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کو اس کے نکاح میں پھیر دیا تو زینب رضی اللہ عنہا نے ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو جنم دیا اور وہ لڑکا حضرت ﷺ کی زندگی میں بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو گیا اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے "منھم" طرف اس شخص کے جس کو اس نے ذکر نہیں کیا مانند عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے اور ان تینوں کے سوا اور کسی نے حضرت ﷺ کی بیٹیوں سے نکاح نہیں کیا مگر ابولہب کے بیٹے نے رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا پھر اس نے ان کو چھوڑ دیا تھا تو نکاح کیا ان سے عثمان رضی اللہ عنہ نے۔ (فتح)

٣٤٥٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِيْ جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ فَأَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِيْ جَهْلٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٤٥٠۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام کیا ابوجہل کی بیٹی سے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی سو حضرت ﷺ کے پاس آئیں پس کہا کہ آپ ﷺ کی قوم گمان کرتی ہے کہ آپ ﷺ اپنی بیٹیوں کے واسطے غصہ نہیں کرتے اور یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں کہ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے یعنی خطبہ کے واسطے تو میں نے آپ ﷺ سے سنا جبکہ آپ ﷺ نے خطبے میں تشہد کہا فرماتے تھے حمد وصلوۃ کے بعد

فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ يَقُوْلُ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثَنِيْ وَصَدَقَنِيْ وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ وَإِنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ يَّسُوْئَهَا وَاللهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مِّسْوَرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَّهُ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ فَصَدَقَنِيْ وَوَعَدَنِيْ فَوَفٰى لِيْ.

بات تو یہ ہے کہ بیشک میں نے ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا سو اس نے مجھ سے بات کی سو سچ کہا یعنی یہ کہ زینب رضی اللہ عنہا پر دوسرا نکاح نہ کرے گا اور اس طرح علی رضی اللہ عنہ نے اور یہ کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ایک ٹکڑا ہے اور میں ان کے رنج کو برا جانتا ہوں قسم ہے اللہ کی کہ اللہ کے پیغمبر کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مرد کے پاس جمع نہ ہوں گی تو علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام چھوڑ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ مسور نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ذکر کیا اپنے داماد کو بنی عبدشمس سے تو اس کی تعریف کی اس کی دامادی میں اور اس کو نیک کہا فرمایا اس نے مجھ سے بات کی سو سچ کہا سو مجھ سے وعدہ کیا تو اس کو پورا کیا۔

فائدہ: علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے عموم جواز کو لیا تھا پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے اس سے اعراض کیا اور نکاح کا پیغام چھوڑ دیا پس کہتے ہیں کہ نکاح کیا تھا اس سے عتاب بن اسید نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطبہ پڑھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تا کہ عام کریں حکم کو لوگوں میں کہ لیں اس کو لوگ یا بطور وجوب کے یا بطور ادب کے اور یہ جو کہا کہ اس نے مجھ سے بات کی تو سچ کہا تو شاید اس نے اپنی جان پر شرط کی تھی کہ زینب رضی اللہ عنہا پر دوسرا نکاح نہ کرے گا اور اس طرح علی رضی اللہ عنہ نے پس اگر اس طرح ہو تو وہ محمول ہے اس پر کہ علی رضی اللہ عنہ شرط کو بھول گئے تھے پس اس واسطے اقدام کیا منگنی پر یا نہیں واقع ہوئی تھی اس پر شرط اس واسطے کہ نہیں تصریح کی ساتھ شرط کے لیکن ان کو لائق تھا کہ رعایت کرتے اسقدر کو پس اس واسطے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عتاب واقع ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کسی کو روبرو کر کے عتاب کرتے تھے اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں میں ظاہر کیا واسطے مبالغہ کے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی میں اور تھا یہ واقع فتح مکہ کے بعد اور اس وقت کوئی بیٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے سوا زندہ نہ تھی اور آپ کو اپنی بیٹیوں کے فوت ہو جانے کا رنج تھا پس دوسرا نکاح کرنے سے ان کو اور زیادہ رنج ہوتا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے بیان میں مناقب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے

فائدہ: زید بنی قلب کی قوم میں سے ہیں کفر کی حالت میں قید ہو کر آئے تھے تو خریدا ان کو حکیم بن حزام نے واسطے

اپنی پھوپھی خدیجہ کے تو حضرت ﷺ نے خدیجہ سے اس کو بخشوا لیا اس کے بعد اس کا باپ اور چچا مکے میں آئے تو انہوں نے چاہا کہ اس کو بدلا دے کر چھڑائیں تو حضرت ﷺ نے اس کو اختیار دیا کہ خواہ آپ کے پاس رہے یا باپ کے ساتھ جائے تو اختیار کیا انھوں نے اس بات کو کہ حضرت ﷺ کے پاس رہیں یعنی کہا کہ میں جاتا نہیں آپ ﷺ ہی کے پاس رہوں گا اور کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں آپ ﷺ کے بعد کسی کو اختیار نہیں کروں گا اور شہید ہوئے زید رضی اللہ عنہ جنگ موتہ میں اور اسامہ رضی اللہ عنہ مدینے میں فوت ہوئے۔ (فتح)

وَقَالَ الْبَرَآءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا.

یعنی اور براء نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ تو ہمارا بھائی اور ہمارا آزاد کردہ ہے۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا۔

٣٤٥١ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَّأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ تَطْعُنُوْا فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُوْنَ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِّلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهٗ.

٣٤٥١ ـ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر کافروں پر بھیجا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا تو بعض لوگوں نے ان کی سرداری میں طعن کیا کہ چھوٹا بڑوں پر کیوں سردار ہوا یعنی اس واسطے کہ وہ بہ نسبت اور لشکر کے کم سن تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اب طعنہ کرتے ہو اسامہ رضی اللہ عنہ کی سرداری میں تو البتہ تم تو اس سے پہلے اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں بھی طعنہ دیتے تھے یعنی جنگ موتہ میں اور قسم ہے اللہ کی بیشک زید رضی اللہ عنہ سرداری کے لائق تھا اور بیشک وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا اور البتہ یہ اسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سب لوگوں میں سے میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے۔

فائدہ: مراد لشکر سے وہ لشکر ہے جس کے سامان تیار کرنے کا حضرت ﷺ نے اپنی مرض الموت میں حکم فرمایا تھا اور فرمایا کہ جاری کرو اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو تو صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد اس کو جاری کیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سرداری آزاد کردہ غلام کی اور حاکم بنانا چھوٹوں کو بڑوں پر اور حاکم بنانا مفضول کا فاضل پر اس واسطے کہ جس لشکر پر اسامہ رضی اللہ عنہ سردار تھے اس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ (فتح)

٣٤٥٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

٣٤٥٢ ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک قیافہ شناس میرے پاس آیا اور حضرت ﷺ حاضر تھے اور اسامہ بن

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ وَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ وَّأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ قَالَ فَسُرَّ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْجَبَهُ فَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ.

زید رضی اللہ عنہما اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ دونوں لیٹے تھے تو کہا کہ بیشک یہ اقدام ان کا بعض بعض سے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خوش ہوئے اور اس نے آپ کو تعجب میں ڈالا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی خبر دی۔

فائدہ: اس کی شرح فرائض میں آئے گی۔

بَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

باب ہے بیان میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے

٣٤٥٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُوْمِيَّةِ فَقَالُوْا مَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۴۵۳ ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک قریش کو یعنی اصحاب کو کہ قریش سے تھے فکر میں ڈالا عورت مخزومیہ کے حال نے جس نے چوری کی تھی تو انہوں نے آپس میں کہا کہ نہیں جرات کرتا کہنے کی یعنی سفارش کرنے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مقدمے میں کوئی مگر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح حدود میں آئے گی اور غرض اس سے قول اس کا ہے اس کے بعض طرق میں کہ کون ہے کہ جرات کرے کلام کرنے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہیں اور لوگ کہتے تھے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں واسطے اس چیز کے کہ پہچانتے تھے اس کے سے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے اس کے باپ سے محبت رکھتے تھے یہاں تک کہ اس کو اپنا متبنّٰی بنایا تھا پس لوگ کہتے تھے زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی ماں ام ایمن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماں کہتے تھے اور تھے بٹھاتے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ران پر بعد اس کے کہ بڑے ہوئے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ذَهَبْتُ أَسْأَلُ الزُّهْرِيَّ عَنْ حَدِيْثِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ فَصَاحَ بِيْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَلَمْ تَحْمِلْهُ عَنْ أَحَدٍ قَالَ وَجَدْتُهُ فِيْ كُتُبٍ كَانَ كَتَبَهُ أَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت مخزومیہ نے چوری کی تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ کون ہے کہ سفارش کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مقدمہ میں سو نہ جرات ہوئی کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنے کے سو کلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بنی

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ بَنِي مَخْزُوْمٍ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجْتَرِئْ أَحَدٌ أَنْ يُكَلِّمَهُ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ بَنِي إِسْرَآئِيْلَ كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ قَطَعُوْهُ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

اسرائیل کا دستور تھا کہ جب ان میں کوئی شریف اور رئیس چوری کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے بغیر سزا کے اور جب ان میں کوئی بیچارا غریب چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے اور اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوتیں تو البتہ میں ان کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

٣٤٥٤ ـ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَبَّادٍ يَّحْيَى بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا الْمَاجِشُوْنُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا وَّهُوَ فِي الْمَسْجِدِ إِلٰى رَجُلٍ يَّسْحَبُ ثِيَابَهُ فِي نَاحِيَةٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ انْظُرْ مَنْ هٰذَا لَيْتَ هٰذَا عِنْدِيْ قَالَ لَهُ إِنْسَانٌ أَمَا تَعْرِفُ هٰذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ أُسَامَةَ قَالَ فَطَأْطَأَ ابْنُ عُمَرَ رَأْسَهُ وَنَقَرَ بِيَدَيْهِ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ لَوْ رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهُ.

٣٤٥٤ ۔عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ ایک دن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نظر کی اور حالانکہ وہ مسجد میں تھے طرف ایک مرد کی جو اپنے کپڑے گھسیٹتا ہے مسجد کے ایک کنارے میں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دیکھ یہ مرد کون ہے کاش کے یہ میرے قریب ہوتا کہ میں اس کو نصیحت کرتا تو ایک آدمی نے اس سے کہا کہ اے ابا عبدالرحمٰن کیا تو اس کو نہیں پہچانتا یہ محمد اسامہ کا بیٹا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا سر نیچے ڈالا اور اپنے دونوں ہاتھ سے زمین کھودی یعنی جیسے کہ فکر مند آدمی کی عادت ہے کہ زمین کو کھودتا ہے پھر کہا کہ اگر اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو البتہ اس کو دوست رکھتے۔

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یقین کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ دیکھا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے واسطے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کے اور ان کی اولاد کے پس قیاس کیا اسامہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو اوپر اس کے۔ (فتح)

٣٤٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّيْ

٣٤٥٥ ۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکڑتے اس کو اور حسن کو سو کہتے تھے کہ الٰہی ان دونوں کو دوست رکھ کہ بیشک میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔

أُحِبُّهُمَا وَقَالَ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ وَكَانَ أَيْمَنُ بْنُ أُمِّ أَيْمَنَ أَخَا أُسَامَةَ لِأُمِّهِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَرَآهُ ابْنُ عُمَرَ لَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ أَعِدْ.

٣٤٥٦ ـ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ إِذْ دَخَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ أَعِدْ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ رَاٰى هٰذَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهُ فَذَكَرَ حُبَّهُ وَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ قَالَ وَزَادَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ سُلَيْمَانَ وَكَانَتْ حَاضِنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٤٥٦۔ اور حرملہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے غلام آزاد سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ ناگہاں حجاج بن ایمن مسجد کے اندر آیا یعنی اور ایمن اسامہ رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا ماں کی طرف سے تو اس نے نماز پڑھی سو نہ اپنا رکوع تمام کیا اور نہ سجدہ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ نماز پھر پڑھ پھر جب وہ پیٹھ دے کر چلا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ یہ کون مرد ہے میں نے کہا کہ حجاج بن ایمن بن ام ایمن تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھتے تو البتہ اس کو دوست رکھتے پھر ذکر کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے محبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسامہ رضی اللہ عنہ سے اور ایمن کی اولاد سے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن رضی اللہ عنہا کی اولاد سے محبت رکھتے تھے خواہ مرد ہو یا عورت اور بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ میرے بعض اصحاب نے سلیمان سے اتنا زیادہ کیا ہے کہ ام ایمن نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں پالا تھا۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب ہے بیان میں مناقب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے

فائدہ: اور وہ ایک ہیں عبادلہ میں سے اور فقہا صحابہ میں سے ہیں اور ان سے روایت میں بہت ہیں اور ان کی ماں کا نام زینب ہے ان کی پیدائش مبعث سے دوسرے یا تیسرے سال میں ہے اور ۷۴ھ ہجری میں فوت ہوئے حجاج نابکار کے حکم سے کسی نے ان کے پاؤں میں زہر آلود برچھی ماری اس سے بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔ (فتح)

٣٤٥٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْ حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَاٰى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرٰى رُؤْيَا أَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا أَعْزَبَ وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِيْ فَذَهَبَا بِيْ إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيْهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِيْ لَنْ تُرَاعَ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ قَالَ سَالِمٌ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيْلًا.

٣٤٥٧۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دستور تھا کہ جب کوئی خواب دیکھتا تھا تو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا تھا اور تھا میں لڑکا نوجوان مجرد اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مسجد میں سویا کرتا تھا سو میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے دو فرشتوں نے مجھ کو پکڑا سو مجھ کو دوزخ کی طرف لے گئے تو ناگہاں وہ گول بنی ہوئی تھی ہند گولائی کنویں کے یعنی اس کا منہ گول تھا اور ناگہاں اس کے واسطے دو سینگ یعنی اس کی دونوں طرف دو چھوٹی دیواریں ہیں جس پر لکڑی رکھتے ہیں اور ناگہاں اس میں آدمی ہیں جن کو میں نے پہچانا تو میں نے دوزخ کو دیکھ کر کہنا شروع کیا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے تو ایک اور فرشتہ ان دونوں سے ملا تو اس نے مجھ سے کہا کہ تو مت ڈر سو میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ اچھا مرد ہے اگر رات کو تہجد کی نماز بھی پڑھا کرتا سالم نے کہا کہ اس رات سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بہت کم سوتے تھے۔

فائدہ: اس کی کچھ شرح نماز میں گزر چکی ہے اور کچھ تعبیر میں آئے گی۔

٣٤٥٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ

٣٤٥٨۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نیک مرد ہے۔

عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ.

بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارٍ وَّحُذَيْفَةَ

باب ہے بیان میں مناقب عمار اور حذیفہ رضی اللہ عنہما کے

فائدہ: عمار پس وہ بیٹا یاسر کا ہے وہ اور ان کا باپ ابتدا میں اسلام لائے تھے اور ابوجہل نے ان کی ماں کو مار ڈالا تھا سو پہلے پہل اسلام میں وہی شہید ہوئیں اسلام میں انہوں نے کافروں کے ہاتھ سے بہت تکلیف پائی تھی اور حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی پرانے مسلمانوں میں سے ہیں اور شہید ہوئے عمار جنگ صفین میں ساتھ علی رضی اللہ عنہ کے قتل کیا ان کو معاویہ کے لشکر نے۔ (فتح)

٣٤٥٩ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَآءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا اَبُو الدَّرْدَآءِ فَقُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمُ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَلَيْسَ فِيْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُ اَحَدٌ غَيْرُهٗ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ يَقْرَاُ عَبْدُ اللّٰهِ ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ فَقَرَاْتُ ﴿وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى﴾ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَقْرَاَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنْ فِيْهِ اِلٰى فِيَّ.

٣٤٥٩۔ علقمہ سے روایت ہے کہ میں شام میں آیا تو میں نے شام کی مسجد میں دو رکعتیں نماز پڑھی پھر میں نے کہا کہ الٰہی! میسر کر میرے لیے ہمنشیں نیک تو میں ایک گروہ کے پاس آیا اور ان کے پاس بیٹھا تو اچانک ایک بزرگ آئے یہاں تک کہ میرے پہلو میں بیٹھے میں نے کہا کہ یہ کون مرد ہے لوگوں نے کہا کہ ابودرداء رضی اللہ عنہ صحابی ہیں تو میں نے کہا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی یہ کہ میسر کرے میرے لیے ساتھی نیک تو اللہ نے تجھے میرے لیے میسر کیا۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے؟ میں نے کہا کوفہ والوں میں سے کہا کیا نہیں نزدیک تمہارے ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صاحب دو جوتوں اور تکیہ اور وضو کے برتن والا اور کیا نہیں تم میں وہ شخص جس کو پناہ دی ہے اللہ نے شیطان سے یعنی اپنے نبی کی زبان پر یعنی عمار رضی اللہ عنہ کیا نہیں تم میں صاحب سر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جس کو اس کے سوا کوئی نہ جانتا تھا یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ پھر کہا کس طرح پڑھتا ہے عبداللہ رضی اللہ عنہ ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ تو پڑھا میں نے اوپر اس کے ﴿وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى﴾ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اللہ کی کہ بیشک پڑھائی ہے مجھ کو وہ سورہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ سے میرے منہ میں یعنی روبرو پڑھائی۔

فائدہ: یہ جو ابوالدردا نے کہا کہ کیا تم میں ابن ام عبد رضی اللہ عنہ نہیں تو مراد ان کی یہ ہے کہ انھوں نے سمجھا تھا کہ وہ طلب علم کے واسطے آئے ہیں سو ان کے واسطے بیان کیا کہ تمہارے پاس ایسے علماء ہیں کہ ان کے ہوتے تجھ کو کسی اور کی حاجت نہیں اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ محدث نہ کوچ کرے اپنے شہر سے یہاں تک کہ وہاں کے عالموں کا سب علم سیکھ لے اور صاحب نعلین اس واسطے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کو اٹھاتے تھے اور ان کی خبر گیری کرتے تھے اور مراد تعریف ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ساتھ خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ کہ وہ واسطے شدت ملازمت ان کی کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ سبب ان امروں کے لائق ہے کہ ہو نزدیک ان کے علم سے وہ چیز جو بے پروا کرتی ہے طالب ان کے کو غیر ان کے سے اور یہ جو کہا کہ اپنے نبی کی زبان پر تو مراد اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے ہائے افسوس! عمار رضی اللہ عنہ ان کو بہشت کی طرف بلائیں گے اور وہ ان کو دوزخ کی طرف بلائیں گے اور احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مراد ہو کہ نہیں اختیار ملا عمار رضی اللہ عنہ کو درمیان دو امروں کے مگر کہ سخت تر کو اختیار کیا پس سخت امر کو اختیار کرنا چاہتا ہے کہ اس کو شیطان سے پناہ ہو جس کی شان ہے حکم کرنا ساتھ سرکشی کے اور ایک روایت میں ہے کہ عمار ناخنوں تک ایمان سے بھرا گیا ہے اور یہ صفت نہیں واقع مگر اس کے واسطے جو شیطان سے پناہ میں ہوا اور مراد صاحب سر سے وہ چیز ہے جو بتلائی ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کے حال سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ابوالدردا رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق روایت آئی ہے اور ایک روایت میں وِسَادًا کے بدلے سِوَاكِ کے لفظ آئے ہیں اور ایک روایت میں سَوَادِ کے اور سِوَادِ کے معنی پوشیدہ باتیں ہیں (فتح) اور کہتے ہیں کہ اول یہ آیت صرف اس قدر نازل ہوئی وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى پھر اس کے بعد وَمَا خَلَقَ نازل ہوا اور شاید ابوالدردا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع نہیں ہوئی اور اصحاب کو اطلاع ہوئی پس اب وہ بھی متواتر میں داخل ہے۔ (ت)

۳۴۶۰ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَجَلَسَ اِلٰى اَبِي الدَّرْدَآءِ فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَآءِ مِمَّنْ اَنْتَ قَالَ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَلَيْسَ فِيْكُمْ اَوْ بَيْنَكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَمَّارًا قُلْتُ بَلٰى قَالَ اَوَلَيْسَ فِيْكُمْ

۳۴۵۸ ۔ ابراہیم سے روایت ہے کہ علقمہ شام میں گیا سو جب مسجد میں داخل ہوا تو کہا الٰہی میسر کر میرے لیے کوئی ساتھی نیک سو بیٹھا پاس ابوالدرداء کے تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے کہا کوفہ والوں سے کہا کیا نہیں تم میں یا تم میں سے وہ شخص جس کو پناہ دی اللہ نے اپنے نبی کی زبان پر یعنی شیطان سے یعنی عمار رضی اللہ عنہ کو میں نے کہا کیوں نہیں کہا کیا نہیں تم میں صاحب بھید کا کہ نہیں جانتا ہے اس کو سوائے اس کے یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ میں نے کہا کیوں نہیں پھر کہا کیا نہیں تم میں مسواک والا یا پوشیدہ باتوں والا کہا کیوں نہیں کہا کس طرح

اَوْ مِنكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِیْ لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ يَعْنِیْ حُذَيْفَةَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ اَلَيْسَ فِيكُمْ اَوْ مِنكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ اَوِ السَّوَادِ قَالَ بَلٰى قَالَ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى﴾ قُلْتُ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى قَالَ مَازَالَ بِیْ هٰٓؤُلَاءِ حَتّٰى كَادُوْا يَسْتَزِلُّوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ پڑھتا ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ الآیۃ کو میں نے کہا ﴿وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى﴾ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیشہ رہے یہ لوگ لپٹے ساتھ میرے یہاں تک کہ قریب تھا کہ پھسلائیں مجھ کو اس چیز سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِیْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور ان کا نسب اس طور سے ہے ابوعبیدہ بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن وہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر جمع ہوتے ہیں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فہر میں۔ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام میں حاکم تھے وہاں وبا عام پڑی اس میں ان کا انتقال ہوا ۱۸ ہجری میں۔ (فتح)

٣٤٦١ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنًا وَّإِنَّ أَمِيْنَنَا أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.

۳۴۶۱۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک امت کا ایک معتمد امانت دار ہے اور ہمارا معتمد امانت دار امت میری ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہے جراح کا بیٹا۔

فائدہ: صورت اس کی صورت مذمت کی ہے لیکن مراد ساتھ اس کے اختصاص ہے یعنی امت ہماری جو مخصوص ہے امتوں کے درمیان سے اور صفت امانت کی اگر چہ مشترک ہے درمیان اس کے اور درمیان غیر اس کے کے لیکن سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے واسطے اس میں زیادہ خصوصیت ہے لیکن خاص کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک بڑے کو ساتھ ایک فضیلت کے اور وصف کیا اس کو ساتھ اس کے پس اشعار کیا ساتھ قدر زائد کے بیچ اس کے اس کے غیر پر مانند حیا کی عثمان رضی اللہ عنہ میں اور قضا کے علی میں اور مانند اس کے۔ (فتح)

٣٤٦٢ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ

۳۴۶۲۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے فرمایا کہ البتہ بھیجتا ہوں میں تمہاری طرف امین

حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ نَجْرَانَ لَأَبْعَثَنَّ يَعْنِي عَلَيْكُمْ يَعْنِي أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَأَشْرَفَ أَصْحَابُهُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

کو کہ لائق امانت داری کے یعنی جو اصل حق امانتداری کا ہے وہ اس میں پایا جاتا ہے تو حضرت ﷺ کے اصحاب نے حکومت کے واسطے تمنا کی یعنی حکومت میں رغبت کے واسطے حرص کے اوپر حاصل کرنے صفت مذکورہ کے یعنی امانت کے نہ حکومت محض پر تو حضرت ﷺ نے ابوعبیدہ کو بھیجا۔

فائدہ: نجران ایک شہر ہے قریب یمن کے اور اس کا نام عبدالمسیح تھا نویں سال حضرت ﷺ کے پاس آئے تھے۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان

فائدہ: دونوں کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس واسطے جمع کیا کہ اکثر مناقب میں دونوں مشترک ہیں اور امام حسن رضی اللہ عنہ ہجرت سے تیسرے سال پیدا ہوئے اور سنہ پچاس ہجری میں زہر سے وفات پائی اور امام حسین رضی اللہ عنہ ہجرت سے چوتھے سال پیدا ہوئے اور ۶۱ ہجری میں عاشورے کے دن کربلا میں شہید ہوئے جو عراق کی زمین سے ہے اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب معاویہ فوت ہو گئے اور ان کا بیٹا یزید خلیفہ ہوا تو کوفہ والوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ہم آپ کے مطیع اور تابعدار ہیں تو حسین رضی اللہ عنہ ان کی طرف نکلے اور عبیداللہ بن زیاد ان سے پہلے کوفہ میں جا پہنچا اور اکثر لوگوں کو حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے پھیر دیا پھر قتل کیا اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے مسلم کو پہلے بھیج دیا تھا تا کہ لوگوں سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے واسطے بیعت لے پھر اس کی طرف لشکر تیار کیا اور ان سے لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہوئے امام حسین رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت ان کے گھر والوں سے اور یہ قصہ مشہور ہے پس ہم اس کے بیان کو دراز نہیں کرتے اور شاید کتاب الفتن میں اس کا کچھ بیان ہوگا۔

قَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَانَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ سے معانقہ کیا

فائدہ: یہ حدیث بیع میں گزر چکی ہے۔

٣٤٦٣ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى عَنِ الْحَسَنِ سَمِعَ أَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ إِلٰى جَنْبِهِ يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّإِلَيْهِ مَرَّةً وَّيَقُولُ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ

۳۴۶۳۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا منبر پر اور حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پہلو میں تھے ایک بار یعنی کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ صلح کر دے اس کے سبب سے

اللّٰہَ أَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.

مسلمانوں کے دو گروہوں میں۔

فائدہ: اس کی شرح فتن میں آئے گی۔

٣٤٦٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ کَانَ یَأْخُذُهٗ وَالْحَسَنَ وَیَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّیْ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا أَوْ کَمَا قَالَ.

٣٤٦٤۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکڑتے ان کو اور حسن رضی اللہ عنہ کو اور فرماتے تھے کہ الٰہی میں ان کو دوست رکھتا ہوں سو تو بھی ان کو دوست رکھ۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٣٤٦٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ إِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِیَ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ زِیَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَام فَجُعِلَ فِیْ طَسْتٍ فَجَعَلَ یَنْکُتُ وَقَالَ فِیْ حُسْنِهٖ شَیْئًا فَقَالَ أَنَسٌ کَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ.

٣٤٦٥ ـ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا سر عبیداللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا اور ایک طشت میں رکھا گیا تو وہ ناپاک اپنی چھڑی ان کی ناک اور آنکھ میں ڈالنے لگا اور ان کے حسن میں کچھ کہا یعنی ان کے حسن میں عیب کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے حسین رضی اللہ عنہ مشابہ اہل بیت میں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تھا سر مبارک ان کا رنگا ہوا وسمہ سے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا کہ اپنی چھڑی اٹھا کہ میں نے اس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک دیکھا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کو چومتے تھے اور وسمہ سے رنگا ہوا تھا یعنی مائل بسیاہی تھا کہ اس سے خضاب کیا کرتے تھے۔

٣٤٦٦ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عَدِیٌّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلٰی عَاتِقِهٖ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّیْ أُحِبُّهٗ فَأَحِبَّهٗ.

٣٤٦٦ ـ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر تھے آپ فرماتے تھے الٰہی میں ان کو دوست رکھتا ہوں سو تو بھی ان کو دوست رکھ۔

٣٤٦٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُوْلُ بِأَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ لَيْسَ شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ.

٣٤٦٧ ـ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حالانکہ وہ حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھاتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ میرا باپ قربان ہو کہ یہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں اور علی رضی اللہ عنہ ہنستے تھے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کسی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں دیکھا تو جواب یہ ہے کہ منفی محمول ہے عموم شبہ پر اور مثبت معظم پر۔

٣٤٦٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَّصَدَقَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَّاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِهِ.

٣٤٦٨ ـ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نگاہ رکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور تعظیم کو ان کے اہل بیت کے حق میں۔

فائدہ: اس کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

٣٤٦٩ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ وَّقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَنَسٌ قَالَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ.

٣٤٦٩ ـ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ تھا کوئی زیادہ مشابہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سے۔

فائدہ: یہ معارض ہے ابن سیرین کی روایت کو کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت مشابہ تھے تو ممکن ہے تطبیق بایں طور کہ شاید انس رضی اللہ عنہ نے یہ بات حسن رضی اللہ عنہ کی زندگی میں کہی ہو کہ وہ اس وقت اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ مشابہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پہلی روایت ان کے فوت ہونے کے بعد کہی ہو یا مراد اس کی جو حسین رضی اللہ عنہ کو مشابہ ہونے میں فضیلت دیتا ہے ماسوائے حسن رضی اللہ عنہ کے ہے اور احتمال ہے کہ ہو ہر ایک دونوں میں سے زیادہ تر مشابہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اعضا میں چنانچہ روایت ہے کہ تھے حسن رضی اللہ عنہ زیادہ تر مشابہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

سر سے سینہ تک اور حسین رضی اللہ عنہ اس سے نیچے اور امام حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے سوا اور بھی کئی آدمی ہیں جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کہا جاتا ہے اور وہ پندرہ صحابی رضی اللہ عنہم ہیں اور امام مہدی علیہ السلام جو پچھلے زمانے میں پیدا ہوں گے وہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں ان کا نام اور ان کے باپ کا نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کے نام سے موافق ہو گا۔ (فتح)

٣٤٧٠ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِیْ یَعْقُوْبَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِیْ نُعْمٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ یَقْتُلُ الذُّبَابَ فَقَالَ أَهْلُ الْعِرَاقِ یَسْأَلُوْنَ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ ابْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا.

٣٤٧٠ ـ ابن ابی نعم سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ پوچھا اسے ایک مرد نے حال محرم کے سے یعنی جو احرام میں ہو کر مار ڈالے مکھی کو تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عراق والے مکھی کے مارنے کا حکم پوچھتے ہیں اور بیشک انہوں نے مار ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں یعنی حسنین رضی اللہ عنہما دو پھول میرے ہیں دنیا سے یعنی اس واسطے کہ پھول کی طرح اولاد کو بھی سونگھا اور چوما جاتا ہے۔

فائدہ: مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تعجب کرنا ہے حرص اہل عراق کے سے تھوڑی چیز کے پوچھنے میں اور قصور کرنے ان کے سے بڑی چیز میں اور ایوب سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حسین رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھیلتے تھے تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت رکھتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں کس طرح محبت نہ رکھوں اور حالانکہ وہ دونوں میرے پھول ہیں دنیا سے میں ان کو سونگھتا ہوں۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ مَوْلٰی أَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب ہے بیان میں مناقب بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کے جو غلام آزاد ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: مشہور یہ ہے کہ وہ حبشی ہیں ایک کافر کے غلام تھے پھر خریدا ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور حالانکہ وہ پتھروں میں دبے ہوئے تھے یعنی کافروں نے اسلام کی عداوت سے ان کو اتنے پتھر مارے تھے کہ وہ پتھروں میں دب گئے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْكَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ

یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں اپنے آگے تیرے جوتے کی آہٹ سنی

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٣٤٧١ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

٣٤٧١ ـ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عمر

الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ أَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِيْ بِلَالًا:

فاروق رضی اللہ عنہ کہتے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور آزاد کیا انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال کو۔

فائدہ: مراد عمر رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ بلال سرداروں میں سے ہے یہ مراد نہیں کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں یہ ابن تین نے کہا ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ مراد اول سے حقیقی معنی ہیں اور دوسرے سے مجازی۔ کہا ہے اس کو بطور تواضع کے یا کہ سرداری افضلیت کو ثابت نہیں کرتی۔ (فتح)

۳۴۷۲ ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ أَنَّ بِلَالًا قَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِيْ وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِلّٰهِ فَدَعْنِيْ وَعَمَلَ اللّٰهِ.

۳۴۷۲۔ قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم نے مجھ مجھ کو اپنی جان کے واسطے یعنی اپنی ذاتی خدمت کے واسطے خریدا تھا تو مجھ کو اپنے پاس روک رکھو، اور اگر تم نے مجھ کو اللہ کے لیے خریدا تھا تو مجھ کو اللہ کے کام میں چھوڑ دے کہ میں اللہ کے واسطے عمل کروں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے دیکھا کہ افضل عمل مومن کا جہاد ہے تو میں نے چاہا کہ اللہ کی راہ میں چوکیداری کروں اور یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قسم دیتا ہوں تجھ کو اللہ کی اور اپنے حق کی تو بلال رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ رہے یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دی تو بلال شام کو متوجہ ہوئے جہاد کی نیت سے اور وہاں طاعون کی بیماری سے فوت ہوئے ۱۸ ہجری میں۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ مَنَاقِبِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب ہے بیان میں مناقب ابن عباس رضی اللہ عنہما کے

فائدہ: یعنی عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم چچیرے بھائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین سال ہجرت سے پہلے پیدا ہوئے اور ۶۸ ہجری میں فوت ہوئے اور وہ اصحاب کے عالموں سے تھے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ مقدم کرتے تھے ان کو ساتھ بزرگوں کے اور وہ جوان تھے۔ (فتح)

۳۴۷۳ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى صَدْرِهٖ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ

۳۴۷۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے سینے سے ملایا اور کہا کہ اے الٰہی اس کو حکمت سکھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو قرآن سکھا دے اور بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ حکمت اصابت ہے سوائے نبوت کے۔

الْحِكْمَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ وَقَالَ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ مِّثْلَهُ وَالْحِكْمَةُ الْإِصَابَةُ فِيْ غَيْرِ النُّبُوَّةِ.

فائدہ: اور یہ تائید کرتا ہے اس کی جو تفسیر کرتا ہے حکمت کو ساتھ قرآن کے اور اختلاف ہے کہ مراد ساتھ حکمت کے اس جگہ کیا ہے سو بعض کہتے ہیں کہ اصابت ہے قول میں یعنی بات ٹھیک کہنا اور بعض کہتے ہیں کہ سمجھ اور بوجھ ہے اللہ کی طرف سے اور بعض کہتے ہیں کہ جس کی صحت پر عقل گواہی دے اور بعض کہتے ہیں کہ نور ہے کہ فرق کیا جاتا ہے ساتھ اس کے درمیان الہام اور وسواس کے اور بعض کہتے ہیں کہ جلد جواب دینا اور بعض کچھ اور کہتے ہیں اور تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما زیادہ تر عالم اصحاب میں ساتھ تفسیر قرآن کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اچھے ہیں ترجمان قرآن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ زیادہ عالم ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور میں نے شروع کتاب العلم میں جو اقوال حکمت کی تفسیر میں منقول ہوئی ہیں سب کو جمع کیا اور یہ حدیث کتاب العلم اور کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور وہاں اس حدیث کے فرمانے کا سبب بھی بیان ہوا ہے اور جن راویوں نے اس حدیث میں جملہ ''وَعَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ'' زیادہ کیا ہے ان کا بیان بھی وہاں ہو چکا ہے اور یہ حدیث زیادہ تر اس طرح ہے اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ یہاں تک کہ بعض نے اسے صحیحین کی طرف منسوب کیا ہے مگر یہ نسبت صحیح نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اصحاب کے سواروں میں سے تھے حدیبیہ کے درمیان مسلمان ہوئے اور جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گم ہوئی تو انھوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا اور اپنا سر منڈایا تو لوگوں نے آپ کے بال لینے کے واسطے جلدی کی سو میں ان سے آگے بڑھ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتھے کے بال لے کر اپنی اس ٹوپی میں رکھ لیے سو میں کسی لڑائی میں اس ٹوپی کے ساتھ حاضر نہیں ہوا مگر کہ مجھ کو فتح نصیب ہوئی اور حاضر ہوئے وہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی لڑائیوں میں کہ ان میں اس کی بہادری ظاہر ہوئی پھر مرتد لوگ ان کے ہاتھ سے قتل ہوئے پھر بڑے بڑے شہر ان کے ہاتھ پر فتح ہوئے اور سنہ ٢١ ہجری میں اپنے گھر میں فوت ہوئے۔ (فتح)

٣٤٧٤ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى زَيْدًا وَّجَعْفَرًا

٣٤٧٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو زید اور جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے کی خبر دی پہلے اس سے کہ ان کی خبر ان کو آئے یعنی وحی کے ذریعہ سے سو فرمایا کہ لیا علم کو زید رضی اللہ عنہ نے سو وہ شہید ہو گئے

وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَّأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى أَخَذَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ.

پھر علم کو جعفر رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ بھی شہید ہوئے پھر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ بھی شہید ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے یہاں تک کہ لیا علم کو اللہ کی ایک تلوار نے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح نصیب کی۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول آپ کا ہے یہاں تک کہ لیا علم کو تلوار نے پس تحقیق مراد ساتھ اس کے خالد رضی اللہ عنہ ہیں اور اس دن سے ان کا نام سیف اللہ مشہور ہوا یعنی اللہ کی تلوار اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ ایذا دو خالد کو کہ وہ ایک تلوار ہیں اللہ کی تلواروں میں سے کہ ڈالا ہے ان کو اللہ نے کافروں پر۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَّوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب سالم رضی اللہ عنہ غلام آزاد کردہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: سالم رضی اللہ عنہ اکابر اصحاب میں سے ہیں جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے اور مہاجرین اولین سے ہیں۔ (فتح)

۳۴۷۵ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَّا أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنَ أَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَبَدَأَ بِهِ وَسَالِمٍ مَّوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَا أَدْرِيْ بَدَأَ بِأُبَيٍّ أَوْ بِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

۳۴۷۵۔ مسروق سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نزدیک عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے تو انھوں نے کہا کہ میں ہمیشہ ان کو دوست رکھتا ہوں بعد اس کے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنا فرماتے تھے کہ قرآن سیکھو چار سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پہلے اس کو ذکر کیا گیا اور سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہا میں نہیں جانتا کہ پہلے ابی کو ذکر کیا یا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو۔

فائدہ: اور تخصیص ان چاروں کے ساتھ سیکھنے قرآن کے ان سے یا تو اس واسطے ہے کہ قرآن ان کو اکثر ضبط تھا اور اس کو خوب ادا کرتے تھے یا اس واسطے کہ وہ فارغ ہوئے تھے واسطے سیکھنے اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اور درپے ہوئے تھے ادا کرنے اس کے بعد آپ کے پس اس واسطے بلایا طرف سیکھنے کے ان سے نہ اس واسطے کہ ان کے سوائے کوئی قرآن کا جامع نہ تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سابقین میں سے ہیں اور چھٹے ہیں اسلام میں اور دو بار ہجرت کی اور والی ہوئے بیت المال کے کوفہ میں واسطے عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ۳۲ھ ہجری میں عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے عمر ان کی ساٹھ برس سے زیادہ تھی اور اصحاب کے عالموں میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے جن کا علم عام ہوا ساتھ کثرت شاگردوں اس کی کے اور سیکھنے والوں کے ان سے۔ (فتح)

٣٤٧٦ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَآئِلٍ قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّقَالَ إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا وَّقَالَ اسْتَقْرِؤُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ مَّوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

٣٤٧٦ ـ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو بالطبع اور نہ فحش گو بہ تکلف اور فرمایا کہ تم میں سے بہت پیارا میرے نزدیک وہ ہے جس کی عادتیں اچھی ہوں اور فرمایا کہ سیکھو قرآن کو چار آدمیوں سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے۔

٣٤٧٧ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى عَنْ أَبِيْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ دَخَلْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا فَرَأَيْتُ شَيْخًا مُّقْبِلًا فَلَمَّا دَنَا قُلْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَّكُوْنَ اسْتَجَابَ قَالَ مِنْ أَيْنَ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ أَفَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ أَوَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمُ الَّذِيْ أُجِيْرَ مِنَ الشَّيْطَانِ أَوَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ كَيْفَ قَرَأَ ابْنُ

٣٤٧٧ ـ علقمہ سے روایت ہے کہ میں شام میں داخل ہوا سو میں نے دو رکعت نماز پڑھی تو میں نے کہا کہ الٰہی میسر کر میرے لیے کوئی ساتھی نیک تو میں نے ایک بزرگ کو دیکھا سامنے سے آتے ہیں سو جب وہ قریب آئے تو میں نے کہا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ نے میری دعا قبول کی ہو انھوں نے کہا کہ تم کہاں سے ہو؟ میں نے کہا کوفہ والوں سے کہا کیا پس نہیں تم میں صاحب دو جوتوں اور تکیہ اور وضو کے برتن کا کیا نہیں تم میں جو شیطان سے پناہ دیا گیا کیا نہیں تم میں صاحب بھید کا جس کے سوائے اس کو کوئی نہیں جانتا پس کہا کس طرح پڑھتا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ تو میں

أُمِّ عَبْدٍ ﴿وَاللَّيْلِ﴾ فَقَرَأْتُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى﴾ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى قَالَ أَقْرَأَنِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاهُ إِلٰى فِيَّ فَمَا زَالَ هٰؤُلَاءِ حَتّٰى كَادُوْا يَرُدُّوْنِيْ.

نے پڑھا ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى﴾ تو انھوں نے کہا کہ پڑھائی ہے مجھ کو حضرت ﷺ نے یہ آیت اپنے روبرو پس ہمیشہ رہے لوگ مجھ سے جھگڑتے یہاں تک کہ قریب تھا کہ مجھ کو پھیر دیں۔

٣٤٧٨ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَأَلْنَا حُذَيْفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِيْبِ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَأْخُذَ عَنْهُ فَقَالَ مَا أَعْرِفُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتًا وَّهَدْيًا وَّدَلًّا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ.

٣٤٧٨ ـ عبداللہ بن یزید سے روایت ہے کہ پوچھا ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرد کا کہ قریب ہو خشوع اور طریقے میں حضرت ﷺ سے یعنی جس کا طریق اور چال چلن حضرت ﷺ کے طریقے سے بہت موافق ہو اس نے کہا نہیں جانتا میں کسی کو قریب تر خشوع اور طریقے اور سیرت اور حال چال میں ساتھ حضرت ﷺ کے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

٣٤٧٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكُثْنَا حِيْنًا مَّا نُرٰى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نُرٰى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ أُمِّهٖ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٤٧٩ ـ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرا بھائی یمن سے حضرت ﷺ کے پاس آئے سو ہم ایک زمانہ ٹھہرے نہ معلوم کرتے تھے ہم مگر یہ کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے اہل بیت سے ہیں واسطے اس کے کہ دیکھتے تھے ہم داخل ہونا ان کا اور ان کی ماں کا اوپر حضرت ﷺ کے یعنی وقت بوقت۔

فائدہ: اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر ملازمت ان کی کے واسطے حضرت ﷺ کے اور وہ لازم پکڑتی ہے ثبوت فضیلت ان کی کو۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر

فائدہ: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا اسلام لانا پہلے فتح مکہ کے ہے اور صحبت کی حضرت ﷺ سے اور آپ کی منشی گری کی اور والی ہوئے دمشق کی حکومت کے اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے بعد فوت ہونے اپنے بھائی کے ۱۹ھ ہجری میں اور بدستور رہے حاکم اوپر اس کے عثمان کی خلافت تک پھر زمانے لڑنے اس کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ کے اور حسن رضی اللہ عنہ کے پھر جمع ہوئے ان پر لوگ ۴۱ھ ہجری میں یہاں تک کہ فوت ہوئے ۶۰ھ ہجری میں اور انھوں نے چالیس برس سے زیادہ حکومت کی۔ (فتح)

٣٤٨٠ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَآءِ بِرَكْعَةٍ وَّعِنْدَهٗ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ دَعْهُ فَإِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۴۸۰۔ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز کے بعد ایک رکعت وتر پڑھے اور ان کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام آزاد تھا تو وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا یعنی اور کہا کہ معاویہ نے ایک رکعت وتر پڑھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ چھوڑ ان کو یعنی اس پر انکار نہ کر تحقیق انھوں نے حضرت ﷺ سے صحبت کی ہے یعنی پس نہیں کی انھوں نے کوئی چیز مگر کسی سند سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ٹھیک بات کو پہنچ بیشک وہ فقیہ ہیں اور نہیں ہے کچھ التفات طرف قول ابن تین کے کہ ایک رکعت وتر کے ساتھ فقہا قائل نہیں اس واسطے کہ جس کی ابن تین نے نفی کی ہے وہ اکثر کا قول ہے اور ثابت ہو چکی ہیں اس میں کئی حدیثیں ہاں افضل یہ ہے کہ اس سے پہلے جفت نماز پڑھے اور ادنیٰ درجہ اس کا دو رکعتیں ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے وتر کو ان دو رکعتوں کے ساتھ جوڑنا یا توڑنا کوفیوں کا مذہب ہے کہ وتر کو ان کے ساتھ جوڑنا شرط ہے اور یہ کہ ایک رکعت کافی نہیں اور ایک رکعت وتر کا مشہور ہونا بے پرواہ کرتا ہے اس میں کلام دراز کرنے سے یعنی ایک رکعت وتر کا جائز ہونا مشہور بات ہے اس کے بیان کی کچھ حاجت نہیں۔ (فتح)

٣٤٨١ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لَكَ فِيْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهٗ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ قَالَ أَصَابَ إِنَّهٗ فَقِيْهٌ.

۳۴۸۱۔ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا تجھ کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کلام ہے پس تحقیق نہیں وتر پڑھے انھوں نے مگر ایک رکعت یعنی کیا تم اس سے کہہ سکتے ہو کہ تم نے ایک رکعت وتر کیوں پڑھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ ٹھیک بات کو پہنچے بیشک وہ فقیہ ہیں۔

٣٤٨٢ - حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ

۳۴۸۲۔ حمران سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ تم ایک نماز پڑھتے ہو بیشک ہم نے حضرت ﷺ سے صحبت کی

التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلَاةً لَّقَدْ صَحِبْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهَا وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

سو ہم نے آپ ﷺ کو یہ دو رکعت نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور البتہ حضرت ﷺ نے ان سے منع کیا ہے یعنی دو رکعتیں بعد نماز عصر کے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ سے صحبت کی۔

تنبیہ: تعبیر کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ میں ساتھ لفظ ذکر کے یعنی ذکر کیا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ کا اور یہ نہیں کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت یا مناقب کا بیان اس واسطے کہ فضیلت نہیں پکڑی جاتی باب کی حدیث سے اس واسطے کہ ظاہر گواہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی واسطے ان کے ساتھ فقہ اور صحبت کے دلالت کرتی ہے اوپر فضل کثیر کے اور ابن ابی عاصم وغیرہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ایک جز تصنیف کی ہے لیکن اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ نہیں صحیح ہوئی بیچ فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ کے کچھ چیز پس یہی نکتہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حق میں مناقب کے لفظ نہیں کہے واسطے اعتماد کرنے کے اپنے استاد کے قول پر لیکن اس نے دقیق نظر سے استنباط کیا وہ چیز کہ دور کرے ساتھ اس کے رافضیوں کے سرداروں کو اور قصہ نسائی کا اس باب میں مشہور ہے اور وارد ہوئی ہیں معاویہ کے فضائل میں بہت حدیثیں لیکن ان میں سند کے طریق سے کوئی حدیث صحیح نہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے اسحاق اور نسائی وغیرہ نے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا — باب ہے بیان میں مناقب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے

فائدہ: اور حضرت ﷺ کی بیٹی ہیں اور ان کی ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں پیدا ہوئی فاطمہ رضی اللہ عنہا پہلے اسلام سے اور نکاح کیا ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بعد بدر کے دوسرے سال میں اور حضرت ﷺ سے پیچھے چھ مہینے فوت ہوئیں ١١ ہجری میں اور ان کی عمر چوبیس سال کی ہے اور قوی تر دلیل اوپر مقدم کرنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور سب عورتوں پر اپنے زمانے کی عورتوں سے اور جو ان کے بعد ہیں یہ حدیث ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ سردار ہیں سارے جہان کی عورتوں کی مگر مریم۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بہشتیوں کی عورتوں کی سردار ہیں

فائدہ: اس کے بعض طریقوں میں مریم وغیرہ کا ذکر بھی آیا ہے جو ان کو اس میں مشاک ہیں۔ (فتح)

٣٤٨٣ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي

٣٤٨٣۔ مسور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے سو جس نے ان کو

مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ أَغْضَبَهَا فَقَدْ أَغْضَبَنِيْ.

ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِيْ شَكْوَاهُ الَّتِيْ قُبِضَ فِيْهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنِّيْ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مرض الموت میں بلایا تو ان سے کان میں کچھ بات کی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں پھر ان کو بلایا اور ان سے کان میں بات کی تو ہنسنے لگیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سرگوشی کی مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار سو مجھ کو خبر دی کہ اس بیماری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگا تو میں روئی پھر مجھ سے دوسری بار سرگوشی کی سو مجھ کو خبر دی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اہل بیت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جاؤں گی تو میں ہنسی کہ جلدی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں گی۔

بَابُ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

باب ہے بیان میں فضیلت عائشہ رضی اللہ عنہا کی

فائدہ: وہ صدیقہ ہیں بیٹی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اور ان کی ماں کا نام ام رومان ہے اور تھی پیدائش ان کی ہجرت سے پہلے آٹھ سال اور انتقال فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حالانکہ وہ اٹھارہ برس کی تھیں اور تحقیق یاد رکھی ہیں انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت چیزیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قریب پچاس برس کی زندہ رہیں اور لوگوں نے ان سے بہت علم سیکھا اور نقل کیے ان سے بہت احکام اور آداب یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ چوتھائی احکام شرعیہ کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں اور تھی موت ان کی معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ۵۸ ہجری میں اور ان کے گھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اولاد نہیں ہوئی۔ (فتح)

٣٤٨٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٤٨٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں تجھے سلام کرتے ہیں تو میں نے کہا کہ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ یعنی اور جبرائیل علیہ السلام کو بھی سلام اور اللہ کی رحمت یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو

يَوْمًا يَا عَائِشَ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا أَرٰى تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

آپ ﷺ دیکھتے ہیں وہ میں نہیں دیکھتی۔

فائدہ: اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی ہے اور بعض نے اس سے استنباط کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو عائشہ رضی اللہ عنہا پر فضیلت ہے اس واسطے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حق میں یہ وارد ہوا ہے کہ اے خدیجہ رضی اللہ عنہا جبرائیل علیہ السلام تجھے اللہ کی طرف سے سلام کرتے ہیں اور اس جگہ خود جبرائیل علیہ السلام کی طرف سے کہا اور اس کی تقریر آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٣٤٨٥ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

٣٤٨٥۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مردوں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے اور عورتوں سے مریم علیہا السلام عمران علیہ السلام کی بیٹی اور آسیہ رضی اللہ عنہا فرعون کی بی بی کے سوا کوئی عورت باکمال نہیں ہوئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

فائدہ: تقریر اس حدیث کی یہ ہے کہ قول حضرت ﷺ کا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت الخ نہیں لازم پکڑتا ثبوت افضلیت مطلقہ کو اور تحقیق اشارہ کیا ہے ابن حبان نے طرف اس کی کہ افضلیت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جس پر یہ حدیث وغیرہ دلالت کرتی ہے وہ حضرت ﷺ کی عورتوں کے ساتھ مقید ہے تا کہ نہ داخل ہو اس میں مانند فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطے تطبیق کے درمیان اس حدیث کے اور درمیان اس حدیث کے کہ افضل بہشتیوں کی عورتوں سے خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور باقی اس کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٣٤٨٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

٣٤٨٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت دیگر عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ یَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَآءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَآئِرِ الطَّعَامِ.

٣٤٨٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِیْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ اشْتَکَتْ فَجَآءَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ یَا أُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ تَقْدَمِیْنَ عَلٰی فَرَطِ صِدْقٍ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی أَبِیْ بَکْرٍ.

۳۴۸۷ ۔ قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کی خبر کو آئے سو کہا کہ اے ماں مسلمانوں کی تم جاتی ہو پیشوا صادق پر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کہ تمہارے واسطے بہشت میں سامان تیار کرنے کو تم سے پہلے گئے ہوئے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ یقین کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ داخل ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بہشت میں۔ (فتح)

٣٤٨٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَکَمِ سَمِعْتُ أَبَا وَآئِلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَ عَلِیٌّ عَمَّارًا وَّالْحَسَنَ إِلَی الْکُوْفَةِ لِیَسْتَنْفِرَهُمْ خَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ إِنِّیْ لَأَعْلَمُ أَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاکُمْ لِتَتَّبِعُوْهُ أَوْ إِیَّاهَا.

۳۴۸۸ ۔ ابو وائل سے روایت ہے کہ جب علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی طرف بھیجا تا کہ ان سے مدد لی جائے تو عمار رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا سو کہا کہ البتہ میں جانتا ہوں کہ بیشک عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں دنیا میں آخرت میں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارا امتحان کیا ہے کہ تم علی رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہو یا عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا تو راضی نہیں کہ ہو تم بیوی میری دنیا اور آخرت میں اور شاید عمار رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوگی اور ظاہر یہ ہے کہ لِتَتَّبِعُوْهُ میں ضمیر اللہ کی طرف پھرتی ہے اور مراد ساتھ پیروی اللہ کے پیروی حکم شرعی اس کے کی ہے بیچ فرمان برداری امام کے اور نہ بغاوت کرنے کے اس سے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس آیت کے کہ قرار پکڑو اپنے گھروں میں پس تحقیق وہ امر حقیقی ہے خطاب کیا گیا ہے ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اس واسطے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ نہ ہلائے گی مجھے پیٹھ اونٹ کی یہاں تک کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اس میں عذر یہ ہے کہ وہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ تاویل کرتے تھے اور تھی مراد ان کی واقع کرنا صلح کا درمیان لوگوں کے اور لینا قصاص کا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے اور تھی رائے علی رضی اللہ عنہ کی جمع ہونا اطاعت پر اور طلب کرنے وارثوں مقتول کے قصاص کو ان لوگوں سے جن پر قتل اپنی شرط سے ثابت ہو۔ (فتح)

٣٤٨٩ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَآءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِّنْ أَصْحَابِهٖ فِيْ طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَّجَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً.

٣٤٨٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے اسماء رضی اللہ عنہا سے ہار مانگ کر لیا سو وہ گم ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اصحاب رضی اللہ عنہم کو اس کی تلاش میں بھیجا تو ان کو نماز کے وقت نے پایا تو انہوں نے بیوضو نماز پڑھی پھر جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی سو اس وقت تیمم کی آیت اتری اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تم کو نیک بدلا دے سو قسم ہے اللہ کی کہ نہیں اترا کوئی کام مشکل اوپر تیرے مگر کہ کی اللہ نے واسطے تیرے اس سے جگہ نکلنے کی اور کی واسطے مسلمانوں کے اس میں برکت۔

٣٤٩٠ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ فِيْ مَرَضِهٖ جَعَلَ يَدُوْرُ فِيْ نِسَآئِهٖ وَيَقُوْلُ أَيْنَ أَنَا غَدًا أَيْنَ أَنَا غَدًا حِرْصًا عَلٰى بَيْتِ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِيْ سَكَنَ.

٣٤٩٠۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو اپنی سب عورتوں میں گھومنا شروع کیا (یعنی جس دن جس کی باری ہوتی اس کے گھر میں اٹھا کر لائے جاتے) اور فرماتے کہ میں کل کہاں ہوں گا میں کل کہاں ہوں گا یعنی کل کس بیوی کی باری ہوگی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل یہی چاہتا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب میری باری کا دن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات سے چپ رہے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ ایک روایت میں ہے کہ سب بیویوں نے اجازت دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہیں ہم نے اپنی باری معاف کی تو ظاہر اس کا مخالف ہے باب کی حدیث کو تطبیق یہ ہے کہ احتمال ہے کہ اجازت دی ہو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں پھرے یعنی پس متعلق ہوگی اجازت ساتھ آئندہ زمانے کے اور یہ تطبیق عمدہ ہے۔ (فتح)

٣٤٩١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ

٣٤٩١۔ عروہ سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفے بھیجا کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے سو میری مصاحبین یعنی

عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِيْ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ وَاللّٰهِ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَإِنَّا نُرِيْدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيْدُهُ عَائِشَةُ فَمُرِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّأْمُرَ النَّاسَ أَنْ يُّهْدُوْا إِلَيْهِ حَيْثُ مَا كَانَ أَوْ حَيْثُ مَا دَارَ قَالَتْ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَأَعْرَضَ عَنِّيْ فَلَمَّا عَادَ إِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهُ ذَاكَ فَأَعْرَضَ عَنِّيْ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِيْ لِحَافِ امْرَأَةٍ مِّنْكُنَّ غَيْرِهَا.

حضرت ﷺ کی بیویاں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہوئیں سو انہوں نے کہا کہ اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا قسم ہے اللہ کی کہ بیشک لوگ قصد کرتے ہیں اپنے تحفوں سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن کو یعنی صرف اس دن تحفے بھیجتے ہیں اور ہم بھی خیر چاہتے ہیں جیسی عائشہ رضی اللہ عنہا چاہتی ہیں سو تم حضرت ﷺ سے کہو کہ لوگوں سے کہہ دیں کہ حضرت ﷺ جس بیوی کے پاس ہوں گے وہیں لوگ تحفہ بھیجا کریں تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے یہ کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو حضرت ﷺ نے مجھ سے منہ پھیرا اور کچھ جواب نہ دیا سو جب حضرت ﷺ پھر میرے پاس آئے تو میں نے آپ ﷺ سے یہ کہا تو حضرت ﷺ نے مجھ سے منہ پھیرا جب تیسری بار ہوئی تو پھر میں نے آپ ﷺ سے کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا تو مجھ کو رنج نہ دے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقدمے میں سو بیشک قسم ہے اللہ کی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوائے تم میں سے کسی عورت کے لحاف میں مجھ پر وحی نہیں اتری۔

فائدہ: اس حدیث میں فضیلت بڑی ہے واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ لازم نہیں واسطے دو امروں کے ایک یہ کہ احتمال ہے کہ نہ ارادہ کیا ہو داخل کرنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بیچ اس کے یا مراد ساتھ قول آپ ﷺ کے مِنْكُنَّ وہ عورت ہو جس سے خطاب ہے اور وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور جنہوں نے ان کو بھیجا تھا یا جو عورتیں اس وقت موجود تھیں اور دوسرا امر یہ ہے کہ بر تقدیر اس کے کہ مراد دخول ہو پس نہیں لازم آتا ثبوت خصوصیت ایک چیز کے سے فضائل سے ثابت ہونا فضیلت مطلق کا مانند اس حدیث کے کہ زیادہ تر قاری تم میں اُبی ہیں اور حکمت بیچ احتصاص عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس کے کیا ہے اس کو لوگ بہت پوچھتے ہیں سو بعض کہتے ہیں کہ واسطے مکان اپنے باپ کے اور یہ کہ وہ اکثر حالات میں حضرت ﷺ سے جدا نہیں ہوئی تو اس واسطے ان کی بیٹی کو خاص کیا باوجود اس چیز کے کہ حضرت ﷺ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ زیادہ محبت تھی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مبالغہ کرتی تھیں بیچ پاک صاف کرنے ان کپڑوں کے جن میں حضرت ﷺ کے ساتھ ہوتی تھیں اور سبکی کبیر نے کہا کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا اور اختلاف

مشہور ہے لیکن حق لائق تر ہے پیروی کے اور ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جہات فضیلت کے درمیان خدیجہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب قریب ہیں اور شاید اس کی رائے توقف ہے اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر ارادہ کیا جائے ساتھ فضیلت کے بہت ہونا ثواب کا نزدیک اللہ کے تو یہ ایسا مراد ہے کہ اس پر کسی کو اطلاع نہیں پس تحقیق عمل دل کا افضل ہے ہاتھ پاؤں کے عمل سے اور اگر مراد بہت ہونا علم کا ہو تو عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں لامحالہ اور اگر مراد شرافت خاندانی ہے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں لامحالہ اور اس فضیلت میں کوئی اس کا شریک نہیں سوائے اس کی بہنوں کے اور اگر مراد شرافت سیادت کی ہے تو فقط فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں نص ثابت ہوئی ہے۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

❀ ...... ❀ ...... ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۵

تصدیر

حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم

حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام

عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَهٰذِهٖ تَرْجَمَةٌ لِلْجُزْءِ الْخَامِسِ عَشَرَ مِنْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَفَّقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِخَتْمِهٖ.

بَابُ مَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوْتُوْا﴾.

بیان میں مناقب انصار کے اور اللہ نے فرمایا کہ جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں یعنی مدینے میں اور ایمان میں ان سے یعنی مہاجرین سے پہلے یعنی انصار محبت کرتے ہیں ان سے جو وطن چھوڑ کر آئے ان کے پاس یعنی مہاجرین سے اور نہیں پاتے اپنے دل میں غرض اس چیز سے جو ان کو ملا یعنی مہاجرین کو۔

فائدہ: یہ نام اسلامی ہے نام رکھا ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اوس اور خزرج کو اور ان کے ہم قسموں کو جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور اوس منسوب ہیں طرف اوس بن حارثہ کی اور خزرج منسوب ہیں طرف خزرج بن حارثہ کی اور وہ دونوں بیٹے قیلہ کے ہیں اور قیلہ ان کی ماں کا نام ہے اور ان کے باپ کا نام حارثہ ہے جس کی طرف ازد کی نسبت جمع ہوتی ہے اور آیت کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۴۹۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَرَأَيْتَ اسْمَ الْأَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهٖ أَمْ سَمَّاكُمُ اللّٰهُ قَالَ بَلْ سَمَّانَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُنَّا نَدْخُلُ عَلٰى أَنَسٍ فَيُحَدِّثُنَا بِمَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ وَمَشَاهِدِهِمْ وَيُقْبِلُ عَلَيَّ أَوْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَزْدِ فَيَقُوْلُ فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا.

۳۴۹۲۔ غیلان بن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خبر دو مجھ کو وجہ نام رکھنے اوس اور خزرج کے سے ساتھ انصار کے کہ کیا تھے تم نام رکھے جاتے ساتھ اس کے پہلے اترنے آیت قرآن کے یا اللہ نے تمہارا یہ نام رکھا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلکہ اللہ نے ہمارا یہ نام رکھا ہے غیلان نے کہا کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس جایا کرتے تھے یعنی بصرہ میں سو بیان کرتے تھے ہم سے مناقب انصار کے اور جہاد ان کے کے یعنی جس جس جہاد میں وہ حاضر ہوئے سو متوجہ ہوئے

طرف میری یا طرف ایک مرد کی ازد سے پس کہتے کہ کیا قوم تیری نے ایسا ایسا دن فلاں اور فلاں یعنی بیان کرتے ان کی بہادریوں اور دلیریوں کو جو واقع ہوئیں ان سے بیچ جہادوں کے اور مدد کرنے اسلام کے۔

فائدہ: اور غیلان کی قوم اگرچہ انصار میں داخل نہیں لیکن ان سے نسبت میں ملتے ہیں۔

۳۴۹۳۔ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ یَوْمُ بُعَاثَ یَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوْا فَقَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ دُخُوْلِهِمْ فِی الْإِسْلَامِ.

۳۴۹۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جنگ بعاث کا دن ایک دن تھا کہ مقدم کیا اس کو اللہ نے واسطے اپنے رسول کے یعنی واسطے مصلحت رسول کے پس تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں اور حالانکہ جدا جدا ہوا تھا گروہ ان کا اور مارے گئے تھے رئیس ان کے اور زخمی کیے گئے تھے سو آگے کیا اس کو اللہ نے اپنے رسول کی مصلحت سے تاکہ وہ اسلام میں داخل ہوں۔

فائدہ: بعاث ایک جگہ کا نام ہے نزدیک بنی قریظہ کے دو میل پر مدینے سے واقع ہوئی تھی اس میں لڑائی درمیان اوس اور خزرج کے سو ان میں سے بہت لوگ وہاں مارے گئے پہلے اس میں خزرج کی فتح ہوئی پھر اوس کی اور تھا یہ واقعہ پانچ برس ہجرت سے پہلے اور اس کا سبب یہ ہے کہ ان کا دستور تھا کہ اصیل نہ مارا جائے بدلے حلیف کے اوس ایک مرد نے خزرج کے ایک حلیف کو مار ڈالا تو خزرج نے چاہا کہ اوس سے قصاص لیں انہوں نے اس سے انکار کیا تو اس سبب سے ان کے درمیان لڑائی واقع ہوئی پس مارے گئے اس میں ان کے رئیسوں اور امیروں سے وہ لوگ کہ نہ تھے ایمان لائے یعنی تکبر کرتے اور عار کرتے اس سے کہ اسلام میں داخل ہوں تاکہ غیر کے حکم کے نیچے نہ آئیں اور تحقیق باقی رہا تھا ان میں سے اس قسم سے عبداللہ بن ابی ابن سلول جو منافقین کا سردار تھا اور اس کا قصہ مشہور ہے اس کتاب وغیرہ میں کہ وہ مرتے دم تک ایمان نہ لایا اور تمام عمر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدخواہی میں رہا (فتح) سو عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بعاث کا دن ایک دن تھا کہ مقدم کیا اس کو اللہ نے واسطے مصلحت اپنے رسول کے اور ظاہر ہونے دین اسلام کے اس واسطے کہ اگر رئیس لوگ جن کی عادت تکبر کرنے اور غیر کے حکم کو نہ ماننے کی تھی زندہ ہوتے تو تکبر کرتے اور جب ریاست سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول نہ کرتے اس واسطے اللہ نے ہجرت سے پہلے ہی ان کا کام تمام کیا اور ان مفسدوں کو جہان سے اٹھایا۔

٣٤٩٤۔حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَأَعْطَى قُرَيْشًا وَاللَّهِ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْعَجَبُ إِنَّ سُيُوفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآءِ قُرَيْشٍ وَغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا الْأَنْصَارَ قَالَ فَقَالَ مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ وَكَانُوا لَا يَكْذِبُوْنَ فَقَالُوا هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ قَالَ أَوَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ إِلٰى بُيُوْتِهِمْ وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بُيُوْتِكُمْ لَوْ سَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ.

۳۴۹۴۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے فتح مکہ کے سال کہا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کا مال قریش کو دیا تھا کہ قسم ہے اللہ کی کہ بے شک یہ یعنی قریش کو دینا اور ہم کو نہ دینا البتہ یہ عجب بات ہے بے شک ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپکتے ہیں یعنی بہ سبب لڑنے کے ان سے اسلام لانے کے لیے اور ہماری غنیمتیں ان کو پھیر کر دیں جاتی ہیں تو یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا اور فرمایا کہ کیا بات ہے جو مجھ کو تمہاری طرف سے پہنچی اور انصار کا دستور تھا کہ جھوٹ نہ بولتے تھے سو انہوں نے عرض کیا کہ وہی بات ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں اس سے کہ لوگ اپنے گھروں کی طرف غنیمتیں لے کر پھریں یعنی غیر تمہارے کہ مؤلفۃ القلوب ہیں اور تم اپنے گھروں کی طرف یعنی مدینے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھرو یعنی تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھروں میں لے آؤ گے یہ بہتر ہے اس مال سے کہ لوگ اس کو لے کر اپنے گھروں میں آئیں گے یعنی تو انصار نے کہا کہ کیوں نہیں اگر انصار چلتے پہاڑ کے نالے یا راہ میں تو البتہ میں انصار کے راہ میں چلتا۔

فائدہ: اور مراد یہاں غنیمتوں سے حنین کی غنیمتیں ہیں اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَهُ عَبْدُاللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی انصاری اصحاب رضی اللہ عنہم مجھ کو ایسے پسند خاطر ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ پر نہ ہوتی تو میں اپنے تئیں انصاریوں سے شمار کرتا روایت کی یہ حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ حدیث ٹکڑا ہے ایک حدیث طویل کا کہ اس کی شرح آئندہ آئے گی خطابی نے کہا کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

ساتھ اس کے انصار کے دلوں کو خوش کرنا ہے اس واسطے کہ راضی ہوئے حضرت ﷺ ساتھ اس کے کہ ایک ان میں سے ہوں اگر ہجرت کا مانع نہ ہوتا۔ (فتح)

۳۴۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ الْأَنْصَارَ سَلَكُوْا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ فِيْ وَادِي الْأَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا ظَلَمَ بِأَبِيْ وَأُمِّيْ آوَوْهُ وَنَصَرُوْهُ أَوْ كَلِمَةً أُخْرٰى.

۳۴۹۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر انصار پہاڑ کے کسی نالے یا راہ میں چلتے تو البتہ میں انصار ہی کی راہ پر چلتا اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں زیادتی کی حضرت ﷺ نے قول مذکور میں اور نہیں دیا ان کو زیادہ حق ان کے سے انصار نے حضرت ﷺ کو جگہ دی اور آپ ﷺ کی مدد کی یعنی تو اس سبب سے اس تعریف کے مستحق ہوئے یا کوئی اور کلمہ فرمایا۔

فائدہ: شاید مراد یہ ہے کہ سلوک کیا انصار نے حضرت ﷺ سے اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ساتھ اپنے مالوں کے اور یہ جو کہا کہ البتہ میں انصار کے راہ چلتا تو مراد ساتھ اس کے نیک موافقت ان کی ہے واسطے آپ ﷺ کے واسطے اس چیز کے کہ مشاہد کیا اس کو حضرت ﷺ نے نیک ہمسائیگی سے اور پورا کرنے قول اقرار کے سے اور یہ مراد نہیں کہ حضرت ﷺ ان کے تابع ہو جاتے بلکہ متبوع اور فرمانبرداری جن کی کی گئی آپ ﷺ ہی ہیں جن کی فرمانبرداری ہر آدمی پر واجب ہے۔ (فتح)

بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ

باب ہے بیان میں برادری کروانے حضرت ﷺ کے درمیان مہاجرین اور انصار کے

فائدہ: اس کا مفصل بیان ہجرت میں آئے گا۔

۳۴۹۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا قَدِمُوْا الْمَدِيْنَةَ آخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنِّيْ أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا

۳۴۹۶۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جو مہاجرین مدینے میں آئے تو برادری کرائی حضرت ﷺ نے درمیان عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع انصاری کے کہ اس کے اپنے سگے بھائی کے برابر جانے تو سعد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں سب انصار سے زیادہ مال دار ہوں تو میں اپنا مال آدھم آدھ بانٹتا ہوں یعنی آدھا میں رکھتا

فَأَقْسِمُ مَالِيْ نِصْفَيْنِ وَلِي امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِيْ أُطَلِّقْهَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ أَيْنَ سُوْقُكُمْ فَدَلُّوْهُ عَلٰى سُوْقِ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ فَمَا انْقَلَبَ إِلَّا وَمَعَهُ فَضْلٌ مِّنْ أَقِطٍ وَّسَمْنٍ ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ ثُمَّ جَآءَ يَوْمًا وَّبِهٖ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ قَالَ كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ شَكَّ إِبْرَاهِيْمُ.

ہوں اور آدھا تو لے اور میرے پاس دو عورتیں ہیں سو دیکھ ان دونوں میں سے کس کو تو پسند کرتا ہے سو اس کا مجھ سے نام لے کہ میں اس کو طلاق دوں پھر جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لے کہا اللہ برکت کرے تجھ کو تیرے اہل اور مال میں کہاں ہے تمہارا بازار تو لوگوں نے اس کو بازار بنی قینقاع کی طرف راہ دکھائی سو نہ پھرا بازار سے کہ اس کے ساتھ کچھ نفع تھا پنیر اور گھی سے پھر پے در پے ہر صبح کو جانا شروع کیا پھر ایک دن آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے یعنی کیا سبب ہے اس کا یا کیوں لگائی کہا میں نے نکاح کیا ہے فرمایا تو نے اس کو کتنا مہر دیا کہ کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا۔

۳۴۹۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّآخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ عَلِمَتِ الْأَنْصَارُ أَنِّيْ مِنْ أَكْثَرِهَا مَالًا سَأَقْسِمُ مَالِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ شَطْرَيْنِ وَلِي امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَأُطَلِّقُهَا حَتّٰى إِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى أَفْضَلَ شَيْئًا مِّنْ سَمْنٍ وَّأَقِطٍ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى جَآءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ

۳۴۹۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینے میں ہمارے پاس آئے اور حضرت ﷺ نے اس کے اور سعد رضی اللہ عنہ کے درمیان برادری کروائی اور سعد رضی اللہ عنہ بہت مال دار تھے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصار کو معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ مال دار ہوں سو میں عنقریب اپنا مال اپنے اور تیرے درمیان آدھم آدھ تقسیم کروں گا اور میرے پاس دو عورتیں ہیں سو دیکھ ان دونوں میں سے کس کو پسند کرتا ہے سو میں اس کو طلاق دوں یہاں تک کہ وہ حلال ہو یعنی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ برکت کرے اللہ تیرے واسطے تیرے اہل میں سو نہ پھرا اس دن کہ نفع حاصل کیا اس نے کچھ گھی اور پنیر سے پھر نہ دیر کی اس نے مگر تھوڑی سی یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ یہ کیا ہے کہا میں نے ایک

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ مَا سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

انصاری عورت سے نکاح کیا ہے فرمایا تونے اس کو کیا مہر دیا کہا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا فرمایا ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

۳۴۹۸۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُوْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ النَّخْلَ قَالَ لَا قَالَ تَكْفُوْنَنَا الْمَئُوْنَةَ وَتُشْرِكُوْنَنَا فِى التَّمْرِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

۳۴۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کھجور کے درخت ہمارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تقسیم نہیں کرتا انصار نے کہا مہاجرین کو کفایت کرو تم ہم سے محنت کو یعنی محنت اور خبر گیری تم بھی کرو جیسی ہم کرتے ہیں اور شریک کرو ہم کو میوے میں۔

فائدہ: اس کی شرح مزارعت میں گزر چکی ہے اور اس میں فضیلت ظاہر ہے واسطے انصار کے۔

بَابُ حُبِّ الْأَنْصَارِ

باب بیان میں محبت رکھنے کے انصار سے یعنی انصار سے محبت رکھنے کی کیا فضیلت ہے

۳۴۹۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِىْ عَدِىُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ.

۳۴۹۹۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں محبت رکھتا انصار سے مگر ایماندار اور نہیں عداوت رکھتا ان سے مگر منافق سو جو ان کو دوست رکھے اللہ ان کو دوست رکھے گا اور جو ان سے عداوت رکھے اللہ ان سے عداوت رکھے گا۔

۳۵۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ

۳۵۰۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنی ہے اور نفاق کی نشانی

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ.

ان سے عداوت رکھنی ہے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا مراد محبت اور عداوت سب انصار کی ہے اس واسطے کہ سوائے اس کے نہیں کہ یہ دین کے واسطے ہوتی ہے اور جو بغض رکھے ان سے واسطے کسی اور معنی کے جائز ہے بغض رکھنا واسطے اس کے تو یہ نہی میں داخل نہیں اور یہ تقریر عمدہ ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ

باب ہے بیان میں قول حضرت ﷺ کے واسطے انصار کے کہ تم میرے نزدیک سب لوگوں سے محبوب تر ہو

فائدہ: یہ بطور اجمال کے ہے یعنی مجموع تمہارا محبوب تر ہے نزدیک میرے تمہارے غیر کے مجموع سے پس نہ معارض ہوگا اس حدیث کو جو پہلے گزر چکی ہے بیچ جواب اس شخص کے جس نے کہا کہ کون ہے محبوب تر لوگوں میں نزدیک آپ ﷺ کے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ (فتح) یعنی انصار کے مجموع کو محبوب رکھنا اس کے معارض نہیں کہ ان کے غیر کے مجموع میں سے ایک مرد کو محبوب تر رکھا ہے۔

٣٥٠١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَآءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِيْنَ قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ عُرُسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمْثِلًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ.

٣٥٠١۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عورتوں اور لڑکوں کو دیکھا کہ پھرے آتے ہیں دعوت شادی سے تو حضرت ﷺ سیدھے کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ الٰہی تم لوگ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر پیاری ہو یہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔

٣٥٠٢۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَّهَا فَكَلَّمَهَا

٣٥٠٢۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کا ایک لڑکا تھا تو حضرت ﷺ نے اس سے کلام کیا یعنی اس کے سوال کے جواب میں یا ابتداء سے سو فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر محبوب ہو دو بار فرمایا۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّكُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ مَرَّتَيْنِ.

بَابُ أَتْبَاعِ الْأَنْصَارِ

انصار کے تابعداروں کا بیان یعنی ان کے حلیفوں اور غلاموں آزاد کردہ سے

٣٥٠٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعٌ وَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهٖ فَنَمَيْتُ ذٰلِكَ إِلَى ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ قَدْ زَعَمَ ذٰلِكَ زَيْدٌ.

۳۵۰۳۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیغمبر کے تابع ہوتے ہیں اور بے شک ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوئے ہیں سو اللہ سے دعا کیجیے کہ ہمارے تابعداروں کو ہم میں سے کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ دعا کی یعنی کہا کہ الٰہی ان کے تابعداروں کو ان میں سے کر۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہمارے تابعداروں کو ہم میں سے کرے تو مراد یہ ہے کہ ان کو بھی انصار کہا جائے تا کہ جو وصیت لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے حق میں احسان کرنے کی کی ہے ان کو بھی شامل ہو یعنی جیسا کہ فرمایا اوصیکم بالانصار اور اس جیسی دوسری احادیث۔ (فتح)

٣٥٠٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَتِ الْأَنْصَارُ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ أَتْبَاعًا وَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُهُ لِابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ قَدْ زَعَمَ ذَاكَ زَيْدٌ قَالَ شُعْبَةُ أَظُنُّهُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ.

۳۵۰۴۔ ابو حمزہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہر قوم کے واسطے تابعدار ہوتے رہتے ہیں اور تحقیق ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوئے ہیں سو اللہ سے دعا کیجیے کہ ہمارے تابعداروں کو ہم میں سے کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی ان کے تابعداروں کو ان میں سے کر۔

بَابُ فَضْلِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ

انصار کے گھروں کی فضیلت کا بیان یعنی ان کی جگہوں کا

٣٤٠٥۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۳۴۰۵۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدٌ مَّا أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيْلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ وَقَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ.

فرمایا کہ سب انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا محلہ بہتر ہے اور کے بعد عبدالاشہل کی اولاد بہتر ان کے بعد حارث بن خزرج کیا اولاد بہتر ان کے بعد ساعدہ کی اولاد بہتر اور انصار کے سب محلوں میں خیر ہے تو سعد بن عبادہ نے کہا یعنی اور تھا وہ ساعدہ کی اولاد سے کہ نہیں دیکھتا میں حضرت ﷺ کو مگر کہ فضیلت دی ہم پر کئی قوموں کو یعنی پہلے تین قوموں کو جو مذکور ہوئیں تو کسی نے کہا کہ فضیلت دی تم کو حضرت ﷺ نے بہت قبیلوں پر یعنی جو حدیث میں مذکور نہیں ہوئے۔

فائدہ: بنی نجار حضرت ﷺ کے دادا کے ماموں ہیں اس واسطے کہ والدہ عبدالمطلب کی ان میں سے ہے اور جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو انہیں کے گھروں میں اترے پس واسطے ان کے زیادہ فضیلت ہے ان کے غیروں پر اور انس رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے تھے اس واسطے ان کو زیادہ کوشش ہے ساتھ یاد رکھنے فضیلتوں ان کی اور پہلی خیر کے معنی افضل ہیں اور دوسری خیر کے معنی فضل ہیں یعنی فضیلت حاصل ہے تمام انصار میں اگرچہ ان کے مراتب جدا جدا ہیں۔ (فتح)

٣٥٠٦۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ الطَّلْحِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أُسَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ الْأَنْصَارِ أَوْ قَالَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ وَبَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَبَنُو الْحَارِثِ وَبَنُوْ سَاعِدَةَ.

٣٥٠٦۔ ابواسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ سب انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا محلہ افضل ہے ان کے بعد عبدالاشہل کی اولاد افضل ان کے بعد حارث کی اولاد افضل ان کے بعد ساعدہ کی اولاد بہتر۔

٣٥٠٧۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ

٣٥٠٧۔ ابوحمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک سب انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا

عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ خَيْرَ دُوْرِ الْأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ ثُمَّ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَلَحِقَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ أَبَا أُسَيْدٍ أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ الْأَنْصَارَ فَجَعَلَنَا أَخِيْرًا فَأَدْرَكَ سَعْدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خُيِّرَ دُوْرُ الْأَنْصَارِ فَجُعِلْنَا اٰخِرًا فَقَالَ أَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُوْنُوْا مِنَ الْخِيَارِ.

محلہ افضل ہے پھر عبدالاشہل کی اولاد افضل پھر حارث کی اولاد کا محلہ افضل اور انصار کے سب محلوں میں فضیلت ہے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہم سے ملے فرمایا کہ اے ابو اسید رضی اللہ عنہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض انصار کو بعض انصار پر فضیلت دی اور ہم کو پیچھے ڈالا تو سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا سو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے بعض محلوں کو بعض پر فضیلت دی گئی سو ہم پیچھے ڈالے گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو کفایت نہیں کرتا کہ ہو تم نیکوں سے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ وہ افضل ہیں بہ نسبت ان کی جو ان سے کم ہیں اور شاید ایک دوسرے پر فضیلت دینی درمیان ان کے واقع ہوئی باعتبار سبقت کرنے کے طرف اسلام کی اور باعتبار کوشش ان کی کے بیچ بلند کرنے کلمہ اللہ کے اور مانند اس کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ قَالَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اس حدیث کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی مخاطب کیا انصار کو ساتھ اس کے روایت کی ہے یہ حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٣٥٠٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا قَالَ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ أُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ.

٣٥٠٨۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو تحصیل زکوۃ یا کسی شہر پر حاکم نہیں کرتے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانے کو حاکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوائے اوروں کو مقدم یعنی سوائے تمہارے اور لوگوں کو حکومت ملے گی تو تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت تک۔

فائدہ: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ انصار کے سوا اور لوگوں کو حکومت ملے گی پس خاص ہوں گے سوائے ان کے ساتھ اموال کے اور ہوا یہ کام جیسا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اور یہ امر بھی پیش گوئیوں میں گنا گیا ہے جن کی حضرت ﷺ نے خبر دی سو آپ ﷺ کے فرمانے کے موافق واقع ہوا اور زیادہ شرح اس کی فتن میں آئے گی۔ (فتح)

٣٥٠٩۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ أُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ.

٣٥٠٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ بے شک میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوا اوروں کو مقدم سو تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم مجھ سے ملو اور وعدہ گاہ تمہاری حوض ہے یعنی حوض حضرت ﷺ کا دن قیامت کے۔

٣٥١٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ خَرَجَ مَعَهُ إِلَى الْوَلِيْدِ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ إِلٰى أَنْ يُّقْطِعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا لَا إِلَّا أَنْ تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَهَا قَالَ إِمَّا لَا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ فَإِنَّهُ سَيُصِيْبُكُمْ أُثْرَةٌ بَعْدِيْ.

٣٥١٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو بلایا کہ ملک بحرین میں ان کو جاگیر دیں تو انصار نے کہا کہ ہم جاگیر نہیں لیتے مگر یہ کہ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی اتنی جاگیر دیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم قبول نہیں کرتے تو صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم مجھ سے ملو پس تحقیق شان یہ ہے کہ عنقریب ہے کہ میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوا اوروں کو مقدم یعنی اگر تم لیتے نہیں تو میرے بعد بھی حکومت کا حوصلہ نہ کرنا۔

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ نے یوں دعا کی کہ الٰہی سنوار دے مہاجرین اور انصار کے حال کو

٣٥١١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِيَاسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٥١١۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی سچی اور دائمی زندگی نہیں مگر آخرت کی سو سنوار دے مہاجرین اور انصار کے حال کو اور ایک روایت میں ہے کہ بخش دے انصار کو۔

مِثْلَهُ وَقَالَ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ.

۳۵۱۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا فَأَجَابَهُمُ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ.

۳۵۱۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن انصار کہتے تھے ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب میں یہ دعا دی کہ الٰہی سچی اور دائمی زندگی نہیں مگر آخرت کی سواکرام کر مہاجرین اور انصار کو۔

۳۵۱۳۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ جَآءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰى أَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ.

۳۵۱۳۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم مدینے کے گرد خندق کھودتے تھے اور مٹی کو اپنے پیٹھوں پر لے جاتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے حق میں یوں دعا فرمائی کہ الٰہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو بخش دے مہاجرین اور انصار کو

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مقدم کرتے ہیں اوروں کی حاجتوں کو اپنی حاجتوں پر اگرچہ ان کو اپنی حاجت ہو۔

فائدہ: یہ پھرنا ہے اس سے طرف اس کی کہ یہ آیت انصار کے حق میں اتری اور یہی ہے ظاہر سیاق اس کا اور حدیث باب کی ظاہر ہے کہ وہ انصاری کے قصے میں اتری پس مطابق ہوگی ترجمہ کو اور بعض کہتے ہیں کہ اور قصے میں اتری اور ممکن ہے تطبیق۔ (فتح)

۱۴۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ إِلٰى نِسَآئِهِ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَآءُ فَقَالَ

۳۵۱۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا یعنی اور کہا کہ میں بھوکا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو کہلا بھیجا کہ کچھ کھانا ہو تو بھیجیں تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے کہ اس کی ضیافت کرے تو

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَضُمُّ أَوْ يُضِيفُ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ أَنَا فَانْطَلَقَ بِهٖ إِلَى امْرَأَتِهٖ فَقَالَ أَكْرِمِيْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوْتُ صِبْيَانٍ فَقَالَ هَيِّئِيْ طَعَامَكِ وَأَصْبِحِيْ سِرَاجَكِ وَنَوِّمِيْ صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوْا عَشَآءً فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهٖ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ أَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾.

ایک انصاری مرد نے کہا کہ میں اس کی ضیافت کرتا ہوں سو وہ اس کو اپنی عورت کے پاس لے گیا سو کہا کہ حضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر داری کر اور اس کو کھانا کھلا تو عورت نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں مگر قوت ہمارے لڑکوں کا یعنی فقط اسی قدر رزق ہے کہ اس سے لڑکوں کی زیست اور گزران ہو سکے تو کہا کہ اب کھانا تیار کر اور چراغ روشن کر اور اپنے لڑکوں کو سلا دے جب کہ رات کا کھانا چاہیں تو اس نے اپنا کھانا تیار کیا اور چراغ جلایا اور اپنے لڑکوں کو سلایا پھر عورت نے چراغ دیکھنے کے بہانے چراغ کو گل کر دیا تو اس کو دکھلانے لگے کہ وہ کھاتے ہیں سو دونوں نے بھوکے رات کاٹی پھر جب صبح ہوئی تو حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہایت راضی ہوا اللہ آج کی رات تم دونوں کے کام سے جو اللہ نے یہ آیت اتاری اور مقدم کرتے ہے لوگوں کی حاجتوں کو اپنی حاجتوں پر اگرچہ ان کو حاجت ہو اور جو بچایا گیا اپنے نفس کے بخل سے تو وہی مراد کو پہنچے۔

فائدہ: ہنسی اور عجب کرنے کو اللہ کی طرف منسوب کرنا بطور مجاز کے ہے اور مراد ساتھ ان دونوں کے رضا ہے یعنی راضی ہونا ان کے کام سے اور یہی صحیح تر قول ہے اس آیت کے نزول میں اور ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے ایک مرد کو ایک بکری کا سر تحفہ بھیجا تو اس نے کہا کہ میرا بھائی اور اس کا عیال زیادہ تر محتاج ہیں طرف اس کی تو اس نے اس سر کو اس کے پاس بھیجا سو بدستور ایک دوسرے کی طرف بھیجتا رہا یہاں تک کہ پہلے کی طرف پھر آیا بعد سات آدمیوں کے تو یہ آیت اتری اور احتمال ہے کہ ان سب کے سبب میں اتری ہو اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر جاری ہونے فعل باپ کو چھوٹے لڑکے کے حق میں اگرچہ خالی پیٹ ہو ضرر ہلکے پر جب کہ ہو اس میں مصلحت دینی یا دنیاوی اور یہ محمول ہے اس پر جب کہ عادت سے معلوم ہو کہ چھوٹا لڑکا اس کی طرح صبر کر سکتا ہے اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو نیکی کو ان کے نیکوں کار سے اور ٹال جاؤ ان

مُسِيئِهِمْ.

کے بدکار سے یعنی انصار کے سے۔

۳۵۱۵۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی اَبُوْ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا شَاذَانُ اَخُوْ عَبْدَانَ حَدَّثَنَا اَبِیْ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَّقُوْلُ مَرَّ اَبُوْ بَكْرٍ وَّالْعَبَّاسُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِمَجْلِسٍ مِّنْ مَّجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ یَبْكُوْنَ فَقَالَ مَا یُبْكِیْكُمْ قَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰی رَاْسِهٖ حَاشِیَةَ بُرْدٍ قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ یَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْیَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِیْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْهِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِیْئِهِمْ.

۳۵۱۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس پر گزرے اور انصار روتے تھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے تو انہوں نے کہا کہ ذکر کی مجلس ہم نے حضرت ﷺ کی ہم سے یعنی جس میں وہ حضرت ﷺ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے اور تھا یہ معاملہ حضرت ﷺ کی مرض الموت میں تو وہ ڈرے اس میں کہ حضرت ﷺ اپنی اس بیماری میں فوت ہو جائیں اور آپ ﷺ کی مجلس ان کو حاصل نہ ہو تو روتے غمناک ہوکراس کے فوت ہونے پر تو عباس رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس اندر گئے اور حضرت ﷺ کو اس کی خبر دی تو حضرت ﷺ گھر سے تشریف لائے اور حالانکہ چادر کا کنارہ اپنے سر مبارک پر باندھا تھا یعنی بطور پٹے کے واسطے دفع دردسر کے بہ سبب شدت کے سو منبر پر چڑھے یعنی خطبہ پڑھنے کے لیے اور اس دن کے بعد منبر پر نہ چڑھے یعنی یہ آخری خطبہ تھا سو اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثنا کہی پھر فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں انصار کے مقدمے میں اس واسطے کہ وہ میرے خاص دلی دوست اور میرے راز دار ہیں اور البتہ وہ ادا کر چکے جو ان پر فرض تھا یعنی دین کی مدد اور باقی رہا ہے ان کا حق یعنی ثواب اور احسان سو قبول کرو نیکی کو ان کے نیکوکار سے اور ٹل جاؤ ان کے بدکار سے۔

فائدہ: بیان کی مثال ساتھ کرش کے یعنی اوجھری کہ اس واسطے کہ حیوان کی غذا اس میں ٹھہرتی ہے جس میں اس کا بڑھنا ہوتا ہے اور عیبہ وہ چیز ہے جس میں آدمی اپنی عمدہ اور نفیس چیز کو نگاہ رکھے یعنی گٹھری اور مراد یہ ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے امانتی اور رازدار تھے اور یہ جو فرمایا کہ وہ ادا کر چکے جو ان پر فرض تھا تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوا واسطے ان کے بیعت کرنے سے عقبہ کی تحقیق انہوں نے بیعت کی اس پر کہ حضرت ﷺ کو جگہ دیں

اور آپ ﷺ کی مدد کریں بعوض بہشت کے تو انہوں نے اپنا عہد پورا کیا۔ (فتح)

٣٥١٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيْلِ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَآءُ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا يَضُرُّ فِيْهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ.

٣٥١٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور حالانکہ آپ ﷺ پر چادر ہے کہ اس کو اپنے دونوں مونڈھوں پر لپیٹے تھے اور آپ ﷺ کے سر پر ایک پٹی تھی چکنی یا سیاہ یا پگڑی یہاں تک کہ منبر پر بیٹھے سو اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثنا کہی پھر فرمایا کہ اما بعد حمد اور صلوۃ کے بات تو یہ ہے کہ البتہ انصار کے سوا اور لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار روز بروز گھٹتے جائیں گے یہاں تک کہ ہوں گے برابر نمک کے کھانے میں یعنی بہت ہی کم ہو جائیں گے سو جو شخص کے تم میں سے حاکم ہو کسی چیز کا پھر اس کو اپنی حکومت میں اتنی طاقت ہو کہ کسی کا ضرر کر سکے یا کسی کو فائدہ پہنچا سکے تو چاہیے کہ انصار کے نیکوں کار کی نیکی قبول کرے اور ان کے بدکاروں سے درگزر کرے۔

فائدہ: منبر پر بیٹھنے کا سبب پہلی حدیث میں گزر چکا ہے اور یہ جو کہا کہ انصار گھٹتے جائیں گے اور ان کے سوا اور لوگ بہت ہوتے جائیں گے تو اس میں اشارہ ہے طرف دخول عرب اور عجم کے اسلام میں اور وہ کئی گناہ زیادہ ہے انصار کے قبیلے سے سو جس قدر کہ انصار میں کثرت فرض کی جائے مانند پیدا ہونے اولاد کی تو اسی طرح فرض کی جائے ہر گروہ میں ان میں سے سو انصار ہمیشہ بہ نسبت ان کی کم ہیں اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اطلاع ہوئی ہو اس پر کہ وہ مطلق کم ہو جائیں گے پس خبر دی ساتھ اس کے سو مطابق اس کے واقع ہوا اس واسطے کہ جو لوگ اس وقت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے موجود ہیں اور جن کی نسبت ان سے ثابت ہے وہ کئی گناہ زیادہ ہیں بہ نسبت ان کی جو اوس اور خزرج کے قبیلے سے موجود ہیں جن کی نسبت ان سے ثابت ہے اور نہیں التفات ہے طرف کثرت ان لوگوں کی جو بے دلیل دعوی کرتے ہیں کہ وہ ان میں سے ہیں اور یہ جو کہا کہ جو تم میں سے حاکم ہو تو اس میں اشارہ ہے خلافت انصار میں نہیں ہوگی میں کہتا ہوں اور یہ صریح نہیں اس میں اس واسطے کہ نہیں منع ہے وصیت کرنی بر تقدیر اس کے کہ واقع ہو ظلم اور نہیں منع ہے وصیت کرنی واسطے متبوع کے برابر ہے کہ ہو ان میں سے یا غیر ان کے سے اور درگزر کرے ان کے بدکاروں سے یعنی بیچ حدوں اور حقوق آدمیوں کے۔ (فتح)

٣٥١٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

٣٥١٧۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَنْصَارُ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ.

نے فرمایا کہ انصار میرے اندرونی دوست اور راز دار ہیں اور عنقریب ہے کہ لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار گھٹتے جائیں گے سو ان کے نیکوں کاروں کی نیکی قبول کرو اور ان کے بدکار سے درگزر کرو۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یعنی بن نعمان بن امراء القیس بن عبدالاشہل اور وہ سردار ہے اوس کا جیسا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سردار ہے خزرج کا۔

۳۵۱۸۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمَسُّوْنَهَا وَيَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِّنْهَا أَوْ أَلْيَنُ رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالزُّهْرِيُّ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۵۱۸۔ براء سے روایت ہے کہ اکیدر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی جوڑا تحفہ بھیجا تو اصحاب نے اس کو چھونا شروع کیا اور اس کی نرمی سے تعجب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تعجب کرتے ہو اس ریشمی جوڑے کی نرمی سے البتہ بہشت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے عمدہ اور نرم تر ہیں۔

۳۵۱۹۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا فَضْلُ بْنُ مُسَاوِرٍ خَتَنُ أَبِيْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَعَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

۳۵۱۹۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنبش کی عرش نے واسطے مرنے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے تو ایک مرد نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ براء کہتا ہے کہ جنبش کی چوپائے نے جس پر وہ اٹھائے گئے تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان دونوں گروہوں یعنی اوس اور خزرج کے درمیان کینے اور عداوتیں تھیں یعنی اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اوس میں سے ہیں اور میں خزرج سے ہوں لیکن تاہم اظہار حق سے انکار نہیں کر سکتا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ فَإِنَّ الْبَرَآءَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ السَّرِيْرُ فَقَالَ إِنَّهُ كَانَ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَيَّيْنِ ضَغَآئِنُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے جنبش کی اللہ کے عرش نے واسطے مرنے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے واسطے ظاہر کرنے حق کے اور اعتراف کرنے کے ساتھ فضیلت اہل اس کے پس گویا کہ اس نے تعجب کیا براء سے کہ اس نے یہ بات کس طرح کہی باوجود یہ کہ وہ بھی اوس میں سے ہے پھر کہا کہ میں اگرچہ خزرجی ہوں اور اوس اور خزرج کے درمیان عداوت تھی لیکن نہیں مانع ہے مجھ کو یہ کہ میں حق بات کہوں اور براء کا عذر یہ ہے کہ اس کی یہ مراد نہ تھی کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو چھپائے بلکہ اس نے تو عرش کے معنی صرف چوپائے سمجھے اور اللہ کے عرش کے جنبش کرنے سے انکار کیا اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اس سے انکار کیا پس کہا کہ اللہ کا عرش کسی کے واسطے جنبش نہیں کرتا اور نہیں ہلتا پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کیا اور کہا کہ جنبش کی اللہ کے عرش نے واسطے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اور مراد ساتھ جنبش کرنے عرش کے خوش ہونا اس کا ہے ساتھ آنے روح اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ جنبش کی عرش نے واسطے خوش ہونے کے ساتھ اس کے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی براء کی طرح اس کی تاویل یہ کی ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ جنبش کی چوپائے نے واسطے خوش ہونے کے اللہ کی ملاقات سے ساتھ سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ اس کی لکڑیاں ہمارے مونڈھوں پر کشادہ ہوگئیں لیکن یہ حدیث صحیح نہیں اور اس کی معارض ہے جو ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقوں نے کہا کہ اس کا جنازہ کیا ہلکا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو فرشتے اٹھاتے ہیں اور حاکم نے کہا کہ عرش کے ہلنے کی حدیثیں صحیح میں ہیں اور ان کے معارض کا صحیح میں ذکر نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد عرش کے جنبش کرنے سے اس کے حاملین کا جنبش کرنا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نشانی ہے کہ قائم کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے واسطے مرنے اپنے ولیوں کے تا کہ خبردار ہوں فرشتے اس کی فضیلت سے اور اس حدیث میں بڑی منقبت ہے واسطے سعد رضی اللہ عنہ کے اور لیکن تاویل براء کی کہ مراد ساتھ عرش کے چوپائے ہے پس نہیں مستلزم ہے یہ اس کی فضیلت کو اس واسطے کہ اس میں اس کو ہر مردہ شریک ہے اور مالک سے روایت ہے کہ اس نے بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرح اس حدیث سے منع کیا یعنی تا کہ کوئی جاہل یہ وہم نہ کرے کہ جب عرش جنبش کرتا ہے تو اس کی جنبش سے اللہ بھی جنبش کرتا ہے جیسا کہ اگر کوئی مرد کرسی پر بیٹھے تو اس کا یہی حال ہوتا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ امام مالک نے اس سے اس واسطے منع نہیں کیا اس واسطے کہ اگر ان کو یہی خوف ہوتا تو مؤطا میں یہ حدیث

روایت نہ کرتے کہ اللہ پہلے آسمان کی طرف اترتا ہے اس واسطے کہ صریح تر ہے حرکت میں عرش کی حرکت سے اور باوجود اس کے پس اعتقاد سلف آئمہ اور علماء سنت کا خلف سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے حرکت سے اور تحول سے اور حلول سے یعنی کسی چیز کے اندر داخل ہونے سے اس کی مانند کوئی چیز نہیں اور سعد رضی اللہ عنہ کے واسطے عرش کے جنبش کرنے کی حدیث دس اصحاب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور اکثر سے اور ثابت ہے بخاری اور مسلم میں پس نہیں ہے کوئی وجہ اس کے انکار کی۔ (فتح)

۳۵۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أُنَاسًا نَزَلُوا عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَجَآءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيبًا مِّنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا إِلٰى خَيْرِكُمْ أَوْ سَيِّدِكُمْ فَقَالَ يَا سَعْدُ إِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰى ذَرَارِيُّهُمْ قَالَ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ أَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

۳۵۲۰۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود بنی قریظہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر اترے کہ جو ہمارے حق میں وہ حاکم کریں ہم کو منظور ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کے کہلا بھیجا تو وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے پھر جب مسجد کے قریب پہنچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ اپنے بہتر کی طرف یا سردار کی طرف پس پھر فرمایا اے سعد رضی اللہ عنہ البتہ یہ لوگ اترے ہیں تیرے فیصلہ کرنے پر تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے حق میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے لڑنے والے جوان قتل ہوں اور ان کے لڑکے اور عورتیں لونڈیاں اور غلام بنائے جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تو نے اللہ کی مرضی کے موافق فیصلہ کیا۔

بَابُ مَنْقَبَةِ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب ہے بیان میں مناقب اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یہ دونوں صحابی انصاری ہیں۔

۳۵۲۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَّإِذَا نُورٌ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتّٰى تَفَرَّقَا

۳۵۲۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے اندھیرے رات میں تو ناگہاں نور تھا ان کے آگے یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو نور بھی ان کے ساتھ جدا ہوا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دونوں اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ تھے۔

فَتَفَرَّقَ النُّورُ مَعَهُمَا وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ إِنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَّرَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ كَانَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بات چیت کرتے رہے سخت اندھیری رات میں یہاں تک کہ ایک گھڑی بھر رات گزر گئی پھر دونوں نکلے اور ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی تو ایک کی لاٹھی روشن ہوئی تا کہ دونوں اس کی روشنی میں چلیں یہاں تک کہ جب دونوں کی راہ جدا جدا ہوئی تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوئی یہاں تک کہ اپنے گھر میں پہنچا۔ (فتح الباری)

بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے مناقب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ خزرجی ہیں حاضر ہوئے جنگ بدر میں اور عقبہ میں اور تھے امیر ملک یمن پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدینے میں پھر آئے پھر شام کی طرف نکلے اور وہاں طاعون کے ساتھ فوت ہوئے اور ان کی عمر تینتیس سال کی تھی

۳۵۲۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِّنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ مَّوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيٍّ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

۳۵۲۲۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ سیکھو قرآن کو چار سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور سالم رضی اللہ عنہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد سے اور ابی رضی اللہ عنہ سے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ زیادہ تر رحم کرنے والا میری امت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے اور زیادہ عالم ساتھ حلال اور حرام کے معاذ رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جو فقہ چاہے وہ معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ (فتح)

بَابُ مَنْقَبَةِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

باب ہے بیان میں فضیلت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے اور

عَنْهُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا.

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ اس سے پہلے بھی نیک آدمی تھے۔

فائدہ: سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رئیس تھے خزرج کے اور ایک ہیں ان میں سے جو مشہور ہیں ساتھ بخشش کے اور فوت ہوئے شام میں بیچ خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے ۱۵ھ میں (فتح)

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو بہت طویل ہے اور تمام حدیث آئندہ آئے گی اور ذکر کیا اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو دائر ہوا درمیان سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے جس جگہ کہا اور اگر ہوگا ہمارے بھائیوں خزرجیوں سے تو ہم کو حکم ہوا تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو اس کو مار نہیں سکتا پس اٹھا درمیان ان کے فتنہ یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چپ کرایا تو اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ تحقیق سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے پہلے اس سے کہ کہی یہ بات مرد نیکوکار اور نہیں لازم آتا اس سے کہ نکل گیا وہ اس صفت سے اور نہیں ہے حدیث میں تعارض واسطے اس چیز کے کہ بعد اس قول کے ہے اور ظاہر بدستور رہنا اس صفت کا ہے اس واسطے کہ وہ معذور ہے قول میں اس لیے کہ وہ اس میں تاویل کرنے والا تھا اسی واسطے ارادہ کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے مناقب میں اور ظاہر نہیں ہوئی اس سے وہ چیز کہ عیب کیا جائے اس کو ساتھ پہلے اس قول کے اور سعد رضی اللہ عنہ کا عذر اس میں ظاہر ہے اس واسطے کہ اس نے خیال کیا کہ اوسی نے ارادہ کیا ہے پستی کا قبیلے خزرج کے واسطے اس چیز سے کہ تھی درمیان دونوں گروہ کے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس پر رد کیا پھر نہیں واقع ہوئی سعد رضی اللہ عنہ سے بعد اس کے کوئی چیز کہ عیب کیا جائے اس کو ساتھ اس کے مگر کہ باز رہا وہ بیعت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سے اور متوجہ ہوا طرف شام کی اور عذر اس کا اس میں یہ ہے کہ اس نے تاویل کی کہ انصار کے واسطے خلافت میں استحقاق ہے پس وہ معذور ہے اگرچہ اس کا یہ اعتقاد خطا تھا۔ (فتح)

٣٥٢٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَكَانَ ذَا قِدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

٣٥٢٣۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا محلہ افضل ہے پھر ان کے بعد عبدالاشہل کی اولاد کا محلہ افضل ہے پھر ان کے بعد حارث کی اولاد کا محلہ افضل اور پھر ان کے بعد ساعدہ کی اولاد کا محلہ افضل ہے انصار کے سب محلوں میں خیر ہے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور تھا پرانا مسلمان کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قبیلوں کو ہم پر فضیلت دی تو کسی نے اس سے کہا کہ فضیلت دی تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت لوگوں پر یعنی جو یہاں ذکر نہیں ہوئے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَضَلَ عَلَيْنَا فَقِيْلَ لَهُ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى نَاسٍ كَثِيْرٍ.

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور وارد کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ واسطے قول اس کے اس طریق میں کہ تھا پرانے اسلام والا۔

بَابُ مَنَاقِبِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یہ صحابی انصاری خزرجی ہیں تھے سابقین انصار میں سے حاضر ہوئے بیعت عقبہ اور بدر میں اور جو ان کے بعد ہے اور فوت ہوئے ۳۰ھ میں۔

۳۵۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَّا أَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَبَدَأَ بِهٖ وَسَالِمٍ مَّوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

۳۵۲۴۔ مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نزدیک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ ایک مرد ہے کہ میں اس کو ہمیشہ دوست رکھتا ہوں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ قرآن سیکھو چار سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پہلے اس کو ذکر کیا اور سالم رضی اللہ عنہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد سے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے۔

۳۵۲۵۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ قَالَ وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى.

۳۵۲۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ نے تجھ کو حکم فرمایا ہے کہ میں تیرے آگے ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ پڑھوں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں پھر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خوشی کے مارے رونے لگے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے میرا نام لیا ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ کیا خاص میرا نام لیا ہے یا فرمایا کہ اپنے کسی صحابی پر پڑھ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اختیار کیا اور رونا یا تو خوشی کے سبب سے تھا ساتھ اس کے اور یا خشوع اور خوف سے قصور سے اس نعمت سے شکر میں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تیرے نام اور نسب سے بلند

درجے کے گروہ میں یعنی فرشتوں میں قرطبی نے کہا کہ تعجب کیا ابی رضی اللہ عنہ نے اس بات سے اس واسطے کہ نام لینا اللہ کا اس کو خاص کر کے تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر پڑھیں بڑی بزرگی ہے اس واسطے ابی رضی اللہ عنہ رونے لگے یا تو خوشی سے یا خوف سے اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مراد ساتھ پڑھنے قرآن کے ابی رضی اللہ عنہ پر تا کہ ابی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرأت سیکھیں اور اس میں زیادہ مضبوطی حاصل کریں اور تا کہ ہو قرآن کا پیش کرنا سنت اور واسطے تنبیہ کرنے کے ابی رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر اور مقدم ہونے اس کے قرآن کے یاد رکھنے میں اور یہ مراد نہیں کہ یاد کریں اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز بھولی ہوئی قرآن سے ساتھ اس پیش کرنے کے اور لی جاتی ہے اس حدیث سے مشروعیت تواضع کے بیچ سیکھنے آدمی کے علم کو اس کے اہل سے اگرچہ اس سے کم ہو علم میں اور درجے میں اور خاص کیا اس سورہ کو ساتھ ذکر کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے وہ اس پر توحید اور رسالت سے اور اخلاص اور صحف اور کتب سے جو اتاری گئیں ہیں پیغمبروں پر اور ذکر نماز اور زکوۃ اور معاد اور بیان اہل جنت اور نار میں سے باوجود مختصر ہونے اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: زید بن ثابت وحی کے لکھنے والے تھے اور فقہاء اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے تھے ۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

٣٥٢٦۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أُبَيٌّ وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّأَبُوْ زَيْدٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قُلْتُ لِأَنَسٍ مَّنْ أَبُوْ زَيْدٍ قَالَ أَحَدُ عُمُوْمَتِيْ.

٣٥٢٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمع کیا قرآن کو یعنی یاد کیا تمام قرآن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار شخصوں نے سب انصار سے ہیں ابی رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابو زید رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابو زید رضی اللہ عنہ کون ہے کہا میرا ایک چچا ہے۔

فائدہ: اور نہیں اس حدیث میں وہ چیز کہ معارض ہو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث کو کہ سیکھو قرآن چار سے اس واسطے کہ یہ جو فرمایا کہ ان سے قرآن سیکھو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سب قرآن کے حافظ تھے اور رہا یہ کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مفہوم کو نہ لیا جائے اس واسطے کہ یہ جو کہا کہ جمع کیا تھا اس کو چار نے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے سوائے اور کسی نے اس کو جمع نہ کیا ہو پس مراد یہ ہے کہ نہیں واقع ہوا جمع کرنا اس کا واسطے چار کے ایک قبیلے سے مگر واسطے اس قبیلے انصار کے اور باقی بیان اس کا فضائل قرآن میں آئے گا۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یہ صحابی انصاری ہیں اور وہ خاوند ہیں ام سلیم رضی اللہ عنہا انس رضی اللہ عنہ کی ماں کے۔ (فتح)

٣٥٢٧ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ بِهٖ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهٗ وَكَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ رَجُلًا رَّامِيًا شَدِيْدَ الْقِدِّ يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَّكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ انْشُرْهَا لِأَبِيْ طَلْحَةَ فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ لَا تُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ وَّأُمَّ سُلَيْمٍ وَّإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرٰى خَدَمَ سُوْقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا تُفْرِغَانِهٖ فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهٖ فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِيْ طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا.

٣٥٢٧ـ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا تو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگ گئے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے تھے اپنی ڈھال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچاؤ کرتے تھے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مرد تیر انداز اور سخت کمان دار تھے البتہ اس دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑیں یعنی بہت تیراندازی کے سبب سے اور تھا مرد کہ گزرتا اور اس کے ساتھ تیروں کی ترکش ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ان کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے آگے ڈال دے کہ کافروں کو مارے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھانک کر قوم کر دیکھنے لگے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ جھانکئے نہیں کہ مبادا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی قوم کفار کا تیر لگے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرا سینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کے قریب چاہیے یعنی میرا سینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کی ڈھال ہو اور البتہ دیکھا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو اور بے شک دونوں کپڑوں کے کنارے پنڈلیوں سے اٹھائے ہیں اور اس حال میں کہ دیکھتا ہوں پازیبیں ان کی پنڈلیوں کی کہ مشکوں کو اپنی پیٹھوں پر اٹھاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں پھر پلٹ جاتی تھیں اور مشکوں کو بھر لاتی تھیں اور لوگوں کو پلاتی تھیں اور البتہ گر پڑی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی تلوار دو یا تین بار۔

فائدہ: شدید القد بکسر اکثر روایتوں میں شدید از بر کے ساتھ آیا ہے اور لقد میں لام جدا ہے اور قد جدا ہے اور بعض نے اس کو اضافت کے ساتھ پڑھا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ

باب ہے بیان میں مناقب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے

اللّٰهُ عَنْهُ.

فائدہ: عبداللہ بن سلام ساتھ تخفیف لام کے یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو پہلے پہل عبداللہ بن سلام مسلمان ہوئے اور ۴۳ھ میں فوت ہوئے۔ (فتح)

۳۵۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِأَحَدٍ يَمْشِيْ عَلَى الْأَرْضِ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ وَفِيْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ عَلٰى مِثْلِهِ﴾ الْأٰيَةَ قَالَ لَا أَدْرِيْ قَالَ مَالِكٌ الْأٰيَةَ أَوْ فِي الْحَدِيْثِ.

۳۵۲۸۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے واسطے کسی شخص کے کہ زمین پر چلتا ہو کہ وہ بہشتیوں سے ہے مگر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے ہی حق میں یہ آیت اتری کہ گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے بنی اسرائیل کی قوم سے الآیۃ راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ مالک نے یہ آیت اپنی طرف سے کہی ہے یا حدیث میں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہیں سنا میں نے الخ تو یہ مشکل ہے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سلام کو سوائے اور بہت اصحاب رضی اللہ عنہم کے حق میں بھی فرمایا ہے کہ وہ بہشتی ہیں اور وہ بعید ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر اطلاع نہ ہوئی ہو اور جواب یہ کہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات ان لوگوں کے مرنے کے بعد کہی تھی جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت کی خوش خبری دی اس واسطے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان کے بعد زندہ رہے اور نہیں پیچھے رہا ساتھ ان کے کوئی عشرہ مبشرہ سے سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے اور سعید رضی اللہ عنہ کے اور یہ بات لی جاتی ہے اس لفظ سے کہ زمین پر چلتا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کسی کو بہشتی کہا ہو مگر عبداللہ بن سلام کو اور سلیمان فارسی کو اور یہ جو جواب مذکور کے مخالف ہے لیکن یہ حدیث منکر ہے اور اگر محفوظ ہو تو محمول ہوگا اس پر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں فرمایا تھا پھر اس سے کہ بشارت دیں اس کے غیر کو ساتھ بہشت کے۔ (فتح)

۳۵۲۹۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِيْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى وَجْهِهِ

۳۵۲۹۔ قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک مرد اندر آیا جس کے چہرے پر خشوع کا نشان تھا یعنی اطمینان اور حضور کا تو لوگوں نے کہا کہ یہ مرد بہشتیوں سے ہے سو اس نے دو رکعت ہلکی سی نماز پڑھی پھر

أَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيْهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ إِنَّكَ حِيْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللّٰهِ مَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَّقُوْلَ مَا لَا يَعْلَمُ وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ كَأَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسْطَهَا عَمُوْدٌ مِّنْ حَدِيْدٍ أَسْفَلُهٗ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَآءِ فِيْ أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِي ارْقَ قُلْتُ لَا أَسْتَطِيْعُ فَأَتَانِيْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ مِنْ خَلْفِيْ فَرَقِيْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ أَعْلَاهَا فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيْلَ لَهٗ اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِيْ يَدِيْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ وَذَاكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَّ قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُّحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ وَصِيْفٌ مَّكَانَ مِنْصَفٌ.

نکلا اور میں اس کے پیچھے پیچھے چلا سو میں نے اس سے کہا کہ تحقیق جس وقت مسجد میں آئے تو لوگوں نے کہا کہ وہ مرد بہشتی ہے کہا قسم ہے اللہ کی کسی کے واسطے لائق نہیں یہ کہ کہے جو نہ جانتا ہو اور میں تجھ سے بیان کروں گا کہ لوگوں کے کہنے کا کیا سبب ہے یا میں انکار کیوں کرتا ہوں میں نے حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک خواب دیکھا تو میں نے حضرت ﷺ سے وہ خواب بیان کیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں ذکر کی عبداللہ بن سلام نے فراخی اس کی اور سبزی اس کی اس باغ کے بیچ میں ایک ستون ہے لوہے کا کہ اس کے نیچے کی طرف زمین میں ہے اور اوپر کی طرف آسمان میں اس کی اوپر کی طرف ایک دستہ ہے مضبوط مانند دستے کوزے کی تو کسی نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھ میں نے کہا میں چڑھ نہیں سکتا تو میرے پاس ایک خادم آیا تو اس نے میرے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھائے تو میں چڑھا یہاں تک کہ اس کے اوپر پہنچا تو میں نے دستہ پکڑا پھر کسی نے مجھ سے کہا کہ اس کو مضبوط پکڑے رہ پھر میں بیدار ہوا اور حالانکہ وہ دستہ میرے ہاتھ میں تھا تو میں نے یہ خواب حضرت ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ وہ باغ جو تو نے دیکھا ہے دین اسلام ہے کہ فراخ اور تر و تازہ ہے اور یہ ستون اسلام کا ستون ہے اور یہ دستہ جس کو تو نے پکڑا عروۃ الوثقٰی ہے کہ آیت استمسك بالعروة الوثقٰی میں وارد ہوا ہے سو تو ثابت رہے گا اسلام پر یہاں تک کہ تو مرے یعنی مرتے دم تک اسلام پر قائم رہے گا اور یہ مرد عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کسی کے لائق نہیں الخ تو یہ انکار ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اس پر جو اس کو قطعی بہشتی کہے تو شاید اس نے سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں سنی اور شاید ان لوگوں نے سنی ہوگی اور احتمال ہے کہ اس نے بھی سنی ہو لیکن اپنی

تعریف کو مکروہ رکھا ہو از راہ تواضع کے اور احتمال ہے کہ وہ واسطے انکار کے عبداللہ بن سلام سے اس پر جس نے اس سے یہ پوچھا اس واسطے کہ اس نے ان کو خبر سے تعجب سمجھا سو عبداللہ بن سلام نے ان کو خبر دی کہ اس میں کچھ تعجب نہیں ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا اس کو واسطے اس کے خواب کے قصے سے اور اشارہ کیا ساتھ اس قول کے طرف اس کی کہ نہیں لائق ہے واسطے کسی کے انکار کرنا اس چیز سے کہ اس کو معلوم نہ ہو جب کہ ہو خبر دینے والا اس کا سچا اور یہ جو کہا کہ میں جاگا اور حالانکہ وہ میرے ہاتھ میں تھا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جاگنا تھا حالت پکڑنے میں بغیر فاصلہ کے اور یہ مراد نہیں کہ وہ جاگنے کے بعد بھی میرے ہاتھ میں رہا اور اگر اس کو ظاہر پر حمل کیا جائے تو یہ اللہ کی قدرت میں محال نہیں لیکن جو ظاہر ہوتا ہے وہ اس کے خلاف ہے اور احتمال ہے کہ جاگنے کے بعد اس کا اثر ہاتھ میں باقی رہا ہو کہ صبح کو اس نے اپنا ہاتھ بند ہوا دیکھا ہو اور یہ جو کہا کہ وہ مرد عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہے تو احتمال ہے کہ یہ خود عبداللہ بن سلام کا قول ہو اور احتمال ہے کہ راوی کا کلام ہو۔ (فتح)

٣٥٣٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ أَلَا تَجِيْءُ فَأُطْعِمَكَ سَوِيْقًا وَّتَمْرًا وَّتَدْخُلَ فِيْ بَيْتٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّكَ بِأَرْضٍ الرِّبَا بِهَا فَاشٍ إِذَا كَانَ لَكَ عَلٰى رَجُلٍ حَقٌّ فَأَهْدٰى إِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ أَوْ حِمْلَ شَعِيْرٍ أَوْ حِمْلَ قَتٍّ فَلَا تَأْخُذْهُ فَإِنَّهُ رِبًا وَلَمْ يَذْكُرِ النَّضْرُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ الْبَيْتَ.

٣٥٣٠۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا تو میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا تو اس نے کہا کہ تو میرے ساتھ نہیں آتا کہ میں تجھ کو ستو اور کھجوریں کھلاؤں اور داخل ہو تو ایک گھر میں پھر ابن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک تو ایک زمین میں ہے جس میں بیاج ظاہر اور عام ہے جب کسی مرد پر تیرا حق ہو جس کا ادا کرنا واجب ہے سو تحفہ بھیجے وہ تجھ کو بھوسے کا یا جو کا یا گھاس کا تو تو نہ لے کہ بے شک وہ بیاج ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تو داخل ہو ایک گھر میں تو وجہ تعظیم اس کی یہ ہے کہ اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تھے اور ہو گا یہی قدر تقاضا کرنے والا واسطے داخل کرنے اس حدیث کے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے مناقب میں یا واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اس پر حکم کرنا ابن سلام کا ساتھ ترک قبول ہدیہ قرض دار کے پرہیز گاری سے یعنی یہ جو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قرض دار کا تحفہ قبول نہ کیا جائے تو اس کہنے سے ابن سلام رضی اللہ عنہ کی کمال پرہیز گاری ثابت ہوئی پس یہی وجہ ہے داخل کرنے کی اس حدیث کے ابن سلام رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اور یہ جو کہا کہ بے شک وہ بیاج ہے تو احتمال ہے کہ یہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی رائے ہو نہیں تو فقہاء اس پر ہیں کہ یہ بیاج فقط اسی وقت ہوتا ہے جب

کہ شرط کر لی ہو ہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ اس سے بچنا افضل ہے۔ (فتح)

بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ وَفَضْلِهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

باب ہے بیان میں نکاح کرنے حضرت ﷺ کے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اور ان کی فضیلت میں

فائدہ: نہیں تصریح ہے باب کی حدیثوں میں ساتھ اس چیز کے کہ ترجمہ باب میں ہے مگر یہ کہ لیا جائے یہ بطریق لزوم کے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے کہ میں نے کسی عورت پر غیرت نہیں کی جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کی اور قول حضرت ﷺ کے سے کہ میری اولاد اس سے ہوئی۔ (فتح)

۳۵۳۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ح حَدَّثَنِي صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَآئِهَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نِسَآئِهَا خَدِيْجَةُ.

۳۵۳۱۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے زمانے میں مریم عمران کی بیٹی سب عورتوں میں افضل ہے اور اپنے زمانے میں یعنی امت محمدی ﷺ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا سب عورتوں سے افضل ہے۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا جمع ہوتیں ہیں ساتھ حضرت ﷺ کے قصے میں کہ حضرت ﷺ بعید دادون سے ہے اور وہ قریب تر ہیں نسب میں آپ ﷺ کی سب بیویوں سے طرف آپ ﷺ کی اور جب حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت حضرت ﷺ کی عمر پچیس سال کی تھی نکاح کیا تھا ان کا ساتھ حضرت ﷺ کے ان کے باپ خویلد نے اور حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے سے پہلے سفر کیا تھا اس کے مال میں طرف شام کی بطور مضاربت کے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے حضرت ﷺ سے اس سفر میں عجیب چیزیں دیکھیں جو باعث ہوئیں خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ﷺ سے نکاح کرنے پر اور جالیت کے وقت میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کو طاہرہ کہا جاتا تھا اور حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے دس برس پیچھے فوت ہوئیں اور فاکہی نے کتاب مکہ میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ اپنے چچا ابوطالب کے پاس تھے تو حضرت ﷺ نے اس سے اجازت مانگی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کی اس نے آپ ﷺ کو اجازت دی اور آپ ﷺ کے ساتھ اپنی ایک

لونڈی بھیجی جس کا نام نبعہ تھا اور اس کو کہا کہ سنتے رہنا خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو کیا کہتی ہے نبعہ نے کہا کہ سو میں نے عجب بات دیکھی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو سن کر دروازے تک نکلیں اور حضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگایا پھر کہا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں قسم ہے اللہ کی نہیں کرتی میں یہ کام مگر اس واسطے کہ میں امید کرتی ہوں کہ تو پیغمبر ہے عنقریب تو پیغمبر کر کے بھیجا جائے گا پس اگر تم وہی ہو تو میرا حق اور قدر پہچاننا اور اللہ سے میرے واسطے دعا مانگنا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں پیغمبر میں ہوا تو میں اسی طرح کروں گا اور اگر میرے سوا کوئی اور ہوا تو اللہ تجھ کو ضائع نہیں کرے گا اور باب الوحی میں پہلے گزر چکا ہے کہ پہلے پہل اس نے حضرت ﷺ کی تصدیق کی اور بیچ ثابت رہنے اس کے امر دین میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر قوی ہونے یقین اس کے اور زیادہ ہونے عقل اس کے اور صحت قصد اس کے کی پس لابد وہ ہوئیں افضل سب عورتوں سے راجح قول پر اور طیبی نے کہا کہ پہلی ضمیر اس امت کی طرف پھرتی ہے اور مراد ان کے زمانے کی عورتیں ہیں جیسا کہ احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مردوں میں سے بہت لوگ باکمال ہوئے اور عورتوں میں سے کوئی عورت کمال کو نہیں پہنچی مگر مریم اور آسیہ تو حضرت ﷺ نے اس حدیث میں آسیہ کے واسطے یہی کمال ثابت کیا کہ جیسا کہ مریم کے واسطے ثابت کیا پس منع ہوا محمول کرنا خیر کے باب کی حدیث میں مطلق طور پر اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ فضیلت دی گئی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو میری امت کی سب عورتوں پر جیسا کہ فضیلت دی گئی مریم کو دنیا کی سب عورتوں پر پس یہ حدیث صریح ہے مراد میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن تین نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس میں داخل نہیں اس واسطے کہ وہ اس وقت بالغ نہیں تھیں اور مراد حدیث میں بالغ عورتیں ہیں اور یہ تاویل ابن تین کی ضعیف ہے پس تحقیق مراد ساتھ لفظ نساء کا عام ہے شامل ہے بالغ اور نابالغ عورتوں کو عام طور پر اس سے کہ جو اس وقت موجود تھیں اور جو آئندہ پیدا ہوں گی اور ایک روایت میں ہے کہ افضل بہشت کی عورتوں میں خدیجہ اور فاطمہ اور مریم اور آسیہ رضی اللہ عنہن ہیں اور یہ حدیث نص ہے اس میں تاویل کا احتمال نہیں قرطبی نے کہا کہ نہیں ثابت ہوا کسی ایک کے حق میں چاروں سے کہ وہ نبی ہے مگر واسطے مریم کے اور کبھی تمسک کرتا ہے ساتھ اس حدیث کے باب کی جو کہتا ہے کہ مریم نبی نہیں واسطے برابر کرنے اس کے باب کی حدیث میں ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا بالاتفاق نبی نہیں اور جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا برابر کرنے سے خیر میں برابر کرنا تمام صفتوں میں۔ (فتح)

۳۵۳۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ

۳۵۳۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت ﷺ کی کسی بیوی پر غیرت نہیں آئی جو مجھ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آئی فوت ہوگئیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ مجھ سے نکاح کریں

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِيْ لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهٗ يَذْكُرُهَا وَأَمَرَهُ اللَّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ وَّإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِيْ فِيْ خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ.

واسطے اس چیز سے کہ میں آپ ﷺ سے سنتی تھی کہ آپ ﷺ اس کو یاد کرتے تھے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ خوشخبری دیں ان کو ایک گھر کے نرم موتی سے اور بے شک حضرت ﷺ بکری ذبح کرتے تھے اور اس کے گوشت سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی عورتوں کو تحفہ بھیجتے تھے جو ان کو کفایت کرتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مجھے حضرت ﷺ کی کسی بی بی پر غیرت نہیں آئی جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آئی تو اس میں ثابت ہونا غیرت کا ہے اور یہ کہ نہیں انکار کیا گیا ہے واقع ہونا اس کا بافضیلت عورتوں سے چہ جائے کہ ان سے ہو جو ان سے کم ہیں اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ﷺ کی بیویوں پر غیرت آتی تھی لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اکثر غیرت کرتی تھیں اور تحقیق بیان کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سبب اس کا اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ اس کو بہت یاد کیا کرتے تھے اور اصل غیرت عورت کی یہ ہے کہ وہ خیال کرتی ہے کہ میرے سوا اور عورت کے ساتھ اس کو زیادہ محبت ہے اور بہت یاد کرنا دلالت کرتا ہے اوپر بہت ہونے محبت کے اور مراد ذکر سے عام ہے بطور ثناء کے ہو یا اور کسی طرح سے اور یہ جو کہا کہ میرے نکاح سے پہلے فوت ہو گئیں تو اشارہ کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ اگر وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں زندہ ہوتیں تو اس سے سخت تر غیرت کرتیں اور یہ جو کہا کہ حکم کیا آپ ﷺ کو اللہ نے یہ کہ بشارت دیں اس کو نرم موتی کے گھر سے تو یہ بھی من جملہ اسباب غیرت سے ہے اس واسطے کہ خاص ہونا خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ اس خوشخبری کے مشعر ہے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی اور یہ جو کہا کہ بکری کا گوشت حضرت ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو تحفہ بھیجتے تھے تو یہ بھی من جملہ اسباب غیرت سے ہے اس واسطے کہ اس میں اشعار ہے کہ حضرت ﷺ کی محبت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بدستور رہی یہاں تک کہ ان کی مصاحبہ عورتوں کی خبر گیری کرتے تھے اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٣٥٢٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى امْرَأَةٍ مَّا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا قَالَتْ وَتَزَوَّجَنِيْ بَعْدَهَا بِثَلَاثِ سِنِيْنَ وَأَمَرَهٗ رَبُّهٗ عَزَّ وَجَلَّ

٣٥٢٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کسی عورت سے غیرت نہیں کی جو میں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کی اس سبب سے کہ حضرت ﷺ ان کو بہت یاد کرتے تھے اور نکاح کیا مجھ سے حضرت ﷺ نے ان کے فوت ہونے کے تین برس پیچھے اور آپ ﷺ کو اللہ نے یا جبرائیل نے حکم کیا کہ یہ خوشخبری دیں ان کو ایک گھر کے نرم موتی سے بہشت میں۔

أَوْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ.

فائدہ: مراد ساتھ نکاح کرنے کے اس حدیث میں دخول ہے نہیں تو نکاح اس سے پہلے ہو چکا تھا۔

۳۵۳۴۔ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ نِّسَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَآءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَأَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ.

۳۵۳۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت ﷺ کی کسی بیوی پر غیرت نہیں آئی جو مجھ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آئی اور حالانکہ میں نے ان کو دیکھا نہ تھا اور حضرت ﷺ ان کو بہت یاد کرتے تھے اور اکثر اوقات بکری ذبح کرتے تھے تو اس کا ایک ایک جوڑ کاٹ کر بہت ٹکڑے کرتے تھے پھر اس کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں میں بھیجتے تھے اور بانٹتے تھے سو میں اکثر اوقات آپ ﷺ سے کہتی تھی کہ شاید خدیجہ رضی اللہ عنہا کے برابر دنیا میں کوئی عورت نہ تھی تو حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ بے شک خدیجہ رضی اللہ عنہا ایسی تھیں ایسی تھیں اور میری اولاد ان سے ہوئی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ ایسی تھیں یعنی فاضلہ تھیں اور عاقلہ تھیں اور مانند اس کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایمان لائی وہ میرے ساتھ جب کہ کفر کیا میرے ساتھ لوگوں نے اور سچا جانا مجھ کو جب کہ جھٹلایا مجھ کو لوگوں نے اور سلوک کیا مجھ سے ساتھ مال اپنے کے جب کہ محروم کیا مجھ کو لوگوں نے اور یہ جو کہا کہ میری اولاد اس سے ہوئی تو حضرت ﷺ کی سب اولاد خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی مگر ابراہیم کہ وہ آپ ﷺ کی لونڈی ماریہ قبطیہ کے پیٹ سے تھے اور آپ ﷺ کی متفق علیہ اولاد سے ایک قاسم ہیں وہ لڑکپن میں فوت ہو گئے آپ ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے یا پیچھے اور آپ ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں زینب رضی اللہ عنہا رقیہ رضی اللہ عنہا ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ایک آپ ﷺ کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے پیغمبر ہونے کے بعد پیدا ہوا پس تھا کہا جاتا اس کو طاہر اور طیب اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دو بھائی ہیں سب لڑکپن میں فوت ہو اس پر سب کا اتفاق ہے اور قرطبی نے کہا کہ حضرت ﷺ جو خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت رکھتے تھے تو اس کے سبب بہت ہیں اور حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں اس پر اور نکاح نہیں کیا یہاں تک کہ فوت ہو گئیں اور اس میں کسی اہل علم کو اختلاف نہیں اور اس میں دلیل ہے اوپر بلند ہونے قدر ان کی کے نزدیک حضرت ﷺ کے اور اوپر زیادہ فضیلت ان کی کے اس واسطے کہ بے پرواہ کیا انہوں نے حضرت ﷺ کو اپنے غیر

سے اور خاص ہوئیں ساتھ اس کے اس چیز سے کہ مشترک ہے اس میں غیر ان کا دوبارا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا تو اس کے بعد اڑتیس سال زندہ رہیں اکیلی ہوئیں آپ ﷺ سے خدیجہ رضی اللہ عنہا ساتھ پچیس سال کے اور یہ بقدر دو تہائی کے ہے مجموع مدت سے اور باوجود طویل ہونے مدت کے پس نگاہ رکھا حضرت ﷺ نے دل اس کا غیرت سے اور رنج سوکنوں کے سے اور یہ فضیلت ایسی ہے کہ نہیں شریک اس کو اس میں کوئی سوائے اس کے اور ان اوصاف سے کہ خاص ہے ساتھ اس کے خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک یہ ہے کہ وہ امت کی سب عورتوں سے پہلے ایمان لائیں تو جاری کیا انہوں نے یہ طریقہ واسطے ہر اس عورت کے کہ ایمان لائے بعد اس کے سو ہوگا واسطے ان کے ثواب ان کا واسطے اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں کہ جو اسلام میں خوب طریقہ نکالے اس کو ثواب ہے ہر عمل کرنے والے کا ساتھ اس کے کہ بعد اس کے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب مردوں سے پہلے ایمان لائے اور جس قدر ان دونوں کو اس کا ثواب حاصل ہے اس کے مقدار کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (فتح)

۳۵۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَشَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ قَالَ نَعَمْ بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ.

۳۵۳۵۔ اسمعیل سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دی اس نے کہا کہ ہاں ساتھ گھر کے زرم موتی سے کہ نہ اس گھر میں شور ہوگا اور نہ رنج۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ساتھ ایک گھر کے تو مراد ساتھ اس کے گھر زائد ہے اوپر اس کے جو تیار کیا ہے واسطے اس کے اللہ نے اس کے عمل کے ثواب سے اس واسطے کہا کہ اس میں رنج نہیں اور سہیلی نے کہا کہ گھر کے ذکر کرنے میں ایک معنی لطیف ہے اس واسطے کہ تھیں وہ صاحب ایک گھر کی پیغمبر ہونے سے پہلے پھر ہوئیں صاحب ایک گھر کی اسلام میں تنہا ساتھ اس کے پس نہ تھا روئے زمین میں کوئی گھر اسلام کا حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے روز مگر گھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اور یہ بھی ایسی فضیلت ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں اور گھر کے ذکر کرنے میں ایک اور معنی بھی ہے کہ مرجع اہل بیت نبی ﷺ کا طرف خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے اہل بیت حسنین رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے پس ظاہر ہوا اہل بیت نبوی ﷺ کا طرف خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوائے غیر اس کی کے اور یہ جو کہا کہ نہ اس میں شور ہے اور نہ رنج تو مناسبت نفی ان دونوں صفتوں کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے جب اسلام کی دعوت کی تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خوشی سے قبول کیا اور نہ حاجت ڈالی حضرت ﷺ کو طرف بلند کرنے آواز کی اور نہ جھگڑے کی اور نہ مشقت کی بیچ اس کے بلکہ دور کیا آپ ﷺ سے ہر رنج کو اور غمخواری کی آپ ﷺ کی ہر وحشت سے اور آسان کیا آپ ﷺ پر ہر مشکل کو پس مناسب ہوا کہ ہو گھر اس کا جس

کے ساتھ اس کو خوشخبری دی اس کو اس کے رب نے ساتھ ایسی صفت کے کہ مقابل ہے اس کے فضل سے۔ (فتح)

۳۵۳۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتٰى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيْجَةَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَالَةَ قَالَتْ فَغِرْتُ فَقُلْتُ مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوْزٍ مِّنْ عَجَآئِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَآءِ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِّنْهَا.

۳۵۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آئی ہیں ان کے ساتھ ایک برتن ہے اس میں سالن ہے یا کھانا پینا سو جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچے تو اس پر سلام پڑھو اس کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے اور اس کو بشارت دو اور ساتھ ایک گھر کے بہشت میں نرم موتی سے کہ نہ اس میں شور ہے اور نہ رنج اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اجازت مانگی ہالہ بنت خویلد خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پس پہچانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذن چاہنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کا یعنی پہچانا کہ یہ آواز خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز کی طرح ہے واسطے مشابہ ہونے اس کے آواز کے ساتھ آواز اپنی بہن کی پس یاد کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس سبب سے اور گھبرائے واسطے اس کے یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد سے پھر کہا کہ الٰہی یہ ہالہ ہو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو غیرت آئی تو میں نے کہا کہ کیا یاد کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوڑھی عورت کو قریش سے سرخ مسوڑھوں والی یعنی اس کے منہ میں کوئی دانت باقی نہ رہا تھا صرف گوشت ہی تھا فوت ہوگئی اگلے زمانے میں تحقیق بدلا دیا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر اس سے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پس خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ ہی ہے سلام یعنی ہر عیب اور مکروہ سے سالم اور اسی ہی کی طرف سے خلق کو سلامتی حاصل ہوتی ہے اور جبرائیل کو سلام اور یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام اور رحمت اللہ کی اور اس کی برکتیں علماء نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اوپر زیادہ ہونے عقل اس کی کے یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اس واسطے کہ اس نے نہیں کہا کہ وعلیہ السلام جیسا کہ واقع ہوا ہے واسطے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کے جس جگہ کہ تھے کہتے التحیات میں السلام علی اللہ یعنی اللہ کو سلام تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ اللہ ہی کو ہے سچی سلامتی اور کہا کہ التحیات للہ یعنی جیسا کہ اس کا بیان التحیات کے باب میں گزر چکا ہے سو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی فہم کی صحت

سے پہچانا کہ اللہ کو سلام کا جواب نہیں دیا جاتا جیسا کہ مخلوق کو دیا جاتا ہے اس واسطے کہ سلام اسم ہے اللہ کے ناموں سے اور وہ بھی دعا ہے ساتھ سلامتی کے پس گویا کہ اس نے کہا کہ میں کس طرح کہوں اللہ کو سلام اور حالانکہ سلام نام ہے اس کا اور اسی سے سلامتی مانگی جاتی ہے اور اسی سے حاصل ہوتی ہے پس اسی سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہیں لائق ہے ساتھ اللہ کے مگر ثناء کہنا سو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سلام کے جواب کے بدلے اس پر ثنا کہی پھر مغایرت کی درمیان اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ اللہ کے اور اس چیز کے لائق ہے ساتھ غیر اس کی کے پس کہا اور جبرائیل کو پھر کہا کہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام اور مستفاد ہوتا ہے اس سے سلام کا جواب دینا جو سلام بھیجے اور جو اس کو پہنچائے اور ظاہر یہ ہے کہ جبرائیل اس کے جواب دینے کے وقت حاضر تھے پس جواب دیا سلام کا اس کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبار ایک بار ساتھ تخصیص کے اور ایک بار ساتھ تعمیم کے بعض کہتے ہیں کہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سلام پہنچایا تو یہ واسطے تعظیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور مریم علیہا السلام کو اس واسطے مخاطب کیا کہ وہ پیغمبر تھیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کہ اس کا کوئی خاوند نہ تھا کہ اس کے خطاب سے اس کی تعظیم کی جائے سہیلی نے کہا ہے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس قصے کے ابوبکر بن داؤد نے اس پر کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خود جبرائیل نے اپنی طرف سے سلام کیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اللہ کی طرف سے سلام پہنچایا اور گمان کیا ابن عربی نے کہ اس میں اختلاف نہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے میں کہتا ہوں کہ جو صریح روایتیں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں آئی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ جو ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ افضل بہشت کی عورتوں کی خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور سبکی نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں بے شمار فضیلتیں ثابت ہو چکی ہیں لیکن ہمارے نزدیک مختار یہ بات ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جو اس کے ترجمہ میں گزر چکی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سردار ہیں ایمانداروں کی عورتوں کی اور ہمارے بعض ہم عصروں نے کہا کہ دونوں حدیثوں میں تطبیق اولی ہے اور یہ کہ ہم ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے اور سبکی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں خدیجہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب برابر ہیں فضیلت میں۔ (فتح)

اور ابن تین نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چپ رہنے میں دلیل ہے اس پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے لیکن نہیں لازم آتا نہ منقول ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے اس طریق میں نہ ہونا اس کا واقع میں بلکہ ایک روایت میں صریح آ چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بات کو رد کیا چنانچہ طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بات سے غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اس سے بہتر بدلہ نہیں دیا پس رد ہو گئی تاویل ابن تین کی طبری وغیرہ علماء نے کہا کہ غیرت کی حالت میں جو عورتوں سے صادر ہو وہ معاف ہے ان پر اس کا مواخذہ نہیں اس واسطے کہ یہ ان کی پیدائشی عادت ہے اور قرطبی نے کہا کہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ

غیرت پر عورتوں کا مواخذہ نہیں لیکن یہ احتمال ہے کہ یہ کم سن ہونے کے سبب سے صادر ہوا ہو میں کہتا ہوں کہ غیرت خاص کر ثابت ہے اور کم سن ہونا محتاج ہے طرف دلیل کی اور جس کو غیرت ہو اس کی عقل کامل نہیں ہوتی اسی واسطے غیرت کی حالت میں جو کام صادر ہوتے ہیں وہ غیرت نہ ہونے کے وقت صادر نہیں ہوتے۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یہ صحابی نویں سال مسلمان ہوئے اور ۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

٣٥٣٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا حَجَبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِيْ إِلَّا ضَحِكَ.

٣٥٣٧۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں روکا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس آنے سے یعنی جب کہ اپنے گھر میں ہوتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگتا جب سے میں مسلمان ہوا اور نہیں دیکھا مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مگر کہ تبسم فرمایا۔

٣٥٣٨۔ وَعَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ أَوِ الْكَعْبَةُ الشَّأْمِيَّةُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَنْتَ مُرِيْحِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ قَالَ فَنَفَرْتُ إِلَيْهِ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِّنْ أَحْمَسَ قَالَ فَكَسَرْنَا وَقَتَلْنَا مَنْ وَّجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْنَاهُ فَأَخْبَرْنَاهُ فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ.

٣٥٣٨۔ اور جریر نے کہا کہ کفر کے زمانے میں ایک بت خانہ تھا اس کو ذوالخلصہ کہا جاتا تھا اور اس کو یمن کا کعبہ اور شام کا کعبہ کہتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت دینے والا ہے ذوالخلصہ کے ڈھانے سے تو میں احمس کے ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ وہاں گیا سو ہم نے اس کو توڑا اور جس کافر کو اس کے پاس پایا مارا پھر ہم نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے واسطے اور قوم احمس کے واسطے دعا کی۔

بَابُ ذِكْرِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ الْعَبْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں حذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ کے

٣٥٣٩۔ حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

٣٥٣٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا تو شکست ہوئی مشرکین کو ظاہر تو شیطان نے پکارا کہ اے مسلمانو مدد کرو اپنے پچھلوں کو یا بچو اپنے پچھلوں سے یعنی

قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ هَزِيْمَةً بَيِّنَةً فَصَاحَ إِبْلِيْسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ عَلٰى أُخْرَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ أُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ فَنَادٰى أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أَبِيْ أَبِيْ فَقَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ أَبِيْ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ.

تمہارے پچھلوں کو کافر مار ڈالتے ہیں ان کی مدد کرو یا تمہارے پیچھے کافر آتے ہیں تو اگلے مسلمان اپنے پچھلوں پر پلٹے اور اپنے پچھلوں سے لڑنے لگے یعنی شیطان کے دھوکے سے اگلے اور پچھلے مسلمان آپس میں لڑنے لگے اور گھبراہٹ کہ وجہ سے ایک کو دوسرے کی تمیز نہ رہی کہ میں کس سے لڑ رہا ہوں تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نظر کی تو اچانک دیکھا کہ ان کا باپ ہے تو اس نے پکارا کہ اے مسلمانو! میرا باپ ہے میرا باپ ہے راوی کہتا ہے کہ نہ جدا ہوئے لوگ اس سے یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تم کو بخشے اے مسلمانوں کہ تم سے کافروں کے دھوکے سے میرے باپ کو مار ڈالا ہے عروہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہمیشہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس کلمے سے نیکی باقی رہی یہاں تک کہ اللہ سے ملے۔

فائدہ: یعنی اس غم سے کہ میرا باپ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا کافروں کے ہاتھ سے نہ مارا گیا جو لائق تھا یا نیکی باقی رہی یعنی اپنے باپ کے قاتل کے واسطے ہمیشہ دعا یا استغفار کرتے رہے کہ اللہ اس کے بخشے اس کا ثواب اس کو ہمیشہ ہوتا رہا اس سے معلوم ہوا کہ نیک کام کی برکت پھرتی ہے اس کے کرنے والے پر جب تک کہ وہ زندہ رہے یعنی نیک کام کی برکت تمام عمر آدمی میں باقی رہتی ہے۔(فتح)

بَابُ ذِكْرِ هِنْدٍ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

باب ہے بیان میں ہند عتبہ کی بیٹی کا

فائدہ: یہ عورت معاویہ کی ماں ہے احد میں کافروں کے ساتھ حاضر ہوئی پھر فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئی اور بڑی عقل والی عورت تھی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی تو کہنے لگی کہ کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے۔(فتح)

وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِبَآءٍ

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند عتبہ کی بیٹی آئی اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھا زمین میں کوئی خیمہ والوں سے محبوب تر نزدیک میرے کہ ذلیل ہوں تیرے خیمہ والوں سے یعنی میں چاہتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار ذلیل ہوں پھر نہیں صبح کی آج کے دن کسی خیمہ والوں

أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ قَالَتْ وَأَيْضًا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَا أُرَاهُ إِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ.

نے کہ محبوب تر ہوں میرے نزدیک یہ کہ باعزت ہوں آپ ﷺ کے خیمہ والوں سے یعنی آج میں چاہتی ہوں کہ آپ ﷺ کے تابعداروں کی عزت سب دنیا سے زیادہ ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب تیری محبت ہم سے اور بھی زیادہ ہو گی یعنی جیسے جیسے تیرے دل میں ایمان قرار پکڑتا جائے گا ویسے ویسے تیری محبت بھی زیادہ ہوتی جائے گی ہند نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بے شک ابوسفیان مرد بخیل ہے سو کیا مجھ پر گناہ ہے کہ میں اس کے مال سے اپنے بال بچوں کو کھلاؤں فرمایا دستور کے موافق درست ہے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر زیادہ ہونے عقل ہند کے اور اچھی نرمی اس کی کے حضرت ﷺ سے کلام کرتے میں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے واسطے صاحب حاجت کے کہ اپنی سرگوشی سے پہلے عذر بیان کرے جب کہ اس کے مخاطب کے دل میں کچھ غصہ ہو اور یہ کہ عذر والے کو مستحب ہے کہ پہلے وہ چیز بیان کرے جس سے اس کے صدق کی تاکید ہو اس واسطے کہ ہند نے مقدم کیا اعتراف کو ساتھ ذکر عداوت کے جو آپ ﷺ سے پہلے رکھتی تھی تا کہ معلوم ہو صدق اس کا اس کی محبت کے دعوے میں اور ہند آنحضرت ﷺ کی خوش دامنوں کے مرتبہ میں تھی اس واسطے کہ ام حبیبہ آپ ﷺ کی بیوی اس کے خاوند ابوسفیان کی بیٹی تھی۔ (فتح)

بَابُ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ — باب ہے بیان میں حدیث زید بن عمرو رضی اللہ عنہ نفیل کے

فائدہ: زید بن عمرو رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا چچیرا بھائی تھا اور تھا طلب کرتا توحید کو اور چھوڑ دیا تھا اس نے بتوں کو اور علیحدہ ہوا تھا شرک سے فوت ہوا پہلے پیغمبر ہونے حضرت ﷺ کے پس فاکہی نے عامر بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ زید بن عمرو نے مجھ سے کہا کہ میں نے اپنی قوم سے مخالفت کی اور میں نے دین ابراہیم کی پیروی کی وہ بت نہ پوجتے تھے اور نماز پڑھتے تھے طرف اس کعبہ کی اور میں منتظر ہوں کہ حضرت اسمعیل کی اولاد سے ایک پیغمبر پیدا ہوگا میں نہیں جانتا کہ اس کو پاؤں اور اس کے ساتھ ایمان لاتا ہوں اور اس کو سچا جانتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ بے شک پیغمبر ہیں اور تیری زندگی دراز ہو تو میری طرف سے اس کو سلام پہنچاؤ عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں مسلمان ہوا تو میں نے حضرت ﷺ کو اس کی خبر بتلائی تو حضرت ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اس پر رحمت کی دعا کی اور فرمایا کہ میں نے اس کو بہشت میں دیکھا کہ اپنے کپڑے کا دامن گھسیٹتا جاتا ہے۔ (فتح)

۳۵۴۰۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ حَدَّثَنَا فُضَیْلُ بْنُ سُلَیْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِیَ زَیْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ بِاَسْفَلِ بَلْدَحٍ قَبْلَ اَنْ یَّنْزِلَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْیُ فَقُدِّمَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةٌ فَاَبٰی اَنْ یَّاْکُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ زَیْدٌ اِنِّیْ لَسْتُ اٰکُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلٰی اَنْصَابِکُمْ وَلَا اٰکُلُ اِلَّا مَا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَاَنَّ زَیْدَ بْنَ عَمْرٍو کَانَ یَعِیْبُ عَلٰی قُرَیْشٍ ذَبَآئِحَهُمْ وَیَقُوْلُ الشَّاةُ خَلَقَهَا اللّٰهُ وَاَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَآءِ الْمَآءَ وَاَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْاَرْضِ ثُمَّ تَذْبَحُوْنَهَا عَلٰی غَیْرِ اسْمِ اللّٰهِ اِنْکَارًا لِّذٰلِکَ وَاِعْظَامًا لَّهٗ.

۳۵۴۰۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ زید بن عمرو سے بلدح (ایک جگہ کا نام ہے تنعیم کی راہ میں کہ مکے کے پاس ہے) میں ملے پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ پر وحی اتری یعنی پیغمبر ہونے سے پہلے تو حضرت ﷺ کے آگے کھانے کا دسترخوان لایا گیا تو انکار کیا حضرت ﷺ نے یہ کہ کھائیں اس میں سے پھر زید نے کہا کہ نہیں کھاتا میں اس چیز میں سے کہ ذبح کرتے ہو تم اپنے بتوں پر اور نہیں کھاتا میں مگر وہ چیز کہ یاد کیا جائے اس پر اللہ کا نام اور یہ کہ زید بن عمرو عیب کیا کرتا تھا قریش پر ان کی ذبح کردہ چیزوں کو اور کہتا تھا کہ بکری کو اللہ نے پیدا کیا اور اس کے واسطے آسمان سے پانی اتارا اور اس کے واسطے زمین سے سبزہ اگایا پھر تم اس کو ذبح کرتے ہو اوپر غیر نام اللہ کے کہتا تھا یہ واسطے انکار کرنے کے اس سے اور واسطے بڑا جاننے اس گناہ کے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ تھا وہ دسترخوان واسطے قریش کے کہ اس کو حضرت ﷺ کے آگے لائے تھے تو حضرت ﷺ نے اس سے کھانے سے انکار کیا پھر حضرت ﷺ نے اس کو زید بن عمرو کے آگے کیا تو اس نے بھی اس سے کھانے سے انکار کر دیا اور قریش کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم نہیں کھاتے جو تمہارے بتوں پر ذبح ہو اور یہ حدیث اس وجہ کا احتمال رکھتی ہے اور خطابی نے کہا کہ تھے پیغمبر ﷺ نہ کھاتے ان جانوروں سے جو بتوں کے واسطے ذبح کیے جاتے اور اس کے سوا اور جانوروں کا گوشت کھاتے تھے اگرچہ اس پر اللہ کا نام نہ لیتے تھے اس واسطے کہ شرح ابھی اتری نہ تھی بلکہ نہیں اتری تھی شرح واسطے منع ہونے کھانے اس چیز کے کہ اس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو مگر بعد پیغمبر ہونے حضرت ﷺ کے ساتھ مدت دراز کے میں کہتا ہوں کہ یہ جواب اولی ہے ابن بطال کے جواب سے اور بر تقدیر اس کی کہ زید بن حارثہ نے پتھر مذکور پر ذبح کیا ہو پس سوائے اس کے نہیں کہ محمول کیا جائے گا کہ اس نے تو اس پر ذبح کیا تھا واسطے غیر بتوں کے اور چنانچہ قول اللہ تعالی کا ﴿وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ﴾ تو مراد ساتھ اس کے وہ جانور

ہے جو ذبح کیا جائے پتھروں پر واسطے بتوں کے اور ایک روایت میں ہے کہ زید بن عمرو حضرت ﷺ اور زید بن حارثہ پر گزرا اور حالانکہ وہ دونوں ایک دسترخوان سے کھاتے تھے تو دونوں نے اس کو بلایا تو زید بن عمرو نے کہا کہ اے بیٹے میرے بھائی کے میں نہیں کھاتا ان جانوروں سے جو بتوں پر ذبح کیے جائیں تو نہیں کھایا حضرت ﷺ نے بعد اس دن کے اس جانور سے کہ بت پر ذبح ہو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زید بن حارثہ نے کہا کہ ہم نے بعض پتھروں پر بکری ذبح کی سہیلی نے کہا کہ اگر کوئی کہے کہ حضرت ﷺ اولی اور لائق تر تھے زید سے ساتھ اس فضیلت کے تو جواب یہ ہے کہ حدیث سے معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت ﷺ نے اس سے کھایا تھا اور بر تقدیر اس کے کہ کھایا ہو تو زید نے یہ قول اپنے اجتہاد سے کہا تھا نہ ساتھ کسی شرع کے کہ اس کو پہنچی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا نزدیک اہل جاہلیت کے باقی دین ابراہیم علیہ السلام کا اور تھا بیچ شرع ابراہیم علیہ السلام کے حرام ہونا مردار کا نہ حرام ہونا اس چیز کا جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کا حرام ہونا دین اسلام میں اترا اور صحیح تر یہ بات ہے کہ شرع سے پہلے نہ کسی چیز کو حرام کہا جاتا ہے اور نہ کسی چیز کو حلال کہا جاتا ہے باوجودیکہ ذبح ہوئی چیزوں کے واسطے اصل ہے شرع کے حلال کرنے میں اور بدستور رہا یہ قرآن کے اترنے تک اور نہیں منقول ہے کہ پیغمبر ہونے کے بعد کسی ذبح کی چیز سے باز رہا ہو یہاں تک کہ آیت اتری میں کہتا ہوں کہ یہ جو سہیلی نے کہا کہ یہ زید بن عمرو نے قول اپنے اجتہاد سے کہا اولی ہے اور حدیث باب کی ظاہر ہے اس میں باوجودیکہ زید نے خود تصریح کی ہے کہ وہ دونوں کتاب والوں یعنی یہود نصاری سے کسی کے تابع نہیں ہوا اور تحقیق کہا ہے قاضی عیاض نے بیچ ملت مشہورہ کے بیچ معصوم ہونے پیغمبروں کے پہلے پیغمبر ہونے کے کہ وہ مانند محال کی ہے یعنی عصمت پہلے نبوت کے اس واسطے کہ نواہی یعنی منع ہونا تو صرف ہوتا ہے بعد قرار پانے شرع کے اور حضرت ﷺ نہ تھے مامور پہلے اترنے وحی کے طرف آپ ﷺ کی ساتھ پہلی شرع کے صحیح قول پر بنا بریں اس کے نواہی جب موجود نہ ہوئیں تو حضرت ﷺ کے حق میں بھی معتبر ہوں گی یعنی حضرت ﷺ کو بھی کسی چیز کا کرنا منع نہ ہوگا بلکہ درست ہوگا اور اگر ہم دوسرے قول پر تفریع کریں تو جواب اس کے قول سے کہ ہم نے بعض بتوں پر بکری ذبح کی یہ ہے کہ مراد وہ پتھر ہے جو بت نہیں اور نہ معبود ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو صرف قصاب کے ہتھیاروں سے ہے جس پر وہ ذبح کرتا ہے اس واسطے کہ نصب اصل میں بڑا پتھر ہے سو بعض تو ان میں سے ان کے نزدیک وہ ہوتے ہیں جو منجملہ بتوں سے ہوتے ہیں پس ذبح کرتے ہیں واسطے اس کے اور اس کے نام پر اور بعض ان میں سے وہ ہوتے ہیں کہ ان کی عبادت نہیں کی جاتی بلکہ وہ آلات ذبح سے ہوتے ہیں پس ذبح کرتا ہے اس پر ذبح کرنے والا نہ واسطے بت کے یا تھا باز رہنا زید کا اس سے واسطے اکھاڑنے جڑ کے۔ (فتح)

۳۵۴۱۔ قَالَ مُوْسٰی حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ

۳۵۴۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زید بن عمرو شام کی

اللّٰهِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ يَسْأَلُ عَنِ الدِّيْنِ وَيَتْبَعُهُ فَلَقِيَ عَالِمًا مِّنَ الْيَهُوْدِ فَسَأَلَهُ عَنْ دِيْنِهِمْ فَقَالَ إِنِّيْ لَعَلِّيْ أَنْ أَدِيْنَ دِيْنَكُمْ فَأَخْبِرْنِيْ فَقَالَ لَا تَكُوْنُ عَلٰى دِيْنِنَا حَتّٰى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ قَالَ زَيْدٌ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَلَا أَحْمِلُ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ شَيْئًا أَبَدًا وَّأَنَا أَسْتَطِيْعُهُ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلٰى غَيْرِهِ قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَنِيْفًا قَالَ زَيْدٌ وَّمَا الْحَنِيْفُ قَالَ دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيَ عَالِمًا مِّنَ النَّصَارٰى فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَقَالَ لَنْ تَكُوْنَ عَلٰى دِيْنِنَا حَتّٰى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ قَالَ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا أَحْمِلُ مِنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ غَضَبِهِ شَيْئًا أَبَدًا وَّأَنَا أَسْتَطِيْعُ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلٰى غَيْرِهِ قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَنِيْفًا قَالَ وَمَا الْحَنِيْفُ قَالَ دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ فَلَمَّا رَأٰى زَيْدٌ قَوْلَهُمْ فِيْ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَشْهَدُ أَنِّيْ عَلٰى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ

طرف نکلا دین حق کو پوچھتا اور طلب کرتا تو ایک یہودی عالم سے ملا اور اس سے اس کا دین پوچھا سو کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ تمہارے دین کی پیروی کروں سو مجھ کو خبر دے تو اس یہودی نے کہا کہ نہیں ہوتا تو ہمارے دین پر یہاں تک کہ لے تو اپنا حصہ اللہ کے غضب سے یعنی اگر تو اس دین میں آئے گا تو اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گا زید نے کہا نہیں بھاگتا میں مگر اللہ کے غضب سے اور میں اللہ کے غضب سے کبھی کچھ نہیں اٹھاؤں گا اور کیا میں اس کے طاقت رکھتا ہوں یعنی نہیں سو کیا تو مجھ کو اس کے سوا کسی اور دین کی طرف راہ دکھاتا ہے کہا میں اس کو نہیں جانتا مگر یہ کہ تو حنیف ہو زید نے کہا اور حنیف کیا ہے کہا دین ابراہیم علیہ السلام کا کہ وہ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور نہ عبادت کرتے تھے سوائے اللہ کے کسی اور کی پھر زید نکلا سو ایک نصرانی عالم سے ملا پس ذکر کیا اس سے مثل اس کی تو اس نے کہا کہ ہرگز نہ ہو گا تو ہمارے دین پر یہاں تک کہ تو لے اپنا حصہ اللہ کی لعنت سے زید نے کہا میں نہیں بھاگتا مگر اللہ کی لعنت سے اور نہیں اٹھاؤں گا میں اللہ کی لعنت سے اور نہ اس کے غضب سے کچھ کبھی کیا میں اس کی طاقت رکھتا ہوں سو کیا تو مجھ کو اس کے سوا کسی اور دین کی راہ بتلاتا ہے اس نے کہا میں نہیں جانتا مگر یہ کہ ہو تو حنیف کہا کہ حنیف کیا ہے اس نے کہا کہ دین ابراہیم علیہ السلام کا کہ نہ وہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور نہ وہ عبادت کرتے تھے اللہ کے سوا کسی اور کی سو جب دیکھا زید نے قول ان کا ابراہیم علیہ السلام کے حق میں تو نکلا پھر جب ان کی زمین سے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ الٰہی میں گواہی دیتا ہوں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں اسماء ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ میں نے زید بن عمرو کو دیکھا کہ اپنی

عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَائِمًا مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ يَقُوْلُ يَا مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ وَاللّٰهِ مَا مِنكُمْ عَلٰى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ غَيْرِىْ وَكَانَ يُحْيِي الْمَوْؤُوْدَةَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّقْتُلَ ابْنَتَهُ لَا تَقْتُلْهَا أَنَا أَكْفِيْكَهَا مَئُوْنَتَهَا فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا تَرَعْرَعَتْ قَالَ لِأَبِيْهَا إِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكَ وَإِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مَئُوْنَتَهَا.

پیٹھ سے کعبہ کو تکیہ دیے کھڑا ہے کہتا ہے اے گروہ قریش کے قسم ہے اللہ کی نہیں تم میں سے کوئی ابراہیم کے دین پر سوائے میرے اور تھا وہ زندہ رکھتا لڑکی جیتی گاڑدی کو یعنی جب کوئی اپنی بیٹی کو مارنے کا ارادہ کرتا تو اس کو کہتا تھا کہ اس کو مار نہیں میں کفایت کروں گا تجھ کو اس کے خرچ کو سو اس کو لیتا پھر جب جوان ہوتی تو اس کے باپ کو کہتا کہ اگر تو چاہے تو تجھ کو تیری لڑکی دے دوں اور اگر تو چاہے کفایت کروں تجھ سے خرچ کو یعنی اپنی گرہ سے خرچ کر کے اس کو بیاہ دوں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ شام کے عالموں سے ایک بزرگ نے مجھ سے کہا کہ البتہ تو مجھ سے دین پوچھتا ہے میں نہیں جانتا کہ کوئی اللہ کی عبادت کرتا ہو مگر ایک بزرگ جزیرہ میں تو میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ جس کو تو تلاش کرتا ہے وہ تیرے شہر میں ظاہر ہوا یعنی پیغمبر ﷺ یا یوں کہا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں سو تو پلٹ جا اور اس کی تصدیق کر اور اس کے ساتھ ایمان لا اور کہا کہ جن لوگوں کو تو نے دیکھا یہ سب گمراہی میں ہیں اور مراد ساتھ غضب کے ارادہ پہنچانے عذاب کا ہے اور مراد ساتھ لعنت کے دور کرنا ہے اللہ کی رحمت سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زید کہتا تھا کہ میرا رب ابراہیم علیہ السلام کا رب ہے اور میرا دین ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اور کفر کی حالت میں دستور تھا کہ تنگی کے خوف سے زندہ بیٹی کو زمین میں گاڑ دیتے تھے۔

بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ — باب ہے بیان میں بنانے کعبہ کے

فائدہ: یعنی قریش کے ہاتھ پر حضرت ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور پہلے گزر چکا ہے بیان بنانے ابراہیم علیہ السلام کا کعبے کو پہلے بنانے قریش کے اور بیان بنانے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا اسلام میں اور فاکہی نے روایت کی ہے کہ خانہ کعبہ آدمی کے قد سے اوپر تھا سو قریش نے چاہا کہ اس کو اونچا کریں اور اس پر چھت ڈالیں تو اس کا بیان آئندہ آئے گا اور ابن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جب قریش نے کعبے کو بنایا تو اس وقت حضرت ﷺ کی عمر پچیس سال تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابرہیم علیہ السلام نے کعبہ کو بنایا سو اس پر مدت گزری پھر گر گیا پھر اس کو عمالقہ نے بنایا سو اس پر مدت گزری پھر گر گیا پھر اس کو جرہم نے بنایا اور مدت کے بعد پھر گر گیا پھر اس کو قریش نے بنایا اور حضرت ﷺ اس وقت جوان تھے سو جب انہوں نے حجر اسود کے رکھنے کا ارادہ کیا تو اس میں جھگڑنے لگے کہ کہاں رکھا جائے تو انہوں نے کہا کہ ہمارا منصف وہ ہے جو پہلے پہل بنی شیبہ کے دروازے سے کعبے کے اندر آئے تو پہلے پہل حضرت ﷺ اندر آئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو اس حال سے خبر دی کہ ہم نے

آپ ﷺ کو منصف ٹھہرایا ہے تو حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ ایک کپڑا بچھاؤ اور حجر اسود کو اس کے درمیان رکھو اور ہر قبیلہ اس کا ایک کنارہ پکڑے تو انہوں نے اس کو کپڑے میں ڈال کر اٹھایا پھر حضرت ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر کعبے کی دیوار میں رکھا اور ایک روایت میں ہے کہ ولید بن مغیرہ نے ان کو کہا کہ نہ بناؤ اس کو مگر مال پاک سے اور عہد کیا کہ نہ اس میں ناتا توڑا جائے اور نہ ذمہ اللہ کا۔ (فتح)

٣٥٤٢۔ حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنِی ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا بُنِیَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ یَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلٰی رَقَبَتِكَ یَقِیْكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَخَرَّ إِلَی الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَیْنَاهُ إِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ إِزَارِیْ إِزَارِیْ فَشُدَّ عَلَیْهِ إِزَارُهٗ.

٣٥٤٢۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کعبہ بنایا گیا تو حضرت ﷺ اور عباس رضی اللہ عنہ دونوں پتھروں کو اٹھا اٹھا کر لے جانے لگے تو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اپنا تہبند اپنی گردن پر ڈال لے کہ تجھ کو پتھروں کی تکلیف سے بچائے یعنی تو حضرت ﷺ نے اپنا تہبند کھول کر اپنی گردن پر ڈالا اور ننگے ہوئے سو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف لگ گئیں پھر آپ ﷺ کو ہوش آئی تو فرمایا کہ میرا تہبند مجھ کو دو میرا تہبند مجھ کو دو تو آپ ﷺ کا تہبند آپ ﷺ پر باندھا گیا اور آپ ﷺ کا ستر ڈھانکا گیا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ ان کے ساتھ پتھر اٹھا رہے تھے کہ ناگہاں آپ ﷺ کی شرم گاہ کھل گئی تو کسی نے پکارا کہ اے محمد ﷺ اپنی شرم گاہ چھپاؤ پھر اس کے بعد کبھی حضرت ﷺ کی شرم گاہ نہیں دیکھی گئی

٣٥٤٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ وَّعُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ یَزِیْدَ قَالَا لَمْ یَكُنْ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَوْلَ الْبَیْتِ حَائِطٌ كَانُوْا یُصَلُّوْنَ حَوْلَ الْبَیْتِ حَتّٰی كَانَ عُمَرُ فَبَنٰی حَوْلَهٗ حَائِطًا قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ جَدْرُهٗ قَصِیْرٌ فَبَنَاهُ ابْنُ الزُّبَیْرِ.

٣٥٤٣۔ عمرو رضی اللہ عنہ اور عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں کعبہ کے گرد دیوار نہ تھی لوگ کعبے کے گرد نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس کے گرد دیوار بنائی عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی دیواریں چھوٹی تھیں تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو اونچا کیا۔

فائدہ: کعبے کے بنانے میں اقوال مختلف آئے ہیں تاریخ مکہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دس بار بنایا گیا پہلے پہل

فرشتوں نے بنایا پھر آدم علیہ السلام نے پھر آدم علیہ السلام کی اولاد نے پھر ابراہیم علیہ السلام نے پھر عمالقہ نے پھر جرہم نے پھر قصی بن کلاب نے پھر قریش نے پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پھر حجاج نے پھر بدستور رہا حجاج کی بنا پر اور اب تک اسی بنا پر ہے (ت) اور فاکہی نے روایت کہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خانے کعبے کی مسجد کے گرد گھر تھے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آدمیوں کی کثرت سے مسجد تنگ ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اردگرد کے گھروں کو خریدا اور ان کو گرا کر مسجد میں ملایا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس میں اور طرفوں سے کشادگی کی پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اور کشادگی کی پھر ابوجعفر منصور نے پھر اس کے بیٹے مہدی نے اور کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر کچھ چھت ڈالی تھی پھر عبدالملک بن مروان نے اس کو اونچا کیا اور سال کی لکڑی سے اس پر چھت ڈالی اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بیٹے ولید نے یہ کام کیا تھا اور یہ بات بہت ثابت ہے۔ (فتح)

بَابُ اَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ

باب ہے بیان میں جاہلیت کے دنوں کے

فائدہ: مراد یہاں وہ دن ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور پیغمبر ہونے کے درمیان ہیں اور اکثر اوقات جاہلیت اس زمانے کو کہا جاتا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اور اسی قسم سے ہے یہ آیت ﴿يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ اور قول اس کا ﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾ اور اسی قسم سے ہیں اکثر حدیثیں باب کی اور اخیر اس کا فتح مکہ ہے۔ (فتح)

٣٥٤٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ يَوْمًا تَصُوْمُهٗ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهٗ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهٗ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَآءَ صَامَهٗ وَمَنْ شَآءَ لَا يَصُوْمُهٗ.

۳۵۴۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عاشورہ ایک دن تھا کہ قریش جاہلیت میں اس کا روزہ رکھتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کا روزہ رکھتے تھے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا لوگوں کو حکم کیا پھر جب رمضان کا روزہ اترا یعنی فرض ہوا تو جو چاہتا تھا اس کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے اور میں نے اس جگہ احتمال ذکر کیا ہے کہ قریش نے اس کو اہل کتاب سے لیا ہوگا پھر میں نے بعض خبروں میں پایا کہ قریش پر ایک قحط پڑا تھا پھر ان سے قحط دور ہوا تو انہوں نے شکر کے واسطے روزہ رکھا۔ (فتح)

٣٥٤٥۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ

۳۵۴۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش کا اعتقاد تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا گناہ ہے زمین میں یعنی حج کے

اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنَ الْفُجُوْرِ فِي الْأَرْضِ وَكَانُوْا يُسَمُّوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُوْلُوْنَ إِذَا بَرَا الدَّبَرْ وَعَفَا الْأَثَرْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ قَالَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ رَابِعَةً مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ.

مہینوں میں حج کے سوا اور کچھ نہ کیا جائے اور ان کے سوا اور مہینے عمرہ کے واسطے ہیں اور محرم کا نام صفر رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ جب اونٹ کی پیٹھ تندرست ہو اور قدم کا نشان مٹ جائے تو عمرہ کرنے والے کو عمرہ حلال ہوا سو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم چوتھی تاریخ ذوالحجہ کو مکے میں آئے حج کو احرام باندھے سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ حج کو عمرہ گردانیں یعنی عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالیں اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کون سا حلال ہونا ہے یعنی عمرے کے بعد احرام کی ممنوع چیزیں سب حلال ہو جائیں گی یا بعض حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب چیزیں حلال ہو جائیں گی یعنی خواہ عورت سے جماع کرنا ہو یا کچھ۔

٣٥٤٦ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ كَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَآءَ سَيْلٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَسَا مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا لَحَدِيْثٌ لَهُ شَأْنٌ.

٣٥٤٦ـ اور مسیب نے اپنے باپ سے اس نے اس کے دادا سے روایت کی ہے کہ جاہلیت میں پانی کا سیل آیا تو چھپایا اس نے اس چیز کو کہ مکے کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے یعنی ان کے درمیان کو پانی سے بھر دیا سفیان کہتا ہے کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس حدیث کے واسطے قصہ ہے دراز۔

فائدہ: شافعی نے روایت کی ہے کہ کعب نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا اور وہ مکے کو بناتا تھا کہ اس کی بنیاد کو مضبوط کر اور پکا کر پس تحقیق ہم کتابوں میں پاتے ہیں کہ پچھلے زمانے میں بہت سیلاب ہوں گے پس مراد مشار الیہ سے یہ ہے کہ انہوں نے معلوم کیا اس سیلاب سے جس کی مثل آگے معلوم نہ تھی کہ وہ مبداء ہے ان سیلابوں کا جن کی طرف کتابوں میں اشارہ ہے۔ (فتح)

٣٥٤٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلَى امْرَأَةٍ مِّنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ فَرَاهَا لَا تَكَلَّمُ فَقَالَ مَا لَهَا لَا تَكَلَّمُ قَالُوْا حَجَّتْ مُصْمِتَةً

٣٥٤٧ـ قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ احمس کی ایک عورت کے پاس آئے جس کو زینب کہا جاتا تھا تو اس کو دیکھا کہ کلام نہیں کرتی کہا اس کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا کہ اس نے چپکے حج کیا تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کلام کر اس واسطے کہ چپ رہنا درست نہیں کہ یہ جاہلیت کی رسم ہے

قَالَ لَهَا تَكَلَّمِيْ فَإِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَكَلَّمَتْ فَقَالَتْ مَنْ أَنْتَ قَالَ امْرُؤٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ أَيُّ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَتْ مِنَ أَيِّ قُرَيْشٍ أَنْتَ قَالَ إِنَّكِ لَسَئُوْلٌ أَنَا أَبُوْ بَكْرٍ قَالَتْ مَا بَقَاؤُنَا عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِيْ جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ بَقَاؤُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ أَئِمَّتُكُمْ قَالَتْ وَمَا الْأَئِمَّةُ قَالَ أَمَا كَانَ لِقَوْمِكِ رُؤُوْسٌ وَّأَشْرَافٌ يَّأْمُرُوْنَهُمْ فَيُطِيْعُوْنَهُمْ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَهُمْ أُولٰٓئِكِ عَلَى النَّاسِ.

پھر اس نے کلام کیا سو صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تو کون ہے؟ تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ایک مرد مہاجرین سے، کہا کن مہاجرین سے؟ کہا قریش سے، کہا کن قریش سے کہا البتہ تو بڑی پوچھنے والی ہے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں کہا کب تک ہے باقی رہنا ہمارا اس نیک کام پر جس کو اللہ جاہلیت کے بعد لایا یعنی دین اسلام اور جس پر شامل ہے وہ عدل سے اور جمع ہونے کلمے سے اور نصر مظلوم کے سے کہا باقی رہنا تمہارا اس پر اس وقت تک ہے جب تک کہ تمہارے امام تمہارے ساتھ قائم ہیں اس عورت نے کہا کہ اماموں سے کیا مراد ہے کہا کیا تیری قوم کے واسطے رئیس اور شریف لوگ نہ تھے جو ان کو حکم کرتے اور لوگ ان کی فرمانبرداری کرتے اس نے کہا کیوں نہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا پس یہ لوگ امام ہیں لوگوں پر یعنی حاکم۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسلام نے اس راہ رسم کو گرا دیا ہے یعنی چپ رہنا اسلام میں درست نہیں پس کلام کر اور تحقیق استدلال کیا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ جو قسم کھائے اس کی کہ نہ کلام کرے تو اس کو مستحب ہے کہ کلام کرے اور اس پر کفارہ نہیں اس واسطے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو کفارے کا حکم نہیں کیا اور قیاس اس کا یہ ہے کہ جو نذر مانے اس کی کلام نہ کرنے سے تو اس کی نذر منعقد نہیں ہوتی اس واسطے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مطلق کہا ہے کہ یہ حلال نہیں اور یہ جاہلیت کے فعل سے ہے اور بے شک اسلام نے اس کو گرا دیا ہے اور نہیں کہتے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مانند اس کی مگر توقیف سے پس یہ حدیث حکما مرفوع ہوگی اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیچ قصے ابو اسرائیل کے جس نے نذر مانی تھی کہ پیادہ پا چلے اور نہ سوار ہو اور نہ سائے میں بیٹھے اور نہ کلام کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہا کہ سوار ہو اور سائے میں بیٹھ اور کلام کر اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں یتیم ہونا بعد بالغ ہونے کے اور نہ چپ رہنا ایک دن اور رات تک روایت کی یہ حدیث ابو الدرداء وغیرہ نے خطابی نے اس کی شرح میں کہا کہ تھا جاہلیت کی عبادتوں سے چپ رہنا پس تھا کوئی آدمی اعتکاف کرتا ایک دن رات اور چپ رہتا سو ان کو اس سے منع ہوا اور حکم ہوا بولنے کا ساتھ بہتر بات کے اور ابن قدامہ نے کہا کہ نہیں اسلام سے چپ رہنا کلام سے اور ظاہر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرام ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہوئی یعنی نہیں چپ رہنا ایک دن رات تک پس اگر

کوئی اس کی نذر مانے تو اس کو اس کا پورا کرنا لازم نہیں آتا اور یہی قول ہے شافعی اور اصحاب رائے کا اور نہیں جانتا میں اس میں کوئی مخالف اور یہ پہلے پیغمبروں کی شرع میں درست تھا اب ہماری شرع میں درست نہیں اور شیخ ابو اسحاق نے کہا ہے کہ مکروہ ہے چپ رہنا ایک دن اور رات تک اور ایک روایت میں ہے کہ روزے دار کا چپ رہنا تسبیح ہے لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے اور اگر ثابت ہو تو مقصود کا فائدہ نہیں دیتی اس واسطے کہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ روزے دار کا چپ رہنا تسبیح ہے اور اس کا سونا عبادت ہے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے پس یہ حدیث چلائی گئی ہے اس میں کہ روزہ دار کے سب کام محبوب ہیں نہ یہ کہ خاص کر چپ رہنا مطلوب ہے اور رویانی نے کہا کہ جاری ہوئی عادت لوگوں کی ساتھ ترک کرنے کلام کے رمضان میں اور ہماری شرع میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ پہلی شرعوں میں ہے پس ثابت ہوگا اس کا جواز اختلاف پر کہ اس مسئلے میں ہے اولیکن جو حدیثیں کہ وارد ہیں چپ رہنے میں اور اس کی فضیلت میں مانند حدیث مَنْ صَمَتَ نَجَا اور سوائے اس کے پس نہیں معارض ہیں شیخ ابو اسحاق کی کلام کو کہ چپ رہنا مکروہ ہے واسطے اختلاف مقاصد کے بیچ اس کے پس بہتر چپ رہنا وہ ہے جس میں کلام باطل کا ترک کرنا ہو اور اسی طرح مباح ہے اگر اس کی طرف کھینچے اور چپ رہنا منع وہ ہے جس میں ترک کلام کا ہو حق میں واسطے اس کے جو اس کی طاقت رکھے اور اسی طرح مباح ہے جس کی دونوں طرفیں مباح ہوں۔ (فتح الباری) اور یہ جو کہا کہ جب تک قائم رہیں امام تمہارے تو یہ اس واسطے ہے کہ لوگ اپنے بادشاہ کے دین پر ہوتے ہیں سو جو امام حق سے پھرے وہ خود بھی پھرا اور اس نے لوگوں کو بھی پھیرا۔ (فتح)

۳۵۴۸۔ حَدَّثَنِیْ فَرْوَۃُ بْنُ أَبِی الْمَغْرَآءِ أَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْہِرٍ عَنْ ہِشَامٍ عَنْ أَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ أَسْلَمَتِ امْرَأَۃٌ سَوْدَآءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ وَکَانَ لَہَا حِفْشٌ فِی الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَکَانَتْ تَأْتِیْنَا فَتَحَدَّثُ عِنْدَنَا فَإِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِیْثِہَا قَالَتْ وَیَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِیْبِ رَبِّنَا أَلَا إِنَّہُ مِنْ بَلْدَۃِ الْکُفْرِ أَنْجَانِیْ فَلَمَّا أَکْثَرَتْ قَالَتْ لَہَا عَائِشَۃُ وَمَا یَوْمُ الْوِشَاحِ قَالَتْ خَرَجَتْ جُوَیْرِیَۃٌ لِبَعْضِ أَہْلِیْ وَعَلَیْہَا وِشَاحٌ مِنْ أَدَمٍ فَسَقَطَ مِنْہَا فَانْحَطَّتْ عَلَیْہِ

۳۵۴۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک کالی عورت بعض عرب کی لونڈی تھی مسلمان ہوئی اور اس کی جھونپڑی مسجد میں تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور ہمارے پاس بات چیت کرتی تھی پھر جب اپنی بات سے فارغ ہوتی اور کہتی کہ وشاح کا دن اللہ کے عجیب کاموں سے ہے خبردار ہو بے شک اس دن نے مجھ کو کفر کے شہر سے نجات دی سو جب اس نے وشاح کے دن کا بہت ذکر کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وشاح کا دن کیا ہے کہا کہ میرے بعض گھر والوں کی ایک چھوٹی لڑکی باہر نکلی اور اس کے گلے میں چمڑے کا ایک ہار تھا تو اس سے گر پڑا اس پر چیل جھپٹی اور وہ اس کو گوشت گمان کر کے اٹھا لے گئی تو انہوں نے مجھ کو اس کی

الْحُدَيَّا وَهِيَ تَحْسِبُهُ لَحْمًا فَأَخَذَتْهُ فَاتَّهَمُوْنِيْ بِهٖ فَعَذَّبُوْنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنْ أَمْرِيْ أَنَّهُمْ طَلَبُوْا فِيْ قُبُلِيْ فَبَيْنَاهُمْ حَوْلِيْ وَأَنَا فِيْ كَرْبِيْ إِذْ أَقْبَلَتِ الْحُدَيَّا حَتّٰى وَازَتْ بِرُؤُوْسِنَا ثُمَّ أَلْقَتْهُ فَأَخَذُوْهُ فَقُلْتُ لَهُمْ هٰذَا الَّذِيْ اتَّهَمْتُمُوْنِيْ بِهٖ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيْئَةٌ.

تہمت دی سو مجھ کو مارا اور میری تلاشی لی یہاں تک نوبت پہنچی کہ انہوں نے میری شرمگاہ کی تلاشی لی سو جس حالت میں کہ وہ میرے گرد تھے اور میں اپنی مصیبت میں تھی کہ اچانک سامنے سے چیل آئی یہاں تک کہ ہمارے سروں کے برابر ہوئی پھر اس نے ہار کو ڈالا تو انہوں نے اس کو لیا تو میں نے ان سے کہا کہ یہ ہے وہ جس کی تم نے مجھ کو تہمت دی اور میں اس سے پاک تھی یعنی یہ حال مجھ کو باعث ہوا دار کفر چھوڑنے اور اسلام کے اختیار کرنے پر ۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور وجہ اس کے داخل ہونے اس جگہ اس چیز کی جہت سے ہے کہ تھے اس پر اہل جاہلیت ظلم کرتے قول فعل میں۔ (فتح)

۳۵۴۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللّٰهِ فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا فَقَالَ لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ.

۳۵۴۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ جو قسم کھانا چاہے تو اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے اور قریش کا دستور تھا کہ اپنے باپوں کی قسم کھاتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے باپوں کی قسم نہ کھایا کرو۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی

۳۵۵۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهٗ أَنَّ الْقَاسِمَ كَانَ يَمْشِيْ بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ وَلَا يَقُوْمُ لَهَا وَيُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْمُوْنَ لَهَا يَقُوْلُوْنَ إِذَا رَأَوْهَا كُنْتِ فِيْ أَهْلِكِ مَا أَنْتِ مَرَّتَيْنِ.

۳۵۵۰۔ عبدالرحمن سے روایت ہے کہ قاسم جنازے کے آگے چلا کرتا تھا اور اس کے واسطے کھڑا نہ ہوتا تھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دیتا تھا کہ اس نے کہا کہ جاہلیت والوں کی رسم تھی کہ جنازے کے واسطے کھڑے ہوتے تھے اور جب اس کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ تھی تو اے روح اپنے گھر والوں میں جو تھی دوبار کہتے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جنازہ کے واسطے کھڑے ہونے کا

نہیں پہنچا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے جانا کہ یہ جاہلیت کی رسموں سے ہے اور اسلام ان کی مخالفت کے واسطے آیا ہے اور میں نے اس مسئلے کے اختلاف کا بیان جنازے میں کر دیا ہے اور کیا یہ نسخ ہے واسطے اس حکم کے یا نہیں اور بنا بریں اس قول کے کہ کیا وہ نسخ ہے اور استحباب باقی ہے یا نہیں یا مطلق جواز ہے اور اختیار کیا ہے بعض شافعیہ نے اخیر کو اور اکثر شافعیہ کراہت پر ہیں اور دعوی کیا ہے محاملی نے اس میں اختلاف کا اور مخالف ہوا متولی پس کہا اس نے کہ مستحب ہے اور اختیار کیا ہے اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور یہ جو کہا کہ تھی تو اے روح جو کچھ تھی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح تو اب ہے اسی طرح تو زندگی میں تھی اس واسطے کہ ان کو قیامت کے ساتھ ایمان نہ تھا بلکہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ جب روح خارج ہوتی ہے تو جانور بن کے اڑ جاتی ہے پس اگر ٹھیک ہو تو اس کی روح نیک جانوروں میں ہوتی ہے نہیں تو بالعکس اور احتمال ہے کہ یہ دعا ہو واسطے مردے کے اور احتمال ہے کہ ما نافیہ ہو یعنی تو دوسری بار اپنے گھر والوں کی طرف نہیں پھرے گی ایک بار تو ان میں تھی وہ گزر چکی اور احتمال ہے کہ ما استفہامیہ ہو یعنی تو اپنے گھر والوں میں شریف تھی سو اب تیرا کیا حال ہے یہ غم سے کہتے ہیں۔ (فتح)

۳۵۵۱۔ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ مِنْ جَمْعٍ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ عَلٰى ثَبِيْرٍ فَخَالَفَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

۳۵۵۱۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین کا دستور تھا کہ مزدلفہ سے نہ پھرتے تھے یہاں تک کہ روشن ہوتا سورج ثبیر پر یعنی سورج کی روشنی اس پر پڑتی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی سورج کے نکلنے سے پہلے پھرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۳۵۵۲۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِیْ أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عِكْرِمَةَ ﴿وَكَأْسًا دِهَاقًا﴾ قَالَ مَلْأٰى مُتَتَابِعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ أَبِیْ يَقُوْلُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ اسْقِنَا كَأْسًا دِهَاقًا.

۳۵۵۲۔ حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا وَكَأْسًا دِهَاقًا کہ پیالہ بھرا ہوا پے در پے عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنے باپ عباس رضی اللہ عنہ سے سنا جاہلیت میں کہتے تھے پلا ہم کو پیالہ بھرا ہوا۔

فائدہ: یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ واقع ہوا ہے سماع میرا واسطے اس آیت اپنے باپ سے جاہلیت میں اور مراد

ساتھ اس کے جاہلیت نسبتی ہے نہ مطلق اس واسطے کہ پیغمبر ہونے سے پہلا زمانہ اس نے نہیں پایا بلکہ حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے دس برس پیچھے پیدا ہوئے پس گویا کہ مراد یہ ہے کہ سنا انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ سے یہ پہلے مسلمان ہونے ان کے۔ (فتح)

۳۵۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُّسْلِمَ.

۳۵۵۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہایت سچے مضمون کی بات جو شاعر نے کہی لبید شاعر کی بات ہے کہ خبردار ہو اللہ کے سوا ہر چیز جھوٹی اور فنا ہونے والی ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد کلمے سے بیت ہو جس کا آدھا یہاں ذکر ہے اور احتمال ہے کہ مراد کل قصیدہ ہو اور یہ جو کہا کہ ہر چیز جھوٹی ہے تو اس سے یہ سوال آتا ہے کہ ہر چیز میں بندگیاں اور عبادتیں بھی ہیں اور حالانکہ وہ حق ہیں لامحالہ اور اسی طرح فرمایا حضرت ﷺ نے رات کی دعا میں کہ الٰہی کہ تو سچ مچ ہے اور تیرا قول بھی سچ مچ ہے اور بہشت بھی سچ مچ ہے اور دوزخ بھی سچ مچ ہے الخ اور اس کا جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ قول شاعر کے جو سوائے ہے اللہ کے اور سوائے صفتوں اس کی کے جو ذاتیہ اور فعلیہ ہیں رحمت اس کی سے اور عذاب اس کے سے اور سوائے اس کے اسی واسطے ذکر کیا بہشت کو اور دوزخ کو یا مراد بیت میں باطل ہونے سے فنا ہونا ہے نہ فاسد ہونا سو اللہ کے سوا جائز ہے ہر چیز پر فنا لذاتہ یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ پر بھی یعنی ممکن ہے فنا ہونا ہر چیز کا سوائے اللہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ باقی رہے گی بہشت اور دوزخ واسطے باقی رکھنے ان کو اللہ کے اور پیدا کرنے ہمیشگی کے واسطے بہشتیوں اور دوزخیوں کے اور حق حقیقت میں وہ چیز ہے جس پر زوال جائز نہیں اور بیچ وارد کرنے امام بخاری رحمہ اللہ کو اس حدیث کو اس باب میں اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوا واسطے عثمان بن مظعون کے ساتھ لبید شاعر کے پہلے مسلمان ہونے اس کے اور حضرت ﷺ اس وقت مکے میں تھے اور قریش مسلمانوں کو نہایت ایذا دیتے تھے پس ابن اسحاق نے روایت کی ہے عثمان بن مظعون سے کہ جب وہ حبشہ کی ہجرت سے پھرا تو داخل ہوا مکے میں ولید بن مغیرہ کی امان میں پھر جب اس نے دیکھا کہ مشرکین مسلمانوں کو ایذا دیتے ہیں اور وہ امن میں ہے تو پھر اس نے اس کی امان کو واپس کر دیا سو جس حالت میں کہ وہ قریش کی مجلس میں تھا کہ اچانک ان کے پاس لبید شاعر آیا اور بیٹھ کر شعر پڑھنے لگا تو اس نے یہ شعر پڑھا کہ سوائے اللہ کے ہر چیز جھوٹی ہے تو عثمان بن مظعون نے کہا کہ اس نے سچ کہا پھر لبید نے کہا کہ ہر نعمت دور ہونے والی ہے تو عثمان نے کہا کہ تو جھوٹا ہے کہ بہشت کی نعمتیں دور نہ ہوں گی تو لبید نے

کہا کہ اے گروہ قریش کے کب تک یہ تمہارے ساتھی کو ایذا دے گا تو ان میں سے ایک مرد نے اٹھ کر عثمان کو طمانچہ مارا تو اس کی آنکھ پھوٹ گئی پس ملامت کی اس کو ولید نے کہ تو نے میری امان مجھ کو کیوں پھیر دی اور پھر یہ لبید شاعر مسلمان ہوگیا و کاد امیة بن ابی الصلت ان یسلم اور نزدیک تھا امیہ بن ابی الصلت مسلمان ہو۔

فائدہ: یہ شخص حضرت ﷺ سے پہلے تھا اور دین حق تلاش کرتا تھا اور کہتے ہیں کہ نصرانی ہوگیا تھا اور شاعر تھا اپنے شعروں میں اس نے توحید اور قیامت کا بہت ذکر کیا تھا کہ قیامت آنے والی ہے اور طبری نے روایت کی ہے کہ امیہ نے ابوسفیان کے ساتھ سفر کیا پس کہا کہ میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایک پیغمبر عرب میں پیدا ہوگا سو مجھ کو امید تھی کہ وہ میں ہوں پھر میں نے سوچا تو وہ عبد مناف کی اولاد سے ہے سو میں نے ان میں نظر کی تو عتبہ کے مانند کسی کو نہ دیکھا تو میں نے گمان کیا کہ وہ یہی ہے سو جب تیری زبانی معلوم ہوا کہ اس کی عمر چالیس برس سے بڑھ گئی ہے تو میں نے پہچانا کہ وہ نہیں ابوسفیان نے کہا سو کچھ دن گزرے تھے کہ محمد ﷺ ظاہر ہوئے تو میں نے امیہ سے اس کا ذکر کیا تو امیہ نے کہا کہ بیشک یہ وہی ہے میں نے کہا کہ ہم اس کی پیروی نہ کریں امیہ نے کہا کہ میں ثقیف کی بدگوئی سے شرماتا ہوں کہ میں ان کو کہا کرتا تھا کہ وہ میں ہوں پھر میں عبد مناف کی اولاد میں سے ایک لڑکے کا تابع ہوں۔ (فتح)

٣٥٥٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ فَجَآءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ أَتَدْرِي مَا هٰذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكِهَانَةَ إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِي فَأَعْطَانِي بِذٰلِكَ فَهٰذَا الَّذِي أَكَلْتَ مِنْهُ فَأَدْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَآءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ.

٣٥٥٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو اس کو خراج دیا کرتا تھا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کے خراج سے کھایا کرتے تھے کہ ایک دن وہ کچھ چیز لایا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کھایا تو غلام نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ وہ کیا ہے یعنی یہ کھانا کس قسم کا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے جاہلیت کے زمانے میں ایک آدمی کے واسطے کہانت کی تھی اور مجھ کو کہانت خوب نہ آتی تھی لیکن میں نے اس سے دغا بازی کی سو وہ مجھ سے ملا اور اس کے سبب سے مجھ کو انعام دیا پس یہ جو کچھ کہ تم نے کھایا اس میں سے ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے حلق میں داخل کیا پس قے کی کہ ہر چیز اس کے پیٹ میں تھی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا کہ وہ مزدوری کر کے لاتا تھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ جب تک

اس کو پوچھ نہ لیتے تھے اس سے نہ کھاتے تھے اور وہ ایک رات اپنی مزدوری لایا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کھایا اور پھر کھانے کے بعد اس سے پوچھا ابن تین نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نے کی واسطے کمال تقویٰ کے اور ظاہر یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بے شک نے کی واسطے اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی تھی نزدیک اس کے کہ کاہن کی شرینی منع ہے اور کاہن کی شرینی وہ ہے وہ ہے کہ لیتا ہے اس کو اپنی کہانت پر اور کاہن وہ ہے جو آئندہ کی خبریں دے بغیر دلیل شرعی کے اور جاہلیت کے زمانے میں اس کا بہت رواج تھا خاص کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے سے پہلے۔ (فتح)

۳۵۵۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُوْنَ لُحُوْمَ الْجَزُوْرِ إِلٰى حَبَلِ الْحَبَلَةِ قَالَ وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِيْ بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلَ الَّتِيْ نُتِجَتْ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ.

۳۵۵۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ آپس میں اونٹ کے گوشت حمل کے حمل تک بیچتے تھے اور حمل سے حمل یہ ہے کہ جنے اونٹنی اپنے پیٹ کا بچہ پھر حاملہ ہو وہ بچہ کہ اس سے پیدا ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس کی پوری شرح بیع میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ وہ جاہلیت میں بیچتے تھے۔ (فتح)

۳۵۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ قَالَ غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ كُنَّا نَأْتِيْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَيُحَدِّثُنَا عَنِ الْأَنْصَارِ وَكَانَ يَقُوْلُ لِيْ فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَفَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا.

۳۵۵۶۔ غیلان بن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتے تھے تو وہ ہم سے انصار کا حال بیان کرتے تھے اور مجھ کو کہتے تھے کہ کیا تیری قوم نے ایسا ایسا فلاں فلاں دن اور کیا تیری قوم نے ایسا ایسا فلاں فلاں دن۔

فائدہ: یہ حدیث انصار کے مناقب میں گزر چکی ہے اور داخل کیا اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے قول اس کے کی کیا تیری قوم نے ایسا ایسا فلاں دن اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف ان کی لڑائیوں کے جو جاہلیت کے وقت واقع ہوئیں جیسا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف ان کی لڑائیوں کی اسلام میں یا واسطے عام ہونے کے اس سے اور غیلان اگرچہ انصار کی قوم سے نہیں لیکن باعتبار نسبت چچا ہونے کے ہے طرف ازد کی پس وہ ان کو جمع کرتے تھے۔ (فتح)

بَابُ الْقَسَامَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

باب ہے قسامہ کا جاہلیت میں

فائدہ: بعض روایتوں میں یہ ترجمہ نہیں اور یہی بات ٹھیک ہے اس واسطے کہ یہ سب حدیثیں ایام جاہلیت کے ترجمہ

میں داخل ہیں۔ (فتح)

۳۵۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا قَطَنٌ أَبُو الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيْدَ الْمَدَنِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ أَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفِيْنَا بَنِيْ هَاشِمٍ كَانَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ اسْتَأْجَرَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ فَخِذٍ أُخْرٰى فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِيْ إِبِلِهِ فَمَرَّ رَجُلٌ بِهِ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهِ فَقَالَ أَغِثْنِيْ بِعِقَالٍ أَشُدُّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِيْ لَا تَنْفِرُ الْإِبِلُ فَأَعْطَاهُ عِقَالًا فَشَدَّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِهِ فَلَمَّا نَزَلُوْا عُقِلَتِ الْإِبِلُ إِلَّا بَعِيْرًا وَّاحِدًا فَقَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ مَا شَأْنُ هٰذَا الْبَعِيْرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَيْنِ الْإِبِلِ قَالَ لَيْسَ لَهُ عِقَالٌ قَالَ فَأَيْنَ عِقَالُهُ قَالَ فَحَذَفَهُ بِعَصًا كَانَ فِيْهَا أَجَلُهُ فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ أَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ قَالَ مَا أَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُهُ قَالَ هَلْ أَنْتَ مُبْلِغٌ عَنِّيْ رِسَالَةً مَّرَّةً مِّنَ الدَّهْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَتَبَ إِذَا أَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ يَا آلَ قُرَيْشٍ فَإِذَا أَجَابُوْكَ فَنَادِ يَا آلَ بَنِيْ هَاشِمٍ فَإِنْ أَجَابُوْكَ فَسَلْ عَنْ أَبِيْ طَالِبٍ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِيْ فِيْ عِقَالٍ وَّمَاتَ الْمُسْتَأْجَرُ فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ أَتَاهُ أَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ

۳۵۵۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک پہلی قسامت جو جاہلیت میں تھی البتہ ہم ہاشم کی اولاد میں واقع ہوئی اور اس کا بیان یوں ہے کہ مزدور ٹھہرایا ایک مرد ہاشمی کو ایک مرد قریشی نے جو دوسری قبیلے سے تھا تو اس کو اپنے اونٹوں میں لے گیا تو ایک مرد ہاشمی اس مزدور سے گزرا جس کے تھیلے کی رسی ٹوٹ گئی تھی تو اس نے کہا کہ میری فریاد رسی کر ساتھ ایک رسی کے جس سے میں اپنے تھیلی کی رسی مضبوط کروں کہ تیرا اونٹ بغیر بندش کے بھاگتا نہیں سو اس مزدور نے اس مسافر کو رسی دی تو اس نے اس کو اپنی تھیلی سے باندھا پھر جب اپنی جگہ میں اترے تو باندھے گئے سب اونٹ مگر ایک اونٹ کھلا رہا تو مستاجر نے کہا کہ کیا حال ہے اس اونٹ کا کہ اونٹوں میں سے نہیں باندھا گیا اس مزدور نے کہا کہ اس کی کوئی بندش نہیں کہا کہ اس کی بندش کہاں ہے راوی نے کہا سو مستاجر نے اس کو لاٹھی ماری کہ اس میں اس کی موت تھی یعنی وہ اس لاٹھی سے مر گیا سو یمن والوں سے ایک مرد اس سے گزرا تو اس مزدور نے کہا کہ تو حج کے موسم میں حاضر ہوتا ہے اس نے کہا کہ نہیں اور اکثر اوقات حاضر ہوا ہوں کہا تو کبھی کسی وقت میرا پیغام پہنچائے گا اس نے کہا ہاں کہا سو جب تو حج کے موسم میں حاضر ہو تو سو پکار اے آل قریش کی سو جب وہ تجھ کو آواز دے تو پکار کہ اے اولاد بنی ہاشم کی سو اگر تجھ کو جواب دیں تو پھر ابو طالب کو تلاش کر کے اس کو خبر دے کہ فلاں نے مجھ کو ایک رسی کے بدلے مار ڈالا اور پھر وہ مزدور مر گیا سو جب مستاجر یعنی مزدور رکھنے والا مکے میں آیا تو ابو طالب اس کے پاس گیا اور کہا کہ ہمارے ساتھی نے کیا کیا

صَاحِبُنَا قَالَ مَرِضَ فَأَحْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ فَوَلِيْتُ دَفْنَهُ قَالَ قَدْ كَانَ أَهْلَ ذَاكَ مِنْكَ فَمَكَثَ حِيْنًا ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي أَوْصٰى إِلَيْهِ أَنْ يُبْلِغَ عَنْهُ وَافَى الْمَوْسِمَ فَقَالَ يَا آلَ قُرَيْشٍ قَالُوْا هٰذِهٖ قُرَيْشٌ قَالَ يَا آلَ بَنِيْ هَاشِمٍ قَالُوْا هٰذِهٖ بَنُوْ هَاشِمٍ قَالَ أَيْنَ أَبُوْ طَالِبٍ قَالُوْا هٰذَا أَبُوْ طَالِبٍ قَالَ أَمَرَنِيْ فُلَانٌ أَنْ أُبْلِغَكَ رِسَالَةً أَنَّ فُلَانًا قَتَلَهٗ فِيْ عِقَالٍ فَأَتَاهُ أَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ اخْتَرْ مِنَّا إِحْدٰى ثَلَاثٍ إِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَدِّيَ مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ فَإِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا وَإِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُوْنَ مِنْ قَوْمِكَ إِنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ فَإِنْ أَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهٖ فَأَتٰى قَوْمَهٗ فَقَالُوْا نَحْلِفُ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهٗ فَقَالَتْ يَا أَبَا طَالِبٍ أُحِبُّ أَنْ تُجِيْزَ ابْنِيْ هٰذَا بِرَجُلٍ مِّنَ الْخَمْسِيْنَ وَلَا تُصْبِرْ يَمِيْنَهٗ حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ فَفَعَلَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَرَدْتَ خَمْسِيْنَ رَجُلًا أَنْ يَّحْلِفُوْا مَكَانَ مِائَةٍ مِّنَ الْإِبِلِ يُصِيْبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيْرَانِ هٰذَانِ بَعِيْرَانِ فَاقْبَلْهُمَا عَنِّيْ وَلَا تُصْبِرْ يَمِيْنِيْ حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ فَقَبِلَهُمَا وَجَآءَ ثَمَانِيَةٌ وَّأَرْبَعُوْنَ فَحَلَفُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا حَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَأَرْبَعِيْنَ عَيْنٌ تَطْرِفُ.

یعنی کہاں ہے اور اس کا کیا حال ہے اس نے کہا کہ بیمار ہوا تھا سو میں نے اس کی بیمار پرسی خوب کی یعنی اور وہ مر گیا تو میں نے اس کو دفنا دیا کہا کہ وہ تجھ سے اس کے لائق تھا یعنی ایسا ہی چاہیے جیسا تو نے کیا سو ابوطالب کچھ زمانہ ٹھہرا پھر جس آدمی کو اس نے اپنا پیغام پہنچانے کی وصیت کی تھی وہ موسم حج میں آیا تو اس نے کہا اے آل قریش کی لوگوں نے کہا کہ یہ ہیں قریش کہا اے بنی ہاشم لوگوں نے کہا کہ یہ ہیں بنو ہاشم کہا ابوطالب کہاں ہیں کہا یہ ہیں ابوطالب کہا فلاں نے مجھ کو حکم کیا تھا کہ میں تجھ کو اس کا پیغام پہنچاؤں کہ فلاں اس کو ایک رسی کے بدلے مار ڈالا تو ابوطالب اس کے پاس گیا اور کہا کہ تین چیز سے ایک چیز اختیار کر اگر تو چاہے تو سو اونٹ دیت دے یعنی خون بہا کہ تحقیق تو نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے اور اگر تو چاہے تو پچاس آدمی تیری قوم کے قسم کھائیں کہ تو نے اس کے نہیں مارا اور اگر تو نے نہ مانا تو ہم تجھ کو اس کے بدلے مار ڈالیں گے سو وہ اپنی قوم کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ ہم قسم کھاتے ہیں سو بنی ہاشم سے ایک عورت ابوطالب کے پاس آئی جو ایک مرد قریشی کے نکاح میں تھی تحقیق اس نے اس قریشی سے لڑکا جنا تھا تو اس نے کہا کہ اے ابوطالب میں چاہتی ہوں کہ بخشے تو میرے اس لڑکے کو بدلے ایک مرد کے پچاس سے یعنی جو اس پر قسم آتی ہے اس کو معاف کر دے اور نہ لازم کرے تو اس پر قسم کو جس جگہ کہ لازم کی جاتی ہیں قسمیں یعنی درمیان رکن اور مقام کے تو ابوطالب نے اس کو قسم معاف کر دی پھر ان میں سے ایک مرد ابوطالب کے پاس آیا اور کہا کہ تو نے چاہا ہے کہ سو اونٹ کے بدلے پچاس مرد قسم کھائیں کہ ہر مرد کو دو اونٹ دینے آتے

ہیں یہ دو اونٹ ہیں سو میری طرف سے ان کو قبول کر اور نہ مجبور کر مجھ کو قسم پر جس جگہ کہ قسمیں لازم کی جاتی ہیں تو ابو طالب نے ان کو قبول کیا اور باقی اڑتالیس مرد آئے سو انہوں نے رکن کے پاس قسم کھائی کہ وہ بری ہیں مقتول کے خون سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہ گزرا ایک سال یعنی قسم کھانے کے دن سے اور حالانکہ اڑتالیس میں سے آنکھ کوئی جھپکے یعنی ایک برس سے پہلے ہی سب ہلاک ہو گئے۔

فائدہ: طاؤس سے روایت ہے کہ جاہلیت کے وقت حرم کے پاس کوئی برا کام نہ کرتا مگر کہ دنیا میں اس کو بدلہ مل جاتا تھا ایک روایت میں ہے کہ کچھ لوگوں نے قسامہ میں حرم میں قسم کھائی پھر وہ نکل کر ایک پہاڑ کے نیچے اترے تو وہ پہاڑ ان پر گرا اور سب اس کے نیچے دب کر مر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لونڈی نے کعبے کے ساتھ پناہ مانگی پھر اس کا سردار آیا تو اس نے اس کو کھینچا تو اس کا ہاتھ بیکار ہو گیا اور طاؤس سے روایت ہے کہ اخیر زمانے میں بھی اسی طرح ہوگا۔

٣٥٥٨۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِحُوْا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَيْسَ السَّعْيُ بِبَطْنِ الْوَادِيْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سُنَّةً إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْعَوْنَهَا وَيَقُوْلُوْنَ لَا

٣٥٥٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعاث کا دن ایک دن تھا کہ مقدم کیا تھا اس کو اللہ نے اپنے رسول کے واسطے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور حالانکہ جدا جدا ہوئی تھی جماعت ان کی اور مارے گئے تھے سردار ان کے اور زخمی ہوئے مقدم کیا اس کو اللہ نے اپنے رسول کے لیے واسطے داخل ہونے ان کے سلام میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صفا مروہ کے درمیان وادی کے اندر دوڑنا سنت نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاہلیت والے اس میں دوڑتے تھے اور کہتے تھے کہ نہیں گزرتے ہم پتھریلی زمین سے مگر دوڑ کر۔

نُجِیْزُ الْبَطْحَآءَ إِلَّا شَدًّا.

فائدہ: راجح یہ بات ہے کہ بعاث کا دن حضرت مَلَّاتِیْمِ کے پیغمبر ہونے سے پہلے تھا اور مراد ابن عباس نظیما کی دوڑنا نہیں بلکہ مراد بہت تیز چلنا ہے اور یہ فرض نہیں اور یہ پہلے گزر چکا ہے ہاجرہ نظیما کے قصہ میں کہ ابتداء سعی کا صفا اور مروہ سے تھا ہاجرہ نظیما سے پس معلوم ہوا کہ مراد اس کی جو ارادہ کرتا ہے کہ اس کی ابتدا جاہلیت میں نہایت دوڑنا ہے اور یہ جو کہا کہ سنت نہیں سو اگر یہ مراد ہے کہ یہ مستحب نہیں تو یہ مخالف ہے جمہور کے اور یہ نظیر ہے اس کے انکار کرنے کی رمل کے مستحب ہونے سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ سنت کے طریقہ شرعیہ ہو اور اس کا اطلاق فرض پر بہت آتا ہے اور نہیں مراد ہے اس کی سنت جو اہل اصول کے اصطلاح میں ہے اور وہ چیز وہ ہے جو ثابت ہے دلیل اس کے مطلوب ہونے کی بغیر احساس گناہ تارک اس کی کے۔ (فتح)

۳۵۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مُطَرِّفٌ سَمِعْتُ أَبَا السَّفَرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا مِنِّيْ مَا أَقُوْلُ لَكُمْ وَأَسْمِعُوْنِيْ مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا تَذْهَبُوْا فَتَقُوْلُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَّنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطُفْ مِنْ وَّرَآءِ الْحِجْرِ وَلَا تَقُوْلُوا الْحَطِيْمُ فَإِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَحْلِفُ فَيُلْقِيْ سَوْطَهٗ أَوْ نَعْلَهٗ أَوْ قَوْسَهٗ.

۳۵۵۹۔ ابن عباس نظیما سے روایت ہے کہ کہتے تھے کہ اے لوگو مجھ سے سنو جو میں تم کو کہتا ہوں اور سناؤ مجھ کو جو تم کہتے ہو اور نہ جاؤ آگے لوگوں کے پس کہو کہ ابن عباس نظیما نے یوں کہا یعنی دوہراؤ مجھ پر جو مجھ سے سنتے ہو تا کہ میں معلوم کروں کہ تم نے میری بات کو سن کر خوب یاد رکھا ہے کہ شاید تم میری بات کو خوب یاد نہ رکھو اور میرے قول کے برخلاف مجھ سے روایت کرو جو خانے کعبے کا طواف کیا چاہے تو چاہیے کہ حجر کے پیچھے سے طواف شروع کرے یعنی جو جگہ کہ پرنالے کے نیچے گھری ہوئی ہے اس کو طواف کے اندر لے اس واسطے کہ وہ جگہ بھی کعبے کے اندر داخل ہے اور نہ کہو حطیم اس واسطے کہ بے شک جاہلیت میں مرد قسم کھاتا تھا سو اپنا کوڑا یا جوتا یا کمان ڈالتا تھا۔

فائدہ: یعنی جاہلیت میں دستور تھا کہ جب ان میں سے ایک دوسرے کو قسم دیتا تھا تو قسم کھانے والا اپنا جوتا یا کوڑا یا کمان حجر میں ڈال دیتا تھا نشانی واسطے قصد قسم اپنی کے اور تاکید اس کی کے تو اس واسطے انہوں نے اس کا نام حطیم رکھا اس واسطے کہ وہ جگہ ان کے اسبابوں کو کھا جاتی تھی اس واسطے کہ حطم کے معنی توڑنے کے ہیں یعنی جاہلیت کے زمانے میں اس کو حطیم کہتے تھے اب اس کو حطیم نہیں کہنا چاہیے۔ (فتح)

۳۵۶۰۔ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ

۳۵۶۰۔ عمرو بن میمون نظینی سے روایت ہے کہ میں نے جاہلیت کے زمانے میں ایک بندر دیکھا جس پر بہت بندر جمع

قَالَ رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ قَدْ زَنَتْ فَرَجَمُوْهَا فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ.

ہوئے تھے تحقیق اس نے زنا کیا تھا تو بندروں نے اس کو سنگسار کیا اور میں نے بھی اس کو ان کے ساتھ سنگسار کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ میں یمن میں تھا اپنے گھر والوں کی بکریاں چراتا تھا اور میں ایک اونچان پر تھا کہ ایک بندر آیا اس کے ساتھ ایک مادہ تھی سو وہ بندر مادہ کا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو گیا پھر ایک اور بندر آیا جو پہلے بندر سے چھوٹا تھا تو اس نے مادہ کو آنکھ ماری تو مادہ نے اپنا ہاتھ پہلے بندر کے سر کے نیچے سے سرکایا نرمی اور آہستگی کے ساتھ اور اس کے پیچھے پیچھے چلی تو اس بندر نے اس سے زنا کیا اور میں دیکھتا تھا کہ پھر وہ مادہ پلٹ آئی اور اپنا ہاتھ اپنے بندر کے سر کے نیچے ڈالنے لگی نرمی سے سو وہ بندر جاگا گھبرایا ہوا پھر اس کو سونگھا پھر اس نے چیخ ماری سو بندر جمع ہوئے اور اپنے ہاتھ سے اس مادہ کی طرف اشارہ کرتا تھا یعنی کسی بندر نے اس سے زنا کیا ہے تو بندر دائیں بائیں گئے تو اس بندر کو لائے میں اس کو پہچانتا تھا سو انہوں نے اس کے واسطے ایک گڑھا کھودا اور اس کو سنگسار کیا پس تحقیق دیکھا میں نے رجم کو غیر بنی آدم میں اور ابو اسحاق زجاج اور ابوبکر عربی کا یہ مذہب ہے کہ جو بندر موجود ہیں یہ ان کی نسل سے ہیں جن امتوں کی صورت بدل گئی اور یہ مذہب شاذ ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو مسلم میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوہ لائی گئی تو فرمایا کہ شاید یہ ان امتوں سے ہے جن کی صورت بدل گئی اور جمہور اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پہلے اس سے کہ وحی ہو طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ حقیقت امر کے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یقین نہیں کیا برخلاف نفی کے کہ اس کے ساتھ یقین کیا جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ اللہ نے جس قوم کو ہلاک کیا اس کی نسل نہیں چھوڑی لیکن نہیں لازم آتا کہ بندر مذکورہ نسل سے ہوں پس احتمال ہے کہ جب مسخ شدہ لوگ بندروں کی صورت پر ہو گئے باوجود باقی رہنے ان کی عقلوں کے تو صحبت کی ان سے اصل بندروں نے واسطے مشابہ ہونے کے شکل میں تو سیکھا انہوں نے ان سے جو ان کے کاموں سے دیکھا اور اس کو یاد رکھا سو وہ ان میں دستور پایا اور خاص کیے گئے ہیں بندر ساتھ اس کے اس واسطے کہ ان میں اور حیوانوں سے سمجھ زیادہ ہے اور اسی واسطے کہ اس میں ہر کسب سیکھنے کی قابلیت ہے جو اکثر حیوانوں میں نہیں اور اس کی عادتوں سے یہ ہے کہ وہ ہنستا ہے اور ناچتا ہے اور جو دیکھتا ہے اس کی حکایت کرتا ہے اور اس میں سخت غیرت سے وہ چیز ہے جو آدمی کے برابر ہے اور ان میں کوئی اپنے جوڑے کے سوا اور کسی مادہ کی طرف نہیں بڑھتا اور جو کسی کی مادہ کی طرف بڑھے تو اس کو غیرت اس کی سزا کی باعث ہوتی ہے اور اس کے خصائص سے یہ ہے کہ مادہ اپنے بچے کو عورت کی طرح اٹھاتی ہے اور اکثر اوقات چلتا ہے بندر اپنے دو پاؤں پر لیکن اس پر بدستور نہیں رہتا اور اپنے ہاتھ سے چیز کو لیتا ہے اور اپنے ہاتھ سے کھاتا ہے اور عجیب بات کہی ہے حمیدی نے کہ شاید یہ حدیث ان حدیثوں سے ہے جو بخاری میں کسی نے پیچھے سے ملا دیں اور یہ قول اس کا مردود ہے اس واسطے کہ علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ بخاری کی سب حدیثیں صحیح ہیں اور اتفاق

ہے ان کا اس پر کہ صحیح بخاری کی نسبت امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف قطعی ہے اور یہ احتمال فاسد ہے اس کا بخاری کی سب حدیثوں کی طرف راہ پاتا ہے اور اس واسطے کہ جب جائز ہوا یہ احتمال ایک حدیث غیر معین میں تو جائز ہوگا ہر فرد فرد میں سو نہ باقی رہے گا کسی کو اعتماد کرنا ساتھ حدیثوں صحیحین کے اور اتفاق علماء کا اس کے خلاف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے چاہا کہ گھوڑے کو گھوڑی پر چڑھائے اور وہ گھوڑی اس گھوڑے کی ماں تھی وہ گھوڑا اس پر چڑھنے سے باز رہا اس نے اس گھوڑی کو ایک گھر میں داخل کر کے اس پر ایک کپڑا ڈالا کہ گھوڑا اس کو پہچان نہ سکے پھر اس گھوڑے نے اس پر جست کی پھر جب اس نے اس کو سونگھا تو معلوم کیا کہ یہ میری ماں ہے تو اس گھوڑے نے اپنے دانتوں سے اپنے ذکر کو کاٹ ڈالا سو جب گھوڑے میں اتنی سمجھ ہے باوجود یکہ بعید تر ہے سمجھ سے بہ نسبت بندر کے تو بندر میں ایسی سمجھ کا پایا جانا بطریق اولی جائز ہے۔ (فتح)

٣٥٦١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خِلَالٌ مِّنْ خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ الطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالنِّيَاحَةُ وَنَسِيَ الثَّالِثَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُوْلُوْنَ إِنَّهَا الْإِسْتِسْقَآءُ بِالْأَنْوَآءِ.

٣٥٦١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کئی خصلتیں ہیں جاہلیت کی خصلتوں سے یعنی زمانہ کفر کی رسموں سے ہیں ایک تو عیب لگانا لوگوں کی نسبوں میں دوسرے نوحہ کرنا یعنی مردے کی خوبیوں کو بیان کرنا اور تیسرے کو عبیداللہ بھول گیا سفیان نے کہا کہ کہتے ہیں کہ تیسری چیز مینہ کا چاہنا ہے ستاروں سے یعنی کہتے ہیں کہ فلانے ستارے کی تاثیر سے مینہ برسا اور ایک روایت میں چار خصلتوں کا ذکر آیا ہے چوتھی اپنے خاندان پر فخر کرنا کہ ہم شریف خاندان ہیں۔

بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ.

باب ہے بیان میں پیغمبر ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے بیٹے عبداللہ کے عبداللہ بیٹا عبدالمطلب کا وہ بیٹا ہاشم کا ہاشم بیٹا عبدمناف کا عبدمناف بیٹا قصی کا قصی بیٹا کلاب کا وہ بیٹا مرہ کا اور مرہ بیٹا کعب کا وہ بیٹا لوی کا اور وہ بیٹا غالب کا اور وہ بیٹا فہر کا وہ بیٹا مالک کا وہ بیٹا نضر کا وہ بیٹا کنانہ کا وہ بیٹا خزیمہ کا وہ بیٹا مدرکہ کا وہ بیٹا الیاس کا وہ بیٹا مضر کا وہ بیٹا نزار کا وہ بیٹا سعد کا وہ بیٹا عدنان کا۔

فائدہ: مبعث کے معنی ہیں کسی کو پیغام دے کر بھیجنا اور مقصود یہاں بیان کرنا نسب شریف کا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے

حضرت ﷺ کے نسب شریف کو فقط عدنان تک بیان کیا ہے اور اپنی تاریخ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام تک آپ ﷺ کی نسب بیان کی ہے اور میں نے حضرت ﷺ کے ترجمہ میں پہلے بیان کر دیا ہے کہ عدنان سے ابراہیم علیہ السلام تک اور ابراہیم علیہ السلام سے آدم علیہ السلام تک اختلاف ہے یعنی ان کے عدد میں اور تعیین میں اور ان کے ناموں میں اس کے دوہرانے کی حاجت نہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ کے باپ کا انتقال کب ہوا بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کے پیدا ہونے سے پہلے مر گئے تھے یعنی حضرت ﷺ اس وقت اپنی ماں کے شکم میں تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کے پیدا ہونے کے بعد فوت ہوئے اور پہلی بات بہت مثبت ہے اور بر تقدیر ثانی اس میں اختلاف ہے کہ جب حضرت ﷺ کے باپ فوت ہوئے تو اس وقت حضرت ﷺ کی عمر کتنی تھی راجح یہ ہے کہ ایک برس سے کم تھی (فتح) بعض کہتے ہیں کہ عدنان سے آدم تک چالیس آدمی درمیان میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ ہیں۔

٣٥٦٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِيْنَ ثُمَّ تُوُفِّيَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٥٦٢۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پر وحی اتاری گئی اور حالانکہ آپ ﷺ کی عمر چالیس برس تھی یعنی چالیس برس کے بعد آپ ﷺ کو پیغمبری عنایت ہوئی پھر اسکے بعد تیرہ برس کے میں ٹھہرے پھر آپ ﷺ کو ہجرت کرنے کا حکم ہوا سو آپ ﷺ نے مدینے میں ہجرت کی سو وہاں دس برس ٹھہرے پھر فوت ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ چالیس برس کے بعد آپ ﷺ پر وحی اتری تو یہی مقصود ہے اس حدیث سے اس باب میں اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور ایک حدیث میں گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ چالیس برس کے سرے پر پیغمبر ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ رمضان میں پیغمبر ہوئے پس بنا بر صحیح اور مشہور قول کے کہ آپ ﷺ ربیع الاول میں پیدا ہوئے ہوگی عمر آپ ﷺ کی وقت پیغمبر ہونے کے ساڑھے چالیس برس۔ (فتح)

بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَكَّةَ.

باب ہے بیان میں اس تکلیف کے جو حضرت ﷺ نے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے مکے میں پائی یعنی کس طرح تھی۔

٣٥٦٣۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا بَيَانٌ وَإِسْمَاعِيْلُ قَالَا سَمِعْنَا قَيْسًا

٣٥٦٣۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ آپ ﷺ کعبے کے سائے میں اپنی

يَقُوْلُ سَمِعْتُ خَبَّابًا يَقُوْلُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَهُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَّجْهُهُ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ عِظَامِهِ مِنْ لَّحْمٍ أَوْ عَصَبٍ مَّا يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَيُوْضَعُ الْمِنْشَارُ عَلٰى مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ إِلٰى حَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ. زَادَ بَيَانٌ وَّالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ.

چادر اپنے سر کے نیچے رکھ کر لیٹے تھے اور ہم نے مشرکین سے بہت تکلیف پائی سو میں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ اللہ سے نہیں مانگتے کہ اللہ اس کفار کی تکلیف سے نجات دے تو حضرت ﷺ اٹھ بیٹھے اور آپ ﷺ کا چہرہ سرخ تھا سو فرمایا کہ البتہ تم سے آگے وہ لوگ تھے کہ ان کے گوشت یا ہڈی یا پٹھے تک لوہے کی کنگھی سے نوچے جاتے تھے ایسی سختی بھی ان کو اپنے دین سے نہ پھیرتی تھی اور ان کے سر پر آرا رکھا جاتا تھا سو اس کا بدن چیر کر دو ٹکرے کیا جاتا تھا ایسی سختی بھی ان کو اپنے دین سے نہ پھیرتی تھی اور بے شک اللہ اپنے اس دین کو کامل اور پورا کرے گا یہاں تک کہ سوار چلے گا شہر صنعا سے حضر موت کے شہر تک سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرے گا اور بھیڑیے سے خوف کرے گا اپنی بھیڑ بکری پر۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ البتہ میں نے اللہ کی راہ میں تکلیف پائی اور کوئی ایسی تکلیف نہیں پاتا اور ایک روایت میں ہے کہ جو میں نے تکلیف پائی کسی نے نہیں پائی اور اگر کوئی کہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے زیادہ تکلیف پائی ہے جیسا کہ روایت ہے کہ بے شک کافر مسلمانوں کو مارتے تھے اور بھوکا پیاسا رکھتے تھے یہاں تک کہ آدمی بھوک پیاس کی وجہ سے بیٹھ نہ سکتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ کافروں نے مسلمانوں کو لوہے کی زرہیں پہنائیں اور سورج کی دھوپ میں کھڑا کیا تو جواب اس کا یہ ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کی تکلیف خود حضرت ﷺ کی تکلیف تھی اس واسطے کہ اس سے آپ ﷺ کو نہایت رنج ہوتا تھا اس واسطے کہ ان کی کل تکلیف آپ ﷺ کے سبب سے تھی کہ آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لانے کے سبب سے ان کو کافر یہ سب تکلیف پہنچاتے تھے اور اگر کوئی کہے کہ زکریا وغیرہ پیغمبر قتل ہوئے کافروں نے ان کو جان سے مار ڈالا تھا پھر اس کے کیا معنی کہ جو مجھ کو تکلیف پہنچی کسی کو نہیں پہنچی تو جواب یہ ہے کہ ایذا سے مراد جان سے مار ڈالنے کے سوا ہے۔ (فتح)

٣٥٦٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ

۳۵۶۴۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سورہ نجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا سو کوئی باقی نہ رہا مگر کہ اس نے سجدہ کیا مگر ایک مرد نے میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ فَسَجَدَ فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ إِلَّا سَجَدَ إِلَّا رَجُلٌ رَّأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِّنْ حَصًا فَرَفَعَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ وَقَالَ هٰذَا يَكْفِيْنِيْ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا بِاللّٰهِ.

کنکریوں کی ایک مٹھی لی اور اس کو اٹھا کر اس پر سجدہ کیا اور کہا کہ یہ مجھ کو کافی ہے سو البتہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس کے بعد کفر کی حالت میں مارا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کچھ پہلے گزر چکی ہے اور کچھ آئندہ آئے گی اور حق اس حدیث کا یہ تھا کہ ہجرت کے باب میں ذکر کی جاتی پس تحقیق عنقریب آئے گا اس میں کہ مشرکین کا اس میں سجدہ کرنا تھا سبب واسطے پھر آنے ان مسلمانوں کے جنہوں نے پہلے پہل حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اس واسطے کہ جب مشرکین نے اس میں سجدہ کیا تو مسلمانوں کو گمان ہوا کہ سب مشرکین مسلمان ہو گئے ہیں پھر جب ان کو معلوم ہوا کہ مسلمان نہیں ہوئے بلکہ یہ سجدہ یوں ہی تھا تو انہوں نے دوبارہ ہجرت کی۔ (فتح)

۳۵۶۵۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَّحَوْلَهُ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ جَآءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِيْ مُعَيْطٍ بِسَلٰى جَزُوْرٍ فَقَذَفَهُ عَلٰى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ فَجَآءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهٖ وَدَعَتْ عَلٰى مَنْ صَنَعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَّعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ شُعْبَةُ الشَّاكُ فَرَأَيْتُهُمْ قُتِلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوْا فِيْ بِئْرٍ غَيْرَ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ أَوْ أُبَيٍّ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهٗ فَلَمْ يُلْقَ فِي الْبِئْرِ.

۳۵۶۵۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ سجدہ میں تھے یعنی نماز پڑھتے تھے اور چند کفار قریش کے آپ ﷺ کے گرد بیٹھے تھے کہ عقبہ بن معیط نے اونٹ کی اوجھری لا کر حضرت ﷺ کی پیٹھ پر لا کر ڈال دی تو حضرت ﷺ نے اپنا سر نہ اٹھایا یعنی نہایت استغراق کی وجہ سے سو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سن کر آئیں اور اس کو حضرت ﷺ کی پیٹھ سے پکڑ کر اتارا اور اس کے ڈالنے والے پر بد دعا کی پھر حضرت ﷺ نے ان کو یوں بد دعا دی کہ الٰہی پکڑ لے قریش کے گروہ کو الٰہی پکڑ لے ابوجہل بن ہشام کو عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور امیہ بن خلف کو یا ابی بن خلف کو شعبہ کو اس میں شک ہے کہ امیہ فرمایا یا ابی سو میں نے ان کو دیکھا کہ جنگ بدر کے دن مارے گئے اور کنویں میں ڈالے گئے سوائے امیہ یا ابی کے کہ کاٹے گئے جوڑ اس کے یعنی اس کا بند بند جدا ہو گیا تو وہ کنویں میں نہ ڈالا گیا۔

فائدہ: تھا یہ قصہ بعد ہجرت دوسری کے طرف حبشہ کی اس واسطے کہ جن کو حضرت ﷺ نے بد دعا دی ایک ان میں سے عمارہ ابوجہل کا بھائی تھا اور مشرکین نے اس کو حبشہ کے بادشاہ کی طرف بھیجا تھا تا کہ مہاجرین کو ان کو حوالے کر دے اس نے نہ مانا۔

تنبیہ: شیخ عمادالدین نے بڑی عجیب بات کہی پس کہا کہ یہ جو حدیث میں آیا ہے شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَرَّ الرَّمْضَا فَلَمْ يُشْكِنَا تو مراد اس حدیث سے تکلیف ہے جو مسلمانوں نے مشرکین سے پائی تھی اور بعید ہے یہ احتمال اس واسطے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں نماز کا ذکر آ چکا ہے جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے الرمضا اور احمد کے نزدیک ہے یعنی نماز ظہر کی پھر جب آفتاب ڈھل جائے تو نماز پڑھو اور ساتھ اس کے تمسک کیا ہے اس نے جو کہتا ہے کہ یہ حدیث ظہر کے اول وقت میں پڑھنے میں وارد ہوئی ہے اور یہ پہلے مشروع ہونے ابراد (قدرے تاخیر) کے ہے اور اس پر اعتماد ہے۔ (فتح)

٣٥٦٦۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَوْ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبْزٰى قَالَ سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ مَا أَمْرُهُمَا ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَمَّا أُنْزِلَتِ الَّتِيْ فِي الْفُرْقَانِ قَالَ مُشْرِكُوْ أَهْلِ مَكَّةَ فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَدَعَوْنَا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَقَدْ أَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ﴾ الْاٰيَةَ فَهٰذِهٖ لِأُولٰٓئِكَ وَأَمَّا الَّتِيْ فِي النِّسَآءِ الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ الْإِسْلَامَ وَشَرَآئِعَهٗ ثُمَّ قَتَلَ فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ فَذَكَرْتُهٗ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ إِلَّا مَنْ نَّدِمَ.

٣٥٦٦۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن نے مجھ کو حکم کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کا حکم پوچھ کہ ان میں تطبیق کیوں کر ہے اور وہ دونوں آیتیں یہ ہیں کہ نہ مار ڈالو جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اور جو مار ڈالے کسی ایماندار کو جان بوجھ کر سو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا جب سورہ فرقان کی آیت اتری تو مکے کے مشرکوں نے کہا کہ البتہ ہم نے قتل کی ہے جان جس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اور ہم نے اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ ٹھہرایا اور البتہ ہم نے بے حیائیاں کی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ مگر جو تائب ہوا اور ایمان لایا پس یہ آیت واسطے مشرکوں کے ہے اور جو آیت سورہ نساء میں ہے تو اس کا بیان یوں ہے کہ جب مرد اسلام لائے اور اس کے احکام پہچانے پھر کسی مسلمان کو مار ڈالے تو اس کا بدلہ دوزخ ہے پھر میں نے اس کو مجاہد سے ذکر کیا سو اس نے کہا مگر جو توبہ کرے یعنی یہ آیت دوسری مقید ہے ساتھ الامن تاب کے یعنی ناحق مارنے والا دوزخ میں اسی وقت داخل ہوگا جب کہ اپنے گناہ سے توبہ نہ کرے۔

فائدہ: اور غرض اس سے اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو مشرکین نے مسلمانوں کو قتل اور مار وغیرہ کے ساتھ تکلیف دی تھی وہ مشرکین سے اسلام کے ساتھ ساقط ہوگئی یعنی جب وہ مشرکین مسلمان ہوئے تو وہ گناہ ان کو معاف ہوگیا۔ (فتح)

۳۵۶۷۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ حِجْرِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِيْ مُعَيْطٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِيْ عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيْدًا فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ﴾ الْآيَةَ تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قِيْلَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ.

۳۵۶۷۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ خبر دے مجھ کو ساتھ نہایت سخت تکلیف کے جو مشرکین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی کہا جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے حجر میں نماز پڑھتے تھے کہ اچانک عقبہ بن ابی معیط آیا سو اس نے اپنا کپڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلا سخت گھونٹا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے اس کے دونوں کندھے پکڑ کر اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹایا اور کہا کیا تم مار ڈالتے ہو ایک مرد کو اس لیے کہ وہ کہے میرا رب اللہ ہے۔

فائدہ: عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کا طواف کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور حجر میں عقبہ بن ابی معیط اور ابوجہل اور امیہ بن خلف بیٹھے تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا تین بار پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی بار شوط میں آئے تو اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوجہل نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑے سو میں نے اس کو ہٹایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امیہ کو ہٹایا اور

حضرت ﷺ نے عقبہ کو ہٹایا اور فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں باز رہو گے یہاں تک کہ تم پر دنیا میں عذاب اترے تو وہ خوف سے کانپنے لگے اور یہ قوی کرتا ہے تعدد کو اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ مشرکین نے حضرت ﷺ کو ایک بار مارا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے سو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پکارنے لگے کہ کیا تم مار ڈالتے ہو ایک مرد کو یہ کہ وہ کہے میرا رب اللہ ہے اور اسی طرح کی اور بھی کئی روایتیں آئی ہیں۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

٣٥٦٨۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَمَّادٍ الْآمُلِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَّامْرَأَتَانِ وَأَبُوْ بَكْرٍ.

٣٥٦٨۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور نہ تھے ساتھ آپ ﷺ کے مگر پانچ غلام اور دو عورتیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: عمار رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں گزر چکی ہے اور اس میں دلالت ہے اوپر پرانے ہونے اسلام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ نہیں ذکر کیا عمار رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی مرد دیکھا ہو اور جمہور کا اتفاق ہے اس پر کہ مردوں میں سب سے پہلے پہل ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کی مدد کو کھڑے ہوئے اور آیت مذکور پڑھی پس دلالت کی اس نے کہ ان کا اسلام سب سے مقدم تھا ساتھ اس حیثیت کے کہ عمار رضی اللہ عنہ نے باوجود مقدم ہونے اسلام اپنے کے نہیں دیکھا ساتھ حضرت ﷺ کے کسی کو سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کے مردوں سے اور حق اس باب کا یہ تھا کہ مقدم ہوتا یا تو مبعث میں یا اس کے پیچھے لیکن وجہ اس کی اس جگہ وہ چیز ہے جو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کی مدد کو کھڑے ہوئے الخ۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام سعد رضی اللہ عنہ کے

٣٥٦٩۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ سَعْدَ بْنَ

٣٥٦٩۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نہیں اسلام لایا کوئی مگر اس دن جس دن میں اسلام لایا اور البتہ میں سات دن ٹھہرا اور بے شک میں تہائی اسلام کا تھا۔

أَبِیْ وَقَّاصٍ یَّقُوْلُ مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِی
الْیَوْمِ الَّذِیْ أَسْلَمْتُ فِیْهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ
سَبْعَةَ أَیَّامٍ وَّإِنِّیْ لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پہلے گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی واسطے ما قبل کے اور جمع ہونا دونوں کا اس میں ہے کہ ہر ایک دونوں سے چاہتا ہے کہ جو اس میں مذکور ہے خاص کر پہلے وہی مسلمان ہوا لیکن وہ محمول ہے اس کی اطلاع پر یعنی اس کو اور کے اسلام کی اطلاع نہیں ہوئی تھی نہیں تو سعد رضی اللہ عنہ سے پہلے بلال رضی اللہ عنہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا اور زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ وغیرہم مسلمان ہو چکے تھے۔ (فتح)

بَابُ ذِکْرِ الْجِنِّ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰی ﴿قُلْ أُوْحِیَ إِلَیَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾.

باب ہے بیان میں ذکر جنوں کے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ کہہ دیجیے وحی کی گئی ہے میری طرف کہ یقیناً سنا ہے اس کو جنوں کی ایک جماعت نے۔

فائدہ: جنوں کا ذکر کتاب بدء الخلق میں گزر چکا ہے اس کے دہرانے کی حاجت نہیں اور اللہ نے فرمایا کہ کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو وحی ہوئی کہ چند جنوں نے قرآن سنا ہے۔ باب سے مراد اس آیت کی تفسیر ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے انکار کیا ہے سو کہا کہ نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں پر قرآن پڑھا اور نہ ان کو دیکھا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو باب میں ہے اگرچہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنوں کے ساتھ جمع ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بات چیت کی لیکن اس میں یہ نہیں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر قرآن پڑھا اور نہ یہ کہ جن وہ تھے جنہوں نے قرآن سنا اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ اس رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ساتویں سال مدینے میں آئے اور جنوں کے قرآن سننے کا قصہ مکے میں تھا ہجرت سے پہلے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اس میں صریح ہے اور تطبیق ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نفی اور اس کے غیر کے اثبات کے درمیان یہ ہے کہ جنوں کے ایلچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی بار آئے مکے میں تو قرآن سننے کے واسطے آئے تھے اور مدینے میں احکام پوچھنے کے واسطے آئے تھے اور یہ ظاہر ہے دونوں حدیثوں مذکور سے اور احتمال ہے کہ دوسری بار بھی مکے میں ہی آئے ہوں اور اس پر دلالت کرتی ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صریح نہیں اس میں کہ دوسری بار مدینے میں آئے تھے اور احتمال ہے کہ مکے میں بھی دو بار آئے ہوں اور مدینے میں بھی اور بیہقی نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ابتداء امر کا ذکر ہے جب کہ جنوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم کیا اور اس وقت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ان پر قرآن پڑھا اور نہ ان کو دیکھا پھر دوسری بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنوں کا ایلچی آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ گئے اور ان پر قرآن پڑھا جیسا کہ ابن

مسعود رضی اللہ عنہما نے حکایت کی ہے جیسا کہ احمد اور حاکم وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جن حضرت ﷺ پر اترے اور آپ ﷺ بطن نخل میں قرآن پڑھتے تھے پھر جب انہوں نے قرآن سنا تو آپس میں کہا کہ چپ رہو میں کہتا ہوں کہ یہ موافق ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور مسلم میں علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جنوں کی رات کوئی ہم میں سے حضرت ﷺ کے ساتھ تھا اس نے کہا نہیں لیکن ایک رات ہم نے حضرت ﷺ کو گم کیا ہم نے وہ رات بہت مشکل کاٹی پھر جب سحری کا وقت ہوا تو ہم نے دیکھا کہ حضرت ﷺ حرا کی طرف سے آتے ہیں تو ہم نے آپ ﷺ سے ذکر کیا کہ ہم کو رات نہایت مشکل گزری فرمایا کہ میرے پاس جنوں کا ایلچی آیا تھا تو میں نے ان پر قرآن پڑھا پھر حضرت ﷺ چلے اور ہم کو ان کے قدموں کے نشان اور آگ کے نشان دکھائے اور یہ روایت زیادہ صحیح ہے اس روایت سے جس میں آیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما اس رات کو حضرت ﷺ کے ساتھ تھے اور وہ یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو جنوں کو دیکھنا چاہے تو دیکھے سو میرے سوا کوئی ان میں سے حاضر نہ ہوا پھر جب ہم مکے کی اونچان میں پہنچے تو حضرت ﷺ نے اپنے پاؤں سے میرے واسطے ایک لکیر کھینچی پھر مجھ کو حکم کیا کہ میں اس میں بیٹھوں پھر آپ ﷺ چلے تو آپ ﷺ نے قرآن پڑھا سو آپ ﷺ کو بہت اشخاص نے ڈھانکا جو میرے اور آپ ﷺ کے درمیان حائل ہوئے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی آواز نہ سنی پھر چلے گئے اور حضرت ﷺ فارغ ہوئے ان سے ساتھ فجر کے اور یہ محمول ہے اس پر کہ پہلی حدیث میں گم کرنے سے مراد یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے سوا اور لوگوں نے آپ ﷺ کو گم کیا اور ایک روایت اس کے متابع بھی آئی ہے اور ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ سننا جنوں کا تھا بعد پھرنے حضرت ﷺ کے طائف سے جب کہ آپ ﷺ ان کی طرف نکلے ان سے مدد چاہی اور ظاہر اس حدیث کے سیاق سے جس میں مبالغہ ہے بیچ مارنے چنگاریوں کے واسطے حفاظت آسمان کی جنوں کی چوری سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقع حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے اور زمین پر وحی اترے سے پہلے کا ہے تو جنوں نے اس امر کو کشف کیا یعنی اس کے سبب کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ واقف ہوئے سبب پر اسی واسطے نہیں قید کیا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ترجمہ کو ساتھ قدوم کے اور نہ ساتھ نمائندگی کے پھر جب دعوت اسلام ملک میں پھیل گئی اور لوگ مسلمان ہوئے تو جن حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے سنا اور مسلمان ہوئے اور یہ واقع درمیان دو ہجرتوں کے ہوا پھر جن کئی بار آئے یہاں تک کہ مدینے میں بھی (فتح) اور جن ایک جسم ہیں عاقل جو آدمیوں سے پوشیدہ ہیں۔

۳۵۷۰۔ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَّعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ سَاَلْتُ

۳۵۷۰۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مسروق سے پوچھا کہ کس نے حضرت ﷺ کو جنوں کی خبر دی جس رات کو انہوں نے قرآن سنا کہا حدیث بیان کی مجھ سے

مَسْرُوْقًا مَنْ اٰذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْكَ يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ اَنَّهُ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ.

تیرے باپ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک درخت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر دی تھی یعنی کیکر کے درخت نے۔

۳۵۷۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً لِوَضُوْئِهِ وَحَاجَتِهِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَتْبَعُهُ بِهَا فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ اَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْغِنِيْ أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا وَلَا تَأْتِنِيْ بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ فَاَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ أَحْمِلُهَا فِيْ طَرَفِ ثَوْبِيْ حَتّٰى وَضَعْتُهَا إِلٰى جَنْبِهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مَشَيْتُ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ قَالَ هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ وَإِنَّهُ أَتَانِيْ وَفْدُ جِنِّ نَصِيْبِيْنَ وَنِعْمَ الْجِنُّ فَسَأَلُوْنِي الزَّادَ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ أَنْ لَّا يَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوْا عَلَيْهَا طَعَامًا.

۳۵۷۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو اور حاجت کے واسطے چھاگل اٹھاتے تھے سو جس حالت میں کہ وہ چھاگل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لے جاتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون ہے کہا میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہوں کہا تلاش کر لا میرے واسطے پتھر کو کہ میں ان سے استنجا کروں اور نہ لانا میرے واسطے ہڈی اور گوبر کو سو میں اپنے کپڑے کے کنارے سے پتھر اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں رکھے پھر میں پھرا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت سے فارغ ہوئے تو میں چلا تو میں نے کہا کہ کیا حال ہے ہڈی اور گوبر کا یعنی اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں منع کیا فرمایا وہ دونوں جنوں کے کھانے سے ہیں اور تحقیق شان یہ ہے کہ نصیبین کے جنوں کے ایلچی میرے پاس آئے سو انہوں نے مجھ سے کھانا مانگا تو میں نے ان کے واسطے اللہ سے دعا مانگی یہ کہ نہ گزریں کسی ہڈی پر اور نہ گوبر پر مگر کہ اس پر کھانا پائیں۔

فائدہ: نصیبین ایک شہر ہے مشہور جزیرے میں درمیان شام اور عراق کے ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ ان کو اس سے کھانے کا مزہ چکھائے اور ممکن ہے کہ مراد طعام سے ان کے چوپایوں کا طعام ہو تا کہ نہ منافی ہو اس حدیث کے کہ مینگنیاں ان کے چوپایوں کا کھانا ہے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے مجھ سے کھانا مانگا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ شرع سے پہلے چیزیں حرام ہیں یہاں تک کہ اباحت کی دلیل وارد ہو اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی بلکہ صحیح یہ ہے کہ شرع سے پہلے کوئی حکم نہیں۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ أَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام ابوذر رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: ان کا نام جندب ہے کنانہ کی اولاد سے۔

۵۳۷۲۔ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰی عَنْ أَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِيْهِ ارْكَبْ إِلٰی هٰذَا الْوَادِیْ فَاعْلَمْ لِیْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِیٌّ يَأْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَآءِ وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ ائْتِنِیْ فَانْطَلَقَ الْأَخُ حَتّٰی قَدِمَهٗ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰی أَبِیْ ذَرٍّ فَقَالَ لَهٗ رَأَيْتُهٗ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَكَلَامًا مَّا هُوَ بِالشِّعْرِ فَقَالَ مَا شَفَيْتَنِیْ مِمَّا أَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَّهٗ فِيْهَا مَآءٌ حَتّٰی قَدِمَ مَكَّةَ فَأَتَی الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهٗ وَكَرِهَ أَنْ يَّسْأَلَ عَنْهُ حَتّٰی أَدْرَكَهٗ بَعْضُ اللَّيْلِ فَاضْطَجَعَ فَرَآهُ عَلِیٌّ فَعَرَفَ أَنَّهٗ غَرِيْبٌ فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهٗ فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی أَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهٗ وَزَادَهٗ إِلَی الْمَسْجِدِ وَظَلَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی أَمْسٰی فَعَادَ إِلٰی مَضْجَعِهٖ فَمَرَّ بِهٖ عَلِیٌّ فَقَالَ أَمَا نَالَ

۳۵۷۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس وادی یعنی مکے کی طرف سوار ہو جا اور معلوم کر تو میرے لیے علم اس مرد کا جو گمان کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے اس کو آسمان سے خبر آتی ہے اور اس کا کلام سن پھر میرے پاس آ سو اس کا بھائی چلا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا پھر ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف پھرا سو اس نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ حکم کرتا ہے اچھی خصلتوں کا اور میں نے ان سے سنا ہے کہ کلام کہتا ہے جو شعر نہیں تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں شفا دی تو نے مجھ کو جہل کی بیماری سے ساتھ اس چیز کے کہ میں نے چاہی سو ابوذر رضی اللہ عنہ نے خرچ لیا اور اپنی مشک اٹھائی جس میں پانی تھا یہاں تک کہ مکے میں پہنچے سو مسجد میں آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا نہ تھا تو انہوں نے برا جانا یہ کہ کسی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ پوچھے (یعنی اس واسطے کہ اس کو معلوم تھا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کا قصد کرے قریش اس کو ایذا دیتے ہیں یا چونکہ وہ دین کے ظاہر ہونے کو برا جانتے ہیں اس واسطے کہ سائل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ نہیں بتاتے) یہاں تک کہ جب اس کو کچھ رات نے پایا تو لیٹ گیا تو اس کو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور پہچانا کہ وہ مسافر ہے سو کہا کہ شاید مسافر ہے میں نے کہا ہاں کہا میرے ساتھ گھر میں چل تو جب ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو ان کے پیچھے چلے سو

لِلرَّجُلِ أَنْ يَّعْلَمَ مَنْزِلَهُ فَأَقَامَهُ فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ لَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَادَ عَلِيٌّ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ أَلَا تُحَدِّثُنِيْ مَا الَّذِيْ أَقْدَمَكَ قَالَ إِنْ أَعْطَيْتَنِيْ عَهْدًا وَّمِيْثَاقًا لَّتُرْشِدَنِّيْ فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَأَخْبَرَهُ قَالَ فَإِنَّهُ حَقٌّ وَّهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتْبَعْنِيْ فَإِنِّيْ إِنْ رَّأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّيْ أُرِيْقُ الْمَآءَ فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتْبَعْنِيْ حَتّٰى تَدْخُلَ مَدْخَلِيْ فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوْهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلٰى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَكَ أَمْرِيْ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوْهُ حَتّٰى أَضْجَعُوْهُ وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ وَّأَنَّ طَرِيْقَ تِجَارِكُمْ إِلَى الشَّامِ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوْهُ وَثَارُوْا إِلَيْهِ فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ.

دونوں میں سے کسی نے اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھا یہاں تک کہ صبح کی پھر اپنی مشک اور سفر خرچ اٹھایا اور مسجد میں آئے اور تمام دن وہاں رہے اور حضرت ﷺ نے ان کو نہ دیکھا یہاں تک کہ شام کی سو اپنے لیٹنے کی جگہ کی طرف پھرے تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ اس پر گزرے سو کہا کہ نہیں وقت آیا واسطے مرد کے یہ کہ اپنی جگہ جانے تو علی رضی اللہ عنہ ان کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے اس حال میں کہ کوئی اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھتا یہاں تک کہ جب تیسرا دن ہوا تو علی رضی اللہ عنہ اسی طرف پھر آئے اور اس کو اپنے ساتھ اٹھایا پھر کہا کہ کیا تو مجھ سے بیان نہیں کرتا کہ تو کس سبب سے یہاں آیا ہے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو مجھ کو قول قرار دے کہ البتہ مجھ کو میرے مطلب کی طرف راہ دکھلائے تو کہوں سو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اس سے قول قرار کیا تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو خبر تجھ کو پہنچی وہ سچ ہے اور وہ اللہ کا رسول ہے سو جب میں صبح کروں تو میرے پیچھے پیچھے چلے آنا سو اگر میں کوئی چیز دیکھوں کہ اس کے ضرر کا تجھ پر خوف کروں تو میں کھڑا ہوں گا جیسا کہ میں پیشاب کرتا ہوں سو تم بدستور چلتے جانا سو اگر میں بدستور چلا جاؤں اور کسی ضرر کرنے والی چیز کو نہ دیکھوں تو میرے پیچھے چلے آنا یہاں تک کہ تم میرے داخل ہونے کی جگہ داخل ہو سو ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان کا کہا مانا سو اس کے پیچھے پیچھے چلے یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ پر داخل ہوئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ داخل ہوئے سو انھوں نے حضرت ﷺ کا کلام سنا اور اسی جگہ مسلمان ہو گئے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ چھپائے رکھنا اس امر کو اور پلٹ جا اپنی قوم کی طرف اور ان کو خبر دے یہاں تک کہ ہمارے

غلبہ پانے کی خبر تم کو پہنچے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اس کے جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں کلمہ توحید کو ان کے درمیان پکاروں گا یعنی بلند آواز سے کھلم کھلا مشرکین کے درمیان کلمہ پڑھوں گا تو وہ مسجد کی طرف نکلے اور اپنی بلند آواز سے پکارا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں سو کفار قریش کھڑے ہوئے اور ان کو مارا یہاں تک کہ ان کو زمین پر لٹایا اور عباس رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر اوندھے پڑے اور کہا تم کو خرابی ہو کیا تم نہیں جانتے کہ یہ غفار کی قوم سے ہیں اور بے شک تمھارے تاجروں کی راہ شام کی طرف ان کے درمیان سے ہے تو عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو ان سے چھڑایا پھر اگلے دن ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر اسی طرح کیا تو کفار قریش اس کی طرف کودے اور اس کو مارا تو عباس رضی اللہ عنہ آئے اور اس پر اوندھے پڑے اور اس کو چھڑایا۔

فائدہ: یہ جو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں کلمہ توحید کو ان کے درمیان پکاروں گا تو گویا اس نے سمجھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے کہ چھپائے رکھنا اس امر کو تو یہ ایجاب کے واسطے نہیں بلکہ بطور شفقت کے ہے تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کروایا کہ مجھ کو اس کی قوت ہے اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس پر برقرار رکھا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جائز ہے حق بات کہنا نزدیک اس شخص کے جس سے قائل کو ایذا کا خوف ہو اگرچہ چپ رہنا بھی جائز ہے اور تحقیق یہ کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے احوال اور مقاصد کے اور اس پر مترتب ہوتا ہے وجود اجر کا اور نہ ہونا اس کا اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر مقدم ہونے اسلام ابوذر رضی اللہ عنہ کے لیکن ظاہر یہ ہے کہ تھا بعد پیغمبر ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدت دراز کے اور یہ جو کہا کہ اسی وقت مسلمان ہو گیا تو شاید وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیوں کو پہچانتے تھے سو جب انہوں نے اس کو تحقیق کر لیا تو اسلام میں تردد نہ کیا اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنا علی رضی اللہ عنہ کی دلالت سے تھا اور عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے طواف میں ملے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز ادا کی تو میں نے کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو پہلے پہل میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا فرمایا کہ تو کہاں سے ہے میں نے کہا کہ میں غفار سے

ہوں پھر ذکر کی حدیث بیچ حال زمزم کے اور یہ کہ بے پرواہ ہوا وہ ساتھ پانی زمزم کے کھانے پینے سے تیس دن اور ممکن ہے تطبیق درمیان ان کے بایں طور کہ پہلے وہ حضرت ﷺ سے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملا ہو پھر دوسری بار آپ ﷺ کو طواف میں ملے ہوں یا بالعکس اور جو ایک راوی نے یاد رکھا وہ دوسرے کو یاد نہ رہا۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے یعنی ابن عمرو بن نفیل کے

٣٥٧٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فِيْ مَسْجِدِ الْكُوْفَةِ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوْثِقِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمَ عُمَرُ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِيْ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ.

٣٥٧٣۔ قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا کوفہ کی مسجد میں کہتے تھے قسم ہے اللہ کہ البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور بے شک عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو اسلام پر باندھا تھا یعنی بسبب اسلام کے واسطے اس کے اہانت کے اور واسطے لازم کرنے کے اس پر پھرنے کو اسلام سے پہلے اس سے کہ مسلمان ہو عمر اور اگر احد کا پہاڑ اپنی جگہ سے دور ہوتا اس چیز کے سبب سے جو تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی تو البتہ لائق تھا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کرنا بڑا ظلم ہے۔

فائدہ: اور اس کا سبب یہ تھا کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے اسی واسطے ذکر کیا بیچ اخیر قصے اسلام عمر رضی اللہ عنہ کے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا البتہ کہ عمر رضی اللہ عنہ مجھ کو اسلام کے سبب سے باندھنے والے تھے میں اور اس کی بہن اور تھا اسلام عمر رضی اللہ عنہ کو پیچھے ان کے بہنوئی کے اسلام سے اس واسطے کہ اول باعث واسطے اس کے اسلام میں داخل ہونے پر یہ ہے کہ انہوں نے اپنی بہن کے گھر میں قرآن سنا ایک دراز قصے میں جس کو دارقطنی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے

٣٥٧٤۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ.

٣٥٧٤۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ہمیشہ رہے ہم باعزت اور غالب جب سے عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔

۳۵۷۵۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ فَأَخْبَرَنِیْ جَدِّیْ زَیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ بَیْنَمَا هُوَ فِی الدَّارِ خَائِفًا إِذْ جَآءَهُ الْعَاصِ بْنُ وَآئِلٍ السَّهْمِیُّ أَبُوْ عَمْرٍو عَلَیْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَّقَمِیْصٌ مَّكْفُوْفٌ بِحَرِیْرٍ وَّهُوَ مِنْ بَنِیْ سَهْمٍ وَّهُمْ حُلَفَآؤُنَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقَالَ لَهٗ مَا بَالُكَ قَالَ زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَیَقْتُلُوْنِیْ إِنْ أَسْلَمْتُ قَالَ لَا سَبِیْلَ إِلَیْكَ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمِنْتُ فَخَرَجَ الْعَاصِ فَلَقِیَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِیْ فَقَالَ أَیْنَ تُرِیْدُوْنَ فَقَالُوْا نُرِیْدُ هٰذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِیْ صَبَا قَالَ لَا سَبِیْلَ إِلَیْهِ فَكَرَّ النَّاسُ.

۳۵۷۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں ڈرنے والے تھے یعنی قریش سے بسبب اسلام کے کہ اچانک ان کے پاس عاص بن وائل آیا اور اس پر چادر تھی نقشدار اور کرتہ تھا جس کے کنارے ریشم سے سیئے تھے اور وہ قبیلہ بنی سہم سے تھا اور وہ ہماری ہم قسم تھے جاہلیت میں سو عاص نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حال ہے تیرا کہ غمناک ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تیری قوم نے گمان کیا ہے کہ وہ مجھ کو مار ڈالیں گے اس سبب سے کہ میں مسلمان ہوا اس نے کہا کہ ان کو تیری طرف کوئی راہ نہیں جب اس نے یہ کلمہ کہا کہ ان کو تیری طرف کوئی راہ نہیں تو اس کے بعد میں مشرکین کے شر سے بے خوف ہوا پھر عاص باہر نکلا اور لوگوں سے ملا اور حالانکہ مکے کا میدان لوگوں سے بھرا تھا سو اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ کرتے ہو کہا ارادہ کرتے ہیں اس خطاب کے بیٹے کا کہ اپنے باپ کے دین سے پھر گیا کہا اس کی طرف کوئی راہ نہیں تو لوگ پھر آئے۔

۳۵۷۶۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ سَمِعْتُهٗ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهٖ وَقَالُوْا صَبَا عُمَرُ وَأَنَا غُلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَیْتِیْ فَجَآءَ رَجُلٌ عَلَیْهِ قَبَاءٌ مِّنْ دِیْبَاجٍ فَقَالَ قَدْ صَبَا عُمَرُ فَمَا ذَاكَ فَأَنَا لَهٗ جَارٌ قَالَ فَرَأَیْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوْا عَنْهُ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا الْعَاصِ بْنُ وَآئِلٍ.

۳۵۷۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو لوگ ان کے گھر کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے دین سے پھر گیا اور میں لڑکا تھا اپنے گھر کے اوپر سو ایک مرد آیا جس پر ریشمی قبا تھی کہا پھر گیا عمر رضی اللہ عنہ اپنے دین سے پس کیا ہے یہ یعنی کچھ ڈر نہیں پھر گیا ہے تو کیا مضائقہ پس تحقیق میں نے اس کو امان دی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سو میں نے لوگوں کو دیکھا اس سے جدا ہوئے میں نے کہا کہ یہ امان دینے والا کون ہے لوگوں نے کہا عاص بن وائل ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سو میں نے اس کی عزت سے تعجب کیا کہ کیسی عزت والا آدمی ہے کہ لوگ اس کے کہنے پر فورا پھر گئے۔

٣٥٧٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَا سَمِعْتُ عُمَرَ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُوْلُ إِنِّي لَأَظُنُّهُ كَذَا إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ إِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ جَمِيْلٌ فَقَالَ لَقَدْ أَخْطَأَ ظَنِّي أَوْ إِنَّ هٰذَا عَلٰى دِيْنِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنَهُمْ عَلَيَّ الرَّجُلَ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ اسْتُقْبِلَ بِهِ رَجُلٌ مُسْلِمٌ قَالَ فَإِنِّي أَعْزِمُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا أَخْبَرْتَنِي قَالَ كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَمَا أَعْجَبُ مَا جَاءَتْكَ بِهِ جِنِّيَّتُكَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا فِي السُّوْقِ جَاءَتْنِي أَعْرِفُ فِيْهَا الْفَزَعَ فَقَالَتْ أَلَمْ تَرَ الْجِنَّ وَإِبْلَاسَهَا وَيَأْسَهَا مِنْ بَعْدِ إِنْكَاسِهَا وَلُحُوْقَهَا بِالْقِلَاصِ وَأَحْلَاسِهَا قَالَ عُمَرُ صَدَقَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ عِنْدَ آلِهَتِهِمْ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ فَذَبَحَهُ فَصَرَخَ بِهِ صَارِخٌ لَمْ أَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ أَشَدَّ صَوْتًا مِنْهُ يَقُوْلُ يَا جَلِيْحْ أَمْرٌ نَجِيْحْ رَجُلٌ فَصِيْحْ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَوَثَبَ الْقَوْمُ قُلْتُ لَا أَبْرَحُ حَتّٰى أَعْلَمَ مَا وَرَاءَ هٰذَا ثُمَّ نَادٰى يَا جَلِيْحْ أَمْرٌ نَجِيْحْ رَجُلٌ فَصِيْحٌ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَقُمْتُ فَمَا نَشِبْنَا أَنْ قِيْلَ هٰذَا نَبِيٌّ.

۳۵۷۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا کہ کبھی کسی چیز کے واسطے کہا کہ البتہ میں اس کو ایسا گمان کرتا ہوں مگر کہ ہوتا جیسا وہ گمان کرتے یعنی ان کا اندازہ کبھی خطا نہ جاتا تھا جس حالت میں کہ عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے کہ ایک خوبصورت مرد ان کے پاس سے گزرا سو کہا کہ میرے اندازے نے خطا کی یعنی اگر یہ مرد کاہن نہ ہو یا تو یہ اپنی جاہلیت کے دین پر ہے یعنی کفر پر یا البتہ ان کا کاہن تھا اس مرد کو میرے پاس حاضر کرو تو اس کو ان کے واسطے بلایا گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ کہا یعنی جو اس کے پیچھے اس کے حق میں تردد کیا تھا تو اس مرد نے کہا نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز جیسے میں نے آج دیکھی کہ مسلمان مرد کو پیش آئی یعنی مسلمان ہونے کے بعد کسی کو جاہلیت کے کام سے منسوب کیا جائے اللہ نے ہم کو اسلام عنایت کیا سو اب ہم کو جاہلیت کے ذکر سے کیا علاقہ ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو لازم کرتا ہوں اور نہیں چھوڑتا یہاں تک کہ تو مجھ کو خبر دے کہ یہ میرا اندازہ ٹھیک ہے یا نہیں اس نے کہا کہ میں جاہلیت کے زمانے میں ان کا کاہن تھا یعنی تمہارا اندازہ ٹھیک ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہے نہایت عجب چیز جو تیرا جن تیرے پاس لایا کہا جس حالت میں کہ میں ایک دن بازار میں تھا کہ ناگہاں وہ جن میرے پاس آیا میں نے اس کو دیکھا کہ گھبرایا ہوا ہے سو اس نے کہا کہ کیا تو نہیں دیکھتا جن کو اور اس کی وحشت کو اور ان کی ناامیدی کو بعد پلٹنے ان کی کے یعنی حضرت ﷺ کے ظاہر ہونے کے بعد آسمان کی بات چرانے سے ناامید ہو کر پلٹ آئے اور ان کے ملنے کو ساتھ اونٹوں کے اور ان کے پالانوں کے یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جنات آسمان سے روکے گئے

اور آسمان کی بات سننے سے ناامید ہوئے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے سچ کہا جس حالت میں کہ میں ان کے بتوں کے نزدیک سوتا تھا کہ ناگہاں ایک مرد ایک بچھڑا لایا اور اس کو ذبح کیا تو اس کے اندر سے کسی پکارنے والے نے بلند آواز سے پکارا کہ میں نے کبھی کوئی پکارنے والا نہیں سنا کہ آواز میں اس سے بلند تر ہو کہتا ہے اے مخاطب غیر معین ظاہر عداوت والے ایک کام ہے مراد کو پہنچانے والا ایک مرد ہے خوش بیان کہتا ہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے سو میں اٹھ کھڑا ہوا پھر لوگ جلدی سے اٹھے میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں اس جگہ سے نہ جاؤں گا یہاں تک کہ معلوم کروں کہ اس کے پیچھے کیا ہے پھر اس نے پکارا اے جلیح ایک کام ہے مراد کو پہنچانے والا ہے ایک فصیح مرد کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں سو ہم نے کچھ دیر نہ کی یہاں تک کہ کہا گیا کہ یہ پیغمبر ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یا جاہلیت میں ان کا کاہن تھا تو اس کا حاصل یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا ایک چیز کو جو دو چیزوں کے درمیان متردد ہے گویا کہ اس نے کہا کہ یہ میرا گمان یا خطاء ہے یا صواب پس اگر میرا گمان ٹھیک ہے تو یہ اب یا تو باقی ہے اپنے کفر پر اور یا تھا کاہن اور تحقیق ظاہر ہوئی حال سے قسم اخیر اور شاید یہ ظاہر ہوا تھا عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی چال سے یا اس کے سوا کسی اور قرینے سے یہ گمان ان کو پیدا ہوا اور کاہن اس کو کہتے ہیں جو غیب کی خبریں دے اور جاہلیت کے وقت کاہن بہت تھے اکثر کا اعتماد تو جنوں پر تھا جو ان کے تابع تھے اور بعض دعوی کرتے تھے اس کی معرفت کا اسباب سے جن کے ساتھ استدلال کرتے تھے اور اس اخیر کا نام عراف رکھا جاتا ہے اور البتہ نرمی کی سو اس نے جواب میں اس واسطے کہ تھا سوال عمر رضی اللہ عنہ کا اس کے حال سے اس کی کہانت میں اس واسطے کہ تھا امر شرک سے پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب پر مجبور کیا تو اس نے اس کو ایک اور چیز کی خبر دی جو اس کے واسطے واقع ہوئی تھی کہ شامل ہے وہ ایک نشانی کو نبوت کی نشانیوں سے اور تھا وہ سبب اس کے اسلام کا۔

تنبیہ: اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس قصے کے عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے باب میں ساتھ اس چیز کے کہ آیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ رضی اللہ عنہ سے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہ یہ قصہ اس کے اسلام کا سبب تھا سو ابونعیم نے دلائل میں

روایت کی ہے کہ ابو جہل نے کہا کہ جو محمد ﷺ کو مار ڈالے میں اس کو سو اونٹنی دوں گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا: ابو جہل! یہ ضمانت صحیح ہے کہ جو محمد ﷺ کو مار ڈالے اس کو تو سو اونٹنی دے گا اس نے کہا ہاں سو میں نے اپنی تلوار گلے میں ڈالی حضرت ﷺ کے ارادے سے سو میں ایک گائے پر گزرا جس کو وہ ذبح کرنا چاہتے تھے تو میں کھڑا ہو کر ان کی طرف دیکھنے لگا تو ناگہاں کسی پکارنے والے نے گائے کے پیٹ سے پکارا اے آل ذریح کی امر ہے مراد کو پہنچانے والا مرد ہے خوش بیان تو میں نے اپنے جی میں کہا کہ نہیں مراد ہوں اس امر سے مگر میں یعنی اس پکارنے والے نے یہ بات مجھ کو ہی کہی ہے سو میں اپنی بہن پر داخل ہوا تو اس کے پاس اس کے خاوند سعید بن زید رضی اللہ عنہ تھے پھر ذکر کیا قصہ بیچ سبب اسلام اپنے کے ساتھ طول کے اور تامل کر اس چیز میں کہ بیچ وارد کرنے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہے حدیث سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو بعد اس کے مناسبت سے واسطے اس قصے کے۔ (فتح)

۳۵۷۸۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَّقُولُ لِلْقَوْمِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُوْثِقِيْ عُمَرُ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنَا وَأُخْتُهُ وَمَا أَسْلَمَ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوْقًا أَنْ يَّنْقَضَّ.

۳۵۷۸۔ قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور عمر رضی اللہ عنہ مجھ کو اسلام پر باندھنے والے تھے میں اور اس کی بہن اور عمر رضی اللہ عنہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے اور اگر احد کا پہاڑ اپنی جگہ سے دور ہوتا واسطے اس چیز کے کی تم نے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے تو لائق تھا یہ کہ گر پڑے۔

فائدہ: اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند کا پھٹنا بھی انہی دنوں واقع ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا مختصر قصہ یہ ہے کہ کسی نے اس سے کہا کہ تیری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو گئے تو وہ نہایت غصے سے ان کی طرف چلے اور جب ان کے گھر میں پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور دونوں گھر کے اندر چھپے قرآن پڑھتے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا قرآن سنا پھر جب دستک دی تو انہوں نے قرآن کو چھپا دیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو تم پڑھتے تھے سو پڑھو انہوں نے ڈر سے انکار کیا آخر اس کو نکال کر پڑھوایا اور سنا اور مسلمان ہو گئے۔

بَابُ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

باب ہے بیان میں پھٹ جانے قمر کے

فائدہ: یعنی حضرت ﷺ کے زمانے میں بطور معجزہ کے واسطے آپ ﷺ کے۔

۳۵۷۹۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ

۳۵۷۹۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کفار مکہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں تو ان کو چاند دکھایا دو ٹکڑے یعنی ساتھ اشارہ ہاتھ مبارک کے یہاں تک کہ انہوں نے پہاڑ حرا کو ان کے درمیان دیکھا یعنی اس

اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَأَوْا حِرَآءَ بَيْنَهُمَا.

طرح کہ ایک ٹکڑا اس کا پہاڑ کے اوپر تھا اور ایک نیچے۔

فائدہ: ابونعیم رضی اللہ عنہ نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مشرکین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے جن میں سے ولید بن مغیرہ اور ابوجہل اور عاص بن وائل اور اسود وغیرہ تھے سو انہوں نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے واسطے چاند کو دو ٹکڑے کرو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی تو اللہ نے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور بعض کہتے ہیں کہ چاند کا پھٹنا دو بار واقع ہوا ہے اور میں نہیں جانتا کہ علماء حدیث سے کوئی اس کا قائل ہوا ہو کہ چاند کا پھٹنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو بار واقع ہوا اور نہیں تعرض کیا واسطے اس کے کسی نے بخاری، مسلم کے شارحین سے اور ابن قیم نے کہا کہ بعض لوگوں نے دعوی کیا ہے کہ چاند کا پھٹنا دو بار واقع ہوا اور اہل حدیث اور اہل سیر کے نزدیک یہ بات غلط ہے پس تحقیق نہیں واقع ہوا ہے چاند کا پھٹنا مگر ایک بار۔ (فتح)

۳۵۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى فَقَالَ اشْهَدُوْا وَذَهَبَتْ فِرْقَةٌ نَحْوَ الْجَبَلِ وَقَالَ أَبُو الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ انْشَقَّ بِمَكَّةَ وَتَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ.

۳۵۸۰۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو ٹکڑے ہوا چاند اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو گواہ رہنا یعنی یاد رکھو اس قدر کو ساتھ مشاہدے کے اور ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف گیا اور ایک روایت میں عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ دو ٹکڑے ہوا چاند مکے میں۔

فائدہ: اور مراد اس کی ساتھ ذکر مکے کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ چاند کا پھٹنا ہجرت سے پہلے واقع ہوا اور جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رات منیٰ میں ہوں اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رات مکے میں تھے اور برتقدیر تصریح کے پس منیٰ بھی مکے میں داخل ہے پس نہیں ہے ان حدیثوں میں کوئی تعارض اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے جو کہا کہ ایک بار منیٰ میں اور ایک بار مکے میں تو تطبیق ان دونوں قولوں میں یا تو باعتبار تعدد کے ہے اگر ثابت ہو اور یا ساتھ محمول کرنے کے اس پر کہ وہ منیٰ میں تھے اور جس نے کہا کہ مکے میں تھے وہ اس کے منافی نہیں اس واسطے کہ جو منیٰ میں ہو وہ مکے میں ہے یعنی جو مکے میں ہو وہ منیٰ میں نہیں ہوتا اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات جس میں منیٰ کا ذکر ہے اس میں نحن کا ذکر ہے اور جس روایت میں مکے کا ذکر ہے اس میں نحن کے لفظ نہیں

جس کے معنی ہیں ہم اور مراد مکے کے ذکر کرنے سے صرف یہی ہے کہ چاند کا پھٹنا ہجرت سے پہلے واقع ہوا اور ساتھ اس کے رد ہو گیا قول داودی وغیرہ کا کہ دونوں حدیثوں میں تعارض اور تضاد ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دو ٹکڑے ہوا چاند حضرت ﷺ کے زمانے میں تو کفار قریش نے کہا کہ محمد ﷺ نے تم پر جادو کیا ہے کہ جو تم کو چاند دو ٹکڑے دکھلائی دیتا ہے ایک شخص نے کہا کہ اگر تم کو جادو کیا ہے تو سارے جہان کو تو جادو نہیں کر سکتے سو مسافروں سے دریافت کرو سو اگر مسافر تم کو خبر دیں کہ انہوں نے بھی تمہاری طرح دیکھا ہے تو محمد ﷺ سچے ہیں سو ہر طرف کے مسافروں نے گواہی دی کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے دیکھا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ چاند کا ایک ٹکڑا ابی قبیس تھا اور ایک ٹکڑا سویدا پر اور ظاہر یہ ہے کہ پھٹنا چاند کا تھا نزدیک ڈوبنے اس کے یا تعبیر ساتھ ابو قبیس کے بعض راویوں کی تغیر سے ہے اس واسطے کہ فرض ثبوت روایت چاند کا ہے دو ٹکڑے ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر اور ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر اور یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے قول کے منافی نہیں کہ اس نے پہاڑ کو دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا اس واسطے کہ جب مثلاً ایک ٹکڑا پہاڑ کے دائیں طرف ہو اور ایک بائیں تو اس پر صادق آتا ہے کہ وہ دونوں ٹکڑوں کے درمیان ہے اور وہ پہاڑ کہ جو اس کے دائیں بائیں ہو تو صادق آئے گا کہ وہ اس پر بھی ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ یہی مراد ہے ساتھ اس آیت کے ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ یعنی قریب ہوئی قیامت اور دو ٹکڑے ہو گیا چاند اور تحقیق انکار کیا ہے جمہور فلاسفہ نے پھٹنے چاند کے سے اس دلیل سے کہ آیات علویہ یعنی بالائی چیزوں اور اجرام آسمانی میں پھٹنا اور ملنا نہیں ہو سکتا اور اسی طرح کہا انہوں نے بیچ کھلنے دروازوں آسمان کے معراج کی رات میں اور سوائے اس کے انکار ان کے سے اس چیز سے کہ ہو گی دن قیامت کے سیاہ ہونے سورج وغیرہ سے اور جواب ان لوگوں کا اگر کافر ہوں تو یہ ہے کہ اول ان سے دین اسلام کے ثبوت پر مناظرہ اور بحث کی جائے پھر شریک کیے جائیں ساتھ اپنے غیروں کے جو مسلمانوں میں سے اس کے منکر ہیں اور جب مسلمان بعض چیزوں کو مانے اور بعض کو نہ مانے تو لازم آئے گا تناقض اور نہیں ہے کوئی راہ طرف انکار کرنے کی اس چیز سے کہ ثابت ہو چکی ہے قرآن میں پھٹنے اور ملنے سے قیامت میں پس اس سے لازم آتا ہے کہ جائز ہے واقع ہونا اس کا معجزہ واسطے حضرت ﷺ کے یعنی چہ جائیکہ قرآن سے ثابت ہو چکا ہے اور تحقیق جواب دیا ہے قدماء نے پس کہا ابو اسحاق زجاج نے بیچ معانی قرآن کے کہ بعض بدعتیوں نے چاند کے پھٹنے سے انکار کیا ہے اور عقل کو اس میں انکار نہیں یعنی یہ بات عقل کے نزدیک محال نہیں اس واسطے کے چاند اللہ کی پیدائش ہے کرتا ہے اس میں جو چاہتا ہے جیسا کہ اس کو قیامت کے دن سیاہ اور فنا کرے گا بعض کہتے ہیں کہ اگر چاند کا پھٹنا واقع ہوتا تو متواتر ثابت ہوتا اور سب روئے زمین والوں کو معلوم ہوتا صرف مکے والے اس کے ساتھ خاص نہ ہوتے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ معاملہ رات کے وقت واقع ہوا تھا اور رات کے وقت اکثر لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور دروازے بند ہوتے ہیں اور ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں کہ

جو رات کے وقت آسمانی حال کی تاک میں لگے رہیں اور تمام رات اس کو پیش نظر رکھیں اور کبھی واقع ہوتا ہے ساتھ مشاہدہ کے کہ عادت میں سیاہ ہو جاتا ہے چاند اور ظاہر ہوتے ہیں بڑے بڑے تارے اور سوائے اس کے رات میں اور نہیں دیکھتا اس کو مگر اکا دُکا سو اسی طرح چاند کا پھٹنا بھی ایک نشانی تھی جو رات میں واقع ہوئی واسطے ایک قوم نے جنہوں نے خواہش کر کے مانگی اور ان کے سوا اور لوگ اس کے واسطے مستعد نہ ہوئے کہ اس کو دیکھیں اور احتمال ہے کہ اس رات کو چاند بعض منازل میں ہو جو بعض زمین والوں کے واسطے ظاہر ہوتی ہیں اور بعض کے واسطے ظاہر نہیں ہوتی جیسا کہ گہن مختلف محسوس ہوتا ہے کسی ملک میں گہن جزوی معلوم ہوتا ہے اور کسی ملک میں کلی اور کسی میں مطلق نہیں ہوتا اور خطابی نے کہا کہ چاند کا پھٹنا بڑا عجیب معجزہ ہے نہیں قریب ہے کہ کسی پیغمبر کا کوئی معجزہ اس کے برابر ہو اور یہ اس واسطے ہے کہ آسمان کے ملک میں ظاہر ہوا خارج جملہ طبائع اس عالم کے سے جو مرکب ہے طبائع سے پس نہیں ہے یہ اس قسم سے کہ امید کی جائے پہنچنے میں طرف اس کی ساتھ کسی حیلے کے سو اسی واسطے ہوئی برہان ساتھ اس کے ظاہر اور بعض نے اس سے انکار کیا ہے سو کہا اس نے کہ اگر یہ واقع ہوتا تو نہ جائز تھا کہ اس کا امر عام لوگوں پر پوشیدہ رہتا اس واسطے کہ صادر ہوا ہے یہ امر واسطے حس اور مشاہدے کے تو سب لوگ اس میں شریک ہیں اور باعث بہت ہیں اوپر دیکھنے ہر چیز عجیب کے اور نقل عجائبات کے سو اگر اس کی کوئی اصل ہوتی تو نقل کیا جاتا اہل نجوم کی کتابوں میں اسی واسطے کہ نہیں جائز ہے اتفاق کرنا ان کا اوپر ترک اس کے باوجود جلالت شان اس کی کے اور ظاہر ہونے امر اس کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ قصہ خارج ہے باقی امروں سے جن کو انہوں نے ذکر کیا اس واسطے کہ وہ ایک چیز ہے جس کو خاص لوگوں نے مانگا پس واقع ہوئی رات کو اس واسطے کہ چاند کے واسطے دن میں روشنی نہیں ہوتی اور رات کی شان سے ہے یہ کہ اکثر لوگ اس میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور مکانوں کے اندر رہتے ہیں اور جو ان سے باہر میدانوں میں ہو جب جاگتا ہو تو احتمال ہے کہ وہ مشغول تھا ساتھ اس چیز کے کہ غافل کرے اس کو کھانوں وغیرہ سے اور بعید ہے یہ بات کہ قصد کرے طرف ایک امر کی کہ متعلق ہو ساتھ مرکز چاند کے کہ اس کو بتأمل دیکھتے رہیں اس سے غافل نہ ہوں پس تحقیق جائز ہے کہ واقع ہوا اور اکثر لوگوں کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ درپے ہوا ہو اس کے دیکھنے سے جس نے اس کا واقع ہونا طلب کیا تھا اور شاید یہ ایک لحظہ میں تھا جس کو آنکھ پاتی ہے یعنی تھوڑی دیر رہا پس ایسے وقت میں آسمانی حال قلیل المکث سے غافل رہنا کچھ بعید نہیں پھر ظاہر کی اس نے حکمت پوری اس میں کہ حضرت ﷺ کے معجزوں میں سے کوئی معجزہ قرآن کے سوا تواتر کو نہیں پہنچا جس میں کسی کو نزاع نہ ہو اس کا حاصل یہ ہے کہ معجزہ جس پیغمبر کا جب واقع ہوتا تھا تو اس کے بعد جو اس کو قوم سے جھٹلاتا تھا اس پر عذاب آتا تھا واسطے مشترک ہونے اس کے ادراک میں ساتھ حس کے اور حضرت ﷺ نہیں بھیجے گئے مگر رحمت تو ہوگا معجزہ آپ ﷺ کا جس کے ساتھ آپ ﷺ نے مقابلہ کیا عقلی سو فقط آپ ﷺ ہی کی قوم اس کے ساتھ خاص

ہوئی اس واسطے کہ ان کو عقل زیادہ ملی تھی اور اگر اس کا پانا عام ہوتا تو اس کے جھٹلانے والے پر دنیا میں عذاب آتا جیسا کہ اگلوں پر آیا میں کہتا ہوں اور یہ جواب صحیح ہے واسطے اس کے جو سوال کرتا ہے کہ اصحاب میں سے اس کے ناقلین کم کیوں ہیں اور لیکن جو سوال کرتا ہے کہ اہل نجوم نے اس کو کیوں نقل نہیں کیا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ کسی نجومی سے یہ بھی منقول نہیں کہ اس نے اس کی نفی کی ہو پس تحقیق حجت ثابت کرنے والے میں ہے نہ اس میں جس سے صریح نفی پائی جائے یہاں تک کہ جس سے صریح نفی پائی جائے مقدم کیا جاتا ہے اس پر وہ شخص جس سے صریح اثبات پایا جائے ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو جماعت کثیرہ نے اصحاب سے اور اسی طرح تابعین سے بھی پھر نقل کیا ان سے جم غفیر نے یہاں تک کہ ہم تک پہنچا اور تائید کی گئی ہے اس کی ساتھ آیت کریمہ کے پس نہیں باقی ہے واسطے بعید جاننے والے اس کے کوئی عذر اور کہا کہ چاند کا حال سب روئے زمین پر یکساں نہیں بعض ملک میں گھڑی بھر پہلے نکلتا ہے اور بعض ملک میں گھڑی بھر بعد نکلتا ہے یعنی اس واسطے کہ سطح زمین برابر نہیں بلکہ کروی شکل یعنی گول صورت ہے اور نیز پس شق القمر تھوڑی دیر رہا تھا اور نہیں تھے بہت باعث اوپر اہتمام کے ساتھ نظر کرنے کے طرف اس کی اور باوجود اس کے اہل مکہ نے سب طرف لوگ بھیجے اور ہر طرف کے مسافروں سے دریافت کیا تو سب نے گواہی دی کہ ہم نے چاند کو دو ٹکڑے دیکھا اس واسطے کہ جو مسافر رات کو چلتے ہیں اکثر اوقات چاند کی روشنی میں چلتے ہیں اور یہ بات ان پر پوشیدہ نہ رہتی اور آیت پس مراد اس سے ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ ہے لیکن بعض اہل علم قدماء اسی طرف گئے ہیں کہ مراد ساتھ انشق القمر سے یہ ہے کہ آئندہ پھٹے گا اور نقطہ اس میں ارادہ مبالغہ کا ہے بیچ تحقیق ہونے وقوع اس کے اور جمہور کا مذہب زیادہ صحیح ہے یعنی چاند حضرت ﷺ کے زمانے میں پھٹ چکا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ﴾ یعنی اگر دیکھیں کفار مکہ معجزہ تو منہ پھیریں اور کہیں یہ دائمی جادو ہے پس تحقیق یہ ظاہر ہے اس میں کہ مراد ﴿انْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ سے یہ ہے کہ شِقُّ الْقَمَرِ واقع ہو چکا ہے اس واسطے کہ کفار یہ قیامت کے دن نہیں کہیں گے اور جب ظاہر ہوا کہ یہ فقط دنیا میں ہی میں کہیں گے تو ظاہر ہوا کہ شق قمر ہو چکا ہے اور یہی ہے مراد ساتھ آیت کے جس کو گمان کیا تھا انہوں نے کہ وہ سحر ہے اور واقع ہوا ہے یہ صریح ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں (فتح) اور نیز یہ اگر آئندہ کے حال کی خبر ہوتی تو کفار اس کو جادو نہ کہتے۔

۳۵۸۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

۳۵۸۱۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو ٹکڑے ہوا چاند حضرت ﷺ کے زمانے میں۔

عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلٰى زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۵۸۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ.

۳۵۸۲۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو ٹکڑے ہوا چاند۔

بَابُ هِجْرَةِ الْحَبَشَةِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فِيْهِ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى وَأَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں ہجرت حبشہ کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو خواب میں معلوم ہوا تمہاری ہجرت کا گھر کھجوروں والی زمین دو سنگستان کے اندر یعنی دو پتھریلی زمین کے اندر کہ وہ مدینہ منورہ ہے سو ہجرت کی جس نے ہجرت کی مدینے کی طرف اور جن لوگوں نے حبشہ کی زمین میں ہجرت کی تھی ان میں سے اکثر لوگ مدینے کی طرف پھر آئے اس باب میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی ہجرت مسلمانوں کی مکے سے طرف زمین حبشہ کی اور یہ دو بار واقع ہوئی ہے اور یہ کہ پہلے پہل ان میں سے گیارہ مردوں اور چار عورتوں نے ہجرت کی اور یہ کہ وہ پا پیادہ نکلے پھر سمندر پر پہنچ کر آدھے دینار سے ایک کشتی کرائے پر لی اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین مسلمانوں کو ایذا دیتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو روک نہیں سکتے تو فرمایا کہ حبشہ میں ایک بادشاہ ہے اس کے پاس کوئی ظلم نہیں کرتا پس اگر تم اس کی طرف نکلو یہاں تک کہ اللہ تمہارے واسطے کشادگی کرے تو بہتر ہے تو سب سے پہلے پہل عثمان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو لے کر نکلے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کو پھر بہت دن کچھ خبر نہ آئی پھر ایک عورت آئی تو اس نے کہا کہ میں نے دونوں کو دیکھا ہے عثمان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو گدھے پر چڑھائے تھے فرمایا اللہ ان کے ساتھ ہو کہ لوط علیہ السلام کے بعد پہلے پہل عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل کے ساتھ ہجرت کی میں کہتا ہوں اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گا نقطہ اس کا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کو پہلے پہل عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کیوں شروع کیا یعنی اس میں نقطہ یہی ہے کہ سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہی ہجرت کی ہے اور دوسری ہجرت یہ ہے کہ مسلمانوں کو حبشہ میں خبر پہنچی کہ کفار مکہ مسلمان

ہو گئے تو چھ آدمی حبشہ سے مکہ میں چلے آئے پھر جب ان کو معلوم ہوا کہ وہ خبر غلط تھی تو پھر حبشہ کی طرف پلٹ گئے اور ایک اور جماعت نے ان کے ساتھ ہجرت کی پس یہ دوسری ہجرت ہے پس جنہوں نے دوسری ہجرت کی وہ اسی آدمی سے زیادہ تھے اور ابن اسحاق نے اس سب کے نام بیان کیے ہیں اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ آئے گی کہ ہم کو یمن میں خبر پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی طرف ہجرت کی۔ (فتح)

۳۵۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ قَالَا لَهُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِيْ أَخِيْهِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ وَكَانَ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيْمَا فَعَلَ بِهٖ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَانْتَصَبْتُ لِعُثْمَانَ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً وَّهِيَ نَصِيْحَةٌ فَقَالَ أَيُّهَا الْمَرْءُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ جَلَسْتُ إِلَى الْمِسْوَرِ وَإِلَى ابْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ فَحَدَّثْتُهُمَا بِالَّذِيْ قُلْتُ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لِيْ فَقَالَا قَدْ قَضَيْتَ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْكَ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَّعَهُمَا إِذْ جَآءَنِيْ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَقَالَا لِيْ قَدِ ابْتَلَاكَ اللّٰهُ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا نَصِيْحَتُكَ الَّتِيْ ذَكَرْتَ آنِفًا قَالَ فَتَشَهَّدْتُ ثُمَّ قُلْتُ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ

۳۵۸۳۔ عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسور اور عبدالرحمٰن دونوں نے اس کو کہا کہ کیا چیز تجھ کو مانع ہے کہ کلام کرے تو اپنے ماموں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اس کے بھائی ولید کے باب میں سو تحقیق لوگوں نے بہت کلام کیا ہے اس چیز میں کہ اس کے ساتھ کی گئی یعنی اس کو کوفہ کا حاکم بنانا اور شراب کی حد نہ مارنا سو جب عثمان رضی اللہ عنہ نماز کی طرف نکلے تو میں ان کی طرف کھڑا ہوا سو میں نے ان کو کہا کہ مجھ کو تم سے کچھ حاجت ہے اور وہ نصیحت ہے واسطے تمہارے کہا کہ اے مرد میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں سو میں پھرا جب میں نے نماز ادا کی تو میں مسور اور عبدالرحمٰن کے پاس جا بیٹھا اور جو میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تھا اور جو انہوں نے مجھ سے کہا سو میں نے ان کو بتلایا تو دونوں نے کہا کہ تو اپنا فرض ادا کر چکا ہے سو جس حالت میں کہ میں ان کے ساتھ بیٹھا تھا تو ناگہاں عثمان رضی اللہ عنہ کا ایلچی میرے پاس آیا تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ البتہ اللہ نے تجھ کو مبتلا کیا سو میں چلا یہاں تک کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہے نصیحت تیری جو تو نے اب ذکر کی تھی سو میں نے اللہ کے ایک ہونے کی گواہی دی پھر میں نے کہا کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر سچا کر کے بھیجا اور ان پر کتاب اتاری سو تم ان لوگوں میں سے تھے کہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم قبول کیا اور تم ان کے ساتھ ایمان لائے اور تم نے پہلی دونوں ہجرتیں

اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰمَنْتَ بِهٖ وَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتَ هَدْيَهٗ وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَحَقٌّ عَلَيْكَ أَنْ تُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقَالَ لِيْ يَا ابْنَ أَخِيْ آأَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ قَدْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهٖ مَا خَلَصَ إِلَى الْعَذْرَآءِ فِيْ سِتْرِهَا قَالَ فَتَشَهَّدَ عُثْمَانُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَبَايَعْتُهٗ وَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ أَفَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ قَالَ بَلٰى قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَسَنَأْخُذُ فِيْهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ قَالَ فَجَلَدَ الْوَلِيْدَ أَرْبَعِيْنَ جَلْدَةً وَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ

کیں یعنی حبشہ کی ہجرت کہ دو بار تھی اور تم نے حضرت ﷺ سے صحبت کی اور آپ ﷺ کا طریقہ دیکھا اور بہت گفتگو کی لوگوں نے ولید کے حال میں سو واجب ہے تجھ پر کہ تم اس پر حد شراب کی قائم کرو تو عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے میرے بھتیجے تو نے حضرت ﷺ کو پایا ہے میں نے کہا نہیں لیکن پہنچا طرف میری آپ ﷺ کے علم سے جو پہنچا کنواری عورت کو اس کے پردے میں کہا پس خطبہ پڑھا عثمان رضی اللہ عنہ نے پس کہا کہ بے شک اللہ نے محمد ﷺ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور ان پر کتاب اتاری اور تھا میں ان لوگوں نے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا اور ایمان لایا میں ساتھ اس چیز کے کہ بھیجے گئے ساتھ اس کے محمد ﷺ اور میں نے پہلے دو بار ہجرت کی جیسا کہ تو نے کہا اور میں حضرت ﷺ کے ساتھ رہا اور میں نے آپ ﷺ سے بیعت کی قسم ہے اللہ کی نہ میں نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی اور نہ آپ ﷺ کی خیانت کی یہاں تک کہ اللہ نے آپ ﷺ کی روح قبض کی پھر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا قسم ہے اللہ کی میں نے نہ ان کی نافرمانی کی اور نہ خیانت کی پھر عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے قسم ہے اللہ کی نہ میں نے ان کی نافرمانی کی اور نہ خیانت کی پھر میں خلیفہ ہوا کیا پس میرا تم پر کچھ حق نہیں جیسا کہ ان کو مجھ پر حق تھا کہا کیوں نہیں کہا پس کیا میں یہ باتیں جو مجھ کو تمہاری طرف سے پہنچتی ہیں اور لیکن جو کچھ تو نے ولید کے حال میں ذکر کیا ہے سو ہم ان شاء اللہ اس کے حق میں حق کے موافق مواخذہ کریں گے راوی نے کہا سو ولید کو چالیس کوڑے مارے گئے اور حکم کیا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہ اس کو کوڑے ماریں اور وہی کوڑے مارا کرتے تھے۔

يَجْلِدَهُ وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهُ وَقَالَ يُونُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ﴿بَلَاءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ مَا ابْتُلِيتُمْ بِهِ مِنْ شِدَّةٍ وَفِي مَوْضِعٍ ﴿الْبَلَاءُ﴾ الْاِبْتِلَاءُ وَالتَّمْحِيصُ مَنْ بَلَوْتُهُ وَمَحَّصْتُهُ أَيِ اسْتَخْرَجْتُ مَا عِنْدَهُ يَبْلُو يَخْتَبِرُ ﴿مُبْتَلِيكُمْ﴾ مُخْتَبِرُكُمْ وَأَمَّا قَوْلُهُ بَلَاءٌ عَظِيمٌ النِّعَمُ وَهِيَ مِنْ أَبْلَيْتُهُ وَتِلْكَ مِنِ ابْتَلَيْتُهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے پہلے دو بار ہجرت کی اور دونوں ہجرتوں کو جو پہلے کہا تو یہ باعتبار تغلیب کے ہے بہ نسبت ہجرت حبشہ کے کہ وہ پہلی اور دوسری تھی اور لیکن ہجرت طرف مدینے کی وہ نہ تھی مگر ایک بار۔ (فتح)

٣٥٨٤۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُولٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِيكَ الصُّوَرَ أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٣٥٨٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک عبادت خانے کو ذکر کیا جس کو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا کہ اس میں تصویریں تھیں تو دونوں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر کیا یعنی ان کی تعریف کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ وہ لوگ جب ان میں کوئی آدمی نیک بخت مرتا تھا اور اس کی قبر پر مسجد بناتے تھے اور اس مسجد میں یہ تصویریں بناتے تھے وہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت میں بدترین مخلوق ہیں۔

فائدہ: تحقیق ہجرت کی تھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پہلی بار طرف حبشہ کی ساتھ اپنے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پھر اس کے مرنے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور ہجرت کی ام حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی نے دوسری بار طرف حبشہ کی ساتھ خاوند اپنے عبیداللہ کے سو وہ اس جگہ مر گیا پھر اس کے بعد وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ (فتح)

٣٥٨٥۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ السَّعِيدِيُّ عَنْ

٣٥٨٥۔ ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حبشہ کے ملک سے آئی اور میں اس وقت چھوٹی لڑکی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ قَالَتْ قَدِمْتُ مِنَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَأَنَا جُوَيْرِيَةٌ فَكَسَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِيْصَةً لَهَا أَعْلَامٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ الْأَعْلَامَ بِيَدِهٖ وَيَقُوْلُ سَنَاهْ سَنَاهْ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ يَعْنِيْ حَسَنٌ حَسَنٌ.

مجھ کو ایک چادر نقشدار پہنائی پھر حضرت ﷺ اپنا ہاتھ نقشوں پر پھیرنے لگے اور فرمانے لگے خوب خوب۔

فائدہ: اس کی شرح لباس میں آئے گی۔

۳۵۸۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِيْمَ كَيْفَ تَصْنَعُ أَنْتَ قَالَ أَرُدُّ فِيْ نَفْسِيْ.

۳۵۸۶۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے اور حالانکہ آپ ﷺ نماز میں ہوتے تھے سو حضرت ﷺ ہم کو سلام کا جواب دیتے پھر جب ہم نجاشی کے پاس سے پلٹ کر آئے تو ہم نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو حضرت ﷺ نے ہم کو جواب نہ دیا ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے سو آپ ﷺ ہم کو سلام کو جواب دیتے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک نماز میں تو ایک مصروفیت ہے راوی کہتا ہے میں نے ابراہیم سے کہا کہ تو کس طرح کرتا ہے کہا میں اپنے جی میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے دوسری بار حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں بیان کر دیا ہے کہ رجوع ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا حبش سے اس وقت واقع ہوا تھا جب کہ حبش میں مسلمانوں کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے مدینے کی طرف ہجرت کی۔ (فتح)

۳۵۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۸۷۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضرت ﷺ کی مکے سے نکلنے کی خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے یعنی اپنے ملک کے شہروں میں سو ہم ایک کشتی میں سوار ہوئے تا کہ ہم مکے میں پہنچیں تو ہماری کشتی نے ہم کو حبش میں نجاشی کی طرف

وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَرَكِبْنَا سَفِينَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ.

ڈالا یعنی آندھی اٹھی جس نے ہماری کشتی کو حبش کے ملک میں ڈال دیا سو ہم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو پایا اور اس کے ساتھ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا اتفاق پڑا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کشتی والو تم کو دو ہجرتوں کا ثواب ہے۔

فائدہ: حبش کا ملک یمن کے شہروں سے مغرب کی طرف ہے اور اس کی مسافت نہایت دراز ہے اور حبش کے لوگ کئی قسم ہیں اور تمام بادشاہ حبش کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اول زمانے میں حبش کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ

باب ہے بیان میں مرنے نجاشی بادشاہ حبش کے

فائدہ: نجاشی لقب ہے حبش کے بادشاہ کا اور اس کی موت کو اس جگہ ذکر کرنا اطراد واقع ہوا ہے اس وجہ سے کہ مسلمانوں نے اس کی طرف ہجرت کی اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوئی نجاشی کی وفات ہجرت کے بعد نویں سال نزدیک اکثر کے اور بعض کہتے ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے لیکن مشکل یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے اسلام کا باب نہیں باندھا اور حالانکہ یہ اس کی جگہ ہے اور باب باندھا ساتھ موت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس سے پیچھے بہت دراز زمانہ کے بعد مرا اور جواب اس کا یہ ہے کہ جب ثابت نہیں ہوا نزدیک اس کے وہ قصہ جو اس کے اسلام میں وارد ہوا ہے اور ثابت ہوئی اس کے نزدیک وہ حدیث جو دلالت کرتی ہے اس کے اسلام پر اور وہ صریح ہے اس کے موت میں تو باب باندھا اس نے ساتھ اس کے تاکہ مستفاد ہو نماز پڑھنے سے اوپر اس کے کہ تحقیق وہ مسلمان ہو چکا تھا۔ (فتح)

۳۵۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ مَاتَ النَّجَاشِيُّ مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلٰى أَخِيْكُمْ أَصْحَمَةَ.

۳۵۸۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نجاشی فوت ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج ایک نیک بخت مرد فوت ہوا سو اٹھو اور اپنے بھائی اصحمہ کی جنازہ پڑھو۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان جنازے میں گزر چکا ہے۔

۳۵۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنَا

۳۵۸۹۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کا جنازہ پڑھا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف

قَتَادَةُ أَنَّ عَطَاءً حَدَّثَهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَصَفَّنَا وَرَآئَهُ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِيْ أَوِ الثَّالِثِ.

باندھی سو میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

۳۵۹۰۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ سَلِيْمِ بْنِ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا تَابَعَهُ عَبْدُ الصَّمَدِ.

۳۵۹۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی اصحمہ پر نماز جنازہ پڑھی سو چار تکبیریں کہیں۔

۳۵۹۱۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ.

۳۵۹۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نجاشی بادشاہ حبش کے فوت ہونے کی خبر دی جس دن وہ فوت ہوئے اور فرمایا کہ اپنے بھائی کے لیے مغفرت مانگو۔

۳۵۹۲۔ وَعَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ فِي الْمُصَلّٰى فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

۳۵۹۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ میں ان کی صف باندھی سو اس پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

بَابُ تَقَاسُمِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى النَّبِيِّ

باب ہے باہم قسم کھانا مشرکین کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ایذا پر.

فائدہ: تھا یہ محرم کے اول دن ۷ھ میں حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے اور تحقیق نجاشی نے درست کر دیا تھا سامان جعفر کا اور اس کے ساتھیوں کا سو وہ آئے اور حضرت ﷺ خیبر میں تھے اور یہ ماہ صفر میں تھا اور شاید وہ ان کے سامان درست کر دینے کے بعد فوت ہو گیا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فتح مکہ سے پہلے فوت ہوا اور یہی اشبہ ہے ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ مغازی والوں نے کہا کہ جب کفار قریش نے دیکھا کہ حضرت ﷺ کے اصحاب ایسی زمین میں اترے جس میں انہوں نے امان پائی اور تحقیق عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور یہ کہ اسلام قریش کی قوموں میں عام ہوا اور پھیل گیا تو جمع ہوئے سب قریش اس پر کہ حضرت ﷺ کو مار ڈالیں یعنی قریش نے آپس میں مشورہ کیا کہ محمد ﷺ کو مار ڈالو سو یہ خبر ابو طالب یعنی حضرت ﷺ کے چچا کو پہنچی سو جمع کیا اس نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو سو کہا کہ حضرت ﷺ کو پہاڑ کے درے میں داخل کرو اور جو آپ ﷺ کو مارنا چاہے اس کو روکو تو سب نے ابو طالب کا حکم قبول کیا یہاں تک کہ اس قبیلے کے کافروں نے بھی کیا انہوں نے یہ کام واسطے حمایت کرنے کے جاہلیت کی عادت پر سو جب کفار قریش نے یہ حال دیکھا کہ حضرت ﷺ کی قوم باہم اتفاق کر گئی تو سب قریش آپس میں جمع ہوئے اور اس پر اتفاق کیا کہ لکھیں درمیان اپنے اور درمیان بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ایک عہد نامہ اور نوشت کہ نہ بنی ہاشم سے شادی یا بیاہ کریں اور نہ ان سے خرید و فروخت کریں سو انہوں نے ایک ایک عہد نامہ لکھا اور اس کو کعبے کے درمیان لٹکایا اور اس کا لکھنے والا منصور بن عکرمہ تھا تو اس کا ہاتھ بے کار ہو گیا سو بنی ہاشم اور بنی مطلب سب جمع ہو کر ابو طالب کے ساتھ رہے مگر ابولہب کہ وہ قریش کے ساتھ تھا سو دو یا تین برس اس عہد پر قائم رہے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی برادری کے لوگ نہایت تنگ ہوئے اور نہ آتی تھی ان کے پاس کوئی چیز مگر پوشیدہ یہاں تک کہ اگر قریش کو خبر ہوتی کہ کسی نے اپنے قریبی کو کچھ خبر بھیجی ہے تو اس کو بھی ایذا دیتے یہاں تک کہ قریش کے چند لوگوں نے اس پر اتفاق کیا کہ اپنے اس عہد کو توڑ ڈالیں سو انہوں نے اس کو نکال کر پارہ پارہ کر دیا اور اس کے حکم کو باطل کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے پایا کہ کیڑے نے عہد نامے کے سب حرف کھا لیے تھے مگر اللہ کا نام باقی تھا پھر جب درے سے باہر نکلے تو ابو طالب فوت ہوئے لیکن چونکہ یہ قصہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ثابت نہیں اس واسطے اکتفاء کیا انہوں نے ساتھ وارد کرنے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ اس میں دلالت ہے اصل قصے پر اور جو اہل مغازی نے وارد کیا ہے وہ مانند شرح کے ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ۔ (فتح)

۳۵۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۳۵۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جب حنین کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ ہم اتریں گے کل ان شاء اللہ بنی کنانہ کے ٹیلے پر جہاں کفار قریش نے آپس میں قسم کھائی

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَرَادَ حُنَيْنًا مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِیْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ.

تھی کفر پر۔

فائدہ: یہ اس وقت کا ذکر ہے جب کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کا ارادہ کیا کہ جنگ حنین بھی اسی سفر میں کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ أَبِیْ طَالِبٍ

باب ہے بیان میں قصے ابوطالب کے

فائدہ: اس کا نام عبد مناف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام عمران ہے اور یہ قول باطل ہے نقل کیا ہے اس کو ابن تیمیہ نے الرد علی الروافض میں کہ بعض رافضی گمان کرتے ہیں کہ قول اللہ تعالیٰ ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ إِبْرَاهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ﴾ کو کہ وہ ابوطالب کی اولاد ہے اور ابوطالب کا نام عمران ہے اور مشہور ہے ساتھ کنیت اپنی کے اور تھا سگا بھائی حضرت ﷺ کے باپ عبداللہ کا اسی واسطے عبدالمطلب نے اپنے مرنے کے وقت ابوطالب کو حضرت ﷺ کے حق میں وصیت کی سو ابوطالب نے آپ ﷺ کو پالا اور ہمیشہ آپ ﷺ کا مددگار رہا یہاں تک کہ فوت ہوا اور باوجود اس کے اپنی قوم کے دین پر قائم تھا۔ (فتح)

٣٥٩٤ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ هُوَ فِیْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ وَّلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِی الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.

۳۵۹۴۔ عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ نے اپنے چچا کا عذاب کیا ہلکا کیا ہے کہ بے شک وہ آپ کو دشمنوں سے بچاتا تھا اور آپ ﷺ کی خاطر سے غضبناک ہوتا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا ابوطالب دوزخ کے پایاب یعنی ہلکی آگ میں ہے یعنی اس پر عذاب ہلکا ہوا اگر میں نہ ہوتا تو دوزخ کے نیچے تہہ میں ہوتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ آپ ﷺ کو نگاہ رکھتا تھا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی جو ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے پھر ابوطالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں فوت ہوئے ہجرت سے پہلے ایک سال اور خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی وزیر تھیں اسلام پر اور ابوطالب آپ ﷺ کا مددگار اور ناصر تھا اپنی قوم پر جب ابوطالب فوت ہوا تو قریش نے آپ ﷺ کی ایذا پر کمر باندھی اور جو ایذا ابوطالب کی زندگی میں آپ ﷺ کو نہ دے سکتے تھے اس پر قادر ہوئے یہاں تک کہ ایک دن ایک سفیہ قریش میں سے آپ کو پیش آیا اور آپ کے سر پر مٹی ڈالی اور یہ جو کہا کہ آپ ﷺ کے واسطے غضبناک

ہوتے تھے تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ دفاع کرتا تھا ساتھ اس کے آپ کا قول سے اور فعل سے اور ایک حدیث میں ہے کہ سب دوزخیوں سے کمتر عذاب میں ابوطالب ہے کہ اس کے واسطے آگ کی دو جوتیاں ہیں جس سے اس کا دماغ ابلتا ہے جیسے ہانڈی ابلتی ہے۔

تنبیہ: عباس رضی اللہ عنہ نے جو حضرت ﷺ سے ابوطالب کا حال پوچھا تو اس میں دلالت ہے اوپر اس حدیث کے ضعیف ہونے کی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ابوطالب مرنے کے قریب ہوا تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اے چچا **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ** کہہ ابوطالب نہ مانا سو عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف نظر کی اور حالانکہ وہ اپنے دونوں لب ہلاتا تھا تو عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف کان لگائے اور کہا کہ یا حضرت ﷺ جس کلمے کا آپ ﷺ نے ابوطالب کو حکم کیا تھا وہ اس نے کہا اور اگر اس حدیث کی اسناد صحیح ہوتی تو البتہ معارض ہوگی حدیث بخاری کی کو جو اس سے زیادہ صحیح ہے چہ جائیکہ وہ صحیح نہیں اور ابوداود اور نسائی وغیرہ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ابوطالب مرگیا تو میں نے کہا یا حضرت ﷺ آپ ﷺ کا چچا گمراہ مرگیا فرمایا کہ جا اور اس کو دبا دے میں نے کہا کہ وہ مشرک مرا فرمایا کہ جا اور اس کو دبا دے اور بعض رافضیوں نے حدیثیں واہیہ جمع کیں ہیں جو ابوطالب کے اسلام پر دلالت کرتی ہیں اور ان میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی۔ (فتح)

۳۵۹۵۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ أَيْ عَمِّ قُلْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ تَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهِ حَتّٰى قَالَ اٰخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْهُ فَنَزَلَتْ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ

۳۵۹۵۔ میسب بن حزن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابوطالب کے مرنے کا وقت قریب ہوا تو حضرت ﷺ اس کے پاس گئے اور اس کے پاس ابوجہل موجود تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے چچا کہہ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ** کہہ لے اس کلمے کو میں اللہ کے نزدیک اس کلمہ کے کہنے کے سبب سے تیرے واسطے جھگڑوں گا تو ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا کہ اے ابوطالب کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے سو وہ دونوں اس کو ہمیشہ ورغلاتے رہے یہاں تک کہ ابوطالب نے اخیر ان سے یہی کلام کیا کہ وہ یعنی ابوطالب عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا یہاں تک کہ مجھ کو اس سے یعنی بخشش مانگنے سے روک نہ ہوگی سو یہ آیت اتری کہ یہ نہیں پہنچتا نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش مانگیں واسطے

وَلَوْ كَانُوْا أُولِىْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيْمِ﴾ وَنَزَلَتْ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ أَحْبَبْتَ﴾.

مشرکوں کے اور اگرچہ وہ ہوں ناتے والے بعد اس کے کہ کھل چکا ان پر کہ وہ دوزخی ہیں اور یہ آیت اتری کہ تو نہیں راہ دکھاتا جس کو چاہے۔

فائدہ: اترنا اس دوسری آیت کا پس واضح ہے بیچ قصے ابو طالب کے اور لیکن اترنا پہلی آیت کا اس میں پس اس میں نظر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ بخشش مانگنے کی آیت ابو طالب سے مدت بعد اتری ہے اور وہ عام ہے اس کے حق میں اور اس کے غیر کے حق میں اور یہ بات ظاہر ہے اس آیت سے جو تفسیر میں آئے گی اور یہ سب ظاہر ہے اس پر کہ ابو طالب کفر پر مرا اور ضعیف ہے جو سہیلی نے ذکر کیا کہ اس نے مسعودی کی بعض کتابوں میں دیکھا کہ ابو طالب مسلمان ہو گیا تھا اس واسطے کہ یہ حدیث صحیح بخاری کے معارض نہیں ہو سکتی۔ (فتح)

٣٥٩٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِىْ ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِىْ مِنْهُ دِمَاغُهُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِىْ حَازِمٍ وَّالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بِهٰذَا وَقَالَ تَغْلِىْ مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهِ.

٣٥٩٦ـ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا ذکر ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امید ہے کہ قیامت کے دن میری سفارش اس کو فائدہ دے سوہلکی آگ میں ڈالا جائے جو اس کے ٹخنوں کو پہنچے کہ اس سے اس کا دماغ ابلے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے زیارت قریبی مشرک کی اور بیمار پرسی اس کی اور یہ کہ توبہ مقبول ہے اگرچہ شدت مرض الموت میں ہو یہاں تک کہ معائنہ (آنکھیں ٹھہرنے تک) تک نوبت پہنچے پس نہیں ہے قبول اس حالت میں واسطے دلیل اس آیت کے ﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾ اور یہ کہ کافر جب شہادت حق کی دے تو عذاب سے نجات پاتا ہے اس واسطے کے اسلام گرا دیتا ہے جو اس سے پہلے ہو اور یہ کہ سب کافروں کو عذاب یکساں نہیں اور جو نفع ابو طالب کو حاصل ہوا تھا اس کا خاصہ ہے ساتھ برکت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو اس کے پیش کیا اور اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فرمایا اس واسطے کہ دونوں کلمے ایک کلمہ کی طرح ہو گئے ہیں اور احتمال ہے کہ ابو طالب کو محمد رسول اللہ کا اقرار ہو لیکن توحید کا اقرار نہ ہو پس جب

توحید کا اقرار کرے گا تو نہ موقوف ہوگا رسالت کی شہادت پر۔ (فتح)

بَابُ حَدِيْثِ الْإِسْرَآءِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى﴾.

باب ہے بیان میں حدیث اسراء کے اور بیان اس آیت کا کہ اللہ نے فرمایا کہ پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات ادب والی یعنی مکے کی مسجد سے دور والی مسجد تک یعنی بیت المقدس تک جو شام میں ہے۔

فائدہ: مراد اسراء سے بیت المقدس تک سیر کرنا آپ ﷺ کا ہے اور مراد معراج سے آسمان پر چڑھنا ہے اور ابن دحیہ نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی میل اس طرف ہے کہ اسراء کی رات اور معراج کی رات دونوں جدا جدا ہیں اس واسطے کہ دونوں کے واسطے علیحدہ علیحدہ باب باندھا میں کہتا ہوں کہ نہیں دلالت ہے اس میں ان کے جدا جدا ہونے پر بلکہ کلام امام بخاری رحمہ اللہ کا اول نماز میں ظاہر ہے اس میں کہ وہ دونوں راتیں ایک ہی رات ہیں اور اسراء اور معراج ایک ہی رات میں ہوئی اور یہ اس واسطے کہ باب باندھا ہے اس نے بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ لَيْلَةَ الْإِسْرَآءِ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نماز تو معراج کی رات میں فرض ہوئی پس دلالت کی اس نے کہ دونوں راتیں امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ایک ہیں اور دونوں کا جدا جدا باب اس واسطے باندھا کہ شامل ہے ہر ایک دونوں سے قصے جدا پر اگرچہ دونوں اکٹھے واقع ہوئے اور حضرت ﷺ کو پہلے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی پھر وہاں سے آسمان پر چڑھایا گیا تو بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے تا کہ سیدھے آسمان پر چڑھیں راہ میں کجی واقع نہ ہو اس واسطے کہ فرشتوں کے چڑھنے کا دروازہ بیت المقدس کے برابر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے تا کہ آپ ﷺ دونوں قبلے دیکھیں اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ اس میں قیامت ہوگی اور اس رات کے اکثر حالات آخرت کے مشابہ تھے اور اختلاف کیا ہے سلف علماء نے باعتبار اختلاف حدیثوں کے جو اس میں وارد ہیں سو اس میں سے بعض کا تو یہ مذہب ہے کہ اسراء اور معراج یعنی بیت المقدس تک سیر کرنا اور وہاں سے آسمان پر چڑھنا دونوں ایک ہی رات میں واقع ہوئے بیداری کی حالت میں جاگتے حضرت ﷺ کے بدن اور روح دونوں سے بعد پیغمبر ہونے کے اور یہی مذہب ہے جمہور کا علماء اور محدثین اور فقہاء اور متکلمین سے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر حدیثوں صحیحہ سے جو اس میں پے در پے وارد ہو چکی ہیں اور نہیں جائز ہے پھرنا اس سے اس واسطے کہ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں جو عقل کے نزدیک محال ہو تا کہ تاویل کی حاجت پڑے ہاں بعض حدیثوں میں وہ چیز آئی ہے جو اس کے مخالف ہے سو میل کی ہے بعض اہل علم نے اس کی طرف کہ معراج دو بار واقع ہوئی ایک بار خواب میں واسطے تمہید کے اور دوسری بار بیداری میں اور بعض متاخرین کا یہ مذہب ہے کہ اسراء کا قصہ ایک رات میں واقع ہوا ہے اور معراج کا قصہ دوسری رات میں کہ معراج کی رات میں اسراء کا ذکر نہیں لیکن نہیں مستلزم ہے یہ تعدد اور جدا جدا ہونے کو بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ

بعض راویوں نے اس کو ذکر کیا اور بعض نے ذکر نہیں کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اسراء جاگتے تھا اور معراج خواب میں تھا یا اختلاف اس کے ہونے بیچ سوتے یا جاگتے خاص ہے ساتھ معراج کے نہ ساتھ اسراء کے اور بعض کہتے ہیں کہ اسراء دونوں بار جاگتے تھا پہلی بار بیت المقدس سے ہو کر پھر آئے اور اس کی صبح میں قریش کو اپنے واقع کی خبر دی اور دوسری بار پہلے بیت المقدس میں گئے پھر وہاں سے آسمان پر چڑھائے گئے اور کفار قریش نے اس میں کچھ اعتراض نہ کیا اس واسطے کہ تھا یہ نزدیک ان کی جنس قول آپ ﷺ کے سے کہ آنکھ کے لمحے سے بھی جلد تر فرشتہ آسمان سے آپ ﷺ کے پاس آتا ہے اور ان کے اعتقاد میں یہ بات محال تھی باوجود قائم ہونے حجت کے اوپر صادق ہونے آپ کے ساتھ معجزات روشن کے لیکن انہوں نے آپ ﷺ سے عداوت کی اور بدستور آپ ﷺ کی تکذیب پر رہے بخلاف خبر دینے آپ کے کہ آپ ﷺ بیت المقدس میں گئے اور پھرے ایک رات میں پس تحقیق انہوں نے تصریح کی ساتھ تکذیب آپ ﷺ کی کے بیچ اس کے سو آپ ﷺ سے بیت المقدس کی تعریف پوچھی اس واسطے کہ انہیں معلوم تھا کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس کو نہیں دیکھا پس استعلام کیا صدق آپ ﷺ کے کا بیچ اس کے برخلاف معراج کے اور تائید کرتی ہے واقع ہونے معراج کے کو پیچھے اسراء کے ایک رات میں روایت انس رضی اللہ عنہ کی نزدیک مسلم کے پس اس کے اول میں ہے کہ میرے پاس براق لایا گیا تو میں سوار ہوا یہاں تک کہ میں بیت المقدس میں آیا پس ذکر کیا قصہ یہاں تک کہ کہا پھر مجھ کو پہلے آسمان پر چڑھایا گیا اور ابو سعید کی روایت میں بن اسحاق کے نزدیک یہ ہے کہ جب میں فارغ ہوا بیت المقدس سے تو میرے پاس سیڑھی لائی گئی اور مالک بن صعصعہ کی روایت کے اول میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو معراج کی رات کی خبر دی پس اس میں اگرچہ بیت المقدس تک سیر کرنے کا ذکر نہیں پس تحقیق اشارہ کیا ہے طرف اس کی اور ایک روایت میں اس کی تصریح کی ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور سبحان اصل اس کے واسطے پاک جاننے کے ہے پس معنی اس کے یہ ہیں کہ اللہ پاک ہے اس سے کہ اس کا رسول جھوٹا ہو اور مراد ساتھ عبدہ کے محمد ﷺ ہیں۔ (فتح)

٣٥٩٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَتْنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَا اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ

٣٥٩٧۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب قریش نے مجھ کو معراج کے مقدمے میں جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا سو اللہ نے میرے لیے بیت المقدس کو ظاہر کیا تو میں نے ان کو اس کے پتے اور نشانیوں سے خبر دینا شروع کی اور میں اس کو دیکھتا جاتا تھا۔

عَنْ اٰیَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهِ.

فائدہ: بیہقی نے دلائل میں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اسراء کے پیچھے بہت لوگ مبتلا ہوئے یعنی معراج سے انکار کیا سو چند لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے آگے یہ قصہ ذکر کیا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سچے ہیں لوگوں نے کہا کہ کیا تو اس کو سچا جانتا ہے کہ وہ ایک رات میں شام میں گئے اور پھر پھر آیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں تصدیق کرتا ہوں اس کی اس چیز میں کہ اس سے بعید تر ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ آسمان کی خبریں تو اس دن سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق رکھا گیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ بیت المقدس کے دروازے کتنے ہیں اور میں نے ان کو گنا ہوا تھا سو میں نے بیت المقدس کی طرف دیکھا اور اس کا ایک ایک دروازہ گن کے ان کو بتلایا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ کیا تو ہمارے اونٹوں پر گزرا تھا فلانے فلانے مکان میں فرمایا ہاں میں نے ان کو پایا اور اس کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا وہ اس کی تلاش میں تھے اور میں فلانے کی اولاد کے اونٹوں میں گزرا ان کو ایک سرخ اونٹنی مر گئی تھی پھر انہوں نے کہا کہ اونٹ کتنے تھے اور ان کے چرانے والے کتنے تھے تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور ان کے اونٹوں میں گئے اور ان کو اور ان کے چرواہوں کو گنا پھر قریش کے پاس آئے اور کہا کہ اونٹ اتنے ہیں اور ان کے چرواہے اتنے ہیں تو آپ ﷺ کے کہنے کے مطابق ہوا اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں بیان اس چیز کا جس کو حضرت ﷺ نے معراج کی رات میں دیکھا سو طبرانی وغیرہ میں ہے کہ معراج کی رات میں پہلے پہل میں ایک کھجوروں والی زمین میں گزرا تو جبرائیل نے کہا کہ اس جگہ اتر کر نماز پڑھو تو میں نے نماز پڑھی جبرائیل نے کہا یہ مدینہ ہے اسی کی طرف آپ ﷺ کی ہجرت ہو گی پھر جبرائیل نے کہا کہ اتر کر نماز پڑھو میں نے نماز پڑھی کہا یہ کوہ طور ہے جس جگہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کلام کیا پھر میں نے نماز پڑھی اس گھر میں جس میں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ پھرتے ہوئے قریش کے ایک قافلے پر گزرے اور ان کو سلام کیا تو بعض نے کہا کہ یہ تو محمد ﷺ کی آواز ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ نے ان کو معلوم کروایا اور یہ کہ ان کا قافلہ فلاں دن مکے میں پہنچے گا تو اسی دن ظہر کے وقت وہ قافلہ آیا ان کے آگے ایک اونٹ تھا جس کی آپ ﷺ نے ان کے واسطے صفت بیان کی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ سب پیغمبر میرے واسطے جمع کیے گئے تو میں نے ان کی امامت کی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک چیز پر گزرے جو راہ سے ایک طرف تھی آپ ﷺ کو بلاتی تھی تو جبرائیل نے آپ ﷺ سے کہا کہ آگے چلئے پھر آپ ﷺ ایک بوڑھی عورت پر گزرے سو کہا یہ کیا ہے جبرائیل نے کہا کہ آگے چلئے اور یہ کہ آپ ﷺ ایک جماعت پر گزرے سو انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو جبرائیل نے کہا کہ ان کو سلام کا جواب دیجیے اور اس کے آخر میں کہا کہ جس نے آپ ﷺ کو بلایا تھا وہ شیطان تھا اور وہ بوڑھی عورت دنیا تھی سلام کرنے والے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام

اور عیسیٰ علیہ السلام تھے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم پر گزرے جو بوتے تھے اور کاٹتے تھے جب کاٹ لیتے تھے تو کھیتی پھر بدستور ہو جاتی جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ غازی لوگ ہیں پھر ایک قوم پر گزرے کہ ان کے سر پتھر سے توڑے جاتے تھے اور توڑنے کے بعد پھر اسی طرح درست ہو جاتے کہا یہ لوگ وہ ہیں جن کے سر نماز سے بھاری ہوتے ہیں پھر ایک قوم پر گزرے جو چوپایوں کی طرح چلتے تھے کہا یہ لوگ وہ ہیں جو زکوۃ نہیں دیتے پھر ایک قوم پر گزرے جو کچا ناپاک گوشت کھاتے ہیں کہا یہ لوگ زانی ہیں پھر ایک مرد پر گزرے جس نے لکڑیوں کا گٹھا جمع کیا ہوا ہے اور اس کو اٹھا نہیں سکتا پھر اس میں اور ملاتا ہے یہ شخص وہ ہے جو امانت ادا نہیں کرتا اور مانگتا ہے پھر ایک قوم پر گزرے جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں کہا یہ لوگ واعظ ہیں فتنے کے پھر ایک بڑے بیل پر گزرے جو چھوٹے سوراخ سے نکلتا ہے اور ارادہ کرتا ہے پھر جائے پس نہیں پھر سکتا ہے کہا یہ وہ مرد ہیں جو ایک بات زبان سے نکالتا ہے پھر نادم ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو پھیرے سو نہیں پھیر سکتا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ایک قوم پر گزرے جن کے پیٹ گھڑوں کی طرح چوڑے ہیں کہا یہ لوگ سود کھانے والے ہیں پھر ایک قوم پر گزرے جن کے ہونٹ اونٹوں کی طرح لٹکے ہیں پتھر کھاتے ہیں وہ ان کے نیچے سے نکل جاتا ہے کہا یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں اور یہ جو کہا کہ بیت القدس میرے سامنے لایا گیا تو اس کے معنی یہ ہیں میرے اور اس کے درمیان سے پردہ اٹھایا گیا یہاں تک کہ میں نے اس کو دیکھا اور احتمال ہے کہ اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا اور یہ نہایت بلیغ ہے معجزہ میں اور اس میں کچھ محال نہیں ہے کہ بلقیس کا تخت آنکھ کے ایک لمحے میں سلیمان علیہ السلام کے سامنے لایا گیا اور یہ اللہ کی قدرت میں مشکل نہیں اور احتمال ہے کہ اس کی صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائی گئی ہو اور شیخ ابو محمد نے کہا کہ حکمت بیچ اسراء کے طرف بیت المقدس کی پہلے چڑھنے کی طرف آسمان کے ارادہ اظہار حق کا ہے واسطے عناد اس شخص کے جو اس کو بجھانا چاہتا ہے اس واسطے کہ اگر مکے ہی سے آسمان پر چڑھائے جاتے تو نہ پاتے واسطے عناد دشمنوں کے کوئی راہ واسطے اظہار اور بیان کے پس جب ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس تک سیر کروائے گئے تو کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کے جزئیات سے پوچھا جس کو انہوں نے دیکھا ہوا تھا اور ان کو معلوم تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے بیت المقدس کو دیکھا نہیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیت المقدس کا کل حال بتلا دیا تو حاصل ہوئی تحقیق ساتھ صدق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس چیز میں کہ ذکر کی سیر کرنے سے بیت المقدس تک ایک رات میں اور جب صحیح ہوئی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں تو لازم ہوئی تصدیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی چیزوں میں جن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی پس ہوگا سبب زیادہ ہونے ایمان مسلمان کا اور زیادتی بیچ بدبختی منکر اور معاند کے۔ (فتح)

بَابُ الْمِعْرَاجِ — باب ہے بیان میں معراج کے

فائدہ: معراج کے معنی ہیں سیڑھی کے اور معراج کے وقت میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ پیغمبر ہونے سے

پہلے تھا اور یہ قول شاذ ہے مگر یہ کہ خواب پر محمول کیا جائے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ پیغمبر ہونے کے بعد تھا پھر اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ ہجرت سے ایک برس پہلے یہ قول ابن سعد وغیرہ کا ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے نووی نے اور مبالغہ کیا ہے ابن حزم نے پس نقل کیا ہے اس نے اجماع کو بیچ اس کے اور یہ دعوی اجماع کا مردود ہے اس واسطے کہ اس میں اختلاف بہت ہے جو زیادہ ہے دس قولوں پر اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ مہینے ہجرت سے پہلے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک برس اور دو مہینے اور بعض کچھ اور کہتے ہیں اور پھر بعض کہتے ہیں کہ ربیع الاخر میں معراج ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ شوال یا رمضان میں بعض کہتے ہیں رجب میں۔ (فتح)

٣٥٩٨۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَّيْلَةِ أُسْرِيَ بِهٖ بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِيْ آتٍ فَقَدَّ قَالَ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ إِلٰى هٰذِهٖ فَقُلْتُ لِلْجَارُوْدِ وَهُوَ إِلٰى جَنْبِيْ مَا يَعْنِيْ بِهٖ قَالَ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ إِلٰى شِعْرَتِهٖ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مِنْ قَصِّهٖ إِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ أُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مَّمْلُوْءَةٍ إِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيْدَ ثُمَّ أُتِيْتُ بِدَآبَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَبْيَضَ فَقَالَ لَهُ الْجَارُوْدُ هُوَ الْبُرَاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ قَالَ أَنَسٌ نَّعَمْ يَضَعُ خَطْوَهٗ عِنْدَ أَقْصٰى طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ فَقِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ

٣٥٩٨۔ مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معراج کی رات کی حدیث بیان کی کہ جس حالت میں حطیم میں اور اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا تھا کہ ناگہاں ایک آنے والا آیا سو پھاڑا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے ہیں کہ اس نے چیرا درمیان یہاں سے یہاں تک قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جارود سے کہا کہ اس اشارے سے کیا مراد ہے کہا سر سینے سے ناف تک اور میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ سینے سے ناف کے نیچے تک پھر میرا دل نکالا پھر میرے آگے سونے کا طشت ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا سو میرا دل دھویا گیا پھر بھرا گیا پھر وہیں رکھا گیا پھر میرے آگے ایک جانور کیا گیا یعنی براق کہ خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا مدّ نظر پر اپنا قدم ڈالتا تھا سو میں اس پر سوار کیا گیا پھر لے چلا مجھ کو جبرائیل یعنی اور تھا جبرائیل بطور رہبر کے یہاں تک کہ پہلے آسمان تک پہنچا سو جبرائیل علیہ السلام نے چاہا کہ آسمان کا دروازہ کھلے چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا مرحبا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سو کیا اچھا آنا آئے تو دروازہ کھولا گیا سو جب میں داخل ہوا تو

وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا أَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ إِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ أَوَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِلٰى إِدْرِيْسَ قَالَ

اچانک کیا ہوں کہ وہاں حضرت آدم علیہ السلام ہیں تو جبرائیل نے کہا کہ یہ تمہارا باپ آدم علیہ السلام ہے سو اس کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا مرحبا کیا اچھا نیک بیٹا اور نیک بخت پیغمبر آیا پھر جبرائیل مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے سو چاہا کہ دروازہ کھلے چوکیدار فرشتوں نے کہا یہ کون ہے کہا میں جبرائیل ہوں کہا تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کہ بلائے گئے ہیں جبرائیل نے کہا ہاں کہا مرحبا کیا اچھا آنا آئے پھر دروازہ کھولا گیا سو جب میں داخل ہوا تو ناگہاں وہاں یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا سو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر دونوں نے کہا مرحبا نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو پھر جبرائیل علیہ السلام مجھ کو تیسرے آسمان تک لے چڑھے سو چاہا کہ دروازہ کھلے چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے کہا جبرائیل علیہ السلام کہا تیرے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا مرحبا کیا اچھا آنا آئے پھر دروازہ کھولا گیا سو جب میں داخل ہوا تو ناگہاں وہاں یوسف علیہ السلام تھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں سو ان کو سلام کرو تو میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا کیا اچھا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا پھر جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ چوتھے آسمان پر پہنچے تو چاہا کہ دروازہ کھلے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا یہ تیرے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام

هٰذَا إِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوْسٰى قَالَ هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكٰى قِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ أَبْكِيْ لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهٖ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَّدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِيْ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ إِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيْمُ قَالَ هٰذَا أَبُوْكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ

نے کہا ہاں کہا ان کو مرحبا کیا اچھا آنا آئے پھر دروازہ کھولا گیا سو جب میں ادریس علیہ السلام کے پاس داخل ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا مرحبا کیا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا پھر مجھ کو جبرائیل علیہ السلام لے کر چڑھا یہاں تلکہ پانچویں آسمان پر پہنچے تو چاہا کہ دروازہ کھلے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا یہ تیرے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا مرحبا کیا اچھی آمد آئے تو اچانک وہاں ہارون علیہ السلام تھے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ہارون علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے مجھ کو سلام کا جواب دیا پھر جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ چھٹے آسمان پر پہنچے تو چاہا کہ دروازہ کھلے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا یہ تیرے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا مرحبا کیا اچھا آنا آئے سو جب میں آسمان کے اندر داخل ہوا تو ناگہاں وہاں موسیٰ علیہ السلام تھے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں سو ان کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا مرحبا کیا اچھا آیا نیک بھائی اور نیک پیغمبر تو جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام رو پڑے تو کسی نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تیرے رونے کا کیا سبب ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں روتا ہوں اس واسطے کہ ایک لڑکا میرے بعد پیغمبر ہوا اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ تر بہشت میں جائیں گے پھر

قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعَتْ إِلَيَّ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذِهٖ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَقُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِي الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ أُتِيْتُ بِإِنَآءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّإِنَآءٍ مِّنْ لَّبَنٍ وَّإِنَآءٍ مِّنْ عَسَلٍ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِيْ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ قَالَ أُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَّإِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ

جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر چڑھے ساتویں آسمان تک جبرائیل علیہ السلام نے چاہا کہ دروازہ کھلے چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد ﷺ کہا کیا بلائے گئے ہیں کہا گیا ہاں کہا اس کو خوشی ہو کیا اچھا آنا آئے پھر جب میں ساتویں آسمان میں داخل ہوا تو ناگہاں وہاں ابراہیم علیہ السلام تھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ تمہارا باپ ابراہیم علیہ السلام ہے ان کو سلام کرو سو میں نے ان کو سلام کہا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا کہا خوشی ہو کیا نیک بیٹا اور نیک پیغمبر آیا پھر مجھ کو سدرۃ المنتہٰی یعنی آخری سرے کی بیری کا درخت بلند نظر آیا اور مجھ کو اس پر چڑھایا گیا اس کے بیر جیسے ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے جیسے ہاتھیوں کے کان ہوں جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہٰی ہے اور اچانک وہاں چار دریا تھے دو دریا ظاہر اور دو اندرونی دریا تو میں نے کہا کہ اے جبرائیل علیہ السلام یہ کیا ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا رہے اندرونی دریا بہشت کے دریا ہیں اور رہے بیرونی دو دریا سو نیل اور فرات ہیں پھر مجھ کو بیت المعمور دکھائی دیا یعنی فرشتوں کا کعبہ جو ہر دم فرشتوں سے بھرا رہتا ہے پھر ایک برتن شراب سے بھرا اور ایک دودھ سے اور ایک شہد سے میں آگے لایا گیا تو میں نے دودھ کو لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ دودھ پیدائشی دین اسلام کی صورت ہے جس دین پر تم اور تمہاری امت ہے پھر میرے اوپر نماز فرض ہوئی ہر ایک دن میں پچاس وقت کی پھر میں وہاں سے پلٹ آیا سو موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہو کر نکلا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تجھ کو کیا حکم ہوا سو میں نے کہا کہ مجھ کو ہر روز پچاس نماز کا حکم ہوا موسیٰ علیہ السلام نے کہا بے شک تیری امت سے ہر روز پچاس وقت نماز نہ ہو سکے گی البتہ قسم ہے اللہ کی

فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ بِمَ أُمِرْتَ قُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ وَلٰكِنِّي أَرْضَى وَأُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى مُنَادٍ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي.

میں آزما چکا ہوں لوگوں کو تجھ سے پہلے اور میں علاج کر چکا ہوں بنی اسرائیل کا نہایت تدبیر سے تو پلٹ جا اپنے رب کے پاس اور اس سے آسانی مانگ اپنی امت کے واسطے سو میں پلٹ گیا تو اللہ نے میرے اوپر سے دس وقت کی نماز اتار ڈالی سو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پھر آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس طرح یعنی اول بار کی طرح چالیس نماز سے بھی کم کرانے کو کہا سو میں پلٹ گیا اللہ کی طرف تو اللہ نے میرے اوپر سے دس نمازیں اور اتار ڈالیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کہا پھر میں لوٹ گیا پھر اللہ نے میرے اوپر سے دس نمازیں اتار ڈالیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کہا پھر میں پلٹ گیا سو مجھ کو ہر روز دس نماز کا حکم ہوا یعنی دس نمازوں کی اور تخفیف ہوئی سو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پلٹ آیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کہا پھر میں اللہ کی طرف پلٹ گیا سو مجھ کو ہر روز پانچ نماز کا حکم ہوا یعنی پانچ نماز کی اور تخفیف ہوئی پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو کیا حکم ہوا میں نے کہا کہ مجھ کو ہر روز پانچ نماز کا حکم ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا بے شک تیری امت سے ہر روز پانچ وقت کی نماز بھی نہ ہو سکے گی اور البتہ میں لوگوں کو تجھ سے پہلے آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کا علاج کر چکا ہوں نہایت تدبیر سے سو تو پلٹ جا اپنے رب کے پاس اور اس سے اپنی امت کے واسطے آسانی مانگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرتا گیا میں اپنے رب سے یہاں تک کہ میں شرما گیا یعنی اب عرض نہیں کر سکتا لیکن اب تو راضی ہوں مان لیتا ہوں پھر جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے آگے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے جاری کیا اور مضبوط کر لیا

اپنی فرض نماز کو اور اپنے بندوں سے بوجھ اتار ڈالا۔

فائدہ: یہ شک ہے راوی کا کہ حطیم فرمایا کہ حجر اور مراد حطیم سے حجر ہے یعنی اور حجر اس مکان کا نام ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا تھا تو کعبے کے اندر داخل تھا جب قریش نے حضرت ﷺ کی نبوت سے پہلے کعبہ بنایا تو اس چند گز مکان کو کعبے کی اتر (شمال) کی طرف علیحدہ کر دیا کعبے کا تابدان (پرنالہ) اسی کی طرف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس حالت میں کہ میں کعبے کے پاس تھا اور یہ عام تر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور میں مکے میں تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کو معراج شعب ابی طالب سے ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ام ہانی کے گھر میں سوئے ہوئے تھے اور اس کا گھر شعب ابی طالب کے پاس ہے سو آپ ﷺ کے گھر کی چھت کھولی گئی تو وہ گھر حضرت ﷺ کی طرف اس واسطے منسوب ہے کہ آپ ﷺ اس میں رہا کرتے تھے تو اترا اس سے فرشتہ اور نکالا آپ ﷺ کو گھر سے طرف مسجد کی پس تھے حضرت ﷺ ساتھ اس کے لیٹنے والے اور آپ کے ساتھ اثر اونگھ کا تھا پھر نکالا آپ ﷺ کو فرشتے نے مسجد کے دروازے سے اور آپ ﷺ کو براق پر چڑھایا اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو مسجد کی طرف نکالا پھر آپ ﷺ کو براق پر سوار کیا اور یہ روایت تائید کرتی ہے اس تطبیق کو اور کہتے ہیں کہ حکمت بیچ اترنے فرشتے کی اوپر آپ ﷺ کے چھت سے اشارہ ہے طرف مبالغہ کی بیچ ناگہانی ہونے اس کی کے ساتھ اس کے اور تنبیہ ہے اس پر کہ مراد آپ ﷺ سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کو بلندی کی طرف چڑھایا جائے اور یہ جو کہا کہ میں لیٹا تھا تو ایک روایت میں ہے کہ درمیان سونے والے اور جاگنے کے اور یہ محمول ہے ابتداء حال پر پھر جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کو لے کر مسجد کے دروازے سے باہر نکلے اور آپ ﷺ کو براق پر سوار کیا تو پھر بدستور جاگتے رہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب میں جاگا سو اگر ہم کہیں کہ معراج کئی بار ہوئی تو اس میں کچھ اشکال نہیں ورنہ مراد ساتھ جاگنے کے یہ ہے کہ میں ہوش میں ہوا یعنی اس چیز سے کہ تھے آپ ﷺ بیچ اس کے مشغول ہونے دل کے سے ساتھ مشاہدے ملکوت کے پھر آئے طرف دنیا کی۔ (فتح) یعنی جبرائیل اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ درمیان دو مردوں کے سوئے تھے تو مراد ساتھ ان کے حمزہ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے جماعت کا سونا ایک جگہ میں لیکن اور طریق سے ثابت ہو چکا ہے کہ شرط ہے کہ ایک لحاف میں جمع نہ ہوں اور اسی سے سمجھی جاتی ہے تواضع حضرت ﷺ کی اور اچھی خو۔ (فتح) اور تحقیق انکار کیا ہے بعض نے چیرنے سینے کے سے رات معراج کی اور نہیں انکار بیچ اس کے پس تحقیق پے در پے وارد ہوئی ہیں روایتیں ساتھ اس کے اور نیز ثابت ہو چکا ہے چیرنا سینے کا نزدیک پیغمبر ہونے کے اور واسطے ہر ایک کے دونوں میں سے حکمت ہے لیکن پہلی بار پس واقع ہوئی ہے اس میں زیادتی جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ پس جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے پیٹ سے ایک لوتھڑا نکالا اور کہا کہ یہ

شیطان کا حصہ ہے آپ ﷺ سے اور یہ لڑکپن کے زمانے میں تھا پس نشو ونما پایا کامل ترین احوال پر معصوم ہونے سے شیطان سے پھر واقع ہوا شق سینہ کا نزدیک پیغمبر ہونے کے واسطے زیادتی کے آپ ﷺ کے اکرام میں تا کہ سیکھیں جو آپ ﷺ کو وحی ہو ساتھ دل قوی کے کامل ترین احوال میں پاک ہونے سے پھر واقع ہوا چیرنا سینے کا نزدیک ارادے چڑھنے کے طرف آسمان کی تا کہ مستعد ہوں واسطے مناجات کے اور احتمال ہے کہ ہو حکمت بیچ کھلنے چھت گھر آپ ﷺ کی کے اشارہ طرف اس کی جو عنقریب واقع ہوگا چیرنا سینے آپ ﷺ کے کا اور یہ کہ وہ مل جائے گا بغیر معالجہ کے کہ ضرر پائیں ساتھ اس کے اور تمام وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے شق صدر سے اور نکالنے دل کے سے اور سوائے اس کے امور خارق عادت کے ہیں اس قسم سے کہ فرض ہے ماننا اس کا اور یہ کہ اس کو حقیقت سے نہ پھیرا جائے واسطے مقدور ہونے سے سو کوئی چیز اس سے اللہ کی قدرت کے نزدیک محال نہیں۔ (فتح) طشت کو اس واسطے خاص کیا کہ وہ مشہور تر ہے آلات غسل سے عرف میں اور خاص کیا سونے کو اس واسطے کہ وہ حسی برتنوں کی سب قسموں سے اعلیٰ قسم ہے اور نہایت روشن اور صاف ہے اور نیز اس میں کئی خواص ہیں جو اس کے غیر میں نہیں اور اس جگہ اور بھی کئی وجہ سے مناسبت ہے ایک یہ کہ وہ بہشت کے برتنوں سے ہے اور یہ کہ نہ اس کو آگ کھاتی ہے اور نہ مٹی اور نہ اس کو زنگ لگتا ہے اور یہ کہ وہ سب جواہر سے بھاری ہے پس مناسب ہوا ثقل وحی کو اللہ نے فرمایا ﴿اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا﴾ یعنی قرآن مجید اور نیز اس واسطے کہ سونا دنیا میں سب چیزوں سے عزیز تر ہے اور شاید تھا یہ واقع پہلے حرام ہونے استعمال سونے کے سے اس شریعت میں اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اس کے استعمال کا حرام ہونا خاص ہے ساتھ احوال دنیا کے اور جو اس رات میں واقع ہوا وہ اکثر احوال غیب سے تھا پس لاحق ہوگا ساتھ احکام آخرت کے اور یہ جو کہا کہ ایمان سے بھرا ہوا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تھی طشت میں ایک چیز کہ حاصل ہو ساتھ اس کے زیادہ ہونا کمال ایمان اور کمال حکمت کا اور یہ بھرنا احتمال ہے کہ حقیقی ہو اور جسم میں آنا معانی کا جائز ہے جیسا کہ موت کبش (دنبے) کی صورت میں آئے گی اور اسی طرح تلنا عملوں کا اور سوائے اس کے امور غیب سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے تمثیل ہو یعنی اس کے صورت بنائی گئی ہو اور ایک روایت میں حکمت کے لفظ زیادہ ہیں اور حکمت کے معنی ہیں کہ رکھنا چیز کا اپنی جگہ میں یا سمجھنا قرآن کا۔ (فتح) اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زمزم کے پانی سے دھویا گیا اور اس میں فضیلت ہے زمزم کے پانی کی تمام پانیوں پر اور بہشت کے پانی سے نہ دھویا گیا اس واسطے کہ زمزم کے پانی کی اصل بھی بہشت سے ہے پھر قرار پکڑا ہے اس نے زمین میں تو مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی برکت زمین میں باقی رہے تحقیق شامل ہے یہ قصہ خارق عادت سے اس چیز سے کہ سننے والے کو اس سے دہشت آتی ہے چہ جائیکہ اس کو دیکھے پس تحقیق عادت جاری ہے کہ جس کا پیٹ چیرا جائے اور دل نکالا جائے تو وہ ضرور مر جاتا ہے اور باوجود اس کے نہ تاثیر کی اس نے آپ ﷺ میں ضرر کے ساتھ اور نہ درد کے ساتھ چہ

جائیکہ کچھ اور ہو ابن ابی جمرہ نے کہا کہ حکمت بیچ چیرنے سینے کے باوجود قدرت کے اس پر کہ بھرا جائے دل آپ ﷺ کا ایمان اور حکمت سے بغیر چیرنے کے زیادہ ہونا ہے قوت یقین میں اس واسطے کے پیٹ چیرنے اور اس کے نہ تاثیر کرنے سے آپ ﷺ کو وہ چیز حاصل ہوئی کہ اس کے ساتھ تمام خوفناک عادی چیزوں سے بے خوف ہوئے اس واسطے حضرت ﷺ دلاور تھے لوگوں میں اور اعلی ان میں حال میں اور مقال میں اور اس میں اختلاف ہے کہ سینے کا چیرنا اور دھونا حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے یا اور پیغمبروں کے سینے بھی پھاڑے گئے اور ایک روایت میں ہے بیچ قصے تابوت بنی اسرائیل کے کہ اس میں طشت تھا جس میں پیغمبروں کے دل دھوئے جاتے تھے اور یہ مشعر ہے کہ اور پیغمبروں کے سینے بھی چیرے گئے جیسا کہ رکوب براق میں آئے گا۔ (فتح) بعض کہتے ہیں کہ یہ جو آپ ﷺ کو سوار کر کے معراج کرائی گئی باوجود قدرت کے اوپر لپیٹنے زمین کے واسطے آپ ﷺ کے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ واقع ہوا ہے یہ واسطے تانیس کے آپ ﷺ کے لیے ساتھ عادت کے بیچ جگہ خارق عادت کے اس واسطے کہ عادت جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے کہ جب بادشاہ کسی کو بلاتا ہے تو اس کے واسطے سواری بھیجتا ہے اور یہ جو کہا ہے کہ خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا تو یہ واسطے اظہار معجزہ کے ہے ساتھ واقع ہونے کے نہایت جلدی کے ساتھ ایسے جانور کے کہ عادت میں اس کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا۔ (فتح) ایک روایت ضعیف میں براق کی صفت اس طور سے آئی ہے کہ اس کے رخسار آدمی کے رخسار کی طرح تھے اور عرف (گردن کے بال) گھوڑے کی طرح اور قدم اونٹ کی طرح اور کھر اور دم گائے کی طرح اور اس کا سینہ یاقوت سرخ سے تھا اور براق مشتق ہے بریق سے یعنی اس کا رنگ سفید تھا یا برق سے مشتق ہے یعنی نہایت تیز رفتار مانند بجلی کی اور بغیر براق کے اوپر چڑھنا بھی ممکن تھا لیکن اس حالت میں پیادہ کی صورت میں ہوتے اور سوار عزیز تر ہے پیادے سے۔ (فتح) ایک روایت میں ہے کہ براق کی رکاب کو جبرائیل علیہ السلام نے تھاما تھا اور اس کے لگام کو میکائیل علیہ السلام نے اور ایک روایت میں ہے کہ معراج کی رات میرے پاس براق لایا گیا زین اور لگام کے ساتھ تو اس نے حضرت ﷺ پر شوخی کی تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ تجھ کو اس پر کیا چیز باعث ہوئی پس قسم ہے اللہ کی کہ نہیں سوار ہوا تجھ پر کوئی آدمی کبھی کہ اللہ کے نزدیک حضرت ﷺ سے زیادہ مکرم ہو تو براق پسینے سے تر ہو گیا اور کانپنے لگا یہاں تک کہ زمین سے مل گیا تو میں اس پر سوار ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ سے پہلے وہ براق اور پیغمبروں کے لیے تابع کیا جاتا تھا اور اس میں دلالت ہے کہ براق تھا تیار کیا گیا واسطے سواری پیغمبروں کے یعنی حضرت ﷺ سے پہلے اگلے پیغمبر اس پر سواری کیا کرتے تھے برخلاف اس کے جو اس سے انکار کرتا ہے اور براق نے شوخی اس واسطے کی کہ اس پر اگلے پیغمبروں کو سوار ہوئے بہت مدت گزر چکی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے براق کو اس حلقے میں باندھا جس میں اگلے پیغمبر باندھا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تھے پیغمبر سوار ہوتے اس پر مجھ سے پہلے اور تھا بعید عہد ساتھ سوار

ہونے ان کے کہ فترت کے زمانے میں یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس پر کوئی سوار نہ ہوا تھا اس واسطے اس نے چڑھنے کے وقت شوخی کی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام براق پر سوار ہو کر ہاجرہ کی ملاقات کو مکے میں آیا کرتے تھے اور براق پر حج کرتے تھے اور جب مکے کی طرف چلے تو ہاجرہ کو اور اسمعیل علیہ السلام کو براق پر سوار کیا پس یہ آثار ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں اور اس کے سوا اور اثر بھی اس باب میں آئے ہیں ان کا ذکر کرنا موجب طوالت ہے پس ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اگلے پیغمبر بھی براق پر سوار ہوا کرتے تھے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات بیت المقدس میں سب پیغمبروں کو نماز پڑھائی عیاض نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں سب پیغمبروں کو نماز پڑھائی ہو پھر ان میں سے بعض پیغمبر آسمان پر چڑھائے گئے ہوں جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر دیکھا اور احتمال ہے کہ آسمان سے اترنے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی ہو اور وہ بھی اتر آئے ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو دیکھنا محمول ہے اس پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی روحوں کو دیکھا سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اپنے بدن سے آسمان پر اٹھائے گئے اور جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس میں نماز پڑھی تھی پس احتمال ہے کہ فقط روح ہوں اور احتمال ہے کہ بدن اور روح دونوں کے ساتھ ہوں اور ظاہر تر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو بیت المقدس میں نماز پڑھانا آسمان پر چڑھنے سے پہلے تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان کے ایک دروازے پر پہنچے جس کو باب الحفظہ کہا جاتا ہے اور اس دروازے پر ایک فرشتہ متعین ہے جس کے ماتحت بارہ ہزار فرشتے ہیں۔ (فتح) بعض کہتے ہیں کہ سوال کیا فرشتوں نے واسطے تعجب کرنے کے انعام اللہ کے سے اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معراج کے یا ساتھ خوش ہونے کے اس سے اور البتہ ان کو معلوم تھا کہ کوئی آدمی اس درجے پر نہیں چڑھ سکتا مگر اللہ کے اذن سے اور یہ کہ جبرائیل علیہ السلام بن بلائے کسی کو اوپر نہیں چڑھاتے اور یہ جو کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے تو یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ فرشتوں کو معلوم ہوا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی رفیق ہے اور یہ معلوم کرنا یا تو ساتھ مشاہدے کے تھا اس واسطے کہ آسمان صاف ہیں شیشے کی طرح اور یا ساتھ کسی امر معنوی کے مانند زیادتی نوروں کے اور مانند ان کے کہ مشعر ہے ساتھ تجدد امر کے کہ خوب ہوتا ہے اس سے سوال کرنا ساتھ اس صیغہ کے اور بیچ قول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلیل ہے اس پر کہ اسم اولیٰ ہے تعریف میں کنیت سے اور فرشتوں نے جو پوچھا کہ کیا بلائے گئے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ نے چاہا کہ اپنے نبی کو اطلاع دے کہ وہ مشہور ہیں بلند درجے کے لوگوں میں اس واسطے کہ وہ پہچانتے تھے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں واقع ہو گا۔ فتح) (اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے دائیں بائیں کچھ اشخاص تھے تو اس سے احتمال ہے کہ مراد دیکھی گئی روحوں سے وہ ہوں کہ تا حال بدنوں میں داخل نہیں ہوئیں پھر اب میرے واسطے ایک اور احتمال ظاہر ہوا کہ مراد وہ روحیں ہوں جو بدنوں سے خارج ہوئی ہیں وقت نکلنے ان کی کے اور نہیں لازم آتا دیکھنے آدم علیہ السلام کے سے ان کو آسمان

میں یہ کہ ان کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے جائیں اور نہ اس میں داخل ہوتے ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی روایت بیہقی کی کہ اچانک میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا مسلمان اولاد کی روحیں ان کے پیش کی جاتی ہیں پس کہتے ہیں یہ پاک روح ہے اس کو علیین میں لے جاؤ پھر ان کی گنہگار اولاد کی روحیں ان کے پیش کی جاتی ہیں سو کہتے ہیں کہ یہ ناپاک روح ہے اس کو سجین میں لے جاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دروازہ ان کے داہنے ہے اس سے خوشبو باہر آتی ہے اور ایک دروازہ ان کے بائیں ہے اس سے بدبو باہر آتی ہے پس ظاہر ہوا دونوں حدیثوں سے عدم لزوم مذکور اور یہ تطبیق اولی ہے قرطبی کی تطبیق سے۔(فتح) بعض کہتے ہیں کہ اختصار کیا پیغمبروں نے اوپر تعریف کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس صفت کے یعنی صالح کے اس واسطے کہ صلاح بھی ایک صفت ہے جو شامل ہے تمام نیک خصلتوں کو اسی واسطے دہرایا اس کو ہر پیغمبر نے ان میں سے نزدیک ہر صفت کے اور صالح وہ شخص ہے جو قائم ہو ساتھ اس چیز کے کہ لازم ہے اس پر حقوق اللہ اور حقوق العباد سے پس اس جگہ سے ہوا یہ کلمہ جامع واسطے معانی خیر کے اور بیچ قول آدم علیہ السلام کے ساتھ ابن صالح کے اشارہ ہے طرف فخر کرنے اس کے کی ساتھ اس کے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہیں۔(فتح) یہ روایت موافق ہے ثابت کی روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے جو مسلم میں ہے کہ پہلے آسمان میں آدم علیہ السلام ہیں اور دوسرے میں یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرے میں یوسف علیہ السلام اور چوتھے میں ادریس علیہ السلام اور پانچویں میں ہارون علیہ السلام اور چھٹے میں موسیٰ علیہ السلام ساتویں میں ابراہیم علیہ السلام اور مخالفت کی اس کی زہری نے اپنی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے پیغمبروں کے نام نہیں لیے اور پہلی روایت ثابت کی زیادہ تر ثابت ہے زہری کی روایت سے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبروں کو آسمانوں میں کس طرح دیکھا اور حالانکہ ان کے بدن قبروں کے اندر زمین میں قرار پا چکے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی روحیں ان کے بدنوں کی صورت میں ہو گئے یا حاضر کیے گئے ان کے بدن واسطے ملاقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس رات کو واسطے تکریم اور تشریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔فتح) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ اچانک میں نے وہاں ایک مرد کو دیکھا کہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہے تحقیق غالب ہوا ہے وہ لوگوں پر ساتھ حسن کے جیسا کہ غالب ہوتا ہے چاند چودھویں کا تاروں پر اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ یوسف علیہ السلام سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے لیکن ترمذی میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمہارے پیغمبر سب سے زیادہ خوبصورت تھے بنا بریں اس کی پس حدیث معراج کی محمول ہے اس پر کہ مراد سوائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں یعنی یوسف علیہ السلام ہمارے پیغمبر کے سوا اور سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور تائید کرتا ہے اس کی اس شخص کا قول جو کہتا ہے کہ متکلم اپنے خطاب کے عموم میں داخل نہیں ہوتا اور ابن منیر نے کہا ہے کہ یہ جو آیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن ملا تو مراد یہ ہے کہ جس قدر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن ملا تھا اس سے آدھا یوسف علیہ السلام کو ملا لیکن خاص ہونا ہر پیغمبر کا ان میں سے ساتھ اس آسمان کے جس میں انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو اس

کی حکمت میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ تا کہ ظاہر ہو کم وبیش ہونا ان کو درجوں میں اور صرف انہیں پیغمبروں کو ذکر کیا ان کے سوا کسی اور پیغمبر کو ذکر نہیں کیا تو حکمت اس میں اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہو گی واسطے حضرت ﷺ کے ساتھ قوم اپنی کے سو آدم علیہ السلام کی ملاقات سے تو اس پر تنبیہ ہے کہ جس طرح آدم علیہ السلام بہشت سے نکالے گئے اسی طرح حضرت ﷺ بھی اپنے وطن سے نکالے جائیں گے چنانچہ آپ ﷺ نے ہجرت کی پھر انجام کار اپنی جگہ میں پھر آئیں گے اور ساتھ یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے تنبیہ ہے اس چیز پر جو واقع ہوئی واسطے آپ ﷺ کے اول ہجرت میں عداوت یہود کی سے ڈٹ جانے ان کے سے سرکشی پر اور ارادے ان کے سے کہ حضرت ﷺ کو بدی پہنچے اور یوسف علیہ السلام کے ساتھ تنبیہ ہے اس چیز پر جو واقع ہوئی ہے واسطے آپ ﷺ کے اپنے بھائیوں قریش سے کہ انہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ لڑائی قائم کی اور چاہا کہ آپ ﷺ کو مار ڈالیں اور انجام کار حضرت ﷺ کی فتح ہوئی اور قریش ذلیل ہوئے اور شرمسار جیسا کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے قول سے اشارہ کیا کہ ﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ اور ساتھ ادریس علیہ السلام کے تنبیہ ہے اوپر بلند ہونے مرتبے آپ ﷺ کے نزدیک اللہ کے اور ساتھ ہارون علیہ السلام کے تنبیہ ہے کہ آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ کی محبت کی طرف رجوع کیا بعد اس کے کہ آپ ﷺ کو تکلیف دی اور ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے اس چیز پر جو واقع ہوئی ہے واسطے آپ ﷺ کے اپنی قوم کے علاج سے اور ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے بیچ ٹیک دینے ان کے بیت المعمور کو اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ ختم ہوئی واسطے آپ ﷺ کے اپنی عمر میں قائم کرنے عبادتوں کے سے اور تعظیم کعبے کی سے اور سہیلیؒ نے کہا ہے کہ ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کرنے میں یہ مناسبت ہے کہ حضرت ﷺ ہجرت سے ساتویں سال پیچھے مکے میں داخل ہوئے اور کعبے کا طواف کیا اور اس سے پہلے آپ ﷺ کو کعبے میں داخل ہونے کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ جب آپ ﷺ نے چھٹے سال خانے کعبے کا قصد کیا تو کفار قریش نے آپ ﷺ کو مکے میں داخل ہونے سے روکا جیسا کہ اس کا بیان ہو چکا ہے۔ (فتح) علماء نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کا رونا معاذ اللہ حسد کے سبب سے نہ تھا اس واسطے کے اگلے جہاں میں حسد عام مسلمانوں سے کھینچا گیا ہے پس کس طرح جائز ہے پایا جانا حسد کا ان لوگوں میں جن کو اللہ نے چن لیا یعنی جب اس جہاں میں عام مسلمانوں میں حسد نہ ہو گا تو پھر پیغمبروں میں حسد کیونکر ممکن ہے بلکہ افسوس آیا ان کو اوپر فوت ہونے ثواب کے جس سے درجہ بلند ہوتا ہے اس سبب سے کہ ان کی امت نے ان کی بہت مخالفت کی یعنی ایمان کم لائے اور یہ مخالفت چاہتی ہے کہ ان کی امت کا ثواب کم ہو اور یہ مستلزم ہے اس کو کہ موسیٰ علیہ السلام کا ثواب کم ہو اس واسطے کے ہر پیغمبر کو اس کے تابعداروں کے ثواب کے برابر ثواب ملتا ہے پس جتنا امت کو پیغمبر کی پیروی کا ثواب ملتا ہے اتنا ہی ان کے پیغمبر کو ثواب ہوتا ہے اس واسطے کہ پیغمبر کے سبب انہوں نے ہدایت پائی اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام کے تابعدار ہمارے پیغمبر کے تابعداروں سے کم ہیں اور باوجودیکہ موسیٰ علیہ السلام کی امت کی عمر اس امت کی عمر

سے بہت دراز ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے پیغمبر ﷺ کو لڑکا واسطے حقارت کے نہیں کہا بلکہ تھا یہ بطور تعجب ساتھ قدرت اللہ کے اور بڑی بخشش اس کی کے اس واسطے کہ باوجود کم عمری کے ان کو ایسا رتبہ حاصل ہوا کہ کسی کو اگلے پیغمبروں سے حاصل نہیں ہوا جو آپ ﷺ سے بڑی عمر والے تھے اور تحقیق واقع ہوئی ہے موسیٰ علیہ السلام سے مہربانی واسطے اس امت کے نماز کے امر سے جو اس کے غیر کے واسطے واقع نہیں ہوئی اور اشارہ کیا حضرت ﷺ نے طرف اس کی ساتھ قول اپنے کے کہ تھے موسیٰ علیہ السلام بہتر واسطے میرے جب کہ میں ان کی طرف پلٹ آیا اور ابن ابی جمرہ نے کہا کہ رکھی ہے اللہ نے پیغمبروں کے دلوں میں رحمت اکثر اور لوگوں سے پس اسی واسطے روئے موسیٰ علیہ السلام واسطے رحمت کے اپنی امت پر اور لیکن یہ جو کہا کہ یہ لڑکا تو اشارہ کیا طرف کم عمر ہونے حضرت ﷺ کے بہ نسبت عمر اپنی کے خطابی نے کہا کہ عرب کے جوان آدمی کو لڑکا کہتے ہیں جب تک کہ اس میں کچھ باقی قوت ہو اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ اشارہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے طرف اس چیز کی کہ انعام کی اللہ نے ہمارے حضرت ﷺ پر بدستور رکھنے ان کی قوت بدنی سے کہولیت میں یہاں تک کہ داخل ہوئے بڑھاپے میں اور نہ داخل ہوا آپ ﷺ کے بدن پر دبلا پن اور نہ عارض ہوا آپ ﷺ کی قوت کو کوئی نقص یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے اور لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کو جوان کہا اور ابو بکر کو بوڑھا کہا باوجودیکہ صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر حضرت ﷺ کی عمر سے کم تھی اور قرطبی نے کہا کہ حکمت بیچ تخصیص موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تکرار حضرت ﷺ کے نماز کے امر میں شاید اس واسطے ہے کہ جو موسیٰ علیہ السلام کی امت کو نماز کی تکلیف دی گئی تھی وہ تکلیف کسی امت کو نہیں تو ان کو اس کا ادا کرنا دشوار ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈرے اس واسطے کہ مبادا محمد ﷺ کی امت کو بھی ایسی تکلیف ہو اور اشارہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے طرف اس کی ساتھ قول اپنے کے کہ میں آزما چکا ہوں لوگوں کو تجھ سے پہلے اور احتمال ہے کہ جب ابتداء میں موسیٰ علیہ السلام کو افسوس ہوا اوپر کم ہونے ثواب اپنی امت کے بہ نسبت امت محمدیہ ﷺ کے تمنا کی یہ کہ دور کریں اس نقصان کو ساتھ خرچ کرنے نصیحت کے واسطے ان کے اور شفقت کرنے کے اوپر ان کے تا کہ دور کریں اس وہم کو جو ابتدا کلام میں ان پر ہونے کے قریب تھا اور سہیلی نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں حضرت ﷺ کی صفت دیکھی سو دعا مانگی کہ الٰہی مجھ کو ان کی امت سے کر سو ان کے واسطے ایسی شفقت کی جس میں کوئی اس امت کا ان کے واسطے شفقت کرتا ہے۔ (فتح) اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بیت المعمور کو ٹیک دے بیٹھے تھے۔

تکملہ: اختلاف کیا گیا ہے بیچ حال پیغمبروں کے وقت ملنے حضرت ﷺ کے ان کو معراج کی رات میں کہ کیا وہ اپنے بدنوں کے ساتھ حضرت ﷺ کی ملاقات کے واسطے اٹھائے گئے تھے یا ان کی روحیں قرار یافتہ ہیں ان جگہوں میں جن میں حضرت ﷺ ان سے ملے یا ان کی ارواح نے ان کے بدنوں کی صورت پکڑی اور اختیار کیا ہے پہلی وجہ کو ہمارے بعض استادوں نے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث مسلم کے کہ میں معراج کی رات حضرت

موسیٰ علیہ السلام پر گزرا اس حال میں کہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے تھے پس معلوم ہوا کہ وہ اپنے بدن سے آسمان پر اٹھائے گئے میں کہتا ہوں کہ یہ بات لازم نہیں کہ وہ بدن سے اٹھائے گئے ہوں بلکہ جائز ہے کہ ہے ان کی روح کو اتصال اور جوڑ ہو ان کے بدن سے زمین میں پس اسی وجہ سے قادر ہیں نماز پر قبر میں اور ان کی روح آسمان پر قرار یافتہ ہے۔ (فتح) اس بیری کے درخت کا نام سدرۃ المنتہیٰ اس واسطے رکھا گیا کہ وہاں تمام ہوتا ہے جو زمین سے چڑھتا ہے اور جو اس سے اترتا ہے اور وہ چھٹے آسمان میں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ساتویں آسمان میں ہے اور اس میں کچھ تعارض نہیں ہے کہ اس کی جڑ چھٹے آسمان میں ہے اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان میں ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتھی اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ وہاں تمام ہوتا ہے علم ہر نبی مرسل اور فرشتے مقرب کا اور جو اس کے اوپر ہے اس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا جس کو اللہ معلوم کروائے اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر سونے کی ٹڈیاں گرتی ہیں اور بیری کے درخت کو اس واسطے اختیار کیا کہ اس میں تین صفتیں ہیں کہ سایہ دراز اور کھانا لذیذ اور بو پاک تو ہوگا بجائے ایمان کے جو جامع ہے قول اور عمل اور نیت کو پس سایہ بجائے عمل کے ہے اور مزا بجائے نیت کے ہے اور خوشبو بجائے قول کے ہے اور مٹکے ہجر کے معروف تھے نزدیک مخاطبین کے پس اسی واسطے واقع ہوئی ہے مثال بیان کرنا ساتھ اس کے اور یہی مٹکے ہیں جن کے ساتھ واقع ہوئی ہے تحدید پانی کثیر کی بیچ حدیث قلتین کے یہ بات خطابی نے کہی ہے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ یہ چار دریا سدرہ کی جڑ سے نکلتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ چار دریا بہشت سے نکلتے ہیں نیل اور فرات اور سیحان اور جیحان پس احتمال ہے کہ سدرہ بہشت میں لگی ہوئی ہو اور دریا اس کے نیچے سے نکلتے ہوں پس صحیح ہوگا یہ کہنا کہ وہ بہشت سے نکلتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام پھر مجھ کو ساتویں آسمان پر لے چڑھے یہاں تک کہ ایک دریا پر پہنچے جس پر تنبو ہیں موتیوں کے اور یاقوت اور زبرجد کے اور اس پر سبز جانور ہیں میں نے کہا یہ کیا ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا پس اچانک اس میں برتن ہیں سونے اور چاندی کے جاری ہیں اوپر سنگریزوں یاقوت اور زمرد کے اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے تو میں نے وہاں سے ایک برتن لیا اور اس پانی سے بھر کر پیا تو ناگاہ وہ بہت میٹھا تھا شہد سے اور زیادہ خوشبودار تھا مشک سے اور ایک روایت میں ہے کہ اس میں ایک دریا جاری ہے اور اس کو سلسبیل کہا جاتا ہے اور پھوٹ نکلتے ہیں اس سے دو دریا ایک کا نام کوثر ہے اور ایک کا نام دریائے رحمت میں کہتا ہوں ممکن ہے وہ چھپے دو دریا وہی ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ نیل اور فرات اور سیحان اور جیحان بہشت کے دریاؤں سے ہیں سو یہ حدیث اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ مراد یہ ہے کہ زمین میں چار دریا ہیں جن کی اصل بہشت سے ہے پس نہ ثابت ہوگا اس وقت کہ سیحان اور جیحان کی اصل سدرہ سے ہے پس ممتاز ہوگا ساتھ اس کے نیل اور فرات اوپر ان کے اور لیکن چھپے دو دریا جو باب کی حدیث میں مذکور ہیں وہ سیحون اور جیحون کے سوا ہیں نووی نے کہا کہ اس

حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل نیل اور فرات کی بہشت سے ہے اور یہ کہ وہ سدرہ کی جڑ سے نکلتے ہیں پھر چلتے ہیں جس جس جگہ اللہ چاہتا ہے پھر زمین پر اترتے ہیں پھر اس میں چلتے ہیں پھر اس میں سے نکلتے ہیں اور اس کو عقل منع نہیں کرتی اور تحقیق گواہی دی ہے ساتھ اس کے ظاہر خبر نے پس چاہیے کہ اعتماد کیا جائے اوپر اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر فضیلت پانی نیل اور فرات کے اس واسطے کہ دونوں بہشت سے نکلتے ہیں اور اسی طرح سیحون اور جیحون کی بھی اور شاید حدیث معراج میں ان کا ذکر نہیں کیا کہ وہ بذات خود اصل نہیں اور احتمال ہے کہ وہ دونوں نیل اور فرات سے نکلتے ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کو بہشت کے دریا اس واسطے کہا گیا کہ ان کا پانی بہشت کے دریاؤں کے مشابہ ہے اس واسطے کہ نہایت میٹھا ہے اور اس میں برکت ہے اور پہلی وجہ اولی ہے کہ یہ سچ مچ بہشت سے نکلتے ہیں۔ (فتح) اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے اور نکلتے ہیں پھر قیامت تک ان کو باری نہ آئے گی اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے سب مخلوقات سے زیادہ ہیں اس واسطے کہ سارے عالم میں ایسی کوئی مخلوق نہیں کہ ہر روز ستر ہزار جدید ہو۔ (فتح) قرطبی نے کہا شاید دودھ کو فطرت اس واسطے کہا کہ وہ پہلے پہل بچے کے پیٹ میں داخل ہوتا ہے اور حضرت ﷺ نے اس کی طرف میل کی اس کے سوا اور کسی چیز کی طرف میل نہ کی تو اس میں بھید یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اس سے زیادہ الفت ہے اور اسی واسطے کہ اس کی جنس سے کوئی فساد پیدا نہیں ہوتا اور یہاں روایت میں بہت اختلاف ہے اور تطبیق یہ ہے کہ یا تو لفظ ثم کا ساتھ معنی وارد کے ہے یا دو بار آپ ﷺ کے آگے برتن لائے گئے ایک بار بیت المقدس میں آسمان پر چڑھنے سے پہلے اور اس کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ کو پیاس لگی تھی اور ایک بار جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اور لیکن جو برتنوں کی گنتی میں اختلاف واقع ہوا ہے تو وہ محمول ہے اس پر کہ جو چیز بعض راویوں نے ذکر کی وہ دوسروں نے ذکر نہیں کی اور حاصل ان کا یہ ہے کہ وہ چار برتن تھے اور ان میں چار چیزیں تھیں چار دریاؤں سے جو سدرہ کی جڑ سے نکلتے ہیں یعنی ایک میں پانی تھا اور ایک میں دودھ اور ایک میں شراب اور ایک میں شہد۔ (فتح) اور حکمت بیچ خاص کرنے فرض نماز کے ساتھ رات معراج کی یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ کو اوپر چڑھایا گیا تو اس رات میں فرشتوں کو عبادت کرتے دیکھا اور یہ کہ بعض ان میں سے کھڑے ہیں بیٹھتے نہیں اور بعض رکوع میں ہیں سجدہ نہیں کرتے اور بعض سجدے میں ہیں بیٹھتے نہیں سو جمع کیا اللہ نے واسطے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے ان سب عبادتوں کو بیچ ہر رکعت کے کہ پڑھے اس کو بندہ ساتھ شرطوں اس کی کے اطمینان اور اخلاص سے اور ایک روایت میں ہے کہ اے محمد ﷺ یہ پانچ نمازیں ہیں ہر دن رات میں ہر نماز کا ثواب دس نماز کے برابر ہے پس یہ پچاس نمازیں ہوئیں اور جو نیکی کا قصد کرے اور اس کو کرے نہیں تو اس کے واسطے نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض ہوئیں تو انہوں نے ان کو بھی قائم نہ کیا اور یہ جو کہا کہ پکارنے والے نے پکارا تو یہ قوی تر دلیل ہے اس پر کہ اللہ تعالی نے

اپنے پیغمبر محمد ﷺ سے معراج کی رات میں بغیر واسطہ کے کلام کیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر میں ایک مکان میں ظاہر ہوا کہ میں نے اس میں قلموں کی آواز سنی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب حضرت ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو اللہ تبارک وتعالیٰ قریب ہوا اور پس رہ گیا فرق دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی نزدیک پھر حکم کیا مجھ کو پچاس نماز کا اور اس کی بحث آئندہ آئے گی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر میں بہشت میں داخل ہوا تو ناگہاں اس کی کنکریاں موتی تھیں اور مٹی مشک اور ایک روایت میں ہے کہ جس حالت میں کہ میں بہشت میں سیر کرتا تھا تو اچانک دریا تھا اس کے دونوں کناروں میں نرم موتی کے محل تھے اور اس کی مٹی مشک تھی سو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا کیا سبب ہے کہ میں کسی آسمان میں نہیں آیا مگر وہاں کے فرشتوں نے مجھ کو مرحبا کہا اور مجھ سے ہنسے سوائے ایک مرد کے کہ میں نے اس کو سلام کیا اور اس نے میرے سلام کا جواب دیا اور مرحبا کہا اور ہنسا نہیں کہا کہ اے محمد ﷺ یہ مالک ہے داروغہ دوزخ کا نہیں ہنسا جب سے پیدا ہوا اور اگر کسی کے واسطے ہنستا تو آپ ﷺ کے واسطے ہنستا اور ایک روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ دونوں کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے گئے تو انہوں نے بہشت اور دوزخ اور سب وعدوں آخرت کے کو دیکھا اور بہشت میرے آگے لائی گئی تو اچانک اس کے انار ڈولوں کی طرح ہیں اور اس کے جانور اونٹوں کی طرح ہیں اور دوزخ میرے سامنے لائی گئی تو اچانک وہ اس حال سے ہے کہ اگر اس میں پتھر اور لوہا ڈالا جائے تو اس کو کھا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اے بیٹے آج رات تو اللہ سے ملاقات کرے گا اور تیری امت سب امتوں سے پچھلی امت ہے اور سب سے ضعیف تر ہے پس اگر تجھ سے ہو سکے کہ تیری کوئی حاجت تیری امت کے حق میں ہو تو اللہ سے مانگنا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزر چکے یہ کہ آسمان کے واسطے حقیقتاً دروازے ہیں اور چوکیدار ہیں جو ان پر متعین ہیں اور اس میں ثابت کرنا اجازت مانگنے کا ہے اور یہ کہ اجازت مانگنے والے کو لائق ہے کہ کہے کہ میں فلاں ہوں اور فقط اتنا ہی نہ کہے کہ میں ہوں اس واسطے کہ یہ منافی ہے مطلوب استفہام کے کو اور یہ کہ چلتا بیٹھے کو سلام کرے اگرچہ چلتا افضل ہو بیٹھنے والے سے اور یہ کہ مستحب ہے ملنا اہل فضل کو ساتھ بشارت اور مرحبا کے اور ثناء اور دعا کے اور جائز ہے تعریف اس آدمی کی جس پر فتنے کا خوف نہ ہو روبرو اور یہ کہ جائز ہے تکیہ کرنا قبلے سے ساتھ پیٹھ وغیرہ کے اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام نے بیت المعمور کو تکیہ دیا اور وہ مانند کعبے کی ہے اور یہ کہ جائز ہے نسخ حکم کا پہلے واقع ہونے فعل کے اور یہ کہ رات کا چلنا افضل ہے دن کے چلنے سے اسی واسطے حضرت ﷺ کے اکثر سفر رات کے تھے اور فرمایا کہ رات کو زمین لپیٹ ڈالی جاتی ہے اور یہ کہ تجربہ قوی تر ہے بیچ تحصیل مطلوب کے معرفت کثیرہ سے مستفاد ہوتا ہے یہ موسیٰ علیہ السلام کے قول سے کہ میں نے علاج کیا بنی اسرائیل کا نہایت تدبیر سے اور ان کو آزما چکا ہوں اور مستفاد ہوتا ہے

اس سے حاکم بنانا عادت کا اور تنبیہ ساتھ اعلیٰ کے ادنیٰ پر اس واسطے کہ پہلی امتوں کے بدن اس امت سے قوی تر تھے اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں علاج کر چکا ہوں ان کا اس سے ادنیٰ چیز پر تو انہوں نے اس کو بھی قائم نہ کیا اور یہ کہ بہشت اور دوزخ پیدا ہو چکے ہیں اور یہ کہ مستحب ہے بہت مانگنا اللہ سے اور بہت سفارش کرنا نزدیک اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار اللہ سے نماز کی آسانی مانگی اور اس میں فضیلت ہے حیا کی اور خرچ کرنا نصیحت کا واسطے محتاج اس کے اگرچہ ناصح اس میں مشورہ نہ چاہے۔ (فتح)

۳۵۹۹۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ.

۳۵۹۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ نہیں بنایا گردانہ ہم نے خواب کو جو ہم نے تجھ کو دکھایا مگر فتنہ اور آزمائش واسطے لوگوں کے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ آنکھ کا دیکھنا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس تک سیر کرائی گئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ درخت جو قرآن میں مذکور ہے وہ زقوم کا درخت ہے۔

فائدہ: میں کہتا ہوں اس حدیث کو معراج کے باب میں لانا تائید کرتا ہے اس کی کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک معراج اور اسراء کی رات ایک ہی رات ہے برخلاف اس کے کہ جس نے سمجھا کہ دونوں بابوں کا جدا جدا لانا ان کے جدا جدا ہونے پر دلالت کرتا ہے اور میں نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ بے شک ترجمہ اس کا اول نماز میں دلالت کرتا ہے اوپر اس کے جب کہ فرض ہوئی نماز رات اسراء کی اور تحقیق تمسک کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس کلام سے جس نے کہا ہے کہ اسراء خواب میں تھا اور جو کہتا ہے کہ جاگتے میں تھا سو پہلے نے تو اس کو لفظ رویا سے لیا ہے کہا اس واسطے کہ یہ لفظ خاص ہے ساتھ خواب کے اور جو دوسرے قول کا قائل ہے تو اس نے لفظ اسراء کا لیا سوائے اس کے نہیں کہ اسراء جاگتے میں تھا اس واسطے کہ اگر خواب میں ہوتا تو کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں نہ جھٹلاتے اور نہ اس چیز میں جو اس سے بعید تر ہے جب ثابت ہوا کہ یہ جاگتے تھا اور معراج بھی اسی رات میں تھی تو بے شک ہوئی یہ بات کہ معراج بھی بیداری میں تھی اس واسطے کہ اس کا کوئی قائل نہیں کہ جب بیت المقدس میں پہنچے تو سو گئے تھے پھر اوپر چڑھائے گئے تھے اس حالت میں کہ سوتے تھے اور جب معراج بیداری میں ہوئی تو اضافت رؤیا کی طرف عین کی واسطے احتراز کے ہے خواب دل سے اور تحقیق ثابت کیا ہے اللہ نے دیکھنا دل کا قرآن میں سو فرمایا ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى﴾ یعنی نہیں جھوٹ کہا دل نے جو دیکھا اور دیکھنا آنکھ کا سو فرمایا کہ ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى﴾ یعنی نہیں بہکی

آنکھ اور نہ حد سے بڑھی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دو بار دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اللہ نے کلام کو موسیٰ علیہ السلام کے واسطے خاص کیا اور خلت کو ابراہیم علیہ السلام کے واسطے ٹھہرایا اور نظر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ٹھہرائی سو جب یہ بات مقرر ہوئی تو ظاہر ہوا کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس جگہ ساتھ دیکھنے آنکھ مذکور کے تمام وہ چیزیں ہیں کہ ذکر کیا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور اس میں رد ہے واسطے اس کے جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ رؤیا کے اس آیت میں دیکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ وہ مسجد حرام میں داخل ہوئے جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا﴾ اور مراد فتنہ سے اس آیت میں وہ چیز ہے کہ مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے میں جانے سے روکا اور اگرچہ ممکن ہے کہ آیت سے یہ مراد ہو لیکن اعتماد اس کی تفسیر میں ترجمان قرآن یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اولیٰ ہے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں اللہ کو دیکھا یا نہیں دو قول مشہور پر اور انکار کیا ہے اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ایک گروہ نے اور ثابت کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک گروہ نے اور اس کا مفصل بیان آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابُ وُفُوْدِ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ

باب ہے بیان میں پہنچنے ایلچیوں انصار کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکے میں اور بیعت عقبہ کی

فائدہ: ابن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ ابوطالب کے مرنے کے بعد ظاہر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حمایتی نہ رہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں ثقیف کی طرف نکلے ان کو اپنی مدد کی طرف بلاتے تھے سو جب وہ مدد سے باز رہے بلکہ الٹا ایذا دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں پھر آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ حج کے دنوں میں اپنی جان کو عرب کی قوموں پر پیش کرتے تھے اور اس نے کئی سندوں سے ذکر کیا ہے کہ آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس قوم کندہ کے اور قوم بنی حذیفہ کے اور قوم بنی کعب اور بنی عامر وغیرہم کے تو کسی نے ان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہ مانا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا پس تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سالوں میں یعنی ہجرت سے پہلے پیش کرتے اپنی جان کو قبیلوں عرب پر اور کلام کرتے ہر قوم کے شریف اور رئیس سے نہ سوال کرتے ان سے کچھ مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگہ دیں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا چاہے اس کو روکے اور فرماتے کہ میں کسی کو تم میں سے کسی چیز پر تنگ نہیں کرتا بلکہ میں چاہتا ہوں کہ روکو اس کو جو مجھ کو ایذا دے تاکہ میں اللہ کا حکم پہنچاؤں تو ان میں سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات قبول نہ کرتا بلکہ کہتے تھے کہ مرد کی قوم اس کو خوب جانتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج کے دنوں میں اپنی جان کو لوگوں پر پیش کرتے تھے اور کہتے تھے کوئی ایسا مرد ہے کہ جو مجھ کو اپنی قوم کی طرف اٹھا لے جائے پس تحقیق قریش نے روکا ہے مجھ کو اس سے کہ میں اپنے اللہ کا پیغام پہنچاؤں سو ہمدان کا ایک مرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قبول کیا پھر ڈرا اس سے کہ اس کی قوم اس کے تابع نہ ہو سو کہا کہ میں اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں اور ان کو خبر دیتا ہوں سو آئندہ سال

میں آپ کے پاس آؤں گا حضرت ﷺ نے فرمایا اچھا سو وہ مرد چلا گیا اور رجب میں انصار کے ایلچی آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ جب اللہ نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ اپنی جان کو عرب کی قوموں پر پیش کریں تو حضرت ﷺ نکلے اور میں ان کے ساتھ تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے یہاں تک کہ ہم عرب کی ایک مجلس میں پہنچے اور آگے بڑھے ابو بکر رضی اللہ عنہ سو کہا کہ کون قوم ہے انہوں نے کہا کہ ہم ربیعہ کی قوم ہیں کہا کون ربیعہ کہا ذہل سے سو ان کے ساتھ بہت تکرار ہوا آخر انہوں نے توقف کیا کہ ہم ابھی کچھ نہیں کر سکتے پھر ہم اوس اور خزرج کی مجلس کی طرف گئے اور وہ وہی ہیں جن کا نام حضرت ﷺ نے انصار رکھا اس واسطے کہ انہوں نے آپ ﷺ کا کہا مانا کہ ہم آپ ﷺ کو جگہ اور مدد دیں گے سو نہ کھڑے ہوئے وہ یہاں تک کہ انہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اور ایک روایت میں ہے کہ اہل عقبہ اولیٰ چھ آدمی تھے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم خزرج کی قوم سے ہیں فرمایا کیا تم نہیں بیٹھتے کہ میں تم سے کلام کروں انہوں نے کہا ہاں تو حضرت ﷺ نے ان کو اللہ کی طرف بلایا اور اسلام کو ان پر پیش کیا اور قرآن کو ان پر پڑھا اور اللہ نے ان کے ساتھ یہ احسان کیا کہ ان کے شہروں میں ان کے ساتھ یہود رہتے تھے اور وہ اہل کتاب تھے اور اوس اور خزرج کی یہود سے بہت مخالفت تھی سو جب ان کے درمیان کوئی جھگڑا ہوتا تھا تو یہود کہتے تھے کہ عنقریب ایک پیغمبر پیدا ہوگا اس کا زمانہ قریب ہے ہم اس کے تابع ہوں گے اور اس کے ہمراہ ہو کر تم کو قتل کریں گے سو جب حضرت ﷺ نے ان سے کلام کیا تو اوس اور خزرج نے آپ ﷺ کی صفت پہچانی تو بعض نے بعض سے کہا کہ یہود آپ ﷺ کو ہم سے پہلے نہ مان لیں تم یہود سے پہلے حضرت ﷺ کے ساتھ ایمان لاؤ تو وہ حضرت ﷺ کے ساتھ ایمان لائے اور آپ ﷺ کو سچا جانا اور اپنے وطن کی طرف پھر گئے تا کہ اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلائیں سو جب انہوں نے اپنی قوم کو حضرت ﷺ کی خبر دی تو ان کی قوم کا کوئی گھر باقی نہ رہا مگر کہ اس میں حضرت ﷺ کا ذکر تھا یہاں تک کہ جب حج کے دن آئے تو ان میں سے بارہ آدمی آپ ﷺ کو ملے۔ (فتح)

۳۶۰۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ

۳۶۰۰۔ عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھے وہ عصا کش کعب رضی اللہ عنہ کے جب کہ کعب رضی اللہ عنہ اندھے ہوئے کہا میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتے تھے ساتھ درازی کے جب کہ پیچھے رہا حضرت ﷺ سے جنگ تبوک میں کہا کعب رضی اللہ عنہ نے البتہ میں حاضر ہوا ساتھ حضرت ﷺ کے عقبہ کی رات کو جب کہ عہد و پیمان کیا ہم نے آپس میں اسلام پر اور میں نہیں چاہتا کہ اس کے بدلے میرے واسطے جنگ بدر

مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ بِطُوْلِهِ قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ فِي حَدِيْثِهٖ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَّإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا.

میں حاضر ہونا ہوا اگرچہ جنگ بدر لوگوں میں اس سے زیادہ مشہور ہے۔

فائدہ: یعنی جو جنگ بدر میں حاضر ہوا اگرچہ وہ فضیلت والا ہے اس واسطے کہ وہ پہلی جنگ ہے کہ اس میں اسلام کو مدد ہوئی لیکن عقبہ کی بیعت تھی سبب بیج ظاہر ہونے اسلام کے اور اسی سے پیدا ہوئی جنگ بدر کی اور ایک روایت میں ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حج کے ارادے سے اپنی قوم کے مشرکوں کے ساتھ نکلے سو جب ہم مکے میں پہنچے اور ہم نے اس سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہ تھا سو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتا پوچھا تو کسی نے کہا کہ وہ ساتھ عباس رضی اللہ عنہ کے ہیں مسجد میں پھر ہم مسجد میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تو براء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبلے کا پوچھا پھر ہم حج کی طرف نکلے اور وعدہ کیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ کا یعنی وہاں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں گے اور ہمارے ساتھ عبداللہ تھا جابر کا والد وہ اس سے پہلے مسلمان نہ ہوا تھا تو ہم نے اس کو اسلام سکھلایا سو وہ اس وقت مسلمان ہو گیا اور ہو گیا سرداروں سے کہا سو ہم تہتر مرد ایک ٹیلے کے پاس جمع ہوئے اور ہمارے ساتھ دو عورتیں تھیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عباس رضی اللہ عنہ تھے سو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ہیں جس طرح کہ تم جانتے ہو اور البتہ ہم نے ان کو بچایا ہے اور وہ عزت میں ہیں سو اگر تم چاہو کہ پورا کرو تم واسطے ان کے قول قرار کو جو ان کے ساتھ قول قرار کرو اور ان کو ان کے دشمنوں سے بچاؤ تو تم اور یہ یعنی تم ان کا ہاتھ پکڑو نہیں تو بس ابھی سے جواب دو ہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کلام کیجیے اور جو چاہے اپنی جان کے واسطے عہد لیجیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کیا اور اللہ کی طرف بلایا اور قرآن پڑھا اور اسلام کی رغبت دلائی پھر فرمایا کہ میں بیعت کرتا ہوں تم سے اس چیز پر کہ بچاؤ مجھ کو اس چیز سے جس سے تم اپنی عورتوں اور لڑکوں کو بچاتے ہو تو براء بن معرور نے اٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ ہاں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچائیں گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں صلح کروں گا جس سے تم صلح کرو گے اور لڑوں گا جس سے تم لڑو گے پھر فرمایا کہ اپنے سے میرے واسطے بارہ سردار نکالو اور فرمایا سرداروں سے کہ تم ضامن ہو اپنی اپنی قوم پر مانند ضامن ہونے حواریوں کے واسطے عیسیٰ علیہ السلام کے انہوں نے کہا خوب اور روایت ہے کہ قریش کو بیعت کی خبر پہنچی تو بہت ناراض ہوئے اور ان میں سے پانچ سو مشرکوں نے قسم کھائی کہ یہ امر واقع نہیں ہوا

اور یہ اس واسطے کہ ان کے اس معاملے کے متعلق کچھ خبر نہیں ہوئی اور ابن اسحاق نے کہا کہ وہ بارہ نقیب یہ ہیں اسعد بن زرارہ، رافع بن مالک، براء بن معرور، عبداللہ بن عمرو، عبادہ بن صامت، سعد بن ربیع، عبداللہ بن رواحہ، سعد بن عبادہ، منذر بن عمرو، اسید بن حضیر، سعد بن خیثمہ، اور ابوالہیثم رضی اللہ عنہم۔ (فتح)

٣٦٠١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ كَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ شَهِدَ بِيْ خَالَايَ الْعَقَبَةَ قَالَ أَبُوْ عَبْد اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَحَدُهُمَا الْبَرَآءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ.

٣٦٠١۔ عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے حاضر ہوئے ساتھ میرے دو ماموں میرے عقبہ کی رات کو ابن عیینہ نے کہا کہ ایک دونوں میں سے براء بن معرور ہے۔

فائدہ: یہ وہ صحابی ہیں جو سب انصار میں سے پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لائے اور پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ (فتح)

٣٦٠٢۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ أَنَا وَأَبِيْ وَخَالِيْ مِنْ أَصْحَابِ الْعَقَبَةِ.

٣٦٠٢۔ عطاء سے روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور میرا باپ اور میرا ماموں تینوں اہل عقبہ سے ہیں۔

٣٦٠٣۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ عَآئِذُ اللّٰهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ مِنَ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا بَدْرًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ أَصْحَابِهٖ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ تَعَالَوْا بَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ

٣٦٠٣۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ ان لوگوں سے ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر اور عقبہ میں حاضر ہوئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اصحاب رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ تھا کہ آؤ بیعت کرو مجھ اس پر کہ نہ شریک ٹھہراؤ اللہ کا کسی کو اور نہ چوری کرو اور نہ حرام کاری کرو اور نہ اپنی اولاد کو مارو اور نہ طوفان لاؤ باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں اور نہ میری بے حکمی کرو نیک کام میں سو جو تم میں اس عہد کو پورا کرے گا تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچے پھر اس کے بدلے دنیا میں عذاب کیا جائے یعنی حد ماری جائے تو وہ اس کے واسطے اس گناہ کا کفارہ ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچے پھر اللہ اس کا عیب

تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهٗ كَفَّارَةٌ وَّمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَأَمْرُهٗ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَآءَ عَاقَبَهٗ وَإِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ قَالَ فَبَايَعْتُهٗ عَلٰى ذٰلِكَ.

چھپائے تو اس کا حکم اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور اگر چاہے گا تو اس کو معاف کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کہ شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں بیان کر دیا ہے کہ عقبہ کی بیعت فقط جگہ دینے اور مدد کرنے پر تھی اور لیکن بیعت کفارے کی پس دوسری بیعت ہے اور بیعت عقبہ کی صورت جنہوں نے بیان کی ان میں ایک کعب ہیں چنانچہ ابھی ان کی حدیث گزر چکی ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس برس کے میں ٹھہرے یعنی بعد پیغمبر ہونے کے ساتھ جاتے تھے لوگوں کے ان کی جگہوں میں موسم حج میں منیٰ وغیرہ میں فرماتے تھے کون ایسا ہے کہ مجھ کو جگہ دے اور میری مدد کرے تا کہ میں اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچاؤں اور اس کے واسطے بہشت ہے یہاں تک کہ اللہ نے ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مدینے سے بھیجا تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچ مانا کہا پس کوچ کیا ہم سے ستر مردوں نے سو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت عقبہ کا وعدہ کیا ہم نے کہا ہم کس چیز پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہا ماننے اور اطاعت کرنے پر خوشی اور ناخوشی میں اور خرچ کرنے پر تنگی اور فراخی میں اور امر معروف پر اور برے کام سے روکنے پر اور اس پر کہ تم میری مدد کرو جب میں تمہارے پاس مدینے میں آؤں سو بچاؤ تم مجھ کو اس چیز سے کہ بچاتے ہو تم اس سے اپنی جانوں اور اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں کو سو سب سرداروں نے کہا کہ ہم کو منظور ہے پھر انہوں نے کہا کہ ہمارے واسطے کیا ثواب ہے فرمایا بہشت اور اسی طرح اور بھی کئی اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس بیعت کی صورت بیان کی۔ (فتح الباری)

٣٦٠٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ إِنِّيْ مِنَ النُّقَبَآءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلٰى أَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا

٣٦٠٤۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نقیبوں سے ہوں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور کہا کہ بیعت کی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر کہ نہ شریک ٹھہرائیں اللہ کا کسی کو اور نہ حرام کاری کریں اور نہ چوری کریں اور نہ قتل کریں اس جان کو جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر ساتھ حق کے اور نہ لے بھاگیں مال کسی کا اور نہ بے حکمی

وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَإِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَآءُ ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ.

کریں بدلے بہشت کے اگر ہم یہ کام کریں اور اگر ہم اس سے کسی چیز کو پہنچیں تو اس کا حکم اللہ کے سپرد ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے بارہ آدمیوں کے ساتھ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ ان کو اسلام کی دعوت کرے تو انصار میں سے بہت خلقت ان کے ہاتھ پر ایمان لائی یہاں تک کہ مدینے میں اسلام پھیل گیا پس تھا یہ سبب رحلت ان کی کا طرف مکے کی آئندہ سال میں یہاں تک کہ ستر مسلمانوں نے آپ ﷺ سے عقبہ کے پاس بیعت کی پھر حضرت ﷺ نے مصعب کو لکھا کہ ان کو جمعہ پڑھائے۔ (فتح)

بَابُ تَزْوِيْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَقُدُوْمِهَا الْمَدِيْنَةَ وَبِنَآئِهِ بِهَا.

باب ہے بیان میں نکاح کرنے حضرت ﷺ کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور تشریف لانے آپ ﷺ کے مدینے میں اور بنا کرنے آپ ﷺ کی ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مدینے میں یعنی بعد ہجرت کے۔

فائدہ: تھا داخل ہونا عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ﷺ پر شوال میں پہلے سال میں اور بعض کہتے ہیں کہ دوسرے سال میں ہجرت سے۔ (فتح)

٣٦٠٥ ـ حَدَّثَنِيْ فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِيْ فَوَفٰى جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِيْ أُمِّيْ أُمُّ رُوْمَانَ وَإِنِّيْ لَفِيْ أُرْجُوْحَةٍ وَّمَعِيْ صَوَاحِبُ لِيْ فَصَرَخَتْ بِيْ فَأَتَيْتُهَا لَا أَدْرِيْ مَا تُرِيْدُ بِيْ فَأَخَذَتْ بِيَدِيْ حَتّٰى أَوْقَفَتْنِيْ عَلٰى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّيْ لَأُنْهِجُ حَتّٰى

٣٦٠٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نکاح کیا مجھ سے حضرت ﷺ نے اور حالانکہ میں چھ برس کی لڑکی تھی پھر ہم مدینے میں آئے یعنی ہجرت کر کے تو ہم بنی حارث کے قبیلے میں اترے سو مجھ کو تپ ہوئی سو میرے سر کے بال گر گئے اور اکھڑ گئے پھر جب تپ دور ہوئی تو میرے بال پیدا ہوئے سو بہت ہوئے وہ بال جو کندھوں پر پڑتے تھے سو میری ماں ام رومان میرے پاس آئی اور البتہ میں ایک جھولے میں تھی اور میرے پاس میری سہیلیاں تھیں یعنی اور لڑکیاں تھیں سو اس نے مجھ کو پکارا تو میں اس کے پاس آئی مجھ کو معلوم نہ تھا کہ مجھ سے اس کا کیا مطلب ہے سو اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو گھر کے دروازے پر کھڑا کیا اور میں ہانپتی تھی یہاں تک کہ

سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِّنْ مَّاءٍ فَمَسَحَتْ بِهٖ وَجْهِيْ وَرَأْسِيْ ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلٰى خَيْرِ طَآئِرٍ فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِيْ فَلَمْ يَرُعْنِيْ إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى فَأَسْلَمَتْنِيْ إِلَيْهِ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ.

میرا دم کچھ ٹھہرا پھر اس نے کچھ پانی لیا اور اس نے میرا منہ اور میرا سر ملا پھر مجھ کو گھر میں داخل کیا تو ناگہاں انصار کی چند عورتیں گھر میں تھیں تو انہوں نے کہا کہ آئی تو خیر اور برکت پر اور بہتر حصے اور نصیب پر تو میری ماں نے مجھ کو ان کے سپرد کیا تو انہوں نے میرے حال کو درست کیا اور سنوارا سو اچانک میرے پاس حضرت ﷺ آئے چاشت کے وقت تو ان عورتوں نے مجھ کو حضرت ﷺ کے سپرد کیا اور میں اس دن نو برس کی لڑکی تھی۔

فائدہ: اور احمد نے اس قصے کو اور وجہ سے دراز نقل کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم مدینے میں آئے اور بنی حارث میں اترے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اور ہمارے گھر میں داخل ہوئے تو میری ماں مجھ کو لائی اور میں جھولے میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلتی تھی اور میرے بال کندھوں پر پڑتے تھے سو اس نے ان کو جدا کیا اور میرے منہ کو کچھ پانی سے ملا پھر مجھ کو اپنے ساتھ لائی یہاں تک کہ مجھ کو ایک دروازے پر کھڑا کیا یہاں تک کہ میرا دم ٹھہرا تو اچانک دیکھتی کیا ہوں کہ حضرت ﷺ اپنی چار پائی پر بیٹھے ہیں اور آپ ﷺ کے پاس انصاری مرد اور عورتیں ہیں تو میری ماں نے مجھ کو حضرت ﷺ کی گود میں بٹھایا پھر کہا یا حضرت ﷺ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہے اللہ آپ ﷺ کو اس میں برکت دے پھر مرد اور عورتیں اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ﷺ نے مجھ سے ہمارے گھر میں بنا کی یعنی صحبت کی اور حالانکہ میں اس دن نو برس کی لڑکی تھی۔ (فتح)

٣٦٠٦۔ حَدَّثَنَا مُعَلّٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا أُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ أَرٰى أَنَّكِ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ وَّيَقُوْلُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَاكْشِفْ عَنْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُوْلُ إِنْ يَّكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ.

٣٦٠٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ کو تو خواب میں دکھلائی گئی دو بار میں دیکھتا ہوں کہ تو ریشمی ٹکڑے میں ہے یعنی فرشتے نے مجھ کو تیری صورت دکھلائی اور کہتا تھا کہ یہ تمہاری عورت ہے تو میں اس کو کھولتا تھا تو ناگہاں وہ تو ہوتی پس میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو اس کو جاری کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

٣٦٠٧۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا

٣٦٠٧۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فوت ہوئیں خدیجہ رضی اللہ عنہا

أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ وَنَكَحَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ ثُمَّ بَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ.

حضرت ﷺ کے مدینے میں ہجرت کرنے سے پہلے تین سال سو دو برس یا دو برس کے قریب حضرت ﷺ ٹھہرے یعنی کسی عورت پر دخول نہ کیا اور نکاح کیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور حالانکہ وہ چھ برس کی لڑکی تھی پھر بنا کی ساتھ اس کے اور حالانکہ وہ نو برس کی لڑکی تھی۔

فائدہ: اس حدیث میں اشکال اور شبہ ہے اس واسطے کہ ظاہر اس کا تقاضہ کرتا ہے کہ نہیں بنا کی حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مگر ہجرت سے دو برس پیچھے اس واسطے کہ قول اس کا کہ دو برس ٹھہرے بعد فوت ہونے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور قول اس کا نَكَحَ عَائِشَةَ یعنی عقد کیا اس سے اس واسطے کہ بعد اس کے کہا کہ بنا کی ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اور حالانکہ وہ نو برس کی تھیں تو اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ حضرت ﷺ نے ہجرت سے دو برس پیچھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بنا کی اور حالانکہ یہ واقع کے مخالف ہے اس واسطے کہ ایک روایت میں ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس نو برس رہی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے بنا کی اس سے نو برس کی عمر میں اور آپ ﷺ کا انتقال ہوا اور حالانکہ وہ اٹھارہ برس کی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ نکاح کیا مجھ سے حضرت ﷺ نے شوال میں اور بنا کی مجھ سے شوال میں بنا بریں اس کے پس قول اس کا کہ دو برس یا اس کے قریب ٹھہرے محمول ہے اس پر کہ ٹھہرے یعنی نہ داخل ہوئے کسی عورت پر پھر داخل ہوئے سودہ رضی اللہ عنہا پر پہلے ہجرت کرنے سے پھر بنا کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے بعد ہجرت کے تو سودہ رضی اللہ عنہا کا ذکر بعض راویوں سے ساقط ہو گیا ہے اور احمد اور طبرانی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو خولہ بنت حکیم نے کہا یا حضرت ﷺ کیا آپ نکاح نہیں کرتے فرمایا ہاں پس کیا ہے نزدیک تیرے کہا ایک کواری ہے اور ایک شوہر دیدہ کنواری تو عائشہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے اور شوہر دیدہ زمعہ کی بیٹی ہے سودہ فرمایا سو جا اور ان دونوں کے پاس میرا ذکر کر سودہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو اس کے بھائی کی بیٹی ہے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہہ کہ تو میرا بھائی ہے اسلام میں اور تیری بیٹی میرے واسطے درست ہے پھر حضرت ﷺ آئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا پھر خولہ سودہ کے پاس گئی تو اس نے کہا میرے باپ سے کہہ اس نے اس کے باپ کو کہا تو اس نے حضرت ﷺ سے نکاح کر دیا اور یہ روایت اشکال کو دفع کرتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فوت ہوئی خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے ہجرت کرنے سے تین برس پہلے یا قریب اس کے اور نکاح کیا حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بعد فوت ہونے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت چھ برس کی لڑکی تھیں پھر بنا کی حضرت ﷺ نے اس سے بعد اس کے کہ ہجرت کی طرف مدینے

ی اور عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت نو برس کی لڑکی تھیں اور اس روایت میں بالکل کچھ اشکال نہیں اور پہلا اشکال بھی اس سے دفع ہو جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ وَّأَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أُهَاجِرُ مِنْ مَّكَّةَ إِلٰى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِيْ إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ.

باب ہے بیان میں ہجرت کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف مدینے کے اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار سے ایک مرد ہوتا اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ میں ہجرت کرتا ہوں مکے سے اس زمین کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں سو میرا گمان یمامہ اور ہجر کی طرف گیا سو ناگہاں ہجرت کا مقام تو مدینہ نکلا جس کا یثرب بھی نام ہے۔

فائدہ: رہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت کرنا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اجازت ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنے کی طرف مدینے کی ساتھ اس آیت کے ﴿وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيْرًا﴾ اور ذکر کیا ہے حاکم نے کہ نکلنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکے سے تھا بعد بیعت عقبہ کے ساتھ تین مہینوں کے یا قریب اس سے اور جزم کیا ہے ابن اسحاق نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو نکلے بنا بر اس کے پس ہوگا نکلنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد بیعت عقبہ کے دو مہینے اور کچھ اوپر دس دن یعنی جمعرات کے دن اور لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم پس متوجہ ہوئے ان میں سے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور متوجہ ہوئی اس سے پہلے ایک جماعت درمیان دو عقبوں سے ان میں سے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہے اور کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب وہ حبش سے پلٹ آئے تو کفار قریش نے ان کو نہایت تکلیف دی تو انہوں نے چاہا کہ پھر وہیں پلٹ جائیں پھر ان کو خبر ہوئی کہ بارہ آدمی مدینے سے بیعت کر گئے ہیں تو انہوں نے مدینے کی طرف ہجرت کی پھر رفتہ رفتہ باقی اصحاب رضی اللہ عنہم نے ہجرت کی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی طرف ہجرت کی اور وہاں قرار پکڑا تو جو مسلمان باقی تھے سب رفتہ رفتہ ہجرت کر گئے اور مشرکین جس کو روک سکتے تھے اس کو نہ جانے دیتے تھے سو اکثر مسلمان چھپ کر نکلتے تھے یہاں تک کہ نہ باقی رہا مکے میں مگر جو دبا ہوا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں محض انصاری ہوتا اور مجھ کو مکے میں

ٹھہرنے سے کوئی چیز مانع نہ ہوتی لیکن میں موصوف ہوں ساتھ صفت ہجرت کے اور مہاجر نہیں رہتا اس شہر میں جس سے ہجرت کی ہو وطن بنا کر سو لائق ہے کہ تم بالکل اطمینان رکھو کہ میں تم سے پھروں گا نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ حضرت ﷺ نے ان کے جواب میں فرمایا جب کہ انہوں نے کہا کہ لیکن مرد یعنی حضرت ﷺ نے پس دوست رکھا ہے ٹھہرنے کو اپنے وطن میں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے میری طرف وحی کی کہ ان تینوں جگہوں سے جس جگہ تو اترے وہی تیری ہجرت کا گھر ہے مدینہ یا بحرین یا قنسرین ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کے ثبوت میں نظر ہے اس واسطے کہ یہ مخالف ہے صحیح حدیث کے کہ قنسرین شام کی زمین ہے مگر یہ کہ محمول کیا جائے اوپر اختلاف ماخذ کے یعنی پہلے آپ ﷺ کو خواب میں نظر آیا پھر وحی کے واسطہ سے اختیار ملا تو آپ ﷺ نے مدینے کو اختیار کیا۔ (فتح)

٣٦٠٨۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيدُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَكُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنْ إِذْخِرٍ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

٣٦٠٨۔ ابووائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو گئے سو انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اس حال میں کہ ہم اللہ کی رضا مندی چاہتے تھے تو ثابت ہوا ہمارا ثواب نزدیک اللہ کے سو بعض ہم میں سے اس عالم سے گزر گئے یعنی مر گئے اور نہ لیا اپنے اجر سے یعنی دنیا کے اجر سے کچھ یعنی غنیموں کے مال سے کہ ان کے بعد ہاتھ آئیں ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور چھوڑی ایک کملی سیاہ اور سفید مانند رنگ چیتے کے سو جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تھے تو ان کے دونوں پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم ان کے دونوں پاؤں ڈھانکتے تھے تو ان کا سر کھلا رہتا تھا تو حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا کہ ان کا سر ڈھانکیں اور ان کے پاؤں پر کچھ اذخر کی گھاس ڈالیں اور ہم میں سے بعض وہ ہیں کہ ان کے واسطے ان کا پھل پختہ ہوا سو وہ اس کو چنتے ہیں۔

فائدہ: میوے سے مراد غنیمت کے مال ہیں کہ پایا ان کو ان لوگوں نے جو ملکوں کی فتح ہونے کے وقت موجود تھے۔ اور اس حدیث کی پوری شرح آئندہ آئے گی۔

٣٦٠٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ

٣٦٠٩۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ

ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

سے سنا فرماتے تھے کہ عملوں کا اعتبار نیت سے ہے سو جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کے واسطے ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت اور جس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہو چکی یعنی اس کا ثواب پائے گا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب کے ابتداء میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٣٦١٠۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِيْ لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ.

٣٦١٠۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں ہجرت بعد فتح مکہ کے۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

٣٦١١۔ قَالَ يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ وَحَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ فَسَأَلْنَاهَا عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِيْنِهٖ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ وَالْيَوْمَ يَعْبُدُ رَبَّهٗ حَيْثُ شَاءَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ.

٣٦١١۔ عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو گئے سو ہم نے ان سے ہجرت کا حکم پوچھا یعنی جو فتح مکہ سے پہلے واجب تھی پھر منسوخ ہوئی ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہیں ہجرت بعد فتح مکہ کے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آج کے دن یعنی فتح مکہ کے بعد ہجرت کا ثواب نہیں ابتداء میں مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ ایک ان میں سے اپنا دین لے کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھاگتا تھا اس خوف سے کہ فتنے میں مبتلا ہو پس لیکن آج سو اللہ نے اسلام کو غالب کیا اور عبادت کرے آدمی

اپنے رب کی جس جگہ چاہے لیکن جہاد اور نیت ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ تو اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف بیان شروع ہونے ہجرت کے اور یہ کہ اس کا سبب خوف فتنے کا تھا اور حکم گھومتا ہے اپنی علت پر اور اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جو قادر ہوا اس پر کہ جس جگہ چاہے اللہ کی عبادت کر سکے تو اس پر ہجرت کرنا واجب نہیں اور ایسا نہ ہو تو واجب ہوتی ہے اور اسی واسطے ماوردی نے کہا کہ جب قادر ہو مسلمان اوپر ظاہر کرنے دین کے کفر کے کسی شہر میں یعنی دار الحرب میں تو ہو جاتا ہے وہ شہر ساتھ اس کے دار السلام سو ٹھہرنا اس میں افضل ہے اس سے ہجرت کرنے سے اس واسطے کہ امید ہے کہ اس کے سوا اور کوئی اسلام میں داخل ہو اور میں نے اول جہاد میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور خطابی نے کہا کہ ابتدا اسلام میں حضرت ﷺ کی طرف ہجرت کرنا مطلوب تھی پھر جب آپ ﷺ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو آپ ﷺ کی طرف ہجرت واجب ہوئی واسطے جہاد کرنے کے ہمراہ آپ ﷺ کے اور سیکھنے احکام دین کے اور تحقیق تاکید کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی کئی آیتوں میں یہاں تک کہ عہد توڑ ڈالا باہم رفیق ہونے کو درمیان مہاجر اور غیر مہاجر کے کہ ایک دوسرے کا وارث نہ ہو سو اللہ نے فرمایا کہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہیں کی تم کو اس کی رفاقت سے کچھ کام نہیں یہاں تک کہ ہجرت کریں پھر جب مکہ فتح ہوا اور ہر قوم کے لوگ مسلمان ہوئے تو ہجرت فرض موقوف ہوئی اور اس کا استحباب باقی رہا میں کہتا ہوں کہ ایک روایت میں ہے کہ نہیں موقوف ہو گی ہجرت جب تک کہ کفار سے جہاد ہو تو تطبیق دونوں میں اس طور سے ہے کہ مراد لا ھجرۃ الخ سے یہ ہے کہ نہیں ہجرت طرف حضرت ﷺ کی بعد فتح مکہ کے جس جگہ کہ تھی ساتھ نیت عدم رجوع کے اپنے اصل معنی کی طرف مگر اجازت سے اور مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ نہیں موقوف ہوئی ہجرت دار الکفر سے مسلمان کے واسطے دار السلام کی طرف اور تحقیق بیان کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مراد کو جب اس حدیث میں جو اسماعیلی نے اس سے روایت کی ہے کہ موقوف ہوئی ہجرت بعد فتح مکہ کے طرف حضرت ﷺ کی اور نہیں موقوف ہوئی ہجرت جب تک کہ کفار سے جہاد ہو یعنی کہ جب تک دنیا میں دار الکفر رہے پس ہجرت واجب ہے اس سے اس شخص پر جو مسلمان ہوا اور اس کو اپنے دین پر فتنے کا خوف ہو اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر فرض کیا جائے کہ دنیا میں کوئی دار الکفر نہ رہے تو ہجرت موقوف ہو گی واسطے موقوف ہونے موجب اس کے۔ (فتح)

۳۶۱۲۔ حَدَّثَنِیْ زَکَرِیَّآءُ بْنُ یَحْیٰی حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ قَالَ هِشَامٌ فَأَخْبَرَنِیْ أَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ سَعْدًا قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَیْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَیَّ

۳۶۱۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ کوئی میرے نزدیک محبوب تر نہیں یہ کہ میں ان سے جہاد کروں تیری راہ میں ان لوگوں سے جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور ان کو وطن سے نکالا الٰہی

أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْرَجُوهُ اللّٰهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ وَقَالَ أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا نَبِيَّكَ وَأَخْرَجُوهُ مِنْ قُرَيْشٍ.

سو میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی دور کر دی۔

فائدہ: شاید گمان ان کو ابتدا میں تھا یقین نہ تھا۔

٣٦١٣ـ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بُعِثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعِينَ سَنَةً فَمَكُثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحٰى إِلَيْهِ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِينَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّينَ.

٣٦١٣ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ چالیس برس کی عمر میں پیغمبر ہوئے سو تیرہ برس مکے میں رہے آپ ﷺ کو وحی ہوتی تھی پھر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا سو آپ ﷺ نے ہجرت کی اور دس برس مدینے میں رہے پھر آپ ﷺ نے وفات پائی اور حالانکہ آپ ﷺ تریسٹھ برس کے تھے۔

٣٦١٤ ـ حَدَّثَنِي مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَكُثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّينَ.

٣٦١٤ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پیغمبر ہونے کے بعد مکے میں تیرہ برس ٹھہرے اور فوت ہوئے اور حالانکہ آپ ﷺ تریسٹھ برس کے تھے۔

٣٦١٥ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ

٣٦١٥ـ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ منبر پر بیٹھے سو فرمایا کہ اللہ نے ایک بندے کو مختار کیا دنیا اور آخرت میں سو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا کہ ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں تو ہم کو ان کے رونے سے تعجب آیا تو

عَلَى الْمِنبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَآءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكٰى أَبُوْ بَكْرٍ وَّقَالَ فَدَيْنَاكَ بِآبَآئِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهُ وَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوْا إِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِآبَآئِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمَنَا بِهٖ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ أَبَا بَكْرٍ وَّلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِّنْ أُمَّتِيْ لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ إِلَّا خُلَّةَ الْإِسْلَامِ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِيْ بَكْرٍ.

لوگوں نے کہا کہ دیکھو اس بوڑھے کو کہ حضرت ﷺ ایک بندے کی خبر دیتے ہیں جس کو اللہ نے دنیا اور آخرت میں مختار کیا اور وہ کہتا ہے کہ ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو تب ہم نے معلوم کیا کہ خود حضرت ﷺ ہی مختار تھے یعنی حضرت ﷺ نے اپنے آپ کو مراد کیا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ تر عالم تھے ساتھ اس مراد کے یعنی ان کے سوا اور کوئی اس بھید کو نہ سمجھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک سب آدمیوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ساتھ دینے میں اور اپنے مال کے خرچ کرنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اگر میں کسی کو اپنی امت میں جانی دوست ٹھہراتا ہوں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی جانی دوست ٹھہراتا ہوں لیکن اسلام کی برادری ہمارے اور اس کے درمیان ہے مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ رہے مگر کہ بند کیا جائے مگر کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رہے۔

٣٦١٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ

٣٦١٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں جانا میں نے اپنے ماں باپ کو ہرگز مگر اس حالت میں کہ دونوں دین اسلام کی پیروی کرتے تھے یعنی میری ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی مسلمان تھے ہم پر کوئی دن نہ گزرتا تھا مگر کہ اس میں حضرت ﷺ ہمارے پاس آتے تھے دن کی دونوں طرفوں میں صبح کو اور شام کو سو جب مسلمان مبتلا ہوئے یعنی ساتھ ایذا دینے مشرکوں کے جب کہ بند کیا انہوں نے بنی ہاشم کو پہاڑ کے درے میں اور اجازت دی حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو واسطے ہجرت کے طرف حبشہ کی تو

أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَخْرَجَنِيْ قَوْمِيْ فَأُرِيْدُ أَنْ أَسِيْحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّيْ قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنَا لَكَ جَارٌ ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِيْ أَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ أَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجِوَارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِيْ دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ فِيْهَا وَلْيَقْرَأْ مَا شَآءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهٖ فَإِنَّا نَخْشٰى أَنْ يَفْتِنَ نِسَآئَنَا وَأَبْنَآئَنَا فَقَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِيْ بَكْرٍ فَلَبِثَ أَبُوْ بَكْرٍ بِذٰلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِيْ دَارِهٖ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَاتِهٖ وَلَا يَقْرَأُ فِيْ غَيْرِ دَارِهٖ ثُمَّ بَدَا لِأَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ وَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَنْقَذِفُ

ابوبکر رضی اللہ عنہ حبش کی زمین کی طرف ہجرت کر کے نکلے یہاں تک کہ جب برک الغماد (ایک جگہ کا نام ہے پانچ دن کی راہ مکے سے یمن کی طرف) میں پہنچے تو ابن دغنہ ان سے ملا اور وہ سردار تھا قبیلے قارہ کا تو اس نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں کا ارادہ کرتے ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری قوم نے مجھ کو نکال دیا یعنی میرے نکالنے کے باعث ہوئے سو اب میں چاہتا ہوں کہ زمین میں سیر کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں ابن دغنہ نے کہا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تیرے جیسا نہ خود وطن سے باہر نکلتا ہے اور نہ باہر نکالا جاتا ہے یعنی لائق نہیں کہ تیرے جیسا آدمی وطن سے باہر نکلے یا نکالا جائے بے شک تو مدد کرتا ہے محتاج کی یا نایاب چیز لوگوں کو دیتا ہے اور سلوک کرتا ہے ناتے داروں سے اور اٹھاتا ہے بوجھ کو یعنی عیال وغیرہ محتاجوں کی خبر گیری کرتا ہے جس کی خبر گیری بھاری ہوتی ہے اور ضیافت کرتا ہے مہمان کی اور مدد کرتا ہے حق کی حادثوں پر یعنی جو ناحق نہ ہوں مانند قرض وغیرہ کی سو میں تجھ کو امان دینے والا ہوں تم پلٹ جاؤ اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کرو سو ابوبکر رضی اللہ عنہ پلٹ آئے اور ابن دغنہ ان کے ساتھ سوار ہوا اور پچھلے پہر قریش کے رئیسوں میں گھوما تو ان سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا آدمی نہ بااختیار اپنے وطن سے نکلتا ہے یعنی اس واسطے کہ اس میں نفع بڑھنے والا ہے اپنے شہر کے واسطے اور نہ بے اختیار نکالا جاتا ہے کیا تم نکالتے ہو ایسے مرد کو جو محتاج کی مدد کرتا ہے اور برادری سے سلوک کرتا ہے اور بوجھ کو اٹھاتا ہے او رمہمان کی ضیافت کرتا ہے اور جائز مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتا ہے تو قریش نے ابن دغنہ کی امان کو رد نہ کیا تو انہوں نے ابن دغنہ سے کہا کہ سو چاہے کہ

عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَآؤُهُمْ وَهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَّا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ وَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَرْسَلُوْا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَقَدْ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ فَأَعْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَآئَةِ فِيْهِ وَإِنَّا قَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَّفْتِنَ نِسَآئَنَا وَأَبْنَائَنَا فَانْهَهُ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَّقْتَصِرَ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَعَلَ وَإِنْ أَبٰى إِلَّا أَنْ يُّعْلِنَ بِذٰلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُّخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِأَبِيْ بَكْرٍ الْإِسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِيْ عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلٰى ذٰلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِيْ فَإِنِّيْ لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّيْ أُخْفِرْتُ فِيْ رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهٗ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِنِّيْ أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضٰى بِجِوَارِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِيْنَ إِنِّيْ أُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ

اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اور اس میں نماز پڑھے اور جو چاہے پڑھے اور ہم کو اس کے ساتھ ایذا نہ دے اور اس کو ظاہر نہ کرے سو بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ ہماری عورتوں اور لڑکوں کو فتنے میں ڈالے یعنی مبادا مسلمان ہو جائیں تو ابن دغنہ نے یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اس حال میں کہ کچھ دیر ٹھہرے اس کے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے تھے اور اپنی نماز کو ظاہر نہ کرتے تھے اور اس کے گھر کے سوا اور جگہ میں نہ پڑھتے تھے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خیال آیا یعنی سوائے پہلے خیال کے سوانہوں نے اس کے گھر میں مسجد بنائی اور اس میں نماز ادا کرتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے سو مشرکین کی عورتیں ان پر ازدحام کرتیں اور جمع ہوتی تھیں اس سے تعجب کرتے اور اس کو تعجب سے دیکھتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے مرد تھے جب قرآن پڑھتے تھے تو اپنے آنسو روک نہ سکتے تھے تو کفار قریش کے رئیس اس سے گھبرائے یعنی اس واسطے کہ وہ جانتے تھے کہ عورتوں اور لڑکوں کے دل نرم ہوتے ہیں مبادا مسلمان نہ ہو جائیں سو انہوں نے ابن دغنہ کو بلا بھیجا سو وہ ان کے پاس آیا تو قریش کے رئیسوں نے کہا کہ ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پناہ دی تھی تیری پناہ کے سبب سے اس شرط پر کہ اپنے رب کی عبادت کرے سو البتہ وہ اس شرط سے بڑھ گیا سو اس نے اس کے گھر کے صحن میں مسجد بنائی اور اس میں نماز اور قرآن کو ظاہر کیا اور البتہ ہم کو خوف ہے کہ ہماری عورتیں اور لڑکے فتنوں میں مبتلا ہوں سو تو اس کو منع کر سو اگر چاہے کہ فقط اس کے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے بغیر اعلان کے تو کرے یعنی اس کو اجازت ہے اور اگر نہ مانے مگر یہ کہ اس کو ظاہر کرے تو اس کو سوال کر

هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ وَرَجَعَ [illegible] مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُوْ بَكْرٍ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّهَلْ تَرْجُوْ ذٰلِكَ بِأَبِيْ أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُوْ بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الْخَبَطُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِ أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِّأَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَّمْ يَكُنْ يَّأْتِيْنَا فِيْهَا فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فِدَاءٌ لَّهُ أَبِيْ وَأُمِّيْ وَاللّٰهِ مَا جَآءَ بِهِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَتْ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنِّيْ قَدْ أُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصَّحَابَةُ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَخُذْ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِحْدٰى رَاحِلَتَيَّ

کہ تیری امان تجھ کو پھیر دے سو البتہ ہم نے برا جانا کہ تیری امان کو توڑیں اور نہیں ہم برقرار رکھنے والے واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اعلان کو یعنی ہم اس پر انکار کرنے سے چپ نہیں رہیں گے کہ ہم کو خوف ہے کہ ہمارے جورو لڑکے مسلمان نہ ہو جائیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ابن دغنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو کہا کہ البتہ تم جانتے ہو جس پر میں نے تجھ سے عہد کیا تھا اور پناہ دی تھی سو یا تو اس پر اقتصار کرو اور یا میری امان مجھ کو پھیر دو سو بے شک میں نہیں چاہتا کہ عرب کے لوگ سنیں کہ میں عہد توڑا گیا ایک مرد کے حق میں جس کو میں نے امان دی یعنی یہ میری بے عزتی کا سبب ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تیری امان تجھ کو پھیر دیتا ہوں اور اللہ کی امان پر راضی ہوتا ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو فرمایا کہ مجھ کو خواب میں معلوم ہوا تمہاری ہجرت کا گھر کھجوروں والی زمین دو پتھریلی زمینوں کے درمیان سو جس نے چاہا مدینے کی طرف ہجرت کی اور جنہوں نے حبشہ کی زمین میں ہجرت کی تھی ان میں سے عام لوگ مدینے کی طرف پلٹ آئے (یعنی جب انہوں نے سنا کہ مسلمانوں نے مدینے کو وطن ٹھہرایا ہے تو مکے کی طرف پھر آئے پھر اکثر نے ان میں سے مدینے کے طرف ہجرت کی اور جعفر وغیرہ حبشہ میں ہی رہے اور یہ سبب غیر اس سبب کا ہے جو پہلے مذکور ہوا بیچ پلٹنے بعض مہاجرین کے حبش سے پہلے ہجرت میں اس واسطے کہ اس کا سبب مشرکین کا سجدہ کرنا تھا ساتھ مسلمانوں کے سورہ نجم میں تو مشہور ہوا کہ مشرکین مسلمان ہوئے اور سجدہ کیا سو بعض حبش سے پلٹ آئے تو مشرکین کو پہلے سے بھی زیادہ سخت پایا) اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف سفر کرنے کا سامان کیا یعنی چاہا کہ اس کی

هَاتَيْنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجَهَّزْنَاهُمَا
أَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِيْ
جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَآءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ
قِطْعَةً مِّنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهٖ عَلٰى فَمِ
الْجِرَابِ فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ
قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِغَارٍ فِيْ جَبَلِ ثَوْرٍ فَكَمَنَا
فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَبِيْتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
أَبِيْ بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ
فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ فَيُصْبِحُ مَعَ
قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا
يُكْتَادَانِ بِهٖ إِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ
ذٰلِكَ حِيْنَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى عَلَيْهِمَا
عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ مِّنْحَةً مِّنْ
غَنَمٍ فَيُرِيْحُهَا عَلَيْهِمَا حِيْنَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ
مِّنَ الْعِشَآءِ فَيَبِيْتَانِ فِيْ رِسْلٍ وَهُوَ لَبَنُ
مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيْفِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ
بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ
مِّنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَاسْتَأْجَرَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا
مِّنْ بَنِي الدِّيْلِ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ
هَادِيًا خِرِّيْتًا وَّالْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ
قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِيْ اٰلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ
السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ

طرف ہجرت کرے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ٹھہر
جاؤ جلدی نہ کرو اس واسطے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو بھی
ہجرت کی اجازت ہوا چاہتی ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اور کیا
آپ ﷺ کو بھی اس کی امید ہے میرے ماں باپ
آپ ﷺ پر قربان ہوں فرمایا ہاں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
حضرت ﷺ کی خاطر اپنے آپ کو سے روکا تا کہ آپ ﷺ
کے ساتھ ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس دو اونٹ تھے ان کو کیکر
کے پتے چار مہینے کھلائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو جس حالت
میں کہ ہم ایک دن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں بیٹھے تھے سخت گرمی
میں دوپہر کے وقت کہ کسی کہنے والے نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ یہ حضرت ﷺ تشریف لائے اپنا سر منہ لپیٹے ایسی گھڑی
میں کہ اس میں ہمارے گھر میں نہ آیا کرتے تھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں قسم ہے
اللہ کی کہ نہیں لایا آپ ﷺ کو اس گھڑی میں مگر کوئی بڑا کام
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت ﷺ آئے اور اندر آنے کی
اجازت مانگی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت دی سو حضرت ﷺ
اندر آئے سو فرمایا کہ اپنے پاس والوں کو باہر نکال دے کہ
ایک بات پوشیدہ کرنے کی ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تو
فقط اپنے گھر والے ہی ہیں یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا اور
کوئی غیر نہیں یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر
فدا ہوں فرمایا کہ مجھ کو ہجرت کی اجازت ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر
قربان ہوں میری ان دونوں سواریوں سے ایک سواری آپ
لے لیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا میں نے مول لی کہ میں غیر
کے اونٹ پر سوار نہیں ہوتا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ہم نے دونوں

فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيلُ فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّوَاحِلِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلِجِيُّ وَهُوَ ابْنُ أَخِي سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ يَقُولُ جَاءَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُونَ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ وَأَخَذْتُ رُمْحِي فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَحَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْأَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ حَتّٰى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي حَتّٰى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي فَخَرَرْتُ

کے سفر کا سامان نہایت جلد تیار کیا اور ہم نے ان کے واسطے ایک دستر خوان بنایا ایک تھیلے میں تو اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے کمر بند کا ایک ٹکڑا کاٹا اور اس سے تھیلے کا منہ باندھا تو اسی سبب سے اس کا نام ذات النطاقین ہوا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جس ثور کے پہاڑ کی غار میں داخل ہوئے سو دونوں اس میں تین رات چھپے رہے رات رہتا تھا ان کے پاس عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور وہ جوان لڑکا تھا اور دانا اور سمجھ دار تھا سو پچھلی رات کو ان کے پاس سے مکے میں چلا آتا تھا تو صبح کرتا تھا ساتھ قریش کے مکے میں جیسا کوئی مکے میں رات کاٹے یعنی اگر کوئی اس کو دیکھے تو گمان کرے کہ رات کو یہیں تھا سو نہ سنتا تھا کوئی امر جس سے ان کے ساتھ مکر کیا جائے یعنی اس میں دونوں کی بدخواہی مطلوب ہو مگر کہ اس کو یاد رکھتا تھا یہاں تک کہ ان کے پاس اس دن کی خبر لاتا جب کہ خوب اندھیرا ہوتا تو عامر بن فہیرہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام ان کے واسطے ایک دودھیل بکری بکریوں میں سے چراتا تھا پھر ایک گھڑی رات گئی اس کو ان کے پاس چرا لاتا تو دونوں رات کاٹتے تازہ دودھ میں اور وہ دودھ ان کی دودھیل بکری کا تھا گرم کیا ہوا پھر عامر بن فہیرہ پچھلی رات بکریوں کو آواز مارتا یعنی جیسا کہ چرانے والا بکریوں کو جھڑکنے کے وقت آواز مارتا ہے سو فجر کرتا لوگوں کے چرواہوں میں تو نہ معلوم کرتا اس کو کوئی کہ رات کہاں تھا کرتا یہ کام ہر رات کو ان تین راتوں سے اور مزدور ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو بنی وائل سے اور وہ بنی عبد بن عدی کے قبیلے سے تھا رہبر ماہر اور خریت وہ ہے کہ راہ دکھانے میں ماہر ہو البتہ ڈبویا تھا اس نے ہاتھ اپنا از روئے قسم کے عاص بن وائل کی اولاد میں یعنی ان

عَنهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِىْ إِلٰى كِنَانَتِىْ فَاسْتَخْرَجْتُ مِنهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِىْ أَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِىْ وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِىْ حَتّٰى إِذَا سَمِعْتُ قِرَآئَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ يُكْثِرُ الْإِلْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِىْ فِى الْأَرْضِ حَتّٰى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَآئِمَةً إِذَا لِأَثَرِ يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِى السَّمَآءِ مِثْلُ الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِىْ أَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوْا فَرَكِبْتُ فَرَسِىْ حَتّٰى جِئْتُهُمْ وَوَقَعَ فِىْ نَفْسِىْ حِيْنَ لَقِيْتُ مَا لَقِيْتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوْا فِيْكَ الدِّيَةَ وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيْدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ فَلَمْ يَرْزَآنِىْ وَلَمْ يَسْأَلَانِىْ إِلَّا أَنْ قَالَ أَخْفِ عَنَّا فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِىْ كِتَابَ أَمْنٍ فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ فِىْ رُقْعَةٍ مِنْ أَدِيْمٍ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

کا ہم قسم تھا اور دستور تھا کہ جب باہم قسم کھاتے تو اپنے داہنے ہاتھ خون یا خوشبو میں ڈبوتے تھے یا کسی اور چیز میں جس میں ہاتھ آلودہ ہو تو یہ قسم کی تاکید ہوتی تھی) اور وہ مرد کفار قریش کے دین پر تھا سو دونوں نے اس کو امین ٹھہرایا کہ اپنی دونوں سواریاں اس کے حوالے کیں اور اس سے وعدہ کیا کہ تین رات کے بعد تیسری صبح کو ان کی دونوں سواریاں پہاڑ ثور کی غار میں لائے یعنی وہ تیسری صبح ان کی دونوں سواریاں ان کے پاس لایا اور چلا ساتھ ان کے عامر بن فہیرہ (یعنی واسطے خدمت اور مدد دونوں کی کے) اور رہبر راہ کھانے والا تو اس نے ان کے ساتھ سواحل کی راہ لی یعنی عسفان سے نیچے ابن شہاب نے کہا اور خبر دی مجھ کو عبدالرحمٰن بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور وہ بھتیجا ہے سراقہ بن مالک کا کہ اس کے باپ نے اس کو خبر دی کہ اس نے سراقہ بن مالک سے سنا کہ کہتا تھا کہ کفار قریش کے ایلچی ہمارے پاس آئے مقرر کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں دیت ہر ایک کی دونوں میں سے اس کے واسطے جو ان کو مار ڈالے یا قید کرے سو جس حالت میں کہ میں اپنی قوم بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا تھا کہ ایک مرد ان میں سے سامنے آیا یہاں تک کہ ہم پر کھڑا ہوا اور ہم بیٹھے تھے سو اس نے کہا کہ اے سراقہ بے شک میں نے ابھی کچھ لوگ ساحل پر دیکھے میں گمان کرتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھی ہیں سراقہ نے کہا سو میں معلوم کر گیا کہ وہی ہیں تو میں نے اس سے کہا کہ وہ نہیں ہیں لیکن تو نے فلاں فلاں کو دیکھا کہ ہمارے روبرو گئے پھر میں مجلس میں ایک گھڑی ٹھہرا پھر میں کھڑا ہوا اور گھر میں آیا تو میں نے اپنی باندی کو حکم کیا کہ میرا گھوڑا باہر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِيْ رَكْبٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا تُجَّارًا قَافِلِيْنَ مِنَ الشَّامِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ وَّسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِيْنَةِ مَخْرَجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّكَّةَ فَكَانُوْا يَغْدُوْنَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُوْنَهُ حَتّٰى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيْرَةِ فَانْقَلَبُوْا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوْا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا أَوَوْا إِلٰى بُيُوْتِهِمْ أَوْفٰى رَجُلٌ مِّنْ يَّهُوْدَ عَلٰى أُطُمٍ مِّنْ اٰطَامِهِمْ لِأَمْرٍ يَّنْظُرُ إِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهٖ مُبَيَّضِيْنَ يَزُوْلُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُوْدِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِيْ تَنْتَظِرُوْنَ فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَّذٰلِكَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ لِّلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَآءَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ لَّمْ يَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَيِّيْ أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ

نکالے ٹیلے کے پیچھے سے اور اس کو میرے واسطے روک رکھے (یعنی تو میں نے تیر سے فال لی تو فال نکلی کہ مجھ کو فتح نہیں اور باوجود اس کے سواونٹ کی طمع سے میں باز نہ رہا) اور میں اپنا نیزہ لے کر گھر کے پیچھے سے نکلا تو میں نے نیزے کے پھل کو زمین میں کھینچا اور اس کے اوپر کی طرف کو نیچے کیا (یعنی اس کو ہاتھ سے پکڑا اور اس کے پھل کو زمین پر کھینچتا چلا تا کہ اس کی چمک کسی اور کے واسطے ظاہر نہ ہو اس واسطے کہ اس کو برا معلوم ہوا کہ کوئی اس کے ساتھ جائے اور انعام میں اس کا شریک ہو) یہاں تک کہ میں اپنے گھوڑے کے پاس آیا سو میں اس پر سوار ہوا تو میں نے اس کو دوڑایا زقند مارتا یعنی دونوں پاؤں اکٹھے اٹھاتا تھا اور اکٹھے رکھتا تھا یہاں تک کہ میں ان سے قریب ہوا سو میرے گھوڑے کا پاؤں الجھا یعنی اس کو ٹھڈا لگا وہ گر پڑا تو میں بھی اس سے گر پڑا پھر میں کھڑا ہوا اور میں نے اپنا ہاتھ ترکش دان کی طرف جھکایا سو میں نے اس سے تیر نکالے تو میں نے اس سے فال لی کہ کیا میں ان کو ضرر پہنچا سکوں گا کہ نہیں تو وہ تیر نکلا جو مجھ کو برا معلوم ہوا یعنی منع کا تیر نکلا سو میں نے تیروں کی نافرمانی کی اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اس حال میں کہ میرے ساتھ زقند مارتا تھا یا مجھ کو قریب کرتا تھا یہاں تک کہ جب میں نے حضرت ﷺ کی قرأت سنی اور آپ ﷺ مڑ کر نہ دیکھتے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بہت مڑ مڑ کے دیکھتے تھے تو میرے گھوڑے کے دونوں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے سو میں اس سے گر پڑا پھر میں نے اس کو جھڑکا تو وہ کھڑا ہوا سو نہ قریب تھا کہ اپنے ہاتھ زمین سے نکالے یعنی اس نے بہت مشکل سے اپنے ہاتھ زمین سے نکالے سو جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو ناگہاں اس کے

أَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهٖ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَأُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِيْ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَسَارَ يَمْشِيْ مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ مِرْبَدًا لِّلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَّسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حَجْرِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ هٰذَا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهٗ مَسْجِدًا فَقَالَا لَا بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ يَّقْبَلَهٗ مِنْهُمَا هِبَةً حَتّٰى ابْتَاعَهٗ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَّطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِيْ بُنْيَانِهٖ وَيَقُوْلُ وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرْ هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرْ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الْاٰخِرَهْ فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ فَتَمَثَّلَ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِّنَ

دونوں ہاتھ کے نشان سے آسمان میں گرد بلند ہوئی مانند دھوئیں کی پھر میں نے تیروں سے فال لی تو وہ تیر نکلا جو میں نے برا جانا یعنی تو ان کا ضرر نہ کرے گا تو میں نے ان کو پکارا کہ میں نے آپ کو امان دی میں سراقہ بن مالک ہوں ٹھہر جاؤ میں تم سے بات کروں تو وہ ٹھہر گئے پھر میں گھوڑے پر سوار ہو کے ان کے پاس آیا اور جب میں ان سے روکا گیا تو میرے دل میں پڑا یہ کہ حضرت ﷺ غالب ہو جائیں گے تو میں نے آپ ﷺ سے کہا کے بے شک آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ کے حق میں دیت مقرر کی ہے اور میں نے آپ ﷺ کو خبر دی جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ارادہ رکھتے ہیں یعنی حرص سے کہ ان پر فتح یاب ہوں اور مال خرچ کرنے سے واسطے اس کے جو ان کو پائے اور اس نے حضرت ﷺ سے عہد کیا کہ نہ آپ ﷺ سے لڑے اور نہ کسی کو آپ ﷺ کی خبر دے اور تین دن تک آپ ﷺ کی خبر کو چھپائے رکھے اور میں نے خرچ سفر اور اسباب کے ان کے پیش کیا سو نہ گم کیا آپ ﷺ نے کچھ اس چیز سے کہ میرے ساتھ تھی اور نہ سوال کیا مجھ سے مگر یہی کہا ہماری خبر کو چھپا اور میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ مجھ کو امان کا نوشتہ لکھ دیں سو آپ ﷺ نے عامر بن فہیرہ کو لکھنے کا حکم کیا تو اس نے میرے واسطے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر نوشتہ لکھا پھر حضرت ﷺ چلے گئے (یعنی سراقہ پھر آیا سو نہ ملتا تھا کسی سے مگر کہ کہتا تھا کہ میں نے تم کو کفایت کی اس طرف کوئی نہیں سو نہ ملا کسی سے کہ اس کو پھیر لایا اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ پھرا تو قریش سے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں راہ اور قدم کی کیسی خبر رکھتا ہوں اور میں نے اس طرف کوئی نہیں

الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يُسَمَّ لِيْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَبْلُغْنَا فِي الْأَحَادِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ تَامٍّ غَيْرَ هٰذَا الْبَيْتِ.

دیکھا تو وہ پلٹ آئے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر میں اس نوشتہ کو لے کر پھر آیا اور میں نے اس معاملے سے کسی کو کچھ نہ بتلایا یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ فتح مکہ کے بعد جنگ حنین سے فارغ ہوئے تو میں نکلا کہ آپ ﷺ سے ملوں اور میرے ساتھ نوشتہ تھا تو میں آپ ﷺ سے جعرانہ میں ملا اور میں نے اپنا ہاتھ نوشتہ کے ساتھ بلند کیا سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ آپ ﷺ کا نوشتہ ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ وفا کا دن ہے سو میں مسلمان ہوا) ابن شہاب نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عروہ بن زبیر نے کہ حضرت ﷺ راہ میں زبیر سے ملے معہ چند سواروں مسلمانوں کے جو سوداگر تھے پلٹنے والے شام سے یعنی شام میں تجارت کو گئے ہوئے تھے وہاں سے پلٹے آتے تھے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پہنائے اور مدینے میں مسلمانوں نے مکے سے حضرت ﷺ کا نکلنا سنا تو ہر صبح تک پتھریلی زمین تک باہر نکلتے تھے اور آپ ﷺ کی انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ دوپہر کی گرمی ان کو پھیرتی تھی تو ایک دن بہت انتظار کے بعد پلٹے سو جب انہوں نے اپنے گھروں میں جگہ پکڑی تو ایک یہودی مردان کے ایک قلعے پر چڑھا کسی چیز کے واسطے جس کو وہ دیکھتا تھا تو اس نے حضرت ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو دیکھا سفید کپڑے پہنے ہوئے دور ہوتا تھا سراب نظر سے بسبب عارض ہونے اس کے واسطے اس کے یعنی سیراب ان کے کپڑوں کی سفیدی کے سامنے معدوم تھا سو یہودی اپنے آپ کو نہ روک سکا کہ اپنی بلند تر آواز سے کہا کہ اے گروہ عرب کے یہ ہیں صاحب تمہاری دولت کا جن کو تم انتظار کرتے تھے تو مسلمان

ہتھیاروں کی طرف اٹھے یعنی حضرت ﷺ کی حفاظت کے واسطے ہتھیار لیے سو آپ ﷺ کو پتھریلی زمین پر جا ملے تو حضرت ﷺ ان کے ساتھ داہنے راہ پھرے یہاں تک کہ ان کے ساتھ بنی عمرو کے قبیلے میں اترے اور وہ پیر کا دن تھا ربیع الاول کے مہینے سے سو کھڑے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے ملنے کو اور حضرت ﷺ چپکے بیٹھے سو جو انصاری آتا تھا جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہوا نہ تھا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام کرنے لگا یعنی اس گمان سے کہ حضرت ﷺ یہی ہیں یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو سورج کی دھوپ پہنچی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے یہاں تک کہ اپنی چادر سے حضرت ﷺ پر سایہ کیا تو اس وقت لوگوں نے حضرت ﷺ کو پہچانا سو حضرت ﷺ بنی عمرو کے قبیلے میں کچھ اوپر دس رات ٹھہرے اور بنیاد رکھی اس مسجد کی جس کی بنیاد رکھی گئی پرہیز گاری پر یعنی مسجد قباء اور حضرت ﷺ نے اس میں نماز پڑھی پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے اور لوگ آپ ﷺ کے ساتھ پیادہ چلے یہاں تک کہ بیٹھ گئی اونٹنی حضرت ﷺ کی مسجد کے نزدیک جو مدینے میں ہے اور اس وقت اس میں کئی مسلمان مرد نماز پڑھتے تھے اور وہ کھجوروں کے خشک کرنے کی جگہ تھی واسطے سہیل اور سہل کے دو لڑکوں یتیموں کی جو اسعد بن زرارہ کی گود میں تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا جب کہ آپ ﷺ کی اونٹنی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئی کہ اگر اللہ نے چاہا تو یہی رہنے کا مکان ہوگا پھر حضرت ﷺ نے دونوں لڑکوں کو بلوایا اور ان سے مربد کی زمین کی قیمت پوچھی تا کہ اس کو مسجد بنائیں تو دونوں لڑکوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بلکہ ہم آپ ﷺ کو بخش دیتے ہیں تو حضرت ﷺ نے انکار کیا یہ

کہ قبول کریں ان سے بطور ہبہ کے یہاں تک کہ اس کو دونوں
سے خریدا پھر وہاں مسجد بنائی تو حضرت ﷺ اس کی تعمیر میں
ان کے ساتھ اینٹیں لانے لگے اور فرماتے تھے اور حالانکہ
آپ ﷺ اینٹیں لاتے تھے کہ یہ بوجھ اٹھانا افضل ہے نہ کہ
خیبر کا بوجھ اے ہمارے رب یہ نیک تر اور پاک تر ہے اور
فرماتے تھے کہ الٰہی بے شک معتبر ثواب آخرت کا ثواب ہے سو
بخش دے انصار اور مہاجرین کو سو حضرت ﷺ نے ایک مرد
مسلمان کا شعر پڑھا نہیں نام لیا گیا اس کا واسطے میرے زہری
نے کہا کہ ہم کو حدیثوں میں نہیں پہنچا کہ حضرت ﷺ نے کسی
پورے شعر کو پڑھا سوائے ان شعروں کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر کے پیچھے ایک کھڑکی تھی دونوں اس سے نکلے حاکم نے کہا کہ متواتر ہیں حدیثیں اس باب میں کہ حضرت ﷺ کا مکے سے نکلنا پیر کے دن تھا اور مدینے میں پہنچنا بھی پیر کے ہی دن تھا اور ایک روایت میں ہے کہ مکے سے جمعرات کو نکلے تو ان کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ مکے سے تو جمعرات کو نکلے تھے اور غار سے پیر کو نکلے تھے اس واسطے کہ تین رات اس میں رہے سو وہ جمعرات کی رات اور ہفتہ کی رات اور اتوار کی رات ہے اور پیر کی رات کے درمیان نکلے اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے بستر میں لیٹے تا کہ مشرکین معلوم کریں کہ حضرت ﷺ لیٹے ہیں اور رات کاٹی قریش نے اختلاف اور مشورے میں کہ کون حملہ کرے بستر والے پر اور اس کو باندھے یہاں تک کہ انہوں نے اس مشورے میں صبح کی تو ناگہاں انہوں نے دیکھا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں تو ان سے پوچھا کہ تمہارا ساتھی کہاں ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں تو انہوں نے جانا کہ وہ ہم سے نکل گئے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اپنے بستر پر نہ سوئیں تو حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلوا کر اپنے بستر پر سلایا اور ان کو سبز چادر اوڑھائی پھر نکلے حضرت ﷺ قوم پر اور آپ ﷺ کے ساتھ ایک مٹھی مٹی تھی تو آپ ﷺ نے اس کو ان کے سروں پر بکھیرا اور آپ ﷺ سورۂ یس پڑھتے تھے ﴿فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾ تک اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے ﴿اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ الآیۃ کہا کہ قریش نے ایک رات مکے میں باہم مشورہ کیا سو بعض نے کہا کہ جب صبح کریں تو ان کو بیڑیوں میں قید کرو اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ ان کو مار ڈالو اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ ان کو وطن سے نکال دو تو اللہ نے اپنے پیغمبر کو اس کی اطلاع دی تو اس رات کو علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے بستر پر لیٹے اور باہر نکلے حضرت ﷺ یہاں تک کہ غار میں جا

پہنچے اور رات گزاری مشرکوں نے علی رضی اللہ عنہ کی نگہبانی کرتے ہوئے گمان کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی انتظار کرتے تھے کہ اٹھیں اور ان کے ساتھ کریں جو چاہیں پھر جب فجر ہوئی تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا سو کہا کہ تمہارا ساتھی کہاں ہے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کا نشان پکڑا سو جب وہ پہاڑ کے پاس پہنچے تو ان کو شبہ پڑ گیا سو وہ پہاڑ پر چڑھے اور غار پر گزرے اور اس کے دروازے پر مکڑی کا جالا دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر اس میں داخل ہوتے تو اس کے دروازے پر مکڑی کا جالا نہ ہوتا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تین رات ٹھہرے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر ہر طرف تلاش کو نکلے۔(فتح) مشرکین کے پاس تین تیر تھے ایک پر لکھا تھا کہ اللہ نے اجازت دی اور دوسرے پر لکھا تھا کہ اللہ نے منع کیا تیسرا تیر خالی تھا سو جب ان کو کوئی کام درپیش ہوتا جیسے سفر یا نکاح تو ان تیروں سے فال لیتے اگر اجازت کا تیر اول ہاتھ میں آتا تو وہ کام کرتے اور اگر منع کا نکلتا تو اس کام سے باز رہتے اور اگر خالی تیر نکلتا تو چند روز ٹھہر جاتے پھر اسی طرح فال دیکھتے۔ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو پہلے پہل قبا میں اترے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ضرور تھا کہ کوئی مکان بنائیں جس کے سائے میں بیٹھیں اور جس میں نماز پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر جمع کیے اور مسجد قبا بنائی سو وہ اول مسجد ہے جو مدینے میں بنائی گئی اور درحقیقت وہ پہلی مسجد ہے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھی ظاہر ہو کر اور وہ اول مسجد ہے جو بنائی گئی واسطے جماعت عام مسلمانوں کے اگرچہ اس سے پہلے بھی کئی مسجدیں بنائی گئیں تھیں لیکن واسطے خصوصیت اس شخص کے جس نے اس کو بنایا اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے کئی برس ہم مدینے میں رہے ہم مسجدیں بناتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور علماء کو اختلاف ہے کہ آیت ﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ﴾ سے کون سی مسجد مراد ہے جمہور اس پر ہیں کہ اس سے قباء کی مسجد مراد ہے اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر آیت سے اور ایک روایت میں ہے کہ دو مرد باہم جھگڑے کہ آیت مذکور میں کون سی مسجد مراد ہے ایک نے کہا کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے اور دوسرے نے کہا کہ قباء کی مسجد ہے سو دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ یہی میری مسجد ہے اور قباء کی مسجد میں بہت خیر ہے اور احتمال ہے کہ ہو خصوصیت اور زیادتی واسطے اس چیز کے کہ اتفاق پڑا بہت ٹھہرنے اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے مدینے کی مسجد میں بخلاف قباء کی مسجد کے کہ نہیں ٹھہرے اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر بہت تھوڑے دن اور کافی ہے یہی زیادتی اور حق یہ ہے کہ دونوں کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا باقی آیت میں ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا﴾ یعنی اس میں وہ مرد ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ مراد ساتھ اس کے مسجد قباء ہے اور ابوداود میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اہل قباء کے حق میں اتری ہے بنا بریں اس کے پس یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ ﴿اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی﴾ میری مسجد ہے تو اس میں بھید دور کرنا ہے وہم کا کہ پرہیز گاری پر بنیاد رکھنا خاص ہے ساتھ مسجد قباء کے یعنی ایسا نہیں بلکہ دونوں کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی اور داؤدی وغیرہ نے کہا کہ یہ اختلاف نہیں اس واسطے کہ دونوں میں سے ہر ایک کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے اور اسی طرح کہا سہیلی نے اس کے غیر نے کہا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ﴾ چاہتا ہے کہ وہ مسجد قباء ہو اس واسطے کہ بنیاد رکھنا اس کی تھی اول دین میں جس دن حضرت ﷺ ہجرت کے گھر میں اترے پھر جب حضرت ﷺ قباء سے سوار ہو کر مدینے میں تشریف لائے تو ہر ایک آدمی نے درخواست کی کہ ہمارے مکان میں اتریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹنی کو چھوڑ دو کہ وہ اللہ کی طرف سے مامور ہے جہاں اللہ کا حکم ہوگا وہاں بیٹھے گی تو وہ مسجد کے منبر کی جگہ میں بیٹھ گئی اور یہ جو کہا کہ دونوں لڑکوں کو بلوا کر اس کی قیمت پوچھی تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس باغ کی مجھ سے قیمت کر کے مول لو تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے تو تطبیق دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ جب انہوں نے یہ بات کہی تو حضرت ﷺ نے پوچھا کہ تم میں سے اس کا خاص مالک کون ہے تو انہوں نے دو لڑکوں کو معین کیا تو حضرت ﷺ نے ان سے وہ جگہ مول کر لی اور احتمال ہے کہ جنہوں نے یہ بات کہی تھی کہ اس کا مول اللہ ہی سے چاہتے ہیں انہوں نے اس کا مول اپنے ذمہ لیا تھا کہ ہم اس کا مول مالک کو ادا کر دیں گے اور حضرت ﷺ کی مسجد پہلے چھپر تھا پھر حضرت ﷺ نے اس کو اینٹوں سے بنایا اور اس پر چھت ڈالی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد مسلمان کا شعر پڑھا تو مناسبت شعر مذکور کی واسطے حال مذکور کے واضح ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو چیز وارد ہوئی ہے عمارت کے مکروہ ہونے میں وہ خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ حاجت سے زیادہ ہے اور امر دینی میں نہ ہو مانند بنانے مسجد کی یعنی حاجت سے زیادہ مکان بنانا مکروہ ہے اور یہ جو ابن شہاب نے کہا کہ ہم کو حدیثوں میں نہیں پہنچا کہ حضرت ﷺ نے کسی پورے شعر کا مصرعہ پڑھا ہو سوائے ان شعروں کے تو ابن تین نے کہا کہ انکار کیا ہے کہ زہری پر دو وجہ سے ایک یہ کہ یہ رجز ہے شعر نہیں اسی واسطے کے قائل کو راجز کہتے ہیں شاعر نہیں کہتے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ علماء کو اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ نے شعر پڑھا ہے یا نہیں اور بنا بر جواز کے ایک مصرعہ پڑھا ہے یا زیادہ اور بعض کہتے ہیں کہ ایک مصرعہ شعر نہیں اور اس میں نظر ہے انتہی اور جواب پہلی وجہ انکار سے یہ ہے کہ جمہور اس پر ہیں کہ رجز شعر کی قسموں سے ہے جب کہ باوزن ہو اور بعض کہتے ہیں کہ جب حضرت ﷺ اس کو کہتے تھے تو قافیہ بندی کے ساتھ نہ پڑھتے تھے بلکہ ت کو باحرکت پڑھتے تھے اور ایک روایت میں اس طور سے آیا ہے فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ اور یہ باوزن نہیں اور دوسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ منع حضرت ﷺ سے صرف شعر کا خود پیدا کرنا ہے نہ پڑھنا اس کا اور نہیں دلیل اوپر منع ہونے پڑھنے اس کے بطور مثال کے اور زہری نے جو کہا کہ ہم کو نہیں پہنچا تو اس میں زہری پر اعتراض نہیں اگرچہ حضرت ﷺ سے ثابت ہو کہ

آپ ﷺ نے شعر پڑھا سوائے اس کے کہ نقل کیا ہے اس کو زہری نے اس واسطے کہ اس نے تو صرف اس کی نفی کی ہے کہ مجھ کو نہیں پہنچا اس نے مطلق نفی نہیں کی علاوہ اس کے ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے کوئی شعر اس سے پہلے نہیں پڑھا مگر یہ سو شاید یہ روایت زہری کو نہیں پہنچی اور جو بخاری میں ہے وہ صحیح تر ہے اور وہ قول اس کا ہے کہ شعر ایک مسلمان مرد کا اور اس حدیث میں جواز قول شعر کا ہے اور اس کی قسموں کا خاص کر رجز کا لڑائی میں اور واسطے مدد کرنے کے اعمال شاقہ پر کہ اس میں اٹھانا ہمتوں کا ہے اور شجاعت اور جوش دلانا دلوں کو ہے اوپر محنت کرنے امور مشکل کے۔(فتح)

٣٦١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ وَفَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا صَنَعْتُ سُفْرَةً لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ أَرَادَا الْمَدِيْنَةَ فَقُلْتُ لِأَبِيْ مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُهُ إِلَّا نِطَاقِيْ قَالَ فَشُقِّيْهِ فَفَعَلْتُ فَسُمِّيْتُ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْمَآءُ ذَاتُ النِّطَاقِ.

٣٦١٧۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تیار کیا میں نے کھانا اور دستر خوان واسطے حضرت ﷺ کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جب کہ حضرت ﷺ نے مدینے کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو میں نے اپنے باپ سے کہا کہ نہیں پاتی میں کچھ چیز جس کے ساتھ دستر خوان کا سر باندھوں مگر اپنا کمر بند تو انہوں نے کہا کہ اس کو دو ٹکڑے کر لو تو میں نے کیا پس نام رکھی گئی میں ذات النطاقین یعنی صاحب دو کمر بند کے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کمر بند پھاڑنے کا باپ نے حکم کیا اور کمر بند اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ کمر باندھی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک کپڑا ہے کہ اس کو عورت پہنتی ہے اور اس کے درمیان کو رسی سے باندھتی ہے پھر اس کی اوپر کی طرف کو نیچے کے طرف پر چھوڑ دیتی ہے۔(فتح)

٣٦١٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ تَبِعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاخَتْ بِهِ فَرَسُهُ قَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِيْ وَلَا أَضُرُّكَ فَدَعَا لَهُ قَالَ فَعَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

٣٦١٨۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے کی طرف متوجہ ہوئے تو سراقہ آپ ﷺ کے پیچھے لگا تو حضرت ﷺ نے اس کو بد دعا دی تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے کہا میرے واسطے اللہ سے دعا کیجیے اور میں آپ ﷺ کو ضرر نہیں کروں گا تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے دعا کی تو اس نے نجات پائی سو حضرت ﷺ کو پیاس لگی سو آپ ﷺ ایک چرواہے پر گزرے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے پیالہ لیا اور بقدر پیاس کے اس

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَاعٍ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيْهِ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ فَأَتَيْتُهُ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ.

میں دودھ دوھا پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا سو آپ ﷺ نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۳۶۱۹۔ حَدَّثَنِيْ زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ تَابَعَهُ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلٰى.

۳۶۱۹۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے حاملہ ہوئیں اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نکلی یعنی مدینے کو اور حالانکہ میرے حمل کی مدت تمام ہو چکی تھی سو میں مدینے میں آئی اور قباء میں اتری اور میں نے اس کو قباء میں جنا پھر میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائی تو میں نے اس کو آپ ﷺ کی گود میں رکھا پھر حضرت ﷺ نے کھجور منگوائی اور اس کو چبایا پھر اس کے منہ میں تھوکا تو جو چیز پہلے پہل اس کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ حضرت ﷺ کی تھوک تھی پھر کھجور کو اس کے منہ میں رکھ کر اس کے تالو کو اس سے ملا پھر اس کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ الٰہی اس میں برکت کر اور وہ اول لڑکا تھا جو پہلے پہل اسلام میں پیدا ہوا یعنی مدینے میں مہاجرین سے اور دوسری روایت میں ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کی طرف ہجرت کی اور حالانکہ وہ حاملہ تھی۔

فائدہ: اور حبش میں پہلے پہل مہاجرین سے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور لیکن انصار سے مدینے میں ہجرت کے بعد سو پہلے پہل مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو مسلمانوں کو اس سے نہایت خوشی ہوئی اس واسطے کہ یہود کہتے تھے کہ ہم نے مسلمانوں کو جادو کر ڈالا ہے ان کے ہاں اولاد نہ ہوگی۔ (فتح)

۳۶۲۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

۳۶۲۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اول لڑکا جو اسلام میں پیدا ہوا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہے اس کو حضرت ﷺ کو پاس

اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَاكَهَا ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيْقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

لائے سو حضرت ﷺ نے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں چبائی پھر اس کو ان کے منہ میں ڈالا سو پہلے پہل اس کے پیٹ میں حضرت ﷺ کی تھوک داخل ہوئی۔

فائدہ: اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے پہلے سال پیدا ہوئے۔

٣٦٢١۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَا بَكْرٍ وَّأَبُوْ بَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَابٌّ لَّا يُعْرَفُ قَالَ فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَا بَكْرٍ فَيَقُوْلُ يَا أَبَا بَكْرٍ مَّنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِي السَّبِيْلَ قَالَ فَيَحْسِبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي الطَّرِيْقَ وَإِنَّمَا يَعْنِيْ سَبِيْلَ الْخَيْرِ فَالْتَفَتَ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِمَا شِئْتَ قَالَ فَقِفْ مَكَانَكَ لَا تَتْرُكَنَّ أَحَدًا يَّلْحَقُ بِنَا قَالَ فَكَانَ أَوَّلَ

٣٦٢١۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چڑھائے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بوڑھے مرد تھے پہچانے جاتے تھے (یعنی ان کو لوگ پہچانتے تھے اس واسطے کہ وہ سفر تجارت میں اہل مدینہ کے پاس سے ہو کر آتے جاتے تھے برخلاف حضرت ﷺ کے دونوں امروں میں کہ مکے سے ان کے سفر کا زمانہ بعید تھا اور نہ آپ ﷺ کو سفید بال آئے تھے نہیں تو در حقیقت حضرت ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے تھے) اور حضرت ﷺ جوان تھے نہ پہچانے جاتے تھے یعنی بہ سبب قوت بدن کے اور نہ سفید ہونے بالوں کے سو کوئی مرد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملتا تو کہتا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ تیرے آگے کون مرد ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے کہ یہ مرد مجھ کو راہ دکھاتا ہے تو گمان کرنے والا کرتا کہ اس کی مراد فقط راہ ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی مراد تو فقط نیکی کی راہ تھی سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو اچانک دیکھا کہ ایک سوار ہے جوان کو آ ملا تو کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ سوار ہے جو ہم کو آ ملا حضرت ﷺ نے مڑ کر دیکھا سو کہا کہ الٰہی اس کو گرا دے تو گھوڑے نے اس کو گرا دیا پھر کھڑا ہوا بولتا یعنی بعد اس کے کہ وہ پچھتایا اور

النَّهَارِ جَاهِدًا عَلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَّهٗ فَنَزَلَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَانِبَ
الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَآءُوْا إِلٰى
نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ
فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِمَا وَقَالُوْا ارْكَبَا آمِنَيْنِ
مُطَاعَيْنِ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّحَفُّوْا دُوْنَهُمَا بِالسِّلَاحِ
فَقِيْلَ فِي الْمَدِيْنَةِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَآءَ نَبِيُّ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشْرَفُوْا
يَنْظُرُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَآءَ نَبِيُّ
اللّٰهِ فَأَقْبَلَ يَسِيْرُ حَتّٰى نَزَلَ جَانِبَ دَارِ أَبِيْ
أَيُّوْبَ فَإِنَّهٗ لَيُحَدِّثُ أَهْلَهٗ إِذْ سَمِعَ بِهٖ عَبْدُ
اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَّهُوَ فِيْ نَخْلٍ لِأَهْلِهٖ يَخْتَرِفُ
لَهُمْ فَعَجِلَ أَنْ يَّضَعَ الَّذِيْ يَخْتَرِفُ لَهُمْ
فِيْهَا فَجَآءَ وَهِيَ مَعَهٗ فَسَمِعَ مِنْ نَّبِيِّ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهٖ
فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ
بُيُوْتِ أَهْلِنَا أَقْرَبُ فَقَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ أَنَا يَا
نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذِهٖ دَارِيْ وَهٰذَا بَابِيْ قَالَ
فَانْطَلِقْ فَهَيِّئْ لَنَا مَقِيْلًا قَالَ قُوْمَا عَلٰى
بَرَكَةِ اللّٰهِ فَلَمَّا جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ
أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّكَ جِئْتَ بِحَقٍّ
وَقَدْ عَلِمَتْ يَهُوْدُ أَنِّيْ سَيِّدُهُمْ وَابْنُ

حضرت ﷺ سے دعا کی درخواست کی تو سوار یعنی سراقہ نے
کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ مجھ کو حکم کیجیے جو چاہیے
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر کھڑا رہ البتہ نہ چھوڑ کسی کو
کہ ہم کو ملے یعنی ہماری طرف کسی کو نہ آنے دینا سو دن کے
پہلے پہر میں حضرت ﷺ سے لڑنے والا تھا اور پچھلے پہر
آپ ﷺ کی نگہبانی کرنے والا تھا اپنے ہتھیاروں سے پھر
حضرت ﷺ مدینے میں آئے اور پتھریلی زمین میں اترے
پھر انصار کو بلا بھیجا تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور
دونوں کو سلام کیا اور کہا کہ دونوں سوار ہو جاؤ اس حال میں کہ
دونوں بے خوف ہو جاؤ بدی دشمنوں کی سے اور فرمانبرداری
کیے گئے ہو سو حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور
انصار نے دونوں کے گرد ہتھیاروں سے گھیرا ڈالا تا کہ کوئی
دشمن آپ کو ایذا نہ دے تو مدینے میں لوگوں نے کہا کہ اللہ
کے پیغمبر تشریف لائے اللہ کے پیغمبر تشریف لائے بلند جگہوں
پر چڑھ کر دیکھنے لگے اور کہتے تھے کہ اللہ کے نبی آئے اللہ کے
نبی آئے سو حضرت ﷺ چلتے آگے بڑھے یہاں تک کہ ابو
ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس اترے سو بے شک حضرت ﷺ
اپنے لوگوں سے بات کرتے تھے کہ اچانک عبداللہ بن سلام
(یہودیوں کے ایک بڑے عالم تھے) نے آپ ﷺ کو سنا
اور وہ اپنے گھر والوں کی کھجوروں میں تھا ان کے واسطے پھل
چنتا تھا سو جلدی کی اس نے یہ کہ رکھے پھل جو ان کے واسطے
کھجوروں سے چنتا تھا یعنی عبداللہ بن سلام نے اتنی جلدی کی
کہ پھل کو بھی اپنے گھر میں نہ پہنچایا سو وہ آیا اور حالانکہ پھل
اس کے ساتھ تھا تو اس نے حضرت ﷺ کا کلام سنا اور
مسلمان ہو گیا بعد اس کے کہ تین سوالوں کا جواب

سَيِّدِهِمْ وَأَعْلَمُهُمْ وَابْنُ أَعْلَمِهِمْ فَادْعُهُمْ فَاسْأَلْهُمْ عَنِّيْ قَبْلَ أَنْ يَّعْلَمُوْا أَنِّيْ قَدْ أَسْلَمْتُ فَإِنَّهُمْ إِنْ يَّعْلَمُوْا أَنِّيْ قَدْ أَسْلَمْتُ قَالُوْا فِيَّ مَا لَيْسَ فِيَّ فَأَرْسَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوْا فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ وَيْلَكُمْ اتَّقُوا اللّٰهَ فَوَاللّٰهِ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا وَّأَنِّيْ جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ فَأَسْلِمُوْا قَالُوْا مَا نَعْلَمُهٗ قَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ فَأَيُّ رَجُلٍ فِيْكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا ذَاكَ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا وَأَعْلَمُنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوْا حَاشٰى لِلّٰهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوْا حَاشٰى لِلّٰهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوْا حَاشٰى لِلّٰهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ يَا ابْنَ سَلَامٍ اخْرُجْ عَلَيْهِمْ فَخَرَجَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ اتَّقُوا اللّٰهَ فَوَاللّٰهِ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّهٗ جَآءَ بِحَقٍّ فَقَالُوْا كَذَبْتَ فَأَخْرَجَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ﷺ سے ٹھیک سنا پھر اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ گئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے لوگوں سے کس کا گھر قریب تر ہے ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں قریب تر ہوں یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے فرمایا کہ جاؤ اور ہمارے واسطے دوپہر کے سونے کی جگہ تیار کرو انہوں نے کہا کہ دونوں اٹھو اللہ کی برکت پر سو جب حضرت ﷺ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لائے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور بے شک آپ ﷺ سچا دین لائے ہیں اور البتہ یہودیوں کو معلوم ہے کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا اور ان میں بڑا عالم ہوں اور ان کے بڑے عالم کا بیٹا سو ان کو بلا کر میرا حال ان سے دریافت کیجیے پہلے اس سے کہ وہ معلوم کریں کہ میں مسلمان ہوا ہوں سو اگر وہ جانیں گے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں تو میرے حق میں وہ کہیں گے جو مجھ میں نہیں یعنی مجھ پر بہتان باندھیں گے یعنی کہیں گے کہ بہت برا ہے تو حضرت ﷺ نے ان کو بلا بھیجا سو وہ آئے اور حضرت ﷺ پر داخل ہوئے یعنی بعد اس کے کہ عبداللہ بن سلام اندر چھپ کر بیٹھ رہے تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے گروہ یہود کے کہ ہو تم کو خرابی ڈرو اللہ سے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں البتہ تم کو معلوم ہے کہ میں سچا رسول ہوں اور میں تمہارے پاس سچا دین لایا ہوں سو تم مسلمان ہو جاؤ یہودیوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم اللہ کے رسول ہو یہ انہوں نے حضرت ﷺ سے تین بار کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تم میں کیسے شخص ہیں یہود نے کہا کہ وہ

ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں اور ہم میں بڑے عالم ہیں اور بڑے عالم کے بیٹے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مسلمان ہو جائیں تو تم مجھ کو مان لو گے کہا کہ اللہ اس کو اسلام سے پناہ میں رکھے وہ مسلمان نہیں ہو گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ تو اگر وہ مسلمان ہو جائے کہنے لگے اللہ کی پناہ وہ مسلمان ہو گا ہی نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ کہ اگر اسلام کی طرف ہی آئے انہوں نے کہا کہ اللہ کی پناہ وہ ایسا نہیں ہے کہ مسلمان ہو جائے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے سلام کے بیٹے باہر نکل آ سو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور کہا کہ اے گروہ یہود کے کہ ڈرو اللہ سے کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اس کے بے شک کہ تم جانتے ہو کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں اور وہ سچا دین لائے ہیں تو یہود نے کہا کہ تم جھوٹے ہو تو حضرت ﷺ نے ان کو نکال دیا۔

فائدہ: ایک روایت میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو سنا اور پہچانا میں نے آپ ﷺ کی صفت اور نام کو سو میں اس سے خوش تھا یہاں تک کہ حضرت ﷺ مدینے میں آئے سو میں نے آپ ﷺ کو سنا اور میں کھجور کے سر پر تھا سو میں نے سن کر اللہ اکبر کہا تو میری پھوپھی نے کہا کہ اگر تو موسیٰ علیہ السلام کو سنتا تو ایسا خوش نہ ہوتا تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی وہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہیں پیغمبر کیے گئے ساتھ اس چیز کے کہ پیغمبر کیے گئے ساتھ اس کے موسیٰ علیہ السلام تو اس نے کہا کہ اے میرے بھتیجے یہ وہی ہیں کہ ہم خبر دیے جاتے تھے کہ وہ عنقریب پیغمبر کر کے بھیجے جائیں گے ساتھ نفس قیامت کے میں نے کہا ہاں اس نے کہا پس ایمان لا ساتھ ان کے اس وقت پھر میں آپ ﷺ کے پاس آکر مسلمان ہوا پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا سو میں نے ان کو حکم کیا ساتھ مسلمان ہونے کے تو وہ مسلمان ہوئے پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ یہودی بڑے مفتری ہیں الخ اور کہتے ہیں کہ جب بادشاہ تبع نے مکے اور مدینے کے لوگوں سے جہاد کیا اور مدینے میں اترا تو چار سو یہودی عالم اس کے پاس گئے سو خبر دی اس کو عالموں نے ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے تعظیم کعبہ کی سے اور خبر دی اس کو کہ عنقریب ایک پیغمبر ہو گا اس کے رہنے کی جگہ مدینہ ہے تو اس نے ان عالموں کی تعظیم کی اور خانہ کعبہ کی بھی تعظیم کی

بایں طور کہ کعبے پر کپڑے کا غلاف چڑھایا اور پہلے پہل اس نے خانے کعبے کو غلاف چڑھایا پھر اس نے ایک کاغذ لکھا اور ان میں سے ایک عالم کے سپرد کیا اور اس کو وصیت کی کہ اگر تو اس پیغمبر کو پائے تو یہ میرا کاغذ اس کو پہنچا دینا سو کہتے ہیں کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں اتارا تھا وہ اس مرد کی اولاد سے تھے جس کے پاس تبع کا کاغذ تھا۔ (فتح)

۳۶۲۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ أَرْبَعَةَ آلَافٍ فِيْ أَرْبَعَةٍ وَفَرَضَ لِابْنِ عُمَرَ ثَلَاثَةَ آلَافٍ وَخَمْسَ مِائَةٍ فَقِيْلَ لَهُ هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهُ مِنْ أَرْبَعَةِ آلَافٍ فَقَالَ إِنَّمَا هَاجَرَ بِهِ أَبَوَاهُ يَقُوْلُ لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ.

۳۶۲۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقرر کیا تھا عمر رضی اللہ عنہ نے واسطے مہاجرین کے (یعنی جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی یا جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے) حصہ بیت المال سے چار ہزار چار میں یعنی ہر ایک کو ان میں سے چار ہزار دیتے تھے اور مقرر کیا حصہ واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساڑھے تین ہزار تو کسی نے ان سے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی مہاجرین میں سے ہیں سو تم نے ان کا حصہ چار ہزار سے کیوں کم کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہجرت کی ان کے ساتھ ان کے ماں باپ نے یعنی نہیں وہ اس شخص کی طرح جس نے اپنی مرضی سے ہجرت کی۔

فائدہ: یعنی وہ اس وقت اپنے باپ کی پرورش میں تھے ان کے باپ نے ہجرت کی تو وہ بھی ان کے ساتھ چلے آئے سو نہیں وہ اس کی طرح جس نے بذات خود مستقل ہجرت کی بغیر اتباع کے۔

۳۶۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيْقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللهِ وَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ

۳۶۲۳۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اس حال میں کہ ہم اللہ کی رضا مندی چاہتے تھے اور ہمارا ثواب اللہ کے نزدیک ثابت ہوا سو بعض ہم میں سے وہ ہیں کہ گزر گئے یعنی فوت ہو گئے اور اپنے اجر سے کچھ نہ کھایا ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنگ احد کے دن شہید ہوئے سو نہ پائی ہم نے کچھ چیز جس میں ان کو کفنائیں مگر ایک کملی سیاہ اور سفید جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تھے تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانکتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا تو

مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ فَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ بِهَا وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنْ إِذْخِرٍ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا کہ ان کا سر ڈھانکو اور ان کے پاؤں پر اذخر کی گھاس ڈال دو اور بعض ہم میں سے وہ ہیں کہ ان کا پھل پختہ ہوا سو وہ اس کو چنتے ہیں۔

٣٦٢٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِي مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيكَ يَا أَبَا مُوسَى هَلْ يَسُرُّكَ إِسْلَامُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتُنَا مَعَهُ وَجِهَادُنَا مَعَهُ وَعَمَلُنَا كُلُّهُ مَعَهُ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقَالَ أَبِي لَا وَاللَّهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا وَأَسْلَمَ عَلَى أَيْدِينَا بَشَرٌ كَثِيرٌ وَإِنَّا لَنَرْجُو ذَلِكَ فَقَالَ أَبِي لَكِنِّي أَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَبِي.

٣٦٢٤۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو کہا تم جانتے ہو کہ میرے باپ نے تیرے باپ سے کیا کہا تھا میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ میرے باپ نے تیرے باپ سے کہا تھا کہ اے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کیا تجھ کو خوش لگتا ہے اسلام لانا ہمارا ساتھ حضرت ﷺ کے اور ہجرت کرنا ہمارا ساتھ آپ ﷺ کے اور جہاد کرنا ہمارا ہمراہ آپ ﷺ کے اور ہمارے سب عمل ساتھ آپ ﷺ کے اللہ کے نزدیک ثابت ہوں یعنی ہم کو ان کا ثواب ملے اور جو عمل کہ ہم نے حضرت ﷺ کے فوت ہونے کے بعد کیا ہے نجات پائیں ہم اس سے ازروئے کفایت کے برابر ساتھ برابر کے یعنی نہ موجب ثواب کا ہو اور نہ عذاب کا تو تمہارے باپ نے کہا کہ نہیں قسم ہے اللہ کی البتہ ہم نے حضرت ﷺ کے بعد جہاد کیا اور نماز پڑھی اور روزہ رکھا اور ہم نے بہت نیکیاں کیں اور ہمارے ہاتھ پر بہت لوگ مسلمان ہوئے اور بے شک ہم اس کے ثواب کی امید رکھتے ہیں سو میرے باپ یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لیکن میں تو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں عمر رضی اللہ عنہ کی جان ہے البتہ میں دوست رکھتا ہوں کہ بے شک پہلے عمل ہمارے واسطے ثابت ہوں اور جو عمل کہ ہم نے حضرت ﷺ

کے بعد کیے اس سے نجات پائیں از روئے برابر کے ساتھ
برابر (ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) سو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی
کہ بے شک تیرا باپ بہتر ہے میرے باپ سے۔

فائدہ: اور مراد ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی بہتر ہونا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اعتبار مذکور سے نہیں تو یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ افضل ہیں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے نزدیک سب گروہوں اسلام کے لیکن نہیں منع ہے کہ فوقیت دی جائے بعض مفضول کو ساتھ ایک فضیلت کے کہ نہ مستلزم ہو افضلیت مطلق کو اور باوجود اس کے پس عمر رضی اللہ عنہ اس فضیلت میں بھی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اس واسطے کہ خوف کا مقام افضل ہے امید کے مقام سے پس علم محیط ہے ساتھ اس کے کہ آدمی نہیں خالی کسی نہ کسی قصور سے ہر چیز میں کہ ارادہ کرے خیر سے اور سوائے اس کے نہیں کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے کسر نفسی کے نہیں تو ان کے فضائل اور کمالات مشہور تر ہیں اس سے کہ ذکر کیے جائیں۔ (فتح الباری)

٣٦٢٥۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ أَوْ بَلَغَنِي عَنْهُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا قِيلَ لَهُ هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيهِ يَغْضَبُ قَالَ وَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَرْسَلَنِي عُمَرُ وَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَيْقَظَ فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلٰى عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ نُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِ فَبَايَعَهُ ثُمَّ بَايَعْتُهُ.

٣٦٢٥۔ ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ جب ان کو کہا جاتا تھا کہ تم نے اپنے باپ سے پہلے ہجرت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سو میں اور عمر رضی اللہ عنہ دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوپہر کے وقت سوتے پایا سو ہم اپنی جگہ کی طرف پلٹ گئے سو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بھیجا اور کہا کہ جاؤ دیکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے ہیں یا نہیں سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں عمر رضی اللہ عنہ کی طرف چلا سو میں نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے ہیں سو ہم بہت تیز چلے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اور عمر رضی اللہ عنہ دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو مراد یہ ہے کہ بیعت کے وقت آئے اور شاید یہ بیعت رضوان تھی اور احتمال ہے کہ ہو یہ بیعت غیر قتال پر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تو صرف اس واسطے اس کو ذکر کیا تا کہ بیان کرے سبب وہم اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اس نے باپ سے پہلے ہجرت کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے تو صرف اپنے باپ سے پہلے فقط بیعت کی تھی اور جب ان کی بیعت اپنے باپ کی بیعت سے پہلے ہوئی تو بعض

لوگوں نے کہا کہ ان کی ہجرت بھی اپنے باپ کی ہجرت سے پہلے ہوئی تھی اور حالانکہ اس طرح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جلدی کی انہوں نے طرف بیعت کے اپنے باپ سے پہلے واسطے حرص کے اوپر حاصل کرنے خیر کے اور اس واسطے کہ اس کی تاخیر میں عمر رضی اللہ عنہ کا کچھ فائدہ نہ تھا اور باپ کے بعد پھر دوسری بار ہجرت کی (فتح)

٣٦٢٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ يُحَدِّثُ قَالَ ابْتَاعَ أَبُو بَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ قَالَ فَسَأَلَهُ عَازِبٌ عَنْ مَسِيرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُخِذَ عَلَيْنَا بِالرَّصَدِ فَخَرَجْنَا لَيْلًا فَأَحْيَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ ثُمَّ رُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ فَأَتَيْنَاهَا وَلَهَا شَيْءٌ مِّنْ ظِلٍّ قَالَ فَفَرَشْتُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْوَةً مَّعِيْ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ قَدْ أَقْبَلَ فِيْ غُنَيْمَةٍ يُرِيْدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِيْ أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ أَنَا لِفُلَانٍ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ فِيْ غَنَمِكَ مِنْ لَّبَنٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لَهُ هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً مِّنْ غَنَمِهِ فَقُلْتُ لَهُ انْفُضِ الضَّرْعَ قَالَ فَحَلَبَ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ وَّمَعِيْ إِدَاوَةٌ مِّنْ مَّاءٍ عَلَيْهَا خِرْقَةٌ قَدْ رَوَّأْتُهَا لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ

٣٦٢٦۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب رضی اللہ عنہ سے اونٹ کا پالان خریدا سو میں نے ان کو اس کے ساتھ اٹھایا تو عازب رضی اللہ عنہ نے ان سے حضرت ﷺ کی ہجرت کا حال یعنی پالان کے اٹھانے سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ روکی گئی ہماری راہ ساتھ نگہبانی کے یعنی کافر گھاتے میں تھے کہ ہم کو پائیں سو ہم رات کو نکلے سو ہم نے اپنے رات اور دن کو زندہ رکھا یعنی رات اور دن چلے یہاں تک کہ ٹھیک دوپہر ہوئی پھر ہم کو ایک پتھر دراز نظر آیا سو ہم اس کے پاس آئے اور اس کے واسطے کچھ سایہ تھا تو میں نے حضرت ﷺ کے واسطے ایک چادر بچھائی جو میرے ساتھ تھی پھر حضرت ﷺ اس پر لیٹ گئے سو میں چلا آپ ﷺ کے گرد نگہبانی کرتا سو ناگہاں میں نے ایک چرواہا دیکھا کہ اپنی بکریوں میں سامنے چلا آتا ہے ہماری طرح پتھر کا سایہ چاہتا ہے تو میں نے اس سے پوچھا کہ اے غلام تو کس کا مملوک ہے کہا فلاں کا مملوک ہوں تو میں نے اس سے کہا کہ کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے اس نے کہا کہ ہاں میں نے اس کو کہا کہ تجھ کو دوہنے کہ اجازت ہے اس نے کہا کہ ہاں تو اس نے اپنی بکریوں سے ایک بکری پکڑی سو میں نے ان سے کہا کہ تھن کو گرد سے جھاڑ لے سو اس نے بقدر پیاس کے دودھ دھویا سو میرے ساتھ پانی کی چھاگل تھی اس پر کپڑا لپٹا تھا تیار رکھا تھا میں نے اس کو حضرت ﷺ کے واسطے کہ اس سے پانی پیتے تھے اور وضو کرتے تھے سو میں نے دودھ پر پانی ڈالا

ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ ارْتَحَلْنَا وَالطَّلَبُ فِيْ إِثْرِنَا قَالَ الْبَرَآءُ فَدَخَلْتُ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ عَلٰى أَهْلِهٖ فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهٗ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَتْهَا حُمّٰى فَرَأَيْتُ أَبَاهَا فَقَبَّلَ خَدَّهَا وَقَالَ كَيْفَ أَنْتِ يَا بُنَيَّةُ.

یہاں تک کہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا پھر میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لایا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ پیجئے تو حضرت ﷺ نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہو گیا پھر ہم نے کوچ کیا اور ڈھونڈنے والے ہمارے پیچھے تھے براء رضی اللہ عنہ نے کہا سو داخل ہوا میں ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس کے گھر والوں پر تو ناگہاں ان کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی تھیں ان کو بخار تھا سو میں نے ان کے باپ کو دیکھا کہ انہوں نے اس کے رخسار چومے اور کہا کہ اے بیٹی کیا حال ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علامات نبویہ ﷺ میں گزر چکی ہے اور کچھ سراقہ کی حدیث میں اور تھا یہ داخل براء رضی اللہ عنہ کا دخول ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اہل پر پردے کے اترنے سے پہلے قطعا اور نیز براء رضی اللہ عنہ اس وقت بالغ نہیں تھے اور اسی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بالغ نہیں تھیں۔ (فتح)

۳۶۲۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِيْ عَبْلَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ وَسَّاجٍ حَدَّثَهٗ عَنْ أَنَسٍ خَادِمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيْ أَصْحَابِهٖ أَشْمَطُ غَيْرَ أَبِيْ بَكْرٍ فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّآءِ وَالْكَتَمِ وَقَالَ دُحَيْمٌ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عُبَيْدٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ وَسَّاجٍ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ أَسَنَّ أَصْحَابِهٖ أَبُوْ بَكْرٍ فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّآءِ وَالْكَتَمِ حَتّٰى قَنَأَ لَوْنُهَا.

۳۶۲۷۔ انس رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے خادم سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے اور حالانکہ آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں کوئی بوڑھا نہ تھا یعنی ان کے بال بہت سفید تھے سوانہوں نے داڑھی کو مہندی اور وسمہ سے خضاب کیا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں بڑی عمر والے ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے سو خضاب کیا اس کو مہندی اور وسمہ سے یہاں تک کہ اس کا رنگ نہایت سرخ تھا۔

فائدہ: کتم ایک قسم کے پتے ہوتے ہیں ان کے ساتھ خضاب کیا جاتا ہے مانند آس کی اور وہ ایک سبزہ ہے جو

چھوٹے پتھروں میں اگتا ہے اس کی شاخیں دھاگے کی طرح نیچے لٹک آتی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ وسمہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نیل ہے۔(فتح)

۳۶۲۸۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ بَكْرٍ فَلَمَّا هَاجَرَ أَبُوْ بَكْرٍ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هٰذَا الشَّاعِرُ الَّذِيْ قَالَ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةَ رَثٰى كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَّمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ مِنَ الشِّيْزٰى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ تُحَيِّيْنَا السَّلَامَةَ أُمُّ بَكْرٍ وَهَلْ لِيْ بَعْدَ قَوْمِيْ مِنْ سَلَامٍ يُحَدِّثُنَا الرَّسُوْلُ بِأَنْ سَنَحْيَا وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَآءٍ وَّهَامٍ.

۳۶۲۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو بنی کلب قبیلے سے نکاح کیا اس کو لوگ ام بکر کہتے تھے سو جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو اس کو طلاق دی پھر نکاح کیا اس سے اس کے چچیرے بھائی اس شاعر نے جس نے یہ قصیدہ کہا کفار قریش کے واسطے مرثیہ کہا یعنی جب کہ وہ جنگ بدر کے دن مارے گئے اور بدر کے کنویں میں ڈالے گئے اور کیا ہے کنویں میں یعنی بدر کے کنویں میں اصحاب پیالوں کے سے جو زینت دیے گئے ہیں اور پر کیے گئے ہیں اونٹوں کی کوہانوں کے گوشت سے (یعنی اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت لوگوں کو کھلاتے تھے اور کوہان کو اس لیے خاص کیا کہ اس کا گوشت نہایت لذیذ ہوتا ہے) اور کیا ہے کنویں میں بدر کے کنویں میں گانے والے لونڈیوں اور شراب نوش بزرگوں سے اور دعا کرتی ہے مجھ کو ام بکر ساتھ سلامت رہنے کے قتل ہونے سے اور کیا ہے واسطے میرے بعد مرنے قوم میری کے سلامت رہنا یعنی جب میری قوم مرگئی تو میں کیونکر سلامت رہوں گا بیان کرتے ہیں ہم سے رسول ساتھ اس کے کہ ہم زندہ ہوں گے یعنی قیامت میں اور کس طرح زندہ ہونا الو اور کھوپڑی کا۔

فائدہ: حاصل معنی ان دونوں شعروں کے یہ ہیں کہ ان لوگوں نے دنیا کی عمدہ چیزوں اور لذیذ کھانوں سے خوب مزہ اٹھایا اور جو چاہا کھایا اور اب جو یہ کنویں میں پڑے ہیں تو ان کو عذاب نہیں ہام عطف تفسیری ہے واسطے اصداء کے اور بعض کہتے ہیں کہ صدی ایک جانور ہے جو رات کو اڑتا ہے اور ہام سر کی کوپری ہے کہ ان کے گمان میں اس سے الو نکلتا ہے اور مراد شاعر سے ان شعروں سے انکار قیامت کا ہے یعنی قیامت کو آدمی دوسری بار زندہ نہیں ہوں گے اور نہ کسی کا حساب ہوگا اور نہ کسی کے واسطے ثواب اور عذاب ہوگا گویا کہتا ہے کہ جب آدمی اس جانور کی طرح ہوگیا تو

پھر دوسری بار کس طرح آدمی بنے گا یعنی ممکن نہیں کہ آدمی مرنے کے بعد پھر جی اٹھے اور اہل لغت نے کہا کہ جاہلیت کے زمانے میں کافروں کا گمان تھا کہ جو قتل ہو جائے اس کی روح الو ہو جاتی ہے۔(فتح)

۳۶۲۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِأَقْدَامِ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ بَعْضَهُمْ طَأْطَأَ بَصَرَهُ رَآنَا قَالَ اسْكُتْ يَا أَبَا بَكْرٍ اثْنَانِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا.

۳۶۲۹۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں چھپا تھا سو میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے اچانک کفار قریش کے قدم دیکھے سو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان میں سے کوئی نیچے نظر کرے تو ہم کو دیکھ لے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ چپ رہ ہم دو ہیں ہمارا تیسرا ساتھ اللہ ہے یعنی غمگین نہ ہو ہمارا مددگار ہمارے ساتھ ہے اپنے علم سے جیسے کہ فرمایا **ما یکون من نجویٰ ثلاثة الا هو رابعهم الآية۔**

۳۶۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ الْهِجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطِي صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وُرُودِهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

۳۶۳۰۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کا حال پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہائے افسوس تجھ پر! البتہ ہجرت کا امر تو نہایت سخت ہے سو کہا کہ کیا تیرے پاس اونٹ ہیں سو کہا کہ ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو ان کی زکوٰۃ دیا کرتا ہے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا ان کو دودھ پینے کے واسطے عاریتاً بھی دیتا ہے اس نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی پلانے کے دن بھی ان کا دودھ دوہتا ہے یعنی محتاجوں کو دیتا ہے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اسی طرح کیا کر اپنے دیہات میں جو شہروں سے پرے ہیں سو بے شک اللہ تیرے عمل سے کچھ نہ گھٹائے گا۔

فائدہ: اور جس ہجرت کا اس نے حال پوچھا تھا وہ دارالکفر کا چھوڑنا تھا اور لازم کر لینا احکام مہاجرین کو اوپر اپنے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ فتح مکہ کے بعد واقع ہوا تھا اس واسطے کہ اس وقت ہجرت فرض عین تھی پھر منسوخ ہوئی ساتھ اس حدیث کے کہ نہیں ہجرت بعد فتح مکہ کے اور مراد یہ ہے کہ جس جگہ تو عمل کرے گا وہیں تجھ کو ثواب ملے گا۔

بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ الْمَدِيْنَةَ

باب ہے بیان میں آنا حضرت ﷺ کا اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا مدینے میں

فائدہ: اس کا اختلاف پہلے گزر چکا ہے۔

٣٦٣١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَّبِلَالٌ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

٣٦٣١۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلے پہل ہمارے پاس یعنی مدینے میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے پھر ہمارے پاس عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ آئے۔

٣٦٣٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ وَّسَعْدٌ وَّعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَعَلَ الْإِمَآءُ يَقُلْنَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا قَدِمَ حَتّٰى قَرَأْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى فِيْ سُوَرٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ.

٣٦٣٢۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو پہلے پہل ہمارے پاس آئے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے پھر بلال رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آئے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے مع ساتھ بیس اصحاب رضی اللہ عنہم کے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے سو نہیں دیکھا میں نے مدینے والوں کو کہ کسی چیز کے ساتھ خوش ہوں جیسے حضرت ﷺ کے آنے سے خوش ہوئے یہاں تک کہ لونڈیوں نے کہنا شروع کیا تشریف لائے رسول اللہ ﷺ سو نہ تشریف لائے حضرت ﷺ یہاں تک کہ میں نے سورہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى مع چند سورتوں مفصل کے پڑھی۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے پہل مدینے میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے پہل ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے تو تطبیق دونوں کے درمیان یوں ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مدینے میں ٹھہرنے کے قصد سے نہیں نکلے تھے بلکہ واسطے بھاگنے کے مشرکین سے بخلاف مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ مدینے

کی طرف اس نیت سے نکلے تھے کہ وہاں ٹھہریں اور وہاں کے مسلمانوں کو اسلام کے احکام کی تعلیم کریں تو ایک جہت سے ہر ایک کے واسطے اولیت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو نکلے لوگ راہوں میں اور گھروں پر اور لڑکے اور غلام کہتے تھے آئے محمد ﷺ اللہ کے رسول اللہ اکبر آئے محمد ﷺ اللہ کے رسول اور ایک روایت میں ہے کہ بنی نجار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجاتی ہوئی نکلیں اور وہ کہتی تھیں نَحْنُ جِوَارٌ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ۔ (فتح)

۳۶۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ كُلُّ امْرِءٍ مُّصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَ عَنْهُ الْحُمّٰى يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهُ وَيَقُوْلُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَّحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَّجَلِيْلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَّطَفِيْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

۳۶۳۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مکے سے ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں دونوں کے پاس گئی تو میں نے کہا کہ اے باپ تو اپنے دل یا بدن کو کس طرح پاتا ہے یعنی آپ کے جی یا بدن کا کیا حال ہے اور اے بلال رضی اللہ عنہ تمہاری جان کا کیا حال ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تو یہ حال تھا کہ جب ان کو بخار ہوتا تھا تو کہتے تھے ہر مرد لایا گیا ہے موت صبح کے وقت اور حالانکہ وہ اپنے گھر والوں کے درمیان ہے۔

اور بلال رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب ان سے بخار اترتا تھا تو اپنی بلند آواز سے کہتے تھے ترنم کے ساتھ، خبردار ہو کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیا میں کوئی رات مکہ کے میدانوں میں گزاروں گا اور حالانکہ میرے گرد اذخر اور جلیل کی گھاس ہو اور کیا میں مجنہ (ایک جگہ کا نام ہے مکہ کے قریب، جاہلیت کے زمانے میں وہاں بازار لگتا تھا) کے چشموں پر وارد ہوں گا اور کیا میرے واسطے شامہ اور طفیل (مکہ کے قریب دو پہاڑ ہیں) ظاہر ہوں گے یعنی مکہ کے جانے کے اشتیاق میں یہ اشعار پڑھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں حضرت ﷺ کے پاس آئی اور میں نے آپ کو اس حال سے خبر دی تو حضرت ﷺ نے

فرمایا: الٰہی! ہمارے نزدیک مدینہ کو پیارا کر جیسے ہم کو مکہ سے محبت ہے یا اس سے بس زیادہ اور خوشگوار بنا دے مدینے کو اور برکت کر ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں اور لے جا اس کے بخار کو سوڈال دے اس کو جحفہ میں۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ کہ اس کو کہا جاتا ہے کہ اور حالانکہ وہ اپنے گھر والوں میں مقیم ہے کہ صبح کرے تجھ کو اللہ تعالیٰ ساتھ خیر کے اور کبھی اچانک آتی ہے اس کو موت باقی دن میں اور وہ مقیم ہے اپنے گھر والوں میں اور موت قریب تر ہے جوتی کے تسمے سے یعنی جوتی کا تسمہ پاؤں کے نہایت قریب ہوتا ہے سو موت آدمی کو اس سے بھی قریب تر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ الٰہی لعنت کر ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور امیہ بن خلف کو جیسے انہوں نے ہم کو وبا کی زمین کی طرف نکالا (یعنی دور کر ان کو اپنی رحمت سے جیسے انہوں نے ہم کو اپنے وطن سے نکالا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور یہ پردے کے حکم کے اترنے سے پہلے تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی تپ ہو گئی تھی اور تھا پہنچنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ آل ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہجرت کے ساتھ ان کے ان کے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اور نکلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہ ساتھ دو بیٹیوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہلے چلی آئی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا پیچھے رہی تھیں اپنے خاوند کے پاس وہ جنگ بدر کے بعد آئیں۔ (فتح)

٣٦٣٤۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ أَخْبَرَهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاٰمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۶۳۴۔ عبیداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا تو اس نے کلمہ شہادت کہا پھر کہا حمد وصلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ بے شک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانا اور ایمان لایا ساتھ اس چیز کے کہ بھیجے گئے ساتھ اس کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر میں نے دوبار ہجرت کی اور پھر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی پائی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی سو قسم ہے اللہ کی نہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حکمی کی اور نہ خیانت کی یہاں تک کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی۔

ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَابَعَهُ إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ مِثْلَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے ان کا یہ قول ہے کہ میں نے دوبار ہجرت کی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلے حبش کی طرف ہجرت کی پھر وہاں سے مکے میں پلٹ آئے پھر مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی بیوی تھی رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی۔ (فتح)

٣٦٣٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَأَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنًى فِيْ اٰخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَوَجَدَنِيْ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاءَ النَّاسِ وَغَوْغَاءَهُمْ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تُمْهِلَ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ وَالسَّلَامَةِ وَتَخْلُصَ لِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ وَذَوِيْ رَأْيِهِمْ قَالَ عُمَرُ لَأَقُوْمَنَّ فِيْ أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ.

٣٦٣٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ آئے سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مجھ کو منیٰ میں پایا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا کہ اے امیر المومنین حج کا موسم جمع کرتا ہے رذیل لوگوں کو یعنی اس میں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں شریف بھی اور رذیل بھی اور میں مناسبت جانتا ہوں کہ تم دیر کرو یہاں تک کہ تم مدینے میں پہنچو کہ بے شک وہ گھر ہے ہجرت کا اور سنت کا اور خالص ہو تم واسطے اہل علم کے اور شریف لوگوں کے اور عقلمندوں کے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں کھڑا ہوں گا یعنی خطبہ پڑھوں گا اور لوگوں کو نصیحت کروں گا اول مقام میں کہ مدینے میں کھڑا ہوں گا۔

فائدہ: اس کا پورا قصہ آئندہ آئے گا اور مختصر یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا تھا کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں فلاں سے بیعت کروں گا تو عمر رضی اللہ عنہ بہت غضبناک ہوئے اور چاہا کہ اس کو تنبیہ کریں عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے منع کیا اور کہا کہ موسم حج کے ہجوم میں یہ مناسب نہیں جب مدینے میں پہنچو گے جو مرضی ہو گی سو کرنا اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ یہاں تک کہ تم مدینے میں پہنچو کہ وہ گھر ہے ہجرت کا اور سنت کا۔ (فتح)

٣٦٣٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا

٣٦٣٦۔ خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام علاء ایک

إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنْ نِسَآئِهِمْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكْنٰى حِيْنَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلٰى سُكْنَى الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَاشْتَكٰى عُثْمَانُ عِنْدَنَا فَمَرَّضْتُهُ حَتّٰى تُوُفِّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِيْ أَثْوَابِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ شَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ قَالَتْ قُلْتُ لَا أَدْرِيْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ فَمَنْ قَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَآئَهُ وَاللَّهِ الْيَقِيْنُ وَاللَّهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ وَمَا أَدْرِيْ وَاللَّهِ وَأَنَا رَسُوْلُ اللَّهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ قَالَتْ فَوَاللَّهِ لَا أُزَكِّيْ أَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ فَأَحْزَنَنِيْ ذٰلِكَ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ذٰلِكِ عَمَلُهُ.

عورت نے ان کی عورتوں سے حضرت ﷺ کی بیعت کی اس نے خارجہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اس کے حصے میں آیا گھر رکھنے میں جب کہ قرعہ ڈالا انصار نے بیچ رکھنے مہاجرین کے اپنے گھروں میں ام علاء نے کہا سو عثمان رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے ہمارے پاس سو میں نے اس کی تیمار داری کی یہاں تک کہ فوت ہوئے ہم نے ان کو ان کے کپڑوں میں کفنایا سو حضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا کہ اے ابو السائب تجھ پر اللہ کی رحمت میری گواہی تمہارے واسطے ثابت ہے یعنی گواہی دیتی ہوں کہ بے شک اللہ نے تم کو اکرام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ اللہ نے اس کو اکرام کیا میں نے کہا یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں مجھ کو معلوم نہیں پس کون ہے کہ اس کو اکرام کرے یعنی اگر اللہ تعالیٰ ایسے ایماندار کو بھی اکرام نہ کرے تو پھر اور ایسا کون ہے کہ اللہ اس کو اکرام کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی سو اس کو تو موت آئی قسم ہے اللہ کی بے شک میں اس کے واسطے آخرت میں خیر اور بھلائی کی امید رکھتا ہوں اور قسم ہے اللہ کی کہ مجھ کو معلوم نہیں اور حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا ام علاء نے کہا سو قسم ہے اللہ کی کہ میں اس کے بعد کسی کو پاک نہیں کہوں گی ام علاء نے کہا سو اس بات نے مجھ کو غم میں ڈالا یعنی میں عثمان رضی اللہ عنہ کے حال سے غمناک ہوئی کہ مجھ کو اس کے ساتھ محبت تھی سو میں سوئی تو مجھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے ایک جاری چشمہ نظر آیا تو میں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے۔

فائدہ: عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فضلائے اصحاب سابقین میں سے ہیں۔

۳۶۳۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَاتُهُمْ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ.

۳۶۳۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعاث کا دن ایک دن تھا کہ مقدم کیا تھا اس کو اللہ نے اپنے رسول کے واسطے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور حالانکہ ان کے گروہ میں پھوٹ بڑی تھی اور مارے گئے تھے سردار ان کے واسطے داخل ہونے کے اسلام میں۔

فائدہ: یعنی اگر ان کے رئیس زندہ ہوتے تو سرکشی کرتے اور جب ریاست سے دوسرے کی فرمانبرداری قبول نہ کرتے اور اسلام میں داخل نہ ہوتے تو اس سبب سے دیگر عوام لوگ بھی اسلام قبول نہ کرتے اور بعاث کی جنگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے دس سال پیچھے واقع ہوئی تھی۔

۳۶۳۸۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحًى وَعِنْدَهَا قَيْنَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاذَفَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَّإِنَّ عِيْدَنَا هٰذَا الْيَوْمُ.

۳۶۳۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے عید الفطر کے دن یا بقر عید کے دن اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو لڑکیاں تھیں جو گاتی تھیں ساتھ اس چیز کے جو انصار نے بعاث کے دن کہا یعنی جو بہادروں اور دلاوروں کی تعریف میں کہا تھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو بار کہا کہ شیطان کا باجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ چھوڑو ان کو بے شک ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ دن ہماری عید ہے۔

۳۶۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدِ الضُّبَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۳۶۳۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو مدینے کی بالائی جانب میں ایک قبیلے میں اترے جس کو بنو عمرو بن عوف کہا جاتا تھا انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان میں چودہ رات ٹھہرے پھر بنی نجار کی قوم کو بلا بھیجا سو وہ آئے اپنے گلے میں تلواریں ڈالے

قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ فِيْ عُلْوِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ فَأَقَامَ فِيْهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ قَالَ فَجَآءُوْا مُتَقَلِّدِيْ سُيُوْفِهِمْ قَالَ وَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَأَبُوْ بَكْرٍ رِدْفَهٗ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهٗ حَتّٰى أَلْقٰى بِفِنَاءِ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ فَكَانَ يُصَلِّيْ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهٗ أَمَرَ بِبِنَآءِ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلٰى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَآءُوْا فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ حَآئِطَكُمْ هٰذَا فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ قَالَ فَكَانَ فِيْهِ مَا أَقُوْلُ لَكُمْ كَانَتْ فِيْهِ قُبُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَتْ فِيْهِ خِرَبٌ وَّكَانَ فِيْهِ نَخْلٌ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ قَالَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ قَالَ وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً قَالَ قَالَ جَعَلُوْا يَنْقُلُوْنَ ذَاكَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ يَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ إِنَّهٗ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَهْ فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ.

اونچی نیچی تھی اور اس میں کھجور کے درخت تھے سو حضرت ﷺ ہوئے یعنی حضرت ﷺ کی نگہبانی کو اور گویا میں حضرت ﷺ کو دیکھتا تھا کہ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے سوار ہیں اور بنی نجار کی قوم آپ ﷺ کے گرد ہے یہاں تک کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے صحن میں اترے اور حضرت ﷺ کو جس جگہ نماز کا وقت ہوتا تھا وہیں پڑھ لیتے تھے یعنی اس واسطے کہ اس وقت کوئی مسجد نہ تھی اور نماز پڑھتے تھے بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں پھر حضرت ﷺ نے مسجد بنانے کا حکم کیا اور قوم بنی نجار کو بلا بھیجا سو وہ آئے تو فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کر کے قیمت لو بنی نجار نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ تعالی سے یعنی ہم اس کو للہ دیتے ہیں سو تھی اس میں وہ چیز جو میں تمہارے واسطے بیان کرتا ہوں اس میں مشرکین کی قبریں تھیں اور ویران زمین تھی یعنی زمینے قبروں کو کھودنے کا حکم کیا سو مشرکین کی قبریں کھودی گئیں اور ویران زمین کے برابر کرنے کا حکم کیا سو برابر کی گئی اور کھجوروں کے کاٹنے کا حکم کیا سو کاٹی گئیں سو انہوں نے مسجد کے قبلے میں کھجوروں کو قطار باندھ کر کھڑا کیا اور اس کے دونوں چوکھٹ بنائے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے پتھروں کو لانا شروع کیا اور حالانکہ وہ شعر پڑھتے تھے اور حضرت ﷺ ان کے ساتھ تھے فرماتے الٰہی نہیں سچی زندگی مگر آخرت کی زندگی سو مدد کر انصار اور مہاجرین کی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا میں نہیں پاتا بیچ کھودنے قبروں مشرکین کے تاکہ وہاں مسجد بنائی جائے نص کو یعنی صریح اجازت کو کسی عالم سے ہاں اختلاف ہے کہ کیا طلب مال کے واسطے کھودی جائیں تو جمہور کہتے ہیں کہ جائز ہے کھودنا ان کا واسطے تلاش مال کے اور منع کیا اس کو اوزاعی نے اور یہ حدیث حجت ہے واسطے جواز کے اس واسطے کہ مشرک کی کچھ عزت نہیں اور نہ جیتے اور نہ مرتے اور اس کی بحث مساجد میں گزر چکی ہے اور کھجور کے درخت کا کاٹنا محمول ہے اس پر کہ ان کو پھل نہ لگتا تھا یا پھل لگتا تھا لیکن اس کی حاجت تھی۔ (فتح)

بَابُ إِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهٖ

ٹھہرنا مہاجر کا مکے میں بعد ادا کرنے عبادت حج اور عمرے کے

٣٦٤٠۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ ابْنَ أُخْتِ النَّمِرِ مَا سَمِعْتَ فِيْ سُكْنٰى مَكَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لِّلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ.

٣٦٤٠۔ عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ اس نے سائب سے پوچھا کہ کیا چیز سنی ہے تو نے بیچ رہنے مہاجرین کے مکے میں یعنی حج ادا کرنے کے بعد ان کو مکے میں کتنے دن ٹھہرنے کا حکم ہے اس نے کہا کہ میں نے علاء سے سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین دن رہنا ہے واسطے مہاجرین کے مکے میں بعد پھرنے کے منیٰ سے۔

فائدہ: اور فقہ اس حدیث کی یہ ہے کہ مکے میں رہنا حرام تھا اس شخص پر جس نے اس سے ہجرت کی پہلے فتح مکہ کے لیکن مباح ہوا واسطے اس کے جو قصد کرے مکے کا ان میں سے ساتھ حج اور عمرے کے یہ کہ حج ادا کرنے کے بعد تین دن وہاں رہے یعنی اس کو تین دن مکے میں ٹھہرنا درست ہے اس سے زیادہ درست نہیں اسی واسطے سعد بن خولہ کے واسطے حضرت ﷺ نے مرثیہ کہا کہ وہ ہجرت کے بعد مکے میں مرا اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ تین دن ٹھہرنے سے آدمی مسافر کے حکم سے نہیں نکلتا اور نووی نے کہا کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ مہاجرین کو مکے میں وطن بنانا حرام ہے اور قاضی نے حکایت کی ہے کہ یہ قول جمہور کا ہے اور ایک جماعت نے اس کو ان کے واسطے جائز رکھا ہے سو محمول کیا ہے انہوں نے اس قول کو اس زمانے پر جس میں ہجرت واجب تھی کہا اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ فتح مکہ سے پہلے ان پر ہجرت واجب تھی یعنی فرض تھی اور فرض تھا ان پر مدینے میں رہنا واسطے مدد حضرت ﷺ کی کے اور سلوک کرنے کے ساتھ آپ ﷺ کے اپنے نفس سے اور لیکن مہاجرین کے سوا جو اور لوگ ہیں تو ان کو ہر شہر میں رہنا جائز ہے برابر ہے کہ مکہ ہو یا اس کے سوا کوئی اور شہر ہو ساتھ اتفاق کے انتہی الکلام القاضی اور مستثنیٰ کیا جاتا ہے اس سے وہ شخص جس کو حضرت ﷺ نے مدینے کے سوا اور شہر میں رہنے کی اجازت دی ہو اور استدلال کیا گیا ہے

ساتھ اس حدیث کے کہ طواف وداع مستقل عبادت ہے حج کی عبادتوں سے نہیں اور یہ صحیح تر دو وجہوں سے ہے مذہب میں واسطے قول اس کے بَعْدَ قَضَآءِ نُسُكِهٖ اس واسطے کہ طواف وداع کے بعد اقامت نہیں اور جب اس کے بعد ٹھہرے تو پھر طواف وداع نہیں رہتا اور تحقیق نام رکھا ہے اس کا قاضی واسطے عبادتوں اپنی کے پس معلوم ہوا کہ طواف حج کی عبادتوں سے نہیں اور قرطبی نے کہا کہ مراد ساتھ اس حدیث کے وہ شخص ہے جس نے ہجرت کی مکے سے طرف مدینے کے واسطے مدد حضرت ﷺ کے اور نہیں مراد وہ شخص جو ہجرت کرے مکے کے غیر سے اس واسطے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے ان کے جواب میں جب کہ انہوں نے مکے میں رہنے کو گناہ جانا اس واسطے کہ انہوں نے اللہ کے واسطے چھوڑا تھا سو جواب دیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اور ان کو معلوم کروایا کہ تین دن کا ٹھہرنا اقامت نہیں اور جو بھاگے اپنا دین لے کر اس جگہ سے جس میں اس کو اپنے دین پر خوف ہو تو کیا اس کو بھی جائز ہے یہ کہ رجوع کرے طرف اس کے بعد گزرنے اس فتنے کے یا نہیں اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اگر اس کو اللہ کے واسطے چھوڑا ہو جیسا کہ مہاجرین نے کیا تو اس کو پھر آنا جائز نہیں اور اگر اس واسطے بھاگا ہو کہ اپنے دین کو بچائے اور اس کی ذات کو چھوڑنا مقصور نہ ہو اس کو اس جگہ پھر آنا درست ہے اور یہ توجیہ ٹھیک ہے لیکن یہ خاص ہے ساتھ اس کے جو گھر یا حویلی چھوڑے اور نہیں ہے حاجت طرف خاص کرنے مسئلے کو ساتھ اس کے۔

بَابُ التَّارِيْخِ مِنَ أَيْنَ أَرَّخُوا التَّارِيْخَ — باب ہے تاریخ کے بیان میں

فائدہ: جوہری نے کہا کہ تاریخ پہچاننا وقت خاص کا ہے اور کہتے ہیں کہ پہلی تاریخ طوفان سے پیدا ہوئی۔

٣٦٤١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا عَدُّوْا مِنْ مَّبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ وَّفَاتِهٖ مَا عَدُّوْا إِلَّا مِنْ مَّقْدَمِهِ الْمَدِيْنَةَ.

۳۶۴۱۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں گنا لوگوں نے تاریخ کو حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے کے وقت سے اور نہ آپ ﷺ کی وفات سے نہیں گنا انہوں نے مگر حضرت ﷺ کے مدینے میں آنے سے۔

فائدہ: یعنی آنے کے سال سے اور آپ ﷺ کے آنے کا مہینہ مراد نہیں اس واسطے کہ تاریخ تو سال کے ابتداء سے واقع ہوئی اور تحقیق ظاہر کی ہے بعض نے ساتھ شروع کرنے تاریخ کے ہجرت سے مناسبت کہا کہ جو معاملے آپ ﷺ کو پیش آئے اور جن سے تاریخ شروع کرنا ممکن تھا وہ چار ہیں حضرت ﷺ کا پیدا ہونا اور پیغمبر ہونا اور ہجرت کرنا اور وفات پانا تو ان کے نزدیک ترجیح اسی کو ہوئی کہ تاریخ کو ہجرت سے شروع کریں اس واسطے کہ پیدا ہونے اور پیغمبر ہونے کے سال کی تعیین میں اختلاف ہے اور لیکن وقت وفات کا پس اعتراض کیا انہوں نے اس سے اس واسطے کہ اس کے ذکر میں افسوس کی امید ہے تو ہجرت سے تاریخ شروع کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مؤخر کیا

انہوں نے اس کو ربیع الاول سے طرف محرم کے اس واسطے کہ ابتدا قصہ کی ہجرت پر محرم سے تھی اس واسطے کہ بیعت ذی حجہ کے درمیان میں واقع ہوئی تھی اور وہ مقدمہ تھا ہجرت کا سو پہلا چاند بعد بیعت کے اور قصد ہجرت کے محرم کا چاند تھا سو مناسب ہوا کہ وہاں سے تاریخ شروع کی جائے اور یہ قوی تر وجہ مناسب کے ہے ساتھ ابتداء کرنے تاریخ کے محرم سے اور ذکر کی ہیں لوگوں نے بیچ سبب عمل کرنے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تاریخ پر کئی چیزوں پر ان میں سے ایک یہ کہ جو ابونعیم نے روایت کی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تمہارے خط ہمارے پاس آتے ہیں ان کی تاریخ معلوم نہیں ہوتی کہ کس دن کے لکھے ہوئے ہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا سو بعض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے تاریخ شروع کی جائے اور بعض نے کہا کہ ہجرت کے دن سے شروع کریں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہجرت نے جدائی کی ہے درمیان حق اور باطل کے سو اس سے تاریخ شروع کرو اور یہ ستر واں سال تھا پھر بعض نے کہا کہ رمضان سے شروع کرو اور بعض نے کہا کہ محرم سے اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محرم سے شروع کرو کہ وہ وقت پھرنے لوگوں کا ہے حج سے سو سب نے اس پر اتفاق کیا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تحریر لائی گئی جس کا وقت معین یعنی وعدے کا وقت شعبان تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کون سا شعبان مراد ہے گزرا ہوا یا حال کا یا آئندہ پھر فرمایا کہ لوگوں کے واسطے ایک تاریخ مقرر کرو کہ اس کو پہچانیں اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد یمن سے آیا تو اس نے کہا کہ میں نے یمن میں ایک چیز دیکھی اس کا نام تاریخ رکھتے ہیں لکھتے ہیں اس کو فلاں سال سے فلاں مہینے سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ خوب ہے تم بھی ایک تاریخ مقرر کرو لوگوں کو جمع کیا پھر ساری حدیث بیان کی جیسا کہ پہلے گزر کہ بعض نے کچھ کیا اور بعض نے کچھ الخ اور آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کا اشارہ عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ (فتح)

٣٦٤٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى الْأُولَى تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ.

٣٦٤٢۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مکے میں دو رکعت نماز فرض ہوئی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی پھر چار رکعت نماز فرض ہوئی اور چھوڑی گئی سفر کی نماز پہلے حال پر۔

فائدہ: یعنی اس چیز پر کہ تھے اس پر عدم وجود زائد سے برخلاف نماز وطن کے کہ اس سے تین نمازوں میں دو دو رکعتیں زیادہ ہوگئیں پس معنی یہ ہیں کہ برقرار رکھی گئی نماز سفر کی اوپر جواز تمام کے یعنی جائز ہے پوری نماز پڑھنا

اگرچہ قصر کرنا واجب ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَمَرْثِيَتِهِ لِمَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ.

باب ہے بیان میں قول حضرت ﷺ کے کہ الٰہی جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہجرت کو اور غم کھانا حضرت ﷺ کا واسطے اس شخص کے جو مکے میں فوت ہوا۔

فائدہ: مرثیہ مردے کی خوبیوں کو شمار کرنا ہے اور مراد یہاں افسوس کرنا اور دردناک ہونا ہے اس کے لیے اس واسطے کہ وہ اس شہر میں فوت ہوا جس سے اس نے ہجرت کی۔ (فتح)

٣٦٤٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَّرَضٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰى وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَّلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِّي وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قَالَ فَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهٖ قَالَ الثُّلُثُ يَا سَعْدُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَسْتَ بِنَافِقٍ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا آجَرَكَ اللّٰهُ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً وَّلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَّيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ اللّٰهُمَّ أَمْضِ

٣٦٤٣۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال حضرت ﷺ میری بیمار پرسی کو تشریف لائے یعنی ایک بیماری جس سے میں قریب المرگ ہوا میں نے کہا کہ آپ ﷺ دیکھتے ہیں کہ میری بیماری کس حد کو پہنچی یعنی میں بہت بیمار ہوں اور زندگی کی کچھ توقع نہیں اور میں بیمار ہوں اور میری صرف ایک بیٹی ہے اس کے سوا کوئی میرا وارث نہیں حکم ہو تو ایک حصہ بیٹی کو دوں اور دو حصے خیرات کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کیا آدھا مال خیرات کروں یعنی اور آدھا بیٹی کو دوں فرمایا اے سعد رضی اللہ عنہ تہائی خیرات کر اور تہائی بھی بہت ہے اگر تو اپنی اولاد کو مالدار چھوڑے بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہاتھ پھیلا کر اور تو اللہ کی رضا مندی کے واسطے کچھ خرچ نہیں کرے گا مگر کہ اللہ تجھ کو اس کا ثواب دے گا یہاں تک کہ جو لقمہ تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی ثواب پائے گا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں نے کہا یا حضرت ﷺ کیا میں چھوڑ دیا جاؤں گا بعد اپنے ساتھیوں کے چلے جانے کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ہرگز نہیں چھوڑا جائے گا اور تو کوئی عمل (صالح) نہیں کرے گا جس سے تو اللہ کی رضا مندی

لِأَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَآئِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ وَمُوْسٰى عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ.

چاہتا ہو مگر اس کے سبب سے تیرا درجہ اور مرتبہ بلند ہو گا تو شاید کہ تو پیچھے چھوڑا جائے یعنی تیری زندگی بہت ہو گی کہ نفع پائیں گے تجھ سے گروہ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ یعنی تیرے جہاد سے مسلمانوں کو قوت ہو گی اور کافروں کو ضرر۔ الٰہی! جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہجرت کو اور نہ پھیر ان کو ان کی ایڑیوں پر لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے واسطے غم کھاتے تھے اور افسوس کرتے تھے اس پر کہ باوجود ہجرت کے مکے میں آ کر فوت ہوئے۔

فائدہ: اور سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہوئے تھے (فتح) اور ایک روایت میں اولاد کے بدلے وارثوں کا ذکر آیا ہے۔

بَابُ كَيْفَ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهٖ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَقَالَ أَبُوْ جُحَيْفَةَ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَآءِ.

باب ہے بیان میں کہ کس طرح برادری کروائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان یعنی مہاجرین اور انصار کے۔ یعنی اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم مدینے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان برادری کروائی اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ برادری کروائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان سلمان رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: یعنی مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینے میں آئے اور اپنا سب مال اسباب مکے میں چھوڑ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصار کا بھائی بنا دیا یعنی کہا کہ ایک دوسرے کو اپنے سگے بھائی کی طرح جانے اور مرنے کے بعد ایک دوسرے کا وارث ہو اور ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان دو بار برادری کروائی ایک بار خاص مہاجرین میں اور یہ کہ مکے میں تھے اور دوسری بار مہاجرین اور انصار میں اور مراد اس جگہ یہی ہے اور واقدی نے ایک جماعت تابعین سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو برادری کروائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان مہاجرین کے اور برادری کروائی درمیان مہاجرین اور انصار کے اور آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے اور وہ نوے آدمی تھے بعض انصار سے اور بعض مہاجرین

سے اور بعض کہتے ہیں کہ سو تھے پھر جب اولوالارحام کی آیت اتری تو باطل ہوا آپس میں وارث ہونا ان کا ساتھ اس برادری کے میں کہتا ہوں کہ فرائض میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آئے گا جب مہاجرین مدینے میں آئے تو مہاجری انصاری کا وارث ہوتا تھا ساتھ اس برادری کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان کروائی ناتے دار ان کے وارث نہ ہوتے تھے پھر آیت ﴿اُولُوا الْاَرْحَامِ﴾ کی اتری اور سہیلی نے کہا کہ برادری کروائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان تا کہ دور ہو ان سے وحشت تنہائی کی اور تسلی پائیں اپنے اہل اور قبیلے کی جدائی سے اور ایک دوسرے کا بازو مضبوط کریں پھر جب اسلام غالب ہوا اور لوگ جمع ہوئے اور وحشت دور ہوئی تو اللہ تعالی نے وراثت باطل کی اور سب ایمانداروں کو آپس میں بھائی ٹھہرایا یعنی باہم دوستی رکھنے اور شمول دعوت میں اور اس کی ابتدا میں اختلاف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہجرت سے پیچھے پانچ مہینے اور بعض کہتے ہیں کہ نو مہینے اور بعض کہتے ہیں کہ مسجد کے بنانے کے وقت اور بعض اس کے سوا کہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بھائی علی رضی اللہ عنہ کو بنایا اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے منہاج میں اس سے انکار کیا ہے یعنی جو کتاب اس نے ابن مطہر رافضی کے رد میں لکھی اور یہ رد کرنا نص کا ساتھ قیاس کے یعنی ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے قیاس کے ساتھ نص کو رد کیا ہے اور اس نے برادری کروانے کی حکمت نہیں سمجھی اس واسطے کہ مہاجرین اقویٰ تھے بعض سے ساتھ مال اور برادری کے پس برادری کروائی درمیان اعلی اور ادنی کے تا کہ رفاقت حاصل کرے ادنیٰ ساتھ اعلیٰ کے اور مدد لے اعلیٰ ساتھ ادنیٰ کے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی برادری درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور علی رضی اللہ عنہ کے کہ وہ لڑکپن کے زمانے سے ان کے ساتھ قائم تھے اور بدستور رہے۔ (فتح)
یہ حدیث پہلے کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے ذکر کرنا ہے ان لوگوں کا جن کے درمیان برادری واقع ہوئی مہاجرین اور انصار سے یعنی ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں جو مذکور ہوئے۔ (فتح)

۳۶۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلَّنِي عَلَى السُّوقِ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ

۳۶۴۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ انصاری کے درمیان برادری کروائی تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو پیش کش کی کہ اس سے اپنا اہل اور مال آدھوں آدھ بانٹ لے تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تجھ کو تیرے اہل اور مال میں برکت دے مجھ کو بازار کی راہ دکھا تو حاصل کیا اس نے کچھ نفع گھی اور پنیر سے تو چند روز کے بعد اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو فرمایا کہ اے

وَسْمِنٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَيَّامٍ وَّعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ فَمَا سُقْتَ فِيْهَا فَقَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

عبدالرحمن رضی اللہ عنہ یہ کہا ہے کہا میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا سو فرمایا کہ تو نے اس کو مہر کیا دیا کہا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں آئے گی۔

بَابٌ

یہ باب ہے

۳۶۴۵۔ حَدَّثَنِيْ حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ بَلَغَهٗ مَقْدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَاَتَاهُ يَسْاَلُهٗ عَنْ اَشْيَاءَ فَقَالَ اِنِّيْ سَآئِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِيٌّ مَا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامٍ يَّاْكُلُهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَمَا بَالُ الْوَلَدِ يَنْزِعُ اِلٰى اَبِيْهِ اَوْ اِلٰى اُمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِيْ بِهٖ جِبْرِيْلُ اٰنِفًا قَالَ ابْنُ سَلَامٍ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَآئِكَةِ قَالَ اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَّاْكُلُهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوْتِ وَاَمَّا الْوَلَدُ فَاِذَا سَبَقَ مَآءُ الرَّجُلِ مَآءَ الْمَرْاَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَاِذَا سَبَقَ مَآءُ الْمَرْاَةِ مَآءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ قَالَ اَشْهَدُ

۳۶۴۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے میں آنے کی خبر پہنچی سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ چیزیں پوچھنے کو سو کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیز کا سوال کرتا ہوں جنکو پیغمبر کے سوا کوئی نہیں جانتا سو فرمایئے کہ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے اور بہشتی لوگ پہلا کھانا کیا کھائیں گے اور کیا سبب ہے کہ لڑکا اپنے ماں باپ سے مشابہ ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو اس کی ابھی خبر دی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ فرشتوں سے یہود کا دشمن ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے پہلی نشانی تو یہ ہے کہ آگ لوگوں کو مشرق سے مغرب تک ہانک لے جائے گی اور لیکن پہلا کھانا جس کو بہشتی کھائیں گے سو مچھلی کے کلیجے کی بڑی نوک ہوگی اور اسی طرح مشابہ ہونا بچے کا سو البتہ شان یہ ہے کہ جب مرد کی منی عورت کی منی پر سبقت لے اور غلبہ کرے تو مرد لڑکے کو اپنی صورت پر کھینچتا ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر سبقت کرے تو عورت لڑکے کو اپنی

أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ فَاسْأَلْهُمْ عَنِّيْ قَبْلَ أَنْ يَّعْلَمُوْا بِإِسْلَامِيْ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فِيْكُمْ قَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَأَفْضَلُنَا وَابْنُ أَفْضَلِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَأَعَادَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَتَنَقَّصُوْهُ قَالَ هٰذَا كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

صورت پر کھینچتی ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں پھر کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم یہود بڑے مفتری لوگ ہیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے میرا حال دریافت کیجیے پہلے اس سے کہ میرا مسلمان ہونا ان پر معلوم ہو سو یہود آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تم میں سے کیسے مرد ہیں تو یہود نے کہا کہ وہ ہمارے بہتر ہیں اور بہتر کے لڑکے ہیں اور ہمارے افضل ہیں اور ہمارے افضل کے لڑکے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا بتلاؤ تو اگر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مسلمان ہو جائیں تو تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے یہود نے کہا کہ اللہ اس کو اسلام سے پناہ میں رکھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پھر یہ فرمایا تو انہوں نے پھر یہی جواب دیا پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کی طرف نکلے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو یہود نے کہا کہ یہ شخص ہم میں نہایت برا ہے اور برے کا بیٹا ہے اور اس کو گھٹایا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی بات سے ڈرتا تھا۔

فائدہ: مچھلی کے کلیجے کی نوک کو اس واسطے خاص کیا کہ وہ کھانے میں نہایت لذیذ ہے اور کہتے ہیں کہ وہ مچھلی وہی ہے جس پر زمین کھڑی ہے اور اشارہ ہے ساتھ اس کے طرف تمام ہونے دنیا کے اور یہ جو کہا کہ جب مرد کی منی سبقت کرے الخ تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب مرد کی منی بلند ہو تو لڑکا اپنے چچوں کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی غالب ہو تو اپنے ماموں کے مشابہ ہوتا ہے تو مراد اس حدیث میں بلند ہونے سے سبقت کرنا ہے اور ثوبان کی حدیث میں ہے کہ جب مرد کی منی عورت کی منی سے بلند ہو تو لڑکا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی بلند ہو تو لڑکی ہوتی ہے تو اس حدیث میں بلند ہونا اپنے ظاہر پر محمول ہے پس سبقت نشانی نر اور مادہ ہونے کی ہے اور بلند ہونا نشانی مشابہ ہونے کے ہے پس دور ہو گا اشکال اور دور ہو گی مراد ساتھ بلند ہونے کے جو مشابہ ہونے کا سبب ہے

باعتبار کثرت کے اس طور سے کہ دوسری منی اس میں معدوم ہو پس ساتھ اس سبب سے حاصل ہوگا شبہ اور یہ چند قسم ہے اولیٰ ہے کہ سبقت کرے منی مرد کی اور اکثر ہو تو حاصل ہوگا اس سبب سے نر ہونا اور مشابہ ہونا اور دوسری قسم اس کے برعکس ہے اور تیسری قسم یہ ہے کہ سبقت کرے منی مرد کی اور عورت کی منی بہت ہو تو اس حال میں بچہ نر ہوتا ہے اور مشابہ ماں کے ہوتا ہے اور چوتھی قسم اس کے برعکس ہے اور پانچویں قسم یہ ہے کہ مرد کی منی سبقت کرے اور دونوں برابر ہوں پس نر ہوتا ہے خاص کسی کے مشابہ نہیں ہوتا اور چھٹی قسم اس کے برعکس ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا نام پہلے حصین تھا پھر جب مسلمان ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ رکھا۔

۳۶۴۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ أَبَا الْمِنْهَالِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مُطْعِمٍ قَالَ بَاعَ شَرِيْكٌ لِّيْ دَرَاهِمَ فِي السُّوْقِ نَسِيْئَةً فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ أَيَصْلُحُ هٰذَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ بِعْتُهَا فِي السُّوْقِ فَمَا عَابَهُ أَحَدٌ فَسَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ هٰذَا الْبَيْعَ فَقَالَ مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ وَّمَا كَانَ نَسِيْئَةً فَلَا يَصْلُحُ وَالْقَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَاسْأَلْهُ فَإِنَّهٗ كَانَ أَعْظَمَنَا تِجَارَةً فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالَ مِثْلَهٗ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَقَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ وَقَالَ نَسِيْئَةً إِلَى الْمَوْسِمِ أَوِ الْحَجِّ.

۳۶۴۶۔ عبدالرحمٰن بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ایک شریک نے کچھ درہم بازار میں ادھار بیچے یعنی ان کا بدل بالفعل نہ لیا تو میں نے کہا کہ سبحان اللہ کیا یہ درست ہے تو اس نے کہا سبحان اللہ میں نے اس کو بازار میں بیچا ہے تو کسی نے اس کو عیب نہیں کیا سو میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے اور ہم آپس میں یہ بیع کرتے تھے یعنی ادھار بیچنا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دست بدست ہو وہ درست ہے اور جو ادھار ہو وہ درست نہیں اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مل کر ان سے پوچھ کہ وہ ہم میں بہت تجارت کرتے ہیں ان کو یہ مسئلہ خوب یاد ہوگا تو میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ملکر پوچھا تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا یعنی اگر ہاتھوں ہاتھ ہو تو درست ہے اور اگر ادھار ہو تو درست نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ہم حج کے موسم تک ادھار کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح شرکت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور ہم یہ بیع کرتے تھے پس تحقیق اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ برقرار رکھا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے معاملوں پر جن پر ان کو پایا مگر وہ چیز کہ اس کو مستثنیٰ کیا سو اس کو ان کے واسطے بیان کیا۔ (فتح)

بَابُ إِتْيَانِ الْيَهُوْدِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

آنا یہود کا پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جب کہ آپ مدینے

وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ

میں تشریف لائے

فائدہ: یہود میں سے پہلے پہل ابو یاسر آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کا کلام سنا پھر جب پھر گئے تو اپنی قوم سے کہا کہ میرا کہنا مانو سو بیشک یہی ہے پیغمبر جس کا ہم انتظار کرتے تھے تو ان کے بھائی نے ان کا کہنا نہ مانا اور سب لوگ اس کا کہا مانتے تھے جب اس نے ابو یاسر کا کہنا نہ مانا تو اس کے سبب سے اور لوگوں نے بھی ان کو کہنا نہ مانا اور ایک روایت میں ہے کہ میمون بن یامین حضرت ﷺ کے پاس آئے اور وہ یہود کے سردار تھے تو وہ مسلمان ہو گئے پھر کہا کہ یا حضرت ﷺ یہود کو بلا بھیجے اور مجھ کو منصف ٹھہرا لیجیے تو حضرت ﷺ نے اس کو اندر چھپا کر بٹھایا پھر ان کو بلایا تو وہ آئے اور آپ ﷺ سے کلام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد کا اختیار کرو جو میرے اور تمہارے درمیان منصف ہو یہود نے کہا کہ ہم میمون بن یامین سے راضی ہیں وہ منصف ہو حضرت ﷺ نے فرمایا اے میمون باہر آ تو انہوں نے کہا کہ بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے سچے رسول ہیں تو انہوں نے ان کو سچا نہ مانا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں آئے اور یہود آپ ﷺ کی پیروی سے باز رہے تو آپ ﷺ نے ان کے درمیان ایک عہد نامہ لکھا اور وہ تین قبیلے تھے بنی قینقاع بنی نضیر اور بنی قریظہ سو تینوں نے عہد نامہ توڑ ڈالا سو حضرت ﷺ نے بنو قینقاع پر احسان کیا اور بنی نضیر کو شام کے ملک کی طرف جلا وطن کیا اور بنی قریظہ کی بیخ بنیاد اکھاڑ ڈالی وَسَيَأْتِيْ بَيَانُهٗ مُفَصَّلًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ۔ (فتح)

﴿هَادُوْا﴾ صَارُوْا يَهُوْدًا وَّاَمَّا قَوْلُهٗ ﴿هُدْنَا﴾ تُبْنَا هَآئِدٌ تَائِبٌ

یعنی ھادوا کے معنی یہ ہیں یہودی ہو گئے یعنی اس آیت میں ﴿وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ﴾ اور اسی طرح قول اللہ تعالی کا ﴿اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ﴾ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے تیری طرف توبہ کی ھَآئِدٌ کے معنی ہیں توبہ کرنے والا۔

٣٦٤٧۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اٰمَنَ بِيْ عَشَرَةٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لَاٰمَنَ بِي الْيَهُوْدُ.

۳۶۴۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر دس یہودی میرے ساتھ ایمان لاتے تو سب کے سب مسلمان ہو جاتے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ بے مسلمان ہوئے کوئی یہودی باقی نہ رہتا اور کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ لوگ وہ ہیں جن کا اللہ نے سورہ مائدہ میں نام لیا ہے بنابریں اس کے پس دس آدمی خاص ہیں نہیں تو یہودی دس سے زیادہ مسلمان ہوئے تھے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ لوگ وہ ہیں جو سردار تھے اور جو ان کے سوا تھے وہ سب ان کے تابعدار تھے اور نہ

مسلمان ہوئے ان میں سے مگر تھوڑے مانند عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اور وہ یہود میں مشہور رئیس تھے وقت آنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے میں اور بنونضیر سے ابو یاسر اور حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف اور رافع بن ابی حقیق اور بنی قینقاع سے عبداللہ بن حنیف اور فنحاص اور رفاعہ اور بنی قریظہ سے زبیر بن باطیا اور کعب بن اسد اور مشویل بن زید ہر ایک ان میں سے یہود میں سردار تھا اور کوئی ان میں مسلمان نہیں ہوا یعنی سوائے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اور اگر کوئی ایمان لاتا تو البتہ ایک جماعت ان میں سے ان کے تابع ہوتی لیکن عوام یہود سے کئی آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ (فتح)

٣٦٤٨۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْغُدَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَإِذَا أُنَاسٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ يُعَظِّمُوْنَ عَاشُوْرَآءَ وَيَصُوْمُوْنَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَحَقُّ بِصَوْمِهٖ فَأَمَرَ بِصَوْمِهٖ.

٣٦٤٨۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آئے اور اچانک یہودیوں میں سے چند لوگ عاشورے کے دن کی تعظیم کرتے تھے اور اس کا روزہ رکھتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لائق تر ہیں اس کے روزے کے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے روزے کا حکم کیا۔

٣٦٤٩۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَآءَ فَسُئِلُوْا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ أَظْفَرَ اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَبَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ عَلٰى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ تَعْظِيْمًا لَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِصَوْمِهٖ.

٣٦٤٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو یہود کو پایا کہ وہ عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں تو ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ دن ہے جس میں اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غالب کیا سو ہم اس کی تعظیم کے واسطے اس کا روزہ رکھتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ تر لائق ہیں ساتھ تعظیم موسیٰ علیہ السلام کے پھر عاشورہ کے روزے کا حکم کیا۔

فائدہ: تو اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ربیع الاول کے مہینے میں مدینے میں آئے تھے اس وقت عاشورہ

کہاں تھا تو جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا علم اس کے ساتھ متاخر ہوا ہو یعنی جب دوسرا سال داخل ہوا اور محرم آیا تو آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہود روزہ رکھتے ہیں۔

۳۶۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدِلُ شَعْرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ.

۳۶۵۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے سر کے بالوں کو پیشانی پر ہی چھوڑتے تھے یعنی یوں ہی پڑے رہتے تھے بغیر مانگ نکالنے کے اور مشرکین اپنے سر کے بالوں میں مانگ نکالتے تھے اور اہل کتاب اپنے سر کے بال پیشانی پر چھوڑتے تھے اور حضرت ﷺ اہل کتاب کی موافقت کو درست رکھتے تھے اس چیز میں جس میں آپ ﷺ کو کوئی حکم نہ ہوا ہوتا پھر حضرت ﷺ نے اپنے سر میں مانگ نکالی۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ تھے حضرت ﷺ دوست رکھتے اہل کتاب کی موافقت کو جب کہ بت پرستوں کے مخالف ہوتے واسطے لینے کے اخف امرین کو پھر جب مکہ فتح ہوا تو بت پرست مسلمان ہوئے تو رجوع کیا طرف مخالفت باقی کفار کے اور وہ اہل کتاب تھے۔ (فتح)

۳۶۵۱۔ حَدَّثَنِيْ زِيَادُ بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّؤُوْهُ أَجْزَآءً فَآمَنُوْا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوْا بِبَعْضِهِ يَعْنِيْ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾.

۳۶۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اہل کتاب ہیں کہ جنہوں نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یعنی اس آیت میں ﴿اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾ سو بعض کے ساتھ ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کفر کیا۔

بَابُ إِسْلَامِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا

۳۶۵۲۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَقِيْقٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ أَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا

۳۶۵۲۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ باری باری لیا ان کو کچھ اوپر دس مالکوں نے کہ ایک سے دوسرے نے خریدا۔

أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنَّهُ تَدَاوَلَهُ بِضْعَةَ عَشَرَ مِنْ رَبٍّ إِلٰى رَبٍّ.

فائدہ: شاید اس کو یہ حدیث نہیں پہنچی کہ مالک کو رب کہنا منع ہے اور بضع تین سے دس تک کو کہتے ہیں۔

٣٦٥٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أَنَا مِنْ رَّامِ هُرْمُزَ.

٣٦٥٣۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رام ہرمز کے اہل سے ہوں۔

فائدہ: اور وہ ایک شہر ہے فارس کی زمین میں۔

٣٦٥٤۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ فَتْرَةٌ بَيْنَ عِيْسٰى وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ سِتُّ مِائَةِ سَنَةٍ.

٣٦٥٤۔ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدت بند ہونے رسولوں کے درمیان عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو برس ہے۔

فائدہ: مراد فترت سے وہ مدت ہے جس میں کوئی رسول پیدا نہیں ہوا لیکن یہ منع نہیں کہ اس میں کوئی نبی ہوا ہو جو پچھلے رسول کی شریعت کی طرف بلائے اور ابن جوزی نے کہا کہ اس پر اتفاق ہے لیکن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فترت کا زمانہ پانچ سو ساٹھ برس کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ چار سو برس کا اور وجہ مناسبت ان حدیثوں کی ساتھ اسلام سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اشارہ ہے طرف اس کے جو حدیثیں اس کے قصے میں وارد ہوئیں ہیں وہ اس کی شرط پر نہیں اگرچہ بعض کی اسناد صحیح ہیں اور حاصل حدیثوں باب کا یہ ہے کہ وہ مسلمان ہوئے بعد اس کے کہ باری باری سے لیا ان کو ایک جماعت نے غلامی میں بعد اس کے کہ انہوں نے اپنے وطن سے ہجرت کی اور اتنی مدت طویل سے غائب رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اسلام کے ساتھ احسان کیا کہ اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے۔

الحمد للہ پارہ پانزدہم تمام ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

❀......❀......❀